TIGHT BINDING BOOK

UNIVERSAL
LIBRARY
OU_188549
UNIVERSAL
LIBRARY

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۹۰۵ Accession No. ۱۹۹۱

Author ذ-ت ذکاء اللہ، محمد

Title تاریخ ہندوستان

This book should be returned on or before the date last marked below.



تاریخ ہندوستان

سلطنت اسلامیۂ ہند

جلد ہشتم

بادشاہنامہ عالمگیری

اس مین

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا حال از اول

تا آخر لکھا ہے

مصنفہ

خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونی ورسٹی

سابق پروفیسر ورنیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر

میور سنٹرل کالج الہ آباد

۱۸۹۸ء

مطبع شمس المطابع دہلی مین باہتمام منشی محمد عطاء اللہ مطبوعہ ہوئی

۱۹۹۱

اشتہار

تاریخ ہندوستان

مصنفہ خان بہادر شمس العلماء مولوی محمد ذکاء اللہ فیلو الہ آباد یونیورسٹی
سابق پروفیسر و نیکیولر سائنس اینڈ لٹریچر

اس تاریخ کے اٹھارہ حصے تیرہ جلدون مین مجلد ہین اور اونکے سات ہزار ایک سو اٹھتر ۷۱۶۹ صفحے بہ تفصیل ذیل ہین

	صفحے	قیمت	محصول
ہندوؤن کے عہد سلطنت کی تاریخ			
مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ جسکے پانچہزار ایک سو ایک صفحہ ہین			
جلد اول مع اسمین مضامین یہ ہین (۱) تمہید — (۲) مقدمہ تاریخ کے باب مین (۳) اہل عرب کے زمانہ جاہلیت کا بیان (۴) ایکسو اٹھارہ سلاطین اسلامیہ کے خاندان جنہون نے دنیا مین اپنی سلطنت پھیلائی انکی ترقی و تنزل کا بیان نہایت مختصر (۵) ملک سندہ کی تاریخ اہل عرب کی حملہ آوری اور فتحیابی سے خلفاء عباسیہ کے عہد تک (۶) خاندان غزنی کی تاریخ (۷) خاندان غوری کی تاریخ —	۵۱۰	عہ۴	۰۳
جلد دوم مین (۱) خاندان خلجیہ کی تاریخ (۲) خاندان التمش کی تاریخ — (۳) سلاطین سادات و لودھی کی تاریخ —	۴۰۶	عہ۴	۰۱
جلد سوم (۱) بابر نامہ (۲) شرف نامہ ہمایون (۳) رزم نامہ شیر شاہی —	۵۳۰	عہ۴	۰۲
جلد چہارم - اسکے دو حصے ہین حصہ اول مین			

cked 1978

فہرست مضامین بادشاہنامۂ عالمگیری

ابو المظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک صفحہ ۳ سے ۵۲ تک

ولادت — شاہجہان کی علالت اور داراشکوہ کا اختیار سلطنت — داراشکوہ کی تدبیر سلطنت حاصل کرنے کی — بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبرآباد مین آنا اور شجاع سے لڑنے کے لئے لشکر بھیجنا اور شجاع کا بھاگنا — داراشکوہ کا لشکر مالوہ بھیجنا — اورنگ زیب کو داراشکوہ سے نفرت کا سبب — اورنگ زیب کا اورنگ آباد سے برہان پور مین آنا — مراد بخش پاس اورنگ زیب کا پیام — راجہ جسونت سنگہ کا احوال — اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگہ کی لڑائی اور اورنگ زیب کی فتح شاہجہان کا حال — داراشکوہ کا محمد امین خان کا قید کرنا — دریاے چنبل پر اورنگ زیب کے لشکر کے روکنے کے لئے داراشکوہ کا فوج بھیجنا — اکبرآباد کے قریب داراشکوہ اور اورنگ زیب کی لڑائی اور داراکا شکست پاکر دہلی بھاگنا اور دہلی سے لاہور جانا — داراشکوہ کا حال — اکبرآباد سے اورنگ زیب کا شاہجہان آباد جانا — مراد بخش کا قید کرنا — مراد کا قید ہونا اور اوسکے ملازمون کو اورنگ زیب کے اپنا ساتھ گانٹھ لینا اور مراد کو سلیم گڈہ کے قلعہ مین بھیجنا — داراشکوہ و سلیمان و مراد بخش کے امراء کا اورنگ زیب پاس آنا — داراشکوہ کا حال دہلی سے لاہور تک جانے مین اور اورنگ زیب کی عزیمت پنجاب — اورنگ زیب کا تخت سلطنت پر بیٹھنا اور داراشکوہ و سلیمان شکوہ کے لئے لشکر بھیجنا اور خود پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا

سلیمان شکوہ کا حال خلیل اللہ خان و بہادر خان کے لشکرون کا حال — عالمگیر
کا حال — دارا شکوہ کا حال لاہور سے فرار ہونے کے بعد — شیخ میر کا دارا شکوہ کے
تعاقب مین بھیجنا — بادشاہ ملتان سے شاہجہان آباد آنا اور شاہزادہ شجاع کے
معاملات — اورنگ زیب و شجاع کی محبت و اتحاد کی باتین — شجاع کا الہ آباد آنا
جشن وزن شمسی سال چہل و دوم — بادشاہ کا شجاع سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا
شجاع اور عالمگیر کے لشکرون کی معرکہ آرائی اور راجہ جسونت سنگھ کی دغابازی —
شیخ میر و صف شکن خان کے لشکرون کا بیان جو دارا شکوہ کے تعاقب مین گئے تھے
اور دارا شکوہ کی سرگشتگی — بادشاہ کا کچھوہہ سے اکبرآباد مین آنا اور قلعہ الہ آباد کا
فتح ہونا — مراد بخش کا قلعہ گوالیار مین مقید ہونا — ڈاکٹر برنیر کا بیان راجہ
جسونت سنگھ کا — دارا شکوہ کا حال — دارا شکوہ اور راجہ جسونت سنگھ
کے معاملات — دارا شکوہ اور لشکر بادشاہی کی لڑائی — بادشاہ کا حال
بادشاہ کا جلوس ثانی اور سکہ و خطبہ و القاب کا مقرر ہونا — ماہ و سال کا حساب بدلنا
اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا — دارا شکوہ کا باقی احوال — کل ممالک
محروسہ مین غلہ اور اجناس کے باج کا بخشنا اور حاصل راہداری کا موقوف کرنا
تعین محتسب و منع منہیات و مسکرات — اکبرآباد کے قلعہ کے گرد حصار کا بننا —
قلعہ شاہجہان آباد مین ارکم گاہ کے پاس ایک مسجد (موتی مسجد) کا بنانا —
شجاع کا حال سوا مہینہ کا بنارس سے بھاگنے سے رختک تک بھاگتے ہین —
شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع پاس جانا اور اوس کی بیٹی سے نکاح کرنا —
اکبرنگر پر شجاع کا قبضہ — بادشاہ کا حال — بادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے
پاس سے مراجعت کرنا — راجہ کرن بھورسہ کی تنبیہ کے لئے امیر خان کا بھیجنا دکن
اور مرہٹون کے ملک کا بیان —

سیواجی کی ولادت اور تعلیم صفحہ ۱۲۵ سے ۱۲۸ تک

سیواجی کی ولادت اور تعلیم ۔ سیواجی کا لٹیرا بن ۔ سیواجی کے یار اور مددگار
پہاڑی قلعون پر سیواجی کا قبضہ ۔ باپ کی جاگیر پر قبضہ ۔ سیواجی کی پہلی
بغاوت والی بیجاپور سے ۔ شاہ جی کا قید ہونا اور چھوٹنا ۔ سیواجی کے نئے
حملے اور اورنگ زیب سے معاملات ۔ افضل خان کا سیواجی سے لڑنے کے لئے
بھیجا جانا ۔ علی عادل شاہ کی ایک دفعہ اور فوج کشی ۔ دوسری دفعہ علی عادل شاہ کا
فوج بھیجنا ۔ سیواجی کی صلح والی بیجاپور سے ۔ قلعہ چاکنہ کی فتح ۔ جشن وزن
شمسی سال ۱۴ مطابق سنہ جلوس و قلعہ پرندہ کی فتح ۔ سری نگر سے سلیمان شکوہ کو حضور میں
لانا ۔ ایلچیون کا آنا ۔ گرانی غلہ ۔

واقعات سال چہارم ۱۰۷۱ھ ۱۶۶۱ء صفحہ ۱۴۸ سے ۱۳۱ تک

بداق بیگ سفیر ایران ۔ قلعہ کھانا کھیری کی فتح ۔ چیت بندیلہ ۔ شاہزادہ محمد معظم
کی شادی ۔ تسخیر ولایت پلامؤن (پالامؤ) دلق صوبہ بہار ۔ بادشاہ کا حال ۔
خانخان عرف معظم خان کی تمہیدات ملک آسام کی فتح کی ۔ کوچ بہار کا حال ۔
فتح آسام کے قصد سے لشکر کا کوچ ۔ ملک آشام میں لشکر کا آنا ۔ قلعہ سملہ گڈہ کا محاصرہ
قلعہ سملہ گڈہ کی فتح ۔ نوارہ کا حال اور لکھوگر میں لشکر شاہی کا آنا ۔ لشکر کا
لکھوگر سے کوچ کرنا اور کھرگانو کا فتح ہونا ۔ آشامیون کی قید سے ہندو مسلمانون کا چھوٹنا
آشام کی غنیمت ۔ ملک آشام کے طول و عرض کا اور اہل آشام کی اوضاع کا بیان
لشکر کا کھرگانو سے متھراپور جانا اور تھانون کا مقرر ہونا ۔ برسات کا آنا اور
فساد و زکا اوٹھنا ۔ کوچ بہار پر راجہ نرائن کا پھر تصرف میں آنا ۔ لکھوگر کی
جانب فرہاد خان کا جانا اور قضا یا رعجیبہ کا نمودار ہونا اور لشکر کا واپس آنا ۔
راہون کا مسدود ہونا اور تھانون کا اٹھنا اور اور قضیئے ۔ کھرگانو مین
جو لشکر کو قضیئے پیش آئے ۔ لکھوگر اور نوارہ کا حال اور اور قضا یا کہ اس
محال مین پیدا ہوئے ۔ کھرگانو متھراپور مین امراض وبا کا پھیلنا اور غلہ کا

قحط پڑنا اور نواب کی مراجعت کرنی — راہون کا کہلانا اور وبا و قحط کا کم ہونا
راجہ کا تعاقب اور موضع یدام مین پہنچنا اور اور واقعات — مصالحہ کا ہونا اور اہل اسلام
کا طلسم آشام سے نجات پانا — نواب کا انتقال کرنا +

واقعات سال پنجم جلوس سنہ ۱۰۷۲ صفحہ ۲۱۳ سے ۲۱۸ تک

جشن جلوس عید — بادشاہ کی علالت و صحت — جشن قمری و صحت قطب الدین خان
خوشگی فوجدار جوناگڈہ کا ملک جام کا فتح کرنا اور زمیندار رائے سنگہ کا کشتہ ہونا —
شاہزادہ مراد بخش کا قتل ہونا —

واقعات سال ششم سنہ ۱۰۷۳ صفحہ ۲۱۸ سے ۲۲۵ تک

بادشاہ کا کشمیر جانا — قوم سنبل کا استیصال — متفرقات و خیرات — سیواجی
کے حملے بادشاہی ملک پر — سیواجی کا امیر الامرا کو دغا سے زخمی کرنا — سیواجی
کے اور امیر الامرا کے معاملہ جس طرح مرہٹے بیان کرتے ہین —

واقعات سال ہفتم سنہ ۱۰۷۴ صفحہ ۲۲۵ سے ۲۳۸ تک

سیواجی کا سورت کا لوٹنا — شاہ جی کا مرنا — سیواجی کی گوشمالی کے لئے
لشکر شاہی کا مقرر ہونا —

واقعات سال ہشتم سنہ ۱۰۷۵ صفحہ ۲۳۸ سے صفحہ ۲۴۴ تک

راجہ جے سنگہ کا لشکر کے ساتھ مہم سیواجی ۱۶۶۵ کے الفراغ کے بعد ملک بیجاپور کی
تخریب و عادل شاہ کی تنبیہ کے لئے جانا — تبت مین بادشاہ کا خطبہ پڑہا جانا
اور مسجد کا بننا — تبت کا بیان — ولایت رختگ کے قلعہ ہاپ لنگام کی فتح

سوانح سال نہم جلوس سنہ ۱۰۷۶ صفحہ ۲۴۴

ولایت بیجاپور کی تاخت و تاراج اور دکنیون سے لڑائیان صفحہ ۲۴۴ سے

سیواجی کا دہلی جانا اور بہاگنا — اعتماد خان کا کشتہ ہونا — نیتاجی کا مسلمان ہونا

زمیندار چاندہ و دیوگڈہ پر دلیر خان کی لشکر کشی اور پیش کش کا وصول کرنا۔

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷ھ صفحہ ۲۶۸ سے

شاہزادہ محمد معظم کا دکن پہنچنا۔ قوم یوسف زئی کی سواحل دریا نیلاب پر شورش انگیزی اور اونکی تنبیہ وتادیب۔ تخمین وزن شمسی۔ عبدالرحمن خان والی کاشغر کا بیت اللہ جانا۔ عالمگیر کی تاریخ۔ بادشاہ کا حال۔

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست ویکم صفحہ ۲۷۳ سے ۳۱۸ تک

بادشاہ کا حال۔ سیواجی کا حال اسکے فرار ہونے کے بعد۔ راجہ جے سنگھ سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راہیری دراے گڈھ کا بنانا۔ سیواجی اور بادشاہ کی صلح۔ صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعون اور ملک کا فتح کرنا۔ سیواجی کی حبشیون سے لڑائی۔ سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔ سیواجی کا سورت کو لوٹنا۔ ۱۰۷۹ھ بادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔ مہابت خان کی مہمات دکن مین۔ جزیہ وزکوٰۃ۔ سیواجی اور آغر خان کی لڑائیان۔ فساد قوم یوسف زئی۔ اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔ جعفر خان کی وفات۔ اہل بیجاپور سے لڑائی۔ فساد افاغنہ۔ قاضی عبدالوہاب کی وفات۔ قلعہ سالیر۔ وکیل شرعی کا مقرر ہونا قوم ست نامی کا فساد۔ راجہ جسونت سنگھ کا مرنا اور اوسکی اولاد۔ راجپوتون سے آخر بادشاہ کا بگاڑ۔ شاہزادہ اکبر کا راجپوتون سے ملنا۔ اکبر کا ایران جانا۔ راجپوتون سے امتداد جنگ۔

معاملات دکن صفحہ ۳۱۸ سے ۳۳۵ تک

مہابت خان جہان بہادر۔ سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔ مغلون کے ملک پر سیواجی کے حملے۔ سیواجی کا اپنے باپ کے ملک پر قبضہ کرنا۔ سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔ بیجاپور کا محاصرہ۔ سیواجی کی موت اور اوسکے خصائل۔ سنبھاجی کا راجہ ہونا اور اوس کا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲ صفحہ ۳۳۵ سے ۳۳۶ تک

جہان آرا بیگم کی وفات — راجپوتوں سے لڑائی باروت خانہ کا اڑنا — بادشاہ کا برہان پور سے اورنگ آباد جانا +

سوانح سال بست و ششم سنہ ۱۰۹۳ / ۱۶۸۲ صفحہ ۳۳۶ سے ۳۳۹ تک

قلعہ رام سیج پر دھاوا — متفرقات +

سوانح سال بست و ہفتم جلوس سنہ ۱۰۹۴ — ۳۳۹ سے ۳۴۵ تک

ابوالحسن قطب الملک اور لشکر شاہی کی لڑائی ۱۶۸۳

سوانح بست و ہشتم جلوس سنہ ۱۰۹۵ صفحہ ۳۴۵ سے ۳۵۹ تک

ابوالحسن کا حال — ابوالحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پیش ہونا اور خانجہان بہادر و بادشاہ کی بے لطفی — بیجاپور پر لشکر کشی — حالات متفرقات

سوانح سال بست و نہم و سی ام سنہ ۱۰۹۷ صفحہ ۳۵۹ سے ۳۶۷ تک

بیجاپور کا فتح ہونا — بادشاہ کی حیدرآباد کی فتح کی تیاری — شاہزادہ محمد معظم کا مقید ہونا قلعہ گولکنڈہ کا محاصرہ —

سوانح سال بست و یکم سنہ ۱۰۹۸ صفحہ ۳۶۷ سے ۳۸۸ تک

قلعہ گولکنڈہ کی فتح — ولایت سکھر (سکر) کی فتح — بادشاہ کا دارالبقا حیدرآباد سے دارالظفر بیجاپور کو جانا — نعمت خان عالی کا وقائع و خافی خان — ان فتوحات کا اثر اور دکن کی بے انتظامی — فتوحات دکن سے جو فائدے بادشاہ کو ہوئے — سنبھاجی کی نالائقی اور شاہزادہ اکبر کا کابل جانا اور سنبھاجی کا گرفتار ہونا — راے گڈہ کا فتح ہونا — راجہ رام کا بھاگنا اور

اور معاملات ۔ جنجی کے محاصرہ کا بیان ۔ مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا طرز و انداز ۔ جنجی کا محاصرہ اور مرزا کام بخش ۔ مرہٹون کی آپس کی نااتفاقی راجہ رام کا حال ۔ قلعون کی فتوحات کے لئے بادشاہ کا جانا ۔

سوانح سال سی و دوم سنہ ۱۱۰۰ و ۱۱۰۱ صفحہ ۳۸۸ سے ۳۹۴ تک

بلگاؤن کی فتح ۔ قلعہ ادونی کی فتح ۔ وبا کا آنا اور بادشاہ کا سنبھا کے ملک کی تسخیر کے لئے جانا ۔ سنبھاجی کا اسیر و قتل ہونا ۔ سنبھاجی کی بدچلنی ۔ راجہ رام کا راہیڑی سے بھاگنا ۔

سوانح سال سی و سوم سنہ ۱۱۰۰ صفحہ ۳۹۴ سے ۳۹۸ تک

قلعہ راہیڑی کی فتح سنبھاجی کے بیٹے کی مدارات ۔ فتح رایچور ۔ ایک آدمی بادشاہ پاس مرید ہونے کے لئے آیا ۔ عالمگیر کے دیانت مند اعلے ملازم ۔ گدھی سنی ۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱۰۱ صفحہ ۳۹۸

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲ صفحہ ۳۹۸ سے ۴۰۱ تک

شاہزادہ محمد معظم کی رہائی ۔ ابوالخیر خان و قلعہ راج گڈہ ۔ احکام شاہی

سوانح سال سی و ششم سنہ ۱۱۰۳ صفحہ ۴۰۱ سے ۴۰۷ تک

ھھ ۔ اور الف کا املا ۔ راجہ رام ۔ پرتگیزون کا حال ۔ جنجی کی سرکشی خرچ وزہ پر محصول ۔ ابوالحسن کی چار لڑکیان ۔ روح اللہ خان کی وفات سید سعد اللہ کی سفارش ۔ نئے نوکرون کا رکھنا ۔

سوانح سال سی و ہفت سنہ ۱۱۰۴ صفحہ ۴۰۷ سے ۴۱۱ تک

مرہٹون کی بادشاہی لشکر پر فتوح ۔ قلعہ جنجی کی مہم اور شہزادہ کام بخش کا بلامین مبتلا ہونا

شاہزادہ محمد عظیم

سوانح سال سی و ہشت سنہ ۱۱۰۵ھ صفحہ ۱۱۴ سے ۱۲۴ تک

شائستہ خان کا مرنا — حکم شاہی — جہاز گنج سوائی —

سوانح سال سی و نہم سنہ ۱۱۰۶ھ صفحہ ۱۲۴ سے ۱۲۷ تک

سنتاجی سے لڑائیاں — ہمت خان کا شکست پاکر مارا جانا — شاہ عالم و محمد اعظم

سوانح سال چہلم سنہ ۱۱۰۷ھ — صفحہ ۱۲۷

سوانح سال چہل و یکم سنہ ۱۱۰۸ھ صفحہ ۱۲۷ سے ۱۴۹ تک

آب بھنبرہ (بھیمبر) بیا کی طغیانی — خان جہان بہادر ظفر جنگ کا مرنا — سیدی یاقوت خان کے قتل کا ارادہ —

سوانح سال چہل و دوم سنہ ۱۱۰۹ھ صفحہ ۱۴۹ سے ۱۴۲ تک

خواجہ یاقوت مخاطب محرم خان کے تبر لگنا — سنتا کا سر بادشاہ پاس آنا

سوانح سال چہل و سوم سنہ ۱۱۱۰ھ صفحہ ۱۴۲ سے ۱۴۳۰ تک

بادشاہ کا خود قلعون کی فتح کے لئے جانا — قلعہ ستارہ کی فتح — شاہزادہ محمد اکبر شاہزادہ معز الدین و بلوچ و قوم لئی — قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے

سوانح سال چہل و چہارم سنہ ۱۱۱۱ھ صفحہ ۱۴۳۰ سے ۱۴۳۳

قلعہ پرلے کی فتح بادشاہ کی حسن تدبیر سے — بادشاہ کا سفر بہوسان گڈہ کی طرف — حکم شاہی — کاشغر

سوانح سال چہل و پنجم سنہ ۱۱۱۲ھ صفحہ ۱۴۳۳ سے ۱۴۳۷ تک

قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بادشاہ کا جانا — فتح قلعہ صاق گڈہ و نام گیر و مفتاح و مفتوح — فتح قلعہ کھیلنا

سوانح سال چہل و ششم سنہ ۱۱۱۳ھ صفحہ ۱۴۳۷ سے

بادشاہ کا سفر کھیلنا سے بہادر گڈہ کی طرف —

سوانح چہل و ہفتم سنہ ۱۱۱۴ صفحہ ۴۴۲ سے ۴۵۰ تک

بادشاہ کے مراتب قدردانی و خانہ زاد تورانی — قلعہ کندانی کی فتح — بادشاہ کا مقام و کوچ — سفر کے مصائب — قلعہ راج گڈہ کی فتح — غلہ کی کمی اور سیدی یاقوت خان سے اوسکی طلب —

سوانح سال چہل و ہشت سنہ ۱۱۱۵ صفحہ ۴۵۰ سے ۴۵۳ تک

قلعہ ٹورنا کی فتح — قلعہ واکنکیرا کی فتح —

سوانح سال چہل و نہ سنہ ۱۱۱۶ صفحہ ۴۵۳ سے ۴۶۱ تک

قلعہ بخشندہ بخش — بادشاہ کی علالت —

سوانح سال پنجاہم سنہ ۱۱۱۷ صفحہ ۴۶۱ سے ۴۶۳ تک

ساہو پسر سنبھا — بادشاہ کا سفر — شاہزادہ محمد عظیم و کام بخش —

سوانح سال پنجاہ و یک سنہ ۱۱۱۸ صفحہ ۴۶۳ سے ۴۹۲ تک

بادشاہ کا انتقال کرنا — صفات و خصائل بادشاہ اورنگ زیب — احتساب — ہندوؤں کا مسلمان ہونا اور اونکو ناراض کرنا — عطایا، عام و خیرات و جود و احسان — ترویج علم — فتاوے عالمگیری — علم — اولاد کی تعلیم — عدالت و انصاف و رحم — حزم و احتیاط — بادشاہ کی جزئیات پر نظر — ہمت و استقلال — تقسیم اوقات — تصنیفات اورنگ زیب اور اوس کے عہد کی تصنیفات — تاریخ عہد سلطنت عالمگیری — وسعت مملکت — محاصل ملکی —

شہنشاہ عالمگیر صفحہ ۴۹۲ سے ۵۰۰ تک

اولاد کی تعلیم کے باب میں عالمگیر کے خیالات — بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند —

عالمگیر کی سلطنت کا خلاصہ اور اُسکا مال صفحہ ۵۰۰ سے

عالمگیر کی اولاد صفحہ ۵۰۴ تا ۵۰۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پادشاہنامہ عالمگیری

مینے اس پادشاہنامہ عالمگیری کو کتب مفصلہ ذیل کی اعانت سے تالیف کیا ہے۔
(۱) عالمگیرنامہ تصنیف منشی محمد کاظم بن محمد امین۔
محمد کاظم کو مرزا کاظم بھی اور اسکے باپ محمد امین کو مرزا امینا کاشی بھی کہتے ہین جس نے شاہجہان نامہ لکھا ہے اور اورنگ زیب کے سال اول جلوس مین محمد کاظم پادشاہ کا ملازم ہوا۔ پادشاہ کو اسکی انشا پردازی پسند آئی اسکو پادشاہ نے اشارہ کیا کہ ہماری سلطنت کا حال سچا سچا لکھے اور حکم دیا کہ جب تک مولف سوانح نگاری اور وقائع نگاری کرے نسخہ واقعات اور فہرست واردات کو وقائع نگار احوال ماہ بماہ و سال بسال معہ صورتجات اور ولایات کے سوانح کے اسکو حوالہ کرتے رہین اور یہ مقرر کیا کہ جو سوانح و اخبار تحریر یہ مین آئین وہ ترتیب پانے کے بعد اوقات مناسب مین خلوت مین بادشاہ کو داستان داستان سنای جائین تاکہ اسکی تصحیح و تنقیح پادشاہ کرتا رہے۔ یہ بھی حکم دیا کہ پادشاہنامہ مین ہماری شاہزادگی حال تو مفصل لکھا جا چکا ہے اب ایام سلطنت کا احوال آغاز سلطنت جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے اٹھارہ سال تک لکھا جائے اور اسکی ایک مجلد بنائی جائے پادشاہ کے فرمانے کے موافق مؤلف نے جمادی الاولی سنہ ۱۰۶۸ سے رجب سنہ ۱۰۸۶ ہجری تک ایام سلطنت کا دس سال کا احوال تالیف کیا اور ۳۲ جلوس مین بادشاہ کے روبرو پیش کیا۔ پادشاہ نے اس سبب سے کہ اسکے تردیک ناشر

باطن کی تاسیس کے سامنے آثار ظاہر کی ابقا کی وقعت کچھ نہ تھی مؤلف کو منع کر دیا کہ اب دس سال سے آگے وہ ہماری سلطنت کی تاریخ نہ لکھے مؤلف نے اس دس برس کی تاریخ پر بس کی۔

(۲) مآثر عالمگیری۔ اسکا مصنف محمد ساقی مستعد خان ہے جو بہادر شاہ کے وزیر عنایت اللہ خان کا منشی تھا۔ اسنے عالمگیر نامہ محمد کاظم سے اول دس سال کا احوال سلطنت خلاصہ کر کے لکھا۔ باقی چالیس سال کا حال زیادہ تر اپنی آنکھوں کا دیکھا تحریر کیا وہ ان چالیس سال مین بادشاہ کے دربار کے حاضرین مین سے تھا۔

(۳) فتوحات عالمگیری۔ اس کتاب کو واقعات عالمگیری بھی کہتے ہین اس کا مصنف محمد معصوم ہے وہ اورنگ زیب کے بھائی شاہ شجاع کا ملازم تھا یہ تینون عالمگیر نامے عہد نویس مورخون نے لکھے ہین اس کتاب کا نام ظفر نامہ عالمگیری بھی ہے

(۴) منتخب اللباب۔ اسکو اکثر تاریخ خافی خان کہتے ہین اسکا مصنف اورنگ زیب کی خدمت مین رہا تھا وہ اپنی تاریخ مین لکھتا ہے کہ اگرچہ اورنگ زیب کی پچاس سال کی سلطنت کا خلاصہ لکھا دریا کے پانی کو کلیا سے ناپنا ہے خصوص اسکے چالیس سال کا حال جسمین بادشاہ نے مورخون کو تاریخ کے لکھنے سے منع کر دیا تھا وہ ایک بحر بے پایان ہے لیکن راقم نے بقدر مقدور دست و پا زنی کر کے تفتیش تمام اور تفحص تام کے مقدمات اور واقعات کو قابل تحریر کیا جنمین سے بعض کو ثقہ اور بوڑھون کی زبانی اور بعض کو اہل دفتر اور واقعہ نگارون سے تحقیق کیا ہے اور بعض کو اس مدت مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کیا ہے۔

(۵) وقائع نعمت خان عالی۔ یہ مشہور کتاب ہے جسمین اورنگ زیب کی سلطنت کے بعض وقائع بطور استہزا کے لکھے ہین وہ تاریخ نہین ہے۔

(۶) جنگ نامہ نعمت خان عالی۔ یہ کتاب نعمت خان عالی نے جسکا لقب دانشمند خان تھا لکھی ہے اسمین حالات اس زمانہ سے کہ اورنگ زیب رانا سے لڑا ہی بہادر شاہ کی

جانشینی تک لکھے ہین۔

(۷) آداب عالمگیری۔ اس کتاب مین وہ ساری عرضداشتین و رقعات و تحریرات جمع ہین جو عالمگیر نے باپ کو اور امیرون و وزیرون و مشایخ و بزرگون و شہزادون کو لکھے ہین یا اپنی منشی ابوالفتح سے لکھائے ہین جسکا خطاب قابل خان تھا۔

(۸) رقعات عالمگیری۔ جسکا مصنف خود عالمگیر ہے اسکے تین مجموعے ہین جنکے نام یہ ہین (۱) کلمات طیبات (۲) قائم کرائم (۳) دستور العمل گاہی اس مین کچھ تاریخی حالات بھی لکھے ہین اکثر یہ کتاب تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہی ہے۔

(۹) تاریخ فتح آسام۔ اس مین شہاب الدین طالش خان نے آسام کی فتح کا حال لکھا جس جنگ مین وہ خود شریک تھا۔

ان کتابون کے سوا، اور چھوٹی موٹی کتابین تالیف کے وقت زیر مطالعہ رہین اور انگریزی تاریخون کی ورق گردانی اس بادشاہ کے حال کے لئے بہت کی گئی۔

اس بادشاہ کے حالات کی تاریخین پندرہ لکھی گئین مگر افسوس ہے کہ کوئی کامل تاریخ اسکی ایسی نہین جیسی کہ اسکے آباو اجداد کی تاریخین ہین اسلئے اسکے حالات مین اختلافات تاریخون مین ایسے ہین کہ کسی اور بادشاہ کے حال مین نہین۔

ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر بادشاہ غازی کا بیان ولادت سے بادشاہ ہونے تک۔

خافی خان نے اپنی تاریخ مین لکھا ہے کہ اورنگ زیب ۱۰۲۸ھ مین پیدا ہوا اسکی تاریخ ولادت آفتاب عالم تاب لکھی بادشاہنامہ مین تاریخ ولادت ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۷ھ ہے اور ظفرنامہ مین شب یکشنبہ ۱۵ ذیقعدہ ۱۰۲۸ھ لکھی ہے وہ دو ہو دو جو اصل مین ۱۰۲۸ھ ہے جسکی وجہ تسمیہ ہمنے پہلے لکھی ہے وہ احمد آباد سے سو میل اور بڑودہ سے شمال مشرق مین ۳۰ میل پر ہے مین پیدا ہوا۔ جو صوبہ احمد آباد اور مالوہ کی سرحدون پر ہے۔ ایام شاہزادگی مین بلخ و بدخشان کی تسخیر مین۔۔

ولادت

اور قندھار و دکن کی مہمات مین اور مست جنگی ہاتھی سے لڑنے مین جو کام اُس سے ظہور مین آئے وہ ہم نے ظفر نامہ صاحب قرانی مین مفصل بیان کر دیئے ہین اسکے اعادہ کی ضرورت نہین مگر بعض وقعات ایسے ہین کہ ہمنے ظفر نامہ مین انکو بیان کر دیا ہے مگر یہان انکو ہم مکرر لکھتے ہین جنسے معلوم ہو کہ عالمگیر کیونکر تخت نشین ہوا۔

شاہجہان کی علالت اور دارا شکوہ کا اختیار سلطنت لینا۔

۷ ذی الحجہ ۶۶ھ کو دار الخلافہ شاہجہان آباد مین بیمار ہوا۔ مرض کی شدت روز بروز ضعف بڑھتا گیا جسکے سبب سے وہ امور مملکت کے نظم و نسق مین مصروف نہ ہوا اور دستور کے موافق وہ غسلخانہ مین بھی نہ آیا اور نہ خاص و عام کو اپنا چہرہ دکھایا۔ خلق کو اُس کی زیارت کی ہر روز عادت تھی جب وہ اس سے محروم ہوئے تو اونکو اور خیالات پیدا ہوئے۔ دارا شکوہ اپنے تئین ولیعہد جانتا تھا۔ پادشاہ کے پاس سے کبھی جدا نہ ہوتا تھا۔ جب باپ عارضۂ جسمانی کے سبب سے ملک کا کام نہ کر سکا تو سلطنت کا سارا اختیار خود اپنے ہاتھ مین لے لیا۔ خرد اوسکی رہنما نہ تھی اسلئے اُسنے تمام اطراف و حدود مین خبرون کا بھیجنا مسدود کر دیا آدمیون کے خطوط اور نوشتون کو پکڑ لیتا اور دربار کے وکلاء کو منع کر دیا کہ اطراف و اکناف مین اخبار اور حقائق حال کو نہ لکھین انکو محض تہمت و مظنہ پر محبوس و مقید کرتا اسکا نتیجہ یہ تھا کہ اس مملکت کے کل صوبون و بلاد مین شاہزادون و امیرون کو بلکہ اکثر اہل دار الخلافہ کو یقین نہ رہا تھا کہ پادشاہ زندہ سلامت ہے اسلئے احوال ملک مین خلل پڑا۔ ہر گوشہ و کنارہ سے سرکشون نے اور ہر سرکار و صوبہ مین متمردون نے فتنہ و فساد کے لئے سر اٹھایا اور جہان رعایا و اقعہ طلب تھی اُسنے مالگذاری کو ترک کیا۔ رفتہ رفتہ نوبت یہان تک آئی کہ مراد بخش نے گجرات مین خودسری کا علم بلند کیا اور تخت پر بیٹھا اور اپنے نام کا خطبہ پڑھوایا اور سکہ جاری کیا اور شجاع نے یہی مسلک اختیار کیا۔ پٹنہ پر لشکر کشی کی اور وہان سے بڑھ کر بنارس مین آیا جب دارا شکوہ کے استقلال کو کمال ہوا اسباب جاہ کی کثرت سے اسکو پندار پیدا ہوا وہ سپاہ موفور کے ساتھ حضور مین رہتا تھا۔ اس علالت مین بادشاہ

اسکا بڑا ملاحظہ کرتا تھا۔ قوا رجسمانی کے سبب سے بادشاہ کے دماغ مین بھی خلل آگیا تھا
وہ داراشکوہ کی خودسری کو روکتا نہ تھا۔ بلکہ اسکی استرضاء و خاطرداری سے انجاح
مطالب و ملتمسات مین کوشش کرتا تھا۔ داراشکوہ کے دل مین عالمگیر کا بڑا رعب بیٹھا
ہوا تھا اور اسسے بہت ڈرتا تھا۔ اس لئے بادشاہ کو سمجھا سمجھوکر ان لشکرون کو طلب کرایا
جو ولایت بیجاپور کی تسخیر کے لئے کمکی بھیجے گئے تھے۔ یہ طلب اس وقت ہوئی کہ بیجاپور سر ہوا چاہتی
ہو رہی تھی اور وہ فتح ہونے کے قریب تھا اس سبب سے اس مہم مین تاخیر ہوئی اور امراء
عظام مین سے سوائے معظم خان و شاہنواز خان و نجابت خان کے کوئی اورنگ زیب
کا کوئی نہین رہا۔ اب داراشکوہ نے اپنے صلاح کار اس مین دیکھی کہ شجاع و مراد بخش کے
مقدمہ سرکشی کو انکے دفع اور استیصال کے لئے شاہی لشکرون کے بھیجنے کا بہانہ بنائے
اور بادشاہ کی عین حیات مین اسکی استظہار سے ان دونو کا کام تمام کرے اور پھر خاطر
جمعی سے اپنے سارے لشکر اور کل بادشاہی لشکرون کو لیکر دکن کی طرف مصروف
ہو اور عالمگیر کی تدبیر کار کے درپے ہو۔ اس مدعا کے حاصل کرنے کے لئے وہ اکبرآباد کو
اس سبب سے بہتر جانتا تھا کہ مملکت کے وسط مین وہ واقع تھا اور سارے خزانے
اور ذخیرے وہان تھے۔ یہ باتین سوچ کر اسنے بادشاہ کو اکبرآباد جانے کے لئے
ترغیب دین اور عین شدت مرض مین جسمین سکون اور آرام کرنا چاہیے تھا سفر
کرایا۔ بادشاہ ۲۰ محرم ۱۰۶۸ھ کو شاہجہان آباد سے چلا اور ۱۹ صفر کو اکبرآباد
مین پہنچا۔ یہان داراشکوہ کھیل کھیلا۔ راجہ جے سنگھ کچھواہہ کو امراء نامدار اور شاہی
لشکر بے شمار کے ساتھ روانہ کیا۔ توپ خانہ اور کل اسباب محاربہ تیار کیا اور اپنے
بڑے بیٹے کو اس سپاہ کا سپہ سالار مقرر کرکے شجاع سے لڑنے کے لئے اکبرآباد سے
روانہ کیا۔ یہ لشکر بنارس سے گذر کر موضع بہادرپور مین آیا جو ٹھر سے ڈھائی کروہ
پر گنگا کے کنارہ پر تھا اور شجاع وہان مقیم تھا اور نواب بنگالہ اس پاس تھا۔ ڈیڑھ کروہ
کے فاصلہ پر اسنے لشکر شاہی اترا اور دست برد کی گھات مین بیٹھا۔ راجہ نے

داراشکوہ کی مدبیر سلطنت معلوم کرنے کی۔

بادشاہ کا شاہجہان آباد سے اکبرآباد کو آنا اور داراشکوہ کا شجاع سے لڑنے کے لئے بھیجنا۔

۱۲ جمادی الاولی کو تبدیل منزل اور تغیر مکان کا بہانہ بنا کے کوچ کا آوازہ بلند کیا اور سمرگاہ جنگ و پیکار کے لئے سوار ہوا۔ اُس وقت شجاع بے پروا خواب آلود غفلت مین پڑا تھا اُس نے نہ صفوف رزم کو آراستہ کیا اور نہ اور مقدمات حرب و قتال کی تمہید کی کہ صبح کے وقت مرزا کے لشکر پر ناگہان خدعہ و غدر کے طور پر لشکر شاہی حملہ آور ہوا شجاع تھوڑی دیر لڑا جب دیکھا کہ ہاتھ سے کام گیا اور ہاتھ کام سے گیا۔ تو وہ خود بھاگ کر نوارہ مین گیا اور کشتی مین سوار ہو کر بھاگ گیا اسکا کل لشکر و خزانہ و توپ خانہ و دواب و کارخانجات تباہ و غارت ہوے۔ وہ پٹنہ سے گذر کر مونگیر مین گیا۔ جب یہان بھی لشکر شاہی نے اسکا تعاقب کیا تو یہان چند روز ٹھیر کر بنگالہ کی راہ لی مونگیر سے پٹنہ تک ملک دارا شکوہ کی اقطاع مین داخل ہوا شجاع کے آدمی جو گرفتار ہوئے تھے وہ دارا شکوہ نے اکبرآباد مین بلاے اور انکی اہانت و تشہیر کر کے ہاتھ کاٹے جسکے سبب سے بعض آدمی مر گئے۔

جب دارا شکوہ نے شجاع کے مقابلہ کے لئے سلیمان شکوہ کو بھیجا تھا تو اس نے یہہ سوچا کہ ایک لشکر عظیم مالوہ مین بھی بھیجے۔ جو دکن کی راہ مین ہے اور یہ لشکر اجین مین جو اس ولایت کا حاکم نشین ہے مقیم ہو کر اسکے قلعون اور حدود کی حفاظت کرے اور دریاے نربدہ کے اور اسکی گذرون کی ایسی نگہبانی کرے کہ دکن کی راہ مسدود ہو جاے غرض اس سے یہہ تھی کہ عالمگیر اس طرف نہ آنے پائے۔ اسکے خوف کے مارے دارا شکوہ کی جان نکلتی تھی۔ یہہ تدبیر سوچ کر اس نے شاہجہان سے سخنان غرض آلود مصلحت نما اور مقدمات غوایت آمیز فساد افزا ایسے گھڑ کر کہے کہ بادشاہ نے اسکی اس تجویز کو مان لیا اور راجہ جسونت سنگھ راٹھور کو جو ہندوستان کے منتخب راجاؤن مین تھا مالوہ روانہ کیا۔ امراے ذی شوکت اور بڑا لشکر اور خزانہ وافر اور بڑا توپ خانہ اسکے ساتھ گیا۔ دارا شکوہ یہہ بھی چاہتا تھا کہ مراد بخش کا حال شجاع کا سا کرے تو اس نے بادشاہ کی طبیعت کو ایسا اسّے برگشتہ کر دیا کہ وہ اسکے استیصال کے پیچھے ہوا۔ بادشاہ نے قاسم خان کے ساتھ ایک جدا لشکر ہمراہ کیا اور یہ تجویز کیا کہ وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ اوجین

دارا شکوہ کا سلیمان شکوہ کو بھیجنا

جائے اور وہان پہنچکر اگر مصلحت ہو تو گجرات سے مراد بخش کے خارج کرنے کے لئے
قاسم خان متوجہ ہو۔ اور نہین تو راجہ جسونت سنگھ کے لشکر کا خیمہ بنے۔ دونو متفق ہو کر
جو مہم پیش آئے اسپر قیام کرین۔ ۲۲ ربیع الاول ۱۰۶۸ھ کو بادشاہ کے پاس سے یہ لشکر
روانہ ہوا۔ داراشکوہ نے باپ سے کہہ سنکر مملکت وسیع مالوہ کو بھی اپنے اقطاع مین لیا
اور خواجہ محمد صادق اپنے بخشی دوم کو شائستہ فوج کے ساتھ مالوہ مین بھیجا کہ اس
ولایت کا بندوبست کرے اور اس مرز و بوم کے زمینداروں کی استمالت قلوب
ایسی کرے کہ کار و پیکار کے وقت وہ راجہ جسونت سنگھ کے کمکی بن جائین۔ اب راجہ
جسونت سنگھ اور قاسم خان دونو اجین مین پہنچے اور وہان مقیم ہو کر صوبہ مالوہ کا
انتظام و قلعون اور حدود کی حفاظت کرنے لگے۔ داراشکوہ اس انتظار مین تھا کہ اگر
سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر جو شجاع سے لڑنے گیا تھا آجائے تو اسکو بھی اُسی
ہیئت مجموعی سے اجین مین بھیجون کہ دونو لشکر جمع ہو کر اسکی خاطر خواہ کام کرین۔
شجاع و مراد بخش کی سرکشی کے سبب سے اطراف کے آدمیون نے بھی نافرمانی شروع
کی مگر اورنگ زیب مین حلم و وقار اور عالی حوصلگی ایسی تھی کہ اپنے باپ کی رضاجوئی
و متابعت کی راہ سے باہر قدم نہین رکھا اور سرکشی اور نافرمانی کا خیال بھی نہین
کیا۔ اورنگ زیب کی طرف سے مقدمات ناملائم غرض آمیز و امور غیر واقع حشت انگیز
داراشکوہ بادشاہ کے خاطر نشین ایسے کرتا تھا کہ رفتہ رفتہ بادشاہ کا مزاج اس سے
ایسا منحرف ہو گیا تھا کہ اورنگ زیب کے وکیل میر بیگ کو جو بادشاہ کے دربار مین
رہتا تھا بغیر کسی جرم کے صادر ہونے کے محبوس کیا اور اسکے مال و متاع کے ضبط کرنے
کا حکم دیا مگر کچھ دنون بعد اس اد اکو اپنے حق مین برا سمجھ کے ... اُسے قید سے رہا کیا
اور خلعت دیکر اورنگ زیب پاس بھیجدیا۔ اورنگ زیب کو داراشکوہ سے بڑی
نفرت اس سبب سے تھی کہ جسکو داراشکوہ تصوف جانتا تھا اسکو اورنگ زیب الحاد سمجھتا
تھا۔ داراشکوہ ہندؤن کے دین اور آئین کی طرف مائل تھا۔ برہمنون اور جوگیون اور

سنیاسیون کے ساتھ صحبت رکھتا تھا اور انکو مرشد کامل اور عارف بحق واصل سمجھتا
تھا۔ اور انکے وید کی کتاب کو آسمانی وخطاب ربانی جانتا تھا اور اسکو مصحف قدیم
وکتاب کریم خیال کرکے پڑھتا تھا اور کمال اعتقاد کے سبب سے اُسنے اطراف سے
سنیاسی اور برہمن بڑی سعی سے جمع کئے تھے اور وید کا ترجمہ کرتا تھا اور ہمیشہ اسکی کام
مین اپنی اوقات صرف کرتا تھا اور بجاے اسماء حسناے الٰہی کے پرھو جسکو ہندو اسم اعظم
جانتے ہین۔ ہندی خط مین الماس یاقوت وزمرد وغیرہ کے نگینون پر نقش کراکے
پہنتا اور انکو متبرک جانتا وہ اسکا معتقد تھا کہ ناقصون کے واسطے تکلیف عبادت
ہے اور عارف کامل کو عبادت درکار نہین اور اسکی دلیل آیہ کریمہ وَاعْبُدْ رَبَّكَ
حَتّٰى يَاْتِيَكَ الْيَقِيْنُ اسکی دلیل بتلاتا تھا۔ اسلئے اُسنے نماز وروزہ اور کل تکالیف
شرعیہ کو خیرباد کیا۔ اسکے برعکس اورنگ زیب پاک اعتقاد تھا اور ہمیشہ دین مبین کی
حمایت اور شرع حضرت سید المرسلین کی رعایت کو پیش نظر رکھتا تھا۔ سلطنت و
دولت کا مقصود ترویج شرع وملت اور شاہی وسروری کے غرض دین پروری
وہ سمجھتا تھا اور ہمیشہ لڑکپن وجوانی مین اپنی اوقات کو فرائض اور سنت ونوافل کی
ادا مین صرف کرتا تھا اور حتی المقدور ہر اہم امر معروف ونہی منکر مین کوشش کرتا تھا
وہ داراشکوہ کے عقائد کور وی اور اطوار کو باطل جانتا تھا اور اس سبب سے اُس کی
حمیت دین وسلمانی کی رگ حرکت مین آتی تھی اور یہ بات سب پر روشن تھی کہ اگر
داراشکوہ فرمان فرمائی اور حکم روائی مین مطلق العنان ہوگیا تو اس سے ارکان
شریعت مین خلل پڑیگا اور صبغت اسلام وایمان کفر کے ظلمت سے مبدل ہو جاے گا
جب اورنگ زیب بیجاپور کے محاصرہ مین مصروف تھا تو بادشاہ نے داراشکوہ کے
کہنے سے اس لشکر کو جو بیجاپور کی تسخیر کے لئے مامور تھا بلا لیا تو ناچار اورنگ زیب نے
سکندر عادل شاہ بیجاپور سے دارومدار کرکے ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش نقد و
جنس کی بوعدۂ اقساط قبول کرلی اور اورنگ آباد مین وہ آگیا جب اورنگ

معادم ہوا کہ پادشاہ بیماری کی کوفت سے بے اختیار ہے اور دارا شکوہ کی تبہ رائی
سے ملک مین فتنہ انگیزی ہو رہی ہے تو اُس نے یقینی جان لیا کہ پادشاہ پر ضعف کا
ایسا غلبہ ہے کہ وہ مملکت کے کامون کو نہین کرسکتا اور حزم و احتیاط کے سبب سے دارا شکوہ
کے عنان اختیار کو ڈھیلا کر رکھا ہے اور اس سے مواسات کرتا ہے جسکے خوف سے ہے
کہ اگر چند روز اسی طرح گذرے تو ارکان سلطنت اور اساس خلافت مین خلل عظیم ایسا پڑیگا
کہ اسکا تدارک کسی وجہ سے نہین ہوسکیگا۔ دین و دولت کا حفظ و ناموس اور امور مملکت و
ملت کے اختلال کا جبر پادشاہانہ غیرت و حمیت کے مذہب مین واجب ہے اور یہ
امر بھی متحقق ہے کہ اگر دارا شکوہ کو مراد کے استیصال سے فرصت مل گئی اور وہ اس
مہم سے فارغ ہوگیا اور سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر دارا شکوہ سے مل گئے تو اُسکو قوت
و شوکت عظیم ایسی حاصل ہوگی کہ وہ مہم دکن کی تدبیر مین لگے گا اور چونکہ اسکی طبیعت جبلت
مین کینہ جوئی و فساد انگیزی داخل ہے اسکے ساتھ حلم و مدارا کچھ فائدہ نہین رکھتا اسلئے
اس جاہل بے خرد کے اعمال و افعال ناپسندیدہ پر صبر اور ملک و دولت کی شورش پر اسکی
زیادہ تحمل نہین کرنا چاہیئے اسلئے اورنگ آباد سے اکبرآباد پادشاہ کی خدمت مین چلنا
چاہیئے۔ باپ کی خدمت مین رہ کر امور ملک کا نظم و نسق ایسا کرنا چاہیئے کہ سلطنت کے
ارکان و قواعد مین فتور راہ نہ پائے اور امور دولت سے دارا شکوہ کا ہاتھ کوتاہ
کرنا چاہیے وہی اس تمام فتنہ و فساد کا مصدر ہے اور سلطنت و حکمروائی کے
گھوڑے خالی میدان مین دوڑا رہا ہے پادشاہ کو اسکے تسلط کی قید سے چھوڑانا
اورنگ زیب نے یہ بھی تجویز کیا کہ مراد بخش نے جو اپنی خامی و بیحوصلگی سے اداہای جاہلانہ
کی ہین اسکو اپنی ساتھ لے جاکر باپ سے اسکی تقصیرات کو معاف کرائے عالمگیرنامہ
مین تو فقط یہ لکھا ہے اسکو ہمنے مظہر نامہ مین بیان کیا اس عزیمت کی تقسیم کے بعد
اورنگ زیب نے سوچا کہ میرا لشکر مالوہ کی راہ سے گذریگا راجہ جسونت سنگھ اور قاسم خان
بڑے لشکرون کے ساتھ اجین مین موجود ہین اور احتمال یہ ہے کہ دارا شکوہ باپ پاس

مراد بخش اورنگ زیب کا بیان

میرے جانے سے راضی نہ ہوگا وہ انکو اشارہ کریگا کہ راہ مین میرے لشکر کو روکین
اور محاربہ و پیکار سے پیش آئین اور بادشاہ کے تخت کے قریب بھی دارا شکوہ غصہ و کینہ
سے میرے لشکر سے مقابلہ کریگا۔ اسلئے مختصر سپاہ کے ساتھ اس سفر کا کرنا احتیاط کے
قانون کے خلاف ہے اسلئے حزم شاہانہ اسکا مقتضی ہوا کہ توفیر لشکر و سامان توپ خانہ
و کل اسباب فتح آرائی اور لوازم نبرد آزمائی مین کوشش کی جاے اور ایک لشکر جو اس
مہم کے لائق ہو سامان کیا جائے۔ اورنگ زیب نے اس بات پر توجہ کرکے تھوڑے
دنون مین ایک لشکر نمایان و توپ خانہ شایان تیار کر لیا اور سپاہ کے سردارون کو
مناصب عالیہ اور خطاب ہاے شائستہ عنایت کئے اور تنخواہین بڑھا دین غرہ جمادی الاولی
۱۰۶۸ھ کو شاہزادہ محمد سلطان کو عنایت خان کی ہمراہ برسم منقلا مقدمہ لشکر بنا کے پہلے
برہان پور روانہ کیا۔ پانچوین ماہ مذکور کو اپنا پیش خانہ خاندیس کی طرف روانہ کیا اور
بادشاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر متعین کیا اور شاہزادہ محمد اکبر کو جو ابھی پیدا
ہوا تھا دولت آباد کے قلعہ مین اہل حرم کے ساتھ بھیجا اور مراد بخش کے نام فرمان
بھیجا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف متوجہ ہو اور جب ہمارا لشکر نربدہ سے پار ہو تو وہ
اس سے ملجائے اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ہمراہ لے۔ ۱۲ ماہ مذکور روز جمعہ کو اورنگ آباد
سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ایک منزل چل کر شاہزادہ محمد اعظم کو اورنگ آباد رخصت
کیا ۲۵ ماہ مذکور کو برہان پور مین اورنگ زیب آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان جو پہلے یہان
آگیا تھا وہ باپ کی خدمت مین آیا اورنگ زیب نے یہان ایک مہینے توقف کیا
اس اثنا مین صفی بیگ وکیل دربار جسکو دارا شکوہ نے قید کرکے چھوڑ دیا تھا اورنگ زیب کی
خدمت مین آگیا اورنگ زیب نے باپ کی خدمت مین ایک عرضداشت مزاج پرسی
کے لئے بھیجی تھی اسکے جواب کے انتظار مین ایک مہینے تک برہان پور مین توقف کیا اس کو یہ
امید تھی کہ شائد باپ کا عارضہ بالکل زائل ہو جائیگا اور صحت کامل ہو جائیگی اور وہ
مہمات سلطنت کا نظم و نسق کرنے لگے گا اسکے ضعف و آزار کے سبب سے فرمان روائی

اور کشورستانی کے دستور العمل مین نہایت خلل آگیا تھا۔ بادشاہ اپنے نفس نفیس سے از سرِ نو انتظام
کریگا اور دارا شکوہ کے دست تصرف و استقلال کو کوتاہ کریگا اتنی مدت تک وہ خبر
مسرت اثر کے انتظار مین رہا کہ دربار سے حصول صحت و عافیت دائمی کا مژدہ سُنے مگر جو
اخبار متواتر آئے وہ اسکی ضد تھے روز بروز مملکت مین فساد اور اختلال پھیلتا جاتا
تھا اور اسی حال مین عیسیٰ بیگ جسکا اوپر ذکر ہوا اکبر آباد سے آگیا اسنے دربار کے
اخبار و دقائق کو اور دارا شکوہ کی تبہ رای اور حکمرانی و جہان داری کو اور بادشاہ
کی بے اختیاری کو جسطرح دیکھا تھا عرض کیا اسکے سوا راجہ جسونت سنگھ اجین مین خاندیس کے
ہمسایہ مین لشکر لئے موجود تھا۔ ۵ جمادی الآخر کو برہان پور سے اکبر آباد کی طرف
اورنگ زیب چلا۔ غرہ رجب کو وہ موضع مانڈو مین آیا۔ ان دنون مین شاہنواز خان
صفوی کی نیت مین فساد آیا وہ لشکر کے ساتھ نہ آیا۔ برہان پور مین رہ گیا وہان سے
آنے مین بہانہ بناکے دفع الوقت کرنے لگا۔ اورنگ زیب کے نزدیک اسکا لشکر کے
ساتھ نہ چلنا صلاح کار و مصلحت وقت کے خلاف تھا اسنے شہزادہ محمد سلطان کو شیخ میر کے
ساتھ برہان پور بھیجا کہ اسکو دستگیر کرکے قلعہ برہان پور مین مقید کردین ان دونے جاکر
اسکو اپنے گھر سے سوار کرکے قلعہ مین مقید کردیا اور خود اُلٹے اورنگ زیب پاس آگئے
اورنگ زیب متواتر سات کوچ کرکے دریاے نربدہ کے کنارہ پر آیا۔ دسوین کو گذر اکبر پور سے
دریا سے عبور کیا راہ مین ہر روز بہت امیرون کو منصب و خطاب ملا کے اسکے پاس
ہمارون طرف کے رئیس آکے ملتے گئے۔ ۲۰ رکو وہ دیپال پور کے باہر آیا۔ ۲۱ رکو دیپال پور
سے کوچ کیا کہ راہ مین مراد بخش اُس پاس آکر مل گیا۔ یہ دونو بھائی موضع دھرمات کے
مین آگئے جو اجین سے سات کروہ پر واقع ہے راجہ جسونت سنگھ و قاسم خان مع تمام
لشکر شاہی کے مقابلہ کے عزم سے اورنگ زیب کے لشکر سے ایک کروہ پر برابر آئے
اورنگ زیب نے نالہ چورعرتیہ کے کنارہ پر خیمہ لگایا۔

راجہ جسونت سنگھ کا حال یہ ہے کہ وہ اوجین مین آیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو مراد بخش کا

راجہ جسونت سنگھ

تنبیہ و تاکید کے لئے مامور کیا تھا۔ جب اسنے سُنا کہ گجرات سے مالوہ کی طرف مرادبخش آتا ہی
تو وہ قاسم خان اور سارے لشکر کو لے کر بانس برلہ کی راہ سے لڑنے کے قصد سے مراد
کی سر راہ پر گیا اور کاچرودہ سے تین کوس پر آن کر ٹھیرا جسے مرادبخش اٹھارہ کروہ پر تھا
اور جاسوسون کو بھیجا کہ مرادبخش کی عزیمت کی خبر محقق پر اطلاع دین اورنگ زیب نے
دریا نربدہ کے گذرون اور رستون کا بندوبست ایسا کر رکھا تھا کہ صوبہ دکن اور
خاندیس کی کوئی خبر راجہ پاس نہین پہنچ سکتی تھی اسکو یہ خبر ہی نہین ہوئی کہ اورنگ زیب
برہان پور سے مالوہ کی طرف چلا ہے وہ صرف مرادبخش سے لڑنے کے لئے آمادہ و تیار
تھا جب مرادبخش کو راجہ کی اور اسکے ساتھ لشکر شاہی کے آنے کی خبر ہوئی اور اُس نے
دیکھا کہ مجھ مین اس لشکر کے مقابلہ کی تاب و توان نہین ہے تو وہ اورنگ زیب کی ہدایت
وارشاد سے جو اُسنے اپنے مراسلات مین کی تھی کاچرودہ سے اٹھارہ کروہ کے فاصلہ
پر ہے اس راہ کی سمت بدلی جس پر آتا تھا اور دیپال پور کے نواحی مین اورنگ زیب
سے آن ملا راجہ جسونت سنگھ نے کاچرودہ مین چار مقامون کے بعد سنا کہ مرادبخش
جس راہ پر آتا تھا اُسے بدل کر دوسری راہ پر چلا گیا اب وہ اس راہ کی تفتیش مین
ہوا اور اب تک اُسکو خبر نہ ہوئی کہ اورنگ زیب کا لشکر دریا نربدہ سے پار اگیا ہے
اس عرصہ مین راجہ شیورام گورٹیے جو مانڈو مین تھا راجہ پاس نوشتہ بھیجا جسمین اورنگ زیب
کے نربدہ سے پار ہونے کا حال مجمل لکھا تھا اور یہ بھی ہوا کہ قلعہ دھار مین جو داراشکوہ کے
نوکر تھے وہ اورنگ زیب کے لشکر کے قریب آنے سے ڈر کر قلعہ کو چھوڑ کر بھاگے اور راجہ سے
جا کر ملے راجہ نے یہ خبر سُنکر کاچرودہ مین جس راہ سے آیا تھا اسی راہ سے بازگشت کی
اور جنگ کے ارادہ سے دھرمات پور سے اٹھ کروہ پر آیا کہ اورنگ زیب کے لشکر کا
سد راہ ہو اورنگ زیب یہ نہین چاہتا تھا کہ لڑائی ہو اور مسلمانون کا خون ہو دھرمات
پور مین آنے سے پانچ چھ روز پہلے کب راے کو کہ ایک برہمن فہمیدہ تھا راجہ جسونت سنگھ
پاس بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ ہمارا ارادہ جنگ کا نہین ہے صرف باپ کی ملازمت کی

غیبت ہے۔ ہمارے ساتھ تم بادشاہ کی خدمت مین چلو یا ہمارے سر راہ سے ہٹ کر جودھپور اپنے وطن چلے جاؤ۔ نہین تو لڑائی مین تمہارا بڑا نقصان ہوگا راجہ نے اس پیغام کو کچھ نہ سُنا اور جنگ و پیکار کے لئے آمادہ ہوا کب رائے کو اُلٹا بھیجدیا جب اورنگ زیب کو یقین ہو گیا کہ لڑنا ضرور پڑیگا تو وہ تدبیر جنگ اور توزک سپاہ مین مصروف

روز جمعہ ۲۲ رجب ۱۰۶۸ھ کو اورنگ زیب نے لشکر و توپ خانہ و ہاتھیون کو آراستہ کیا اور خود ہاتھی پر سوار ہو کر میدان جنگ مین آیا۔ شاہزادہ محمد سلطان اور نجابت خان کو ہراول کا سردار بنایا اور توپ خانہ مرشد قلی خان کو حوالہ ہوا۔ مراد بخش کو برانغار کا سردار محمد اعظم کو جرانغار کا سردار بنایا۔ لشکر کی قراولی خواجہ عبداللہ و قزلباش خان کے سپرد ہوئی اور قلب لشکر کی سرداری خود اورنگ زیب نے کی ان فوجون کے سردارون کے ساتھ اور بہت سے نامی سردار تھے جنکے نام لکھنے تطویل سے خالی نہین سپاہ کے پیمن و یسار کو اورنگ زیب نے آراستہ کیا۔ عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کے لشکر کی ہیبت سے ایسا خوف زدہ ہوا کہ اُس نے اپنا وکیل اورنگ زیب کے پاس بھیجا اور اپنی بندگی و عجز و ندامت و سرافگندگی کا اظہار کیا اور یہ پیغام دیا کہ مین حضور کے لشکر سے لڑنے کا دعویٰ نہین کرتا بلکہ میرا ارادہ حضور کی ملازمت کا ہے۔ بندگی اور اخلاص کے سوا مین کسی اور طریقہ پر چلنا نہین چاہتا اگر مجھ پر حضور فضل و کرم کر کے نبرد سے باز آئین تو حضور کی آستان بوسی کرون۔ اورنگ زیب نے اسبات کا اعتبار نہین کیا اسکو جواب دیا کہ ہم جنگ مین توقف نہین کرتے اگر تو سچا ہے تو لشکر سے جدا ہو کر تنہا نجابت خان پاس جا وہ تجھ کو شاہزادہ محمد سلطان پاس لیجائیگا اور وہ میرے پاس تجھکو لائے گا تو مین تیری جرائم معاف کردونگا مگر راجہ یہ کب سنتا تھا وہ جنگ پر مستعد ہوا۔ قاسم خان کو ہراول کا سردار بنایا اور اسکے ساتھ بڑے بڑے راجپوت راجا اور مسلمان امرا ہمراہ کئے بہادر بیگ بخشی داروغہ توپ خانہ تھا اسکے ہمراہ توپ خانہ شاہی لشکر سے آگے بھیجا اور اسکے نامی سپاہیون مخلص خان و محمد بیگ و یادگار بیگ کو قراول مقرر کیا ہے مہیں داس گور

اورنگ زیب اور راجہ جسونت سنگھ کی لڑائی اورنگ زیب کی فتح

وگورد ہن راٹھور کو التمش مقرر کیا اور اپنے بیٹن قول مین رکھا اور افتخار خان کو میسرہ مین اور مالوجی و پرسوجی اور راجہ دیبی سنگھ بندیلہ کو لشکر کی محافظت کے لئے مقرر کیا پانچ چھ گھڑی دن چڑھا تھا کہ لشکرون مین لڑائی شروع ہوئی اول مقدمہ جنگ مین طرفین سے گولی گولیان بان چلنے شروع ہوئے پھر ہنگامۂ جنگ گرم ہوا لشکر آہستہ آہستہ تیر و بندوق و بان سے لڑتے ہوئے آگے بڑھے راجپوت جیسے کہ مکندراؤ ہاڈہ و رتن راٹھور و دیالداس جھالا اور ارجن کور تھے توپ خانہ پر گرے اور مرشد قلیخان کی جان لی اور ذوالفقار خان کو زخمی کیا اور توپ خانہ سے گذر کر وہ ہراول پر حملہ آور ہوئے شاہزادہ و نجابت خان خوب اُن سے لڑے مسلمانون کے تیر و تلوارین ہندؤن کے پیشانیون کے صندل اور گردن کے زنار کی بنتے تھے ہندؤن کے تیغ و سنان مسلمانون کی زرہ و مغفر کو چیرتے تھے غرض جیو رنگ زیب نے ان راجپوتون کا غلبہ اپنے لشکر پر دیکھا تو وہ خود جنگ پر متوجہ ہوا اُسنے دشمن کو ہٹایا اور مراد بخش جو برانغار مین صف آرا تھا وہ دائین طرف سے اعدا کی ہنگامہ پر جو لشکر مخالف کے عقب مین تھا حملہ آور ہوا۔ اور تاخت و تاراج شروع کی۔ مالوجی و پرسوجی جو محافظ لشکر تھے تاب مقاومت نہ لائے اور بھاگنے کا ارادہ کیا۔ دیبی سنگھ نے مراد بخش کے ہاتھی کے پاس آکر پناہ مانگی مراد نے اسکو اپنی ہمراہ لے لیا غرض راجہ جسونت کو شکست ہوئی اور وہ کچھ زخمی راجپوتون کو ہمراہ لے کر اپنے وطن کو چلا گیا اور قاسم خان اور سارا لشکر بادشاہی فرار ہوا۔ اورنگ زیب نے اس لشکر کا تعاقب اس خیال سے نہین کیا کہ وہ عاجز کشی تھی اُس نے کمال دین پروری اور مسلمانی کے سبب سے حکم دیا کہ معرکۂ وغا مین جو مسلمان ہاتھ آئے اسکو جان کی امان دین اور اسکا خون نہ کرین اور مسلمین کے عرض و ناموس کے متعرض نہ ہون اورنگ زیب نے اس فتح کا شکریۂ الٰہی ادا کیا اور مراد بخش کو پندرہ ہزار اشرفی اور چار ہاتھی عنایت کئے اور شاہزادہ محمد سلطان کا پنج ہزاری پنجہزار سوار کا اضافہ منصب کرکے پانزدہ ہزاری دہ ہزار سوار بنایا اور جن امراء نے اس جنگ مین جانفشانی۔۔

کی تھی انکو بڑے بڑے جاہ و منصب و خلعت انعام دیئے اور انکے اضافے کئے۔ اورنگ زیب نے
بلدۂ اوجین سے باہر تین مقام کئے ۲ ررجب کو وہ یہان سے چلا۔ ۲۸ کوچ اور تین مقام کرکے ۲
شعبان کو حدود گوالیار مین آیا اور بلدۂ مذکور کے سامنے خیمہ زن ہوا۔ جب اورنگ زیب گوالیار
مین آیا تو دارا شکوہ دھول پور مین آیا اور اس نے ایسی تدبیرین کین کہ اورنگ زیب کا لشکر
چنبل ندی سے عبور نہ کرسکے۔ اکثر مشہور گذرون پر اسنے توپ خانے اور آلات جنگ
لگا دئے تھے۔ اورنگ زیب نے یہان کے زمیندارون سے دریافت کرلیا کہ گوالیار سے داہنی
طرف بیس کروہ پر بہدوریہ ایسا گذر ہے کہ جہان سے لشکر پایاب عبور کرسکتا ہے چونکہ اورنگ زیب
کا لشکر کنار دریا سے دور تھا اور گذر مذکور غیر مشہور تھا دارا شکوہ نے اسکی محافظت نہین کی تھی
اورنگ زیب نے خانخانان بہادر سپہ سالار اور صف شکن خان کو اس گذر پر بھیجا کہ اس پر قبضہ
کرین وہ سلخ شعبان کو چنبل کے کنارہ پر پہنچے اور بے توقف جیش آب پر باد گذرتی ہے انہون نے
عبور کیا اور اس طرف پر دریا کے قبضہ کیا۔ اور غرہ رمضان کو اورنگ زیب نے مع لشکر کے دریا
سے عبور کیا۔ بادشاہ کا حال جو اکبرآباد مین ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے —

شاہجہان کا حال

اکبرآباد مین شاہجہان کے مرض مین کچھ افاقہ ہوگیا تھا لیکن عارضہ بالکل دفع نہین ہوا تھا
آزار باقی تھا اور ضعف بہت قوی ہوگیا تھا گرمی کا موسم قریب آگیا تھا اور اکبرآباد کی ہوا
بہ نسبت شاہجہان آباد کی ہوا کے بہت زیادہ گرم تھی اور یہان کے دولتخانہ کی عمارات بہ نسبت
شاہجہان کے دولتخانہ کی عمارات کے وسعت و فضا و نزہت و صفا مین کمتر تھین اسلئے اطبا
نے تجویز کیا کہ اکبرآباد مین رہنے سے بادشاہ کے عود مرض کا اندیشہ ہے شاہجہان آباد
جانا مناسب ہوگا۔ بادشاہ نے بھی اس دارالخلافہ کی عمارت کی تھی بستان مین وہان
باغ و بستان اور تسلسل نہر کی طرح سے راحت ہوگی۔ دارا شکوہ بادشاہ کے سفر پر راضی
نہین ہوتا تھا اسکو اپنے مطالب کے منافی جانتا تھا مگر اسپر بادشاہ کی طبع مبارک بہت
مائل تھی اور دارا شکوہ جانتا تھا کہ راجہ جسونت سنگھ اورنگ زیب کو اوجین سے آگے
بڑھنے دیگا اس لئے وہ بھی بادشاہ کے اس سفر پر راضی ہوگیا شاہجہان آباد کو روانہ ہوا

اور موضع بلوچ پور مین آیا راجہ جیونت سنگھ کے پاس رستم بیگ سپہ گرد بردار اور لسیاول بیگ گئے ہوئے تھے انہون نے آن کر بادشاہ کو راجہ کی شکست کی خبر سنائی اس خبر کے سنتے سے دارا شکوہ کے ہوش اڑ گئے وہ خود اکبر آباد کو الٹا پھرا۔ نہم ماہ مذکور کو بلوچ پور سے بادشاہ کو بھی منت وسماجت کر کے لے آیا اور سپاہ و لشکر اور اسباب نبرد و پیکار کے جمع کرنے مین کوشش کرنے لگا اور جن صوبجات اور محال سے منصب داروں و جاگیرداروں کا آنا ممکن تھا انکو بلا لیا اور انکے قلوب کی تسخیر مین اور خواطر کی تسلی مین کوشش کی۔ سب کو اپنا ہمدستان بنایا اور بادشاہ کے سارے عہدہ ملازمون اور امراء کو حرب و نرمی و ملائمت و نوید احسان و رعایت سے استمال کیا اور جنگ کے لئے آمادہ کیا اور تھوڑے دنون مین بادشاہ کے نوکرون اور قدیم و جدید سپاہیون کا ایک انبوہ جمع کر لیا جسمین ساٹھ ہزار سوار تھے انکو توخانہ شاہی سے ہتھیار جتنے جی چاہا دیدئے۔ کل توپخانہ و جنگی ہاتھی اس لشکر کے ساتھ کئے۔ خزانہ کے منہ کھول دیئے جتنا زر سپاہ مین پریشان کیا اتنا ہی اپنی پریشانی کے لئے سامان کیا سب سے زیادہ اسکا ناصواب کام یہ تھا کہ معظم خان کے بیٹے محمد امین خان کو جس نے قید کیا اسکی تفصیل یہ ہے کہ اورنگ زیب نے معظم خان کو بیجاپور کی حدود مین اسلئے چھوڑا تھا کہ وہ ایک کروڑ روپیہ کی پیش کش لے آئے جو اسکے مراجعت کے شکرانہ مین عادلخان نے دینی قبول کی تھی دارا شکوہ نے عادلخان اور ارکان دولت بیجاپور کو ایسا کچھ کچھ بھیجا کہ اورنگ زیب کا یہ مطلب دلخواہ نہ ہونے دیا اور اسکے کام کو تاخیر مین ڈال دیا۔ اور اس نے بادشاہ سے ایسا کچھ کہا سنا کہ بادشاہ نے معظم خان کو اپنے پاس بلایا۔ وہ بادشاہ کے حکم سے باقی لشکر کو جو ان حدود مین تھا ہمراہ لے کر اورنگ آباد مین آیا کہ یہان سے بادشاہ کے دربار مین جاے مگر اسکی جانے کو اورنگ زیب نے منافی مصلحت اس سبب سے جانا کہ دکنی زیادہ خیرہ سر ہو جائینگے معظم خان نے بادشاہ کے حکم کی تعمیل مین جب تقاعد کرنا نہ چاہا تو اورنگ زیب نے معظم خان کو دستگیر کر کے دکن مین نگاہ رکھا۔ دارا شکوہ کو جب یہ خبر معلوم ہوئی تو اس نے بد اندیشی اور بدگمانی سے

دارا شکوہ کا محمد امین خان کا قید کرنا۔

بادشاہ سے اس مقدمہ کو اس پیرایہ مین گوش گذار کیا کہ اورنگ زیب و معظم خان نے
اتفاق کرکے سازش کی ہے اسلئے اسکے بیٹے محمد امین خان کو جو میر بخشیگری سلطنت تھا
داراشکوہ نے اپنے گھر مین بلا کر امور غیر واقع سے متہم کرکے مقید کیا۔ شاہجہان پر تین چار
روز کے بعد خان مذکور کی بے گناہی اور حقیقت حال پر اطلاع ہوئی اس لئے داراشکوہ
سے خود ہی اسکے حکم کو منسوخ کراکے اسکو رہا کرایا۔ شاہجہان یقینی جانتا تھا کہ اورنگ زیب سے
داراشکوہ لڑکر خراب ہوگا اور اپنے بخت و دولت کے پاؤن مین آپ کلہاڑی مارے گا
وہ صلح و صلاح کا مشورہ دیتا اور سمجھاتا کہ بیٹا بھائی سے نہ لڑے مگر داراشکوہ اپنی
لشکر کشی اور سپہ آرائی سے باز نہ آتا تھا۔ اندنون بادشاہ کے ہاتھ سے سرشتہ اختیار
و اقتدار جا چکا تھا وہ منع و زجر پر قادر نہ تھا ناچار دارا سے مدارا کرتا تھا۔

۱۲ شعبان کو داراشکوہ نے خلیل اللہ خان کو برسم منقلا پہلے روانہ کیا اور بعض امراء و سپاہ
کو اسکے ہمراہ کیا کہ وہ دھول پور مین جاکر اسکے آنے تک اقامت کرے اور دریائے
چنبل کے گھاٹون پر توپ خانے لگاکے اور سپاہ مقرر کرکے محافظت کرے۔
۲۵ شعبان کو اکبرآباد سے خود سارے لشکر اور اپنے چھوٹے بیٹے سپہر شکوہ کو
ہمراہ لے کر برآمد ہوا اور پانچ منزلین طے کرکے دھولپور مین آیا اور اس ہر دو مقام
کے زمینداروں کی دلالت سے دریا کے گذرون کا انتظام کیا اور جہان مخالف کے
پایاب ہوکر عبور کرنے کا گمان بھی تھا وہان بھی بندوبست کیا اسکو یہ انتظار تھا کہ
اسکا بڑا بیٹا سلیمان شکوہ اور اسکا لشکر اس سے آن ملے انکو اس نے طلب کیا تھا
وہ جلد چلے آتے تھے اسلئے اسکی رائے مین یہ آیا تھا کہ انکے آنے تک اس طرح کا رزار
و صف آرائی مین چند روز دفع الوقت کرے مگر اورنگ زیب کے عبور ہونے کا یہ دریا
کسیطرح مانع ہوسکتا تھا اسنے عبور کیا جسکا بیان اوپر ہوا تو داراشکوہ اس لشکر سے
لڑنے کے لئے دھول پور سے روانہ ہوا اور راجپورہ آیا (اکبرآباد سے دس کروہ
پر ہے) اور دریائے جمن پر ایک زمین جنگ کے واسطے تجویز کی۔ یہان خیمے ڈالے اور

دریائے چنبل پر اورنگ زیب کے لشکر کے گذرنے کے لئے داراشکوہ کا فوج بھیجنا

فوج کی ترتیب مین مصروف ہوا۔ اسوقت بھی بادشاہ نے اسکو نصیحت کی کہ جنگ وستیز سے باز آ مگر اُسنے نہ سُنا۔ گو اس وقت بادشاہ پر ضعف کا استیلا اور قوا کا ضعف تھا گرمی کی تیزی اور ہوا کی حرارت کی شدت تھی۔ مگر اسنے ارادہ کیا کہ دریا کی راہ سے اس لشکر گاہ مین خیمہ لگا کے بھائیون کی جنگ کی آگ کو بجھائے۔ منازعت کو مٹا کے مصالحت کرائے اس عزم سے پیش خانہ بھیجا اور حکم دیا کہ دونو لشکرون کے درمیان خیمہ گاہ کھڑا کرین اور پیچھے خود بھی سوار ہونے کا ارادہ تھا۔ داراشکوہ جانتا تھا کہ بادشاہ کے جانے سے مصالحت ہو جائیگی جسکو وہ پسند نہین کرتا تھا اسلئے وہ بادشاہ کے جانے پر راضی نہین ہوا۔ اُس نے حیلے حوالہ کرکے اس کام کو جھمیل مین ڈال دیا اور جنگ و پیکار مین جلدی کی جسکا سرانجام اسکے حق مین جو ہوا وہ بیان کیا جاتا ہے۔

اورنگ زیب نے دریائے چنبل سے عبور کرکے دو روز مقام کیا کہ سپاہ و لشکر نے جو مسافت بعیدہ طے کی تھی آرام پائے جب اُسنے سُنا کہ دھول پور سے داراشکوہ لڑنے کے قصد سے آتا ہے تو ہر رمضان کو وہ چنبل کے کنارہ سے چلا۔ ہر کو داراشکوہ کے لشکر سے ڈیڑھ کوس پر آ کر مقیم ہوا کہ مخالف کے لشکر کی حقیقت اور اسکے فساد کی غرضیت معلوم ہو۔ اسی روز اورنگ زیب کا لشکر قریب آیا داراشکوہ صف آرائی کرکے جنگ کے عزم سے سوار ہو کر اپنے لشکر گاہ سے آگے بڑھا۔ لو مین آگ برسا رہی تھین زمین شعلے اٹھا رہی تھی گرمی کے غلبہ سے اور پیاس کی شدت سے اور کمیابی آب سے آدمی سراب عدم مین چلے جاتے تھے اسکے لشکر کو نہایت تکلیف ہوئی اور شام کو بغیر لڑے وہ اُلٹا چلا گیا اُس دن اورنگ زیب کا لشکر بھی پانچ کوس گرمی کی شدت اور جلتی دھوپ اور پانی کی قلت مین آیا تھا اس نے اس سبب سے آج لڑنے کو مصلحت نہ جانا اور لشکر گاہ مین مقیم ہوا اور حکم دیا کہ رات کی خبرداری کے لئے مورچال قائم ہون اور چوکی پہرے سارے لشکر مین تقسیم ہون۔ اور محافظت کی شرائط ادا ہون اورنگ زیب کے اس حکم سے لشکر کے سردار اور سپہدار احتیاط و بیداری کے لوازم کو بجا لائے اور صبح کے منتظر رہے۔ جب صبح ہوئی

اورنگ زیب کی فوج کا دریائے چنبل سے عبور کرکے مقام کرنا اور داراشکوہ کا لڑنے کے قصد سے آنا اور اورنگ زیب کی لڑائی اور داراشکوہ کا شکست پاکر دھولپور سے لاہور جانا

تو اورنگ زیب نے لشکر کو آراستہ کیا اور توپ خانہ کو اور جنگی ہاتھیوں کو آگے روانہ کیا اور شاہزادہ محمد سلطان کو خانخانان بہادر کے ساتھ ہراول کا سپہ سالار بنایا اور شہزادہ محمد اعظم کو برانغار کی سرداری سپرد ہوئی۔ جرانغار مراد بخش کے حوالہ ہوا۔ التمش کی سرداری شیخ میر کو مفوض ہوئی۔ دست راست کی طرح بہادر خان کو حوالہ ہوئی

اور دست چپ کی طرح خاندوران خان کو اور خواجہ عبداللہ بیگ کو قراولی۔ اورنگ زیب ہاتھی پر سوار ہوا اور بیٹے محمد اعظم کو اپنے ساتھ بٹھایا اور قول میں رونق افروز ہوا۔ اورنگ زیب کو یہ تجربہ سے معلوم ہوگیا تھا کہ تائید آفریدگار اور ثبات قدم و استقلال سردار پر فتح و ظفر موقوف ہے اسلئے وہ غنیم کے کثرت لشکر سے خائف نہیں ہوتا تھا۔ ۱۴ رمضان کو یہ لشکر اسی میدان جنگ میں گیا جو پہلے تجویز ہوا تھا۔ داراشکوہ کی ترتیب فوج اسطرح تھی کہ دست راست کی طرف تو اسکا اپنا توپ خانہ برق انداز خان میر آتش کے اہتمام میں اور دست چپ میں توپخانہ بادشاہی حسین بیگ خان کی سرداری میں لشکر کی صفوں کے آگے کھڑے کئے تھے۔ رائو ستر سال کو ہراول کا سردار بنایا اور داؤد خان خویشگی کو چار ہزار سواروں کے ساتھ اسکا ضمیمہ کیا۔ خلیل اللہ خان کو ہراول سپرد کی اور اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو رستم خان کے ساتھ جرانغار کا سپہ سالار بنایا اور خود قول میں رہا۔ قول کے یمین و یسار میں خود ضمیمہ کا سردار ظفر خان کو اور فوج مدد کا سردار فاخر خان نجم ثانی کو مقرر کیا۔ پہر دن چڑھے لڑائی شروع ہوئی۔ دونو طرف سے اول بان و توپ تفنگ چلے آتش حرب جب اور زیادہ تیز ہوئی اور دونو لشکر قریب آئے تو تلوار سے لڑائی شروع ہوئی۔ جرانغار کے سردار سپہر شکوہ اور رستم خان اورنگ زیب کے توپ خانہ کے روبرو آئے توپوں کی مار سے وہ پیچھے ہٹے۔ رستم خان کی فوج کے ایک ہاتھی کے گولہ لگا جس سے وہ گر پڑا جب سپاہ نے دیکھا کہ توپخانہ کے استحکام کے سبب سے کام نہیں چل سکتا تو وہ یہاں سے پھر کر مخالف کے برانغار پر جھکے اور بہادر خان سے لڑائی شروع ہوئی اور وہ

زخمی ہوا اسکے ہمراہیون مین سے سید دلاور خان اور ہادی داؤد خان کشتہ
ہوئے۔ غنیم کی فوج عظیم تھی برانغار کی سعی سے وہ فتح نہ ہوسکی قریب تھا کہ برانغار مین
لغزش آئے کہ شیخ میر فوج التمش کے ساتھ اسکی کمک کو آیا اسنے دشمن کو پرے ہٹایا۔
اس جنگ مین رستم خان جنگ رستمانہ کرکے تیر قضا کا ہدف ہوا سپہر شکوہ بھاگ گیا۔
اورنگ زیب کے برانغار مین سے حسن بخش وسیف خان وغریب بیگ ومحمد صادق
ومیر نیز مہند زخمی ہوکر کشتہ ہوئے اسکے بعد قول اور التمش کی فوج داراشکوہ لے کر
اورنگ زیب کے توپ خانہ وہراول کے روبرو آیا مگر مقابلہ مین ٹھیر نہ سکا دست
راست کی طرف گیا مراد بخش سے جو برانغار مین تھا جا بھڑا۔ خلیل اللہ خان پھر برانغار کی
فوج پر حملہ آور ہوا اور اسکے لشکر اوزبکیہ نے دلیری ومردانگی کی داد دی اور راجپوتون
نے بھی بڑی جلادت دکھائی کہ راؤ ستر سال ہاڈہ ورام سنگہ راٹھور وبھیم سیسودیہ جیتھلدا
کور وراجہ سیوارام برادرزادہ راجہ مذکور اور دلیر ونامور راجپوتون کی جماعت اورنگ زیب
کے بہت قریب آگئے اور راجہ روپ سنگہ اورنگ زیب کی سواری کے ہاتھی کے قریب
گھوڑے سے اُتر کر جلادت وبہادری کے کام کرنے لگا اورنگ زیب نے اسکی یہ بہادری
دیکھ کر اپنے نوکرون کو اسکے قتل کرنے سے منع کیا اور زندہ پکڑنے کا حکم دیا مگر نوکر
اسکی اس گستاخی کے متحمل نہ ہوئے۔ انہون نے اُسے مار ڈالا۔ یہ واقعہ اورنگ زیب کے
رحم ومروت پر شہادت دیتا ہے کہ جو شخص اسکے قتل کرنے کے قصد سے آئے اسپر وہ
عنایت فرمائے۔ اورنگ زیب بھی عجب مروت کیش رحم گستر وفتوت آئین عفو پرور
تھا کہ اسکا قہر مہر کے ساتھ رہتا اور اسکا غضب لطف سے دمساز تھا اپنی حسن خلقی
اور لطف خوشی کے سبب سے وقت کینہ جو مخالفون کو رجوع پر آمادہ اور عین جنگ
مین بخشایش ورافت سے پرخاش جو دشمنون کے لئے درصلح کو کشادہ رکھتا تھا
جب داراشکوہ نے دیکھا کہ رستم خان وراؤ ستر سال اور عمدہ راجپوت جو اس
جنگ مین اسکے قوت بازو تھے ہلاک ہوئے تو اُسنے کچھ تھوڑی دیر اور کوشش کی

کہ اسکا دیوان محمد صالح جسکو وزیر خان کا خطاب دیا گیا تھا مارا گیا اور عمدہ آدمیون کی
ایک جماعت قتل ہوئی اور اسکی سواری کے ہاتھی کے قریب چند بان متواتر مخالفون کے
لشکر سے آن کر پڑے تو پھر میدان جنگ مین نہ ٹھیر سکا باوجودیکہ اسکے پاس ایک جماعۃ
موجود تھی اور لڑائی ختم نہ ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا اور بہت ہراس و بیدلی سے ہاتھی
سے اُتر کر بے یراق و سلاح ننگے پاؤن گھوڑے پر سوار ہوا۔ اس حرکت و اضطراب سے ہنگام
سے اسکا لشکر پراگندہ و پریشان ہوا اس حال مین ایک خدمتگار اسکی کمر مین ترکش
باندھتا تھا کہ وہ تیر لگنے سے مرگیا تو وہ اور خوف زدہ ہوا وہ بھاگا اور اس فرار مین اسکا
بیٹا سپہر شکوہ بھی آن ملا۔ دارا شکوہ کو شکست اور اورنگ زیب کو فتح ہوئی۔ اگرچہ اورنگ
نے اپنے لشکر کو تعاقب کا حکم نہین دیا تھا پھر بھی اکبرآباد تک جو دس کروہ تھا ہر قدم پر زخمی
مُردہ پڑے تھے اس جنگ مین بہت آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے امیر جو رعایت و
حکومت رکھتے تھے اُنہون نے خاک ہلاک پر عدم کی راہ لی۔ دارا شکوہ اپنے چھوٹے بیٹے
سپہر شکوہ کے ساتھ بھاگ کر اکبرآباد گیا اور اپنے گھر مین جاکر اُترا خجالت و شرمساری کی
سبب سے کسی آشنا و بیگانہ سے نہ ملا۔ خوف کے مارے باپ کے سامنے نہ گیا باپ کو
کیا مُنہ دکھاتا وہ پہلے ہی اس نازپروردہ کی حقیقت کو جانتا تھا اور اورنگ زیب کو
خوب پہچانتا تھا اس لئے مقابلہ کو منع کرتا تھا۔ اگر دارا باپ کے کہنے پر چلتا تو کیون یہہ
ذلت و خواری اُٹھاتا۔ تین پہر رات تک یہان ٹھیرا آخر شب مین اپنے گھر سے فرار کیا۔
اور بیوی اور لڑکی اور بعض اور اہل حرم کو ساتھ لیا اور کچھ جواہر و مرصع آلات اور سونا
اور اشرفیان جو اس اضطراب و سراسیمگی مین ہاتھ لگے ساتھ لے گیا۔ اندھیری رات مین
سپہر شکوہ و رمارہ سوار اکبرآباد سے اسکے ہمراہ تھے وہ اسکے ساتھ دہلی گئے۔ مگر اس کے
بعد اسکی سپاہ شکستہ جسمین کچھ زخمی کچھ گرمی کے مارے تھے اُسے جاکر ملے اس طرح پانچ ہزار
سوار اس پاس جمع ہوگئے بعض اسکے کارخانے بھی اس پاس پہنچگئے مگر اکثر نوکر اس سے جدا
ہوکر اورنگ زیب پاس چلے آئے جنکو اسنے مناسب مناصب دیئے اور ان پر نوازش کی

اور اکبر آباد مین دارا کا اکثر خزانہ و جواہر و مرصع آلات و کارخانجات و گھوڑے ہاتھی اور تمام اسباب حشمت و تجمل رہ گیا اس پاس نہ پہنچ سکا۔

اس لڑائی مین یہ امر قابل غور ہے کہ اکبر کی اس تدبیر سے کہ راجپوتون کے ساتھ رشتہ ہو اور اس قوم پر از حد نوازش اور انکی تربیت کی جائے۔ راجپوتون کو مسلمانون کے ساتھ اور مسلمانون کو راجپوتون کے ساتھ ایسی محبت ہو گئی تھی کہ مسلمان اپنی سلطنت کے فیصلہ کرنے مین انکو اپنا شریک بناتے اور وہ شریک ہو کر اسکا فیصلہ کرانے تھے جب اورنگ زیب نے اعدا کو ہزیمت دی تو اسنے خدا کی درگاہ مین شکر ادا کیا۔ اور افواج کو ہمراہ لے کر مخالفون کے لشکرگاہ مین گیا۔ دشمنون کی منزلگاہ مین غارت اور تاراج کی جاروب صفائی کر دی تھی مگر داراشکوہ کا خیمہ اپنی جگہ پر کھڑا تھا اورنگ زیب اس خیمہ مین جب تک پھرا کہ اسکا اپنا خیمہ دولت خانہ آیا امراء رفیع القدر اور اخلاص شعار تسلیم مبارک باد اور آداب تہنیت فتح بجا لائے۔ مراد بخش کا چہرہ زخمون کے لگنے سے گلرنگ ہو رہا تھا۔ اورنگ زیب نے اول زخمون پر حرب و نرمی کے ساتھ اپنی لطف و نوازش کا مرہم رکھا۔ پھر ماہر جراح و تجربہ کار اطبا علاج کے لئے بھجوائے جب بادشاہ کا خیمہ آگیا تو وہ کھڑا ہوا اور کام بخشی و عطا گستری کی مراسم ادا ہوئین اور جن امراء و نوکرون نے اس جنگ مین کوشش و جانفشانی کی تھی اور جوہر مردی و شجاعت و گوہر اخلاص و ارادت دکھایا تھا انپر شاہانہ مہربانیان ہوئین اور ہر شخص کو اسکے رتبہ و قدر کے موافق عطیات عنایت ہوئے۔ زخمیون کی مرہم پٹی کرائی کشتون کو خاک سے اٹھایا۔ دوسرے روز شکارگاہ سموگڈھ مین اورنگ زیب آیا جمنا کے کنارہ پر مکانات مین اترا اور اسی روز باپ پاس معذرت نامہ بھیجا جسمین صورت حال وصف آرائی کا اعتذار اور بحکم شرع و فتوائے عقل داراشکوہ سے جنگ کا سبب نہایت ادب کے ساتھ لکھ کر بھیجا اسی دن محمد امین خان پسر معظم خان اسکی خدمت مین آیا پھر اور بہت بڑے بڑے امرا اسکی خدمت مین آئے اور انہون نے بڑے بڑے انعام و خلعت

وخطاب پایے ۱۰ ررمضان کو اورنگ زیب سموگڑھ سے باغ دلکشا نور منزل مین آیا۔
یہان اورنگ زیب کے معذرت نامہ کا جواب شاہجہان نے اپنے ہاتھ سے لکھ کر
فاضلخان میر سامان کے ہاتھ بھیجا اور سید ہدایت اللہ صدر کو بھی اسکی رفاقت مین روانہ
کیا۔ انہون نے باغ نور منزل مین پادشاہ کا یہ صحیفہ پیش کیا اور مقدمات جنکے لئے وہ
مامور تھے گذارش کئے اورنگ زیب نے انکو خلعت دے کر رخصت کیا دوسرے روز
پادشاہ کے حکم سے یہ دونو آدمی اورنگ زیب پاس آئے اور ایک شمشیر مرصوع عالمگیر
انکے ہاتھ پادشاہ نے عالمگیر کے لئے بھجوائی اور پادشاہی امراء اورنگ زیب پاس آتے
جاتے تھے۔ شہر کے باہر اسکے ٹھیرنے سے اہل شہر پریشان خاطر تھے اورنگ زیب نے
چونکہ مراد بخش کے نوکرون کا نظم ونسق نہ ہوا اور بے پروائی کے سبب سے خود سر
ہوئے انمین سے بعض حکم کے برخلاف شہر مین جہان جاتے دست تعدی دراز کرتے
اس سبب سے قریب تھا کہ شہر مین ارازل واوباش ایک آشوب برپا کرتے اور فساد کا
ہنگامہ گرم ہوتا اور خلائق کی آسایش وآرامش مین فتور آتا اورنگ زیب نے اپنے
بیٹے محمد سلطان کو کچھ سپاہ ہمراہ کرکے حکم دیا کہ وہ شہر مین جاکر انتظام کرے حسب الحکم
۱۲ ررمضان کو محمد سلطان اور خانخانان بہادر سپہ سالار شہر مین داخل ہوئے
اور اہل شہر کو امن وامان کا مژدہ سنایا ولطف واحسان کی نوید دی اور خوب
انتظام کردیا اب بڑے بڑے امیر اورنگ زیب کی خدمت مین آتے جاتے تھے
اور منصبون اور جاگیرون پر سرافراز ہوتے تھے۔ داراشکوہ کی چکلہ داری مین
متھرا تھا داراشکوہ کی پراگندگی کے سبب سے اسمین واقعہ طلب مفسدون نے فساد
مچا رکھا تھا اورنگ زیب نے جعفر خان ولد اللہ وردی خان کو اس چکلہ کی فوجداری و
نظم جہات سپرد کی ۱۷ کو اورنگ زیب نے محمد سلطان کو حکم دیا کہ وہ دادا کی
خدمت مین جائے وہ حسب الحکم قلعہ مین دادا کی خدمت مین گیا اور باپ کی طرح ادب
وکورنش بجا لایا ۱۹ کو شاہجہان کے کہنے سے بیگم صاحب باغ نور محل مین اورنگ زیب

پاس آئین اب روز بروز اورنگ زیب کے دربار کو رونق زیادہ ہوتی جاتی تھی رائے رایان
جو سر دفتر اہل دیوان تھا مع کل دیوانی کے متصدیون اور کل زمرۂ اہل قلم وارباب محاسبات
کے حاضر ہوا اور مراتب ملک و مال جنمین اس مدت مین فتور و اختلال آیا تھا اُنہون نے
اورنگ زیب کی خدمت مین عرض کیا اُسکے باب مین اُسنے احکام دیئے۔ غرۂ رمضان
سے اور تاریخ تک ایک جمع کثیر اسکی مراحم و عنایات شاہنشاہی سے کامیاب و بہرہ ور
ہوئی منجملہ اُنکے شاہزادہ محمد سلطان کو جیغہ و خنجر مرصع علاقۂ وارید کے ساتھ اور وزیر خبیر
فیل مرحمت ہوئے اور مراد بخش کو خزانہ سے چھبیس لاکھ روپیہ عطا کیا۔
مہار رمضان کو دارا شکوہ اپنے پانچہزار سوارون کے ساتھ دہلی مین آگیا۔ کوئی لکھتا
کہ یہ سوار شاہجہان نے اس پاس بھیجے تھے اور پُرانی دلی کے قلعہ مین ایسا اُترا جیسے
ویرانہ مین اُلو۔ اورنگ زیب نے اسکے تعاقب کے واسطے کوئی لشکر نہین متعین کیا تھا
وہ خود اکبرآباد مین مقیم تھا کہ دارا شکوہ دہلی مین توقف کرکے پھر لشکر و سپاہ کا سامان
تیار کرنے لگا۔ وہ کارخانہ شاہنشاہی کی اشیاء اور اموال و گھوڑون اور ہاتھیون پر
امراء کے نقد و جنس و امتعہ و ذخائر پر دست درازی کرنے لگا۔ جسکا مال جو ہاتھ آیا
اسکو ہضم کیا۔ اُسنے سلیمان شکوہ کے لشکر کو طلب کیا تھا وہ پٹنہ سے چلا آتا تھا اُسنے
ان امراء کو جو اس لشکر کے ساتھ تھے لکھا تھا کہ وہ چمبنا کے اس طرف سے دہلی کی سمت
مین بہت جلد آن کر مجھ سے مل جائین وہ بیٹے کے لشکر کا انتظار کرتا تھا اور یہ سمجھتا تھا
کہ اُسکے لشکر کے آنے کے بعد دونو لشکر یکجا ہو جائینگے تو دوبارہ صف آرائی کی سکت اُس
مین ہو جائیگی۔ وہ مدت سے جانتا تھا کہ امراء و لشکر و سپاہ کا دل اورنگ زیب کی
طرف مائل ہے لیکن اس پر بھی اپنی مکر بازی سے باز نہ آتا تھا خفیہ خطوط و استمالت نامے
فریب آمیز امراء کو اور ارکان دولت اور صوبجات کے امراء اور ولایات کے حکام کو
بھیجکر اغوا کرتا کہ وہ اورنگ زیب کی نافرمانی و مخالفت کرین اور اطاعت نہ کرین انکو
اپنی طرف دعوت کرتا تھا جو امراء اورنگ زیب کے ساتھ خالص عبودیت نہین رکھتے تھے

دارا شکوہ کا حال

انکی اوضاع سے اورنگ زیب کو معلوم ہوتا تھا کہ داراشکوہ کا لکھنا اپر اثر رکھتا ہے داراشکوہ
پوشیدہ نوشتے باپ پاس بھی بھیجکر اُسکے دل مین وسوسے ڈالنے مین کوشش کرتا تھا۔ چونکہ آدمی کی نہاد
مین یہ امر داخل ہے کہ وہ نقوش وساوس کو اور آثار تخیلات کو قبول کرتا ہے خصوصاً جو نیکخواہی اور
خیراندیشی کے لباس مین غلط نما ہوکر خرد آشوب و دانش فریب ہون۔ شاہجہان کے بعض اطوار سے
یہ معلوم ہوتا تھا کہ وہ داراشکوہ کی محبت و الفت وطرفداری کو دور نہین کرسکتا۔ جب حضرت
شاہجہان نے افضل خان کے ہاتھ یہ فرمان اورنگ زیب کو بھیجا تھا جسکا خلاصہ یہ ہے کہ اے میرے
فرزند مین تیری صورت دیکھنے کو ترستا ہون مدت کے بعد اب تو یہان آیا ہے امتداد فراق سے
اشتیاق زیادہ ہوگیا ہے خدا کی عنایت سے مینے دوبارہ زندگی پائی ہے تو میرے پاس آکر
سعادت قدمبوسی حاصل کر۔ اورنگ زیب نے اسکا جواب یہ لکھا کہ میری بڑی خوش نصیبی ہاوری
اقبال ہے کہ حضور نے مجھے یاد فرمایا اب مین حضور سے اس امر کا امیدوار ہون کہ میری ملاقات
کے واسطے کوئی ساعت مسعود قرار دی جاے۔ بادشاہ اس عرضداشت کو سنکر بڑا خوش
ہوا اور ملنے کا اشتیاق اور زیادہ بڑھ گیا مگر اورنگ زیب دل سے چاہتا تھا کہ مین
باپ کے پاس جاؤن اور مراسم اخلاص عقیدت کو بجالاؤن اور خاطر اشرف کے استرضاء
مین کوشش کروں۔ اگر بادشاہ کے دل مین اسکی طرف سے کچھ غبار ہو تو اُسکو بالمشافہ بے توسط
اغیار آستین اعتذار سے پونچھون کہ بالکل حجاب رفع ہوجاے اور صفائی ہوجاے لیکن شاہجہان کو
داراشکوہ کے اصلاح حال کی رعایت چلی جاتی اور اسکی طرف توجہ باطنی تھی جو کچھ وقوع
مین آیا تھا وہ اُسکے مطلوب کے منافی تھا اسلئے اورنگ زیب نے باپ سے ملنے کا ارادہ کیا تھا اُسکو
ترک کردیا اسکو جب معلوم ہوا کہ دہلی مین داراشکوہ لڑنے کا سامان تیار کررہا ہے تو اُس
اُسکے شر کے دفع کرنے کو سب کامون پر مقدم جانا۔

جب اورنگ زیب کا ارادہ شاہجہان آباد کے جانے کا ہوگیا تو اُسنے شاہزادہ محمد سلطان
کو ایک لشکر کے ساتھ دارالخلافہ اکبرآباد مین متعین کیا اور اسلام خان کو اسکا اتالیق بنایا۔
فاضلخان کو شاہجہان کی خدمت کے لئے اور مہمات بیوتات کی پرداخت کے واسطے اور

اورنگ زیب کا شاہجہان کو خط لکھنا اور اسکے جواب کا آنا

اور کارخانجات خاصہ کے بندوبست کے لئے مقرر کیا۔ ذوالفقار خان کو قلعہ کی حراست سپرد کی
اور مقرب خان کو جسنے شاہجہان کے معالجہ مین بڑی کوشش کی تھی اور اسکے مزاج سے آشنا
ہو گیا تھا حکم ہوا کہ وہ بادشاہ کی بقیہ کوفت کا علاج اور صحت مزاج کی تدبیر کرے اسکو تین ہزار
اشرفیان انعام دین اور خلعت دیا۔

۲۲ رمضان کو اورنگ زیب شاہجہان آباد کو روانہ ہوا۔ اس تاریخ شاہزادہ محمد اعظم باپ
کے حکم سے دادا کی خدمت مین گیا اور پانچسو مہر اور چار ہزار روپئے بطریق نذر گذارے۔
دادا پوتے کو دیکھکر بہت خوش ہوا اور اسکو گلے لگایا بہت عنایت کرکے اسکو رخصت کیا
داراشکوہ جانتا تھا کہ اورنگ زیب دہلی آئیگا اور اسکے بیٹے سلیمان شکوہ جسکا انتظار دہلی
مین کر رہا تھا راہ مین رکے گا اور مجھ سے ملنے نہین دیگا اسلئے اُسنے جب سُنا کہ اورنگ زیب
دہلی آتا ہی تو وہ ۲۱ رمضان کو لاہور کو روانہ ہوا اور اپنا حال سلیمان شکوہ اور اسکے اتالیق
باقی بیگ کو جسکا بہادر خان خطاب تھا لکھ بھیجا اور یہ ہدایت کی کہ اگر ہو سکے تو جمنا کی اس
طرف سے بوریہ سہارنپور کی راہ سے بہت جلد سہرند مین یا لاہور مین آجاؤ۔ الہ آباد مین
داراشکوہ کی طرف سے سید قاسم خان بارہ صوبہ تھا وہ اورنگ زیب کی اطاعت نہین کرتا
تھا برسرفساد تھا اسلئے اورنگ زیب نے خاندوران خان کو لشکر کے ساتھ الہ آباد روانہ کیا
کہ اگر قاسم خان اطاعت کرے تو اسکو ہمارے پاس بھیجدو اور اگر سرکشی پر آمادہ ہو اور قلعہ حوالہ
کرے تو قلعہ کو مفتوح کرو۔ مراد آباد کی محال قاسم خان کو عطا کی اور اسکو وہان روانہ کیا۔
ارادت خان کو اودھ کا صوبہ مقرر کیا عبدالنبی خان کو اٹاوہ کا فوجدار مقرر کیا اور اسی طرح
سے قلعہ دار و فوجدار و صوبہ دار مقرر کئے۔ امراء کو ہزاروں روپئے انعام دیئے خانجہان کو
جسکو بادشاہ نے داراشکوہ کی شکست کے بعد جاگیر و منصب سے معزول کیا تھا اسکو منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کا عنایت کیا۔ امیرالامراء کا خطاب یاد و کروڑ دام کی جاگیر دی۔
خاندوران خان کو دو لاکھ روپیہ انعام دیا اور دو کروڑ دام جمع کی جاگیر دی دلیر خان
و عبداللہ خان و اسد خان بہادر مرحوم سلیمان شکوہ کی رفاقت کو ترک کیا اور اورنگ زیب

پاس آئے اُنھنے اپنی مرحمت خسروانہ سے انکو سرافراز کیا۔ ۲ شوال کو اورنگ زیب متھرا مین آیا۔

بلے آنکس کہ ظل ذوالجلال است	شریکش چون شریک حق محال است
شہنشاہ فریدی باید در اقلیم	دو رکیتا بود در خور دو سیم

مراد بخش کا قید کرنا۔

مراد بخش کے قید ہونے کے واقعہ کو مورخ مختلف طرح سے بیان کرتے ہین جسکو مین بیان کرتا ہون عالمگیر نامہ محمد کاظم مین لکھا ہے کہ مراد بخش کو تمنائے سلطنت کا سودا تھا وہ یہ سمجھتا تھا کہ شاہجہان کے بعد ملک و سلطنت کی وراثت کا دعوی مجھی پہنچتا ہے اور ہندوستان کی فرمانروائی اور سریر آرائی اُسکو پہنچیگی۔ جب شاہجہان بیمار ہوا اور اطراف مین اوسکی خبر متوحش پھیلی تو بے تحقیق حال و اندیشۂ مآل تخت سلطنت پر ہو بیٹھا۔ مروج الدین اپنا لقب رکھا اپنے نام کا خطبہ و سکہ جاری کیا۔ بندر سورت بیگم صاحب سے تعلق رکھتا تھا اس مین فوج بھیجی اسکے قلعہ کو قہر سے لیا اور سرکار بادشاہی اور بیگم صاحب مین جو اموال اور اشیا تھین اُن پر متصرف ہوا اور آدمیون کے اموال اور امتعہ پر دست تعدی دراز کیا اور ناشائستہ کام کرنے لگا چنانچہ محمد شریف پسر اسلام خان مرحوم کو جو بندر سورت کی مہمات کا متصدی تھا اسکو مع اور متصدیون کے قید کیا اور انکی اہانت کی انکو آزار پہنچایا اور علی نقی جو اسکی سرکار کی مہمات کی کفالت کرتا تھا اور بادشاہ کی طرف سے دیوانی کرتا تھا اور اُسکا دیوان تھا بے گناہ ناحق اسکے نفاق کے توہم سے اور عدم یک جہتی کے مظنہ سے اپنے ہاتھ سے قتل کیا غرض علانیہ سرکشی و خودرائی اختیار کی۔ مگر اورنگ زیب نے اپنا تغیر وضع نہین کیا اور اورنگ سلطنت پر جلوس نہین فرمایا۔ جب اخبار موحشہ کا جھوٹ ظاہر ہو گیا اور تحقیق ہو گیا کہ اگرچہ بادشاہ بیمار ہوا تھا اور اسکے قوی مین فتور عظیم آیا تھا مگر ابھی اسکی شمع حیات انجمن ہستی مین روشن ہے تو مراد بخش کچھ ہوش مین آیا۔ اورنگ زیب کی عاطفت کا دامن پکڑا وہ باپ پاس لیجا کر عفو تقصیرات معاف کرادے مگر اب بھی نادانی اور بے خردی سے اپنے اوضاع سابق کو نہ چھوڑا۔ تخت و چتر و سائر لوازم سلطنت کو اپنے ساتھ رکھا اس بات کو اورنگ زیب اُس کی خردسالی و جاہلی پر محمول کرتا تھا اور اپنی بزرگی اور دانائی کے سبب اُسے درگذر کرتا تھا

اور حسن اخلاق اسکے ساتھ برتتا تھا کہ شاید رفتہ رفتہ وہ اپنی ان حرکات سے باز آئے مگر وہ اپنی نادانی اور غفلت سے باز نہ آتا تھا جب دارا شکوہ کو شکست ہوئی اور اُس نے دیکھا کہ ... اورنگ زیب کو سلطنت ہاتھ آئی تو اسکے دل مین نفاق و مخالفت کا خیال پختہ ہوا اور ہمسری کے لئے سر کھجانے لگا فتنہ و فساد و سرکشی کا قصد ہوا باوجودیکہ خزانہ پاس نہ تھا مگر لشکر کو بڑھایا۔ اور بادشاہی بندوان اور امراء کی ساتھ طرح طرح سے استمالت اور ملائمت کی اور اپنی طرف دعوت کی۔ یون کچھ امیر اسکے طرفدار ہوئے انکو مناسب مناصب اور بے موجب روپئے اور بیربادیا آدمیون کو بیجا خطاب دیئے اور اسباب شورش و سرکشی کو سرانجام دیا اور اسراف شروع کیا۔ روز بروز بے اعتدالی کو بڑھایا جب اورنگ زیب نے اکبرآباد سے سفر کیا تو ساتھ چلنے کے لئے بہانے بنائے۔ آخر کو ہمراہی اختیار کی کچھ دنون اورنگ زیب لشکر کے پیچھے کوچ کرکے اور چند کروہ پیچھے کینے کی کمین مین رہتا اسلئے اورنگ زیب نے اسکی شورش انگیزی اور مخالفت کو یہ سمجھکر کہ خلقت کی آسایش و امن مین اس سے شورش پیدا ہوگی تو اسنے بلطائف دانش تدبیر دستگیر کیا چاہیے اسکی تنبیہ و تادیب ہو جاے اور فتنہ و آشوب نہ برپا ہو۔ ۱۴ ماہ شوال کو متھرا مین جب مراد بخش کورنش کے لئے آیا تو اسکو تدبیر سے دستگیر کیا اور آدھی رات کو شیخ میر کو بھیجکر کے شاہجہان آباد بھجوادیا۔

خافی خان یہ لکھتا ہے کہ

شاہزادہ مراد بخش سادہ لوح تھا اکثر صفات پسندیدہ سے موصوف تھا مغلون کی رعایت اور خطا بخشی مین بہت کوشش کرتا تھا اور اپنی صفائی باطن اور حسن عقیدت سے بزرگون کے اس قول پر خیال نہین کرتا تھا کہ دو بادشاہ در اقلیمی نگنجند۔ وہ اورنگ زیب کے دلفریب عدون سے اور نقد و جنس کی تواضعات سے کہ بطریق عاریت و امانت قبل از جنگ و بعد از فتح وہ کرتا تھا اپنا دل خوش رکھتا تھا اور اپنی سادہ لوحی سے تمنا سلطنت کو لوح دل پر نقش کرتا تھا اور سلاطین کے طریقہ کو نہین چھوڑتا تھا۔ اور بھائی کے عہد و پیمان کے عدم ایفاء کا تو ہم بھی اُسکو نہ ہوتا تھا۔ باوجودیکہ اسکے ہمراہ خواہ کمر گوش گذار کرتے کہ زمانہ کا رویہ بدعہدی ہے۔ خاص کر اس بادشاہ کے سلوک مین کہ ملوک نے وارث

ملک کے ساتھ زمانہ سلف مین کیا مگر وہ نہین سنتا بے محابا چند آدمیون کے ساتھ بھائی کی خلوت مین جاتا - ایک دن ایک سید ریش سفید معمر قدیم الخدمت نیک خصلت نے اس وقت کہ مراد بھائی پاس جاتا تھا عرض کیا کہ میرے خواب کی تعبیر کبھی غلط نہین ہوتی مینے عالم رویا مین دیکھا ہے جو عہد و پیمان آپکے اور بھائی کے درمیان ہوئے ہین وہ اعتماد کے لائق نہین ہین مراد اس بات کو خوشامد سمجھا اور اسکی طرف سے مُنہ پھیر لیا اور خواجہ شہباز کی طرف مخاطب ہوا (جو اسکو اکثر اس قسم کی نصیحتین کیا کرتا تھا) کہ ایسی لایعنی باتون سے محبت و قرار عہد مین اختلال پڑتا ہے القصہ ۱۲ شوال کو متھرا مین منزل ہوئی اول روز مین مراد بخش کو حسن تدبیر سے جسکی تفصیل نہین کرتا اسکو دستگیر کرکے پابزنجیر کیا اس رات کو چار حوضی پردہ دار ہاتھیون پر رکھکر چار یون طرف روانہ کئے اور ہر ایک کی ہمراہ ایک فوج اور دو سردار نامی مقرر کئے اس حوضہ کو جس مین مجبور محبوس بیٹھا تھا شیخ میر و دلیر خان کے ساتھ سلیم گڈھ کے قلعہ مین بھیجدیا یہ احتیاط اسلئے کی گئی تھی کہ جس حوضہ مین اس مخبوس کو بٹھایا گیا تھا اسپر مغلیہ اور اسکے ہوا خواہ غلبہ نہ کرین اور اسکے تمام خزانے اور کارخانے قبضہ مین آجائین اور ایک دام و درم ضائع نہ ہو - بہم بر نیر اوّ تاریخ ہندوستان وصاحب سے اس واقعہ کی نقل کرتے ہین جسکے پڑھنے سے ہمکو وہ ہی مزہ آتا ہے جو بے سر و پا اخبارات ہند مین آجکل واقعات کے بیانات کے مطالعہ مین لطف آتا ہے کہ ایک جھوٹی بات اس وثاقت سے نمک مرچ اور گل بکاؤلی کے بیان کرتے ہین جسکے ہوتے ہوئے لوگ ذرا بھی تامل نہ کرین جو اصل حقیقت حال سے واقف ہون مسٹر نیر لکھتا ہے کہ جب اگرہ سے عالمگیر کے سفر کا دن آیا تو مراد بخش کے خاص دوستون نے خاص کر زیادہ شہباز خواجہ سرا نے ہر طرح کی دلائل سے سمجھایا کہ حضور کو دہلی اور آگرہ کے ہمسایہ مین اپنی لشکر کے ساتھ رہنا چاہیے چرب نرم و مودبانہ چاپلوسی کی افراط مین ہمیشہ فریب دھوکہ ہوتا ہے نہون نے بیان کیا کہ حضور خاص و عام کے نزدیک بادشاہ ہین اور آپ کی بادشاہی کو اورنگ زیب بھی تسلیم کرتا ہے تو یہ امر عاقلانہ تدبیر سے دور ہے کہ آپ آگرہ یا دہلی سے آگے چلے جائین اپنے بھائی کو تنہا دارا شکوہ کے تعاقب مین جانے دیجے اگر اس دانشمندانہ صلاح کو مراد مان لیتا تو اورنگ زیب بڑی مشکلون اور حیرانیون مین پڑ جاتا مگر اس فہمائش کا اثر ذرا بھی اسکے دل پر نہ ہوا اُسنے اپنے بھائی کے ان وعدون اور قسمون پر پورا اعتماد کیا جو انکے درمیان

قرآن پر قسم کھاکر ہوئی تھے دونو بھائیون نے ساتھ آگرہ سے دہلی کی طرف کوچ کیا۔ آگرہ سے چار چھوٹی منزلون کوطے کرکے متھرا مین آنہون نے قیام کیا۔ مراد کے ہواخواہون نے بہت کچھ ایسا دیکھا اور سُنا کہ جس سے اُنکے دل مین شُبہے پیدا ہوئی۔ ایک دفعہ پھر انہون نے کوشش کی کہ مراد کو کہہ سنکر ڈرائے اُنہون نے اُس سے کہا کہ ہمنے تحقیق کرلیا ہے کہ اورنگ زیب کی نیت مین آپ کی طرف سے فساد ہے اور یقینی ایک خوفناک سازش آپ کی خرابی کے لئے ترقی پذیر ہے مختلف جگہون سے جسکی اطلاع ہمکو آئی ہے اسواسطے بھائی کی ملاقات کو آپ ہرگز نہ جائین اور خاص کر آجکے دن تو اُدھر رُخ بھی نہ کیجئے اور مصلحت یہ ہے کہ آپ اس بلا کو یون ٹالئے کہ بیماری کا بہانہ بنائے جس سے اورنگ زیب حسب معمول آپ کی عیادت کو خود تھوڑے آدمیون کے ساتھ ضرور آئیگا اورنگ زیب کی تزویر و چاپلوسی و ریاکاری کے افسون سازی نے اُس نامراد شہزادہ پر ایسا اثر کیا تھا کہ ہواخواہون کی دلائل اور منت وسماجت کب اسکی سمجھ مین آتے تھے اورنگ زیب کو بھائی کے آنے کی توقع تھی اُسنے میر خان اور تین چار اور امیرون کے ساتھ اپنے منصوبے کا مشورہ کیا جب مراد آیا تو بھائی اپنی اس مقررہ قربانی کے ساتھ پہلے سے بہت زیادہ تپاک سے پیش آیا اور ایسی خوشی ظاہر کی کہ جسکے سبب سے آنکھون سے آنسو نکل پڑے اورنگ زیب نے اپنے ہاتھ مین رومال لیکر اُسے چہرہ کا پسینا پوچھا اور گرد و دور کی دونو بھائیون نے ساتھ بیٹھ کر ہنسی خوشی کھانا کھایا اور ظاہر مین محبت والفت کی باتین نہایت تپاک کے ساتھ ہوئین اور کہین بیچ مین آنکھ تارہین ٹوٹا جب کھانے سے فارغ ہوئے تو کابل و شیراز کی مزہ دار شرابین بہت سی آئین تو اورنگ زیب اٹھا اور مسکرا کر اُس نے کہا کہ صاحب عالم تم خوب جانتے ہو کہ مین مسلمان ہون مجھے مشکل ہی کہ مین تمہارے ساتھ اس می نوشی مین مزے اڑاؤن اسلئے مجھ پر لازم ہی کہ مین یہان سے غیر حاضر ہون مگر آپ کی مصاحبت مین عمدہ آدمی ہین میر خان اور اور احباب آپ کی خدمتگاری کرینگے۔ مراد بخش کی تو عادت مین بہت سُرا پینا داخل تھا جب یہ نفیس شراب اسکے آگے آئین تو اس قدر انکو پیا کہ بیہد مست ہوکر بے خبر سوگیا اورنگ زیب کی مراد پر آئی کہ مراد بے ہوش پڑا سوتا تھا مراد بخش کے نوکرون کو حکم ہوا کہ وہ باہر چلے جائین

ہ اپنا کام بنا رہا ہے۔

اپنے آقا کے خواب راحت مین خلل نہ ڈالین میر خان نے دونو اسکی تلوار اور جمدھر لے لیا جمدھر اصل مین یا دھارا یعنی موت کا لانے والا ہے یہ ایک چوڑا خنجر ہوتا ہے اور اسکا قبضہ پھل کے اوپر قائم الزاویہ ہوتا ہے بعضون مین سیدھا لکھانا اور بعض تین لکھانا ہوتے ہین۔ منوچی سے پادری کیٹ روقل کرتے ہین کہ یہ تلوار اور جمدھر اورنگ زیب کے پوتے اعظم الشان شاہزادہ محمد نے اٹھائے تھے وہ چھ برس کا لڑکا تھا۔ اورنگ زیب نے اپنے سوتے بھائی کے ساتھ یہ ایک دل لگی کی کہ لیتے سے کہا کہ اگر اسکی تلوار اور جمدھر اس طرح اٹھالاؤ کہ مرا دجاگے تمہین تو ہم تم کو ایک جواہر انعام دینگے اس لڑکے نے بڑی پھرتی سے اس کام کو کیا اور دونو ہتھیارون کو متصیا کے خیمے مین لیگیا) تھوڑی دیر بعد اورنگ زیب اپنے بھائی کے جگانے کے لئے خیمہ مین آیا اور آتے ہی وحشیانہ اول اس شہزادہ کو دو تین لاتین ماریں جب اُس نے آنکھین کھولین تو اُسنے ملامت کے لئے یہ چند فقرے کہے کہ بڑی شرم اور بدنامی کی بات ہے کہ تو بادشاہ ہوکر اتنی کم ہوشیاری رکھے بھلا دنیا کے لوگ میرے اور تیرے جنم مین کیا کہینگے۔ اس کم بخت شرابی کے ہاتھ اور پانوُن باندھو اور اندر لے جاؤ کہ اس بے شرمی کا سونا وہان سوئے۔ حکم دینے مین دیر تھی تعمیل مین دیر نہ تھی۔ پانچ چھ سپاہی دوڑ پڑے اور وہ مراد کے پاؤن مین بیڑیان اور ہاتھون مین ہتکڑیان ڈال کر لے گئے وہ چیخین مارتا مارتا اور دُھائی دیتا رہا اور زور کرتا رہا۔ بھلا بہ تعقد و مراد بخش کے آدمیون کے ظلم سے کسی طرح چھپائے چھپ نہین سکتا تھا اسکے آدمیون نے غل شور مچایا۔ مگر مراد بخش کے میر آتش علی قلی نے اُسکو دبا دیا اورنگ زیب نے اسکو پہلے ہی زر دیکر اپنے ساتھ گانٹھ لیا تھا اسکے لشکر کی فوجون مین شور و غوغا ہوا اور اندیشہ تھا کہ وہ یکایک نہ چڑھ آئین مگر رات کو جاسوس اسلیے بھیجدئے گئے تھے۔ جنھون نے اورنگ زیب کے واقعات کو نہایت خفیف کرکے بیان کیا کہ کوئی بڑی بات نہین ہے ہم وہین تھے کہ مراد بخش نے شراب اتنی کثرت سے پی تھی کہ اپنے اختیار مین نہین رہا تھا بدکلامی کرنے لگا اسکی گالیون سے کوئی شخص نہین بچا یہانتک کہ اورنگ زیب کو اُسنے مغلظ دشنام سنائین اور وہ دنگا اور اودھم مچایا کہ کسی طرح

مراد کا قید ہونا اور اسکے ملازمون اور اورنگ زیب کے ساتھیون کا جھگڑا نیز اورنگ زیب کا مراد کے ساتھ کیا سلوک کیا

سنبھالے نہ سنبھلا۔ ناچار اسکو جدا بند کرنا پڑا۔ صبح کو جب رات کا نشہ اُتر جائیگا تو وہ پھر آزاد ہو جائیگا۔

اس اثنا مین بڑی بڑی رشوتین اسکے تمام امراء عظام کو چٹائی گئین اور بڑے بڑے وعدے اُنسے کئے گئے اور فوراً کل سپاہ کی تنخواہ بڑھا دی گئی بہت ہی تھوڑے آدمی ایسے تھے جو پہلے نہین جانتے تھے کہ مراد کا زوال آنے والا ہے اس لئے جب دن ہوا تو اُنکو شورش کا نشان بھی مشکل سے ملتا تھا۔

جب اورنگ زیب کو اطمینان ہوا تو اُسنے اپنے بھائی کو ایک زنانی عماری مین بند کرکے دہلی بھیجدیا کہ وہ قدیمی قلعہ سلیم گڈھ مین جو جمنا کے بیچ مین بنا ہوا ہے مقید رہے اڈے وصاحب کی تاریخ ہندوستان کی داستان سنیئے جو غالباً اُنہون نے کسی داستان گو سے سُنکر لکھی ہوگی اُسکا خلاصہ یہ ہے کہ جب تھپرا مین لشکر اترا تو مراد بخش نے اورنگ زیب کو دعوت مین بلایا جب وہ آیا اور دونو بھائی کھانے بیٹھے تو شہباز خان خواجہ سرا نے جو مراد بخش کا رازدار تھا مراد سے سرگوشی کی کہ عمدہ پوشاک مین چاک کرنے کا وقت ہے یعنی اورنگ زیب سے اب سمجھ لینا چاہیئے تو اورنگ زیب جو عنوان ظاہر سے باطن کا حال جان لیتا تھا بات کو سمجھ گیا مگر اسکو پی کر چپکا ہو گیا تو مراد بخش نے شہباز کو کہا کہ اب جاؤ اور اس اشارہ کے منتظر رہو تو اورنگ زیب نے یہ سمجھ کر کہ میرے قتل کا منصوبہ ہے تو وہ پیٹ کے درد کا بہانہ بنا کے بہت جلد اپنے گھر چلا گیا۔ تیسرے روز یہ وعدہ مصنوعی جاتا رہا۔ مراد بخش نے اسکی بڑی خوشی منائی۔ بھائی نے اسکی دعوت کی۔ خوب تاج رنگ کیا ایک حسین عورت کو دیکھ کر مراد بخش لٹو ہو گیا اورنگ زیب نے اس وقت پابندی اسلام کو بھی سلام کیا بھائی کو شراب پلا کے بالکل بے ہوش کیا اور اسکے امراء بھی شراب پی پی کر بیہوش ہوئے اورنگ زیب نے مراد بخش کے ہتھیار اٹھوائے اور اسکے ہاتھ آہستہ آہستہ باندھنے شروع کئے مراد جو نکا کچھ آدمیون کو لاتے ہین تو آدمی دوڑے مگر اورنگ زیب کی اس ڈانٹ کے بتانے سے کہ اگر مراد ذرا ہاتھ یا

پاؤن ہلائے تو اسکو ابھی قتل کر ڈالو تو یہ سنکر مراد کچھ بکا مگر پھر چپکا ہو گیا اور پاؤن بھی بند ھوائے شہباز خان جو دلی خیر خواہ تھا یون قید ہوا کہ وہ ایک خیمے کے نیچے بیٹھا ہوا تھا کہ اسکی رسیان کاٹ دین وہ اسکے نیچے دبا اور اسکے الجھیڑے سے نکل نہ سکا گرفتار ہوا اور باقی امراء کو مسلح آدمیون نے پکڑ لیا انہون نے اورنگ زیب کی اطاعت قبول کی۔ مراد اور اسکا رفیق حفاظت کامل آگرہ کو روانہ کئے گئے۔

ظفر نامہ مین لکھا ہے کہ ۲۲ رمضان سنہ ۶۸ کو اورنگ زیب آگرہ سے کوچ کیا بہادر گڈھ مین شوال کو ۲۴ کوسامی گھاٹ پہنچکر دو روز مقام کیا جب اسکو معلوم ہوا کہ مراد بخش نے آگرہ سے ابتک کوچ نہین کیا ہے اور ملازمان شاہی کی ایک جماعت مثل ابراہیم ولد علی مردان خان امیر الامراء وغیرہ نے مراد کی ملازمت اختیار کی اور مواجب و مناصب وہ بیست و دہ پانزدہ مقرر کرتا ہے تو بہت آدمیون نے اسکی طرف رجوع کی ہے بیس ہزار سوار اس پاس جمع ہو گئے ہین اور ظاہر یہ ست صورت ہین منصب کی طمع مین آنکر لشکر عالمگیری سے جدا ہو گئے ہین اور اس سے جا ملے ہین اور آنا فانا مین اسکی جماعت بہت زیادہ ہو گئی ہے تو عالمگیر مراد کی اس ترک رفاقت کو اپنی مصلحت و دولت کے خلاف سمجھا اور اپنے مدعا دلی مین خلل انداز جانا اپنے معتمد کو بھیجکر مراد بخش سے رفاقت کے ترک کرنے کی وجہ پوچھی تو مراد نے جواب مین اپنی ناداری کی وجہ سے فوج کی پریشان حالی بیان کی تو... اورنگ زیب نے بیس لاکھ روپیہ بھیجدیا اور کہلا بھیجا یا کہ بالفعل اسکو اپنی فوج مین خرچ کیجے اور حسب وعدہ خزانہ اور غنیمت کی تہائی بہت جلد بھیجی جائے گی۔ اور مہم داراشکوہ کے اتمام کے بعد انشاء اللہ تعالی پنجاب کابل اور کشمیر اور ملتان آپکو یقینی دیا جائیگا۔ اس معاملہ مین آپ مطمئن رہین اور جلد تشریف لائین تاکہ بالاتفاق یہ بڑی مہم جو درپیش ہے حسب دلخواہ سرانجام پائے۔

سیر المتاخرین مین لکھا ہے کہ اس فساد کی ابتداء یہ ہوئی کہ فتح کے بعد مراد نے

عالمگیر کو پیغام دیا کہ وعدہ یہ تھا کہ ملک دولت بالمناصفہ تقسیم ہوگا اب اسکا ایفاء کیجئے
عالمگیر اس تقریر کو سنکر اسکے مقید کرنے کی تدبیر مین ہوا اور یہ جواب بھیجا کہ ابھی جنگ باقی
اور بادشاہ زندہ ہے جسکی توجہ دارا شکوہ کی طرف بہت ہے اس گفتگو کا محل نہین ہے
سلطان مراد بخش نے بالجملہ تسلی و تسکین پائی اور آگرہ سے چلا مگر اب بھی بھائی کے لشکر سے
اپنا لشکر ایک کوس پیچھے رکھتا اس طرح دونو بھائی آگے پیچھے چلتے ہوئے متھرا مین آئے تو
پہلے سے بھی زیادہ فاصلہ پر مراد نے اپنا قیام کیا۔ اولیاء دولت نے مراد کی ان
اوضاع و اطوار و حرکات و سکنات کو بیدلی و بیجہتی کے خلاف جانا اور خلوت مین
عالمگیر کو اسپر مطلع کیا کہ ایسے وقت مین کہ بڑے بڑے کام کرنے درپیش ہین ورجب دلخواہ
معاملہ صورت نہین پکڑتی ہے اور مخالفان دولت سے جمعیت خاطر نہین ہوتی۔ مراد کی
ان اداؤن سے عالمگیر کو تردد ہوا اور مصلحت دولت کا یہ تقاضا ہوا کہ اپنے ہمخواہونکی
خاطر کو جمع کرنے کے لئے مراد مقید کیا جاے۔ جب رائے اس طرف ہوئی تو اول اس نے
مراد کے امراء عظام کو بڑی بڑی رشوتین دیکر اور بڑے بڑے وعدے کرکے اپنی طرف
کرلیا اور پھر صلاح و مشورہ کے بہانہ سے مراد بخش کو اپنے گھر بلایا مگر وہ اس کی دبیز
خیر اندیشون و ہمخواہون کے منع کرنے سے کچھ بہانہ بناکے نہ آیا۔ اورنگ زیب کے دل
مین یہ کانٹا کھٹکتا تھا اسکو جلد نکالنا چاہتا تھا۔ اسنے متھرا مین قیام کیا اسکو یون
پھسلانا شروع کیا کہ کبھی ملاقات کا شوق ظاہر کیا کبھی معاملات ملکی مین صلاح و مشورہ
کو حیلہ بنایا۔ مراد بخش اپنی سادہ دلی سے جانے کو تیار ہوا تو اسکے نیک خواہون نے
جو اس فریب سے آگاہی رکھتے تھے اسکو روکا اور کہا کہ ہمکو اورنگ زیب کی طرف سے
اطمینان نہین کہ وہ آپ سے وفا کریگا اور پھر آپ کا پچھتانا کچھ کام نہ آئیگا مگر اس نامراد
نے انکی بات کو اس کان سے سنا اور اس کان سے اڑا دیا اور یہ جواب دیا کہ این مخمصہ و اہمہ
است کہ بر طبیعت شما غالب گشتہ با وجود عہد و پیمان مؤکد باغلاظ ایمان ازان
حضرت این ہمہ تردد و مظنہ وہمہ را مرا بخاطر راہ دادن از طریقہ مسلمانی نباشد

یہ دن بھی یون گفتگو مین گیا اورنگ زیب نے اس معاملہ کو ادھورا چھوڑ کر آگے مہم کے لئے سفر کرنا عقل کے خلاف جانا اور متھرا مین توقف کیا اور ہر روز کئی کئی دفعہ آدمی بھیجتا اور پیغام دیتا کہ بڑے بڑے معاملات ایسے پیش ہین کہ انمین بغیر آپ کی صلاح و مشورہ لینے کے مین آگے کو پیر نہین کر سکتا آپ کی تشریف آوری کا انتظار حد سے زیادہ ہے اگر آپ تشریف لائین تو ایک پنتھ دو کاج ہون ایک ملاقات کی مسرت دوم امور مرجوعہ کی اصلاح کی تدابیر مراد بخش سادہ لوحی سے اورنگ زیب کے فقرون مین آگیا اور اسکو سچا جان کر ملاقات کرنے پر رضامند ہو گیا سوم روز صبح کو سیر و شکار کے لئے صحرا مین گیا اسکا خاص ملازم نورالدین اورنگ زیب کے ساتھ گٹھ گیا تھا گھوڑا دوڑا کر وہ سامنے سے آیا اور عرض کیا کہ اورنگ زیب کے پیٹ مین دفعتہ شدید درد اٹھا ہے اور بستر پر لوٹ رہا ہے اور محبت کے مارے آپ کو بار بار یاد کرتا ہے ایسی صورت مین اسکی عیادت کے لئے جانا نہایت مناسب ہے مراد بخش سیدھا سادا آدمی مکر و فریب سے محض ناآشنا تھا۔ وہ نورالدین کو سچا جانکر جریدہ چند خدمتگارون اور خواصون کے ساتھ گھوڑا دوڑا دار دولت مین بپائے دار آیا۔ اورنگ زیب کے ہوشمند ملازم اس حال کے منتظر تھے استقبال کو دوڑے دولت خانہ کے خاص خیمہ مین لے گئے اور اسکے ملازمون کو یہ کہہ کر باہر بٹھایا کہ اندر جگہ تنگ ہے۔ . . . . . اورنگ زیب نہایت تعظیم و احترام سے پیش آیا اور بہت ابھی بشاشت و مسرت دلی ظاہر کی اور خلوت کدہ مین لے گیا اور کہا کہ آپ کی حاضری کا وقت آگیا ہے وہ تناول کیجئے اور قیلولہ فرمائیے۔ استراحت کے بعد معاملات سلطنت مین فراغ خاطر سے گفتگو اور مشورہ کیا جائیگا۔ مراد بخش کچھ کھانا کھا کے پلنگ پر لیٹ گیا اور اپنی سادہ لوحی سے بے تکلف بے سوچے سمجھے ہتھیار کھول کر ایک کونے مین رکھ دیئے اور سو گیا۔ اورنگ زیب یہ دیکھ کر کہ سارا کام ٹھیک ہو گیا استراحت کے بہانہ سے حرم سرا مین چلا گیا۔ ایک لنڈی اندر سے آکر اسکے تلوار اور ہتھیار اٹھا کر لے گئی اور شیخ میر اور بعض اور لوگ جو اسی کام کے منتظر تھے اور اب کوئی حالت منتظرہ باقی نہ تھی۔

خوابگاہ مین آن گھسے انکے پاؤن کی آہٹ سے اورشیخ میر کی صدا سے سر سے اُس کی
سنکھین کھلین تو ایک نیا عالم دیکھا متحیر ہو کر کھڑا ہوا اور جب اپنے ہتھیارون کا پتا نہ پایا تو اب
سمجھا کہ معاملہ کیا ہے ٹھنڈی سانس بے یاس ہو کر کھینچنے لگا اور بولا کہ مجھ جیسے درست اخلاص
اور صاف باطن کے ساتھ ایسا کیا اور درست عہد و پیمان جنکا ضامن طرفین مین قرآن شریف
تھا اسکا حق یہ بجا لائے۔ یہ سُنکر حضرت اورنگ زیب نے پردہ کے پیچھے سے شاد فرمایا
کہ برادر عزیز چونکہ تم سے اندیشون مین کچھ ایسی باتین سرزد ہوئین جنسے فتنہ و فساد اور خلقت
ملک کی بربادی کا گمان ہوتا تھا اور چند احمق اور شریر لوگون کے بہکانے سے جو کہ تمہارے
گرد و پیش جمع تھے تمہارے دماغ مین کچھ ایسا غرور اور نخوت سما گئی تھی کہ عقلمند اور سمجھدار
لوگون کو ملک کے امن و امان مین خلل پڑنے اور سلطنت کے انتظام مین فتور آجانے کا یقین
ہو گیا اسلیے تمہارے مزاج کی اصلاح اور ملک و سلطنت کی مصلحت کے لئے کچھ دنون تمکو
گوشۂ عافیت مین بٹھانا اور زمانہ کی کشمکش سے اور کن مکن کے دردسر سے چھوڑانا لازم
ہوا اور خدا نہ کرے کوئی ایسا امر کہ جو آپ کی پیاری جان کے اندیشہ کا باعث ہو۔
میرے دل مین نہین ہے اور خدا کا شکر ہے کہ اس عہد و پیمان مین جو آپ کے ساتھ کیا
گیا ہے کسی طرح کا خلل و فتور نہین آیا اور تمہاری جان عزیز خدا کی ضبط و حمایت مین ہے
پس مقتضاء عقل یہی ہے کہ اسکو اپنے لئے موجب بہتری سمجھ کر خزن و ملال کو طبیعت
مین جگہ نہ دیجے ع درطریقت ہرچہ پیش سالک آید خیر اوست + بمقتضائے
عسیٰ ان تکرھوا شیئاً وھو خیر لکم جس شے کو تم مکروہ جانتے ہو
عنقریب وہ تمہارے لئے خیر ہے۔

اس واقعہ کی تفصیل مین مورخون کا اختلاف ہے مگر نفس معاملہ مین اتفاق ہے۔
اورنگ زیب نے جو دلائل اس بھائی کی گرفتاری کی خود بیان مین لکھی ہین انسے اسکی
نہایت عاقلانہ تدابیر معلوم ہوتی ہین۔ یون اسکی باتین بڑی مکر و فریب کی معلوم
ہوتی ہین لیکن پولی ٹکل اخلاق مین وہ حسن اخلاق مین داخل ہے۔ ہر بادشاہ اپنا فرض

سمجھتا ہے کہ مدعی سلطنت کو اسطرح بہکانے لگائے تاکہ ملک کو اسکے فتنہ سے بچائے۔
اورنگ زیب نے بھی یہی کیا مگر تدبیر و تزویر سے جو خونریزی سے ہزار درجہ بہتر ہے
سلیمان شکوہ کے پاس سے علیحدہ ہوکر امرآئے راجہ جیسنگھ اور رای سنگھ اُس کا برادرزادہ راجہ جسونت سنگھ
و سید فیروز خان بارہ اور بڑے بڑے امیر راجہ کے ساتھ آئے۔ راجہ جے سنگھ مثل اور راجپوت
راجاؤن کے دارا شکوہ کا اسلئے طرفدار تھا کہ اسکے خیالات مذہبی وسیع تھے اور ہندؤن کے
حق مین اچھے تھے سوا ازین استحقاق سلطنت بھی اسکے نزدیک دارا کا تھا وہ مرزا شجاع سے لڑنے کو
بے تامل چلا گیا مگر اورنگ زیب سے لڑتے ہوئے اس سبب سے اسکو شرم آتی تھی کہ وہ بلخ مین مدتون تک اسکے
ساتھ لڑائیون مین شریک رہا تھا وہ اسکی لیاقتون اور حکمتون سے باہر تھا سوا اسکے اب سلطنت
کی تخت اُسکے قدمون کے تلے تھا اب اُسسے لڑنے کے لئے راجہ کا قدم کیسے اُٹھتا غرض اسنی
اپنی صلاح و فلاح اسی مین دیکھی کہ نوجوان پچیس برس کی عمر کے شہزادہ سلیمان شکوہ کو چھوڑ کر
اورنگ زیب پاس آگیا۔ مراجبخش کے رفقا مین سے اورنگ زیب پاس یہ امرا آئے۔
ابراہیم علی خان پسر علی مردان خان۔ کنور لعل سنگھ اری برادر رانا۔ قطب الدین خویشگی و راجہ بھیم سنگھ
تہور خان و سید حسن ولد سید دلیر خان و سید منصور بارہ و رحمت خان و دلدار بیگ اور اسکا بھائی و مبارز خان
بیجاپوری و محمد عابد نیلاوری و منوہر داس پسر غریب داس سیسودیا اور بعض اوسکے سردار
علی قلی بیگ و پیر فتاح اور میر مہدی میر سامان اور تمام عمدہ نوکر۔
بخشیون کو اورنگ زیب نے حکم دیا کہ مرزا مراد کی سپاہ اگلی پچھلی چوبیس ہزار کے قریب ہے
اسکو ملاحظہ کرائین ان سب کو اُسنے اپنی سپاہ کا ضمیمہ بنالیا اور اُنکے افسرون کو بڑے
بڑے منصب دیدئے۔
دارا شکوہ کو اپنی بادشاہی کی دھن چلی جاتی تھی جب وہ دلی سے لاہور بھاگا تو راہ مین
سہرند مین چند روز قیام کیا۔ یہان کی مہمات کا نظم و نسق راجہ ٹوڈرمل کو سپرد ہوا جب اُسنے
یہان دارا شکوہ کے آنے کی خبر سنی تو وہ دور اندیشی و پیش بینی کرکے لکھی جنگل مین بھاگ گیا
دارا اسکے ذخیرون کی تلاش کے لئے آدمی مقرر کئے اسکا مال بیس لاکھ روپیہ کا بعض جگھون سے

دارا شکوہ سلیمان شکوہ مراد بخش اورنگ زیب پانچ نام ۔ ۔ ۔

مدفون تھا وہ آدمیون کی نشان دہی سے نکال لیا اور اسپر متصرف ہوا۔ یہاں سے لاہور کو روانہ ہوا جو اسکی جاگیر مین تھا۔ جب ستلج کے کنارہ پر آیا تو گذرون کی کشتیون کو جمع کیا۔ انمین سے بعض کو توڑ ڈالا یا بعض کو توڑا۔ اُسنے سوچا کہ برسات کا موسم ہے اور کیچڑ پانی کی کثرت سے راہون مین اورنگ زیب کا لشکر چل نہ سکیگا اور ستلج کہین اپنی طغیانی کے سبب سے پایاب نہین اور کشتیان ناپید ہین۔ گذرتلون پر اپنے عمدہ نوکر داؤد خان کو لشکر کے ساتھ مقرر کیا کہ کچھ دنون اورنگ زیب کے لشکر کے صدمون سے بچے۔ جبتک برسات ختم نہ ہوگی اورنگ زیب پنجاب مین نہ آسکے گا۔ اس عرصہ مین لاہور مین خزاین پادشاہی اور اپنے اموال پر جو ایک کروڑ روپیہ کے قریب ہے اور قورخانہ و توپ خانہ پر اور کارخانون پر اور اسباب تجمل پر اور ادوات نبرد و پیکار پر متصرف ہوکر اپنی اصلاح حال فارغ البال ہوکر کریگا۔ لشکر و سپاہ جمع ہوجائیگی دوبارہ اورنگ زیب سے محاربہ خوب ہوگا۔ مگر وہ اس سے غافل تھا کہ یہ اسکی حکمت اورنگ زیب کے آگے نہ چلیگی وہ اسکو پنجاب مین اسباب جنگ کو نہین جمع کرنے دیگا اور پنجاب سے باہر نکال دیگا پہلے تو اُسنے امیرون کو بھیجا تھا۔ اب آپ خود پنجاب جانے کا ارادہ اُس نے کیا اگرچہ برسات کا موسم تھا لشکر کا رستہ چلنا دشوار تھا پھر دریاے ستلج سے پار جانا اور بھی مشکل تھا اور اس سال مین اس نے اور اسکے لشکر نے بھی مکرر معرکہ آرائیون مین مشقت شاقہ اُٹھائی تھی اور بڑی بڑی مسافتین طے کی تھین مگر اُس نے اس یورش کا عزم کیا اور کچھ اسکا خیال نہین کیا کہ سپاہ کچھ دنون آرام کرے اور مین خود آسایش کرون اور فَاِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ پر خیال کرکے پنجاب کا قصد کیا۔

اورنگ زیب کی اورنگ نشینی کی تاریخ نجومیون نے روز جمعہ غرہ ذیقعدہ مقرر کی تھی۔ اب اتنی فرصت نہ تھی کہ وہ شاہجہان آباد مین داخل ہوتا اور اپنے خاندان کی رسم اور آئین کے موافق تخت نشین ہوتا اسلیے باغ اعزآباد مین ساعت مقررہ مین تخت سلطنت پر بیٹھا اور سکہ و خطبہ جلوس ثانی پر موقوف رکھا اُس نے داراشکوہ کی استیصال کے استعمال

تھا اور سپاہ کا جمع ہونا اور دارا شکوہ کا پنجاب کی طرف جانا اور ستلج سے پار ہونا۔

کے سبب سے ان مراسم کے ادا کرنے کا خیال نہیں کیا۔

عالمگیر نے داراشکوہ کے تعاقب میں بہادر خان کو لشکر کے ساتھ بھیجا تھا اب اور لشکر کو خلیل اللہ کو سپہ سالار بنا کے ۲۲ ذیقعدہ کو بھیجا کہ وہ بہادر خان کے لشکر سے ملے اور دونو لشکر یکجا جمع ہو کر آب ستلج کے کنارہ پر پہنچے اور وہان اسکے آنے تک ٹھیرے اور دریا سے عبور کرنے کی تدابیر میں مشغول ہوں اور گذرون کو تحقیق کریں اور اس طرف کے حالات کو معروض کریں۔

عالمگیر نے جب یہ سنا کہ سلیمان شکوہ بگنگ سے اتر کر ہردوار کی طرف آیا ہے اور اسکے اپنے اور اسکے باپ کے نوکر ساتھ ہیں جو باقی رہے تھے اور اسکا ارادہ ہے کہ اگر ہو سکے تو بوریہ اور سہارنپور کی راہ سے جا کر باپ سے جا ملے تو اسنے امیرالامرا کو ایک لشکر کے ساتھ ہردوار روانہ کیا کہ وہ سلیمان شکوہ کو آب گنگ سے عبور کرنے کا سدراہ ہو اور ایک اور لشکر بھی بسرکردگی شیخ میر روانہ کیا کہ اگر سلیمان شکوہ دریا گنگ سے عبور کر آئے تو اسکو دریا جمنا پر روکے جب سلیمان شکوہ کے سدراہ ہونے کے لئے لشکر روانہ ہو چکے تو عالمگیر پنجاب کو روانہ ہوا۔ گو ابھی گرد سفر اسکے چہرہ سے نہ اتری تھی۔

نمد زین لشکر کشان ہنوز تر		عرق ناک اسپان لاغر ہنوز	
نیاسودہ از بار جنبت تنے		نرستہ ہم از رنج رہ توسنے	

۷ ذیقعدہ کو بادشاہ باغ اعتماد سے روانہ ہوا۔ ۱۴ کو بادشاہ کرنال میں آیا یہاں آگے برسات کے سبب سے پنجاب جانے کی راہ نہایت خراب تھی اسلئے بادشاہ پرگنہ روہتر میں کہ ستلج کے کنارہ پر ہے گیا۔ بہادر خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ لشکر شاہی ستلج سے پار اتر گیا جسکی مجمل کیفیت یہ ہے کہ خلیل اللہ خان سے پہلے بہادر خان داراشکوہ کے تعاقب میں روانہ ہوا تھا جب اسنے سنا کہ گذرنلون پر داراشکوہ نے داؤد خان کو مقرر کیا تھا۔ مگر اسکو بعض مطالب کے لئے لاہور بلا لیا ہے تو اس نے اس دریا سے عبور کرنے کا ارادہ کیا گذرنلون پر تو مخالفون کی جمعیت بہت تھی وہان سے لشکر کا عبور ہونا مشکل تھا وہ زمینداروں کی رہنمائی و مشورہ سے گذر روہر سے اتر گیا جو نلون سے دائیں طرف اوپر کی جانب ہے اس لئے

اُس نے بادشاہ کے حکم سے دارالخلافہ شاہجہان آباد سے کشتیون کو چھکڑون مین لاد لیا تھا۔
یہ کشتیان تھین کچھ اور زمینداروں نے جمع کردین کل بیس کشتیان تیار ہوئین ۱۷ ذیقعدہ کو
پار جانے کا ارادہ کیا اور خلیل اللہ خان کے لشکر کا انتظار نہ کھینچا۔ پہر رات باقی ہوگی کہ دریا
جسنگ کے ارادہ سے اُسنے اپنے آٹھسو آدمیون کو کشتیون مین بٹھا کر پار اُتارا۔ سپاہی
کشتیون سے اُترے اور توپخانہ کو پیش روکے مخالفون کی طرف چلے جو بے خبر پڑے تھے
اور اُن پر حملہ کیا وہ رعب مین آکر نہ لڑسکے فرار ہوگئے لشکر شاہی نے دریا کے پار اپنے مورچے
جمائے اور مخالفون کی جگہ پر ہو بیٹھے بھگوڑے بھاگ تلون مین اپنے لشکر سے جا ملے یہان کا
لشکر بھی ڈر کر سلطان پور کو بھاگا اور اس طرح گھاٹون پر جو اور فوجین بیٹھی تھین بھاگ گئین
اور سب سلطان پور مین جمع ہوئین اور داراشکوہ کو یہ سارا حال لکھا یہان درخان کے عبور ہونے
کی خبر بادشاہ سُنکر بہت جلد رو بہ مین آیا اور لشکر کو پار اُتارا ——

داراشکوہ کو ۲۵ رمضان کو شکست ہوئی تھی۔ ۲۵ رمضان کو سلیمان شکوہ کو الہ آباد
سے تین منزل پر نواحی کڑہ مین باپ کی اس شکست کی خبر پہنچی اول شاہجہان کا اور پھر داراشکوہ
کا فرمان آیا اس مین اس شکست کا اور عالمگیر کی فتح کا حال مفصل لکھا ہوا تھا لشکر مین اس
خبر کے منتشر ہونے نے اسکی جمعیت مین تفرقہ ڈالا۔ شاہجہان کو ابتک داراشکوہ کے احوال پر
توجہ چلی جاتی تھی اور اسے جو دارا کہتا تھا وہ کرتا تھا اسکے کہنے سے شاہجہان نے سلیمان
کو لکھا کہ اپنے باپ کے نوکر ہوکے اور اپنے لشکر کے ساتھ دہلی چلے جاؤ۔ اور باپ سے ملجاؤ اسی
مضمون کا رقیمہ داراشکوہ نے اسکو لکھا اور امراء اور اعیان لشکر کے نام استمالت نامے آئے
کہ وہ سلیمان شکوہ کی ہمراہی اور رفاقت کرین سلیمان شکوہ نے گھبراکر راجہ جیسنگھ کو بلاکر مشورہ
لیا بمقتضاء اَلْمُسْتَشَارُ مُؤْتَمَنٌ۔ راجہ نے کہا کہ صلاح اسمین ہے کہ سپاہ جو ساتھ ہے اسکو لے کے
بلا توقف دہلی جاؤ اور باپ پاس پہنچ جاؤ اور اگر یہ نہین ہوسکتا تو الہ آباد کو مراجعت کرو
اور جبتک کہ باپ کا حال معلوم ہو وہان ٹھیرے رہو جب سلیمان شکوہ نے راجہ کو رفاقت
اور ہمراہی کے لئے کہا تو اُسنے صاف جواب دیا کہ مین ہمراہ نہین جاؤنگا اور نگ زیب

سلیمان شکوہ کا حال

شکوہ

پاس جاؤنگا راجہ اپنی منزل مین رہا اور پھر اُسکے پاس نہ گیا۔ دوسرے روز دلیر خان سے سلیمان شکوہ نے مشورہ لیا دلیر خان نے یہ رائے دی کہ الہ آباد کو مراجعت کیجئے اور دریاے گنگ سے عبور کرکے شاہجہان پور جائیے۔ وہ آپکے اتالیق بہادر خان کا آباد کیا ہوا ہے وہ افغانون کا وطن ہے وہان افغانون کی اقوام کی اور اورون کی سپاہ جمع کیجیے پھر جو صلاح وقت و مقتضاے حال ہو عمل مین لائیے میری یہ بھی عرض ہے کہ اگر میری صوابدید پر عمل کیجیگا تو مین آپ کی رفاقت و ہمراہی کرونگا اور نہین اپنا رستہ لونگا۔ سلیمان شکوہ نے اس تدبیر کو منظور کیا دوسرے روز الہ آباد جانے کا قصد کیا جب راجہ جیسنگھ کو اسکی خبر ہوئی جو دلیر خان کا بڑا دوست تھا اُس نے دوستانہ نصیحت .... کی کہ کیون احمق بنا ہے اور اپنے خان و مان کو برباد کرتا ہے میری ساتھ بادشاہ پاس چل۔ کس جاہل کے ساتھ بے حاصل ہمراہ ہوتا ہے۔ دوسرے روز جب سلیمان شکوہ نے دلیر خان کی رائے کے موافق الہ آباد کی طرف کوچ کیا تو دلیر خان نے معذرت کی۔ راجہ جیسنگھ کے ساتھ رہا اسی طرح اور سندہاے شاہی نے اسکی ہمراہی کو ترک کیا اور اس کے ساتھ کوچ نہ کیا اسکے باپکے نئے نوکر جنکے وطن اسی جانب مین تھے اس خبر کو سنکر متفرق ہوکر اپنے وطنون کو چلے گئے۔ سلیمان شکوہ پاس جتنے آدمی رہ گئے تھے اُنکی ساتھ دہلی جانے کا ارادہ کیا مگر بہادر خان اسکے اتالیق نے اس تجویز کو نہین پسند کیا اسکو الہ آباد جانے کی صلاح دی ناچار وہ باقی بیگ اور سید صلابت خان بارہہ کے ساتھ الہ آباد کو چلا۔ اب اسکے ساتھ اٹھ اور باپکے نوکر چھ ہزار سوار تھے انکے ساتھ الہ آباد مین آیا اور سات روز رہا۔ ہر روز صلاح و مشورہ ہوتا اسکے ہمراہیون مین سے ہر فرقہ جدا ایک تدبیر بتاتا۔ ایک جماعت کی رائے یہ تھی کہ الہ آباد مین قیام کیجیے اور اسکی حدود اور پٹنہ کو اپنے تحت مین لائیے اور خود سری کیجیے ایک گروہ یہ صلاح دیتا تھا کہ پٹنہ مین چلیے اور شجاع سے صلح و الفت کا ڈول ڈالیے اور اسکے اتفاق و اعتضاد سے کام بنائیے۔ سادات بارہ کی ایک جماعت جنکا وطن میان دوآب تھا کہتے تھے کہ ہمکو چاہیئے کہ چاندپور اور مندیہ (مونگیر) کی طرف چل کر دریا پار جائین اور نواحی بوریہ اور سہارنپور سے جمنا پار ہون اور یون پنجاب مین جائین۔

یہ اسے بعد گفتگو و بحث کے سلیمان شکوہ کو پسند آئی اموال زوائد و کارخانجات اور کچھ اہلحرم کو قلعہ الہ آباد مین چھوڑا۔ سید قاسم بارہ کو قلعہ کی حراست سپرد کی گنگ سی عبور کیا اور منزلین طے کرنی شروع کین ہر منزل مین اسکے اور باپ کے نوکر اس سے جدا ہوتے جاتے تھے اور روز بروز اسکی شوکت و حجمیت کی سلک منتشر ہوتی تھی لکھنؤ سے گذر کر پرگنہ ندینہ مین آیا جو بیگم صاحب کی قطاع مین تھی اُس نے سُنا کہ یہان تحصیل کا روپیہ موجود ہی۔ کروری سے اُسکو وصول کرنا چاہا وہ بھاگ کر اپنے گھر مین چھپا۔ سپاہ نے جاکر اسکا گھر گھیرا اور اسکو پکڑا دو لاکھ روپیہ وصول کیا جو بیگم صاحب کا تھا۔ کروری کو مقید کیا۔ سید صلابت خان بارہ جو اُسکے ہمراہیون مین تھا وہ بھی جدا ہوکر عالمگیر پاس چلا گیا۔ سلیمان شکوہ جس گذر سے عبور کرنے کا قصد کرتا تھا۔ اُسکے آنے سے پہلے اس طرف سے کشتیان اسطرف لے جاتے تھے کہین وہ دریا پار نہ جاسکا تو ناچار مراد آباد کے پاس سے گذر کر چاندی مین آیا جو ہردوار کے محاذی ہی اور ولایت سری نگر کی سرحد کے قریب ہے بھوانی داس دیوان ہیوتات کو دارا شکوہ نے پہلے زمیندار سری نگر پاس بھیجا تھا اور وہ سلسلۂ ارتباط کا محرک ہوا تھا اور کوہستان کی راہون سے واقف تھا اُس کو۔۔ سلیمان شکوہ نے مرزبان مذکور پاس بھیجا اور کشتیون کے سرانجام کرنے کے لئے اور دریا سے عبور کرنے کے واسطے استعانت و امداد کا خواستگار ہوا۔ اور چند روز جواب کے انتظار مین یہان ٹھیرا اس اثنار مین امیرالامرا فدائی خان اور سارا لشکر جو شاہجہان آباد سے اُس کے روکنے کے لئے روانہ ہوا تھا وہ گنگا کے پار چاندی کے قریب آیا جہان سلیمان شکوہ ٹھیرا ہوا تھا دریا کے پار لشکر شاہی کا سامان سلیمان شکوہ نے دیکھا تو جانا کہ مجھ مین اُسسے لڑنے کی کہان تاب و توان ہی ناچار پہاڑون مین ٹکراتا ہوا کاندتال مین جاکر ٹھیرا جو ولایت سری نگر کی سرحد ہے زمیندار سری نگر کے پاس جب بھوانیداس گیا تو اُسنے اپنے آدمیون کو بھیجا تھا وہ سلیمان شکوہ سے ملے اور اسکو پہاڑون مین لے گئے جب وہ سری نگر سے چار منزل پر پہنچا تو سری نگر کا مرزبان سلیمان شکوہ سے ملا اور اُس نے کہا کہ میری پاس تھوڑی سے جگہ ہے آپکے ساتھ جو لشکر ہے اسکی گنجایش اس مین کہان ہی سوار ازین گھوڑے۔ ہاتھی اور اونٹ

راہ عبور بند ہی اگر یہان رہنے کا ارادہ حضور کا رہو تو سپاہ کو رخصت کیجئے اور اہل و عیال اور چند نوکرون کے ساتھ سری نگر چلیئے اس وقت باقی بیگ مخاطب بہ بہادر خان بھی سلیمان شکوہ سے جدا ہو کر دنیا سے رخصت ہو گیا سلیمان شکوہ ایک حرکت بیجا یہ کر بیٹھا کہ گردری پرگنہ ندینہ کو جو ایک سید مظلوم بیگناہ قیدی پا بزنجیر ساتھ تھا اسکا خون اپنی گردن پر لیا۔ غرض سات آٹھ روز وہ یہان ٹھیرا رہا جسطرح سے زمیندار سری نگر نے اسکو جانے کے لئے کہا تھا اس مین وہ متردد و متفکر تھا اور روز صلاح و مشورہ کرتا تھا سلیمان شکوہ اور دارا شکوہ کے نوکر اپنی خیریت اسمین جانتے تھے کہ کسی طرح اس سے جدا ہو جائین وہ اسی گھات مین لگے رہتے تھے انہون نے دیکھا کہ یہان کا زمیندار اور اسکے آدمی موجود ہین جنکے ہاتھ مین یہان کی ساری راہین اور درے ہین وہ سری نگر مین پہاڑون کے چکرون مین جا کر کیون پھنسین سب نے متفق ہو کر یہ مصلحت دیکھی کہ سلیمان شکوہ کو سری نگر جانے سے باز رکھین اور حسن بیر و لطائف الحیل سے کان پہاڑون سے اسے نکال کر ہندوستان کی زمین وسیع مین لے جائین جہان ہمارے جدا ہونے کا کوئی مزاحم و مانع نہ ہو۔ سردارون نے اتفاق کر کے سلیمان شکوہ کو سمجھایا کہ یہان کا زمیندار جس طرح جانے کے لئے کہتا ہے وہ خرم و احتیاط سے خلاف ہے بہتر یہ ہے کہ جس راہ سے آئے ہین اسی راہ سے الہ آباد چلین مزید ترغیب کے لیئے سید قاسم قلعہ دار الہ آباد کا خط بنا کر دکھلا دیا جسکا مضمون یہ تھا کہ شجاع ایک لشکر عظیم کے ساتھ بنگالہ سے اس جانب روانہ ہوا ہے غنیمت ہے یہان آتا ہے بہتر یہ ہے کہ تم پھر کر الہ آباد مین آجاؤ اور اسکے ساتھ اتفاق کر کے جو صلاح حال اور مرکوز خاطر ہو اسپر عمل کرو اس سمجھانے سے سلیمان شکوہ نے سری نگر جانے کا قصد چھوڑا اور کوہستان کے زمیندار سے عذر کیا اور کچھ جواہر اور مرصع آلات اور ایک ہاتھی اسکو دیا جس راہ سے آیا تھا اسی پر الہ آباد کی طرف چلا۔ جب ندینہ مین آیا تو اسکے آدمی جنہون نے اپنی صلاح کار دیکھ کر یہ تو طبیعہ بنایا تھا۔ ادھر وہ جدا ہونے شروع ہوئے سلیمان شکوہ کے ساتھ صرف سات سو سوار رہ گئے اور وہ بھی بھاگنے کی فکر مین تھے۔ اب سلیمان شکوہ نے دیکھا کہ اس قلیل سپاہ کے ساتھ الہ آباد تک

پہنچنا دشوار کیا بلکہ ناممکن ہو تو وہ سری نگر کے چلے آنے سے پشیمان ہوا۔ اور پھر اسی طرف چلا۔ اب باقی ماندہ آدمیون مین سے بھی اسکے ساتھ اسد کاشی و تاج نیازی و بہادر لوحانی و سید احمد برادر سید قاسم بارہ و محمد شاہ کوکہ اور چند آدمی اور دو سو سوار رہ گئے مراد آباد مین قاسم خان تیول دار ہو کر بادشاہ کی طرف آیا تھا جب اس نے شنا کہ شاہزادہ سری نگر کی طرف جاتا ہے تو وہ پیچھے جھاڑ کر اسکے گرفتار کرنے کے درپے ہوا۔ اور اسکے پکڑنے کے لئے چارون طرف سے لشکر شاہی آن پہنچا اب اسکا اور بھی ساتھ چھوڑ کر چلے گئے۔ محمد شاہ کوکہ اور سترہ آدمی باقی رہے۔ پہاڑی آدمی اسکو غیر متعارف راہون سے رہبری کر کے سری نگر لے گئے زمیندار نے اسکو پہاڑ کے اوپر اپنی ولایت مین رکھا۔ شاہزادہ پاس کچھ جواہر و مرصع آلات و اشرفیان تھین خافی خان نے لکھا ہے کہ اس مال کی طمع مین زمیندار سری نگر نے شاہزادہ کو بطور قیدیون کے نظر بند رکھا۔

اب شاہزادہ کا باقی حال آگے لکھا جائیگا

دارا شکوہ ۱۲ شوال سنہ ۶۹ کو لاہور کے باغ فیض بخش مین ۱۴ کو شہر مین اور ۱۷ کو قلعہ مین آیا۔ غوث خان اس صوبہ کا حاکم تھا جب دارا شکوہ کبیر آباد سے بھاگا ہے تو اس نے اسکو لکھ بھیجا تھا کہ لشکر کے سر انجام اور توپ خانہ کا سامان کرنے مین جسقدر کوشش ہو سکے وہ کرے اور خود بھی اس وسیع صوبہ لشکر خیز کے اطراف مین اور اسکے حدود و نواحی مین استمالت نامے ملاطفت آمیز رعایت و احسان کے عہدنامے پروانے بھیجے کہ کوہی مرزبوم کی ہر قوم و قبیلہ کے سپاہیون کو میری نوکری کی ترغیب دین اور اسکی اقطاع مین جو پنجاب و ملتان و بھکر تھے انکے زمینداروں و فوجداروں اور کومکیون کو اور پشاور و کابل کے حاکم مہابت خان کو خلعت بھیجکر نزدیک اور دور کے آدمیون کی دعوت اپنی طرف کی خافی خان نے تو اس کام مین شاہجہان کو بھی شریک کر لیا اور ایک نامہ شاہجہان کی طرف سے مہابت خان کو لکھا ہوا نقل کیا ہے جسکے مضمون کا خلاصہ یہ ہے کہ نمک حرامون کے ہاتھ سے جو صدمہ میری سلطنت کو پہنچا وہ تم نے سنا ہی ہوگا۔ میرا مظلوم بیٹا

داراشکوہ شکست پاکر لاہور مین گیا ہے تم مہابت خان کے خلف الصدق ہو یعنی مہابت خان ثانی ہو تم میرے بڑے مخلص درست اعتقاد ہو اسلیے مین اپنا درد دل بیان کرکے امید رکھتا ہون کہ تم اسکا تدارک کروگے۔ تم اُس بڑے باپ کے بیٹے ہو جسنے جہانگیر کو خراسانیون کے ہاتھ سے رہائی دلائی اور مجھے بادشاہ بنایا اب اس سے بھی زیادہ مشکل ایک معاملہ پیش آیا ہی کوئی شخص اسکا متکفل سوای تمہارے نہین ہوسکتا میرا داراشکوہ لاہور مین ہی وہان خزانہ مین کمی نہین ہی اور کابل مین آدمی اور گھوڑے بہت ہین تعجب ہے کہ تو گوشہ نشین رہی اور لشکر کے ساتھ عزیمت نہ کرے اور لاہور مین پہنچکر داراشکوہ بابا کی مدد و رفاقت نہ کرے اور صاحب قران ثانی زندانی کو قید سے نہ نکالے ؎ این کار از تو آید و مرداں چنین کنند ۔ مینے اپنے فرزند ارجمند کو لکھا ہے کہ اپنی تئین بالکل تجھے حوالہ کرے اور تجھ سپہ سالار کی اطاعت مین اپنا حال و مآل جانے۔ مکرر لکھا جاتا ہے کہ مہابت خان کو یہ بات کب پسند ہوگی کہ صاحب قران ثانی زندانی اقسام بلا مین گرفتار ہو اور ایک شخص دام تزویر مین ایک عالم کو رام کرکے تخت خلافت پر کامرانی کرے اگر اس حال سے عمدۃ الملک اغماض کرے فردای قیامت دست من و دامن او ۔ داراشکوہ نے لاہور مین داخل ہوکر سرکار خاصہ شاہی کے خزانے پر اور قورخانے و توپخانے اور اور کارخانون پر قبضہ کیا۔ سپاہ و لشکر پر دولت کا دروازہ کھولا۔ ایسا روپیہ بیدریغ دیا کہ اسکے پاس تھوڑی مدت مین بیس ہزار سوار جمع ہوگئے اور کچھ بندہای پادشاہی بھی اسکے ساتھ ہوگئے جیسے کہ راجہ راجروپ بندار کوہستان جمون سنجر خان فوجدار بہیرہ و خوشاب غرض یہ دولت روز بروز داراشکوہ کی جمعیت کو بڑھاتی تھی۔ وہ خفیہ استمالت نامے امرای صوبجات و راجپوتون و رئیسون کو اُنکے وطن مین بھیجتا تھا کہ وہ عالمگیر سے سرکشی کرین۔ داؤد خان کو پانچ ہزار سوار اور توپخانہ اور بہت سے پان دیکر ستلج کے کنارہ پر بھیجا تھا کہ گذرتلون کو استحکام دے جب بادشاہ کے آنے کی خبر ہوئی تو خواجہ خان و مصاحب بیگ کی ہمراہ ایک اور تازہ سپاہ گذرو ہر کی طرف بھیجی اور

دریا کے کنارہ پر جا بجا لشکر تعین کیئے۔ اب سب سے بڑی یہ حکمت کی کہ اُس نے مرزا شجاع کو جسے لڑائی تھی اپنی طرف کرنے کے لیئے خطوط ملاطفت آمیز لکھے اور یہ تجویز ٹھیرائی کہ مین پنجاب مین لڑائی پر آمادہ ہوتا ہون وہ بنگالہ سے الہ آباد پر عزیمت کرے اور اس بات پر قول و قسم ہوئی کہ جب ملک فتح ہو جائے تو اپس مین آدھا آدھا مساوات کے ساتھ تقسیم ہو جائے۔ داراشکوہ کا یہ منتر شجاع پر چل گیا وہ اس بات پر راضی ہو گیا جسکا بیان آگے ہو گا۔

یہ ایک عجیب بات تھی کہ داراشکوہ اسباب جنگ و ستیز و سامان مقدمات نبرد و پیکار مین کوشش کرتا تھا مگر اورنگ زیب سے شکست کھا کر ایسا خوف زدہ ہو گیا تھا کہ اُس سے لڑنے سے ڈرتا تھا اُس کا ارادہ یہ تھا کہ ملتان کی راہ سے قندھار کو بھاگ جائے اسلیئے وہ کشتی و بار برداری کا سامان کرتا تھا جب آدمیون نے اپنی فراست سے یہ عزیمت اسکی دریافت کی تو لوگ اُس سے جدا ہونے شروع ہوئے چنانچہ راجہ راجروپ نے جب یہ دیکھا کہ داراشکوہ بھاگنے کو ہے تو وہ یہ بہانہ بنا کے جدا ہو گیا کہ مین اپنے وطن مین سپاہ و لشکر کا سر انجام کرونگا اور وہان کے زمینداروں کی استمالت قلوب ہمنے پہلے لکھا ہے کہ خلیل اللہ خان و بہادر خان مع لشکر کے ستلج سے پار چلے گئے تھے جب داراشکوہ کو اسکی خبر ہوئی تو اُس نے اپنے سرداروں کو جو اور اور گذرون سے بھاگ گئے تھے لکھا کہ سلطان پور مین توقف کرین اور داؤد خان کو گذر تلون سے اپنے پاس داراشکوہ نے بلا لیا تھا اسکو مع لشکر کے لاہور سے آب بیاہ (دریاے بیاس) کے کنارہ بھیجا اور یہ تجویز کی یہان جا کر اگر عالمگیر کے لشکر سے لڑنا دریا سے پار جا کر مصلحت ہو تو پار جاے اور وہان کے لشکر کو اپنے ساتھ لے کر دشمن کی مدافعت کرے اور نہین تو دریا کے اس طرف توقف کر کے پار کے لشکر کو اپنے پاس بلا لے اور پھر جنگ پر آمادہ ہو اور حقیقت حال سے مجھکو اطلاع دے داؤد خان بہت جلد گذر گوبند وال پر آیا اور عالمگیر کے لشکر کا حال خوب دریافت کیا تو اسکی دانست مین داراشکوہ کی طاقت سے

باہر تھا کہ وہ عالمگیر کے لشکر سے مقابلہ کرتا اُس نے پار کا لشکر اپنے پاس بُلا لیا حقیقت حال پر
داراشکوہ کو مطلع کیا اس نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو لشکر اور توپ خانہ کی ساتھ گذر گوبند وال مین
داؤد خان کے پاس بھیجا کہ بمقتضاء مصلحت دریا کے وار یا پار ہنگامۂ کارزار گرم کرے۔ عالمگیر ۲۵ ر
ذی قعدہ گذر روہر (روپر) آب ستلج پر آگیا تھا۔ مہاراجہ جسونت اجین سے بھاگ کر اپنے وطن
جودھپور کو چلا گیا تھا اُسنے اپنے رشتہ دار راجہ جیسنگہ کی معرفت عالمگیر سے اپنی تقصیرات معاف
کرائین خلیل اللہ خان کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ افواج غنیم دریای بیاس کے اس طرف پیکار
اور مدافعہ کے لئے جمع ہوئی ہے داؤد خان اور سپہر شکوہ آگئے ہین اور داراشکوہ لاہور سے آنیوالا
ہے اسلئے عالمگیر نے راجہ جیسنگہ اور دلیر خان کے ساتھ لشکر اپنے لشکر کی مدد کے لئے بھیجا اور دوسرے
روز صف شکن خان میر آتش کو بھی توپخانہ کے ساتھ روانہ کیا اور خلیل خان اور بہادر خان کو حکم بھیجا
کہ جبتک یہ لشکر تم سے آنکر ملین جہان ہو وہین ٹھیرنا۔

یہ دونو خان والا شان ۲۲ ر ذیقعدہ کو دریا ستلج سے پار اُترے تھے ۲۵ کو نوشہر پہنچے آگے
کی منزل مین بہت نشیب و فراز اور دشوار گذار آب کند تھے کہ لشکر آسانی سے نہین جا سکتا تھا
اسلئے بیلدارون کو راہ ہموار کرنے کے لئے بھیجا۔ جب راہ صاف ہوگئی تو ۲۷ کو گڈھ سازنگ مین
منزل کی۔ کمک کے آنے کا انتظار کیا اس لشکر سے ۲۹ کو راجہ جیسنگہ اور دلیر خان آن ملے دو
روز تک داراشکوہ کے حال کی تحقیق مین صرف کئے تو معلوم ہوا کہ اب اُس نے اپنا ارادہ پیکار کا
فرار سے بدل دیا سپہر شکوہ کو جو گوبند وال بھیجا تھا اسکو بلا لیا اور ۲۹ ر ذیقعدہ کو لاہور سے ملتان
کو روانہ ہوا اور داؤد خان کو چند سپاہ کے ساتھ مقرر کیا کہ وہ بیاس کے کنارہ پر قیام کرے اور
کشتیون کو جلا دے یا غرق کر دے پھر اسکے لشکر سے جا ملے پادشاہی آدمی اس خبر کو سُنکر
خوش ہوئی اسکی بادشاہ کو اطلاع دی اور جلدی سے گوبند وال کو ایک جماعت بھیجی کہ لشکر
کے پہنچنے تک وہ اطراف اور نواحی اور مواضع بالا آب مین کشتیان جو دشمنون کے تلف کرنے سے
بچی اکٹھی کرین اور ڈوبی ہوئی کشتیون کو نکالین اور پل بنانے مین کوشش کرین اور ماہر خان کو
لاہور بھیجا کہ وہ ۶ ر ذالحجہ کو لاہور مین آیا شہر کی خبرداری اور انتظام مین مشغول ہوا۔ لشکر شاہی

جمیل الدین خان و بہادر خان کے تعاقب کا حال۔

پانچ روز مین بڑے بڑے کوچ کرکے دریاے بیاس سے آدھ کوس پر آیا۔ راجہ راج روپ بھی وطن سے
راجہ جیسنگھ پاس آیا جسکی معرفت اسکا قصور معاف ہوا۔ لشکر دریا سے عبور کرکے دارالسلطنت لاہور
سے باہر آیا خلیل اللہ خان پاس متصدیان دارالسلطنت آئے۔ انکی تقریر سے معلوم
ہوا کہ داراشکوہ نے اول عالمگیر سے لڑنے کا قصد کیا تھا مگر اسکے رعب کے ماری وہ لاہور سے
ملتان کو فرار ہوا۔ اور کل خزائن و ذخائر لاہور اشرفی روپیہ و طلا و نقرہ غیر مسکوک جو ایک کرور
روپیہ سے زیادہ کا تھا نفیس اشیا اور کارخانجات شاہی کی اجناس کو ساتھ لے گیا اور اکثر توپیں
اور تمام ادوات توپخانہ کو زیادہ تر کشتیون مین اور کچھ دواب پر لاد کر پار لے گیا اور قندھار
کے جانے کے ارادہ سے ملتان کو کوچ کیا اگرچہ داراشکوہ نوآدمی چھوڑتے چلے جاتے تھے مگر ان
آدمیون کو اس قدر روپیہ دیتا تھا کہ چودہ ہزار سوار اس پاس اب تک موجود تھے۔
عالمگیر کا فرمان آیا کہ خلیل اللہ خان مع بہادر خان و دلیر خان و صف شکن خان و طاہر خان
اور سارا لشکر لاہور مین توقف نہ کرے اور داراشکوہ کا تعاقب کرے اور اسکو کہین ٹھہرنے
کی مہلت نہ دے خلیل اللہ خان شہر مین نہین داخل ہوا اور ۱۲ ذی الحجہ کو اُس نے کوچ کیا۔
داراشکوہ کا بختیار خواجہ صادق اور اور امراء جو اس سے جدا ہوئے تھے وہ خان کی خدمت
مین آئے۔ عالمگیر آٹھ روز تک دریاے ستلج کے کنارہ پر مقیم رہا کہ کشتیون کو بہم پہنچا کر عبور کرے اور
داراشکوہ کا حال دریافت کرے۔ ان دنون مین مہاراجہ جسونت سنگھ کو شاہجہان آباد
کو رخصت کیا کہ اس مہم کے انجام ہونے تک وہان ٹھیرے۔ ایک کرور دام کی جمع کی جاگیر
اسکو عنایت کی۔ راجہ راجروپ کا قصور معاف ہوا اسکو اپنے پاس بلایا۔ شاہزادہ محمد معظم کو
برہان پور حاکم بھیجا گیا کہ معظم خان کو قلعۂ ارک سے باہر حصار مین رہنے کی اجازت دے اور بیس ہزار
روپیہ اسکو انعام دے پھر اسکو ہمارے پاس بھیجدے اور اسکا مال متاع ضبط شدہ جو برہان پور
مین موجود ہے اسکو واپس دیدے اور کشتیان تو اُسی مہم پہنچی نہین۔ بادشاہ نے ۵ ذی الحجہ کو
سات روز مین کشتیون مین لشکر کو بٹھا کر ستلج سے پار اُتارا۔ ۱۰ کو عید الضحی کا جشن بڑی دھوم دھام
سے ہوا۔ بڑے منصب خلعت و خطاب امراء کو مرحمت ہوے۔ ۱۵ کو فدائی خان کو حکم ہوا

داراشکوہ کا حال۔

کہ وہ خلیل اللہ خان سے ملکر دارا شکوہ کا تعاقب کرے۔ ۲۲ ذی الحجہ کو بادشاہ دریاے بیاہ کے کنارہ پر آیا اور پل پر جو اسکے حکم سے بندھا تھا عبور کیا۔ راجہ راجروپ موضع چاندی کا تھانہ دار مقرر ہوا کہ وہ سلیمان شکوہ کو نکلنے نہ دے اور آدمیون کو اس پاس جانے نہ دے۔

خلیل اللہ خان کی عرائض سے معلوم ہوا کہ دارا شکوہ لاہور سے برآمد ہوا اور اسکے ساتھ خزانہ و توپخانہ اور سامان شائستہ اور لشکر آراستہ چودہ ہزار سوارون کا موجود ہے اور اسکا ارادہ ہے کہ جہان تک ہو سکے ملازمان عالمگیر کے لشکر سے لڑے عالمگیر نے یہ گمان کرکے کہ کہین اُس کے لشکر کو شکست نہ ہو جاے۔ وہ خود ایلغار کرکے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا کہ کہین اُسکا پاؤن نہ جمنے دے اور اسکے دل مین جدال کا خیال نہ پیدا ہونے دے کہ ملک و دولت کا ساحت اُسکے غبار وجود سے پاک ہو جاے تاکہ بادشاہ کی خاطر کو بالکل اُسکی طرف سے جمعیت ہوا ور پھر امور سلطنت پر بفراغ توجہ کی جاے جسمین بہت سے خلل اور فتور پیدا ہو گئے ہین اسلئے اُس نے شہزادہ اعظم کو لاہور بھیجدیا اور اسکے ساتھ زوائد لشکر اور کارخانون کو روانہ کیا کہ جب تک اسکو اس مہم سے فراغت ملے وہان وہ رہے اور خود چل کر ۲۹ کو نواحی موضع مومن پور مین آیا۔ بادشاہ نے سنا کہ دارا شکوہ ملتان مین اس سبب سے نہین ٹھیرا کہ اُس نے بادشاہ کے آنے کی خبر سنی بہت سے اسکے سردار اور نوکر کہ ملتان تک ہمراہ گئے تھے اس سے جدا ہو گئے ہین اور فرار ہو گئے اُسکا لشکر پریشان و پراگندہ ہوتا گیا اسلئے بادشاہ نے ایلغار کو ترک کیا صف شکن میر آتش کو اسکے تعاقب مین روانہ کیا کہ اسکو ممالک محروسہ سے نکال دے اور چھ ہزار سوار اور بڑے بڑے سردار اسکے ساتھ کئے۔

عالمگیر کے لشکر سے یہ خطا ہوئی کہ اُس نے دارا شکوہ کے تعاقب مین کوتاہی اور تاخیر کی اس لئے اسکو فرصت مرحلہ پیمائی اور رہ سپاری کی ملی اور کچھ دلون گرفتاری سے بچا ۲۵ ذی الحجہ کو وہ ملتان مین آیا اور یہان آکے بادشاہ کے بیم و خوف سے آٹھ روز رہے

زیادہ قیام نہ کر سکا ان دنون مین یہان خزانہ شاہی پر قابض ہوا جسمین بائیس لاکھ روپیہ تھا اسکو اپنے خزانہ مین شامل کیا اور لاہور سے خزانہ و توپخانہ و احمال و اثقال جو کشتیون مین ہمراہ لایا تھا اسی طرح بڑی کشتیون مین لدا رہنے دیا اور فیروز میواتی اور بسنت خواجہ سرا کو انکا محافظ بناکے اور سپاہ مقرر کرکے حکم دیا کہ وہ انکو بھکر مین لیجاوین اور وہ خود خشکی کی راہ سے روانہ ہوا ستلج و بیاہ پر اسکے حکم سے پل بنائے گئے تھے اس سے وہ اُتر گیا اور بھکر اسلئے گیا کہ وہان سے قندھار جاے۔ جب وہ ملتان سے چلا تو ایک روز بعد یہ خبر خلیل اللہ خان اور بہادر خان اور بادشاہی سردارون کو ہوئی تو اسکے تعاقب مین وہ جلد روانہ ہوے اور ملتان مین آئے ابھی انکو یہ تحقیق نہ تھا کہ وہ اجمیر کو جائیگا یا بھکر کو بلکہ انکو اجمیر کی طرف اسکا جانا اغلب معلوم ہوتا تھا اس لئے وہ اجمیر کی راہ پر گئے جہان اسکا پتا نہ پایا نہ وہ بھکر کو گیا تھا معلوم ہوا کہ حاجی خان بلوچ نے جو ملتان کے عمدہ زمیندارون مین سے ہے دولت خواہی اور خدمت گذاری کی وجہ سے ایک جماعت کے ساتھ خزانہ اور اسباب کی کشتیون کو جنکے محافظ فیروز اور بسنت تھے روکنا چاہا اور انکو لٹا لے جانے کا ارادہ کیا لیکن انکے ساتھ توپخانہ و سپاہی ہمراہ تھے وہ اسکی مدافعت کے لئے مستعد ہوئے فیما بین جنگ ہوئی کچھ آدمی مرے اور کشتیون کو مخالف نہ روک سکے۔

جب بادشاہ کو ملتان سے دارا کے فرار ہونے کی خبر ہوئی تو اُس نے ایلغار کرنا موقوف کیا اور آہستہ آہستہ چلکر ۲۰ محرم ۱۰۶۹ھ کو دریاے راوی کے کنارہ پر ملتان سے تین کوس پر آیا۔ داراشکوہ کے سردار جو اسکو چھوڑکر بادشاہ پاس آتے تھے وہ خلعت کی عنایت سے سرافراز ہوتے تھے۔ ۲۱ محرم کو صف شکن خان ملتان سے داراشکوہ کے تعاقب مین روانہ ہو چکا تھا مگر بادشاہ نے یہ سمجھ کر کہ داراشکوہ پاس ابھی بڑا لشکر ہے معلوم نہین کہ صف شکن خان اسکا مقابلہ کر سکے یا نہ کر سکے اسلئے ۲۲ محرم کو شیخ میر کو نو ہزار سوارون کے ساتھ بھیجا اور معظم خان کو جسکی رہائی کا حال ہم پہلے لکھ چکے گجرات کا صوبہ دار مرزا مراد کی جگہ مقرر کیا اور بادشاہ نے شیخ بہاء الدین کے مزار کی زیارت کی سجادہ نشین اور

شیخ میر کا داراشکوہ کے تعاقب مین بھیجنا۔

داراشکوہ کا حال لاہور سے فرار ہونے کے بعد۔

اور خادمون کا دامن دولت سے پُر کیا۔

جب بادشاہ ملتان مین آیا تو ممالک مشرقی کے وقائع نگارون کی برابر عرائض آئین کہ مرزا شجاع بنگالہ سے لڑنے کے قصد سے روانہ ہوا ہی جب خبر تواتر کی حد کو پہنچی تو بادشاہ نے سلطنت و فرمان روائی کے مصالح کے سبب اسکی شورش فزائی کو دفع کرنا چاہا ابھی ہندوستان کا انتظام جیسا کہ چاہیے نہین ہوا تھا ابھی بادشاہ کی خاطر کو امور ملک و ملت کی پرداخت سے اور قواعد دولت کے اختلال کے دفع سے تعلق چلا جاتا تھا کہ یہ ایک نیا جھگڑا مرزا شجاع کا کھڑا ہوا۔ داراشکوہ جب ملتان سے پھکر کو بھاگا تو بادشاہ نے اسکے تعاقب مین افواج تعین کی اور خود اکبرآباد جانے کا ارادہ کیا (برنیر لکھتا ہے) کہ جب اورنگ زیب کو معلوم ہوگیا کہ داراشکوہ کا ارادہ کابل جانے کا نہین ہے تو اسکو اطمینان ہوگیا کہ اب دارا کا کام چندان مشکل نہین رہا۔ اُسنے بڑے شد و مد سے بیان کیا ہے کہ داراشکوہ کا لاہور سے ملتان جانا اور کابل نہ جانا بڑی غلطی تھی۔ کابل جاتا تو وہان کا حاکم مہابت خان اورنگ زیب کا مخالف اسکی مدد کرتا روپیہ پاس تھا۔ بہت سپاہ آسانی سے جمع ہو جاتی۔ مگر ڈاکٹر نے اس بات پر خیال نہین کیا کہ داراشکوہ نے قندھار جانے کا قصد اسی طرح کیا تھا جیسا کہ ہمایون نے کیا تھا جس سے شاہ ایران کی مدد سے ہمایون کی طرح ہندوستان کی سلطنت کی ملنے کے دوبارہ توقع تھی۔ خود شاہجہان بھی ایک دفعہ ٹھٹھہ مین اسی نیت سے آیا تھا بادشاہ پانچ روز ملتان مین رہ کر ۱۲ محرم ۱۰۶۹ھ کو یہان سے روانہ ہوا۔ ۲۰ کو لکھرہ مین کہ لاہور سے باہر راہ ملتان کی سمت مین واقع ہے بادشاہ اترا۔ وہ چاہتا تھا کہ دارالسلطنت لاہور مین چند روز ٹھیر کر مہمات پنجاب مین مشغول ہو اور ان حدود کے بندوبست سے خاطر جمع کرے۔ داراشکوہ کے سبب سے اس ملک مین بہت خلل آگیا تھا مگر شجاع کا ایسا فکر اسکو لگا ہوا تھا کہ وہ یہان نہ ٹھیر سکا اور شہر سے باہر باغ فیض بخش مین رہا۔ شاہزادہ معظم اور اسکے ساتھ کے امراء بادشاہ کی خدمت مین آکر

بادشاہ کا ملتان سے شاہجہان آباد آنا اور شجاع کے معاملات۔

پادشاہ ہاتھی پر سوار ہو کر شہر مین گیا اور قلعہ کو دیکھا اور وزیر خان کی مسجد مین ظہر
کی نماز پڑھی اور پھر باغ فیض بخش مین وہ آگیا جو کچھ انتظام کی بابت بتلاتا تھا وہ
شاہزادہ اور قلعہ دار کو بتلا دیا۔ پنجاب کی صوبہ داری خلیل اللہ خان کو مرحمت ہوئی
اور ایک کروڑ دام کی جمع کی جاگیر عنایت ہوئی۔ سلخ محرم کو لاہور سے شاہجہان آباد کی
طرف روانہ ہوا۔ ۲۳ صفر کو باغ اغر آباد مین آیا یہان راجہ جسونت سنگھ جو پادشاہ کے
حکم سے شاہجہان مین مقیم تھا پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ پادشاہ شاہجہان آباد مین
۸ ربیع الاول کو پہنچا۔

مرزا شجاع کے ساتھ مخالصت و مصادقت و یک جہتی و موافقت کا دم اورنگ زیب
بھرتا تھا اور ہمیشہ اپنی تحریر و تقریر مین اسکا اظہار کرتا تھا اور قدیم الایام سے بمقتضاے
مہراندیشی و محبت برادری اسسے رابطہ الفت و التیام رکھتا تھا اور ہمیشہ اس کے
کام و حال کی رونق مین اور اسکی دولت کے استقلال مین اعانت کرتا تھا چنانچہ
جب نواحی بنارس مین شجاع کو داراشکوہ کے لشکر سے شکست ہوئی اور اسکے ملک و مال مین
فتور آیا تو اورنگ زیب کو اسکا ملال تھا اور وہ چاہتا تھا کہ دوبارہ اسکے کار و رونق
ہو اور اسکے ملک و دولت کو استحکام رہے داراشکوہ کو اکبرآباد کی نواحی مین شکست
ہوئی اور وہ بھاگا اور اسباب سلطنت کا انتظام عالمگیر کے ہاتھ مین آیا تو اول
کام اسنے یہ کیا کہ شاہجہان سے کہہ کر شجاع کی اقطاع وسیع بنگالہ پرمونگیر و صوبہ بہار
و پٹنہ کو بڑھوایا جس کی تمنا شجاع ایک عرصہ سے رکھتا تھا اور شاہجہان کا فرمان ان
ملکون کے تفویض ہونے کا حاصل کرکے محمد میرک گرز بردار کے ہاتھ بھیجوایا اور اپنا خط
بھی بھیجا جسمین دربار کے حقائق و سوانح لکھے تھے اور یہ بھی تحریر تھا کہ جس صوبہ کی خواہش تمکو
ہمیشہ رہتی تھی اب اسکو لایق بنگالہ کے ساتھ ملا کر متصرف ہو جب مجھے داراشکوہ کے
مہم سے فراغت ہوگی تو تمہارے اور مدعاون و مطالب کے حاصل کرنے مین کوشش کرونگا
جیسا کہ آئین اخوت ہے اور مقتضاے فتوت ہے ویسا ہی ملک و مال مین تمہارے ساتھ

اورنگ زیب شجاع کی محبت و اتحاد کو یاد کرتا ہے

مین مضائقہ نہ کرونگا جب بنگالہ مین محمد امین میر آیا اور عالمگیر کا نامہ شجاع کو دیا تو وہ
خوشی کے مارے پھولا نہ سمایا اور بھائی کا نہایت منت پذیر ہوا اور داراشکوہ کے فرار
اور ادبار سے کمال مسرور ہوا اور ایک تہنیت نامہ بھائی کو لکھا اسمین اسکے احسان
کی نہایت شکر گذاری کی اور اکبر نگر سے کہ حاکم نشین بنگالہ تھا پٹنہ مین چلا آیا یہان
آکر اُس نے جانا کہ داراشکوہ کے تعاقب مین اورنگ زیب پنجاب مین بہت دور چلا گیا
ہے اور اس مہم کا جلد سرانجام پانا خیال مین نہین آتا اب میدان خالی ہے اول لشکر
جمع کرکے الہ آباد چلئے اور پھر اگر ہو سکے اکبر آباد دوڑئے۔ شاید اس تیز دستی مین کام
بنجائے اور سلطنت ہاتھ لگ جائے۔ یہ سوچ سمجھ کر اُس نے تھوڑے توقف مین پٹنہ
مین ان حدود کے لشکرون اور توپخانہ اور لوازمہ عظیم بنگالہ کو جمع کرلیا ۱۰۶۸ھ
مین پٹنہ سے الہ آباد کو روانہ ہوا۔ اس زمانہ مین اورنگ زیب پنجاب مین داراشکوہ کی
مہم مین مصروف تھا۔ جب شجاع قلعہ رہتاس کے نواحی مین آیا۔ یہان کے قلعہ دار
رام سنگھ نے اس سے ملاقات کی اور اسکو قلعہ حوالہ کیا وہ داراشکوہ کا ملازم تھا
اور اسی کی طرف سے حراست کرتا تھا داراشکوہ نے اکبر آباد سے بھاگنے کے بعد
اسکو اور الہ آباد کی سمت کے قلعہ دارون کو لکھ بھیجا تھا کہ وہ شجاع کو قلعے حوالہ کردین
اور ایسے ہی سید عبدالجلیل بارھہ نے جو داراشکوہ کی طرف سے قلعہ چنارہ کا حاکم
تھا شجاع کو قلعہ حوالہ کردیا۔ الہ آباد کا قلعہ دار سید قاسم شجاع کو لکھا کرتا تھا کہ
اگر حضور اس طرف تشریف لائین تو مجھے حکم ہے کہ قلعہ آپکے سپرد کرون۔ ان
مقدمات کے واقع ہونے نے شجاع کی جرأت کو بڑھایا جب اورنگ زیب کو
ان وقائع کا حال سنایا گیا تو اُس نے بھائی کو کئی دفعہ موعظت نامے دلاویز صلاح
انگیز لکھے کہ وہ سیدھی راہ پر آئے اور اپنے افعال سے باز آئے اور نادم ہوکر
عذر کرے ایسا نہ ہو کہ فتنہ و خون ریزی ہو مگر عالمگیر نے بمقتضا حفظ سلطنت
وجہانداری و خردمندی و ہوشیاری یہ سمجھ کر کہ اگر شجاع نے میری لہنے کو

شجاع کا الہ آباد آنا۔

نہ مانا اور مخالفت پر اصرار کیا تو خاندوران خان جسکا پہلے ذکر ہو چکا ہے کہ وہ
الہ آباد کی تسخیر کے لئے گیا تھا وہ دشمن کی تاب مقاومت نہیں رکھتا اس لئے یہ تجویز کی
کہ شاہزادہ محمد سلطان کو اسطرف تعین کرے کہ وہ شجاع کا سدراہ ہو اور حقیقت
حال اور اسکی عزیمت و ارادہ کی کیفیت پر مطلع کرے اُس نے فرمان لکھا کہ شاہزادہ
محمد سلطان اکبر آباد کا انتظام امیر الامراء کو سپرد کرکے ۷ ربیع الاول کو الہ آباد
روانہ ہوا ہمراہ جانے کے لئے لشکر بھی متعین کر دیا اور حکم دیا کہ اگر الہ آباد کے
قریب شجاع آجائے تو خاندوران الہ آباد کا محاصرہ چھوڑکے شاہزادہ کے
لشکر سے مل جائے

جشن وزن شمسی سال چہل و دوم

خان دان تیموریہ کے سلاطین کا یہ دستور چلا آتا تھا کہ ہر سال سالگرہ
شمسی و قمری سالون کے حساب سے ہوتی تھی اور تاریخ ولادت کو بادشاہ ایک دفعہ
سونے سے دوسری دفعہ چاندی سے پھر اور چیزات سے تلتا تھا اور یہ سب چیزین محتاجون
اور مستحقون کو خیرات ہوتی تھین چونکہ تاریخ شمسی و قمری مین اختلاف ہوتا تھا اسلئے
ایک سال مین یہ تلادان دو دفعہ ہوتا تھا اس جشن مین عیش و نشاط کا سامان ہوتا
اور محتاجون کو خیرات بھی ملتی اور نگ زیب کا جشن وزن شمسی سال چہل دوم شاہجہان
مین ۷ ربیع الاول کو ہوا اور اسدن بہت سے امرا جو دارا شکوہ اور سلیمان شکوہ
سے برگشتہ ہو کر عالمگیر کی حمایت مین آئے اُنکو بڑے بڑے منصب و خلعت
و جاگیرین عنایت ہوئین جیسے کہ راجہ جسونت سنگھ و راجہ جے سنگھ و داؤد خان
وغیرہ ہین اور نگ زیب کے اس جشن مین جمنا کے کنارہ پر روشنی ہوئی اور آتشبازی
چھوٹی۔ معظم خان کو حکم ہوا کہ صوبہ خاندیس کا انتظام جسکو چاہے
سپرد کرے۔ اور بہت جلد ہمارے پاس چلا آئے۔

شاہجہان آباد مین بادشاہ نے حضرت ہمایون اور حضرت نظام الدین اولیاء
کی زیارت کی ہزار روپیہ ہر مزار پر چڑھایا اور پھر قطب الدین بختیار کاکی کے مزار کی

زیارت کو گیا۔ مزار پر دو ہزار روپیہ نذر کئے ذوالفقار خان کے نام حکم صادر ہوا
کہ جب عداندار خان جو اکبر آباد کا قلعہ دار مقرر ہوا ہی وہان پہنچے تو اسکو قلعہ سپرد کردے
اور ایک کروڑ روپیہ اور کچھ اشرفیان خزانہ عامرہ سے لے کر شاہزادہ محمد سلطان پاس
چلا جاے۔

بادشاہ کا شجاع سے لڑنے کے لئے روانہ ہونا۔

اب عالمگیر نے دیکھا کہ باوجودیکہ شجاع کو اطلاع ہی کہ مین پنجاب سے شاہجہان آباد مین آگیا
ہون مگروہ مخالفت اور عناد سے باز نہین آیا اور بنارس کے نزدیک پہنچکر الہ آباد کا
قصد جنگجوئی کے عزم سے کرتا ہے اسلئے بادشاہ نے اسمین مصلحت دیکھی کہ دارالخلافہ سے
سورون کی نواحی مین شکار کھیلتے جاے اور شجاع کے حال کو تحقیق کرے اور اسکے اخبار
سنے اور اسکو نصیحتین کرے اگر وہ انکو نکر معاودت کرے اور بنارس سے آگے نہ بڑھے
تو شاہزادہ محمد سلطان لشکر کے ساتھ واپس چلا آئے اور خود سورون مین شکار کھیلکر
دارالسلطنت مین واپس آئے اور شجاع الہ آباد مین آکر جنگ پیکار کرے تو اسکی گوشمالی پر وہ
خود توجہ کرے۔ ۱۶ ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ سورون کی طرف چلا۔
۲۵ کو قصبہ سورون مین آیا دوسرے دن شکار کھیلا۔ بادشاہ کی نیت مین یہ تھا کہ
جہانتک ممکن ہو یہ مہم مدارا اور مصالحت سے انجام پاے۔ ستیز و آویز کی نوبت نہ آئے
اسلئے بادشاہ نے بھائی پاس اپنے آدمی کے ہاتھ خط بھیجا کہ جس سے اسکی عزیمت کی کیفیت
اور اسکے مافی الضمیر کی حقیقت معلوم ہو اور اتمام حجت بھی ہو جاے۔ اس عرصہ
مین مخلص خان جو برسم سزاولی لشکر سلطانی مجیم مین مقرر ہوا تھا۔ بادشاہ پاس عرضداشت
شاہزادہ کی لایا اسمین مخالف کے لشکر کی کیفیت لکھی تھی۔ بادشاہ پاس شجاع کی
فتنہ جوئی و شورش انگیزی کی خبرین روز آتی تھین اب اسکو یقین ہو گیا کہ شجاع
کو سلطنت کا سودا پورا ہے وہ اب نصایح کو نہین سنیگا اور کسی طرح مدارا اور مواسا
نہ کریگا۔ ۵ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو وہ سورون سے شجاع کی مدافعت کے لئے
چلا جس روز بادشاہ نے کوچ کیا ہے ذوالفقار خان بھی اسکے لشکر سے آن ملا

پادشاہ دو تین منزل چلا تھا کہ اُس پاس خبر آئی کہ شجاع الہ آباد مین آگیا اور سید قاسم قلعہ دار الہ آباد نے بموجب قرارداد کے قلعہ دیدیا شجاع پٹنہ سے بنارس مین آیا تھا وہاں کے تجار و ممتولون سے تین لاکھ روپیہ زبردستی وصول کیا۔ شجاع نے ایک فوج لشکر دیکر سید عالم و حسن خویشگی و خواجہ خسرو کے جونپور بھیجے تھے اس نے وہان جاکر جونپور کا محاصرہ کیا۔ یہان مکرم خان صفوی حاکم تھا اُسنے اپنے مین ثبات و پائداری کی قوت نہ دیکھی کچھ توپین چلاکے اور تھوڑی لڑائی کرکے قلعہ سے باہر آیا۔ اور الہ آباد سے دو منزل پر مخالفون سے جا ملا۔ ۷ ربیع الثانی کو الہ آباد مین شجاع آیا تھا تو سید قاسم بارھہ بھی قلعہ سے باہر آنکر اُس سے ملاقی ہوا اور قلعہ اسکو سپرد کیا سید تاج الدین کو اپنا نائب یہان مقرر کیا اور خود لشکر کے ساتھ شجاع کے لشکر سے جا ملا۔ آٹھ نو روز الہ آباد مین شجاع رہا پھر دریا سے اُتر کر آگے بڑھا۔

۱۲ ربیع الثانی کو میر ابو المعالی صوبہ بہار کے جاگیر دارون مین تھا اور شجاع کی ہمراہ ہوگیا تھا وہ بادشاہ کی خدمت مین آگیا اُسکو مرزا خانی کا خطاب اور تین ہزار روپیہ انعام ملا۔ ۱۴ کو بادشاہ کن پور کی نواحی مین آیا سید بدیع الدین (شاہ مدار) کے مزار کی زیارت کو گیا۔ یہان کے مجاورون کو ہزار روپیہ انعام دیا۔ ۱۷ کو قصبہ کوڑہ سے باہر جہان شاہزادہ سلطان محمد کا لشکر تھا بادشاہ آگیا یہان سے جا کر وہ پر شجاع کا لشکر موجود تھا اور اس نے اپنی برابر توپ خانہ لگا رکھا تھا اور صف آرائی پر مستعد ہو رہا تھا بادشاہ سے شاہزادہ اورامرا آنکر ملے اور معظم خان بھی کہ خاندیس سے بادشاہ کے حکم سے چلا تھا وہ بھی آگیا۔

دانشمند جانتے ہین کہ کوئی صفت لجاجت و پرخاش جوئی و شور انگیزی و فتنہ جوئی سے زیادہ نکوہیدہ نہین ہے۔ انہین خصلتون سے دو نہایت عظیم خلل پذیر ہوتی ہین سلاطین والا مقام کا کاخ رفعت و حشمت منہدم ہوتا ہے عناد و جدال کی آتش سے والا نژاد نامدارون کا خرمن اقبال و کامرانی برباد ہوتا ہے خاص کر جس وقت یہ

شجاع اور راجہ ٹوڈرمل کے لشکرون کی صف آرائی اور جنگ کی تیاری کی خبر سننا۔

رذائل فساد انجام کے ساتھ سوء تدبیر و اختلال رای سے قرین ہوں جو حقیقت مین بڑے دشمن خانگی ہین اور کفران نعمت و ناسپاسی و نسیان عہود حق شناسی اسکے علاوہ ہوا و نیت خیر اور اندیشہ حق اسکے ساتھ نہ ہوں اسکی مثال شجاع کا حال ہے کہ اُس نے اور رفقا کی نصیحتون کو نہ سنا اور جنگ و پیکار پر اصرار کیا کوڑہ مین ہمین وزرہ کر بادشاہ ۱۹ ربیع الثانی کو شجاع سے لڑنے کے لئے چلا اور اُس نے اپنا توپ خانہ افواج غنیم کی برابر لگایا۔ اور لشکر کو آراستہ کیا ہراول کو شاہزادہ محمد سلطان نے زینت دی برانغار راجہ جسونت کے سپرد ہوا اور جرانغار کی سرداری شاہزادہ محمد اعظم کو ملی امیر التمش کی سرکردگی بہادر خان کو تفویض ہوئی۔ قلب کے لشکر مین خود بادشاہ رہا۔ اسلام خان کو طرح فوج قرار دیا۔ چنداولی خواص کو دی۔ بادشاہ خود ہاتھی پر سوار ہوا اور شاہزادہ محمد اعظم کو اپنے ساتھ حوضہ مین بٹھایا اور معظم خان اور اُسکے بیٹے محمد امین خان کو اپنے ہاتھی کے پاس قول مین مقرر کیا غرض یہ لشکر ایسا آراستہ کیا کہ جہان تک نظر جاتی ہاتھیون کے نشان اور سنان بجلی کی طرح چمکتے ہوئے نظر آتے تھے۔ نوی ہزار سپاہ تھی مرزا شجاع نے بھی اپنی فوج کو اس طرح ترتیب دیا کہ اپنے بیٹے بلند اختر کو ہراول بنایا اور اپنے بڑے بیٹے زین العابدین کو برانغار مین جگہ دی اور مکرم خان صفوی کو جرانغار مقرر کیا۔ شیخ ظریف کو طرح بنایا اسفندیار معموری کو قلبش قرار دیا توپ خانہ کا اہتمام ابوالمعالی میر آتش کو سپرد ہوا۔ میر علاول اپنے دیوان کو چنداولی اور محمد قلی آزبک کو قراولی حوالہ کی اور خود قول مین کھڑا ہوا۔

۱۷ ربیع الثانی ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ چار گھڑی دن چڑھے ہاتھی پر سوار ہوا ایک شاعر کو اُس وقت خوب سوجھی کہ نیک فالی کی تاریخ (شود فتح مبارک بادا) بادشاہ کو سُنا کر پانچہزار روپیہ انعام لے لیا۔ بادشاہ آہستہ آہستہ اپنے لشکر کی صفون کی ترتیب و تسویہ افواج کو ملاحظہ کرتا ہوا سہ پہر کو غنیم کے لشکرگاہ سے آدھ کوس پہاس سنر مین مین پہنچا کہ جہان بادشاہ کا توپ خانہ نصب تھا اور وہین میدان جنگ مقرر ہوا تھا۔ شجاع لڑنے کے لئے میدان جنگ مین نہین آیا۔ مگر اپنا توپ خانہ پہلے بھیجدیا تھا آج فقط اتنا ہوا کہ

طرفین سے رات تک ان اندازی اور گولہ اندازی ہوتی رہی۔ جب رات ہوئی تو شجاع نے اپنا توپ خانہ واپس بلالیا اور اپنی فوج کو یکجا کرلیا جس سرزمین پر شجاع کا توپ خانہ تھا ایک مکان مرتفع تھا اور بادشاہ کے لشکر پر مشرف تھا۔ شاہی لشکر اسکی زد میں تھا معظم خان نے اپنے توپخانہ کی چالیس توپیں وہاں لگادیں اور اُنکا مُنہ دشمن کی طرف کردیا عالمگیر نے حکم دیدیا کہ لشکر جس ترتیب و آئین سے صف بستہ کھڑا ہوا تھا وہ گھوڑوں سے اُترے اور ہتھیار لگا کر رات کو حفاظت کرے اور سردار اپنے فوج کے آگے مورچال بنا کے اعدا کے غدر و کید سے غافل نہ رہیں معظم خان پہر رات رہی تک مورچالوں کا اہتمام اور خبرداری کی تاکید کرتا رہا۔ بادشاہ کے حکم کے موافق لشکر نے نہ ہتھیار کھولے نہ گھوڑوں سے زین اُتارے۔ بادشاہ کے حکم سے لشکر گاہ میں ایک مختصر دولتخانہ لگا تھا اس میں بادشاہ ہاتھی سے اُتر کر گیا اور مغرب و عشا کی نماز پڑھی اور فتح کی دعا مانگی اور بستر پر آرام کیا اس رات کو پچھلے پہر لشکر میں یکبارگی غلغلۂ عظیم ہوش رُبا اُٹھا اور ایک عجیب آشوب برپا ہوا اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ راجہ جسونت منافقانہ بادشاہ کے ساتھ ہوا تھا ہمیشہ سے فرار کی بدنامی کا جامہ اسکے لئے سیا گیا تھا اس نے اوّل شب میں شجاع کے محرم راز کی زبانی پیغام اُس پاس بھیجا تھا کہ میں آخر شب میں لشکر شاہی پر شبخون مار کے لوٹتا مارتا فرار اختیار کرونگا بادشاہ اسسے مطلع ہوکر میرا تعاقب کریگا اس وقت شجاع کے بہادر لشکر شاہی پر تاخت کریں رات چار پانچ گھڑی باقی تھی کہ راجہ اپنی صاحب فوج راجپوتوں سمیت جیسے کہ رام سنگھ راٹھور اور رجہیداس (مہیس داس) تھے اور اپنے لشکر بے قیاس کے ساتھ اپنی جگہ سے حرکت میں آیا غارت کرتا ہوا آگے گیا اور بادشاہ و امرا و شاہزادوں کے بہیر و کارخانوں کو جو اسکی راہ میں آئے خوب لوٹا اسکو جو منع کرتا وہ راجپوتوں کے ہاتھ سے قتل ہوتا خاص کر محمد سلطان کے کارخانوں اور بہیر پر اسکے ہاتھ سے بڑی آفت آئی کوئی خیمہ چھوٹا بڑا راجپوتوں کی لوٹ سے سالم نہیں رہا شاہزادہ کی سرکار کے تمام خزانے اور توشک خانے راجپوتوں نے لوٹ لئے اور سپاہ کا بہت مال

اور ناموس برباد کیا بلکہ بادشاہی خزانہ و کارخانون و دواب پر راجپوتون اور روہانون
اور واقعہ طلب غارت گرون کا ہاتھ پڑ گیا۔ دولت خانہ تک کوئی خیمہ نہین تھا کہ مفسدون کی دست
سے محفوظ رہا ہو۔ دیر تک اس ہنگامۂ فساد کا سبب نہین معلوم ہوا۔ ہر ایک عقل سی بعید اپنا
قیاس غلط کرتا تھا۔ سارے لشکر مین تفرقہ پڑ گیا۔ اس وقت بادشاہی لشکر کا حال
نہ پوچھو کہ کیا تھا کوئی تو رجپوتون کے ساتھ ہو جاتا اور سمجھتا کہ مین اس بلائے ناگہانی
سے بچ گیا کوئی دشمن سے جا کر ملتا اور وہان لٹ جاتا۔ بانام و نشان امیر کہ بادشاہ کے
ہمرکاب تھے اسکو چھوڑ کر اضطراب مین آ کر اپنے خیمہ و مال و عیال کی خبر گیری کو جاتے
کوئی بے تحاشا صحرا کو بھاگا جاتا اخلاص کیش فدویون کی ثبات قدم مین خلل عظیم آ گیا
اور منافقون اور حوصلہ باختون کا ذکر تو کیا ایک راجپوت ٹٹو پر سوار نیزہ ہاتھ مین
لئے آتا تو اسکو ایک جماعت دیکھ کر نقش و پیکر دیوار بن کر بے حس و حرکت ہو جاتی ایک
راجپوت پر بارا اونٹون کی قطار کو ساربان کے ہاتھون سے چھین کر اپنے آگے رکھ لیتا
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ اسکا مزاحم ہوتا گو لشکر کے حواس مین بالکل اختلال آیا مگر بادشاہ کے
استقلال مین اصلا فرق نہ آیا جب اس نے سنا کہ جسونت سنگھ بھاگ گیا سراپردہ سے
نکلکر عمدا ہاتھی پر سوار نہ ہوا تخت روان پر سوار ہوا سزاولون کو بھیجکر بہت تاکید
کی کہ فیل اور اسپ سوارون کو اپنی جگہ سے حرکت نہ کرنے دین اور جو کوئی اپنی
جا سے ہٹا ہو تو اسکو عنان کشان خفت کے ساتھ میری روبرو لائین۔ باوجود اس
آشوب لشکر کے درہم و برہم ہونے کے بادشاہ نے سر رشتۂ تدبیر رزم اور کارزمائی
کو ہاتھ سے نہین دیا اس بادشاہ کوہ وقار کے دل اور حوصلہ مین کچھ تغیر نہین ہوا۔ بلکہ
اسکی شگفتگی اور بشاشت مین مطلقا بیدماغی و تندگوئی جو کم ظرفون کی دل باختگی کا
نشان ہی دخل نہین دیا خوش ہو ہو کر فرماتا تھا کہ الحمد للہ اس وسیلہ سے منافق و موافق
مین تفریق بروی کار اور محک عیار مین آئی اس بات کو مین عطیۂ الہی اور اثر فتح و فیروزی
جانتا ہون جو کوتہ اندیش منافق اپنی مآل کار کی بداندیشی کر کے اس بات کو غلبہ و

غنیم کی دلیل عظیم تصور کر کے لشکر خصم مین چلے گئے ہین وہ اپنے اعمال و خیال خام کی سزا کو پہنچینگے
نصف لشکر سے زیادہ تاراج و فرار ہوا اور دشمن کے لشکر سے جا ملا جب صبح ہوئی تو معلوم
ہوا کہ جسونت سنگھ اکبر آباد کو گیا پادشاہی آدمی دو روز مین پادشاہ پاس جمع ہوے۔ پادشاہ
بدستور ہاتھی پر سوار ہوا اور دستور مقرری کے موافق کارزار کے عزم مین جنگ و پیکار کے
آہنگ مین کار فرما ہوا اس ہلچل مین اسکی پیشانی مین بل نہ آیا جسونت سنگھ کی جگہ
اسلام خان کو برانغار کی فوج کا سردار مقرر کیا اور از سر نو فوج کی ترتیب مین مشغول
ہوا اور شیخ علیم خان کو مختار کیا کہ جو تغیر و تبدل مین ضرور ہو اسکو کرے شجاع نے بھی
فوج کی ترتیب مین تغیر کیا لشکر کے ملجانے سے مستظہر ہوا مجموعہ لشکر کو یک صف قرار
دیا۔ ہراول کا قائم مقام توپخانہ کو کیا بلند اختر کو اپنے ساتھ قول مین لیا اور جرأت سے
آگے بڑھا۔ چار پانچ گھڑی دن چڑھا تھا کہ فوجین مقابل ہوئین اول بان اور توپون نے
غوش شروع کی کوس و کرنا کا شور مچا۔ ہر توپ کے آواز بہادرون کے دلون کو بڑھاتی
تھی ہر ساعت برق افروزی اور دشمن سوزی کے بازار کا ہنگامہ زیادہ گرم ہوتا
جاتا تھا۔ اس حالت مین سلطان زین العابدین کی سواری کے ہاتھی پر گولہ پہنچا۔ اگرچہ
راکب و مرکوب کو ضرر نہین پہنچا لیکن فیلبان کا اور خواص کا جو پیچھے بیٹھا تھا ایک ایک پاؤن
اڑ گیا اسے دشمن کی فوج مین بہت آدمیون کے ہوش اڑے جب توپون کی گرمی سے
کارگذر گیا تو تیر کی آمد و شد اور ناوک اندازون کی صنعت پردازی شروع ہوئی
طرفین سے کئی ہزار تیر کمان سے چھوٹتے تھے اور بہادرون کے موے تن سے خون کی
ندیان بہاتے تھے جوشن پوش پردلون کے تن و بدن سے تیرون کا نیستان ظاہر
ہوتا تھا اس دار و گیر مین سید عالم بارھہ نے تن جنگی مست ہاتھی پادشاہی لشکر کے
جرانغار مین چھوڑے ادھر ان ہاتھیون کے صدمہ سے اور ادھر حملہ سادات سے دست
چپ کی فوج کے ثبات قدم مین لغزش آئی اور اس فوج کے دل کے بودے بھاگے لشکر
مین ایک فتور عظیم نمودار ہوا۔ اس فوج میسرہ کے تفرقہ سے اور فوج خصم کے غلبہ سے

بادشاہ کے قول مین تفرقہ پڑا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ کے پاس دو ہزار
سوار سے زیادہ نہ رہے لشکر مخالف یہ حال دیکھ کر فتح کی مبارکباد دین آپس مین دینے لگے
اور جرأت کر کے قلب لشکر شاہی پر کمال گستاخی اور بے باکی سے دوڑ پڑے بادشاہ
شیر کی طرح ہاتھی پر بیٹھا ہوا سپاہ دل باختہ کی تسلی و تشفی مین مشغول تھا اور اپنے ہاتھ
سے دشمنون پر تیر مارتا تھا اس ضمن مین مرتضیٰ قلی خان میسرہ سے اور بہادر خان میمنہ سے
اور حسن قلیخان دست چپ سے آگئے اور انہون نے اپنے تھوڑے آدمیون سے دشمنون کو
روکا اور بادشاہ نے انکی بہادری کو دیکھ کر اپنے ہاتھی کا رخ دشمنون کی طرف پھیرا وہ
ان بہادرون سے اتفاق کر کے دشمن کشی اور جنگ کی اس ذلرو گیر مین اکثر دل باختہ
ہزیمت خوردہ کو غیرت دامن گیر ہوئی کہ وہ عنان کشان بادشاہ کی سواری کے
ہاتھی کے پاس آئے لشکر شاہی نے باوجود کم ہونے کے ثبات قدم دکھایا اسکی جرأت جلادت
سے مزا شجاع کے لشکر مین تزلزل آیا بہت سے کشتہ و زخمی ہوئے اگرچہ سادات
بارھہ کی پیشقدمی بجا لی نہین ہی مگر انہون نے بھی مست فیل جنگی بلائی ساتھ چھوڑے وہ اپنی سونڈون
مین دو دو تین تین من کی زنجیرین لئے جس دفعہ اور جس طرف حملہ کرتے تھے راکب و مرکوب کو
ہلاک کرتے تھے ایک ہاتھی بادشاہ کی سواری خاصہ کے فیل کے سامنے آیا بادشاہ نے
اپنے فیل کے پاؤن مین زنجیر ڈلوا کے ایک قراول کو حکم دیا کہ فیلبان کے گولی مار کر کام تمام
کرے۔ جلال خان قراول نے اس فیلبان کو جسکے انکس کے اشارہ پر ہاتھی حملہ آوری کرتا
تھا گولی مار کے نیچے گرایا اور ایک بادشاہی فیلبان اسی ہاتھی پر جا بیٹھا اور اس کو اپنے
انکس کے بس مین کر لیا۔ یہ حال دیکھ کر باقی دو ہاتھی بادشاہی قول سے نکل کے لشکر شاہی
کے جانب راست پر حملہ آور ہوئے۔ اس حال مین بلند اختر نے چند سردار نامدار مثل شیخ
ولی و شیخ ظریف و حسن خویشگی کو ساتھ لے کر برانغار شاہی کو ہلا مارا اسلام خان کی
سواری کا ہاتھی بان کے صدمہ سے بھاگا بہت سے آدمی اسکی سپاہ کے بھاگ گئے
سیف خان و اکرام خان جو برانغار کے ہراول تھے ثابت قدم ہو کر اعدا کے مقابل ہوئے

اور مردانہ کوشش کی اس ضمن مین اگرچہ بعض نا آزمودہ کار ہمرکابون نے صلاح دی
کہ بادشاہ برانغار کی کمک کو جائے لیکن بادشاہ کی برابر فوج سنگین گیرو دار مین گرم
تھی اور غلبہ خصم سے اکثر دل باختہ فرار کے فکر مین تھے۔ بادشاہ نے یہ خیال کیا کہ مخالفون کی
بات کے قصد سے فیل سواری کے رُخ بدلنے مین یہ احتمال ہی کہ دشمن کے توپ خانے کے
پیادے جو حساب سے زیادہ ہین فرار کی شہرت دیکر زیادہ شوخی کرینگے اس صورت مین بساط
برانغار بھی درہم برہم ہوگا پھر معلوم نہین منصوبۂ ملک کیا اپنا نقش دکھائے اسلئے بادشاہ
نے دشمن کے روبرو استقامت اختیار کی اسلام خان اور سردارون کو پیغام دیا کہ ثابت
قدم رہ کر لڑو مین ابھی کمک کو آتا ہون اس حال مین خبر آئی کہ نجابت (نجابت) بیگ
روز بہانی کہ توپ خانہ کا کارفرما تھا اور سیف خان و اکرام خان کا پیشرو تھا یا نے زخم
کھاکر دنیا سے وداع ہوا اور اسکے بیٹے خان بیگ کے زخم کاری لگا اور وہ گھوڑے
سے گرا بادشاہ نے یہ خبر سنی اور فوج مخالف کا غلبہ اسکے مقابلہ مین کچھ خفیف ہوگیا تھا
برانغار کی مدد کو گیا جسکے برانغار کے سردارون کو تقویت ہوئی بادشاہی لشکر نے ہر طرف
دشمنون کا خون کیا اس زدوخورد مین شیخ ولی فرنکی کہ شجاع کی فوج مین بڑا نامور
شجاع تھا وہ اور دو تین سردار مارے گئے اور حسن بیگ خان خویشگی خانہ زین سے
سرنگون ہوا اور غیر مشہور آدمی بہت مارے گئے بلند اختر بادشاہی لشکر کی بہادری
کو دیکھکر باپ پاس چلا گیا۔ بادشاہی لشکر نے شجاع کے قول پر حملہ کیا۔ اس حال مین
مکرم خان صفوی کو فوجدار جونپور جسنے کہ بتقاضاے مصلحت شجاع کی رفاقت اختیار کی
تھی وہ زنہاریون کی صورت مین بادشاہ کے ہاتھی کے پاس آیا اسکو آفرین دی گئی۔ اور
حکم ہوا کہ جو ہاتھی ہمرکاب ہین ان مین سے کسی ایک کے اوپر ہو بیٹھے۔ پھر عبدالرحمن خان
پسر نذر محمد خان جو شاہجہان کے عہد مین بنگالہ مین کمی تھا و سنجر بیگ ولد الہ وردی خان
شجاع کے لشکر سے دل باختہ ہوکر بادشاہ کے لشکر مین آگئے اس اثنا مین شجاع بھاگ
گیا اور عالمگیر فتح یاب ہوا فوج شاہی نے شجاع کے بنگاہ پر جاکر خزانون و ہاتھیون

اور گھوڑون اور تمام اسباب تجمل و کارخانجات کو غارت کیا اور جو کچھ ہاتھ لگا وہ لے لیا
ایک سو چودہ توپین اور ایک سو پندرہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ کچھ خزانہ اور جواہر اسکے سوار جو لٹ
گیا سرکار مین ضبط ہوا۔ عالمگیر نے ہاتھی سے اُتر کر دوگانۂ شکر ادا کیا اور اپنے ہمرکاب امراء کو
تحسین کی اس خیال سے کہ شجاع کو کہین قرار نہ ہو۔ شاہزادہ محمد سلطان کو اسکے تعاقب
مین روانہ کیا اور سب سامان شاہانہ اُسکا درست کر دیا بادشاہ نے ایک ہفتہ یہان
قیام کیا اور امراء کو اضافہ منصب و انعام سے سرفراز کیا۔ معظم خان کا منصب پنجہزاری
ہزاری سوار پر اضافہ کرکے دوازدہ ہزار سوار برآوردی بنایا اور دس لاکھ روپیہ
انعام دیا اور سب کل امراء مین ممتاز کیا۔ ۲۷ کو منزل کھجوہ سے کوچ فرمایا راجہ جے سنگھ
جو وطن کو رخصت لیکر گیا تھا وہ ملازمت مین آیا۔ بادشاہی حکم سے صف شکن خان
محرم کو ملتان سے دارا شکوہ کے تعاقب مین گیا وہ دس روز پہلے یہان سے بھاگ گیا تھا
اُسنے اوجہ مین دو تین روز قیام کیا جب۔ اُس نے لشکر شاہی کے یہان آنے کی خبر سُنی تو
۸ محرم کو بیاہ کے کنارہ پر بھاگ گیا اور ۱۲ کو صف شکن خان اوجہ مین آیا یہان آمیں
پاس خزانہ شاہی سے دس ہزار اشرفیان صلح بہادر گزیدہ بردار لایا اور بہت سے بندوقچی
اور پیادے و سبیلدار بھی بادشاہ نے آس پاس بھیجدیئے اور کمکی جو پیچھے رہ گئے تھے آگئے۔
۱۸ محرم کو شیخ میر لشکر لے کر چلا تھا وہ اس لشکر سے تیس کوس کے فاصلہ پر تھا جب ۲۰ کو قصبہ
جھنجھی و آہن محل مین لشکر شاہی آیا تو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ یہان سے ۱۲ کو کوچ کیا ہے اور
اسّی کوس آگے نکل گیا ہے شیخ میر کا لشکر بھی یہان صف شکن خان کے لشکر سے مل گیا۔ یہان
قراولون نے خبر دی کہ ۲۵ محرم کو دارا شکوہ گھگھر مین دریا سے عبور کرکے سکھر مین اترا ہے اس
منزل سے دریا کی اس طرف بھکر تک ساٹھ کوس کا فاصلہ تھا اور دریا کی اس طرف سے سکھر تک
سو کوس کا۔ شیخ میر سکھر کو اور صف شکن خان بھکر کو روانہ ہوئے کہ دریا کے دونو طرف سے
تعاقب کرکے دارا شکوہ کو تنگ کرین شیخ میر نے تین منزلون مین اسّی کوس کے قریب طی کیئے
۵ صفر کو سکھر سے تین کوس پر پہنچ گیا راہ مین جنگل تھا خار دار درخت بھاڑ جھنکار بہت تھے

شیخ میر صف شکن خان کے لشکر دارا شکوہ کے تعاقب مین سکھر اور بھکر کو گئے

اسلئے رستہ سخت و تنگ و دشوار گذار تھا اور طول مسافت اور سرعت سیر اسکے سوا تھی اس سبب
سے وان بہت تلف ہوئی لشکر نے بہت تکلیف اٹھائی تیسری منزل مین خیمہ و بار دار سے
جدا ہو گئے اور آذوقہ کم ملا ۔ ۲ کو سکھر مین مقام ہوا صف شکن خان تین روز پہلے بھکر مین
پہنچا تو معلوم ہوا کہ دارا شکوہ حال و اثقال و بعض مستورات اور کچھ خزانہ و بھاری طلا
آلات و نقرہ آلات کو قلعہ سکھر مین لایا بہنت نام خواجہ سرا کو جسپر اسکو اعتماد تھا اور
سید عبدالرزاق کو قلعہ کی حراست کے لئے مقرر کیا اور بڑی بڑی توپین جو ساتھ تھین اور
اور لوازم توپ خانہ اور برق اندازون اور تیر اندازون اور بندوقچی بیادون کو اس
استوار حصار مین تعین کیا سلیم محرم کو خود سکھر سے آگے بڑھا اسکے باقی خزانے اور احمال
کشتیون مین تھے وہ خود بیشون جنگلون و درختون کو کاٹتا ہوا اور رستہ بناتا ہوا
چلا جا رہا ہے اور اسکے عمدہ نوکرون مین سے داؤد خان و شیخ نظام و میر عزیز و
میر رستم و سید تاتار خان بارھہ و سید جواد بخاری اور اور سردار قریب چار
ہزار کے نواحی گھار مین اس سے جدا ہو گئے ہین داؤد خان اپنے وطن حصار فیروزہ کو چلا گیا
میر رستم بادشاہ پاس گیا اور میر عزیز و شیخ نظام و سید تاتار و سید جواد صف شکن خان
سے ملگئے جنکو اس نے بادشاہ پاس بھیجدیا کچھ اسکے رفیق جدا ہو کر بھکر مین رہ گئے ان مین
سے شیخ عبدالرحیم خیر آبادی جو اسکا مقرب و مصاحب تھا شیخ میر سے ملاقی ہوا اس نے
کہا کہ دارا شکوہ پاس تین ہزار سوار رہ گئے ہین شیخ میر سکھر سے تعاقب مین آگے بڑھا
تو زمینداروں کی زبانی معلوم ہوا کہ سکھر سے بچیس کوس پر قندھار کو جاتی ہے دارا شکوہ
یہان سے اس راہ پر قندھار جانا چاہتا تھا مگر اسکے ہمراہی نوکر اور اہلحرم وہان جانے پر راضی
نہین ہوئے ناچار وہ ٹھٹھہ مین آیا صف شکنخان کو ۲۹ محرم کو نواحی قصبہ کن سے شیخ میر سے
بھکر جانے کے لئے جدا ہوا اس نے ۳۴ کوس دو منزل مین طے کئے تھے کہ دارا شکوہ کا ایک
فریق جسکا اوپر ذکر ہوا صف شکن خان سے ملاقی ہوا جنکو اس نے بادشاہ پاس بھیجدیا بادشاہی
لشکر مین دارا شکوہ کے قراول اور کوتوال اور بعض اور نوکر اسکے اردو بازار کے علم لائے اور یہان

سپاہ مخالف کے پچاس آدمی مارے گئے۔ سوم صفر کو صف شکن خان بھکر مین پہنچا قصبہ لونہری مین
نزول کیا۔ بھکر کا نظم و نسق کیا آغر خان کو ساڑھے تین سو سوار حوالہ کرکے یہان کا فوجدار
بنایا محمد علی بیگ جمعدار توپ خانہ کو دو سو برقنداز سوار اور تین سو بندوقچی حوالہ کرکے
قصبہ لونہری کی کوتوالی دی اور قوچیلی بیگ کو پانچ سو سوار برق انداز اور تین سو بندوقچی
پیادے اور توپ خانہ کی پانچ توپین ہمراہ کین اور سکھر مین مقرر کیا کہ وہ مداخل و مخارج
قلعہ سے باخبر رہے اور لشکر کی معاودت تک توپ و تفنگ سے جنگ کرکے متحصنان قلعہ
کو تنگ کرے صف شکن خان پانچوین کو کوچ کرکے ۱۲ کو قلعہ سیوستان سے تیرہ کوس پر
پہنچا۔ یہان کے قلعہ دار و فوجدار محمد صالح ترخان کا نوشتہ آیا کہ قلعہ سے پانچ کوس پر
دارا شکوہ آگیا ہے تمکو چاہیئے کہ جلدی پہنچکر اسکے خزانہ و اموال و اشیاء کے کشتیون کے
سدراہ ہو۔ جو دریا کے کنارہ پر پیچھے سے آرہے ہین خان مذکور نے محمد معصوم اپنے خویش
کو ہزار برق انداز سوارون اور چودہ شتر نال اور کچھ بان اور بیلدارون اور رسقون
کی جماعت کے ساتھ آگے بھیجا کہ دارا شکوہ کی کشتیون سے گذر کر قلعہ سیوستان کے
نزدیک جہان دریا کا عرض کم ہو وہان دریا کے کنارہ پر مورچل بنائین اور توپون کو
نصب کرین اور برق اندازون اور کماندارون کو بٹھائین اور خود رات رات کوچ
کرکے دارا شکوہ کے لشکر کے محاذی سے تین کوس پر گذر کر اوائل روز مین دریا کے کنارہ پر
ایک کوس پر اس سرزمین پر اترا کہ قلعہ سیوستان کے محاذی تھی۔ محمد معصوم پہلے سے
آگیا تھا۔ آدھ کوس تک دریا کے کنارہ پر مورچل قائم اور غنیم کی کشتیون کے آنے
کی امید مین بیٹھے مخالفون کی کشتیون کو اپنی جگہ سے لیجا کر لشکر شاہی سے ڈیڑھ کوس
پر اس طرف دریا کے قیام کیا۔ یہان ایک ہزار سوار اور دس فیل اور چند علم کشتیون
کے قریب نمایان تھے صف شکن خان چاہتا تھا کہ لشکر کو دریا سے پار لے جاکر
دشمنون کو دفع و منع کرے مگر دشمنون کی کشتیان پہلے آگئی تھین وہ اسکی کشتیون کے
پہنچنے کے مانع تھین اسنے محمد صالح قلعہ دار کو پیغام دیا کہ وہ اس طرف سے کشتیون کو بھیجے

اور خود بھی سپاہ اور تابینوں کے ساتھ قلعہ سے نکلے اور گھاٹی جو سخت دشوار گذار سیوستان کے قریب واقع ہوئی ہے جسپر داراشکوہ کو عبور کرنا ضرور ہوگا اُس پر قبضہ کرکے لشکر کے آنے تک جنکی المقدور دشمنوں کی ممانعت میں کوشش کرے اور اہل قلعہ کو تاکید کرے کہ جس وقت مخالف اپنی جگہ سے کشتیوں کو حرکت دے کر قلعہ کے نیچے سے گذرنا چاہیں تو قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ چلاکر شرائط ممانعت کی تقدیم کرے مگر محمد صالح میں اس خدمت کی لیاقت نہ تھی اُس نے جواب دیا کہ اگر کشتیاں بھیجی جائیں تو داراشکوہ کے آدمی جو دریا میں ہیں اُنکو پکڑ لینگے اور مجھ میں لشکر شاہی کے امداد بغیر گھاٹی پر قبضہ کرنے کی قدرت اور دشمن کی مقاومت و مصادمت کی تاب نہیں ہے۔ اس طرف دریا کے کنارہ پر عمق اس قدر کم ہے کہ کشتی کا گذرنا ممکن نہیں ضرور دریا کے دوسری طرف سے کشتیوں کا گذر ہوگا۔ وہیں اُنکی ممانعت کرنی چاہیئے اس سبب سے صف شکن خان نے دریا سے عبور نہیں کیا اس نے محمد صالح کی گفتار کو سچ جانا دریا کے اس طرف داراشکوہ کی کشتیوں کا منتظر رہا۔ مگر ایک ساعت کے بعد معلوم ہوا۔ کہ داراشکوہ نے کشتیوں کو دوسری طرف روانہ کیا اور پادشاہی مورچالوں کی طرف نہیں آیا دریا کے اس طرف جو توپ خانہ شاہی تھا اُس نے گولے مارے مگر زیادہ بُعد کے سبب سے کچھ اثر نہیں ہوا ایک کشتی توپ کے صدمہ سے ٹوٹ گئی اور دوسری گل میں بیٹھ گئی باقی کشتیاں قلعہ کے نیچے سے نکل گئیں محمد صالح کی نالائقی سے یہ فتح کا منصوبہ خالی گیا ۱۶ کو داراشکوہ کتل سے بھی گذر گیا۔ ۱۷ کو شیخ میر اور صف شکن خان کے لشکر دریا کی ایک طرف میں ملگئے اور دونو لشکروں نے مقصد کی طرف کوچ کیا پادشاہی لشکر کے قراول چند پیادوں کو کہ ٹھٹہ میں داراشکوہ کے لشکر سے جدا ہو گئے تھے لشکر شاہی میں لائے تو اُنکی تقریر سے معلوم ہوا کہ ٹھٹہ میں داراشکوہ ۲۶ صفر کو آیا تھا اور گجرات کے قصد سے اپنے لشکر کو دریا سے پار اُتارتا تھا۔ ترکتاز خان افواج شاہی کا قراول تھا اسکا نوشتہ کہ میں شیخ میر پاس آیا کہ داراشکوہ نے ۲۹ صفر کو دریا سے عبور کیا کچھ آدمی اسکے دریا سے

اُترنے کو تھے کہ اُس سے ہماری آویزش ہوئی کہ کچھ انمین آدمی مارے اور کچھ زخمی ہوئے کچھ قید ہوئے۔ بادشاہی آدمیون مین ایک کشتہ ہوا کچھ آدمی زخمی ہوئے۔ خان مذکور یہ خبر سُنکر ٹھٹھے سے ایک کروہ پر پہنچا اور محمد معصوم کو شہر مین بھیجا کہ دارا شکوہ کا مال جو اس شہر مین رہ گیا ہو اُسے ضبط کرے پھر خبر آئی کہ دریا کی طرف دارا نے گجرات کی طرف کوچ کیا صف شکن خان نے تعاقب کی تیاری کی کہ اس اثنا مین شیخ میر کے نام حکم شاہی آیا کہ بہت جلد تعاقب کو چھوڑکر ہمارے پاس آؤ ایک بہت کا ضروری درپیش ہے اس سبب صف شکن خان و شیخ میر اور اور دولتخواہ جمع ہوئے اور مشورہ کرنے لگے کہ ٹھٹھے سے آگے جانمین یا بادشاہ کے پاس مراجعت کرین چونکہ اس یورش مین لشکر نے بڑی اور کڑی منزلین طے کی تھین بہت سے رنج و تعب اُٹھائے تھے اور اکثر سیاہ و لشکریون کی سواریان اور بار بردار تلف ہو گئے تھے ایلغار کی طاقت نہ رہی تھی اسکے سوا خزانہ مین ایک ماہ کی تنخواہ کی جمع کے سوا روپیہ نہین ہاتھا اور وہ اس مہم کو کفایت نہین کرتا تھا اور سوا اسکے دارا شکوہ نے جو وادی فرار اختیار کیا تھا اکثر اس مین چول و بیابان بے آب و ویران تھے اسلئے ٹھٹھے سے آگے بڑھنے کی کسی کی صلاح نہ ہوئی اور سب نے مراجعت کی ٹھیرائی اور لشکر بھکر مین آیا یہان معلوم ہوا کہ دارا شکوہ کچھ مین پہنچ گیا اور تین منزل طے کرکے کنار چول پر آگیا اس سال مین کمی باران سے راہ مین تالاب بے آب تھے اور جہان کنوئین تھے وہ لشکر کو کفایت نہین کرتے تھے اسلئے اسکے لشکر کے اکثر آدمی مر گئے اور بہت دواب تلف ہو گئے۔ گیارہوین کو وہ چول مین داخل ہوا چول کی حقیقت یہ ہے کہ وہ ایک دشت شورستان ہے اور دریا شور سے چالیس کروہ پر ہے اور اس فاصلہ مین میٹھا پانی مطلقاً نایاب ہے اور سب جگہ بجای آب کے امواج سراب کا جلوہ دکھائی دیتا ہے۔ قربت دریا کے سبب سے اس سرزمین مین بعض مواضع پر ایک قسم کی گل ہے جسکی تہ مین پانی ہوتا ہے اور دواب اُسمین ڈوب جاتے ہین۔ ہندی مین اسکو دلدل کہتے ہین۔

اس بیابان کا طول موضع لونہ پر منتہی ہوتا ہے جو کچھ کی ولایت مین داخل ہے وہان ایک راہ گجرات کو جاتی ہے اور دوسری راہ جو ناگدھ کو اور ربیع الثانی شیخ میر وصف شکستگان بھکر مین آئے اور ایک دن یہان تسخیر قلعہ کی تدبیر کے لئے اقامت کی گیارہ توپین اور جو آلات و ادوات توپ خانہ ہمراہ تھے باقر خان فوجدار کے پاس چھوڑے اور ولی بیگ علی مردان حاجی کو توپ خانہ کا داروغہ بنایا آغر خان کو زمرہ آغرون کے ساتھ سکھر مین اور حاجی اللہ وردی خان کو لوھری مین چھوڑا - ۸ رماہ مذکور کو بادشاہ کی خدمت مین وہ روانہ ہوئے -

شجاع کو شکست دیکر بادشاہ کچھوہ مین چہار روز رہا پھر دریاے گنگا کے کنارہ پر سفر کیا اور شجاع کے تعاقب مین لشکر کو روانہ کیا اب اس سبب سے کہ دارا شکوہ کے گجرات بھاگنے کی اور شور و فساد مچانے کی خبر سنی تھی اسلئے الہ آباد کی حدود مین توقف جائز نہ جانا اور اکبر آباد کی طرف روانہ ہوا کہ دارا شکوہ کے دفع و استیصال کی تدبیر کرے اور راجہ جسونت سنگھ کی تادیب و تنبیہ کرے -

سید و مہم بڑی درپیش تھین انکی طرف بادشاہ کی توجہ تھی - غرہ جمادی الاول کو بادشاہ قصبہ کڑہ مین آیا یہان شاہزادہ محمد سلطان کی عہد داشت سے معلوم ہوا کہ قلعہ الہ آباد فتح ہوگیا بتفصیل اسکی یہ ہے کہ مرزا شجاع نے سید قاسم نوکر دارا شکوہ کی قلعداری الہ آباد مین بدستور سابق بحال رکھی تھی سید قاسم نے سید عبد الجلیل کو اپنی قوم مین سے قلعہ مین اپنا نائب مقرر کیا اور خود کچھ سپاہ کے ساتھ شجاع کے ہمراہ بادشاہی لشکر سے لڑنے گیا شجاع کی شکست کے بعد وہ اپنی پختگی اور منصوبہ شناسی کے سبب سے شجاع سے پہلے اپنے تابینون کے ساتھ قلعہ مین چلا آیا - جب شجاع الہ آباد مین آیا ہر چند اسنے سعی کی کہ قلعہ کو تصرف مین لائے مگر سید قاسم صواب اندیشی اور مآل بینی کے سبب سے اس بات پر راضی نہ ہوا زمانہ سازی کرکے شجاع سے ملنے گیا مگر قلعہ مین اسکو قدم نہ رکھنے دیا - جب محمد سلطان معظم خان کے ساتھ

لشکر الٰہ آباد مین آیا تو سید قاسم نے اپنا چارۂ کار اور مصلحت پادشاہ کی بندگی اور دولت خواہی مین دیکھی اور استعفا و اجرام کرکے قلعہ خاندوران خان کو حوالہ کیا وہ یہان قلعہ دار مقرر ہوا۔ اور سید قاسم پادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔ شجاع کا باقی حال آگے لکھا جائیگا ——

راجہ جسونت سنگھ

راجہ جسونت سنگھ کی تنبیہ و گوشمال کے لئے پادشاہ نے محمد امین خان کو دس ہزار سوار کا سردار بنا کے عبد اللہ خان کے ساتھ بھیجا راجہ جسونت سنگھ کا برادر زادہ رائے سنگھ راٹھور تھا اور چچا کے ساتھ نزاع ارثی رکھتا تھا اسکو راجہ کا خطاب دیا اور منصب مین ہزاری کا اضافہ کیا اور ایک لاکھ روپیہ و خلعت و اسپ وغیرہ عطا کیا اور راجہ کے استیصال کی مہم مین شریک کیا اور اسکے وطن جودھپور کے دینے کا وعدہ کیا۔ امیر خان حارس دار الخلافہ شاہجہان آباد کو حکم کیا کہ دارا شکوہ کے تعاقب سے جب شیخ میر آوے تو مراد بخش کو قلعہ سلیم گڈھ سے نکال کر اسکے ہمراہ قلعہ گوالیار کو بھیجدے۔ ۱۸ جمادی الاول ۶۹ سنہ کو پادشاہ اکبر آباد کے نزدیک باغ نور کے متصل مقیم ہوا۔ فاضل خان خانسامان نے دارا شکوہ کا نقد و جنس و اموال لاکھ روپیہ کا پادشاہ کے سامنے پیش کیا امیر الامرا اور تمام امرا متعینہ اکبر آباد پادشاہ کی خدمت مین رہے۔

مراد بخش کا قلعہ گوالیار مین نظر بند ہونا

بعض خلاص کیشون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ جسونت سنگھ جب یلغار کرکے اکبر آباد کے قریب آیا تو منافق کیشون کی جماعت کو یہ گمان تھا کہ راجہ قلعہ کا محاصرہ کریگا اور شاہجہان کو قید سے آزاد کرکے تخت پر بٹھائیگا اس سبب سے عقل و صلاح کے دلون مین وسوسے پیدا ہوئے تھے۔

عالمگیر شاہجہان کی تاریخ کے تحریر کے وقت کونٹیل کے اورنٹیل مس سلینی برنیر کا سیاحت نامہ میری زیر نظر رہتا ہے۔ ہندوستان مین جو ارباب دانش اپنے ملک کے حال سے خوب واقف ہین وہ جانتے ہین کہ یہ امر اس ملک کی عادت مین

داخل ہے کہ بعض ذہین اور طباع واقعات کو اُنکے وقوع کے وقت اپنے خیالات کے
موافق نہایت فصاحت و بلاغت سے جھوٹ و سچ کو شیر و شکر کی طرح ملا کے
بیان کیا کرتے ہین کہ سُننے والون کو اُنمین بڑا مزہ آتا ہی۔ اُنکا انداز بیان و ادا و طرز
ایسا ہوتا ہے کہ بہت ادی اُنکے بیان غیر واقعی کو واقعی جان کر پھر واقعی امر پر یقین
نہین کرتے ڈاکٹر برنیر کو کوئی ظریف ایسا ملگیا ہے یہ بیچارہ اجنبی اسکی باتون کو سچ
جانتا ہے اور اپنے سفرنامہ مین لکھتا ہے اور اپنے اہل وطن کا لال بجکڑ بنتا ہے۔ جو
یہان کے حال سے بالکل لاعلم ہین اسلئے ہر واقعہ مین ایک دو بائین ایسی گھڑتا ہے کہ
جن کی کچھ اصل نہین ہوتی اور پھر انپر رائے زنی کرتا ہے جو جہالت و لاعلمی پر مبنی
ہوتی ہے مشکل ہے کہ معاملات ملکی پر کسی اجنبی کو ایسا علم ہو کہ وہ اسمین رائے دینے
کے لئے کافی ہو۔ اب مین مثال کے طور پر اورنگ زیب و راجہ جسونت کا حال اس
سیاحت نامہ سے لکھتا ہون کہ جب راجہ جسونت نے دیکھا کہ شجاع کا پلڑا پلٹ
گیا تو اُس نے سوچا کہ جو لوٹ ہاتھ آئی ہے اسکے مزے اُڑائے وہ فی الفور
اگرہ کو اس نیت سے چلا کہ اپنے وطن کو مراجعت کرے دارالخلافہ اگرہ مین
یہ افواہ اُڑ رہی تھی کہ اورنگ زیب نے شجاع سے شکست پائی وہ اور امیر جملہ
(معظم خان) دونو قید ہوگئے ہین اور سلطان شجاع اپنے فتحمندی کے ساتھ
آگرہ چلا آتا ہے شائستہ خان حاکم آگرہ اور اورنگ زیب کے ماموں کو ادھر
اس شہرت کا یقین ہوا اُدھر جسونت سنگھ جسکی دغابازی سے وہ خوف زدہ
ہو رہا تھا آگرہ کے دروازہ پر آن پہنچا کہ اس نے مایوس ہو کر زہر کا پیالہ پینے
کے لئے ہاتھ مین لیا اور پی ہی گیا ہوتا اگر عورتون نے اسکو جاکر گھیرا نہ ہوتا اور
پیالہ کو ہاتھ سے زمین پر گرا نہ دیا ہوتا۔ آگرہ کے رہنے والون کو دو روز
تک ٹھیک اصل حال نہین معلوم ہوا اسمین شبہ نہین کہ ان دو دن مین انکو اگر جسونت سنگھ
بہادرانہ دھمکیان اور فیاضانہ وعدے کرتا تو شاہجہان کو قید سے آزاد کرلیتا

ڈاکٹر برنیر کا بیان راجہ جسونت سنگھ کی نسبت

اور تخت پر بٹھا دیتا مگر راجہ اصل حقیقت سے واقف تھا وہ دار الخلافہ مین یا دونون ٹھیرنے کی جرأت کر سکتا تھا اور نہ کوئی مہم بہادرانہ اختیار کر سکتا تھا اس لئے صرف شہر آگرہ کے اندر کوچ کرتا ہوا اپنے وطن کو چلا گیا۔ ظفر نامہ مین عاقل خان لکھتا ہے کہ جسونت سنگہ کے چلے جانے کی خبر موحش اکبر آباد مین و شاہجہان آباد مین پھیلی بلکہ لاہور تک اور اطراف و اکناف مین پہنچی طرہ اسپر یہ ہوا کہ جو بھاگ کر آتا وہ اس خبر نا ملائم کو آب و تاب سے بیان کرتا اور ظاہر کرتا کہ اس واقعۂ ناگوار کو خود اس نے دیکھا ہے یہان تک یہ ہوائی خبر اڑائی کہ عالمگیر کو شجاع گرفتار کئے آگرہ کو لئے آتا ہے۔ جب جسونت سنگہ آگرہ کے قریب آیا تو شائستہ خان حاکم آگرہ کے ہاتھ پاؤن پھولے اور اس خبر کو سچ جانا اور دکن جانے کا ارادہ کیا کہ شاہجہان کے غضب سے بچے آدھی رات کو افضل خان پاس پیغام بھیجا کہ میری شاہجہان سے تقصیر معاف کرا دو فاضل خان نے اُسے سمجھایا کہ خیر ہے پہلے اس خبر کو تو تحقیق ہونے دو کہ سچ ہے یا جھوٹ ہے۔ پانچوین جمادی الاول سنہ ۶۹ کو بادشاہ عماد پور مین آیا جو سموگڈھ کے قریب ہے۔ یہان بادشاہ کو دارا شکوہ پر فتح نصیب ہوئی تھی اسلئے سموگڈھ کا نام فتح شکار رکھا بادشاہ کے پیش نہاد ہمت یہ دو امر تھے دارا شکوہ کی تنبیہ اور راجہ جسونت سنگہ کی تادیب اس لئے بادشاہ نے اجمیر جانے کا ارادہ کیا اور ۲۵ جمادی الاول سنہ ۶۹ کو اجمیر کی طرف کوچ کیا۔

دارا شکوہ کا حال

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ سپاہ جو ٹھٹہ مین دارا شکوہ کا تعاقب کر رہی تھی اسکو بادشاہ نے واپس بلا لیا تھا۔ تو دارا شکوہ نے اسکو غنیمت جانا اور دوبارہ اسکو خود سری کا سودا ہوا ولایت گجرات مین نہ کوئی لشکر تھا نہ کوئی سردار کہ اُس کی مدافعت و ممانعت کرتا۔ میدان خالی تھا اُسنے چول و بیابان مین قدم رکھا۔ بعض میدارون کی رہنمائی سے دریاے شور کے کنارہ پر اسی راہ سے کچھ مین آیا۔ کہ جسپر کوئی مسافر چلتا نہ تھا اور سخت دشوار گذار تھی کچھ کامرزبان اُس کے

استقبال کو گیا اور اُسے ملاقی ہوا۔ داراشکوہ نے اُسکو نقد جواہر دیکر پرچا یا اور اسکی
بیٹی سے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو نامزد کیا۔ زمیندار نے ضیافت کی اور بدرقہ ساتھ
کرکے اپنی حد سے باہر کرکے احمد آباد کو روانہ کیا جب داراشکوہ احمد آباد کے قریب آیا
شہسوار خان صوبہ دار احمد آباد کی ایک بیٹی بادشاہ سے بیاہی تھی اور دوسری بیٹی
مراد بخش سے تو وہ دیوان رحمت خان اور ور کو یکیون کو ساتھ لیکر داراشکوہ کے
استقبال کو آیا ملاقات کے بعد سرانجام ضروری داراشکوہ کے لئے تیار کیا۔ اور
محمد مراد بخش کا جو روپیہ وجنس وطلا ونقرہ آلات اور دس لاکھ روپئے جو اُسکے گھر مین
تھے وہ داراشکوہ کو پیش کش مین دیئے اب داراشکوہ زر وسیاہ کے جمع کرنے کی فکر مین
ہوا آدمیون کو خلعت واضافہ وخطاب وجواہر دیکر خورسند کیا اور لوگون کا دل
اپنی طرف کیا اور بندر سورت وکنھایت وبھروچ وپرگنات سیر حاصل مین اپنی طرف
سے حکام وعمال مقرر کئے اور اُنمین اپنا قبضہ کیا ایک مہینہ سات روز یہان رہ کر
بیس ہزار سوار جمع کر لئے اور حکام بیجاپور اور حیدرآباد سے بھی خطوط وپیغام
بھیجکر نقد وجمعیت سیاہ کو طلب کیا دکن جانے اور راجہ جسونت سنگھ سے ملنے کے
لئے مختلف فکر کرنے لگا۔ اس گرما گرمی مین اس پاس خبر آئی کہ لشکر شاہی کی رفاقت
سے راجہ جسونت سنگھ نے فرار کیا اور دشمن کے غلبہ کی شہرت غیر وقوعی اور خبر کاذبہ
داراشکوہ نے یہین سنیں اور اُنکو سچ جانا۔ راجہ جسونت سنگھ کا نوشتہ آیا اس مین
اُس نے اپنا حال لکھا اور داراشکوہ کو اشارہ کیا کہ وہ اجمیر کی طرف آئے داراشکوہ
غرہ جمادی الاخری ۶۹ھ کو آراستہ سیاہ اور توپ خانہ کے ساتھ چلا۔ یہ توپخانہ
اس پاس اس طرح مرتب ہوا تھا کہ اُس نے بندر سورت سے چالیس توپین منگالی
تھین جب داراشکوہ چلا ہے تو ہر منزل مین راجہ جسونت کا نوشتہ ابلہ فریب
پہنچتا تھا اور اس پر اپنے آنے کا افسون پھونکتا تھا اور اسکو افسانہ سُناتا
کہ مین قوم راٹھور کی جمعیت اور ان اقوام راجپوت کے ساتھ آتا ہون

جگہ وطن اجمیر کی نواحی مین ہین اور اس بات سے داراشکوہ کے غرم مین تقویت ہوتی تھی وہ
جو دھپور سے تین منزل پر میرتھا مین آگیا تربیت خان فوجدار اجمیر داراشکوہ کے قریب
آنے سے حواس باختہ پادشاہ پاس بھاگ گیا۔ جب پادشاہ کو معلوم ہوا کہ داراشکوہ
زرم و پیکار آمادہ ہوا ہے تو پادشاہ نے طاہر خان کو اس خدمت پر مقرر کیا کہ وہ
جاکر دارا کی خبر لائے۔ پادشاہ بھی چلکر قصبہ تیوڑہ کے قریب آیا۔ چونکہ غنیم نزدیک
اور جنگ قریب تھی حکم ہوا کہ قصبہ مذکور مین جو قلعہ ہے اس مین خزانہ اور زواید
کارخانجات غیر ضروری اور احمال و اثقال رکھی جائین راجہ رائسنگھ کو قلعہ کی محافظت
سپرد ہوئی یہ قصبہ اسی کے علاقہ مین تھا پھر پادشاہ تالاب رامسر سے چھ کروہ پر آیا۔
یہان طاہر خان نے جو قراولی کے طور پر آگے گیا تھا غنیم کے حال کی کیفیت دریافت کرکے
پادشاہ سے عرض کی اور پھر رخصت ہوا ادھر متعلقہ راجہ جیسنگھ مین پادشاہ نے پہنچکر
فوج بندی کا حکم دیا راجہ جیسنگھ کو دلیر خان و حسن قلی خان اور ایک اور جماعت کے
ساتھ ہراول مقرر کیا صف شکن خان کو توپخانہ کے آگے لے جانے کے لئے مامور فرمایا شیخ میر اور
اسکے بھائی امیر خان کو پیش کاسر فوج بنایا امیرالامراء کو اسکے بیٹون اور گنجعلیخان
اور بعض سردارون کے ساتھ برانغار کی طرف مقرر کیا اور جرانغار کی سرداری
پادشاہزادہ محمد اعظم اور ایران کے بہادرون کے سپرد کی اور اسی طرح محمد امین خان
و ہوشدار خان و عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان اور ایرانی و تورانی اور سرداران کو
اور افغانون اور راجپوتون کو جا بجا میمنہ اور میسرہ و قول و چنداول مین مقرر کیا اور حکم
دیا کہ جبتک کہ دشمن سے مقابلہ ہو لشکر کی یہی ترتیب رہے اس مین فرق نہ آئے۔

جب داراشکوہ میرتھا مین آیا تو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جو معاملات پیش آئی وہ بیان کیے
جاتے ہین اول راجہ جسونت کا حال بیان کیا جاتا ہے کہ وہ پادشاہ کے ساتھ سے
شجاع کی لڑائی مین بھاگا تھا وہ جانتا تھا کہ پادشاہ افواج میری تنبیہ و تاکید کے لئے
مقرر کریگا تو ناچار اسنے اپنا چارہ کار اس مین دیکھا کہ داراشکوہ کو ترغیب و تحریص

داراشکوہ اور راجہ جسونت سنگھ کے معاملات

کرکے اپنی طرف کھینچے اور اوس اٹھوا اور اقوام راجپوت سے ایک بڑا لشکر جمع کرے اور
اسکے استظہار سے خلاف جوئی کرے۔ جب وہ جودھپور مین گیا تو اسنے داراشکوہ کو بلایا اور خود
راجپوتون کا لشکر جمع کیا اور سامان لشکر تیار کیا اور داراشکوہ کے انتظار مین بیٹھا راجہ جیسنگھ کے
حال پر بادشاہ از حد مہربان تھا وہ راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ جنسیت اور رشتہ نسبت
رکھتا تھا اُس نے بادشاہ سے اسکے معافی قصور کے لئے عرض کیا اور کہا کہ اگر حضور عاطفت
شاہانہ سے اسکی خطاؤن کو معاف فرمائینگے اور اسکو جان کی امان دینگے تو یہ میری فراغی
کا باعث ہوگا اور وہ وحشی بھی رام ہوگا اور پھر صدق و اخلاص سے بندگی کریگا۔
بادشاہ نے اسکی درخواست کو منظور کیا اور حکم دیا کہ وہ اپنی جانب سے ایک مکتوب لکھے
اور اپنے کسی معتمد کے ہاتھ بھیجے اور دلتخواہی پر متعہد ہو اور عفو جرائم کی نوید سناوے اور
داراشکوہ کے ساتھ ملنے سے باز رکھے اور بادشاہ نے بھی ایک منشور اُس کی عفو تقصیر کا لکھ دیا
(عالمگیرنامہ مین فقط یہ لکھا ہے کہ بادشاہ نے راجہ جیسنگھ کو خط لکھنے کی اجازت دی لیکن
اس خط کا مضمون نہین لکھا مگر ڈاکٹر بنیر کو اس خط کا مضمون اس طرح معلوم ہوگیا جیسے امیر
افغانستان اور زار روس کی خط و کتابت کے مضمون ہندوستانیون کو گھر بیٹھے معلوم
ہو جاتے ہین وہ لکھتا ہے کہ راجہ جیسنگھ نے یہ خیال کرکے کہ لڑائی کے سارے احتمالات
اورنگ زیب کی فتح پر دلالت کرتے ہین راجہ اپنی مصلحت و بہبود بادشاہ کے
خوش کرنے مین جانتا تھا اسلئے راجہ جسونت سنگھ کو داراشکوہ کی امداد و اعانت سے باز
رکھنے مین اپنی رعب داب کو یہ کام مین لایا اسنے جسونت سنگھ کو لکھا کہ مجھے بتاؤ کہ تم
جو بداقبال داراشکوہ کی امداد کرنے مین کوشش کرتے ہو اس سے کیا فائدی تمکو حاصل ہونگے
اس کام مین تمہارے استقلال سے داراشکوہ سے کام مین بہبودی ہونے کی نہین۔ مگر
اسمین شک نہین کہ تمہارے اور تمہارے خاندان کی بربادی ہو جائیگی اور اورنگ زیب
سے تم ہرگز اپنے قصورون کی معافی نہین کراسکوگے۔ مین بھی راجہ ہون۔ مین بمنت و
سماجت سے تم سے عرض کرتا ہون کہ بیچارے راجپوتون کا خون اپنی گردن پر لو

تم اسبات پر نہ بھولو کہ مین اور راجاؤن کو اپنی ساتھ کرلونگا۔ میری پاس ایسی وسائل ہین کہ
تمہاری اس کوشش کے خلاف مین سعی کرونگا اور کسی راجہ کو تمہارے ساتھ نہین ہونے دونگا
یہ کام ایسا ہے کہ ساری ہندؤن سے تعلق رکھتا ہے تمکو کیسے اسکی اجازت دی جاسکتی
ہے کہ تم وہ آگ بھڑکاؤ جو سارے ملک مین ایسی پھیل جائے کہ پھر کسنی کوشش سے بجھ نہ سکے
اب اگر تم دوسری طرف جاؤ اور داراشکوہ کو اپنی حالت مین چھوڑ دو تو اورنگزیب
تمہاری ساری خطاؤن کو بھولجائیگا تمکو گجرات کا حاکم بناویگا ایسے ملک کے حکومت کے فوائد کی تم خوب قدر
جانتے ہو جو تمہارے ملک کے ہمسایہ مین ہے یہان تم امن امان سے بیخوف و خطر رہوگے
مین ان وعدون کے ایفا کی ذمہ داری بالکل اپنے ذمہ لیتا ہون ۔
جب اورنگ زیب کا منشور نجات اور راجہ جیسونت اور اور سواخواہون کے نوشتجات
خفیہ راجہ جیسونت سنگھ پاس پہنچے تو انکے اخفا مین اس نے کوشش کی اور جودھپور سے
جو داراشکوہ کے استقبال کے لئے بیس کوس آیا تھا اب اسنے اسسے ملنے کا ارادہ چھوڑا اور اپنے
وطن کیطرف مڑا۔ داراشکوہ کو راجہ کے وطن کیطرف مراجعت کرنے کی خبر پہنچی تو وہ
متردد ہوا رسل رسائل شروع کئے بار بار خوشامد کرکے پیغام بھیجا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔
اس سے داراشکوہ کے دل مین اور خلشین پیدا ہوئین وہ خود جودھپور سے بیس کوس پر گیا
اور یہان چند مقام کئے اور راجہ پاس دو تین چند (دوی چند) اپنے معتمد کو بھیجا جو راجہ
سے اتحاد رکھتا تھا اس نے جا کر بڑی لجاجت سے کہا کہ راجہ صاحب اپنے وعدہ کو ایفا
کیجیے اسنے جواب مین یہ عذر کیا کہ مین اپنے قول پر راسخ ہون فی الحال میرا آنا مصلحت
نہین ہے داراشکوہ اجمیر مین جاکر قیام کرے اور راجپوتون کو پیغام بھیجکر اپنے پاس بلائے
جب دو تین نامی راجپوت اس کے پاس آجائینگے تو مین بھی اس پاس آجاؤنگا۔ دوی چند
یہ جواب پاس عذر آمیز لیکر راجہ کے پاس سے آیا تو داراشکوہ اجمیر مین آیا اور دوبارہ
دوی چند کو راجہ پاس بھیجا اس نے یہان آنکر ہزارون توطیہ کلام بناکر پیام کا

دکر کیا اور راجہ پر بہت سے افسانے و افسون پڑھے مگر کچھ فائدہ نہ ہوا تحقیق ہو گیا
کہ راجہ کے سارے جواب ٹالم ٹول کرنے کے ہین یہ بات لوگون مین بھی مشہور ہو گئی تھی کہ عالمگیر
بھرا پا تدبیر راجہ کے جرائم کو عفو کر دیا ہے۔ صاحب غرض مجنون ہوتا ہی اور احتیاج
شیر مزاجون کو روباہ بناتی ہے پھر دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ کو راجہ پاس بھیجا
ہر چند اس شہزادہ نے لابہ گری والحاح و دلبری کی اور وعدے وعید کئے مگر راجہ نے
اسکو بھی دوی چند کی طرح مایوس واپس کیا اس انقلاب سے سپہر شکوہ با دیدۂ پرآب
و جگر کباب باپ پاس آیا تو دارا شکوہ نے راجہ جسونت کی امداد سے بالکل قطع امید
کی اب حیران تھا کہ اپنا چارۂ کار کیا کرون کہ اس حالت مین عالمگیر کے آنے کی خبر
مشہور ہوئی چارنا چار کارزار کو قرار دیا اور بتقاضاء وقت جنگ صف مین صرفہ
مناسب جانا اور نواحی اجمیر کے کوہستان مین مورچال بنانے کے واسطے چلا گیا اور
اپنی جگہ سے چلکر درۂ کوہ مین آیا بعض راہون کی دیوار خام بنا کر اور سنگچین کر کے
توپون کے لگانے کے لئے اور تفنگچیون کے بٹھانے کے واسطے استوار کیا اس نے جانب
یمین مصطفے خان عرف سید ابراہیم کو سپرد کی اور تین امیر و ہزار ہر قنداز اسکے ہمراہ
مقرر کئے اور بسیار کے مورچال کا اہتمام شہسوار خان اور اسکے بیٹون کو سپرد کیا۔
اور ایک جماعت ہر قندازون کی انکے ساتھ کی اور ایک طرف مورچال فیروز میوانی کو حوالہ
کیا توپ خانہ کا مصالح دیا اور سپاہیون کی جماعت ساتھ کی اور اپنے روبرو
سپہر شکوہ کو بہت سے آلات آتشبازی اور باقی توپون کے ساتھ قائم کیا خود
بیچ مین رہا سب جگہ توپین چن دین اور ایک جماعت کو مقرر کیا کہ مورچال مین مصالح
مطلوبہ پہنچا کر سزاولی کرتے رہین اور یسا نہ کرین کہ کوئی سردار ہمراہی بیکار و معطل رہے
اب پادشاہ نے موضع ریواڑی مین آنکر خیمہ لگایا یہ مقام اجمیر سے تین کوس تھا۔
اور دشمن کے مورچال سے آدھ کوس جہان سے گولہ دشمن تک جا سکتا تھا مکان
مقرر کر کے مورچال لگانے کا حکم دیا اور لشکر کو اس طرح تقسیم کیا کہ صف شکن خان

دارا شکوہ اور اورنگ زیب بادشاہی کی لڑائی۔

میر آتش کا مورچہ ہوا کہ توپخانہ کو آگے لیجا کر جا بجا خصم کے مورچالون کے مقابل لگائے
اور توپ خانے کے پیچھے شیخ میر و دلیر خان کو مورچال لگانے کا حکم دیا سب سرداروں نے
مقامات مورچال بنانے کے بجو نہر کر لئے اور توپ کے گولون کے مارنے مین دست
و بازو کھولے انمین سے ہر ایک دوسرے پر کار فرمائی کے تردد مین سبقت لیجانا چاہتا تھا
اور دوسرے کو پیش قدمی نہین کرنے دیتا تھا خصوص شیخ میر اور دلیر خان و سید نصیر الدین خان
دکھنی نے جانفشانی کرنے مین تین پہر تک تردد بہادرانہ کیا اور خواب و خور کو اپنے
اوپر حرام جانا امیر الامرا بھی بہت سعی کر کے مورچالون کے بڑھانے کے لئے
دشمنون پر ایسے حملہ کرتا تھا کہ اُن کے دل ہل جاتے تھے لیکن مخالف کے مورچال جو قلعہ
کوہ مین قلب مقام مین کمال استحکام رکھتے تھے اسلئے بادشاہی آدمیون کی کچھ
چلتی نہ تھی بلکہ داراشکوہ کے آدمی مورچال سے نکل کر اور منہ کے آگے سپر لگا کے بادشاہی
مورچال پر حملہ کرتے تھے تو آدمیون اور چارپایون کو ضائع و زخمی کرتے تھے اور پھر
پہاڑون کی پناہ مین چلے جاتے تھے انکی توپ کا گولہ جو آتا تھا خالی نہ جاتا تھا کسی کو
ہلاک کر کے خاک پر گراتا اور بادشاہ کے مورچال کے گولے سوار اسکے کہ پتھر اور دیوار سے
ٹکر ائین کوئی کام فائدہ کا نہ کرتے تھے چوتھی رات کو بادشاہ نے اپنی اخلاص کیشون
کو بلا کر تاکید و تہدید کی اور وعدہ و عید کیے اور شورش کی ترغیب دی۔ دوسرے روز
راجہ راجروپ بندا جمون نے جو کوہ نوردی اور شیر بردی مین ضرب المثل تھا اپنی
پیادون کو پہاڑی کے عقب سے اس جگہ سے روانہ کیا جہان کوہ نشینون کو
یورش کا گمان نہ تھا ان کوہ نوردون نے دامن ہمت کو کمر پر کس کر افتان و خیزان ان
مورچال آتشبازون کے مقابل یورش کی جو کوئی مرجاتا اسکو اپنے پاؤن کا زینہ بناتے
اور چڑھکے کوہ پر راجہ راجروپ کا نشان نصب کرتے خود راجہ راجروپ جو ان
جان بازون کے عقب مین تھا مستعد ہو کر اس کا منتظر تھا کہ اسکے آدمی اوپر چڑھکے
آواز دین باوجودیکہ مخالف کے ہزار جنگی آدمی نیچے مقابلہ کے لئے آگئے تھے مگر راجہ

بہادرانہ قدم بڑھائے اور گولہ و تفنگ و سنگ کے بارش مین سینہ سپر ہوئے گھوڑے سے اُتر کر حملہ آور ہوا دلیر خان نے بھی جو افغانون مین بہادری مین مشہور تھا۔ راجپوتون کی یہ بہادری دیکھ کر اوپر جانے کا قصد کیا اور توپ و تفنگ کی باڑ مین ہو کر بائین طرف سے اوپر چڑھ گیا اور بائین طرف سے شیخ میر نے پیش قدمی کی جو جنگ کے روز شجاعت و تدبیر مین بے نظیر تھا دوسری طرف سے راجہ جیسنگھ نے بہادر راجپوتون کے ساتھ بہادرانہ تردد کیا اور امیر الامرا نے توپخانہ کے آدمیون کو ساتھ لیکر جانب چپ سے اور اسد خان و سپہدار خان نے جرافغار کی طرف سے اپنے لشکر کے ساتھ سوار ہو کر ہر طرف صف بصف معرکہ آرا ہوئے گو اس یورش مین سب بہادرون نے مردانگی دکھائی مگر ابتدا مین راجہ راجروپ کے آدمیون نے پیش قدمی کی اور آخر کار مین شیخ میر و دلیر خان افغانون نے اپنی شجاعت و جلادت دکھائی انکے مقابل مین شہسوار خان و فیروز میواتی کے مورچال نے بلا فاصلہ بلا کے گولے برسائے جو اجل کے اولے بنتے تھے۔ دونو امیرون کے آدمیون مین سے ایک جمع کثیر کام مین آئی ادھر توپ غراتی تھی اُدھر پہاڑون کی گونج ہوتی تھی یہ صدا اور توپون اور بان چھوٹنے کا دھوان اس کوہ صحرا مین ایسی وحشت افزا پھیلی تھی کہ خویش و بیگانہ مین فرق کرنا دشوار ہوتا ہر طرف سے اونچے گھوڑون کی ٹاپون مین سر و تن پامال ہوئے کہ صورت و سر کا نشان باقی نہ رہتا تھا دلیر خان کے دائین ہاتھ مین ایسا تیر لگا کہ وہ تردد سے باز رہا دارا شکوہ بلندی کوہ پر کھڑا ہو کر اپنے آدمیون کو باوجود یکہ آثار ہزیمت دیکھتا تھا جنگ کی ترغیب نام و ننگ کی سرزنش سے دیتا تھا ہر چند کہ نشینون نے مورچالون کی پناہ مین اور احاطہ دیوار کے عقب سے باہر آنکر دلیری بہادرانہ کی مگر فائدہ نہ ہوا۔

شہسوار خان نے غیرت ذاتی سے اس جنگ جانستان سے نجات محال جانی اور اپنے دونو ولی نعمتون کی خدمت مین خصوصاً بادشاہ کی جناب مین خجالت دائمی سے نکلنا اپنی جان کے جانے مین دیکھا اتنی مردانہ وار کوشش کی کہ سرخروئی کے ساتھ اس دنیا سے جان رخصت ہوئی شیخ میر بھی جدال و قتال کرتا ہوا اجل کے استقبال کے لئے گیا۔

اسکے سینہ مین گولہ لگا کہ اس حال مین سید ہاشم سے کہا جو اس سے نسبت قریبہ رکھتا تھا
اور اسکے حوضہ مین پیچھے بیٹھا تھا کہ مین اب چلا میری کمر بند مین ہاتھ ڈال کر اتنی دیر نگاہ رکھ
کہ مین شادیانہ فتح کی آواز سُن لون جو ابھی ہونے والی ہے ظفر کے آثار ظاہر ہین ایسا نہ ہو
کہ میرے رفیق و ہمراہی میری حال سے مطلع ہو کر کارزار سے دست کشی کرین اور اور دشمنون کے
آدمی اطلاع پاکر دلیرانہ پیش قدمی کرین - انسان کو بھی کس مرتبہ پر دنیا اور اولاد سے
دلبستگی ہے کہ ایسے حال مین کہ کلمہ پڑھتا اور خدا کا خیال کرنا چاہیئے تھا شیخ کو اپنی اولاد کی
ترقی کا اور نمک کے پاس کا خیال تھا شیخ میر کی اس عقیدت و ارادت کے سبب بادشاہ
مردم خواف پر نہایت مہربان ہوا اور انکی ترقی ایسی کی کہ پہلے کسی بادشاہ کے عہد مین
نہین ہوئی تھی - فی الحقیقت خراسان کے اور آدمیون کے نسبت مردم خواف ظاہر مین اکھڑ
اور بے رو اور درشت ہین لیکن اکثر کا مون مین ہین است بازو اور آقا کے حق نمک کے پاس مین
سب سے زیادہ ثابت قدم ہوتے ہین دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی طالع سے شہسوار جان
کی جان گئی اور اُسکی جان کا جانا میری لشکر کے علم کے سرنگون ہونے کا سبب ہوا اور بادشاہی
لشکر سر پر چڑھ آیا تو وہ اپنے بیٹے سپہر شکوہ فیروز میوانی اور بعض اور خدمہ حرم کو لیکر
اندھیری رات کے پہلے پہرہ مین اس ناامیدی اور غم والم کے ساتھ کہ خدا کسی شاہ
گدا کو نہ دکھائے فرار ہوا - عمدہ مردم مین سے سوا دو نامبردہ کے کسی کو توفیق اُس کی
ہمراہی کی نہ ہوئی کچھ جواہر و اشرفی و مخمل خاص و بیٹی و چند خواص ساتھ لیکر احمد آباد کی طرف
متوجہ ہوا خزانہ اور اسباب انتخابی مالیت دار اور بہت سی خدمہ محل کو بارہ ہاتھیون
اور خچرون و اونٹون پر بار کرایا مگر ساتھ نہ لے جا سکا اپنے قدیم و جدید آدمیون کے
اعتبار پر انکو سپرد کیا - چند خواجہ سرا معتمد انکے ساتھ گئے اور ایک ہزار برقنداز بیادے جو
سب کے سب نمک حرام تھے انکی ہمراہ کئے اور تاکید کی کہ پیچھے سے جلدی آئین یہ سب لٹ
لیا گئے اسکا حال آگے بیان ہوگا - القصہ لشکر ہزیمت خوردہ مین اکثر آدمیون کے مال
و عیال بھیر مین تھے وہ وہان دوڑے گئے - ایک جماعت اپنے مال و عیال کے تاراج

ہونے کے غم میں اور عرض و ناموس کے برباد جانے کے الم میں بیٹھے بعض زخم کاری کے پہنچنے سے اور
اسباب و سامان کے لٹ جانے سے اور اپنے آدمیوں کے بھاگ جانے سے کوہ و درہ میں
حیران و سرگردان آہ و نالہ کے ہمدم ہوئے۔ داراشکوہ کا کل اردو اور اسکے تمام کارخانجات
مع ہمراہیوں کے لٹ گئے اس اندھیری رات میں اور یاروت کے دھنوئی سے بھری ہوئی
درہ میں کہ دو تین گھنٹہ تک یہ خبر تحقیق نہیں ہوئی کہ داراشکوہ بھاگ گیا۔ دونوطرف بعض
مورچال میں جنگ قائم رہی۔ اسد خان و ہوشدار خان مع بعض امرا کے اپنی جگہ میں
دارو گیر میں گرم رہ کر بر قندازی کرتے رہے جب تک کہ انکو دشمن کے فرار اور مورچال کے
خالی ہونے کی واقعی اطلاع ہوئی داراشکوہ کے ہمراہی عسکر خان و سید ابراہیم و
ایک اور جماعت داراشکوہ کے چلے جانے سے واقف نہ ہوئی پھر رات گئے تک حرکت
مذبوحی کرتے رہے محمد شریف مخاطب قلیچ خان کہ داراشکوہ کا میر بخشی تھا اُس کے
پیٹ میں تیر لگا جسسے وہ دوسرے روز مر گیا۔ سیادت خان پسر شہنواز خان کے
گولیوں کے تین چار زخم لگے تھے عسکر خان و سید ابراہیم اور داراشکوہ کے ہمراہیوں
کی ایک جماعت جنکا بدن زخمی اور دل پر خون تھا اور سوا رخت بدن کے سارا اسباب
محتاج تاراج ہو گیا تھا صف شکن خان کے وسیلہ سے شرف اندوز ملازمت ہوئے
اور مورد عنایات۔

کارزار دیدہ و تجربہ کار منصف پیشوں پر ظاہر ہے کہ نہنگان دریای غیرت اور
شیران بیشۂ شجاعت سے جنمیں سے ہر ایک وزرزم میں رستم ہو چار جنگ کرنا اور ایسے
حادثات کے انقلاب سے کہ زبان خامہ پر جاری ہوں اپنی جگہ سے نہ ہلنا اور ثبات
قدم کو ہاتھ سے نہ دینا اور غنیم دژم غالب آمدہ کو روبرو سے ہٹا دینا تائید و
فضل الٰہی و مدد طالع عالمگیر کے سوا کسی اور بات پر حمل نہیں کر سکتے۔ عالمگیر نے فتح
کی خبر سنکر خدا کا شکر کیا اور شہنواز خان و شیخ میر کے مرنے پر زیادہ افسوس کیا
اور فرمایا کہ دونو کو حضرت خواجہ معین الدین کے روضہ میں مدفون کرین۔ خود

اس مزار کی زیارت کرکے اور خدام کو روپیہ دی کر کوچ کیا اور تالاب ناساگر کے
کنارہ پر آیا تین چار روز مقام کا حکم دیا راجہ جیسنگھ کو ایک لاکھ روپیہ اور بہادر خان کو
تیس ہزار روپیہ عنایت کیا اور انکے ساتھ ایک جماعت کارزار دیدہ سپاہیون کی داراشکوہ
کے دوبارہ تعاقب کرنے کے لئے مقرر کی اور خلعت دیکر رخصت کیا راجہ جسونت سنگھ اپنی
تقصیرون کے خجالت کے مارے بادشاہ کے روبرو نہین آتا تھا۔ راجہ جیسنگھ کے کہنے سے بادشاہ نے سرپیچ
فرمان عطوفت نشان تسلی و خطا بخشی و صوبہ داری احمد آباد کا اور منصب ہفت ہزاری
ہفت ہزار سوار کی بحالی کا مع خلعت کے عطا کیا۔ شہنواز خان کی اہلیہ ورس بیگم پر اور اسکے
فرزندون پر اسکی خدمات سابق پر نظر کرکے بہت سی عنایتین کین۔ امیر خان برادر شیخ میر
کا خلعت ماتمی اُتروایا اور اضافہ نمایان کیا۔ داراشکوہ کے اموال مین سے سو خیل اور اوکا خانجات
ضبط سرکار ہوئے امرار اجمیر مین جس جماعت کو داراشکوہ نے بادشاہ کی ہواخواہی کے گمان مین
قید کیا تھا انکو رہائی ہوئی اور مورد عنایات ہوئے۔ تربیت خان جو داراشکوہ کے خوف
کے مارے اجمیر سے بھاگ کر بادشاہ کے پاس چلا آیا باوجود اس تقصیر کے اسکو جمبر کی صوبداری
پر پھر مقرر کیا۔ ۱۴ رجب کو بادشاہ پیادہ پا خواجہ معین الدین کی درگاہ مین زیارت کو گیا اور
پھر اپنے دارالخلافہ کی طرف چلا۔ ان دنون مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ شاہزادہ
محمد سلطان جب مرزا شجاع کے قریب گیا تو وہ خوف کے مارے منگیر سے بھاگ کر
جہانگیر نگر کو چلا گیا اور معظم خان نے مونگیر مین داخل ہوکر اس مژدہ کے شادیانے بجوانے
کا حکم دیا۔ سلخ ماہ رجب ۱۰۶۹ھ کو بادشاہ دارالخلافہ مین داخل ہوا۔

بادشاہ نے اپنے جلوس کا اصل جشن اس دن پر موقوف رکھا تھا کہ مخالفون اور ملک کے
بدبختون کی بیخ کنی ہوجاے ان ایام مین ۱۲ رمضان ۱۰۶۹ھ کو وہ دن آیا۔ جو
فتح اوّل کی تاریخ جلوس کا سال دوم تھا بادشاہ نے حکم دیا کہ ہواخواہان دولت
پر ابواب عیش و عشرت وا ہون اور دولت خانہ کے اطراف کے حجرے و در و دیوار
دیوان عام سے باہر دروازہ نقارخانہ کے اندر اقسام فرش و را قمشہ طلا باف و کلابتون دوز

آرایش پائین اس قدر ولایت و احمد آباد کا زر بفت صرف ہوا کہ بہت ملکون کے تاجرون کو اسسے نفع ہوا اور رامشگران طناز ہزارون عشوہ و ناز کے ساتھ محفل آراستہ ہوئی اور انہون نے اصول گوناگون سے قصہ سرود کا ایک ہنگامہ پرجوش و خروش گرم کیا۔ بادشاہ تخت مرصع پر بیٹھا منبر پر اسم ولقب ابوالمظفر محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی کا ذکر ہوا عہد سابق مین روپیہ اشرفی کے ایک طرف کلمہ طیبہ اور خلفاء راشدین کے اسم سے مزین ہوتی تھی۔ ہر کس و ناکس کے ہاتھون مین اور پاؤن تلے یہ سکے آتے تھے اور ناپاک مقامون مین جاتے تھے بادشاہ کے نزدیک یہ بے ادبی نامناسب تھی اسلئے بادشاہ نے اسکو بدل کر اشرفی کے لئے یہ سکہ تجویز کیا۔

سکہ زد در جہان چو بدر منیر ✤ شاہ اورنگ زیب عالمگیر۔

اور روپیہ کے لئے یہ سکہ مقرر کیا۔

از سکۂ اقبال شہ مہر نظیر ✤ سیم و درم ستارہ شد نقش پذیر
از سکۂ او غلغلہ در چرخ اوفتاد ✤ گر دید زر از سکۂ او عالمگیر

چونکہ دو نو دفعہ تاریخ فتح روز یکشنبہ کو ہوئی تھی اسلئے ہر ہفتہ مین جشن کا روز یہ دن مقرر ہوا اس جشن مین جو کل انعام دیا گیا اسکی تفصیل طول عمل ہے اسلئے چند خاص آسامیون کا انعام لکھا جاتا ہے سوا اس روپیہ کے جو ارباب استحقاق کو دیا گیا پانچ لاکھ روپیہ بادشاہ بیگم کو اور چار لاکھ روپیہ زیب النسا بیگم کو اور ایک لاکھ ساٹھ ہزار روپیہ بدر النسا بیگم کو اور ڈیڑھ لاکھ روپیہ زبدۃ النسا بیگم کو عطا فرمایا اور دو لاکھ روپیہ شاہزادہ محمد اعظم کو جو حاضر تھا دیا اور منصب دہ ہزاری پنجہزار سوار اور اسکے لوازم اور بادشاہزادہ محمد سلطان کو جو شجاع کے تعاقب مین گیا تھا تین لاکھ روپیہ مع جواہر اور فیل اور دو لاکھ روپیہ بادشاہزادہ محمد معظم کو اور ایک لاکھ روپیہ شاہزادہ اکبر کو دیا جو دکن مین تھا امیر الامراء فاضل خان خانسامان کو اور سعد اللہ خان کے پیش آوردون اور راجہ رگناتھ کو خلعت و خطاب منصب اور جواہر عنایت ہوے تیس ہزار آدمیون اور عمدہ رہ شناسون کو خلعت دیا اور

اضافہ کیا ڈھائی مہینہ تک جشن رہا۔ ہر شب کو روشنی رہتی آتشبازی چھوٹتی اُن مین لوگ اپنی صنعتین دکھاتے طرح طرح کے فانوس و چراغ بناتے اقسام کے گل بُری و چمن و طاق بندی نمایان کرتے اور قلعہ کے نیچے دریا کے اوپر کشتیان اقسام آرایش و روشنی سے بھری ہوئی اور انپر نقارہ بجتا ہوا تماشائیون کو تماشا دکھاتین۔ ملاشاہ نے جو کشمیر کے مشہور شہر نشینون مین تھا اور داراشکوہ اسکا مرید تھا اُسنے یہ تاریخ جلوس نظم مین کہی جسمین تصوف کا انداز ہے اور مرید کامل کی ابطال ارادت کی طرف اشارہ ہے۔

ابیات

صحن دل من چون گل خورشید شگفت	کہ مدحق و غبار باطل بر رفت
تاریخ جلوس شاہ حق آگہ را	ظل الحق گفت الحق این را حق گفت

جلال الدین محمد اکبر شاہ کے عہد سے دفتر و جلوس کے سال و ماہ کے حساب کی بنا غرہ فروردی پر رکھی گئی تھی اس تاریخ مین آفتاب برج حمل مین داخل ہوتا ہے۔ بہار کا موسم ہوتا ہے۔ اس بادشاہ کے جلوس کی تاریخ بھی اس تاریخ کے قریب تھی تو اُسنے سارا حساب فروردی سے لیکر اسفندار کے مہینون تک مقرر کیا تھا اور مہینون کا نام ماہ الٰہی رکھا تھا چونکہ یہ طریقہ آتش پرست بادشاہون اور مجوسیون کے دستور کے مشابہ تھا اسلئے بادشاہ نے شریعت کا پاس کرکے جلوس و جشن اور دفتر کے حسابون کی لئے سال و ماہ قمری عربی کا حساب مقرر کیا اور حکم دیا کہ سال شمسی پر عربی سال و ماہ مقدم ہون اور جشن نوروز بالکل موقوف ہو۔

سب جانتے ہین کہ قمری سال و ماہ کے حساب کھنے سے پہلے حسابون مین کیا کیا دقتین پیش آتی ہین فصول اربعہ گرما و زمستان و برشگال ہندوستان کی فصل خریف و ربیع اور غلہ و میوہ کا پختہ ہونا تنخواہ جاگیر و نقدی منصبداران پر سال و ماہ شمسی سے دریافت ہوسکتی ہین اور ماہ عربی سے انکا دریافت ہونا محال ہے۔ ہمیشہ مہینون مین قمری ماہ بدلتے رہتے ہین لیکن اس دیندار بادشاہ نے کچھ حساب کی آسانی پر خیال نہین کیا

آہسال کا حساب عربی اور نوروز کے جشن کا موقوف ہونا۔

فقط آتش پرستون و مجوسیون کی مشابہت کے سبب سے نوروز کے جشن کو موقوف کیا
اور جلوس ثانی کی تاریخ غرہ رمضان مقرر کرکے اسنے جلوس کا نیا سال مقرر
کیا اور جشن نوروز کی جگہ جشن عید الفطر مقرر کیا اس طرح جلوس کے سال مقرر کرنے سے
اسکی سلطنت کے سال لسبال وقائع کی تاریخ مین ایک دقت پیدا ہوئی اسکی سلطنت
کا سال اول غرہ جمادی الاولی ۱۰۶۸ھ سے غرہ رمضان ۱۰۶۹ھ تک شمار ہوتا تھا
وہ اول تاریخ مین دولت آباد سے چلا تھا اور رمضان مین اسکا جلوس دوم ہوا تھا
ایک سال چار ماہ و چوبیس روز کو سال اول مین شمار کرلیا اور باقی جلوس کے سالون کا حساب
غرہ رمضان سے شروع کردیا اگرچہ اسپر بکاروں نے حساب کے وقت کا اعتراض کیا
اور کہا کہ فروری مین بہار کا موسم ہوتا ہے اور رمضان مین موسم ہمیشہ بدلتا رہتا
ہے جشن کی بہار موسم بہار مین اچھی معلوم ہوتی ہے مگر بادشاہ نے اُن کے کہنے پر
کان نہ لگایا۔

دارا شکوہ کا احوال

دارا شکوہ کا احوال پُر ملال یہ ہے کہ درہ کوہ اجمیر مین شکست پانے کے بعد (جسکا
حال پہلے لکھا گیا ہے) دارا شکوہ نے اپنے بیٹے سپہر شکوہ بیوی و بیٹی اور کچھ جواہر
و اشرفی و چند آشامی خدمہ محل کو اپنے ساتھ لیا اور احمد آباد کی راہ لی اور
بارہ ہاتھیون پر باقی خزانہ و اسباب و سرانجام ضروری لادا اور کچھ خادمہ
عورتون کو سوار کیا اور انکو کچھ پرانے کچھ نئے نوکرون کو سپرد کیا چند معتمد خواجہ
سرا انکے ناظر و رفیق مقرر کئے کہ وہ جلد پیچھے اس اسباب کے لائین وہ چار پانچ کوس راہ
چلے ہونگے کہ سب نوکرون نے اس مال پر بیداد اور غارت کا ہاتھ دراز کیا۔
آپس مین خوب دست و گریبان ہوئے اور جسکے ہاتھ جو چیز پڑی وہ لے اڑا ہاتھیون
کے اوپر سے مال کے بار اتار لئے عورتون کو اونٹون کے کجاوے سے اتارا اور
انکا سارا زیور چھینا اور انکو ہاتھیون پر بٹھایا اور صحرا مین آوارہ کیا اور ہاتھیون
سے اتارا ہوا مال ان اونٹون پر لادا پھر اشتر بابار اور استر سبک رفتار

نقد و جنس بھرے ہوئے اپنی ساتھ لے گئے۔ زیادہ یہ مال راجپوتون کے ہاتھ لگا وہ
اجمیر کی نواحی کے رہنے والے تھے خواجہ سرا لیٹرون کو منع نہین کر سکے بادشاہ کے
لشکر کے خوف کے مارے عورتون کی ہاتھیون کی سواریون کو دارا شکوہ کے پاس جانے
کو اپنی آبرو کا اور آقا کی ناموس کا سرمایہ سمجھے اس مصیبتی رات مین بڑی ہراس
کے ساتھ دارا شکوہ کے پیچھے دشت پیما ہوئے متصل راہ چل کر اکیاسات دن کے بعد
دارا شکوہ سے جا ملے اور دارا شکوہ ہی سرگردانی مین سرگشتہ ہو کر کمال حیران و پریشان
و بے سروسامان دشت و صحرا مین آوارہ آٹھ روز کے بعد نواحی احمد آباد مین آیا
احمد آباد کے متصدیون کو عالمگیر کی فتح اور دارا شکوہ کی شکست و فرار کی خبر
ہو گئی تھی احمد آباد مین سید احمد بخاری کو دارا شکوہ نے اپنا نائب مقرر کیا تھا اس نے
اور متصدیون کے ساتھ رفاقت نہین کی تو اور متصدیون نے عاقبت بینی سے
متفق ہو کر یہ شہرت دی کہ سید احمد کے گھر مشورت کرنے جاتے ہین اس بہانہ سے
انہون نے اسکے گھر پر جا کر اسکو مقید کر لیا اور ایسا اتفاق بے نفاق کیا کہ شہر کا
سارا بندوبست کر لیا اور عالمگیر کی سلطنت کا نقارہ بلند آوازہ کیا اور دارا شکوہ
کو شہر مین نہ داخل ہونے دیا اسکی ممانعت اور مدافعت کے لئے درپے ہوئے جب
دارا شکوہ نے دیکھا کہ برگشتگی ایام سب جگہ میرے استقبال کے لئے پیش قدمی
کرتی ہے تو اس نے شہر کی طمع نہین کی وہ احمد آباد سے دو کروہ پر پرگنہ کری مین
گیا اور کانجی کولی سے ملا جو اس ضلع مین سرکشون اور رہزنون مین بڑا مشہور
تھا اور اس سے اعانت کی استدعا کی ؎

آنکہ شیران را کند روبہ مزاج احتیاج است احتیاج

کانجی دارا شکوہ کا رفیق بنا اور گجرات کی سرحد سے اسکو نکال کر ملک کچھ مین پہنچا دیا
اس ضمن مین گل محمد جو دارا شکوہ کا نوکر تھا اور اسکی طرف سے سورت اور بھروچ
مین حاکم تھا پچاس سوار اور دو سو پیادے لیکر اس پاس آیا دارا شکوہ پہلی دفعہ

جو احمد آباد مین آیا تھا اُسکی بڑی ضیافت اور خدمت گاری کی تھی اور اپنی بہبودکار کے لئے اپنی بیٹی کو بھر شکوہ سے بیاہنے کے لئے پیش کیا تھا دارا شکوہ اس پاس پھر مدد اور رفاقت کی امید مین آیا تھا اس مصیبت کے سفر مین اصلا اُسکے احوال پر ملا جی وہ متوجہ نہ ہوا بلکہ محض ناآشنا بن کر کمال بے روئی سے پیش آیا ملاقات تک نہ کی

ابیات

بوقتے کہ دولت ورا یار بود ٭	زرہ پیش ترش نمدمے نمود
بوقتے کہ بختش نہ شد دستگیر ٭	نہ کردہ خدنگش گذر از حریر

دو مین روز تک دارا شکوہ نے اس زمیندار کے مستمال کرنے مین بیہودہ کوشش کی مگر آخر کار جل بھن کر بھکر کی راہ لی جب سند کے کنارہ پر پہنچا فیروز میواتی دارا شکوہ کی بدا قبالی کے دنون مین بھی آجکے دن تک رفیق تھا اسکو برگشتہ بخت دیکھ کر فرار اختیار کیا اور دار الخلافہ کو چلا گیا جب دارا شکوہ جادیون (جادخان کا خاندان) کی ولایت مین آیا تو اس دیار کے حکمرانشین اس کے سدا ہوے اور اسکے دستگیر کرنے پر تیار ہوے سیاہ کچھ ساتھ تھی جنگ و کوشش سے اُنکے ہاتھ سے نجات پائی بنگشون کی ولایت مین گیا مرزا بنگشی نے جو اس قوم کا سرگروہ تھا استقبال کیا اور اُسکو اعزاز کے ساتھ اپنے گھر لے گیا اور ضیافت کی۔ ایران جانے کے بہتونی کرکے درخواست کی کہ مین آپکے ساتھ بدرقہ راہ تیار کردونگا آپ یہان سے قندھار کہ بارہ منزل ہے تشریف لے جائین اس باب مین اُس نے بہت مبالغہ کیا اور ترغیب دی لیکن دارا شکوہ کو تو یہ بو لگی ہوئی تھی کہ جلدی سے تخت و تاج کو حاصل کرکے ملک و مال پر متصرف ہون اسلئے مرزا بنگشی کی بات کو نہ مانا اب اُس نے ملک جیون زمیندار دھاندر کے تعلقہ مین جانے کا ارادہ کیا وہ دارا شکوہ کا مرہون احسان تھا اور بندگی و اخلاص خاص کا ادعا کرتا تھا اور نامہ پیام بھیجتا رہتا تھا مصرعہ صید را چون اجل آید سوی صیاد رود ٭ اس زمیندار کے وطن کی حد مین پہنچا تو ملک جیون نکل کر اجل کی طرح استقبال کو گیا اس میزبان مہمان کش حق ناشناس نے اسکو اپنے گھر مین اُتارا اور مہمانداری مین کمر بستہ ہوا۔ یہ اتفاقات سے ہے کہ ان ہی دنون مین

روز مین دارا شکوہ کی زوجہ نادرہ بیگم دختر پرویز مر گئی جو مرض اسہال مین مبتلا تھی ان میان بیوی مین کمال محبت تھی۔ خاوند کی مصیبت کے غم و رنج مین گھل گھل کر وہ مری تھی خاوند کو غم پر غم و رالم پر الم ہوا بیوی نے وصیت کی تھی کہ میری نعش ہندوستان کو بھیجنا اس لئے دارا شکوہ نے اسکو لاہور مین اپنے مرشد میان میر کے مقبرہ مین دفن ہونے کے لئے بھیجا غلطی یہ کی کہ گل محمد کو جو اس ہیکسی مین رفیق شفیق ایک سپاہی کار آمد با اخلاص تھا اور جدا ہونے پر راضی نہین ہوتا تھا ستر آدمیون کے ہمراہ تابوت کے ساتھ بھیجا اور خواجہ معقول کو بھی جسکی رفاقت اس حال مین غنیمت تھی لاہور روانہ کیا خود چند خدمت گارون اور ناکارہ خواجہ سرایون کے ساتھ رہ گیا ماتم کے بعد مصلحت جانا کہ صبح کو ملک جیون کو بدرقہ راہ بنا کے اور اپنی نقد و جنس کو ساتھ لے کر ایران کے ارادہ سے قندھار کو مرحلہ پیما ہو

ملک جیون بحسب ظاہر ایران تک رفاقت کرنے کے لئے مستعد ہوا تھا لیکن اُس نے اپنی ترقی احوال کے لئے حق نمک و احسان کا کچھ خیال نہین کیا اس کی دستگیری کی فکر و تدبیر مین ہوا۔ مہمان کی رفاقت مین چند کوس چلا پھر اپنے بھائی کو طرار راہ زن جماعت کے ساتھ دارا شکوہ کی خدمت مین چھوڑا اور خود یہ عذر بنا کے چلتا بنا کہ ایران کے سفر ضروری کا سرانجام کر کے دو تین منزل پیچھے لگا آؤنگا اسکے بھائی نے اپنی ہمراہ کی فوج لی اور بیخبر دارا شکوہ کے سر پر جا چڑھا اور اُسکو ہاتھ پاؤن ہلانے کی فرصت نہ دی کہ دستگیر کر لیا اُسکو اور سپہر شکوہ اور اُسکے ہمراہیون کو اس بھلے مانس میزبان نے پابند کر کے ایک مقرری مکان مین انکو محفوظ رکھا۔ اجمیر مین مرزا راجہ جیسنگھ و بہادر خان کو کہ دارا شکوہ کے تعاقب کے لئے مامور ہوئے تھے انکو ملک جیون نے اپنی اس خدمتی کی اطلاع دی اور قراقر خان فوجدار بھکر کو بھی ایک اپنے حسن عمل کا خط لکھا اور ایک قاصد باد پا کے ہاتھ اس پاس بھیجا قراقر خان نے اسی وقت حضور مین اپنی عرضداشت کے ساتھ ملک جیون کا خط شتر سوار کے ہاتھ بھیجا جب بادشاہ کو اس کی اطلاع ہوئی تو اُس نے اپنے مخبرون کو اطلاع دی اور خبر ثانی پہنچنے تک اسکے اخفا مین کوشش کی عالمگیر ایسا غنیم تھا کہ اس

خبر سنے چہرہ پر نہ زبان پر کسی خوشی کا اظہار کیا اور نہ شادیانہ بجوایا پھر بہادر خان
کی عرضداشت آئی کہ جمعین اُس نے ملک جیون کی سعی سے داراشکوہ کے دستگیر ہونے کی
مبارکباد دی اور لکھا کہ داراشکوہ کو ساتھ لے کر آتا ہون جب یہ عرضداشت بادشاہ
کی نظر سے گذری تو اُس نے اواخر ماہ شوال مین شادیانہ بجانے کے لئے اشارہ کیا۔
کوچ اس نوید کی اطلاع ہوئی اور اپنے جشن جلوس کے ایام عید الفطر تک بڑھائے جب یہ
خبر منتشر ہوئی تو ملک جیون کو ایک عالم نے گالیان دینی شروع کین ملک جیون کے لئے
بادشاہی خلعت اور فرمان منصب ہزاری دو صد سوار کا بہادر خان پاس بھیجا۔
بہادر خان وسط ماہ ذی الحجہ مین داراشکوہ اور سپہر شکوہ کو حضور مین لایا حکم ہوا کہ پدر پسر
کو اسی طرح سلسل کھلی حوضہ فیل پر بٹھا کر دار الخلافہ کے لاہوری دروازہ سے داخل کرین اور
ساری خلق کے روبرو چاندنی چوک اور بازار سعد اللہ خان اور ارک مین تشہیر کر کے
پرانی دلی مین خضر آباد مین لے جائین اور عمارت خواص پورہ مین مقید کرین بہادر خان نے
یہان انکو پہنچایا اور حضور کی ملازمت مین آیا اور مورد عنایت بے پایان ہوا ملک جیون
کو بختیار خان کا خطاب ملا تھا دوسرے روز جب شہر مین وہ داخل ہوا اور بازارون
مین گذرا تو اوباش آدمی اور داراشکوہ کے ہواخواہ ہر کوچہ و بازار کے اہل فرقہ و پیشہ
اور ہر قوم کے تماشائی ایک دوسری کی تقلید کر کے جمع ہوئے۔ بختیار خان اور اوسکے
ہمراہیون کو گالیان دیتے تھے اینٹ پتھر اور کوڑا کرکٹ نجاست آلود ایسا اس پر
پھینکے کہ کئی آدمی مجروح ہو کر ہلاک ہوئے اور بہت زخمی ہوئے۔ بختیار خان سر پر سپر
لگا کے اس بلا سے بچکر بادشاہ کی خدمت مین آیا کہتے ہین کہ اُسدن اگر کوتوال شہر
اپنے آدمیون کے ساتھ شہر کے آشوب کے رفع کرنے مین کوشش نہ کرتا تو شہر مین بڑا بلوہ
ہوتا اور ملک جیون کے ہمراہیون مین ایک جان سلامت نہ لے جاتا افغانون کے
سر پر کوٹھون سے عورتون نے اس قدر خاک دھول اور بول و نجاست سے بھرے
ہوئے کلھڑے پھینکے کہ تماشائیون کو اذیت ہوئی دوسرے روز کوتوال نے

مے تحقیق کیا کہ اس فساد کا بانی ہیبت نام احدی تھا اسلئے اس جرأت مین تقدیمی کی تھی وہ
سارے شہر کا مادہ فساد اور آشوب تھا علماء زمان کے فتوی سے اول ہیبت کو قتل کیا۔
دوسرے روز کہ آخر ذی الحجہ تھا حکم دیا کہ داراشکوہ نے دائرہ شرع سے قدم باہر رکھا تھا
متصوف کو بدنام کیا تھا الحاد و کفر پر نوبت پہنچائی تھی اسلئے اسکو دیوانہ کرکے اسکی نعش کو حوضہ فیل پر
ڈال کر دوبارہ چوکون کے بازارون کے راستون مین لیجاکر سارے تماشائی اسکے حال و
قال کا ریر گریان تھے پھر اُسکو مقبرہ ہمایون مین مدفون کیا اور سپہر شکوہ کے لئے بادشاہ نے
حکم دیا کہ قلعہ گوالیار بھیجا جاے اور وہان مقید رہے۔ اصل حال تو یہ ہے جو لکھا گیا۔ اب آگے
یہ جھوٹی کہانیان بنائی گئی ہین کہ اب داراشکوہ نے اس عالم مین بادشاہ بھائی کو خط لکھا
جسکا ترجمہ یہ ہے کہ برادر من بادشاہ من سلامت سلطنت تمہین اور تمہاری اولاد کو
مبارک ہو۔ مجھے اسکی ہوس نہین رہی فقط ایک گوشۂ عافیت اور ایک لونڈی خدمتگاری کی
لئے چاہتا ہون کہ کچھ کھا پی لیا کرون اور تمہارے لئے دعا کیا کرون۔ اس عجز نامہ کا کیا خوبصورت
جواب بھائی نے دیا ہے کہ علماء کو بلایا اُنکے روبرو اسکی چند کتابین پیش کین جو مقامات صوفیہ
اور تحقیقات کلمات محققین ہنود کے باب مین تصنیف و تالیف کی تھین اور پوچھا کہ جس مسلمان کا
یہ اعتقاد ہو اُسکے لئے شرع کیا حکم دیتی ہے علماء نے کہا کہ ان کتابون کے مضامین شرع کے
خلاف ہین جس مسلمان کا یہ اعتقاد ہو وہ ملحد ہے اور اُسکا قتل واجب ہی یہ حجت شرعی قائم
کرکے مصرعہ اگر خون بفتوی بریزی رواست + بظاہر نہایتا فسردگی سے قتل کا
فتوی جاری کیا معلوم ہوا کہ اس مظلوم کا قتل کرنا کوئی قبول نہین کریگا اسلئے ایک سنگدل کو
جو داراشکوہ سے ذاتی دشمنی رکھتا تھا انتخاب کیا اور اسکے ساتھ چند ظالمون کو قید خانہ مین بھیجا
دونو باپ بیٹے اس قید خانے مین مسور کی دال پکا رہے تھے وہ اکثر اُسی دال کو زہر کے اندیشہ
سے کھایا کرتے تھے جسوقت یہ قاتل سامنے آیا داراشکوہ نے جان لیا کہ اجل کے فرشتے آن پہنچے
اُسوقت مین بھی خون تیموری نے اپنا رنگ دکھایا کہ ایک چھوٹی سی چھری لیکر وہ دشمنون کے مقابلہ
مین آیا جب تک بہت سے ظالم اُسپر آخر نہ ٹوٹ پڑے وہ نہ گرا آخر خمون سے چور ہوکر

مارا گیا۔ پھر اس مردہ کی زندہ کی طرح کوچہ و بازار مین تشہیر ہوئی اسکا سر خون سے پاک صاف
ہوکر طشت مین بادشاہ کے روبرو رکھا گیا۔ جب چھوٹے بھائی نے پہچان لیا کہ بڑے بھائی کا
سر ہے تو زار زار رونے لگا اور بہت سخا اور کلمے کہہ کر فرمایا کہ ہمایون کے مقبرہ مین اسی
دفن کرین۔ اس چھوٹی کہانی کا بڑا حصہ ڈاکٹر نیرضیاء سیاحت نامہ سے انگریزی کتابون مین
لکھا جاتا ہے وہی ہتھیار لگاکے دو چار خدمتگارون کے ساتھ چاندنی چوک مین آکر شکوہ
کا تماشا بنا تھا دوسرے سال ہر طرف خصوصاً شمال و مشرق مین لشکر کشی ہو رہی تھی اور
بعض جا بارش کی کمی ہوئی تھی اسلئے غلہ مہنگا ہو گیا تھا اور ملک کے احوال مین اختلال آگیا تھا
بادشاہ نے خلق اللہ کی رفاہیت حال پر نظر کی اور شکستہ احوال رعایا پر رحم فرماکر راہداری
کی معافی کا حکم جاری کیا یہ راہداری ہر سہ گذر و سرحد و معبر پر لی جاتی تھی اور اس
آمدنی کا بہت روپیہ حاصل کا خزانہ مین داخل ہوتا تھا۔ پاندری (جسکو تہ بازاری کہتے
ہین) جو ہر ایک سال و ماہ مین تمام ممالک محروسہ مین ان مینون اور مکانون کے کرایہ
مین لی جاتی تھی جنمین صنعت گر اور کاسب قصاب و کلال و سبزی فروش سے لے کر بزاز
و جوہری و صراف تک بیٹھتے تھے۔ سر رستہ اور بازار کی ہر گل زمین پر دکان بناکر خرید و
فروخت کرتے تھے اور سرکار مین بدستور معمول کچھ دیتے تھے اور یہ آمدنی لاکھون روپیہ
زیادہ خزانہ شاہی مین داخل ہوتی تھی اور امور ابواب مشروع و نامشروع مثل سرشماری
و برشماری و برگدی و چرائی بنجارہ اور حاصل ایام بازار عرس و جاترہ ہنود (ہندو)
اپنے معبد خانون مین دور و نزدیک کے پرگنون سے ہر سال ایک بار کتنے ایکلاکھ فراہم
ہوکر اجناس کی خرید و فروخت کرتے تھے) مسکرات و قمارخانہ و خرابات خانہ و جرمانہ و
شکرانہ اور چوتھائی حصہ جداء قرض کا جو حکام کی اعانت سے قرض خواہون کو وصول
ہوتا وغیرہ وغیرہ قریب اسی ابواب کے جنکی آمدنی کا کروڑون روپیہ خزانہ سرکار مین داخل
ہوتا تھا ان سب کو قلمرو ہندوستان سے معاف کرایا اور سوا اسکے عشور جنس غلہ کے تیس لاکھ
روپیہ از روے دفتر دیوانی کے محصول شرعی ہوتا تھا گرانی غلہ کے سبب سے معاف کیا۔

کل ممالک محروسہ مین خلوار اجناس کے باج کا بخشنا اور خاص اپنی راہداری کا موقوف کرنا۔

اور اس حکم کے اجرائے کے واسطے جابجا صوبجات مین احکام گزر برداروں اور احدیون کے
ہاتھ روانہ فرمائے مگر نفس الامر یہ ہے کہ اگرچہ پادشاہ رعیت پرور نے ابواب مذکور
معافی کا حکم جاری کر دیا اور یہ احکام بہ تہدید صادر کیے لیکن انکی تعمیل سب جگہ پوری ہوئی
یا ندری کا محصول زیادہ تر مشہور پائے تخت و حاکم نشین شہرون (اکبرآباد - دہلی - لاہور -
برہان پور) مین لیا جاتا تھا وہان تو اس حکم کی پوری تعمیل ہوئی - باقی ابواب کی ہرچند ممانعت
پادشاہ نے کی لیکن دست فوجدارون اور جاگیردارون نے دوسرے اس مال ستانی سے اپنا
ہاتھ نہین روکا - اول عالمگیر کے عہد مین تمام ممالک محروسہ مین جاگیردارون اور فوجدارون
اور زمینداران جاگیر کے دل مین سیاست کا ترس اور واہمہ نہین رہا تھا - ہر ابواب مذکورہ
جو ممنوع ہوئے تھے وہ چاہیئے تھا کہ سررشتہ دیوانی سے ارباب طلب کی تنخواہ کے وقت
عمل حشو و منہائی پروانہ جاگیر تنخواہ مین ہوتا وہ کیا تھا پادشاہ کی مرضی کے خلاف کیا تغافل عدم
غور کے سبب سے یا اہل دیوان کی کفایت اندیشی کی وجہ سے عمل مین نہین آیا - جاگیرداران
عمدہ اس حجت کے سبب سے کہ ان ابواب کے دام پروانہ تنخواہ مین درج ہوئے ہین زیادہ طلبی کی
طمع کرتے اور ظلم کا اور اضافہ کرتے - راہداری اور ابواب مذکورہ مین بہت سے بدستور
سابق بلکہ مزیدے بران ظلم و تعدی سے وہ لیتے تھے - اگر از روے سوانح و وقائع بعضے
پرگنات کا حال پادشاہ سے معروض ہوتا حکام کے منصب مین کمی ہوتی اور گزر برداروں
کے تعین سے انپر عتاب ہوتا اور گزر بردار مبلغ لے کر چند روز اسکے اخذ کو ممنوع کر کے آتے
مگر بعد انقضاء ایام معدودہ مربی کے وسیلہ سے یا وکلاء کے باتین بنانے سے منصب
بحال ہو جاتے اسلئے زیادہ تر ابواب معافی کا بندوبست عمل مین نہین آیا خصوص در راہداری مین
یہ محصول جسکی آمدنی بڑی ہوتی ہے - حق آگاہ خدا ترسون کے نزدیک سب سے زیادہ ممنوع ہے
اور مسافر آزاری کا بڑا مادہ فساد ہے ہندوستان کے اکثر ممالک محروسہ مین بیوپاریون سے
اور بے بضاعت مسافرون اور محتاج رہ نوردون سے فوجدار اور جاگیردار سابق سے
زیادہ محصول راہداری ظلم و سختی سے لیتے تھے اور اب بھی لیتے ہین - زمینداروں نے علم

باز پرس کے مشاہدہ کے سبب سے اپنے تعلقون مین حکام پادشاہی کے تعلقون کی راہون سے
زیادہ محصول راہداری لینا شروع کیا رفتہ رفتہ یہان تک نوبت پہنچی کہ جو جنس و مال ارزنگ
وبتادر سے خریدا جاتا مکان مقصود تک پہنچنے تک اتنا روپیہ خرچ راہداری کے خرچ مین صرف
ہوجاتا کہ مال کی قیمت دوچند ہوجاتی - یہ حال خافی خان نے لکھا ہے کہ وہ دکن مین تھا
مرہٹون کی لوٹ مار سے دکن مین یہی حال دیکھتا ہوگا جو اُس نے لکھا ہے مگر عالمگیر نامہ
مین لکھا ہے کہ اس راہداری کے محصول کے موقوف ہونے سے نمک ارزان ہوگیا - اور
قحط سالی مین بہت آسانی سے ایک جگہ سے دوسری جگہ غلہ جاکر سستا بکنے لگا کال کا اندیشہ
بہت کم ہوگیا -

شہنشاہ اسلام پرور تھا اُس نے اپنی راہ سے ایک عالم ملا عوض وجیہ کو محتسب مقرر کیا -
وہ تدین و مسلمانون کی مسئلہ دانی مین مشہور تھا اسکو حکم تھا کہ وہ خلق کو منہیات و محرمات سے
خصوصاً شرب خمر اور بنگ لوزہ اور تمام مسکرات سے اور فواحش و زانیات کی مباشرت سے منع
کرے حتی المقدور بُرے کامون سے خلق کو روکے - ملا عوض پندرہ ہزار روپیہ سالیانہ
پاتا تھا اب اسکو منصب ہزاری صد سوار مرحمت ہوا منصب ارون اور احدیون کی ایک
جماعت اسکی دستیاری اور معاونت کے لئے مقرر ہوئی کہ اگر بعض بے باک خود سر ملا کے کہنے کو
نہ مانین تو وہ اسکی رفاقت کرکے انکی تنبیہ و تاکید کرین -

ہمنے بہت جگہ لفظ شیر حاجی لکھا ہے مگر اسکے معنے نہین بیان کئے - کسی زمانہ مین اہل عرف
قلعہ کی فصیل کو شیر حاجی کہتے تھے اکبرآباد کا قلعہ جو شہنشاہ اکبر نے بنایا تھا اسکے گرد
عالمگیر نے حصار شیر حاجی بنوایا یعنی قلعہ کی چار دیواری کے گرد ایک فصیل بنوائی ایک پہلی
فصیل سنگ سرخ کی تھی اب اسکے گرد دوسری فصیل پہلی طرح سنگ سرخ فتحپوری کی بنوائی
سال دوم جلوس مین ۵ ارذی قعدہ کو اسکی بنیاد رکھی گئی - دریا کی جانب پستی بہت تھی
اسلئے دیوار کا ارتفاع بارہ ذراع اور دیوار قلعہ سے اسکا فصل ساٹھ ذراع رکھا گیا اور
عرض دیوار پانچ ذراع - اور اور جوانب مین زمین مرتفع تھی - ارتفاع دیوار سات ذراع

اکبرآباد کے قلعہ کے گرد حصار کا بننا -

اور دیوار قلعہ سے فصل سات ذراع اور عرض دیوار چار ذراع رکھا گیا اور خندق شیر جاجی سے باہر مقرر ہوئی اور اسکے پانچ دروازے رکھے گئے تین دروازے تو قلعہ کے دروازون تھے پول و خضری و اکبری کے روبرو اور ایک دروازہ دائین دروازہ کے سامنے جو شہر کی جانب ہے اور ایک اور دروازہ دروازہ خردی کے محاذی جھروکہ کے نیچے۔ کنکرہ و سنگ اندازہ بدستور قلعہ کے فصیل تین سال مین تیار ہوئی۔

عالمگیر اپنی دینداری کے سبب سے چاہتا تھا کہ پانچون وقت مسجد مین فرض و سنت و نفل ادا کرے اسلئے اُس نے آرامگاہ کے قریب ایک مسجد بنوائی جسکے سبب سے بغیر سواری اور طول مسافت کے مسجد مین پانچون وقت پروردگار کی عبادت کیا کرے۔ اس مسجد کے لئے غسلخانہ کی سمت شمالی اور باغ حیات بخش کے درمیان زمین تجویز ہوئی اور اسمین سنگ مرمر کی مسجد بنائی گئی اسکے دو ایوان تھے جو طول مین متصل تھے اور سقف ہر یک کی بہ شکل بنگلہ اور دائین بائین طرف دو گنبد اس طرح پر کہ ایوان عقب مین کہ محراب کی جگہ ہے گنبد باہر سے نمودار نہ ہوا اور آگے کے ایوان مین تین گنبد عالی نمایان ہون ایک بنگلہ کے اوپر اور دو نوبازون کے اوپر عمارت کا طول ۱۵ ذراع اور عرض نو ذراع سوای اساس کے اور اسکے طول کا صحن پندرہ ذراع اور عرض بارہ ذراع اٹھارہ تسوا و کرسی کی زمین کا ارتفاع صحن سے ڈیڑھ ذراع اور سمت شمالی مین ایک مختصر ایوان جسکا طول پانچ ذراع اور عرض ساڑھے تین ذراع۔ ایک در اسکا ایوان مسجد کی جانب اور نو منظر اسکے باغ حیات بخش کی جانب مین شرقی و تین غربی و تین شمالی۔ وسط ایوان مین ایک چھوٹا حوض جس مین پانی جوش کرے اور صحن مسجد مین تین دروازے باغ کی جانب کھلتے ہوئے۔ اسکے گنبدون کی پوشش تانبے سے کی گئی اور اسپر سونے کا ملمع کیا گیا۔ یہ مسجد پانچ سال مین ایک لاکھ سات ہزار روپئے مین تیار ہوئی۔

ہم پہلے لکھ آئے ہین کہ سنہ جلوس ماہ ربیع الثانی مین شاہزادہ محمد سلطان اورنگ زیب خان الہ آباد سے مرزا شجاع کے تعاقب مین روانہ ہوئے تھے اب ہم اس مہینے سے آگے سوا مہینے کا حال جو اس شہزادہ سے متعلق ہے لکھتے ہین۔ شجاع الہ آباد سے بھاگ کر بنارس مین آیا

+ شاہجہان آباد مین آکر بگلہ کے بالا ایک مسجد دو گنبدی مسجد بنوانا +

اُس نے یہ ارادہ کیا کہ بہادر پور مین جو بنارس سے ڈھائی کوس پر گنگا کے کنارہ پر تھا
ایک حصار بناکے اور مورچال لگاکے یہان چندروز قیام کرے اور یہان تک ہوسکے دشمن کی
مدافعت کرے اور جب کچھ بری بنے تو نوارہ مین بیٹھکر بھاگ جاے۔ بہادر پور وہ زمین ہے
جہان اُس نے شاہجہان کی بیماری کے دنون مین سلیمان شکوہ سے شکست پائی تھی اور
بھاگا تھا اور بادشاہ سے قصور معاف کرایا تھا یہ سارا حال ہم پہلے لکھ چکے ہین اب یہان
اُس نے ایک دیوار کھینچی اور مورچال لگائی اور الہ آباد سے آنے کے وقت اُس نے قلعہ چنار گڈھ
پر تصرف کیا تھا وہان سے سات بڑی توپین منگالین اور مورچالون مین نصب کین اور
آدمیون کو بھیجا کہ وہان سے اور توپین لے آئین جب اسکو یہ خبر معلوم ہوئی کہ شاہزادہ محمد سلطان
اور عظم خان دو منزل پر آن پہنچے ہین تو اسکی عزیمت مین تزلزل ہوا اور بہادر پور مین توقف کرنا
مصلحت نہ جانا پٹنے مین بھاگ کر گیا اور ۲۷ جمادی الاول کو اس شہر سے باہر آیا۔
ذوالفقار قراقاتلو گوشہ نشین تھا اسکی بیٹی سے زبردستی کرکے اپنے بیٹے زین الدین کا نکاح
کیا اور اسکے بعد آگے گیا۔ ۲ جمادی الآخر کو مونگیر مین داخل ہوا اس شہر کے ایک طرف
پہاڑی اور دوسری طرف دریاے گنگ ہے اور افغانون نے اپنے زمان حکومت مین اس شہر کے
استحکام کے واسطے ایک فصیل بنائی جو ایک طرف پہاڑ سے اور دوسری طرف گنگا سے ملتی ہے
فصیل طول مین سوا گز وہ جگہ بھی تھی اسکے گرد خندق کھدی ہوئی تھی شجاع نے احتیاط
سال گذشتہ سے اس وقت تک اس دیوار کی مرمت کی ہر تیس گز پر ایک برج بنایا اور اس کی
خندق کو ایسا گھیرا کیا کہ پانی نکل آیا غرض اس فصیل کے آسرے پر یہان ٹھیرنے کا اور دشمن کی
مدافعت کا ارادہ کیا اس ہوس خام مین اُس نے اپنے آدمیون کو مورچال تقسیم کئے اور
انکو آلات توپخانہ ..... سے جو اسکے نوارہ مین تھے مستحکم کیا بہروز زمیندار کھرکپور
اپنی کسی مصلحت کے سبب سے شجاع سے بظاہر متفق تھا۔ شجاع نے دامن کوہ کی حفاظت اسکو
سپرد کر رکھی تھی جس مین سے ایک راہ دشوار گذار اکبرنگر کو جاتی تھی۔ راجہ کی ہوا خواہی
و موافقت سے مرزا کی بڑی خاطر جمع تھی جب شاہزادہ محمد سلطان و معظم خان شجاع کا

شجاع کا حال اسوقت سے جب بنارس سے کوچ کرکے گیا تھا کچھ لکھا گیا ہے

تعاقب کرتے ہوئے اواسط جمادی الآخرہ مین مونگیر کی حدود کے قریب ہوئے اور مصلحت سنجی اور حسن تدبیر سے مونگیر کی تسخیر کا ارادہ کیا اور محاصرہ کیا اور محاصرہ کا طول ہوا تو کوہستان کی راہ سے جانے کا ارادہ کیا اور راجہ بہروز کو بتلایا کہ تمہارے حال پر اگر عبودیت و دولتخواہی کروگے تو الطاف و مراحم خسروانہ اور مخالفت کروگے تو قہر شاہانہ ہوگا یہ پیغام دیکر اوسکو شہزادہ کی خدمت مین بلایا راجہ بندگی اور خدمت گذاری پر تیار ہوگیا۔ کوہستان کی راہ کا افواج شاہی کا رہبر بنا اسکی رہنمونی سے لشکر شاہی نے مونگیر کے پہاڑ کی جانب چپ کو چھوڑ دیا دامن کوہ کھڑکپور کی راہ سے روانہ ہوئے جہان جنگل و بیشہ ہے کہ شجاع کے عقب مین آنکر اسپر کام کو تنگ کرین شجاع کو جب اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو وہ سمجھا کہ اگر مین مونگیر مین توقف کرونگا تو لشکر شاہی پیچھے سے آنکر راہ فرار کو مسدود کردیگا پھر بنگالہ پہنچنا مشکل ہوگا جو اسکے اہل و عیال کا مقر اور حکومت و ایالت کا مستقر ہے اور اسلئے اسی ماہ مذکور کو مونگیر سے وہ آگے چلا گیا لشکر شاہی اس خبر کو سنکر پایہ پور سے جو مونگیر سے بیس کروہ پر اکبر پور کی سمت مین ہے سیدہی راہ چلا اور مونگیر مین معظم خان آگیا کہ اُس کا بندوبست کرے شاہزادہ محمد سلطان نے خان مذکور کے آنے تک یہین قیام کیا شجاع موضع رانگا ماٹی مین آیا۔ وہ مونگیر سے ۳۲ کروہ اور اکبر نگر سے پندرہ کوس تھی۔ اسکی ساری وضع مونگیر کی سی تھی کہ ایک طرف پہاڑ تھا اور دوسری طرف گنگا شجاع نے یہ سنا کہ بادشاہی لشکر راہ راست سے آئیگا اسلئے یہ گمان تھا کہ کوہستان کی راہ شدید العبور ہے اسکو چھوڑکر راہ متعارف سے میرا تعاقب ہوگا تو اُسنے یہان بھی مونگیر کی طرح قیام کرنے کا ارادہ کیا اور استحکام کے لئے ایک دیوار دریا سے کوہ تک بنوائی پندرہ روز یہان قیام کیا اور دیوار کے استحکام مین اور مورچال کے بنانے مین مشغول رہا خواجہ کمال افغان بیربھوم و جاٹ نگر کا زمیندار تھا اپنے زمیندارانہ مطالبہ مدعاؤن کے لئے بظاہر شجاع کے ساتھ موافقت کا دم بھرتا تھا شجاع کی یہ حماقت تھی کہ اُس نے خواجہ کمال کو راجہ بہروز پر قیاس نہین کیا۔ ڈوبتے کو تنکے کا سہارا بہت ہوتا ہے

اسکی ہوا خواہی کے اعتبار پر مستوثق تھا اسنے اپنی نوکر اسفندار معموری کو اسکے ہمراہ موضع
بیر بھوم مین بھیجا کہ اسکے حدود مین سے جنگل و بیشہ کی راہ سے لشکر شاہی کو نہ گذرنے دین
اور اسکو رکین معظم خان مونگیر مین پہنچکر شہر و قلعہ کے نظم و نسق مین مشغول ہوا بادشاہ نے
محمد حسین سلدوز کو مونگیر کا قلعہ دار مقرر کیا تو وہ ضبط و بند و بست سے فارغ ہوکر شاہزادہ
محمد سلطان سے جا ملا اور بیالہ پور سے بدستور سابق بیشہ و کوہ کی راہ سے مقصد پر متوجہ
ہوا خواجہ کمال اپنے سود و زیان کو خوب جانتا تھا اس نے بیر بھوم مین راجہ بہروز کی
طرح عمل کرکے اولیاء دولت سے مخالفت نہین کی اور خود بادشاہزادہ پاس چلا آیا۔
اور لشکر شاہی کو بیر بھوم مین راہ بتائی لشکر شاہی نے دامن کوہ مین راہ بلی اسفندار نے جب
دیکھا کہ خواجہ کمال لشکر شاہی سے متفق ہوگیا تو اسنے مایوس ہوکر معاودت کی۔ لشکر
بادشاہی کا واقعہ عجیب یہ ہے کہ راجپوتون نے لشکر سے جدا ہوکر شورش مچائی۔
راجپوتون کے پاس جنگ اجمیر کی جھوٹی جھوٹی خبرین آنی شروع ہوئین۔ جب لشکر شاہی
بیالہ پور سے روانہ ہوا تو کنور رام سنگھ ولد راجہ جیسنگھ و راؤ بہادر سنگھ ہاڈہ نے
بہت سے راجپوت سردارون کو اپنی ساتھ لے کر بیدانشتی و کوتہ اندیشی سے نہ حال
کی تحقیق کی نہ مآل سوچا فوج کی ہمراہی چھوڑنے کا ارادہ کیا چندروز پہلے بادشاہزادہ
کی سواری اور اترنے کے وقت کورنش کرتی چھوڑی اور اسکے پاس جانا موقوف کیا اور
جنگ اجمیر کی متوحش خبرین اڑاکر عقیدتمندون کا دل دکھایا۔ جب لشکر شاہی بیر بھوم
سے دو منزل تھا تو ۱۲ رجب کو انہون نے اپنے سلوک مین تغیر پیدا کیا جو مقام
ہر ایک کے واسطے مقرر تھا وہان وہ نہ اترا اور سب جمع ہوکر لشکر سے دور فروکش ہوتے
اور کوچ کے وقت لشکر سے پیچھے چلتے۔ ۱۶ رجب کو لشکر شاہی بیر بھوم سے تین
منزل گذرا تھا کہ ان سب راجپوتون نے مخالفت کرکے معاودت کی معظم خان مقتضا
مصلحت انکے احوال کا متعرض نہین ہوا جب شجاع کو بیر بھوم سے لشکر شاہی کے آگے
بڑھنے کی خبر ہوئی تو وہ رانگا مائی سے اکبر نگر کو چلا گیا اور اوائل رجب مین وہان

پہنچا وہ سمجھتا تھا کہ لشکر شاہی سے مقابلہ کرنے کی تاب مجھ مین نہین ہے تو وہ اوسط درجہ
مین گنگا سے پار جانے کے قصد سے اکبرنگر سے باہر آیا اللہ وردی خان اور اسکے بیٹے
سیف اللہ خان کو مار ڈالا۔ اس مقدمہ کا حال یہ ہے کہ شجاع چاہتا تھا کہ اکبر پور سے بارہ
کروہ جو گذر دوگاچی ہے اُسے اُتر کر مخصوص آباد کو جائے وہ شہر سے نکلا تھا اور گذر مذکور
سے دو تین کروہ پر تھا سراج الدین جابری اور نورالحسن کو شہر مین چھوڑا تھا کہ اسکے کارخانون
اور آدمیون کا انتظام کرین خود اسنے دریا کے کنارہ پر جاکر کشتیون کو تقسیم کیا اور مقرر کیا
کہ اواخر شب مین دریا سے گذرے لیکن اس رات کو آندھی آئی اور دریا کا تلاطم کشتیون کے
چلنے کا مانع ہوا وہ دریا کے کنارہ سے اپنے دائرہ مین آیا کہ صبح کو دریا سے عبور کرونگا
جسوقت لشکر شاہی بلکھنہ مین مقیم تھا جو اوسکی قیام گاہ سے پندرہ کروہ تھا۔
اللہ وردی خان یہ چاہتا تھا کہ مین لشکر شاہی سے ملجاؤن جس شب کو شجاع کنارہ دریا
سے اپنے خیمہ گاہ مین گیا تو اللہ وردی خان شہر مین آیا شجاع کے بہت سے آدمی جو
اُسے جدا ہونا۔ چاہتے تھے وہ اللہ وردی خان پاس آگئے کچھ سپاہ اسکی بھی تھی
اس سبب سے اگر شجاع اسکے جانے کا مانع ہوتا تو وہ لڑنے کو بھی تیار تھا۔ جب شہر مین
اسکے چلے جانے کی خبر شجاع کو معلوم ہوئی تو اُس نے ایک تدبیر اُسکے ہلاک کرنے کی
سوچی اور وہ خود شہر مین چلا آیا اور اپنے آدمیون کو اللہ وردی خان کی حویلی کے
گرد بھیجدیا اور جھوٹی جھوٹی خبرین اُڑانی شروع کین جسکے سبب وہ آدمی جو شجاع سے
برگشتہ ہوکر اللہ وردی خان کے ساتھ متفق ہوئے تھے جدا ہوگئے۔ سراج الدین
جابری دیوان شجاع نے اللہ وردی خان اور اُسکے بیٹے سیف اللہ خان کو دم دلاسے
دیکر شجاع پاس لے جانے کے لئے گھر سے باہر نکالا۔ اسی وقت شجاع کے آدمیون
نے اُسے گھیر لیا۔ گنہگارون کی طرح اسکے ہاتھ پیٹھ پر باندھ کر شہر سے باہر باغ مین
شجاع پاس لائے جسنے اللہ وردی خان اور اسکے چھوٹے بیٹے سیف اللہ خان
کو اپنے رائے فتنہ پرور کے فتوی سے اور مفسدان کوتہ نظر کی تحریک سے مار ڈالا

اور اسکا سارا مال اسباب لوٹ لیا۔
۱۲ رجب کو دوبارہ اکبر نگر سے نکل کر دو کاچی (کانچی) کے گھاٹ سے دریا پار ہوا اور اس گھاٹ
کے محاذی زمین باقر پور مین اقامت کی۔ بنگالہ مین جنگ کا سارا مدار نوارہ پر ہے اسنے
سارے بنگالہ کے نوارہ کو اپنے قبضہ و تصرف مین کیا باقر پور سے لیکر سوتی تک جا بجا مورچال
بنائے۔ اور انکو نوارہ و توپخانے و سردارون اور کام کے آدمیون سے استحکام دیا۔
سلخ رجب کو اکبر پور مین شاہزادہ محمد سلطان اور معظم خان آئے۔ موضع مذکور اور باقر پور کے
درمیان ایک مرتفع زمین تھی اسمین شجاع رات کے وقت کہ دشمن دیکھے مین اپنے آدمیون کا ایک
گروہ کو اور چند توپون کو کشتی مین لایا اور بندھیر مین زمین پر قبضہ کیا اور اپنے مورچال
بنائے اور دمدمہ تیار کیا کہ اہل نوارہ نے آسانی سے توپ و تفنگ چلانے شروع کئے
معظم خان نے صبح کو اس سرزمین کے چھیننے کا ارادہ کیا اور بہت کوشش سے چند کشتیان بہم پہنچائین
اور شام کو لشکر کو ساتھ لیکر دریا کے کنارہ پر گیا اول شب مین ہوا تیز چلتی تھی اور کشتی دریا مین
نہین چل سکتی تھی مگر آدھی رات کو جب آندھی تھمی اور دریا کا تلاطم کم ہوا تو سپاہ کو کشتیون مین
بٹھا کے اس سرزمین کی طرف روانہ ہوا اور وہان اپنے آدمیون کو اتار کر کشتیون کو واپس
بھیجا کہ وہ اور سپاہ کی کھیپ لائین اس طرح آخر شب تک دو ہزار آدمی اور سردار مثل الفقار
و فتح جنگ خان و رشید خان انصاری و لودی خان و راجہ بجا سنگھ بندیلہ و تاج نیازی
مع اپنے ماہینیون کے اور دو سو سپاہی اور توپخانہ کا ایک حصہ یہ سب دریا سے پار اتر
گیا جب صبح کو مخالفون کو اس لشکر کے عبور کی خبر ہوئی تو انکے اثبات قدم مین لغزش
آئی اور کشتیون مین توپون کو ڈال کر بھاگ گئے۔ لشکر شاہی نے اس زمین پر قبضہ کیا
اور اسمین دشمنون کے مورچالون کی جگہ اپنے مورچال قائم کئے دوسرے روز دشمن
بڑی جمعیت اور کل نوارہ کو ساتھ لیکر اس سرزمین پر آیا کشتیون پر سے توپ و تفنگ
کی جنگ شروع ہوئی۔ پانی پر آتش کارزار روشن ہوئی۔ بادشاہی لشکر نے اپنے مورچالون
مین قائم ہوکر دشمنون کی مدافعت مین کوشش کی توپون کی مار سے چھ کشتیان نوارہ مین

دشمنون کے ایک گروہ نے کشتیون سے اُتر کر نوارہ کے استظہار پر دریا کے کنارہ پر مورچال
بنانے چاہے کہ تاج نیازی کے افغانون اور معظم خان کے تابینیون نے حملہ کرکے اُن کو
یہان ٹھیرنے نہین دیا طرفین سے جنگ نمایان ہوئی طرفین کے سردار اور آدمی مارے گئے
ایک دن بعد پھر نوارہ کے استظہار پر دشمنون نے جنگ قائم کی لیکن لشکر شاہی سے
مغلوب ہوئے۔ کچھ ماری گئے کچھ زخمی ہوئے آخر کو دشمنون نے تھک کر اس سرزمین کے لئے
جنگ سے ہاتھ کھینچا اور اپنے مورچالون کے مستحکم کرنے مین مصروف ہوئے ہمیشہ لشکر
نوارہ دریا پر گشت کرتا کبھی اکبرنگر کی سمت جاتا وہان محمد مراد بیگ سیاہ کے ساتھ
متعین تھا اُس سے رات دن توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ کو گرم کرتا۔ دوکاچی اکبرنگر
کی سمت مین دریا بڑا چوڑا تھا اور شجاع نے پادشاہی لشکر کے توپ خانہ کے مقابل
مین اپنے توپ خانہ اور سپاہ کو جمار کھا تھا اس قدر نوارہ کہ لشکر پادشاہی عبور کرسکے
یہ نہین ہوتا تھا تو معظم خان نے یہ چاہا کہ چھ سات ہزار سوار ساتھ لے اور شاہزادہ
محمد سلطان سے جدا ہو سوتی کی طرف جائے جو اکبرنگر سے چودہ کوس جہانگیرنگر
کی سمت مین ہے اور وہان سے دریا پار جانے کا ارادہ کرے اور لشکر شاہی
دوکاچی سے سوتی تک جابجا دریا کے کنارہ پر مورچال بنائے اور گھاٹ مین بیٹھے
خان کچھ سپاہ کے ساتھ سوتی مین جاکر مقیم ہوا دریا پار جانے کی اور اعدا کے مارنے
کی تدبیر مین لگا اور علی قلی خان کو ایک جماعت کے ساتھ دوناپو کے محاذی مقرر
کیا یہ موضع چھ کوس کے قریب جہانگیرنگر سے ہے شاہزادہ محمد سلطان کو ذوالفقار خان
اور اسلام خان و فدائی خان اور لشکر کے ساتھ دوکاچی مین تعین کیا کہ وہ شجاع کے
مقابلہ مین بیٹھین شجاع نے اپنے سردار نورالحسن کو فوج اور توپ خانہ کے ساتھ بھیجا
کہ سوتی کے مقابل مین بیٹھ کر دشمنون کی مدافعت کرے اور اسفندیار معموری کو
ایک جماعت کے ساتھ دوناپو بھیجا کہ لشکر شاہی کو نہ اترنے دے اور اپنے بڑے
بیٹے زین الدین کے ساتھ تمام مستورات و زائد اموال و اشیا کو ٹانڈہ مین بھیجدیا

معظم خان نے سوتی مین نوارہ کا اہتمام کیا سو کشتیون کے قریب جمع کین اور انکا سامان
تیار کیا اور رات دن دشمن کی کمین گاہ مین لگا رہا مخالفون نے دمدمہ بناکے آٹھ
بڑی توپین اسپر نصب کین اور ہمیشہ لشکر شاہی پر انسے گولہ اندازی کی جس سے بادشاہی
سپاہیون اور اہل اردو و دواب پر آسیب پہنچتا معظم خان نے چاہا کہ دشمنون پر
دست برد کرے اسنے کشتیون کو آلات توپ خانہ سے پر کیا۔ اور
تفنگچیون اور کام کے آدمیون کو اس مین سوار کیا کہ دریا کے اس طرف جاکر
دست برد کرین جب یہ کشتیان دریا کے قریب پہنچین تو غنیم کے نوارہ کے دیدہ بانون
اور قراولون کو خبر ہوئی تو انکا نوارہ لڑنے کو آیا بادشاہ کے فریق نے کچھ کام تمام کیا
اور الٹا چلا آیا دوسرے روز معظم خان نے دو پارہ بیس بندہائے بادشاہی
اور اپنے غلامون کی جماعت کو کشتیون مین بٹھایا اور دن کو جسوقت ہنوز مین
بڑی حرارت تھی اور دشمن غافل تھے بھیجا کہ شاید اس فرصت مین دستبردی
ہوسکے یہ کارطلب چالاک ہوا کی طرح سیر کرکے آب سے گذرے اور غنیم کے
توپ خانہ پر جو دریا کے کنارہ پر مورچالون مین تھا پہنچ گئے اور دلیری و تیزدستی
سے چھ توپین چھین کر اپنی کشتیون مین لے آئے اور دو بڑی توپون کو آتشگاہ
مین میخین ٹھوک کر بیکار کردیا وہ کشتی مین نہین آسکتی تھین اور معاودت کی جب
شجاع کو اس امر کی اطلاع ہوئی تو اسنے سید عالم کو جو اسکے لشکر کا رکن اعظم تھا
ایک تازہ فوج کے ساتھ بجاے نورالحسن کے تعین کیا اب بادشاہی لشکر پر ایک
صدمہ عظیم پہنچا جسکی تفصیل یہ ہے کہ پہلی فتح یابی کے بھروسہ پر معظم خان نے دوبارہ
۲۰ شعبان کو لشکر اور نامی سردارون کو کشتیون مین سوار کیا آواخر شب تک اہتمام
کرکے بہتر کشتیان مردان کار اور آلات پیکار سے پر کین صبح کے قریب دشمن کی
طرف روانہ ہوا غنیم پہلی طرح سے غافل نہ تھا بلکہ وہ اس عزیمت سے آگاہ تھا
اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا رات دن حزم و پاسداری کے لوازم اور

اور بیداری اور ہوشیاری کے مراسم کو ادا کرتا تھا وہ خان کی اس غرمت
سے پہلے سے آگاہ تھا اور اسکی مدافعت کے لئے تیار تھا مورچال سے دو ڈیڑھ کوس
کے عقب سے دشمن کی کشتیون کے نزدیک دریا کے کنارہ پر سید عالم شائستہ لشکر اور چند
جنگی مست ہاتھی لیکر پہنچا سب سے پہلے بادشاہی تین کشتیان پہنچین انمین سے اہتمام خان
اور لشکر نے اُتر کر دشمنون کے مورچالون پر حملہ آوری کی مورچالون مین آدمی بھاگ
گئے لشکر شاہی نے ان مورچلون پر اپنے علم قائم کئے۔ عالم خان یہ دیکھکر کمین سے نکلا
بادشاہی کشتیون مین سے تھوڑے آدمی اُترے تھے اور انپر سید عالم نے حملہ کیا۔
انہون نے مقابلہ کرکے اپنے مورچال مین مخالفون کو گھسنے نہ دیا لیکن کشتیون مین جو
آدمی تھے اُنکو مدد اور اعانت کی توفیق نہ ہوئی اور تمام نوارہ مین سے صرف چھ
کشتیان کنارہ پر آئین جنمین کچھ آدمی اُترکر مورچالون مین داخل ہو گئے تھے اور
باقی اُتر رہے تھے مخالفون نے یہ حال دیکھا تو وہ دلیر ہوئے اور اس ہیئت
اجتماعی سے کہ اول مورچالون پر حملہ آور ہوئے تھے دو مست ہاتھی لیکر مورچال کے
متعرض نہ ہوئے بلکہ ان کشتیون پر ہجوم کیا اور خوب لڑے معظم خان نے ہر چند
کوشش کی کہ کمک کے لئے کشتیون کو لے جائے۔ مگر کوئی صورت اسکی نہ ہوئی اس
اثنا مین کہ لشکر شاہی دشمن سے لڑ رہا تھا مخالف کے چند کوسہ (جہاز) جنگی ان کشتیون
کے اطراف سے آئے اور پانی پر لڑائی کی آگ بھڑکائی فتح جنگ خان مع اپنے رفیقون
کے دشمن سے خوب لڑا اسکو تفنگ کا ایک زخم اور تیر کے دو زخم لگے اور سرداران شاہی
زخمی و کشتہ ہوئے کچھ آدمی کشتی سے اُترکر دشمن سے لڑے کچھ کشتیون سے اُترکر
دشمنون سے لڑنا چاہتے تھے کہ دشمن کی فوج کی کمک دو سو سارون کی جسکے آگے ہاتھی
تھا آن پہنچی اُسنے حملہ کرکے لشکر شاہی مین سے بعض کو مارا بعض کو بھگایا بعض کو زخمی کیا
بعض کو اسیر کیا یون سپاہ کا قصہ تمام کیا پھر مورچالون پر حملہ کرکے اہتمام خان کو مارا۔
بادشاہی لشکر کو کمک پہنچی نہین دشمنون کے آدمیون اور ہاتھیون نے لشکر شاہی کو

پریشان و پراگندہ کردیا اس لڑائی کے چند روز بعد برسات آگئی مینہہ برسنا شروع ہوا اس کے قطرون نے پیکار کے غبار کو بٹھا دیا بارش کی کثرت نے جنگ کی آتش کو بجھا دیا طرفین نے بساط نبرد کو طے کیا۔ برسات کے بسر کرنے کے سر انجام مین مصروف ہوئے۔

بادشاہ نے معظم خان کو لشکر کا بالکل اختیار کمال استقلال کے ساتھ دیا تھا اب تک جو لڑائیان ہوئین انمین فوجون کا بھیجنا اور امیرون کا مقرر کرنا معظم خان کے اختیار مین تھا شاہزادہ محمد سلطان کو اپنے اتالیق کا یہ اختیار ناگوار تھا جب شجاع کو اس امر پر اطلاع ہوئی تو وہ اس فکر مین ہوا کہ بادشاہزادہ کو اپنی طرف مائل کیجیے۔ زمانہ سازی کرکے اکثر اوقات نامے لکھتا اور تحفے تحائف بھیجتا رہتا۔ جو جوانان ناتجربہ کار کے دل کے تسخیر کرنے کی تدبیر ہے۔ رفتہ رفتہ اسنے تزویر آمیز تدبیر کا رشتہ ایسا محکم کیا کہ شاہزادہ اسکی لڑکی سے جو پہلے اس سے نامزد ہو چکی تھی ازدواج کے لئے جانا قبول کیا اور اس نے پیغام ایلچی غریب بھیجے کہ بیٹے کے دل مین باپ کی عقیدت کچھ نہ رہی جوانون کو آزمودہ کار بڈھون کی نصیحت و صحبت و رفاقت سے نفرت ہوتی ہے اور بے کمال بدآلون کی صحبت سے زیادہ رغبت ہوتی ہے جس سے کہ عقل و آبرو و دولت خاک مین ملتی ہے ان دنون مین ایک غماز جماعت واقعہ طلب صاحب غرض نے بادشاہزادہ و معظم خان کے درمیان غبار خاطر روز بروز یہان تک بڑھایا کہ بادشاہزادہ نے شجاع سے ملجانے کا ارادہ کیا اور رمضان آغاز سنہ جلوس مین اپنے حاجبون و مقربون کے ہاتھ شجاع کو یہ پیغام بھیجا کہ آخر شب مین آپ پاس کشتی مین بیٹھ کر آتا ہون میری توپ خانہ کا داروغہ امیر قلی اور قاسم علی میر توزک اور چند خواجہ سرا اور خدمتی محل میری ہمراہ ہونگے جواہر اور خزانہ جتنا لاسکون گا لاؤنگا۔ شجاع اس خبر کو فضل الٰہی سمجھا اپنے چھوٹے بیٹے بلند اختر کو شاہزادہ کے استقبال کے لئے بھیجا وہ چند کشتیون اور بہت سے کہارون کو اسکے خزانہ و اسباب کے لانے کے لئے دریا کے کنارہ پر بھیجا ۲۷ رمضان کو جب بادشاہزادہ دریا کے پار اترگیا اور شجاع کے آدمی خزانہ اور اسباب لینے گئے تو اس راز سربستہ کا

شاہزادہ محمد سلطان کا مرزا شجاع پاس جانا اور اسکی بیٹی سے نکاح کرنا۔

افشا ہوا اس سانحہ سے لشکر مین فتور و اختلال پیدا ہوا اور بندہاے پادشاہی بیدل
اور سست ہمت ہوئے شجاع نے کچھ لشکر نوارہ سے دوگاچی مین بھیجا کہ شہزادہ کا لشکر
اور کارخانجات و اموال و اشیا جو لاکین بے آئین معظم خان کو جب ہی رات کے اس واقعہ کی اطلاع
ہوئی گو اسکے دل مین شاید خوف پیدا ہوا ہو مگر ظاہر مین اسنے اپنی حسن ہمت و نیروی
تدبیر سے ثبات و سکون کی عنان کو ہاتھ سے نہین دیا اصلا ہراس و تزلزل کا منعلوب ہوا
اور اپنے اخلاص و دولتخواہی کی راہ مستقیم سے قدم باہر نہین رکھا اور جریدہ سوتی سے دوگاچی
مین گیا اور لشکر کو جو اس واقعہ سے ڈگمگا رہا تھا استمالت و دلدہی سے مستقل کیا
اور مخالفون کی جماعت جو شہزادہ کے لشکر اور کارخانجات و اموال و اسباب کو لینے
آئی تھی اسکو یہان سے دفع کیا اور اس قضیۂ ناملائم کے تدارک مین مشغول ہوا۔
یہ موسم پاتی کی طغیانی کا تھا طرفین نے مورچے اوٹھائے معظم خان برسات بسر کرنے
کے لیے موضع معصومہ بازار مین چلا گیا جہان کی زمین اونچی تھی اور اکبر نگر سے تین کوس کا
فاصلہ رکھتی تھی اور اسکی تجویز سے ذوالفقار خان و اسلام خان و فدائی خان و
سید مظفر خان و اخلاص خان خویشگی و راجہ اندرمن بندیلہ و قزلباش خان اور چندور
امراء اکبر نگر مین رہے۔ پادشاہ کی یہ راے تھی کہ معظم خان لشکر مخصوص کے ساتھ اکبر نگر
کی طرف سے دشمن کے استیصال مین کوشش کرے اور ایک فوج دریاے گنگ کی
اس طرف سے ٹانڈہ جاے اور جہان شجاع کا بنگاہ ہے وہان اس کا قافیہ تنگ کرین
اسلیے پادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کے نام حکم بھیجا کہ وہ اس خدمت
پر مستعد ہوا ور ٹانڈہ جاے جس کمکی اور تابین کو چاہے ساتھ لے جاے جب یہہ
فرمان داؤد خان پاس آیا تو اسنے شیخ محمد حیات اپنے بھتیجے کو پندرہ سو سپاہ کے
ساتھ پٹنے مین چھوڑا اور غرہ رمضان کو رشید خان و مرزا خان و ہادی داؤد خان
و خواجہ عنایت اللہ و تمام صوبہ بہار کے کومکیون کو لیکر گنگا سے اترا برسات کا موسم
تھا ندی نالے چڑھے ہوئے تھے اور دریاے ترجوک و گنڈک اور دریاے گنگ کے

اور جمعیت راہ مین پڑتے تھے اس فصل مین بغیر کشتی و پل اتر نا مشکل ہے دشمن اپنے نوارہ کے استظہار پر دریا پر پھر رہا تھا اور کنارہ پر جا بجا مورچال بنا رکھے تھے اور مدافعت کے لئے سپاہ مقرر کر رکھی تھی جو نہ خشکی مین نہ تری مین راہ چلنے دیتی تھی اسلئے سنگیر و بھاگلپور جانے مین داؤد خان کو دیر لگی اور اس عرصہ مین اکثر اوقات لشکر شاہی اور مرزا شجاع کے لشکرون مین لڑائیان ہوئین جنمین ہر دفعہ لشکر شاہی کو غلبہ ہا جب موضع قاضی کریہ مین بھاگلپور سے قریب ہے داؤد خان پہنچا تو نالے ندی اور آب کوسی و کالہ پانی وجہانڈی برسات کے سبب سے طغیانی مین آرہی تھی انسے گذر ناضرور تھا اسلئے باقی برسات بسر کرنے کے واسطے وہ اس موضع مین مقیم ہوا برسات کے سبب سے لشکر شاہی نہ ہل سکا بادشاہ نے دلیر خان کو کومک کے لئے اپنے پاس سے بھی روانہ کیا۔

اکبر نگر کے ایک طرف کوہستان ہے۔ برسات مین اسکے تین طرف جھیل کا پانی اس قدر کھڑا ہو جاتا ہے کہ آدمی گھوڑا جا نہین سکتا۔ عین شہر مین کشتی کام کرتی ہے۔ اس ملک کے کام کا مدار نوارہ پر ہے اور نوارہ پر غنیم متصرف تھا دریا کی راہ سے سپاہ شاہی کو آذوقہ نہین پہنچتا تھا اور اس سبب سے کہ راجہ ہر چند زمیندار ہے مرزا شجاع کے ساتھ متفق تھا وہ کوہستان کی طرف سے بجارو نکو نہین آنے دیتا تھا۔ انکو لوٹ لیتا تھا کبھی کبھی بادشاہی لشکر مین غلہ نہین پہنچتا تھا اس سبب سے اکبر نگر مین سپاہ کا خستہ حال تھا اکثر آدمی اور دواب کھانا نہ ملنے سے بھوکے مر گئے بادشاہ کے لشکر کی ایک جماعت زمین مرتفع پر برسات کے ختم ہونے کا انتظار کر رہی تھی جب اس حال پر شجاع کو اطلاع ہوئی تو اس نے اکبر نگر کی تسخیر کا ارادہ کیا شیخ عبدالرحیم میر بحر کو چار سو سوارون اور کچھ نوارہ کے ساتھ موضع بتوارہ مین بھیجا جو اکبر نگر سے دریا کے ساحل پر آٹھ کوس پر ہے اور اسکی زمین مرتفع ہے اکبر نگر بادشاہی لشکر کے قبضہ مین تھا وہان سے اکثر نوکرون کے عیال اور اموال تھے معظم خان و ذوالفقار خان کی معدلت و لنصفت کے سبب سے کسی شخص کا مقدور نہ تھا کہ

شجاع کے متعلقون اور منسوبون کے مال کا تعرض کرتا مگر یون انکا مال غارت ہوتا۔
اور انکی ناموس اوباشون کے ہاتھ مین پڑتی کہ شیخ عباس مذکور ہمیشہ نوارہ کی ایک حمایت
کو اکبر نگر کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجتا اب شجاع نے دلیر ہوکر دریا کے اس طرف آنے
کا قصد کیا سراج الدین جابری ٹانڈہ مین اپنی بنگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
۹ ذی الحجہ کو وہ خود اس کنارہ پر بتوارہ مین آیا اُسنے شاہزادہ محمد سلطان کو ٹانڈہ
روانہ کیا کہ اسکی بیٹی سے نکاح کرکے مراجعت کرے ۱۳ ماہ مذکور کو بتوارہ سے اکبر نگر مین
آیا اور راجہ اندرمن سے لڑائی ہوئی مگر اُسنے ہزیمت پائی۔ اسلام خان و فدائی خان
اور تمام لشکر شاہی عمدہ سردار اپنی اغراض باطلہ نفسانی کے سبب سے ایک دوسرے کی خلاف
تھے وہ شجاع سے نہ لڑے لشکر شاہی کو منجوہ وجھاسہ سے معصومہ بازار کی طرف بھاگ
گیا اور اکبر نگر پر شجاع کا قبضہ ہوگیا اور بعضی شاہی ملازم شجاع سے جا ملے۔ اور
محمد سلطان کے اکثر نوکرون نے شاہزادہ کے کارخانون و ہاتھیون اور گھوڑون پر تصرف
کیا جسے شجاع کو تازہ جرات و قوت و شوکت حاصل ہوئی اور اُسکا لشکر اکبر نگر مین
بے مزاحم و مانع قائم ہوا۔ اور برسات کا موسم اُنہون نے یہین بسر کیا جب برسات
ختم ہوئی اور شاہزادہ سلطان محمد شادی کے بعد اکبر نگر مین آیا تو اُسنے معظم خان سے
معصومہ بازار مین جہان سارا لشکر شاہی جمع تھا لڑنے کا قصد کیا اور سلطان محمد اور
بلند اختر ہزار سوار لیکر جنگ کے آہنگ سے سوار ہوے معظم خان بھی غنیم کی یہ
خبر سنکر کہ وہ اکبر نگر سے روانہ ہوا ہے معصومہ بازار سے مقابلہ و مدافعہ کے لئے روانہ
ہوا۔ جب وہ موضع بلکھنہ کے نزدیک آیا تو وہ ایک عمیق نالہ کے عقب مین مقیم ہوا جو بھاگیرتی
دریا پر منتہی ہوتا ہے اور اُسنے دو میل آدھ کوس کے فاصلہ پر باندھی ایک لشکر کے آگے
اور دوسرا بلکھنہ کی جانب راست مین تاکہ جس وقت لشکر چاہے ان دو پلون پر سے نالہ
سے گذر جاے۔ پلون کی اس طرف مورچال بناے اور توپ خانون کے آلات سلیحہ کو
احکام دیا۔ اپنی روبرو کی سمت مین مورچال مین توپ اندازی کا اہتمام محمد مراد بیگ کو

کو دیا اور دائین طرف کے پل کی محافظت یکہ تاز خان کو سپرد کی اور پیر محمد اعزاز خان کو
آغزون کے فرقہ کے ساتھ قراولی پر مقرر کیا اب شمنون کے آنے کے انتظار مین بیٹھے دو مہینے
بعد غرہ شہر ربیع الثانی سال دوم جلوس کو حدود بلکھیڑہ مین لشکر شاہی کے مقابل مین
شجاع آیا تاکہ درمیان مین حائل تھا اسلئے توپ و تفنگ کی لڑائی ہوئی لشکر شاہی کی
قراولی جو نالہ سے پار چلی گئی تھی وہ شجاع کو نالہ کے پاس نہین آنے دیتی تھی شجاع کو خبر لگی
کہ جسر بالامین لشکر شاہی کم ہے تو نوین روز لشکر شاہی کے روبرو سے ہٹ کر شجاع
اور اُسکا بیٹا بلند اختر اور شاہزادہ محمد سلطان نے جاکر یکہ تاز خان کو شکست دی
اُسکو اور اُسکے دو بھائیون کو مار ڈالا اور لشکر بادشاہی کے امیرون اور بہت سے
آدمیون کو بستہ و زخمی کیا جو آدمی بچے وہ ذوالفقار خان پاس چلے گئے۔
ذوالفقار خان نے توپ و تفنگ سے جنگ کو گرم کیا اور دشمنون کی کثرت کو دیکھکر
کشتیون کو جلا دیا کہ اگر غنیم کا غلبہ ہو تو وہ آپ سے نہ گذر سکین معظم خان نے لشکر
کی حفاظت ذوالفقار کو سپرد کی اور خود نالہ سے پار دشمنون سے لڑنے گیا۔ اور
لشکر کو شائستہ آئین سے مرتب کیا اور دشمن سے ایک جنگ عظیم ہوئی اور بڑی بڑی
امیر زخمی ہوئے شجاع نے جب سنا کہ معظم خان نالہ سے اُتر کر لڑنے آیا ہے
تو اُس نے ذوالفقار خان سے جسر کے سرے پر لڑنے کے لئے ایک لشکر مقرر کیا اور خود معظم خان
سے لڑنے آیا معظم خان نے چاہا کہ جسطرح اُس نے لشکر کو مرتب کیا تھا اسی ترتیب سے
دشمن پر حملہ کرے مگر امیرون نے نادانیت اور خودسری کے سبب اسکی بات کو نہ سنا
اور فرمان بری نہ کی نفاق کرکے خودداری اور کوتاہی کی لشکر شاہی بے ترتیب ہوا
اور اُس نے ہزیمت پائی۔ جب معظم خان نے یہ حال دیکھا تو وہ اپنے خیمہ گاہ مین
آیا اور داؤد خان اور دلیر خان کی کمک آنے تک جنگ کو موقوف کیا۔ اور
محفوص آباد کو چلا گیا تو شجاع نے معظم خان کی جرأت و استقلال مین اختلال کا
گمان کیا اور وہ محفوص آباد کی طرف آیا کہ بھاگیرتی کو عبور کرکے لشکر شاہی سے

سے لڑے نصیر پور کی گذر پر جہان لشکر شاہی پہنچا تھا شجاع نے پہنچکر لڑائی شروع کی توپ و تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم ہوا دس بارہ روز تک لڑائی رہی۔

۱۲ ربیع الثانی کو شجاع پاس خبر آئی کہ داؤد خان نے دریاے گومتی سے عبور کیا۔ سید تاج الدین کو اسنے اس دریا پر لشکر شاہی کے روکنے کے لئے مقرر کیا تھا وہ روک سکا اور عنقریب ٹانڈہ مین جہان اسکا نگاہ تھا داؤد خان آنے والا ہے تو شجاع ٹانڈہ کی طرف چلا معظم خان اسکے تعاقب مین روانہ ہوا ایک جگہ لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین بارہ لاکھ روپیہ اور سات سو بان اور آلات توپخانہ آگئے جو بادشاہ نے بھیجے تھے شجاع و شہزادہ محمد سلطان کا لشکر جیلیارے کے اس طرف گیا لشکر شاہی نے سر حملہ کیا طرفین کے آدمی زخمی و کشتہ ہوئے ایک گھنٹہ رات گئی تھی کہ دونو لشکر نے جنگ سے ہاتھ کھینچا۔ رات بھر پہرہ چوکی لگا کے گیر و دار اور کارزار کے لئے آمادہ رہے اواسط شب مین نور الحسن جو شجاع کے عمدہ سردارون مین تھا معظم خان سے آن ملا شجاع کے اوضاع سے یہ خیال کرتا تھا کہ وہ فرار ہوگا چار پانچ روز تا توپ و تفنگ کی جنگ رہی ۲۷ کو شجاع دوناپور مین چلا گیا معظم خان نے اسکا تعاقب کیا اور دشمن کی ایک کشتی کو پکڑ لیا جسمین دس توپین اور دو سو بان تھے۔ جب یہ سنا کہ شجاع کی کمال سراسیمگی کے سبب سے اسکی افواج کی ترتیب درہم و برہم ہوگئی ہے اور پراگندگی کے ساتھ دوکاچی کو وہ فرار ہوا ہے تو فتح جنگ خان نے تیز عنانی کی اور ہراول کی ساری فوج لے کر بے تحقیق بے تامل بہت جلد روانہ ہوا اور اسلام خان افواج برانغار کو لے کر اس ہراول سے جا ملا معظم خان نے آدمی بھیجکر انکو منع کیا تو وہ نہ ٹھیرے اور دوکاچی کے نالہ پر جا پہنچے نالے کے اس طرف مخالف کی سپاہ صف کشیدہ کھڑی تھی اور توپخانہ کو آگے چن رکھا تھا وہ مقاومت و مدافعت کے لئے مہیا و آمادہ ہوئی اس لئے فتح جنگ خان و اسلام خان کو نرغہ مین کر لیا نہ آگے جانے دیا نہ پیچھے ہٹنے معظم خان آیا۔

اُسنے نالہ سے پار جاکر شجاع کے دستگیر کرنے کا ارادہ کیا لیکن پھر سرداروں نے
کوتاہی و خودداری کی اور معظم خان کی بات نہین سُنی۔ ناچار معظم خان سابق پُل خانہ
لے کر نالہ کے اس طرف کھڑا ہوا دشمن کا لشکر اسطرف تھا برق افگنی و آتش فروزی
سے ہنگامۂ دشمن کشی و عدو سوزی کو گرم کیا اواخر روز سے اواسط شب تک لڑائی
رہی اور آدھی رات کے قریب دشمن نے جنگ موقوف کی۔ دوسرے روز معظم خان اکبرنگر
گیا تو شجاع لشکر شاہی کی برابر آیا دریاے گنگ سے عبور کرنے کا ارادہ کیا اُسکو
یہ اندیشہ تھا کہ اگر مین پہلے عبور کرون گا تو لشکر جسکو کوئی امید اُسسے نہ تھی
اسکو چھوڑکر عبور نہ کریگا اور اگر پہلے لشکر کو اُتارتا ہون اور خود قلیل آدمیون کے
ساتھ رہتا ہون تو گرفتار ہونے کا خوف ہے اسلئے اُسنے لشکرگاہ کے گرد
ایک عریض عمیق خندق کھُدوائی اور آلات توپخانہ سے اسکو استحکام دیا تاکہ
لشکر شاہی سے ایمن ہوکر دریا سے عبور کرے اس وقت محمد سلطان جس کے
رفاقت و اتفاق سے شجاع کی خاطر جمع نہ تھی اسکو دریا کے پار ٹانڈہ بھیجا۔
معظم خان نے فتح جنگ خان کو روانہ کیا کہ اکبرنگر پر قبضہ کرے اور دوگاچی سے
سونی تک جابجا تھانے بٹھائے مخلص خان کے ہاتھ بادشاہ نے ساڑھے اٹھارہ لاکھ
روپیہ بھیجا تھا وہ قلعہ مونگیر مین تھا نصیر الدین خان کو مونگیر سے خزانہ لانے کے لئے
مقرر کیا دوسرے روز داؤد خان کا نوارہ جس مین ایک سو ساٹھ کشتیان تھین
گذر دودھ پر آگئین ان دنون مین دریاے گنگ کے تین شعبے ہوگئے تھے ۱۲ ریا مندکور
کو پل باندھکر شعبۂ اول سے لشکر نے عبور کیا اور پھر شعبۂ دوم سے کشتیون مین بیٹھکر
عبور کیا اور اس جزیرہ مین لشکر آیا جو شعبۂ دوم و شعبہ سوم کے درمیان تھا۔
ان دنون مین اکثر اوقات ہوا تیز چلتی تھی اور دریا مین بہت تموج و تلاطم رہتا
تھا اس سبب سے تین روز مین لشکر نے عبور کیا خبر آئی کہ غنیم کے چند قراول موضع سمدہ
مین آئے ہین کہ ملاحون کے اہل و عیال کو لے جائین یہ موضع شعبہ بزرگ اور شعبہ سوم

گنگ کے درمیان اکبر نگر کے محاذی واقعہ ہے اور بنگالہ کے اکثر ملاح اس جگہ رہتے ہین
تو معظم خان نے دو سو سوار اپنے تابینیون کے پادشاہی قراولون کی ایک جماعت
کے ساتھ بھیجے کہ وہ دشمنون کو بھگا کے ملاحون کے اہل و عیال کو غنیم کی طرف جانے
سے روکین انہون نے سمدہ مین جاکر چند سوارون کو دستگیر کیا اور لے آئے سمدہ مین
ہزار سوار کا تھانہ شاہی بیٹھ گیا کہ ملاحون کے اہل و عیال کی حفاظت کرین اور اُن کو
دشمن سے نہ ملنے دین۔ یہان دو سوار اور گرفتار ہوے تو انکی زبانی معلوم ہوا کہ شجاع
نے نالہ جہانڈی پر پل باندھ کر یہ تجویز کی ہے کہ پادشاہزادہ محمد سلطان کو تونیخانہ
اور لشکر کے ساتھ دریا سے عبور کرکے دلیر خان اور داؤد خان سے لڑنے کو بھیجے
جب اُسنے یہ سُنا کہ لشکر شاہی شعبۂ بزرگ گنگ سے عبور کر آیا ہے تو اسکو ایسا
خوف ہوا کہ اُسنے پل کھلوا ڈلوایا۔ دلیر خان و داؤد خان کہ دریا کے اس طرف تھے
اواخر روز مین جریدہ دریا کے اسطرف آئے۔ اور معظم خان سے ملاقات کی اور صلاح کار
مین مشورہ کیا ایک پہر رات گئے وہ اپنے لشکر مین واپس گئے۔ غرض پندرہ بیس روز شب
لشکر شاہی اور شجاع کے لشکر مین محاربات عظیم ہوئے اور ہر بار لشکر شاہی کو فتح ہوئی
اور شجاع کو ہزیمت مگر اسپر وہ پھر اپنے نوارہ جنگی کی قوت سے دریا کے اوپر شجون مارنے
سے سخت لڑائیان کرتا اور مقابلہ مین مشغول ہوتا اس مابین مین یکہ تاز خان اور بہت سے
نامی آدمی پادشاہی مارے گئے اور اسلام خان و فتح جنگ خان اور دلیر خان اور
داؤد خان نے تردد ات نمایان کئے خاصکر اسکے بعد کہ بلند اختر کے ساتھ کے لشکر کے
محمد سلطان ملا۔ طرفین سے تردد ات صف رہا ہوتے تھے اور ہر بار ہر طرف غالب و مغلوب
ہوتی تھی۔ اور پھر مقابلہ و مقاتلہ مین مصروف۔ اور بہت سی جنگی کشتیان ضربتوپ سے
غرق اور دستگیر ہوئین۔ تمام جنگون کا بیان ہم ایک جنگ کا بیان کرتے ہین جو خالی غرابت
سے نہین ہے۔ آب گنگ کے اسطرف شجاع کی فوج تھی اور اسکا سردار بلند اختر
تھا اور اسکے ساتھ اور سردار اور توپخانہ تھا دریا کے کنارہ پر معبر کے سمت پر

بعض جا پایا تھا توپون کو لگایا تھا اور جنگ کے لئے مستعد بیٹھے تھے اور پادشاہی فوج
کا انتظار کر رہے تھے معظم خان کی فوج جسکی ہراولی بطریق قراولی آغر خان سے تعلق رکھتی
تھی دریا کے کنارہ پر آئی بعض جگہ پانی سینہ تک تھا۔ پایابی کی نشانی کے واسطے دونوطرف
چوبین نصب کین سارا لشکر پانی کی طغیانی اور توپ تفنگ کی آتشبازی سے روبرو ہونے
کی جرأت نہین کرتا تھا۔ آغر خان نے اپنا گھوڑا دریا مین ڈالا پیچھے دلیر خان نے اپنی
سواری کا ہاتھی پانی مین چلایا بعد ازان پسر دلیر خان گھوڑے پر سوار دلاورون کے ساتھ
بطریق یورش جان بازی کو کار فرما کے توپخانہ آتش بار کے مقابل دریا مین آیا اور بہمنی کی غیرت
سے اپنے سارے لشکر کو لے کر آب آتش کا مقابلہ کرتا ہوا چوب بندی کے درمیان
جو پانی کے نشان کے لئے کی گئی تھی روان ہوا روبرو سے گولہ توپ و گلولہ تفنگ ایسا
متصل برستا تھا کہ آنکھ کھولنے کی فرصت نہ دیتا تھا اور جسکے لگتا تھا اسکا سر پانی سے پھر
نہ نکلتا تھا اور نہ اسکا نشان ملتا تھا سپاہ کے اس ہنگامہ عبور مین ہاتھی گھوڑون کی ریل
پیل سے چوب بندی کا نشان بحال و بجا نہین تھا۔ سپاہ اور چارپایون کے تردد سے
پاؤن کے نیچے ریگ خالی ہوئی اور پایابی بالکل برطرف ہوگئی اسلئے بہتسے سوار اور
پیادے بحر فنا مین غرق ہوئے ایسی حالت مین پسر دلیر خان متوجہ دریا سے مع اسپ کے
دریا مین ایسا ڈوبا کہ پھر اسکے زندہ و مردہ کا نشان نہ ملا۔ غرش باران و گولے کے
اولون کے برسنے سے اور بارود کے دھوئین کے گھر جانے سے یہ حال ہوگیا کہ بیٹے
کو باپ نہین پہچانتا تھا اور بھائی کے حال کی بھائی خبر نہ لیتا تھا سارا دریا گلگون ہوگیا
تھا۔ جو گھوڑے تیر کر ایک جماعت کو بچا لائے و بعض جنکو تیرنا آتا تھا وہ گولہ و باران
کے صدمہ سے محفوظ ہوکر دریا سے پار جا کر جان بر ہوئے۔ دلیر خان کے فیل کے
آگے آغر خان غنیم کے پیادہ و سوار کے ہجوم کو شمشیر مارتا ہوا پھاڑتا چلا جاتا تھا کہ
ناگہان فیلبان کے اشارہ سے آغر خان کے سامنے ایک مست ہاتھی آیا اس نہایت درجہ
فیل کی خرطوم پر تلوار ماری فیل نے آغر خان کو مع گھوڑے کے سونڈ مین لے کر اوپر

اٹھایا اور آبشار مین پہنچا کہ راکب و مرکب جدا جدا دس گز کے فاصلہ پر ایک دوسرے سے دور جا پڑے دونو کے چوٹ لگی۔ گھوڑے کا رودہ پھٹ گیا لیکن آغر خان پھر گھوڑے پر سوار ہو کر چستی و چالاکی سے اس ہاتھی سے لڑنے پر تیار ہوا مگر گھوڑے مین یوں تا نہ تھا اسلئے یہ سمجھ کر کہ پھر اس بلائے سیاہ کے روبرو جانا جان کا رائگان کرنا ہے ہاتھی کے پیچھے سے جا کر فیلبان کی گردن تلوار سے اڑا کر اسکو نیچے گرایا اور گھوڑے کی پیٹھ پر سے فیل کی گردن پر جا کر سوار ہوا مگر ہاتھی کا کجک انکس ہاتھ نہ آیا اور ہاتھی بس مین نہ رہا اب حیران تھا کہ کیا کرون کہ اسکے ایک نوکر نے کہا کہ خنجر کو کمر سے غلاف مین سے نکالکر ہاتھی کی بنا گوش پر پہلائیے۔ اس حالت مین دلیر خان جسکا ہاتھی دس بیس قدم کے فاصلہ پر آغر خان کے پیچھے آتا تھا اس بہادر کا رستمانہ کام دیکھ کر آیا اپنے ہاتھی کو اسکے ہاتھی کے برابر لایا اور تحسین و آفرین کہتا ہوا ہاتھی کے ارد گرد تصدق ہونے لگا۔ آغر خان نے کہا کہ مین نے یہ ہاتھی بادشاہ کی سرکار کے لئے گرفتار کیا ہے مین امیدوار ہون کہ آپ فیلبان سرکار کو حکم دین کہ فیلخانہ مین اس ہاتھی کو داخل کرے اور میری سواری کے لئے اسپہار کو تل مرحمت ہون دلیر خان تحسین کر کے کہا کہ یہ ہاتھی بھی آپ کو مبارک ہو دو گھوڑے ترکی و عراقی اسکو تواضع کئے اور اپنے ایک فیلبان کو حکم دیا کہ ہاتھی پر سوار ہو۔ آغر خان گھوڑے پر سوار ہوا اور بہت سے افغانون کو دشمن کے مقابلہ مین لے گیا اور تیر مارنے شروع کئے اور پیاپے حملہ اور جیپلیشین کین شجاع کے دو تین سردار اور بہت سے غیر مشہور آدمی مارے گئے اور بادشاہ کی فوج کی بھی ایک جماعت زخمون سے سرخرو ہوئی۔ دشمن کا ہراول فرار ہوا اور شجاع کا بیٹا بھی بھاگ کر باپ پاس چلا گیا۔ القصہ اس دیرہ پر سخت لڑائیان ہوتی رہین۔ نالہائے قلسپر اور دریاے گنگ پر اور سواد ٹانڈہ کے اطراف مین۔

جب عالمگیر نے سنا کہ شجاع سے محمد سلطان جا ملا اور معظم خان نے فدویانہ تردد

اودنا کا حال۔

گئے ہین تو پادشاہ نے ازراہ احتیاط و مصلحت پانچوین ربیع الاول ۱۰۶۹ھ کو سمت
شرقی کا سفر شروع کیا اور اس زمانہ مین راجہ جسونت سنگھ کو از سر نو مہاراجہ کا
خطاب دیا سیر و شکار کرتا ہوا پادشاہ چلا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہزادہ محمد معظم اور
وزیر خان دکن سے پادشاہ پاس آئے۔ پادشاہ نے حوضہ طلائی بصورت بنگلہ
ہاتھی کے لئے ایجاد کیا تھا خان سامان اسکو تیار کرکے پادشاہ کے روبرو لایا
اسکو پادشاہ نے انعام دیا گنگا کے کنارہ ایک منزل مین سات روز قیام کرکے
مرزا سنجر پنجم ثانی خراسانی کی بیٹی سے پادشاہزادہ محمد معظم کا نکاح کیا۔

پادشاہزادہ محمد سلطان کا شجاع کے پاس سے مراجعت کرنا۔

پادشاہ پاس خبر آئی کہ پادشاہزادہ محمد سلطان شجاع کے پاس سے بھاگ کر
معظم خان سے آن ملا اس مجمل کی تفصیل یہ ہے۔
کہ برسات کے بعد جتنی لڑائیان شجاع اور پادشاہی لشکر کے درمیان ہوئین
انمین یہ شاہزادہ چچا کے ساتھ تھا معلوم نہین کہ وہ اپنے کئے سے پشیمان ہوا یا وہ
جیسا معظم کے ساتھ رہنے سے ناخوش تھا ایسا ہی وہ مرزا شجاع کی بعیت سے آزردہ خاطر
ہوا کیا اس نے یہ دیکھا کہ چچا جان کی شجاعت کچھ کام نہین کرتی اسکے ساتھ رہنے
سے سوا جان کھونے کے کچھ اور نہین حاصل ہوگا یا وہ خود ہی تلون مزاج تھا
غرض کچھ ہی سبب ہو اپنی خطا سے نادم ہوکر مراجعت کرنے کی فکر مین وہ
ہوا۔ خود اکبر نگر مین شجاع کے پاس تھا اور اسکی بیوی ٹانڈہ مین شجاع سے ایک
دو منزل پر تھی اسکی بیماری کی خبر آئی۔ اسنے شجاع سے بیوی کی عیادت کے لئے
رخصت لی اور ٹانڈہ مین آیا۔ اسلام خان دریا کی اس طرف لشکر شاہی کے ساتھ
موجود تھا اس پاس خفیہ پیغام بھیجا اور اپنے ارادہ سے اطلاع دی اور فوج
خطیر کی مدد مع اور لوازم کے طلب کی کہ وقت معین مین اشارہ پر وہ بھیجدی
۱۶ جمادی الاول ۱۰۶۹ھ کو خدمہ محل و چند خواجہ سرا لے کر مچھلی کی شکار کا بہانہ بنا
سوار ہوا اشرفیان و جواہر جسقدر اسکا ساتھ تھا لیا اور دریا کے کنارہ پر آیا۔

چار کشتیون مین سوار ہوکر معبر دو کاچی پر اسلام خان بموجب اشارہ کے انتظار کھینچ رہا تھا۔ شجاع کے آدمیون کو جب شاہزادہ کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو کشتیون مین سوار ہوئے اور انہون نے تعاقب کیا اسلام خان مع توپ خانہ و فوج کے ایستادہ تھا اُسنے جب شجاع کے آدمیون کو دیکھا تو اُنکے دفع کرنے کے لئے اور شاہزادہ کے استقبال کے لئے نوارہ مین روانہ ہوا دونوطرف سے توپین چلنی شروع ہوئین اگرچہ پادشاہزادہ مع محل خاص کے اور آدمیون کے آفت سے بچکر سلامت کنارہ پر پہنچا لیکن اس کی ایک کشتی جسمین بعض کارخانے اور کچھ خدمۂ محل تھین اور وہ گران بار تھی اور پیچھے رہ گئی تھی دو تین گولون کے لگنے سے ڈوب گئی کچھ عورت مرد ڈوب کر مرگئے بہت سے ملاحون کی مدد سے اور اسلام خان کی کشتی جا پہنچنے سے بچ گئے۔ جب یہ خبر معظم خان کو پہنچی تو وہ بہت خوش ہوا اس وقت ایک مختصر خیمہ اور حاضری اور میوہ پادشاہزادہ کے واسطے روانہ کیا۔ تین روز بعد شاہزادہ سے ملنے آیا اور پادشاہ کو حقیقت حال اور اسکے ساتھ شاہزادہ کی عرضداشت ارسال کی پادشاہ کے حکم سے شاہزادہ پادشاہ پاس بھیجا گیا اُسنے اسکو گوالیار کے قلعہ مین مقید کیا۔ مرزا شجاع نے جب یہ دیکھا تو اُسنے اپنے بیٹے بلند اختر کو حکم دیا کہ جہان جہان دریا پایاب ہوگئے ہون وہان مورچے باندھ کر لشکر شاہی کو نہ اترنے دے۔ اور وہ خود فوج لیکر داؤد خان کے لشکر کی برابر آیا۔ اب ٹانڈہ مین مرزا شجاع کے لشکر کا ہجوم تھا وہان معظم خان نے لشکر بھیجا۔ بکلہ گھاٹ کے قریب سخت لڑائی ہوئی مرزا نے ہزیمت پائی۔ اب شجاع نے اپنی مملکت بنگالہ اور دولت دیرسالہ سے دل اُٹھایا۔ ٹانڈہ گیا جہان اُس کا بنگاہ تھا وہان سے جہانگیر نگر مین جانے کا ارادہ کیا معظم خان بھی ٹانڈہ گیا اور وہان سے تردی پور جاکر شجاع کے نوارہ کی چار سو کشتیان گرفتار کرلین جنمین سے بعض اموال اور کارخانجات سے بھری ہوئی تھین شجاع کے انتظار مین۔ یہان یہ کشتیان بھری ہوئی تھین۔ ٹانڈہ مین شجاع نے دو غرابون مین نفائس و غرائب اموال مثل اشرفی و طلا و جواہر و مرصع آلات رکھے۔ اور دو اور غرابون مین منتخب اشیا اور کارخانے

لا دے ان چارون کو روانہ کیا اور ٹانڈہ سے خود ایک درخت زار مین آیا جب اُس نے
سُنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا تو پانچ چھہ گھڑی دن رہی دریا کے کنارہ پر گیا اور اپنے بیٹون
بلند اختر و زین الدین کو اور جان بیگ و سید عالم و سید قلی اور نک اور مرزا بیگ و خیدر سپاہی
و خدمہ و خواجہ سرایون کو ساتھ لیا۔ یہ کل تین سو آدمی تھے دریا ساٹھ کوس۔ وہ کشتی مین بیٹھا
پنجم شعبان سنہ ۲ جلوس مین جہانگیر نگر کی طرف گیا۔ باقی اسکے اور عمدہ نوکرون اور سردارون
نے صلاح اندیشی سے مفارقت اختیار کی اور لشکر کے خودسرون نے اسکے مال کو لوٹنا شروع
کیا صفدل خواجہ سرا اسکا چھہ ہاتھیون اور بارہ اونٹون پر اسباب لاد کر کشتیون مین داخل
کرنے کے لئے جاتا تھا اسکو اوباشون نے لوٹ لیا۔ ششم ماہ مذکور کو معظم خان ٹانڈہ مین
آگیا اس غارتگری کا انتظام کیا لشکر کے اوباش جو مال کو لوٹ کر لے گئے تھے ان سے وہ مال
واپس لیا اور شجاع کی جو عورات و پردگیان وہان رہتی تھین انکی حراست کے واسطے
چوکی پہرہ مقرر کیا اور قدیمی ناظرون اور خواجہ سرایون کو سخت تاکید کی کہ وہ بدستور قدیم
اپنی خدمت بجا لائین اور ہوشیاری اور بیداری پیشتر سے بیشتر رکھین آخر کو ان سب
مستورات کو بادشاہ پاس بھیجدیا۔ شجاع نے جو دو عراب جواہر وغیرہ سے پُر کرکے
بھیجے تھے بادشاہی لشکر نے کشتیون مین سوار ہوکر انکو گرفتار کرلیا اور سارے جواہر اموال
بادشاہی ضبطی مین آئے اور بیس اور کشتیان شجاع کے مال اسباب کی پکڑین گئین اور ان
مین سید عالم کا برادر زادہ اور شجاع کا بیٹی اور بعض اور انکے بڑے امیر اسیر ہوئے۔
شجاع کا اجمال غارت ہوتا معظم خان کی حسن سعی سے اسکا استرداد ہوتا۔ آٹھوین ماہ مذکور کو
شجاع کے عمدہ نوکر مثل سراج الدین جابری اسفندیار محموری و میر مرتضی نامی وغیرہ معظم خان سے
آن ملے خان نے انکو جان و مال کی امان دی اور ترحم شاہی کی نوید سُنائی اور ہر ایک کو
مناسب مناصب لا دیئے۔ جب بادشاہی لشکر خشکی سے جہانگیر نگر پہنچا تو وہان بھی وہ نہ
رہ سکا۔ جہانگیر نگر مین جبتک اسکا بڑا بیٹا زین الدین رہا شجاع کے اشارہ سے وہ راجہ
رخنگ (اراکان) سے رسل و رسائل رکھتا اور مکرر اُس پاس آدمی ارمغان کے ساتھ بھیجتا

منور خان جہانگیر نگر کا زمیندار تھا اُسنے اُس حدود کے زمینداران کو اپنے ساتھ
متفق کرکے شجاع کا فرمان برنہ ہونے دیا۔ منور خان کے دفع کرنے کے لئے راجہ سے
کمک طلب کی تو راجہ نے اس وقت ایک جماعت کثیر رختگیون کی بہت جلیہ و غرابے کے ساتھ
بھیجدی۔ زین الدین اس سپاہ کو لیکر منور خان سے لڑنے گیا اور اسکو شکست دی
اور اس مہم کے جلد و مین رختگیون کو نقد و جنس دیکر واپس بھیجدیا اور نامہ و پیام بھیجکر
راجہ سے یہ بات ٹھہرائی کہ جسوقت شجاع جہانگیر نگر سے رختگ مین آنا چاہے تو
وہ ایک جماعت کو سرحد پر بھیجدے کہ وہ اسکو رختگ مین لیجاے۔ چاٹ گام
رختگ کی سرحد پر ہے وہان کے حاکم کو راجہ نے تاکید کردی کہ اس باب
مین شجاع کوئی اشارہ کرے تو بے توقف اسکے پاس ایک گروہ کو بھیجدے۔
جب شجاع ٹانڈہ سے جہانگیر نگر مین آیا اور اسکو یقین ہوا کہ لشکر شاہی اُس کے
پاؤن یہان جمنے نہین دیگا اور چارہ کار سوائے اسکے کوئی اور نہین ہوگا کہ رختگ
کی طرف مین بھاگون تو اُسنے راجہ رختگ پاس اپنے آدمیون کے ہاتھ نوشتے
بھیجکر درخواست کی کہ اپنے آدمیون کی ایک جماعت کو میری رہبری و ہمراہی
کے لئے بھیجدو کہ وہ تمہاری ولایت مین مجھے لے جائین ایک مہینہ تک جواب کا انتظار
کیا معظم خان کا لشکر اسکے پیچھے پڑا تھا اسکے پاس آنے کی خبر سنکر وہ ڈرا اور اسکا انتظار
نہ کیا کہ رختگ سے اسکے آدمی آجائین وہ ۲۶ رمضان آغاز ۱۰۷۱ھ جلوس کو زین العابدین و
بلند اختر و زین العابدین اپنے بیٹون کو اور چند رفیقون مثل جان بیگ و سید عالم
و سید قلی از باب و مرزا بیگ اور سپاہیون کی ایک جماعت اور چند خدمہ و خواجہ
کو لیکر جہانگیر نگر سے برآمد ہوا۔ راستہ مین کہین کشتیان نہ ملین اسکے رفیق جو اب تک ساتھ تھے اُس سے
جدا ہوئے۔ تین مہینے ہوئے تھے کہ زین الدین نے ایک شخص کو راجہ رختگ پاس اور
جہانگیر نگر مین شجاع کے آنے سے تین چار روز پہلے حاکم چاٹگام پاس دو آدمی
بھیجے تھے وہ تینون آدمی اور اکیاون جلیہ رختگی فرنگی مردان کار اور دو

ضرب پیکار سے پر جو حاکم چاٹگام نے راجہ رخنگ کے اشارہ سے تیار کئے تھے وہ کمک
کے طور پر شجاع سے ملے اور انہون نے راجہ اور حاکم چاٹگام کا نوشتہ اسکو دیا۔ اور رخنگ
کے سردارون نے کہا کہ اگرچہ راجہ نے ہمکو آپ کی کمک و امداد کو بھیجا ہے اور قرار
دیا ہے کہ خود چاٹگام مین آن کر بیٹھے اور متعاقب نوارۂ عظیم بھیجے اور خشکی کی راہ سے
بھی ایک جماعت کو تعین کرے لیکن یہ سارے مراتب اس صورت مین ہین کہ آپ جہانگیر نگر مین
ثبات قدم رکھین آپ اضطراب کرکے وہان سے جو چلے آئے ہین اب ہمکو حکم نہین ہے کہ
آپ کو رخنگ لے جائین شجاع نے اُن سے کہا کہ مین جہانگیر نگر سے اسی عزیمت سے
باہر آیا ہون کہ موضع بہلوہ مین کہ سرحد ملک پادشاہی ہے اقامت کرون اور اگلے
قلعے اور تھانون کو استحکام دون اور تمہاری اعانت و اتفاق سے جو چاہتا ہون
وہ قوہ سے فعل مین لاؤن تو یہ گروہ اسکی مرافقت و موافقت پر راضی ہوا اور اسکی
ہمراہ ہوا اس روز پرگنہ لکھی دیہ مین منزل کی دوسرے روز صبح کو یہان سے نوارہ
رخنگ کے ساتھ روانہ ہوا اور پرگنہ بہلوہ مین قلعہ بہلوہ سے چار کوس پر مقیم ہوا۔
یہان حسین بیگ قلعہ دار بہلوہ کے اشارہ سے امام قلی اسکا خویش شجاع سے ملنے آیا
شجاع نے اُسکی استمالت کی اور اسکو بھیجا کہ وہ حسین بیگ کو سمجھا بجھا کر لائے حسین بیگ اپنی
کم عقلی سے سو سوارون کے ساتھ لیکر قلعہ بہلوہ سے شجاع کی ملاقات کو گیا شجاع
نے اسکو اور امام قلی کو حوالات مین کرکے اسکو قلعہ حوالہ کرنے کی تکلیف دی اور حکم دیا
کہ حسین بیگ اپنے آدمیون کو جو قلعہ مین موجود ہین لکھے کہ قلعہ کو مع تمام اموال کے شجاع
کے آدمیون کو سپرد کرے دوسرے روز مرزا بیگ کو بارہ آدمیون کے ساتھ کشتیون
مین بٹھا کر بھیجا اور حسین بیگ کا نوشتہ دیا کہ جاکر قلعہ کو مع اموال اور اشیا اپنے تصرف
مین لائین مرزا بیگ نے قلعہ سے دو کروہ پر کشتی کو ٹھیرایا اور ایک آدمی کے ہاتھ
حسین بیگ کا نوشتہ اسکے گماشتون کے پاس بھیجا جو قلعے مین تھے اور انکو پیغام دیا کہ
وہ چند مرکوب بھیجین کہ کشتی سے اُتر کر ہمراہیون سمیت قلعہ مین آئین۔ جب

نوشتہ اہل قلعہ پاس پہنچا تو اُنہون نے صواب اندیشی و کارشناسی سے قلعہ کے دینے سے
بظاہر انکار کیا اور جواب بھیجا کہ سواری کے لئے ہم گھوڑے بھیجتے ہین اور ایک چند
ساعت کے بعد مظفر نام غلام حسین بیگ اور ایک ہندو جو اسکا دیوان تھا اسی سوار اور
چار سو پیادے و بندوقچی اور تیر انداز اور دو فیل دریا کے کنارہ پر آنکر لڑنے لگے۔ اور
ہاتھیون کو پانی مین لیجاکر کشتیون پر پہنچے مرزا بیگ کو دس آدمیون کے ساتھ گرفتار
کرلیا اور باقی دو آدمی اسکے ہمراہی بھاگ کر شجاع پاس گئے اور اس واقعہ کی خبر سنائی
شجاع نے یہ تجویز کی کہ رخنگیون اور انکے نوارہ کو لیجاکر قلعہ بہلوہ کو تصرف مین لائے
صبح کو ایک اور سردار تین کشتیان چاٹگام سے لیکر آگیا جب رخنگیون نے دیکھا کہ اسکا کام
صلاح و اصلاح سے باہر ہے تو اُنہون نے شجاع کی درخواست کو کہ قلعہ پر چلکر
لڑین نامنظور کیا اور یہ معذرت کی کہ ہمارا ادب و آئین یہ نہین ہی کہ ہم کشتی سے اُترکر جنگ
کرین ہم تو پ و تفنگ سے روئے آب پر آتش کارزار کو روشن کرتے ہین اور حسین بیگ
ابا کش کو جو شجاع کی قید مین تھا اور وہی قلعہ بہلوہ کی ہوس کا سرمایہ تھا اسکو طلب
کیا اور کہا کہ ہم تجھسے معاملہ رکھتے ہین جب شجاع نے اُسکے بھیجنے مین حیلے حوالے کئے تو اُنہون
نے ناخوش و ملحی سے حسین بیگ و امام قلی کو قید سے آزاد کیا اور اپنے پاس لے گئے اس مقدمہ
کے بعد انہون نے کہا کہ اگر بہلوہ تصرف مین آتا تو آپکے کسی بیٹے کو یہان مقرر کرتے اور آپکو
رخنگ لے جاتے لیکن اب بہلوہ تو ہاتھ آیا نہین صلاح اس مین ہی کہ بے توقف و درنگ
رخنگ کو روانہ ہون شجاع نے اسبات کو قبول کرلیا اور وہ اس ناحیہ مین چلا گیا شجاع کے
آدمیون کو جب اُس کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اکثر سپاہی اور خدمہ و ملاح متفرق ہوگئے
اور ہر ایک کشتی کسی طرف چلا گیا غرض شجاع نے بنگالہ سے قطع امید کی اور جزیرہ رخنگ
مین چلا گیا یہ جزیرہ عالم کے معمورون مین ازدل اور کافرون کا مسکن ہی مملکت وسیع بنگالہ
اور اپنی دولت و حشمت چندین سالہ کو شجاع برباد کرکے اس قوم کے سرگروہ سے ملاقات
کرنے گیا جو آدمیت و انسانیت سے کوسون دور ہے دین و دانش و مروت و مردمی سے

مجبور اس بُری وقت اور حال مین سادات بارہ مین سے سید عالم اور سید قلی اور بارہ اور معزز آدمیون نے اسکی رفاقت نہین چھوڑی کل چالیس آدمی اسکے ساتھ تھے۔ رخنگ کا نام اصل مین راکنیگ ہے جسکو مسلمانون نے رخنگ اور انگریزون نے اراکان اور برہما والون نے یاکنیگ بنا لیا ہے۔

راجہ کرن کا بغاوت کرکے امیر خان کے پاس جانا

شاہجہان کی بیماری کی حالت مین داراشکوہ کے بہکانے سے بے حکم راجہ کرن دکن سے چلا آیا تھا پھر عالمگیر کے پاس اس ندامت کے دور کرنے کے لئے نہین آیا تھا اور کوتہ اندیشی سے احکام کے جواب مین عذر عذر آمیز سے دفع الوقت کرتا تھا بادشاہ نے اس کی تنبیہ کے لئے نو ہزار سپاہ امیر خان کو سپرد کی۔ راجہ کا بیٹا کیسری سنگھ باپ سے جدا ہوکر بادشاہ کے ہمراہ رہتا تھا۔ باپ کے استیصال کے لئے خود درخواست کرکے امیر خان کے ساتھ گیا جب امیر خان اس کرکولے کے نیچا نیر مین آیا تو راؤ کرن خواب غفلت سے بیدار ہوا اس نے سوچا کہ اگر لڑتا ہون تو سارا گھر بار مال متاع ناموس برباد جائیگی اسلئے امیر خان کو اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اپنے دو بیٹون انوپ سنگھ و پدم سنگھ کو ساتھ لاکر بادشاہ کی زمین بوس ہوا۔ بادشاہ نے اسکا قصور معاف کر دیا۔

مرہٹون کے ملک اور قوم کا حال

عالمگیر کے عہد سلطنت کا واقعہ عظیم مرہٹون کی ترقی ہے اس لئے ہم انکے ملک اور قوم کا مختصر بیان لکھ دیتے ہین ہندؤن کے جغرافیہ کے موافق دکن عبارت اس ملک سے ہے جو نربدہ اور مہاندی دریاؤن کے جنوب مین واقع ہے اگرچہ دکن کے حصے بہت سے ہین مگر ان مین پانچ بڑے حصے ہین (۱) ڈراوید (۲) کرناٹک (۳) اندرا تلنگانہ (۴) گونڈوانہ (۵) مہاراشٹر۔ جب غیر ملکون کے باشندون کے ساتھ مقابلہ کرتے ہین تو ہم مہاراشٹر کے رہنے والون کو مرہٹہ کہتے ہین لیکن بجائے خود مہاراشٹر کے باشندون کی نام جدا جدا ہین۔ مہاراشٹر مین جن خاندانون مین سپہ گری کا پیشہ ہوتا ہے ان کو مرہٹہ کہتے ہین مہاراشٹر کا ہر باشندہ اپنے ملک مین مرہٹہ نہین کہلاتا۔ مہاراشٹر کی

دکن اور مرہٹون کے ملک کا بیان

کی حدود ہر زمانہ مین بدلتی رہی ہے مرہٹون کی قوم اس سرزمین مین بستی ہی جو کوہستان کے سلسلہ اور ایک خط کے درمیان واقع ہی۔ یہ کوہستانون کا سلسلہ وہ ہے جو نربدا کے جنوب کی اننگ مین سلسلہ بندھیا چل کے متوازی پھیلتا ہے اور خط وہ ہے جو گوا سے ساحل بحر پر بیدر اور چاندہ کے درمیان وارد ہ پر گذرتا ہوا کھینچا جاے یہ دریا اسکی مشرقی حد اور سمندر اسکی مغربی حد ہے۔ دکن کے چہرہ مین سلسلہ کوہ سہیادری۔ خوشنما خط و خال ہی جسکو گھاٹ کہتے ہین جو اسکے مغرب مین اپنے پاؤن پھیلاتا ہے اور سر اونچا کرتا ہے دو سمندر سے بیس چالیس میل کے فاصلہ پر ہے گو وہ بہت اونچا نہین ہی صرف تین ہزار فیٹ سے پانچ ہزار فیٹ تک اونچا ہے مگر اس مین بعض خصوصیات اور زمینون کو مختلف حصون مین تقسیم کرنا ایسا ہے کہ وہ شہرت دکن مین ایسی رکھتا ہے جیسی کہ اوتر مین ہمالیہ۔ مغرب کی طرف وہ سطح سمندر سے ایسا بلند ہے کہ دشمن کے آنے کے لئے ایسی سد ہے کہ اسکو اندر گھسنے نہین دیتی اسکے مشرق مین ایک مرتفع سرزمین سطح سمندر سے ڈیڑھ دو ہزار فیٹ اونچی ہی اور مرہٹون کے ملک سے بتدریج اسمین ڈھلان خلیج بنگالہ تک ہوتا چلا جاتا ہے اس پہاڑ اور سمندر کے درمیان ایک خطہ زمین ہے جسکو ولایت کونکن یا کونکن کان کہتے ہین اسمین زرخیز بندر جیسے چیول اور ابل ہین واقع ہین اسکے ایک حصہ مین کوہستان و درہ و سنگلاخ اور بعضے بیشے و جنگل ہین۔ ہماری جغرافیہ مین اسکا مفصل حال پڑھو ہم مرہٹون کا حال جو مسلمانون کے عہد سلطنت سے متعلق ہی یہان لکھتے ہین باقیماندہ حال تاریخ عہد بگاشیہ مین دیکھو۔

جیسے ہندوستان کے ہر یک ملک کی تاریخ مایہ کی ہین ہے ایسی ہی مہاراشٹر کی مسلمانون کے حملہ سے پہلے فقط دو چار انقلابون کا بیان لکھا ہے۔ مہاراشٹر کے اصلی باشندے کرسی ہین جو اس ملک مین گنواری گانا جانتے ہین تاریخ سے تحقیق ہوتا ہے کہ یہان ایک راج تھا جسکی راجدھانی ناگارا تھی یہان کے راجاؤن کی قوت کو شالباہن نے خاک مین ملا دیا۔ شالباہن ایک رذیل قوم کا آدمی تھا اس نے اس راجہ کا ملک فتح کر لیا جو قوم کا راجپوت مسودیہ کے نسل سے تھا۔ شالباہن نے اس راجہ کے سارے خاندان کو قتل کیا

مگر ایک عورت اپنے بچے کے ساتھ جان سلامت لے کر نکل گئی اور ست پوری کے پہاڑون مین اُس لڑکے نے پرورش پائی
اور یہی کاچھوکے رانا کے بنس کا بانی ہوا۔ چیتور کے رانا سے اودے پور کے رانا پیدا ہوئے۔ . . . . .
اس خاندان مین سے مرہٹون کی قوم کا بانی پیدا ہوا بعد اسکے جہار اشتر مین جو اور
انقلابات ہوئے انکا حال بتحقیق نہین ہوا اور پی تھان سے دار السلطنت دیوگڈھ مین
(جسکو حال مین دولت اباد کہتے ہین) بدل گیا۔ یہان شال باہن سے متواتر راجہ
جادو رائدیو تک ہوتے آئے تیرھوین صدی کے آخر مین جب مسلمان یہان آئے ہین تو
یہی راجہ تھا جسکا ذکر تمنے اس زمانہ کی تاریخ مین پڑھا ہوگا معتبر نوشتون سے معلوم ہوتا ہے
کہ مرہٹون کا ملک چھوٹی چھوٹی ریاستون مین تقسیم ہوگیا۔ تاریخ فرشتہ مین ان
راجاؤن کا جو بیان آیا ہے وہ ہمنے پہلے لکھ دیا ہے۔
مرہٹے رانا کی نسل مین ہونے کا دعوی کرتے ہین چھتریون کا یہ دعوی ہے کہ ہمارے
پیٹ سے سپاہی پیدا ہوتے ہین اور خدا نے سپہ گری کا کام ہماری نسل سے مخصوص کیا ہے
اسلئے مرہٹون نے بھی جو سپاہیون کا فرقہ ہے چھتری ہونے کا دعوی کیا اس دعوی کا
جھوٹا سچا ثابت کرنا نہایت مشکل ہے مگر ان راجپوتون اور مرہٹون مین یہ فرق ہے
کہ راجپوتون کی قوم کی یہ عادت ہے کہ جب انکی عزت پر بری آن بنتی ہے تو وہ
ہاتھ پاؤن ہلاتے ہین نہین کاہل رہتے ہین برخلاف اسکے مرہٹون کے کہ وہ اپنی غرض
و مطلب حاصل کرنے کے لئے جان جوکھون مین پڑجاتے ہین فقط عزت ہی کے لئے نہین
لڑتے بلکہ اپنے مطلب اور اغراض کے لئے بھی کوشش و کشش کرتے ہین ادنے راجپوت کے
چہرہ مین وجاہت شرافت پائی جائیگی اور اعلی مرہٹے کے چہرہ مین اکھڑپن اور گنوارپن
ظاہر ہوگا اگر یہ دو کسی ایک شخص کے دشمن ہوجائین تو راجپوت دانا دشمن اور مرہٹہ
ہیبت ناک اور ناخدا ترس دشمن ہوگا۔
تاریخ مین مرہٹون کا ذکر اس طرح نہین آتا کہ وہ ایک قوم تھی جب اول اول مسلمانون
نے دکن پر حملہ کیا ہے تو کہین مرہٹون کا نام نہین آیا اور ایسی ان پر کم توجہی تھی

کہ سترہوین صدی مین جب وہ اپنے کوہستانی و میدانی وطن سے نکلے ہین لوگ اور قومین انکو ایک اجنبی اور نئی قوم سمجھتی تھی ہمارا مطلب فقط یہ ہے کہ ہم یہ بتلائین کہ مسلمانون کے عہد سلطنت مین مرہٹون کا سال کیا تھا اسلئے فقط اسی کو لکھتے ہین۔ جب مسلمانون نے دکن کو فتح کیا اور دیوگڈھ کا نام بدل کر دولت آباد رکھا اور بعد ازان سلطنت بہمنیہ کا اقبال چمکا اور اسکو استقلال ہوا تو مرہٹون نے چند مرتبہ مسلمان حاکمون سے سرکشی کی اور ایک مرتبہ راجہ نے مسلمانون کے لشکر کو دغا سے مار ڈالا جب خاندان بہمنیہ ختم ہوگیا تو پانچ اور سلطنتین اسکی جگہ قائم ہوئین۔

ان سلاطین پنجگانہ کی ابتداء سلطنت مین مرہٹون کا حال وہی رہا جو سلاطین بہمنیہ کی سلطنت مین تھا اکثر کوہستانی قلعون مین مرہٹے متعین کئے جاتے کبھی وہ سرکار شاہی سے تنخواہ پاتے اور کبھی جاگیرین انکو ملتین کبھی وہ دیس مکھ (چودہری یا زمیندار یا دیسائی) ہوتے پھر مرہٹے منصب دار ہونے لگے۔ مرہٹے گھوڑون کو تھوڑے دنون مین جمع کر لیتے اور انکے تعداد کے موافق وہ منصب دار ہو جاتے انکا نوکر رکھنا اور برطرف کرنا سلاطین دکن کی مرضی پر تھا۔ اس طرح کی سپاہ رکھنے مین مسرف اور بے انتظام سلطنت کو بڑی آسانی تھی ان بادشاہون نے ان مرہٹون کو انکے قدیمی خطاب راجہ۔ نایک۔ راؤ کے دیئے اور ان خطابون کے ساتھ انکا ساز و سامان بھی انکو دیا جس سے وہ ایک شان سے رہنے لگے۔ تاریخ فرشتہ مین بھی کبھی کبھی برگی کا ذکر آتا ہے مسلمان اکثر کرناٹک کے ناٹکون پر اسکا اطلاق کرتے ہین اہل کرناٹک جو مسلمانون کی زبان نہین بول سکتے تھے وہ برگی کی جگہ اپنے تئین مرہٹہ کہتے تھے۔ تمام مرہٹہ منصب دارون کی سپاہ برگی کہلاتی تھی یہ سپاہ دشمنون کی راہون کے روکنے کے لئے اور انکے پاس آذوقہ رسد نہ پہنچنے کے واسطے اور بھاگتے ہوئے دشمن کے تعاقب مین لوٹ مار کے کام کے لئے اور ملکون کی تاخت و تاراج کے واسطے مقرر کی جاتی تھی تاریخ فرشتہ مین لکھا ہے کہ کرناٹک مین بعض برگی سردارون نے سرکشی کی جنکو عادل شاہ نے دغا سے مار ڈالا برہمن واسو جی اس

وغامین مارا گیا وہ بڑا کارکن تھا۔ پھر ابراہیم عادل شاہ کے حکم کے نیچے برگی نظام شاہی سے لڑے۔ بیجاپور اور احمد نگر کے سلاطین کی سپاہ مین برگی بہت تھے کیونکہ اس قلمرو مین مہاراشٹر داخل تھا۔ گولکنڈہ کے بادشاہ کی سپاہ مین کچھ برگی تھے۔

بیجاپور کی ریاست مین بڑے بڑے مرہٹے سردار بتفصیل ذیل تھے۔ (۱) چندر راؤ موری (۲) راؤ نائک نمبل کر جسکو پھول تن راؤ بھی کہتے ہین (۳) جوج ہر راؤ گھاٹ گے۔ (۴) راؤ مانے (۵) گھورپورے (۶) ڈفلے (۷) ساونت بہادر دیس مکھ واری کا

احمد نگر کی ریاست مین مرہٹہ سردار بتفصیل ذیل تھے (۱) راؤ جادو (۲) راجہ بھوسلہ اور باقی اور چھوٹے چھوٹے سردار۔

ان سب سردارون کے نام تاریخ دکن مین مذکور ہین اکثر انمین سے دیس مکھ تھے۔

احمد نگر کی سلطنت مین جادو رائے دیس مکھ منکھیر کا بیان ہوا ہے۔ وہ غالبًا راجہ دیوگڈھ کی اولاد مین سے تھا۔ سولھوین صدی کے آخر مین موکھ جی جادو راؤ کے خاندان سے زیادہ قوی کوئی اور خاندان نہ تھا۔ نظام شاہ کی طرف سے اسکی جاگیر دس ہزار سوارون کی تھی اسی طرح ایک اور خاندان تھا جسکا لقب بھوسلہ تھا ہم کو زیادہ تر اس خاندان کے بیان کرنے سے کام پڑیگا۔ بھوسلہ پاس کئی پٹیل تھے وہ ایک گاؤن ویرول مین دولت آباد کے نزدیک رہتا تھا۔ باپ جی بھوسلہ کے دو بیٹے تھے۔ بڑے کا نام مالوجی اور چھوٹے کا نام ونوجی تھا۔ مالوجی کی پہلی شادی دیپا بائی سے ہوئی جو دنگوجی یعنی جگ نال راؤ نائک نمبل گردیس مکھ پھول تن کی بہن تھی۔ مالوجی کی اولاد نہین پیدا ہوئی تھی احمد نگر مین ایک فقیر شاہ شریف کی دعا سے اسکے بیٹا پیدا ہوا جسکا نام فقیر کے سبب شاہ رکھا گیا اور مرہٹون کا تعظیم کا لفظ جی اسکے آگے بڑھایا گیا۔ شاہ جی نام ہوا جسکو شاہ جی یا ساہو جی بھی کہتے ہین۔ یہ شاہ جی ۱۵۹۴ء مین پیدا ہوا مالوجی بھوسلہ بڑا چالاک سکدار تھا اسنے اپنی حسن خدمت گذاری سے بڑا درجہ حاصل کیا تھا اسکا بیٹا شاہ جی بھی بہت خوبصورت تھا ۱۵۹۹ء مین ہولی کی تہوار مین

یہ لڑکا اپنے باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ ہندؤن کا دستور ہے کہ اس تہوار مین وہ بڑے آدمیون سے ملنے جایا کرتے ہین۔ اس تہوار کے پانچوین دن ایک جلسہ مین شاہ جی باپ کے ساتھ جادو رائے کے گھر مین آیا۔ جادو رائے نے شاہ جی کو پیار سے اپنے پاس بلایا اسکی برابر اسکی بیٹی جی جی تین برس کی بیٹی تھی لڑکی سے کہا کہ تو اس لڑکے (شاہ جی) کو اپنا دولھ بنائے گی۔ پھر اُس نے مجلس کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ یہ کیا اچھی دولھا دولھن ہین۔ یہ دونو بچے ہولی کی رسم کے موافق گلال ایک دوسرے پر پھینک رہے تھے اہل مجلس اس تماشے کو دیکھکر ہنس رہے تھے۔ مالوجی بھوسلہ اُٹھا اُسنے کہا کہ ساری سبھا گواہ ہے کہ میرے بیٹے کی سگائی جادو رائے کی بیٹی سے ہوچکی اہل مجلس نے اسکو مان لیا اور جادو رائے متحیر ہوکر خاموش ہوگیا۔ جادو رائے نے یہ بتلانے کے لئے کہ جو مین نے کہا تھا وہ فقط ہنسی کی بات تھی۔ مالوجی کو دعوت مین بلایا مگر مالوجی نے کہا کہ جبتک تم شاہ جی کو اپنا جنوائی نہ مانوگے مین دعوت مین نہین آنے کا۔ جادو رائو نے اس سے سخت انکار کیا اسکی بیوی جو بڑی مغرور آن تان کی تھی وہ میان پہ بڑی خفا ہوئی کہ تو نے ایسے بات کو ہنسی سے کیون مُنہ سے نکالا۔ کہ اسکی بیٹی شاہ جی سے بیاہی جائے۔ مالوجی بڑا مستقل مزاج تھا اور اپنا مطلب نکالنا خوب جانتا تھا خواہ کسی طرح ہو۔ وہ اپنے گاؤن کو چلا گیا وہان جاکر کہا کہ بھوانی دیبی نے اس پاس آکر اسکو بڑا خزانہ بتلا دیا ہے یہ دولت اُسنے نظام شاہ کے عہد مین جو سترہ برس کا تھا ملک کی لوٹ مار سے جمع کی ہوگی۔ یہ روپیہ چار گونڈی کے ایک ساہوکار شیونائک پونڈے کو ..... حوالہ کیا کہ لوگون کو اس کی دولت کا یقین ہو اس دولت سے گھوڑے خریدے۔ تال و کنوین کھدوائے۔ مندرون مین روپیہ چھپایا اور اسی دُھن مین لگا رہا کہ جادو رائے سے رشتہ مذکور ہو اس مین اسکو منصب پنجہزاری ملگیا اور سیوبیری اور چاکنہ اسکی جاگیر مین ملگئے غرض اس جاہ و منصب

دولتمندی نے خاندان کے عیب پر پردہ ڈالدیا اور جادورائے بیٹی بیاہنے پر راضی ہوگیا
شاہ جی اور جی جی بی کا بیاہ بڑی دھوم دھام سے ہوگیا اور سلطان اس مین شریک
ہوا۔ اس بیوی سے شاہ جی کے دو بیٹے سنبھاجی وسیواجی پیدا ہوئے۔ بڑا بیٹا سنبھاجی باپ کو
عزیز تھا ہمیشہ اسکو اپنی ساتھ رکھتا تھا۔ سیواجی ماں کو بہت عزیز تھا جب وہ خاوند سے
اس سبب سے ناراض ہوئی کہ اُسنے دوسری شادی کرلی تو سیواجی اپنی ماں کے ساتھ
باپ سے جدا ہوکر پونہ چلا گیا۔
مغلون نے جو گولکنڈہ واحمدنگر وبیجاپور کو فتح کرکے اپنی سلطنت مین داخل کرنے کا ارادہ کیا
اس سبب سے مرہٹون کا بڑا عروج ہوا اُس سے دکن مین مسلمان سلاطین کی قوت ٹوٹ گئی
مرہٹون کی طاقت بڑھ گئی۔ ملک عنبر نے مرہٹون کو بڑا سردار بنایا یہ حال سب تاریخ
دکن مین پڑھ لو۔
خافی خان لکھتا ہے کہ دکن اور یہان کے مرہٹون کے ثقہ آدمیون کی زبانی سیواجی کے
اصل اور نسب کا حال یہ سُنا گیا ہے کہ اصل مین اسکے اجداد کا رشتہ رانا چیتوڑ کے سلسلہ سے
ملتا ہے راجپوتون اور تمام قوم ہندو مین یہ مقرر ہے کہ اگر اپنے اور غیر ذات کے پاکیزہ کے
بطن سے فرزند پیدا ہو تو اسکو بدقوم وشوم جانتے ہین اس صورت مین کہ عالم جوانی وشہوت
رانی مین کوئی فرزند غیر کفو سے پیدا ہو تو اسکو خانہ زاد وکنیز وغلام اعتبار کرتے ہین اور
اس اولاد کو ترکہ میت نہین پہنچتا۔ مادر مولود پدر کی نسبت عجیبہ ہو مگر فقط اتنی بات
کہ وہ اپنی قوم سے نہ ہو تو اس سے نسبت وکدخدائی نہین کرتے اگر بطریق عاشقی مدخولہ
کرتے ہین تو اسکی اولاد کمال بے اعتباری سے ولد الزنا کی طرح پرورش پاتی ہے اور
اسکی کدخدائی اسی کی ہمجنس سے ہوتی ہے مثلاً اگر زن قوم بقال سے کسی کمتر قوم کے گھر
یا دختر بکر برہمن کھتری کایتھ کے تصرف مین آئے تو جو فرزند پیدا ہوگا وہ کنیز وغلام متصور
ہوگا کہتے ہین کہ سیواجی کے اجداد مین سے جو بھوسلہ سے ملقب تھا وہ ملک رانا کے
اطراف مین مسکن رکھتا تھا اس نے ایک بد اصل غیر قوم عورت سے تعلق پیدا کیا اور

دستور کے موافق عقد کیا اور اسکو اپنا مدخولہ بنایا اسسے بیٹا پیدا ہوا خویش و تبار کے طعن کے
اندیشہ سے اس مولود کو ایک دودھ پلانے والی مقرر کرکے پہاڑ کے گوشہ و کنار مین پوشیدہ
پرورش کرتا تھا وہ اس عورت سے ایسی دلبستگی رکھتا تھا کہ ہرچند باپون نے چاہا کہ اسکا
بیاہ اپنی قوم مین کرین مگر اسنے قبول نہین کیا جب اس فرط محبت سے بھانڈا پھوٹا اور خویش و
بیگانہ مین فرزند کی پرورش کا ذکر مشتہر ہوا تو اپنے بیٹے کو جہان وہ پوشیدہ مکان مین
تھا لیکر دکن کو روانہ ہوا۔ باوجودیکہ یہ جھوٹ مشہور ہوگیا تھا کہ اسکا بیٹا ہمقوم عورت سے
پیدا ہوا ہے صحیح النسب راجپوتون مین سے کوئی اس لڑکے سے شادی نہین کرتا تھا قوم مرہٹہ
جو راجپوت ہونے کا دعوی کرتی ہے انمین ناچار اپنے بیٹے کی شادی کی اس نسل سے ساتوین
آٹھوین پیڑی مین ساہو بھوسلہ پیدا ہوا۔

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

سیواجی مئی ۱۶۲۷ء مین پہاڑی قلعہ سیوبری مین پیدا ہوا سیواجی اسکا نام رکھا گیا اسکا
حال بھی عجیب و غریب ہے اس سنہ مین پیدا ہوا کہ دکن کے تین مسلمان لائق دانشمند فرمانروا
اس دنیا سے ناپید ہوگئے تھے اور انکی جنم بھوم کے گرد چارون طرف سلطنتون کے تخت ڈگمگا
رہے تھے باپ اسکا وہ شخص تھا جو تین سلطنتون کے معاملات صلح و جنگ مین شریک تھا اور ان سے
منعلوب ہوچکا تھا اور چوتھی سلطنت کے ساتھ اسی قسم کے معاملات مین مصروف تھا۔ ماں اسکی
وہ عورت تھی کہ اپنے تئین ان راجپوت راجاؤن کی نسل سے بتاتی تھی جو مہاراشٹر مین راج
کرچکے تھے اور پہلے مسلمانون کے ہاتھ سے نیست و نابود ہوچکے تھے۔ جسوقت وہ گھٹنیون کے بل
چلتا تو اس وقت وہ اپنی ماں کی گود مین تھا جو ایک قلعہ سے دوسرے قلعہ مین مغلون کے ہاتھ
سے بھاگتی پھرتی تھی اور آخر کو جب وہ گرفتار ہوگئی تو اس نے اپنے بچے کو تعلیم و تربیت کیلئے
ایک دانشمند بھگت برہمن دادا جی کندیو کو سپرد کردیا یہ نامی گرامی گرو پونہ کی جاگیر کا ناظم
شاہ جی کی طرف سے تھا اس استاد نے شہسواری شمشیر زنی نیزہ بازی تیراندازی پہاڑون پر
نشیب و فراز پر چڑھنا اور شیر نر و ببرون پر پہلانگنا سیکھا۔ اپنے پہاڑی ولاور دوستون کے ساتھ

سیواجی کی ولادت اور تعلیم

وہ نیستان مین جاتا اور شیرون کو وہان سے نکالتا اور شکار کرتا غرض تمام سپاہیانہ
ہنر جو اس سونہار الوالعزم کے شان کے شایان تھے سیکھے پڑھنے لکھنے کی طرف اسنے
کچھ خیال نہ کیا اسکو اپنا نام تک لکھنا نہین آتا تھا۔ مگر استاد نے کرم دھرم گیان کی
باتون اور پوجا پاٹ کا نہایت پابند کیا اور اس سبب سے وہ ایک متعصب ہندو
ہوگیا اور مسلمانون سے اسکو دلی نفرت ہوگئی۔ اسے دیوتاون کی لڑائیان اور
سورماؤن کی کہانیان سنوائین کہ جسسے اسکی طبیعت مین شجاعت اور مردانگی کے کامون کا
عشق پیدا ہوگیا۔

سیواجی کا لڑکپن

چونکہ پونا ایک ایسی جگہ واقع ہے کہ جہان پہاڑی اور میدانی ملک آپس مین ملتے ہین
اسلئے دونون قسم کے آدمیون سے سیواجی کا اتفاق صحبت ہوا۔ اول سیر و شکار سے
پہاڑی لوگون سے جنمین سے اکثر اسکے باپ کے سوارون مین بھرتی ہوتے تھے یا گھاٹون
کے پاس پڑوس کے ڈاکون اور لٹیرون سے۔ غرض یہ اسکے ہمراہی بڑے جفاکش
اور مضبوط تھے۔ انکی صحبت سے اسکی طبیعت مین بڑے بڑے کامون کا عشق پیدا ہوگیا
ادھر اس صحبت کا اثر اودھر دیوتاؤن اور سورماؤن کی نظم داستانون کی
خوشکلامی کی تاثیر ان دونون نے ملکر اسکے دل مین بڑے بڑے کامون کا جوش و
خروش پیدا کردیا۔ یہ آفت روزگار جب سولہ برس کا ہوا تو دادا جی نے اسکو جاگیر کے
نظم و نسق مین شریک کرلیا۔ مگر اب وہ اسکے حد اختیار سے باہر ہوگیا۔ ان لٹیرون کے
کے ساتھ شریک ہوا تو لوگون کو یہ شبہ پیدا ہوا کہ وہ بھی ملک کا نگ کے لٹیرون مین سے
ہے۔ غرض اس لوٹ مار اور سیر و شکار کے سیاٹون مین رہتا اور کونکان کی ساری
گھاٹیون سے وہ واقف ہوگیا اور وہ یہ خوب سمجھ گیا کہ ایسے کون سے مقامات ہین جہان
حملہ کرنا چاہیئے اور کون سی ایسی جگہ ہین جہان بیٹھ کر اپنی حفاظت کرنی چاہیئے۔
وہان کے جنگل کے باشندون سے پہلے ہی آشنا تھا پونہ کے شمال مین جو
گھاٹون کے حصے ہین اُن مین بھیل اور کولی بستے تھے اور جنوب مین جو حصے ہین انمین

قوم رامسی آباد تھے مگر پونہ کے عین مغرب مین مرہٹے بستے تھے وہ مدت سے اس اجاڑ ملک کی سختیان اٹھاتے تھے جس وادی کوہ مین وہ آباد تھے انکا نام ماول تھا اس لئے انکے باشندون کو ماولی کہتے تھے۔

سیواجی کے یار اور مددگار۔ پہاڑی طلون پر سیواجی کا قبضہ۔

سیواجی نے ماولیون کو اپنا یار بنایا۔ انہین کی یاری اسکی یاوری کا سبب ہوئی سیواجی پر تیز فہمی اور ہوشیاری اور دور اندیشی ختم تھی اسنے ان لوگون کے منتخب کرنے مین اپنی عقل کو حرج کیا اور اب چھوٹے چھوٹے منصوبون سے بڑے بڑے کامون کو سوچنے لگا اور ایسی راہ نکالی کہ اسکے بہ سب دوست اسکے ان کامون مین بڑی کام آئے۔

بیجاپور کی سلطنت مین جو پہاڑی قلعے تھے۔ انکی خبر گیری اچھی طرح نہ کی جاتی تھی اکثر ان مین سے دارالسلطنت سے دور تھے اور پہاڑی کے گھر سمجھے جاتے تھے خصوصًا برسات مین۔ کبھی انمین ایک مسلمان افسر ہوتا۔ اس پاس کچھ ٹوٹی پھوٹی کم تنخواہ کی فوج ہوتی۔ کبھی یہ بھی نہوتا۔ بلکہ جو اس پاس مال کے اہلکار ہوتے انکی سپرد کردئے جاتے قطع نظر اس سے اس وقت بادشاہ بیجاپور ملک کرناٹک کی فتح مین سرتاپا مصروف تھا اسلئے ان قلعون مین فوج شاہی بہ نسبت سابق کے بہت کم تھی اب ان قلعون پر قبضہ پانے کے لئے سیواجی نے اپنی تدابیر کا آغاز اس طرح کیا کہ پونہ سے جنوب مین بیس میل پر ایک پہاڑی قلعہ نہایت مضبوط تورنا تھا سنہ ۱۶۴۶ء مین اسنے اپنے دوستون کی معرفت حاکم قلعہ سے گفتگو کی کہ وہ قلعہ اسکے حوالہ کردے جب قلعہ دار اس بات پر راضی نہ ہوا تو پھر اسنے اپنا وکیل دربار شاہی مین بھیجکر یہ درخواست کی کہ یہ قلعہ اسکو عنایت ہو۔ وہ پہلے حاکم سے دس گنا زیادہ محصول ادا کریگا۔ اور بادشاہ کی جان نثاری اور خدمت گذاری مین دل و جان سے مصروف ہوگا غرض یہ اپنی درخواست بادشاہ کے ہان اہلکارون کو خوب رشوتین دیکر منظور کرالی۔ اب قلعہ تورنا کو اس نے مستحکم کیا وہان اسکو ایک خزانہ ہاتھ لگ گیا۔ اس خزانہ خداداد کے ملنے سے اسنے اپنی عقلمندی سے اپنی بھگتائی کا یقین لوگون کو کرادیا۔

اور بتلایا کہ یہ بھوانی نے دیا کر کے خزانہ بھیجدیا ہے۔ اس خزانہ کو اس نے سپاہ مین تقسیم کردیا
اور ٹورنا سے جنوب مشرق مین تین میل پر کوہ مہور بدھ پر ایک اور نئے قلعہ کے برج وخندق
کے مستحکم کرنے مین لگایا اور اسکا نام راجگڈھ رکھا یہ اسکی بڑی دانائی تہی کہ وہ اپنی مہمات
مین مذہب کی حمایت اور قوم کی رعایت کو ظاہر کرتا تھا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون کے
جو مواقف ومصارف مسلمانون نے ضبط کرلئے تھے انکو بحال کرتا اور اپنے ساری کامون مین
بہگتائی اور جتی ستی ہونے کو ظاہر کرتا۔ اپنے حال پر دیوتاؤن کی خاص عنایت بتاتا
اپنے سپنون کو مکاشفات بتاتا۔ جب شاہ بیجاپور کو یہ حال معلوم ہوا تو وہ آیندہ چپ
نہ بیٹھ سکا اور اسکے باپ شاہ جی سے جواب طلب کیا اور حکم دیا کہ اپنے بیٹے کو ایسی
حرکات سے باز رکھے۔ شاہ جی نے اپنے عذرات پیش کئے اور دادا جی اور سیوا جی کو
لکھا کہ آیندہ وہ ملک بیجاپور پر ایسی دست اندازیان نہ کرین۔ دادا جی گرو نے اول تو
اپنے چیلے کو سمجھایا کہ بادا جی کے کہنے پر عمل کرے۔ مگر بعد اسکے وہ خود چیلے کے ارادون کا
چیلہ بن گیا اور ایسی تدبیرین بتانے لگا کہ اوسکے سارے کامون سے اُس کے
ہم مذہبون اور ہم وطنون اور ہم قومون کی ترقی ہو۔ جب وقت مرگ اسکا آیا تو
اسنے سیوا جی کو پاس بٹھایا اور اس ہونہار نوجوان کو یہ سمجھایا کہ اپنے دہرم اور کرم پر
قائم رہنا۔ گاے اور برہمن اور کاشتکارون کی رکھشا کرنا۔ ٹھاکر دوارون اور مندرون مین
کوئی کھنڈت نہ ہونے دینا اور جو کچھ بُرا بھلا آگے آئے اس پر صابر اور شاکر رہنا دادا جی نے
تو یہ کہہ کر پران چھوڑے اس نوجوان کے دل پر گرو کے ان آخر حکمون کا وہ اثر ہوا۔
کیا ہندوؤن کا افسر اور بڑا غارت گر تھا یا اپنی قوم کا آزاد کرنے والا۔ اپنے مذہب کی
حمایت کرنے والا ہو گیا اب اپنی آپ ہی قدر ومنزلت عزت وتعظیم کرنے لگا۔
اپنے دادا جی کے مرنے کے بعد اُس نے اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کیا اور بے روک ٹوک
کام کرنے لگا جو کچھ محصول اور خراج جاگیر سے وصول ہوا باپ پاس نہ بھیجا اور اس کے خرچ
کی معقول وجوہات بتلاوین کہ ملک ایسا مفلس ہے کہ کچھ آمدنی کی بچت نہین ہوتی اب اپنا

گذارہ کرنا ٹک کی آمدنی سے کیجیے۔ پونہ کی شمال مین چاکنہ ایک بہت عمدہ قلعہ تھا
اُس پر چپ چاپ قبضہ کرلیا اور وہان کے حاکم کو باپ کے نام سے نوکر رکھ لیا۔ اور اس
ضلع کی رعایا کے ساتھ نہایت رعایت سے پیش آیا اور اس سے زیادہ اہم ایک اور
قلعہ گندنہ کا لینا تھا۔ اُسکے حاکم کو رشوت دیکر لے لیا اور سنگ گڈھ اُسکا نام رکھا۔
پرگنہ سوپہ مین اسکا سسر باجی مہتے اسکے باپ کی طرف سے حاکم تھا اُسکو سیواجی کے
پکھنڈ نہین بھاتے تھے اُس پر ایک رات کو چھاپہ مارا۔ اور اسکو اور اسکے ساتھیون کو قید
کرلیا۔ ان قیدیون مین سے بعض نے سیواجی کی سیوا اختیار کی اور باقی قیدیون اور
مہتے کو کرناٹک مین شاہ جی پاس بھیجدیا۔ جن دنون مین دادا جی کن دیو کا انتقال
ہوا تھا انہی دنون مین پورندہر کا قلعہ دار بھی مرا اسکے تین بیٹے باپ کی جاگیر پر جھگڑ
کر رہے تھے سیواجی انکے ثالث بنے اور اپنے ہمراہیون کو وہان لے گئے۔ اور تینون
بھائیون کو قید کرلیا۔ پھر اپنی شیرین کلامی سے اُنکو اپنا دوست بنالیا اور وہ
اُسکے بڑے بڑے کامون مین کام آئے اور ایمانداری سے خدمات اُس کی
بجالائے۔ سیواجی نے ان مہمات کو اپنی تدبیر و تنزویر سے انجام دیا اور کسی کی
تکسیر بھی نہ پھوٹی۔ ایسے انتظامات کو مرہٹے ستم اور جور پر ترجیح دیتے ہین۔
سیواجی نے اپنے باپ کی جاگیر کا خوب انتظام کیا محصول خوب وصول کیا اور چاکنہ
سے نیرا تک ملک پر وہ قابض ہوگیا۔ اسمین جنگی قلعے آراستہ تھے اور وہ استوار اور محکم
مقام دشمنون سے لڑنے کے لئے تھے اور غنیمت کے مال کے لئے نہایت محفوظ جگہین تھین
پہاڑون مین یہ انتظام کرکے اسنے اب میدان جنگ مین گھوڑے دوڑانے شروع
کئے اور بیجاپور کی سلطنت سے بغاوت اختیار کرنے مین کوئی پردہ نہ رکھا۔
اُسنے ملک کا شکار اس طرح کیا جس طرح شیر چھپ کر پہاڑون کی کھوہ مین شکار کی
تاک جھانک مین بیٹھتا ہے اور جون ہی وہ نظر پڑتا ہے اُسپر جھپٹا مارتا ہے
اور پھر اپنی کھوہ مین جا بیٹھتا ہے۔

سیواجی کی پہلی بغاوت والی بیجاپور سے۔

آب اُس نے ماولیون کو پیادون مین بھرتی کیا۔ سو پہ کی مہم مین تین سو گھوڑے اُسکے ہاتھ لگے تھے اُنپر پیادون کو سوار کرکے سوار بنائے اور ان سوارون کے ساتھ پہلے ہی یہ شکار مارا کہ والی بیجاپور کو تین لاکھ اشرفیون کا خزانہ مولانا احمد حاکم کلیان نے بھیجا تھا۔ اُسے ۱۶۴۸ء مین لوٹ کر راج گڈھ مین لے گیا روپیہ یا سوارون کو دیدیا قلعون کان گوری ٹونک۔ نکونہ۔ بھورپ۔ کوری۔ توگھر۔ راج ماچی۔ ٹالا۔ گوس سالا۔ اور کوہستانی مضبوط قلعہ راے ری کو فتح کرکے اصل مالکون کو دے دیئے آب کانکن پر اُس نے حملہ کیا اور جن مقامات مین دولت تھی اونکو لوٹا۔ کانکن کے شمالی جانب ایک مسلمان حاکم تھا اور کلیان اسکی دارالریاست تھی اسپر سیواجی کے ایک برہمن ماجی سوتی دیو۔ افسر نے حملہ کیا اور کلیان فتح کرلیا اور جو اُس سے متعلق قلعے تھے اُنپر بھی قبضہ کرلیا اور حاکم کو قید کرلیا۔ سیواجی اس فتح کو سُنکر بہت خوش ہوا اور خود کلیان مین گیا اور اماجی سوتی دیو کی بڑی تعریف کی اور اُس ملک کا صوبہ دار مقرر کیا اور ملک کا انتظام کیا پرانے قوانین مالگذاری کے جاری کئے مندرون پر چڑھاوے بھیجے برہمنون کو زمینین دین۔ سیدی ایک حبشی فولاد خانہ ہمسایہ تھا اسکی جاگیر جو قبضہ مین آئی تھی اسپر قبضہ کرنے کے لئے دو قلعون کی تسخیر کا حکم دیا ایک گوس سالا کے پاس ہیرا را اور دوسرا راے ری کے پاس سبحانہ مولانا۔ احمد جسکو ماجی سوتی دیو نے قید کیا تھا سیواجی نے اسکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو عزت و حرمت کے ساتھ بیجاپور کے دربار کو رخصت کیا مگر دربار مین اُسکے قید ہونے اور قلعون کے حوالہ کرنے کی خبر پہلے آچکی تھی شاہ بیجاپور نے اُسی موقوف کردیا

شاہجی کا قید ہونا اور چھوٹنا

جب محمد عادل شاہ پادشاہ بیجاپور نے سیواجی کے یہ بہت گھمنڈ دیکھے اور اسکی تدبیر اور تزویر اور زور شمشیر سے آگاہ ہوا تو آگ بگولہ ہوگیا۔ سیواجی کا باپ شاہجی کرناٹک مین پادشاہ کی طرف سے صوبہ تھا اسکو دغا سے اُسکے ایک ہم قوم بھائی گھورپڑے نے دعوت مین بلایا اور گرفتار کرکے بیجاپور مین پادشاہ

پاس بھیجدیا۔ بادشاہ نے ۱۶۲۹ء مین اسے سنگین قید خانہ مین قید کردیا جسکا بہت چھوٹا دروازہ تھا اور کہا کہ اگر تمہارا بیٹا اپنے افعال ناشائستہ سے باز نہ آئیگا۔ اور تابعداری نہین اختیار کریگا تو قید خانہ کا دروازہ تیغہ کردیا جائیگا یہ خبر سنکر سیواجی باپ کے چھٹانے کی تدبیر مین لگا۔ اول اسکے دل مین آئی کہ باپ کے چھٹانے کے لئے عادل شاہ کی فرمانبرداری کیجے مگر اسکی بیوی سہائی بائی نے اسے روکا کہ اس نافرمانی سے جو شاہ جی کی رہائی کا احتمال ہے وہ اس بادشاہ کی فرمانبرداری مین نہین ہے جو بیوفائی مین مشہور ہے اور سوچا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین کہ بادشاہ دہلی کا توسل ڈھونڈھنا چاہیئے۔ سیواجی ایسا سرشیلا تھا کہ ابتک شاہ دہلی کی خدمت مین کوئی گستاخی نہین کی تھی چنانچہ یہ منصوبہ اسکا ٹھیک پڑا۔ اور شاہجہان کے ہان سے اسے سپہ سالاری کا خطاب ملا۔ اور غالب ہے کہ اس بادشاہ کی سفارش سے شاہ جی کو رہائی ہوگئی۔ شاہ جی چار برس تک قید خانہ کی سیوا کرتا رہا اور چپ چاپ بیٹھا رہا۔ ملک مین بھی امن نہ تھا۔ سیواجی ملک مین دست درازی کرتے ہوئے کیون ڈرتا تھا کہ کہین قید خانہ مین باپ کا کام تمام نہ ہو جائے اور شاہ بیجاپور اس اندیشہ سے چپ چاپ تھا کہ کہین سیواجی مغلون کو نہ چڑھا لائے مگر اس وقت ملک کرناٹک مین بے انتظامی کی آفت برپا ہوئی اُس وقت دربار بیجاپور اپنی صلاح و فلاح اسی مین سمجھا کہ شاہ جی کو قید سے چھوڑکر کرناٹک بھیجے۔ وہان مفسدون نے اسکی جاگیر پر قبضہ کرلیا تھا اور اسکا بڑا بیٹا مارا گیا تھا اور سب طرف ہتیار بندی ہوگئی تھی اور تمام بیجاپور کے افسرون کو نکلنے کے لئے مفسد دھمکیان دے رہے تھے شاہ جی سے قول و قسم اسبات پر ہوگیا تھا کہ وہ اسکے قید کرنیوالون کے ساتھ ہمیشہ صلح کے ساتھ رہے۔ اگرچہ اُس نے خود اپنا عوض نہ لیا مگر سیواجی کو لکھ بھیجا کہ اگر تو میرا بیٹا ہے تو باجے گھورپوری جاگیردار سودھول کو سزا دینا۔ غرض انتقام کا قرض والی بیجاپور کی گردن پر رہا جسکو سیواجی نے مع سود وصول کیا۔ سیواجی کے قید کرنے کے لئے دشمنون نے کوشش کی مگر وہ چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا۔

اُسکو خبر ہو گئی اور اُسنے اُلٹی جوتی دشمنون ہی کے مُنہ پر لگائی۔ اب باپ کے چھوٹنے سے
شاہ جی کا زور دوبالا ہو گیا اور پھر اپنے جاہ و جلال کے بڑھانے مین اعلیٰ درجہ کی
تدابیر کرنے لگا۔ راجہ جولی جو دریاوارتا اور کشنا کے دوآبہ کے بڑے حصے پر فرمانروائی
کرتا تھا وہ بھی سیواجی کا ہمقوم تھا اور اس سے ہمیشہ صلح رکھنی چاہتا تھا مگر نہ اس کا یہ
ارادہ تھا کہ اس سرکش کا مطیع ہو اور نہ یہ نیت تھی کہ والی بیجاپور کے مقابل مین کھڑا ہو
وہ نہایت زبردست راجہ تھا اسکا خاندان بڑا سپاہی مشہور تھا۔ اور ایک عمدہ سپاہ
رکھتا تھا۔ سیواجی کو اُسسے یہ رنج پیدا ہوا کہ جو لوگ اُسکے تعاقب مین آتے تھے انکو اس
راجہ نے رستہ دیدیا تھا اب اس رنج کا عوض پردہ ہی پردہ مین لینا چاہا۔ اور دو
وکیل راجہ جولے کے دربار مین ایک برہمن اور دوسرے مرہٹہ چندر راؤ بھیجے اور اُس کے
بیٹے سے شادی کی درخواست کی۔ جب یہ سگائی ٹھیر گئی تو ان دو پاجی ایلچیون نے
راجہ کے مارنے کا قصد کیا۔ سیواجی چپکے چپکے چوٹون کی طرح فوج کو ایسے مقام پر
لے کر آپہنچا کہ جس وقت راجہ مارا جائے تو وہ جھٹ پٹ ملک پر قابض ہو جائے غرض ان
ظالمون نے راجہ اور اُسکے بھائی کو مارا۔ خود بھاگ گئے۔ ایک سخت مقابلہ کے بعد ان کی
دارالحکومت سیواجی کے ہاتھ آگئی اور تمام اسکے متعلقات پر قبضہ ہو گیا مگر یہ کام پاجی پن
اور مکاری کا ہندوؤن کو پسند نہ آیا۔ نیرا اور کشنا کے درمیان ایک بڑا مستحکم مقام پرتاپ گڑھ
تھا اسکو رات کو سیڑھیون پر چڑھ کر لیا اور قلعدار کو مار ڈالا۔ سیواجی ملک گیری کی
نردبان کی اول سیڑھے پر پہلے چڑھ چکا۔ اب یہ دوسری سیڑھی پر قدم رکھا اور
اس فتح نمایان کے یادگار مین اُسنے قلعہ پرتاب گڈھ تعمیر کرایا اور اپنا پیشوا تانجی
پنتھ پہلے پہل مقرر کیا۔

سیواجی کے کنے کھلے اور رنگزیب سے معاملات۔

اب تک سیواجی مغلون کی سلطنت کا بڑا ادب کرتا تھا۔ اُنکی سرحد پر قدم
نہ رکھتا تھا بلکہ وہ بادشاہ کی ملازمت کو اپنی عزت سمجھتا تھا اس وقت اورنگزیب
ملک دکن مین ملک گیری کر رہا تھا اسکی تمنا تھی کہ سیواجی کو اپنا دوست بنا کر بیجاپور

اور گول کنڈہ کے فتح کرنے مین اپنا معاون بنائے سیواجی نے اول اس شاہزادہ کی باتون پر خیال کیا اور اسکی ملازمت حاصل کی اور اپنے ملک مقبوضہ کے لئے اسکے توسل سے پادشاہی سند حاصل کی مگر جب اسنے دیکھا کہ شاہزادہ اپنی ساری فوج بیجاپور والون سے لڑرہا ہے تو اس نے یہ خیال کیا کہ پادشاہی ملک پر قبضہ کرنے مین بہت کچھ فائدہ ہے اسلئے اسنے اول قلعہ جنیر پر جو مغلون کی عملداری مین تھا رات کو حملہ کیا اور خوب اسکو لوٹا۔ تین لاکھ پیگوڈا۔ اور دو سو گھوڑے ہاتھ آئے۔ اب اس سے بڑھ کر احمد نگر پر ۱۶۵۷ء مین ہاتھ مارا۔ وہان سے سات سو گھوڑے اور چار سو ہاتھی اڑا لایا۔ ان فتوحات سے لڑائی کا سامان اس پاس نئی طرح کا ہوگیا۔ اگرچہ مادلی اور مرہٹے اسکی سپاہ کے پیادے تھے اور وہ بڑے چالاک و چست تھے اور بدستور اپنے کامون مین مشہور تھے مگر اب اس نے سوارون کا دستہ تیار کیا اور تھوڑے دنون بعد نہایت غور و تامل کرکے پٹھانون کو پیادون مین بھرتی کیا اگرچہ ان مسلمانون کو سپاہ مین داخل کرنا ابتدائی حالت مین مناسب نہ تھا مگر بالفعل جو حال اسکا ہوگیا اور آیندہ ہونیوالا تھا اسکے لئے یہ امر ضرور تھا۔ غرض اب اس پاس ایسا سامان ہوگیا تھا کہ وہ میدان جنگ مین باقواعد فوج کے سامنے لڑسکتا تھا اور ٹھیر سکتا تھا۔ سیواجی نے اورنگ زیب کے معاملہ مین بڑی غلطی کھائی اور اسکے زور و قوت اور سپاہ و عقل کا ٹھیک ٹھیک تخمینہ نہ کیا اسنے بیجاپور کا بہت جلد محاصرہ کرلیا۔ اور قریب تھا کہ اسکو بالکل فتح کرلے اس سبب سے سیواجی کی امیدین دل کی دل ہی مین رہین اور بہت جلد اسکو خوف و ہراس اس شاہزادہ کی طرف سے پیدا ہوا اسلئے یہ اس کی خوش نصیبی تھی کہ اپنے بیجا حملون کا عذر پیش کیا اور بہت منت و سماجت سے پیش آیا اسسے اسکی طبیعت کا کمینہ پن ظاہر ہوا۔ یہ اسکی اقبال مندی تھی کہ چند روز بعد شاہجہان کی بیماری کے سبب شاہزادہ کو ہندوستان کی طرف جانا پڑا اور ایکلحہ مین کچھ سے کچھ ہوگیا اور معاملات ملکی مین ایک انقلاب عظیم واقع ہوا اس عرصہ مین کہ اورنگ زیب بھائیون سے لڑا جھگڑا اور باپ کو معزول کرکے بادشاہ ہوا

سیواجی اسکا مطیع اور فرمان بردار رہا اور اسکی خدمات بجالانے کا بہانہ کرکے فوج کو بڑھاتا رہا اور زبانی جان نثاری اور خدمت گزاری کا اظہار کرتا رہا اور اسکے عوض مین اُسنے یہ درخواست کی کہ بادشاہی ملک مین جو جو استحقاق اُسکے ثابت ہین اُن پر توجہ فرمائی جائے۔ اور اس طرف بھی اشارہ کیا کہ ملک کانکن مین وہ حکومت بہ نسبت اُن اہلکارون کے جو اب مقرر ہین اچھی طرح کرسکتا ہے یہ وقت خود اورنگ زیب کے لیئے نازک تھا۔ اسلیئے شاہزادہ نے وہ فرمان ۱۶۵۸ء مین جاری کیا کہ قصور معاف۔ ملک بر قرار۔ ملک کانکن مین لڑائی کی اجازت اور سارے دعوی اسکے منظور مگر پانچسو سوار اپنی بادشاہ کی خدمت مین بھیجدے سیواجی بھی ایسے معاملات مین اورنگ زیب کا بھائی تھا اُسنے سوار نہ بھیجے۔ مگر زبانی اقرار ہمیشہ کرتا رہا۔ دغا کی شطرنج دونو کو برابر کھیلنی آتی تھی۔ بازی قائم رہی سیواجی نے پیشوا شامجی کو بہت سی سپاہ دیکر کانکن مین بھیجا وہان اُس نے بعد ایک سخت لڑائی کے سیدی جوہر سے ہزیمت اٹھائی۔ اسلیئے سیواجی نے پیشوا کو بلایا اور اپنے عہدہ سے معزول کردیا۔ اب یہ وقت بڑا نازک آگیا تھا۔

اُس وقت مین عادل شاہ کے بیمار ہونے سے مملکت بیجاپور مین ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا جب وہ مرگیا تو علی عادل شاہ ایک نوجوان اُسکی جگہ تخت نشین ہوا۔ اُسکی حکومت کو استقلال نہ ہوا تھا ابھی اُسنے اورنگ زیب سے ہزیمت اُٹھائی تھی۔ ارکین سلطنت مین باہم جھگڑا تھا۔ بادشاہ کم عمر تھا۔ باوجود ان سب باتون کے بیجاپور کے دربار نے سب سے اول یہ کام مقدم جانا کہ سیواجی کی سرکشی کو دبائین اور اسکو اتنی فرصت نہ دین کہ وہ مغلون کے ساتھ سازش کرے اس کام کے واسطے چیدہ چیدہ بارہ ہزار سپاہ جمع ہوئی۔ اور افضل خان جو بُرا نامی بڑا امیر تھا اسکا سپہ سالار مقرر ہوا۔ وہ اپنی شیخی مین آکر کہنے لگا کہ سیواجی کی کیا حقیقت ہے ابھی اُسے پنجرون مین جکڑ کر بادشاہ کے تخت کے روبرو لاکر کھڑا کرتا ہون۔ اس نوجوان کو جب یہ خبر ہوئی تو وہ اپنی کمزور حالت کو سمجھا کہ ایسے جوانمرد سے پہلے میدان مین مقابلہ نہین ہوسکیگا۔ اپنی قدیمی تزویر و تدابیر و حکمت مین مصروف ہونا بہتر جانا۔ اُس نے اپنے تین

افضل خان کا سیواجی سے ملنے کے لیئے جانا

خوف زدہ ظاہر کیا قلعہ پرتاب گڈھ مین پہنچایا اور اور عذر و معذرت کے خطوط خانصاحب
بھیجنے شروع کر دیئے اور لکھا کہ آپ بزرگ ہین آپ کو میرے حال پر مرحمت کرنی چاہیئے
اگر آپ کی بدولت میرا قصور بادشاہ کے ہان سے معاف ہو جاے تو مین اپنا سارا ملک
چھوڑتا ہون اور جان نثاری اور اطاعت مین پھر کچھ عذر نہین کرتا ہون۔ خان صاحب
کچھ تو پہلے ہی ہوا کے گھوڑے پر سوار تھے۔ اب اور پھولے۔ انہون نے ایک برہمن پنتوجی
گوپی ناتھ کو سیواجی پاس بھیجدیا کہ جاکر عہد و پیمان کرائے سیواجی نے اُس پنڈت سے رسم و
رواج کے موافق دربار مین ملاقات کی پھر آدھی رات کو اکیلا پنتوجی برہمن کی خدمت
مین گیا اور وہان یہ ظاہر کیا کہ بھوانی نے مجھے دنیا مین بھیجا ہے اور ایسی باتین بنائین کہ وہ
اُسے بالکل ملگیا۔ اور اُسنے یہان سے جاکر خان صاحب کو بالکل منقوش خاطر کر دیا کہ
اس لڑکے مین اصلا تاب مقابلہ کی نہین۔ ایک قلعہ مین ہراسان اور لرزان بیٹھا ہوا ہے
اور سخت حیران ہے کہ کیا کرے اور کیا نہ کرے افضل خان یہ سُنکر اور شیر ہوئے
اور بن اور جنگلون کو کاٹتے ہوئے قلعے کے تلے جا پہونچے۔ سیواجی کا بڑا منصوبہ اس
کام مین یہ تھا کہ کسی طرح افضل خان کو مار لیجے تو بیڑا پار ہے۔ اب پنتوجی کی اعانت
سے یہ بات ٹھیری کہ ان دونون مین آپس مین تنہا ملاقات ہو۔ غرض خان صاحب
اپنی خانی کے کمنڈ مین آگئے ایک خدمت گار کو ساتھ لے گلے مین باریک ململ کا جامہ
پہنے۔ ہاتھ مین ایک سیدھی سیف لی سیواجی کے طرف چلے۔ اس اثنا مین سیواجی نے کیا
کام کیا کہ اوّل نہایا۔ اور پھر دل سے پوجا پاٹ کی اور ماں کے پیرون مین سر رکھا اور
اُسسے عرض کی کہ میرے لئے اس وقت ایشور سے پرارتھنا کرو کہ میرا کاج ہو جائے
اور ایک زرد دگلہ روئی کا پہنا اور اسکے نیچے فولادی زرہ اور آستین مین بگھ نکھ (یہ
ایک حربہ ہے جو شیر کے پنجہ کی صورت ہوتا ہے) چھپایا اور بغل مین خنجر دبایا۔
اب وہ خانصاحب کے روبرو سہما سہما ایسا آیا۔ جیسا کہ گیدڑ شیر کے سامنے آتا
ہے اور بہت سہج سہج جاکر خانصاحب سے معانقہ کیا۔ اور اول بگھ نکھ اُس کے

جسم مین چھپو یا۔ اور پھر خنجر کا وار کیا خان صاحب نے بھی اپنی نازک سیف اُسپر چلائی۔ مگر فولادی زرہ نے اُسکو جسم تک نہین پہنچنے دیا۔ اب اسکا سر کاٹ کر بہ تاب گدھ مین لے آیا۔ سیواجی نے پہلے سے یہ حکمت کر رکھی تھی کہ جنگل مین چارون طرف مرہٹے لگا رکھے تھے۔ جب افضل خان کے مرنے سے فوج مین ہل چل مچی تو یہ مرہٹے اُنپر بے خبر جا پڑے۔ ساری فوج کو تتر بتر کر دیا۔ یہ واقعہ اکتوبر ۱۶۵۹ء مین ہوا۔ افضل خان کا بیٹا اور اُسکا خاندان ایک مرہٹے کو رشوت دیکر بچ گیا۔ مگر سیواجی نے اس مرہٹے کا سر اوڑا دیا۔ اگرچہ اور قیدیون کے ساتھ اُس نے نیک سلوک کیا اور سب ہتھیون کو نوکر رکھ لیا مگر جب ایک مرہٹے نے اپنے ولی نعمت والی بیجاپور کی نمک حرامی سے انکار کیا تو اُسکو انعام دے کر رخصت کیا۔ اس مہم مین سیواجی نے خفیہ خزانون کے بتلانے کے واسطے لوگون کو تکلیف دی مگر کوئی کام بیفائدہ نہین کیا۔ اور بے سبب کسی کو اذیت نہین پہنچائی اس دغابازی اور فریب کی مرہٹون مین بڑی تعریف ہوئی اور اسکی بدولت اسکو چار ہزار گھوڑے اور ہاتھی اور اونٹ اور خزانہ اور توپین اور اور اسباب ہاتھ لگا۔ اور قلعۂ پنالہ اور لوہ گدھ بھی قلعہ دارون نے اُسے حوالہ کر دیا اور اُس نے بسنت گدھ کو بھی لے لیا اور بہت سے قلعے اُسکے ہاتھ لگ گئے۔

بعد اس قضیہ کے علی عادلخان نے ایک اور فوج رستم خان کے ماتحت روانہ کی مگر اُسکو بھی پنالہ کے قریب شکست ہوئی۔ ان فتوحات سے سیواجی کا دل بڑھا اور ایسا بیباک ہو گیا کہ وہ ملک کو تاخت و تاراج کرتا ہوا بیجاپور کے دروازہ تک پہنچا۔ اور اُسکے پاس سے ہو کر گھاٹون مین چلا گیا۔ لوگون کو یہ یقین تھا کہ وہ زمین مرتفع پر چپ چاپ بیٹھا رہیگا مگر اُس نے وابل اور اور مقامات پر قبضہ کر لیا۔ راج پور سے بڑا بھاری خزانہ لیا اور راج گدھ کو اپنے ساری لوٹ کے اسباب اور دولت سے زینت دی اور اُسکو دارالریاست بنایا۔

جب ان باقاعدہ لڑائیون مین شکست پر شکست ہوئی تو پھر عادل شاہ

سیواجی سے خوف کھانے لگا اور دل ہی دل مین جلنے لگا اور سوچ بچار مین پڑ گیا پھر مئی ۱۶۶۰ء مین اسنے نئی فوج جتنی افضل خان کے ساتھ بھیجی گئی تھی جمع کی اور نامور افسر صلابت خان کے سپرد کی گئی اور سیدی جوہر اور وارث ساونت اسکے مدد گار مقرر ہوئے غرض یہ سب ملکر ملک کانکن پہ حملہ کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔ سیواجی نے ہر مقام پر اس لشکر سے مقابلہ کرنے کی تیاریان کین اور قلعہ پنالہ کی حفاظت مین وہ خود مصروف ہوا مگر اسکو یہ بات دیر کر معلوم ہوئی کہ اس قلعہ کی حفاظت مین ناحق تضیع اوقات اسنے کی۔ وہ یہان چار مہینے تک گھرا رہا۔ اور اس سبب سے اپنی فوج سے کچھ کام نہ لے سکا اب قلعہ کا تھامنا اور خود نکل جانا بھی ناممکن معلوم ہوتا تھا اسلئے یہ چال چلا کہ صلابت خان سے پیغام بھیجا کہ مین خود حاضر ہو کر اس قلعہ کو سپرد کرتا ہون۔ کل دروازے کھولدون گا۔ یہ مژدہ سُنکر محاصرین بڑے خوش ہوئے اور سمجھے خدا نے ہماری محنت کا اجر دیا اور رات کو بے خبر سو رہے۔ صبح کیا دیکھتے ہین کہ سیواجی اپنے منتخب سپاہیون کے ساتھ انکے درمیان ہو کر قلعہ سے نکل گیا اور رنگنا مین پہنچا۔ بادشاہی فوج نے بڑی سرگرمی سے اسکا تعاقب کیا اور جس منزل پر سیواجی نے اُترنا چاہا تھا اُسے چھ میل دور جا لیا۔ مگر وہ ایک درہ تنگ کی حفاظت باجے پرو کو سپرد کر کے آگے بڑھ گیا۔ یہ باجے پہلے سیواجی کا جانی دشمن تھا مگر اب اُس کے لئے جان دینے کو حاضر تھا۔ اس درہ پر تھوڑے آدمیون سے ایسا لڑا کہ تین دفعہ دشمنون کا مُنہ پھیر دیا اور اُلٹا ہٹا دیا۔ چوتھی مرتبہ افضل خان کے بیٹے فاضل خان نے جو سیواجی کے خون کا پیاسا تھا بڑے زور شور سے اس درہ پر حملہ کیا۔ ایک سخت لڑائی کے بعد اس جگہ کو لے لیا۔ درہ مین جو سپاہی چھپے چھپائے باقی تھے مارے گئے اور سیواجی کے بہادر نائب بھی نیچے گرے جس وقت اس بہادر کی آنکھون پر موت کی تاریکی چھا رہی تھی اس وقت پنالہ کی ایک توپ چھوٹی جسنے سیواجی کے زندہ سلامت پہنچنے کی بشارت اس مردہ کو سنائی

اس آواز سے جو زندہ باقی رہے تھے وہ اس بہادر کی لاش کو دشمنون کے حلق مین سے نکال کر لیگئے۔ اب ۱۶۶۱ء مین علی عادل شاہ خود فوج لے کر سیواجی سے لڑنے آیا۔ اور پنالہ اور لون گڈھ اور بہت سا ملک جو سیواجی نے حال مین فتح کیا تھا اُسے چھین لیا۔ غرض سیواجی اُس سے مقابل نہ ہوسکا۔ مگر راج پور پر حملہ کیا اور اسکو لوٹا اور سرنگاپور جو ایک مرہٹے راجہ کی راجدھانی تھی اُسے تباہ کیا۔ یہ راجہ بھی اس جھگڑے مین مارا گیا۔ اس ناشائستہ حرکت سے ہندو سیواجی سے ناراض ہوئے غرض اس سال کے اندر کوئی کام اُس کے معقول نہین کیا اور پوجا پاٹ اور دھرم کرم مین زیادہ مصروف رہنے لگا۔ اور اپنے تئین جتی ستی جتانے لگا اور پرتاب گڈھ مین بھوانی کا مندر تعمیر کرایا۔ تاکہ ساری باتون کا کفارہ ہوجائے اور اس اثنا مین سیدی جوہر سے بھی کئی معرکون مین میدان جیتا۔ تم کو یاد ہوگا کہ گھورہ پوری نے شاہ جی کو گرفتار کرکے بیجاپور کے حوالہ کیا تھا اور اس وقت وہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سامان کئے ہوئے آیا تھا۔ سیواجی کو اُسے باپ کا عوض لینا تھا اسلئے وہ بے خبر اُس کے گھر مین چلا گیا۔ اور اُسکو مار ڈالا۔ اُسکے گھر والون نے مکان مین آگ لگادی اور خود بغیر مقابلہ و مقاتلہ کے بھاگ گئے۔

اب کرناٹک مین فساد برپا ہوا۔ اسلئے بادشاہ بیجاپور کو ضرورت ہوئی کہ سیواجی سے جو فوج لڑنے گئی تھی اُسے بلا کر کرناٹک کی مہم مین مصروف کرے اسلئے سیواجی کو رخصت ملی کہ اُس نے واری کے ساونتون کو مغلوب کرلیا اور گھاٹون پر جو اُسکے نقصان ہوگئی تھے انکو پورا کیا۔

اب بہت سے بندرگاہون پر اسکا قبضہ تھا اُسنے جہازون کا بیڑا بنایا اور گوا لیر سے توپخانہ منگایا۔ آخرکار ساہو جی نے بیٹے کی صلح والی بیجاپور سے ۱۶۶۲ء مین کرادی۔ ساہو جی اپنے اس نونہال کے پھولنے پھلنے سے پھولا نہ سماتا تھا بیٹے کی اس حرکت پر کہ اس نے گھورہ پوری کو مار فریفتہ اور عاشق تھا

اور بیٹے سے ملاقات کرنے آیا۔ بیٹا بھی اُسسے تعظیم و تکریم سے پیش آیا۔ مرہٹوں کے مورخ کہتے ہین کہ سیواجی

اب اپنی دارالحکومت منتقل کرکے رہیری مین لے گیا اور اُسکا نام راے گڈھ رکھا اور اسکو سامان اور اسباب سے خوب مستحکم اور درست کیا۔ ایک اُس کے سردار نے شمال مین دور دور بہت سے قلعے تسخیر کئے۔ دوسرے افسر نے اورنگ آباد کے قریب تک تاخت و تاراج کی اور تمام ملک مین کھلبلی ڈالدیا۔ اس صلح کے بعد سیواجی پاس کل ولایت کانکان کلیان سے گوا تک تھی جسکا چار درجہ عرض ساحل شمال تھا اور کونکان گھاٹ مہتابیا سے وارنا تک تھا جنمین ۱۶۰ میل کا فاصلہ تھا۔ اسکے ملک کا بڑے سے بڑا عرض سوپہ و جنیر کے درمیان سو میل سے زیادہ نہ تھا۔ اسکے پاس اتنا ملک نہ تھا جتنی سپاہ تھی پچاس ہزار پیادے اور سات ہزار سوار۔ اسکی قوت بڑی خوفناک تھی۔ بیجاپور والون سے صلح کرکے اسکو فرصت ہوئی کہ وہ مغلون سے لڑے بھڑے۔

الفنسٹن صاحب اور کرنیل ڈف صاحب نے اپنی تاریخون مین مرہٹون کی کتابون سے بہت سے حالات سیواجی کے لکھے ہین جنمین سے کچھ ہمنے اوپر نقل کئے ہین اب ہم عالمگیر نامہ اور منتخب اللباب خافی سے سیواجی کے حالات نقل کرتے ہین دونو کا مقابلہ کرکے فیصلہ کرلو کہ واقعات اصل کیا ہین۔ جب نظام الملک کا سارا ملک شاہجہان کے قبضہ مین گیا اور عادل خان سے وداد اور اتحاد کا رابطہ قائم ہوگیا تو عادل خان نے یہ التماس کی کہ بیجاپور کی چند محال جو بادشاہ کے تصرف مین آئی ہین بعض تعلقہ کوکن نظام الملک کے زمین ہین جو عبارت بندر چیول و دابل و دندہ راجپوری و چاکنہ سے ہے اور عادل شاہیہ کے تسلط کے بعد وہ حدود ملک بیجاپور مین داخل تھے اور عادل شاہیہ سرحد کوکن کے

متصل جوتل کوکن مشہور ہے واقع ہے۔ ان سب پر اور پرگنات بیجاپور کے متصل اورنگ آباد پر بندہائے شاہی منصوب دکن قبضہ کرلین اور اسکی عوض مین وہ بندرگاہیں سے پرگنہ چاکنہ تک تعلقہ بیجاپور کو عنایت فرمائین آئین بالکل جنگل و کوہ اور اشجار کنار دریا مشہور ہے۔ بادشاہ نے یہ درخواست منظور کرلی۔ بعد عوض معاوضہ کے دونو کوکن عادلخان بیجاپور سے متعلق ہوگئے۔ ملا احمد جسکے بزرگ عرب تا ان کے شرفای نوآمد مین سے تھے اور حجاج بنی امیہ کے ظلم سے اطراف کوکن مین وارد ہوے تھے اور قوم نوآتیہ کے نام سے زبان زد ہوئے تھے انکی اولاد مین سے ملا احمد مذکور شاہ بیجاپور کے مقربون مین تھا اور اس ضلع مین تین پرگنون کا جاگیردار تھا۔ ان ہی دنون دو پرگنے جنکے نام سویہ ویونہ تھے۔ شاہ جی بھوسلہ کو جاگیر مین ملے تھے۔ باپ کی طرف سے جاگیر کے بندوبست مین سیواجی صاحب اختیار تھا اور اپنی قوم مین شجاعت و رشادت مین ممتاز تھا اور حیلہ و تزویر مین ابلیس پر تلبیس کا فرزند رشید گنا جاتا تھا ان حدود مین قلعکوہستان بڑے اونچے اونچے تھے جنگل لاحاصل اشجار خاردار سے پر تھے اسلیان اسنے زمینداروں کے طریقہ پر توطن اختیار کیا عمارات بنائین۔ اسلئے نئے قلعجات کوہی و حصار گلی بنانے مین مشغول ہوا۔ دکن مین ایسے قلعہ کو گڈھ کہتے ہین ان ہی دنون مین عادل خان بیجاپوری عارضہ بدنی مین گرفتار ہوا۔ مرض کے امتداد سے مملکت بیجاپور مین کہ بہ نسبت اور ہندوستان کے صوبجات کی وسعت مسافت و مداخل زیادہ رکھتا تھا آشوب و انقلاب پیدا ہوا اور ملا احمد ان ہی دنون مین والی بیجاپور پاس گیا اس سبب سے کہ اسکی فوج اطراف کوکن سے چلی گئی تھی سیواجی نے دیکھا کہ ملک فرمان روا کے انتظام سے خالی ہے تو اس نے اور جاگیردارون کے تعلقہ مین جرأت و بیباکی شروع کی کل دکن مین اسکی اور اسکی اولاد کے فساد کی بنیاد روز بروز جمتی گئی جسکا حال آگے بیان ہوگا جس جگہ وہ قصبہ معمور و آباد و سیر حاصل مالدار رعایا

سنتا وہان دوڑ کر جاتا اور لوٹ لیتا پہلے اس سے کہ جاگیرداروں کی فریاد ان
ایام پرفساد مین بیجاپور مین پہنچے سیواجی اپنا ایک عریضہ مع بہت سی ہدایا اور تحائف کے
بھیجتا اور عذر لکھتا کہ فلان محال مین افزونی محصول کی گنجایش تھی اور جاگیرداروں
اور اُسکے منصوبوں نے ایسی ایسی تقصیرین کی ہین جنسے اُنکی تنبیہ کی اور اس قدر روپیہ
اضافہ پر مجھے جاگیر یا خالصہ کے طور پر اُنکا لینا منظور ہے۔ بیجاپور کے کارپردازون مین
رشوت ستانی کا بازار گرم تھا اس آشوب مین ایک دوسری کی نہین سُنتا تھا۔ جاگیرداروں کے
نوشتجات جو آتے انپر بھلا یہ مرتشی کب توجہ کرتے تھے۔ ملک دکن کبھی فتنہ و خلل و فساد
سے خالی نہین رہتا وہان کی سرزمین کی تاثیر یہی ہے کہ حکام و رعایا مرض حسد و
حمق و خفت عقل مین گرفتار رہتے ہین اور اپنے ہاتھ سے اپنے پاؤن مین کلہاڑی
مارتے ہین اور عرض و مال و ملک کو فنا کرتے ہین اور اس ولایت مین کارپردازون
کی طمع پر فرمانروا کی انحراف و اختلال مزاج کا اور طرہ چڑھا تو سیواجی کی بنی آئی۔ کہ
اسکے نام احکام اس ملک کے اختیار کے پہنچے تھے۔ رفتہ رفتہ یہان تک نوبت آئی
کہ وہ سرکشون مین شمار ہونے لگا اور مرہٹہ کے انتخابی قزاق پیشہ جماعت کثیر اس
پاس جمع ہوگئی اور اُسنے نامی قلعون کی تسخیر مین کمر ہمت چست باندھی۔ اول چند
قلعون پر متصرف ہوا اور پھر اور قلعون پر دست درازی کی جو ذخیرہ تجربہ کار
قلعہ دارون اور کارآزمودہ حارسون سے خالی تھے اس زمانہ مین بیجاپور کی ریاست
مین انقلاب ہو رہا تھا۔ سکندر علی عادل شاہ ثانی جسکی اصل و نسل کے اثبات مین بھی شکوک
تھی۔ چھوٹی عمر مین باپ کا جانشین ہوا۔ شاہجہان کے حکم سے شاہزادہ اورنگ زیب
کی مہم نے اور شورش و فساد کو زیادہ کیا اس سے روز بروز سیواجی کی قوت بڑھتی
گئی اور تمام قلعون پر اسکا تصرف ہوگیا اور تھوڑے دنون مین صاحب مکنت و
ہوگیا اور جمعیت مال و ثروت کے فراہم ہونے سے بادشاہ ہند و بیجاپور کی مخالفت
پر کمر باندھی۔ قلعون کو ہون کی اور جنگل پر از اشجار کی پناہ مین ملک اور دور و نزدیک کی

بحر و بر کی راہون مین تاخت و تاراج شروع کی اور قلعہ راج گڈھ کو چاکنہ کو اپنا ملجا
وماوا مقرر کیا اور دریا کے بعض جزیرون پر کشتیون کو جمع کر کے قبضہ مین کر لیا اور جہان
بھی نئے قلعے بنا کئے صاحب جبل قلعہ ہو گیا۔ اور سب قلعون مین ذخیرہ و سامان جنگ مہیا
کیا۔ اور علانیہ و بے باکانہ مخالفت کا نقارہ بجایا اور دکن کے مشہور باغیون مین ہو گیا
جب سکندر علی عادل شاہ حد شعور کو پہنچا اور ملک کی پرداخت مین مشغول ہوا۔ پہلے سیواجی
پاس رسل و رسائل بھیجے جب انکا اثر کچھ نہ ہوا تو افضل خان کو ایک لشکر گران کے ساتھ
اسکی تنبیہ کے لئے تعین کیا۔ افضل خان عمدہ امرا اور شجاعون مین سے تھا اس نے جا کر
سیواجی کو تنگ کیا سیواجی نے دیکھا کہ صف جنگ مین اور محصور ہونے مین اس سے
عہدہ برآ نہین ہونے کا۔ تو حیلہ و تزویر و روباہ بازی کا جال پھیلایا معتمد آدمیون کو
درمیان مین ڈال کر ندامت کا اظہار کیا اور عفو تقصیرات کے قبول کی التماس کی
اور مکابرہ ہمنون کی آمد و رفت کے بعد یہ قرار پایا کہ مکان مقرری مین سیواجی کے
قلعہ کے نیچے سیواجی تین چار بے اسلحہ خدمتگارون کے ساتھ کر شادہ افضل خان کی
ملازمت کے لئے آئے اور افضل خان پالکی مین بیٹھ کر پانچ چار بے ہتیار خدمتگارون کے
ساتھ قلعہ کے نیچے آئے اور سیواجی جب ملاقات کر چکے تو بعض عہد و پیمان بالمشافہ
کئے جائین اور خلعت دے کر اسکو رخصت کیا جائے۔ افضل خان کو وجہ پیش کش و
تحائف دیکر بعد تقدیم ضیافت رخصت کرے بلکہ خود سیواجی تسلی پانے کے بعد افضل خان
کی خدمت و رفاقت مین بیجاپور کا عازم ہو سیواجی نے مکاری یہ کی کہ افضل خان
پاس طرح طرح کے ہدیے اور اس ملک کے قسم قسم کے میوے بھیجکر اور عجز و انکسار ظاہر
کر کے اسکو اپنا رام کر لیا اور دام تزویر مین لے آیا افضل خان نے اسکے اظہار ابلہ فریب کو
سچا جانا اور وہ احتیاط جو بزرگ بتلا گئے ہین نہ کی وہ بے ہتیار لگائے پالکی
مین بیٹھ زیر قلعہ مکان موعود مین چلا آیا اور اپنے سب ہمراہیون کو ایک تیر کے فاصلہ
پر اپنی فوج مین سے الگ کر دیا سیواجی قلعہ سے پیادہ پا آیا۔ دو سو عجزو انکسار

کا اظہار تضرع کے ساتھ شروع کیا جب دامن کوہ مین آیا تو تین چار قدم اٹھکے
اپنے جرم کا اقرار کرتا اور عفو کی درخواست کرتا۔ اور لابہ وسالوسی سے سراپا
تن و بدن کو لرزہ مین لاتا اور عرض کرتا کہ اسلحہ دار آدمی و خدمتگار جو پالکی کے
ہمراہ ہین دور ہون اور حربہ جیکو دکھنی بچھوا کہتے ہین ہاتھ کی انگلیون مین آستین کے
نیچے اس طرح پوشیدہ کیا تھا کہ ہرگز نہین معلوم ہوتا تھا اور اپنے آدمیون کو مسلح و مکمل
ہر غار کے بن و کنار پر اور کوہ کے ہر نشیب و فراز پر متفرق بٹھایا تھا اور نفیر نواز کو کھڑا
کیا تھا اور اسکو سمجھا دیا تھا کہ ملاقات کے وقت اس حربہ جان ستان سے اپنے
دشمنون کو امان نہ دونگا۔ جب دور سے حربہ لگانے کا اثر ظاہر ہو تو میرے کام کا
کے فکر مین نہ پڑنا نفیر بجا کر اپنے لشکر کو خبردار کرنا اور لشکر کو تاکید کر دی تھی کہ نفیر کی
آواز سنتے ہی اطراف سے نکل کر افضل خان کے آدمیون پر دوڑ جائے وہ ہر طرح
سے موافقت کو عمل مین لاتا۔ افضل خان کو اجل ناگہان اس مکان تک کھینچ لائی
کشان لائی تھی۔ اپنی جلادت کے غرور مین سیوا کو اس طرح دیکھ کر کہ بے اسلحہ ہراسان
وترسان آتا ہے اسکے عدم وجود کو مساوی جانا اور پالکی کے گرد جو چند نفر
تھی انکو بھی دور بھیجدیا۔ جب سیوا جی قریب آیا تو روتا ہوا افضل خان کے پیرون
مین گرا افضل خان نے اسکے سر کو اٹھا کر چاہا کہ دست شفقت اسکی پیٹھ پر پھیرے
اور بغلگیر ہو کہ اس نے چابک دستی سے حربہ زیر آستین کو افضل خان کے شکم مین ایسا
مارا کہ آہ نہ کھینچنے دی اور کام اسکا تمام کیا۔ نفیر نواز نے موافق ارشاد کے صدائے
فتح سپاہ کے کان مین پہنچائی۔ دامن کوہ کے ہر طرف و گوشہ و کنار سے سوار و پیادے
بے شمار نکل آئے افضل خان کے لشکر پر حملہ آور ہوئے اور قتل و غارت و تاراج
پر ہاتھ کھولا۔ اب دوڑ کر لشکر مین آیا اور اسکو جان کی امان دی۔ گھوڑے
ہاتھی و خزانہ و اسباب تمام کارخانے اپنے تصرف مین لایا اور سپاہ کو نوکری
کا پیغام دیکر اپنا نوکر بنالیا اور پہلے سے زیادہ اب اسباب تجمل و جمعیت بہم پہنچایا

جب یہ خبر عادل خان بیجاپور کو پہنچی تو دو سو لشکر رستم خان سپہ سالار کے ماتحت
روانہ کیا قلعہ پرنالہ پر دونو کی لڑائی ہوئی رستم خان مغلوب ہوا غرض
اس طرح سیواجی روز بروز صاحب لشکر مستقل ہوتا گیا۔ نئے نئے قلعے بناتا گیا
اپنے ملک غصبی کی آبادی اور بادشاہی بیجاپور کی ویرانی مین کوشش کرتا
دور دست کے قافلون پر تاخت کرتا آدمیون کے مال ناموس پر متصرف
ہوتا اور اس نے انتظام کیا تھا کہ جہان لشکر تاخت کرے مسجد و کلام اللہ و کسی
کے ناموس مین دست اندازی نہ کرے جو شخص قرآن شریف لاتا اسکو حرمت و ادب
کرتا اور کسی مسلمان نوکر کو دیدیتا اور جس ہندو مسلمان کے ناموس گرفتار ہوتے
تو کسی کا یارا نہ تھا کہ نظر بد سے اسے دیکھتا اس کی نگہبانی و محافظت مین کوشش
کرتا۔ کہ اسکے وارث آنکر بقدر حالت حوض مین روپے کر انکو چھڑا کر لے جائین مگر
جو عورت ایسی ہوتی کہ اسنے نام و نشان کنیزی ہونیکا ظاہر ہوتا تو اسکو اپنی
زر خرید ملک جانتا اور متصرف ہوتا اور یہ انتظام کیا تھا کہ جہان لوٹ ہوتی
اس مین سے زخت مستعمل غریبانہ دیسی و تانبے پیتل کے برتن جو لوٹتا اسکے ہوتے
باقی جنس و نقد و طلائی مسکوک و غیر مسکوک و زیور و اقمشہ و جواہر جس کے
تصرف مین آتے اسکی یہ قدرت نہ تھی کہ اسمین دام و درم کا تفاوت کرتا
بالکل ان کو سردار اور عہدہ دار جدا کر کے سیواجی کی سرکار مین داخل کرتے جب
اس علیحدگی حال عالمگیر سے عرض ہوا امیر الامراء صوبہ دار دکن کو حکم ہوا کہ سیواجی کی
تنبیہ و استیصال مین کوشش کرے

حسب الحکم امیر الامراء ۲۵ جمادی الاولی سنہ جلوس کو اورنگ آباد سے چلا اور
ممتاز خان کو یہان اپنا نائب مقرر کیا اور سیواجی کی گوشمالی کے لئے پونہ اور
چاکنہ کی طرف مرحلہ پیما ہوا۔ ان دنون مین سیواجی یہین رہا کرتا تھا غرہ
رجب کی سنہ کو سیو گانون مین جو سیواجی کی محال سے تعلق رکھتا تھا امیر الامراء

آیا سیواجی قصبہ سوپہ کی طرف پھر آیا تھا۔ امیرالامراء کے آنے کی خبر سنکر اس جا کو خالی کیا۔ اور دوسری سمت کو چلا گیا۔ امیرالامراء نے قصبہ سوپہ پر بے جدال و قتال قبضہ کیا۔ جادورائے کو یہاں منتظم مقرر کیا اور اس جگہ کی خبرداری اور غلہ کی رسد رسانی کے لئے لشکر شاہی کو تاکید کی سیواجی نے اپنے لشکر کو اس کام کے لئے مامور کیا کہ جسطرف امیرالامراء کی کمی فوج جائے اُسپر تاخت و تاراج میں مشغول ہوا و شوخی کرے امیرالامرا اس امر پر مطلع ہو تو اُسنے کمی کے لئے چار ہزار سوار مقرر کئے اور انکے سردار باری باری سے تجویز کئے پرگنہ میں ہر روز کمی پر دکنیوں کی فوج اطراف سے نمودار ہوتی۔ قزاقوں کے طور پر ناگہان کمی کے سر پر چڑھ آتے لشکر کے خبردار ہونے تک گھوڑا اونٹ آدمی جو کچھ ہاتھ آتا لوٹ کر لیجاتے فوج شاہی کے بہادر اپنے مقدور کے موافق انکا تعاقب کرتے اور انکو ہلاک کرتے وہ جنگ بگریز کر کے ہر طرف متفرق ہو جاتے اسی طرح سیوا پور تک جو اسکا آباد کیا ہوا تھا لشکر شاہی پہنچا۔ یہ دونو مقام سیواجی سے امیرالامراء نے لے لئے۔ پونہ میں داخل ہو کر وہاں اپنی اقامت کی جگہ مقرر کی اور وہاں سے سوار ہو کر حصار جاکنہ کے نیچے آیا اس قلعہ کے برج و بارہ کا غور کی نظر سے ملاحظہ کیا۔ مورچال مقرر اور تقسیم کئے اپنے لشکر کے گرد دمدمہ اور خندق کھودنے اور نقب لگانے کا حکم دیا اور اس حصار کو بالکل گھیر لیا اور اسکی تسخیر کے لئے سعی و جہد و جہد پر کمر باندھی۔ بارش کی کثرت تھی۔ اس سرزمین میں پانچ مہینے شب و روز متواتر بارش رہتی ہے اور گھروں سے سر نکالنے کی فرصت نہیں دیتی اور ایسا غبار تیرہ اُٹھتا ہے کہ دن کی رات ہو جاتی ہے اور اکثر چراغ جلانے کی احتیاج ہوتی ہے ایک مجلس میں آدمی کو آدمی نہیں پہچان سکتا۔ بندوق و باروت کام نہیں دیتے کمانوں کے چلّے ڈھیلے ہو جاتے ہیں باوجود ان سب باتوں کے ایسی سعی کی کہ توپوں کی پے در پے مار سے قلعہ کی دیواریں چھلنی ہو گئیں مفسدوں کو سراسیمہ و مضطرب کیا۔ اندھیری راتوں میں محصورین قلعہ سے باہر آتے۔ اور بادشاہی مورچالوں پر حملہ کر کے عجیب دستبرد کرتے اور کبھی کبھی دن کو بھی اندر اور باہر سے شوخی ایسی کرتے کہ مورچالوں کو تزلزل میں ڈالدیتے۔ اسی طرح چھپن روز محاصرہ پر گذرے

امیر الامراء کی طرف سے ایک نقب برج تک لگائی تھی اسکو باروت سے پر کر کے آگ لگائی جس سے برج اڑا اور سنگ و خشت و آدم باہم اس طرح ہوا مین اُڑتے تھے جیسے کہ گرہ باز کبوتر۔ بہادرون نے حملہ کیا مگر اہل قلعہ نے قلعہ کے اندر خاک کا پشتہ و نشیب و فراز کے اطراف کو مورچال و پناہ بنایا تھا وہ مدافعت مین کھڑی ہوئی اسی تردد مین سارا دن آخر ہوا اور یاد شاہی آدمیون کی ایک جماعت کثیر کشتہ ہوئی۔ غازیون نے فرار کی عار کو قرار نہ دیا بیخور و خواب تمام شب نہ رتیوتا کے ساتھ خاک و خون مین بسر کر کے صبح کی۔ ادھر آفتاب نکلا۔ کہ بہادرون نے پے در پے حملہ کرنے شروع کیے۔ تیغ و تیر و سنان سے بہت دشمنون کی جان لی۔ بہت کشش و کوشش سے حصار قلعہ کو لے لیا۔ دشمن بھاگ کر قلعہ ارک مین گئے۔ اس یورش مین سیلدار اور عملہ قلعہ گیری کے سوا تین سو آدمی کشتہ اور چھ سو سوا اور پیادے زخمی ہوئے حصار ارک مین بھی محصورون کو ایسا تنگ کیا کہ انہون نے راؤ بھاؤ سنگھ کو اپنا شفیع بنایا بندہ یار شاہی کو قلعہ سپرد کیا۔ اور امیر الامراء سے آخر ملے دوسرے روز کہ امیر الامراء قلعہ مین داخل ہوا۔ رزاق خان کو یہان منتظم مقرر کیا اور خود یہان سے کوچ کیا کہ سیواجی کی تنبیہ کرے۔ چاکنہ کا نام اسلام آباد رکھا جعفر خان کہ مالوہ مین تھا امیر الامراء کی مدد کے لئے مامور ہوا۔

۵ ربیع الاول سنہ کو جشن وزن شمسی ہوا عمر کا اکتالیسوان سال شمسی ختم ہوا اور بیالیسوان شروع ہوا۔ اس جشن کی بڑی تیاری ہوئی۔ دیوان خاص و عام مین مخمل کا خیمہ لگا اور بادشاہ تخت طاؤس پر جلوہ گر ہوا اور آئین بندی مین بیس ہزار شمع و فانوس سوا اور قسم کے چراغون کی روشنی ہوئی۔ تین روز تک یہ جشن رہا حسب معمول شاہزادون اور امراء کو منصب و خلعت و خطاب عطا ہوئے۔

علی عادل شاہ کی طرف سے قلعہ پرنیدہ کا غالبہ حاکم تھا اس نے امیر الامراء سے خط و کتابت کر کے قلعہ پرنیدہ کے حوالہ کرنے کے لئے عرض کیا۔ ۲۷ ربیع الاول سنہ جلوس مین لشکر شاہی قلعہ کے نیچے گیا۔ غالبہ نے قلعہ حوالہ کیا اور خود سلخ ربیع الثانی کو امیر الامراء سے ملا اس نے پھر ہزاریہ اسکو انعام دیا اور اسکے دو بیٹون اور داماد کو خلعت دیا۔

جشن وزن شمسی سال ۴۲ جلوس و قلعہ پرنیدہ کی فتح

قلعہ پر نیدہ قدیم الایام سے نظام الملک کے تصرف مین تھا۔ جب سلطنت بگڑی تو محمد عادل خان
بیجاپور نے تین لاکھ ہون قلعہ دار کو دے کر قلعہ کو اپنے تصرف مین کر لیا اب ریاست بیجاپور
سے متعلق تھا۔ شاہجہان کے حکم سے ایک مرتبہ مہابت خان خانخانان نے اس قلعہ کا محاصرہ
کیا تھا مگر وہ ناکام رہا۔ اب بے تردد و قتال و جدال عالمگیر کے ہاتھ آیا۔ امیر خان بھی
راجہ کرن کو مع دو بیٹون انوپ سنگھ و بیم سنگھ کے حضور مین لایا جنکا ذکر اوپر ہو چکا ہے
ان ہی ایام مین بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر جسکے پہاڑون
کی پناہ مین سلیمان شکوہ مدتون سے رہتا تھا اور اسکے ملک کو افواج شاہی بسر کردگی
تربیت خان پامال کرتی تھی اُسنے راجہ جیسنگھ کی معرفت عرضداشت بھیجی جسمین بتقصیرات
سابق و لاحق کے عفو کی اور سلیمان شکوہ کے حوالہ کرنے کے لئے التماس کیا۔ بادشاہ نے کنور
رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ کو سلیمان شکوہ کے لانے کے لئے رخصت کیا۔ اسکے پہنچنے کے بعد سلیمان
کو میزبان کے ارادہ پر اطلاع ہوئی تو اُسنے اپنی جان بچانے کے لئے حرکت نہ اجہاں
محمد شاہ کو کہ جو اسکے ساتھ اب تک ہاتھا اور چند اسکے رفیق قتل ہوئے اور سلیمان شکوہ
دستگیر ہوا۔ اور کنور رام سنگھ اور تربیت خان کے ہمراہ ۱۱ جمادی الاولی سنہ ۷۰ کو
حضور مین آیا اسکو ملازمت کا حکم ہوا اور بادشاہ نے لطف فرما کر اسکی خطا بخشی کی اور
جان کی امان دی اور اس دل باختہ کی تسلی کی۔ فرمایا کہ سلیم گڈھ مین جا اور وہان
سے محمد سلطان کی ہمراہ گوالیار بھیجا جاے۔ معتمد خان کو گوالیار کا قلعدار بنا کے اس کی ہمراہ
بھیجا۔ میدنی سنگھ پسر پرتھی سنگھ زمیندار سری نگر کو جو سلیمان شکوہ کی ہمراہ آیا تھا دو ہزاری
سوار کا منصب اور پانچہزار روپیہ نقد اور ایک ہاتھی اور دس گاؤن عنایت ہوئے
اسکے باپ کے لئے بھی خلعت عنایت ہوا راجہ کرن بھی حضور مین آیا۔ اسکی تقصیرات معاف
ہوئین۔ سہ ہزاری دو ہزار سوار کا منصب اور راؤ کرن کا خطاب عنایت ہوا اور دکن مین
تعینات ہوا۔ ایک ہفتہ مین تین ایلچیون کے آنے کی خبر آئی۔ ایک ایلچی ہم آقا کی جسکو جیسن
حاکم بصرہ نے بھیجا تھا اسکے ساتھ سلطنت کا تہنیت نامہ اور ارمغان عراقی تھے دوسرا

ابراہیم بیگ تھا جسکو سبحان قلی خان نے نامہ و تحائف توران کے ساتھ بھیجا تھا۔ تیسرا ایلچی ابراہیم بیگ
تھا جو ایران کے بادشاہ کی طرف سے نامہ اور گھوڑے لیکر ملتان مین آیا تھا ابراہیم بیگ ایلچی توران
کو بعد ملازمت کے گیارہ ہزار روپیہ و کمر و پٹکہ مرصع مع خلعت مرحمت ہوا وہ مریض تھا
جلد مر گیا۔

چونکہ شاہ جہان کے زمانہ علالت سے برابر ملک مین محاربات کے فساد رہتے تھے اور لشکر ادھر
اودھر سے آتے جاتے تھے۔ کئی سال سے بارش کا حال بھی یہ تھا کہ کبھی ابتدا مین
کبھی انتہا مین کمی ہوئی تو غلہ کی گرانی ہوئی خلق اللہ کے ہوش اُڑے روز بروز غلہ کی
قلت اور بے بضاعتون کی عسرت ہوئی۔ اکثر پرگنے ویران ہو گئے اور شاہجہان آباد
مین گرد و نواح کے کنگال بھر گئے شہر مین پہلے ہی سے فقیر بہت تھے اور اُنپر ان کنگالون کا
اور اضافہ ہوا۔ ابتدا ہر کوچہ و بازار مین فقیرون اور بے نواؤن کے ہجوم سے آدمیون کو
رستہ چلنا مشکل ہو گیا اور خلقت کو جینا دشوار ہو گیا۔ بادشاہ نے یہ حال سُنکر حکم دیا کہ
شاہجہان آباد مین سوای مقرری مطبخ خانہ پختہ و خام کے دس اور لنگر خانے جاری ہون
اور دارالخلافہ کے گرد کے قصبون اور مزارون پاس بارہ لنگر خانے جاری کئے جائین
اور خداترس و متدین داروغے اُنپر متعین کئے جائین کہ مزارون تک سب عمدہ امیرون کو
حکم ہوا کہ ہر ایک اپنے فراخور حال اور موافق اپنے مرتبے کے لنگر خانے جاری کرے
اور غلہ کی گرد آوری کے لئے راہداری کے معافی کے لئے جا بجا احکام مجدد صادر
ہوئے اور سزاول منصوب ہوئے۔ دارالخلافہ مین سپاہ بہت تھی اسمین سے آدھی اپنے
تیول کو روانہ کی گئی جسکی تخفیف سے غلے کا نرخ ارزان ہوا جو شاہجہان آباد مین
گرانی غلہ کا انتظام ہوا تھا۔ وہی لاہور اور اکبرآباد کے دارالخلافون مین ہوا۔
اسی فی الجملہ خلقت کے حال مین تفاوت ہوا۔

واقعات سال چہارم سنہ ۱۱۷۱ ۱۷۶۱

۲۹ شعبان سنہ ۱۱۷۱ کو ہلال رمضان نمودار ہوا ہر سال کے دستور کے موافق

جشن کی آرایش ہوئی - پادشاہ کی تاریخ جلوس ۲۴ رمضان ہی اور پہلے سالون مین انہین تاریخون مین جشن ہوا مگر روزہ رکھنے کے سبب سے لوگون کو خرمی اور انبساط کی طرف رغبت کم ہوتی ہی میل کلی نہین ہوتا - اور پادشاہ دین پناہ بھی ان دنون عبادت و طاعت مین مصروف رہتا - بزم سور و طرب و سمرور کے لئے فرصت نہین رکھتا - اس سبب سے پادشاہ نے یہ مقرر کیا کہ اس سال سے آگے ہر سال اس جشن کا آغاز عید فطر کے دن سے ہوا اور وہ دس دن تک جاری رہی - اس جشن مین جو پیش کشین پیش ہوئین اور تمام امراء و اہل طرب کو انعام ہوئی - انکی تحریر کو تحصیل حاصل جانکر قلم کو اُن کے ذکر سے آشنا نہین کرتا کچھ اور مدعا تحریر کرتا ہون

پادشاہ سے عرض ہوا کہ مدراق بیگ ملتان مین داخل ہوا اور تربیت خان نے ضیافت کی اور پانچہزار روپیہ اور تحائف اسکو دیئے - لاہور مین خلیل اللہ خان نے موافق ہندوستان کی رسم و راہ کے رنگین ضیافت پُر تکلف کی - چار سو قابین چاندی کی اور سات سو خوان حلوا و نقلون کے سوا عطریات اور لوزمات کے دسترخوان پر چنے - طعامہاے آتش مع ظروف و نقرہ و آلات و بیش قیمت غوریون کے ایلچی کے ہمراہ کر دیئے اور بیس ہزار روپیہ نقد اور سات تقوز پارچہ بیش بہا اور انواع مرصع آلات تواضع کئے ایلچی نے دو دفعہ شاہ اور اپنی طرف سے خربوزہ کا ریزا و اقسام میوہ تر و خشک بھیجے - وہ پادشاہ کی نظر سے گذرے جب ایلچی پادشاہ کی خدمت مین آیا تو اُسنے پانچ لاکھ روپیہ کے قیمتی تحف و تحائف پیش کئے - پادشاہ نے روز رخصت تک پانچ لاکھ روپیہ کے نقد و جنس ایلچی کو اور پچاس ہزار روپیہ اس کے ہمراہیون کو دیئے اور نامہ کے جواب کے لئے فرمایا کہ بعد ازان بھیجا جائیگا - پادشاہ نے سُنا تھا کہ چکرسین بھیل جو اس سرزمین کے مفسدون کا سرگروہ ہے اور پہلے اس سے فرمانبرداری و خدمت گذاری شاہی کے سبب سے اس ولایت کی زمینداری کی دولت پر پہنچا تھا وہ قلعہ کھانا کھری پر تصرف کہتا تھا وہ اس قلعہ کی حصانت پر ایسا مغرور ہوا کہ اُسنے اطاعت شاہی سے انحراف کیا اور صوبہ دار مالوہ پاس آنے سے اور پیش کش مقرری کے دینے سے انکار کیا - تمرد و بغاوت کو

مدراق بیگ سفیر ایران -

ایلچی کو خلعت اور رخصت کیا -

طریقہ اختیار کیا۔ بادشاہ نے راؤ بھگونت سنگھ ہاڈہ جسکی بحال زمینداری اور وطن اسکی ولایت سے قریب تھا اُسکے دفع کرنے کے لئے مقرر کیا۔ اُس نے جاکر قلعہ کھانا کھری کو اپنی حسن تدابیر و کوشش سے مفتوح کیا اور چکر سین کا قصہ تمام کیا۔

چنپت بندیلہ

شاہجہان کے عہد سے مالوہ مین چنپت بندیلہ را ہزنی کرتا تھا باوجودیکہ سپاہ اسکے مارنے کے لئے مقرر ہوئی مگر اسکی حیات کا شجرہ قطع ہوا تھا۔ جب عالمگیر دکن سے دارالخلافہ کی طرف آتا تھا تو اُسنے اپنی بدافعالی کو چھوڑکر اپنی ندامت ظاہر کی اور ملازمت مین آیا اور حرکات۔

فرنیجاب مین داراشکوہ کے تعاقب مین حاضر تھا لیکن اپنی ذاتی بدسرشتی سے بحکیم گریزیا گنہگار غلامون کی طرح بھاگ گیا اور اپنے قدیم مکان پر پہنچ گیا اور بدستور سابق قطاع الطریقی اختیار کی اور شجاع و داراشکوہ کی شورش کے دنون مین اور زیادہ شوخی کی اور اطراف مالوہ کو تاخت و تاراج کیا۔ اول سبھہ کرن بندیلہ اس کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا تو دیبی سنگھ اسکے استیصال کے لئے مقرر ہوا۔ چنپت اسکا مقاومت و مقابلہ نہ کرسکا اور زمیندارون کی پناہ مین گیا۔ لومڑی کی طرح کوہ و غار مین چھپا پھرا مگر گرفتار ہوا سر سکا کٹ کر بادشاہ کے روبرو آیا اور اسکی تشہیر ہوئی۔

شاہزادہ محمد معظم سے راجہ روپ سنگھ کی بیٹی سے عقد نکاح ہوا۔ بادشاہ نے دو لاکھ روپیہ کے موتی و مرصع آلات شاہزادہ کو دیئے۔ اور سہرہ کی تسلیمات کے وقت ایک لاکھ روپیہ نقد مع فیل و اسپان باساز طلا و مرصع عطا کئے۔ آتشبازی نے زمین کو گلفشان اور آسمان کو ستارون سے دُرفشان کیا۔ ایک لاکھ روپیہ کا زیور دلہن کو دیا گیا۔ اور کلاوتو اکی نوہزار روپیہ بانعام ملا۔ مہاراجہ جسونت سنگھ کو حکم ہوا کہ احمدآباد سے دکن مین امیرالامراء پاس سیواجی کے استیصال کے لئے جائے۔ اور قطب الدین خان فوجدار جونا گڈھ کو فرمان صادر ہوا کہ صوبہ دار کے پہنچنے تک وہ احمدآباد سے خبردار رہے۔

تسخیر ولایت پلاؤن کی مرزبانی موروثی چلی آتی تھی اس سرزمین مین قلعے استوار تھے۔ مرزبان پاس بہت پیادے و سوار تھے۔ راہین دشوار گذار جنگل و گریوہ و کوہ سے گھری ہوئی

غرض ان اسباب پر یہان کا مرزبان مغرور ہوا اور سرکشی و بغاوت کی بعض اوقات صوبہ دارون کی بے جہتری اور سست ہمتی کو یہان کا مرزبان دیکھتا تو وہ ملک بادشاہی کی محالات جو اسکے حدود زمینداری کے قریب الجوار ہوتے دست درازی کرتا اور خودسری کرکے صوبہ دار کی فرمان بری نہ کرتا پیش کش اور مرزبانون کی طرح برسم معہود نہ بھیجتا۔ بادشاہ نے داؤد خان صوبہ دار بہار کو حکم بھیجا کہ اس ولایت کو تسخیر کرے۔ خان مذکور ۲۲ شعبان کو اس صوبہ کے کوچیون کو ہمراہ لیکر روانہ ہوا پٹنہ سے جنوب و یہ چالیس کوس کے فاصلہ پر پلاؤن ہے اور بلدۂ مذکور سے اس ولایت کی سرحد ۲۰ کوس ہے اور وہان سے مرزبان کا مسکن ۵۰ کوس ہے۔ دو قلعے مستحکم ایک پہاڑ پر دوسرا سرزمین پر ہے ان دونو قلعے کے نیچے ندی بہتی ہے اور اسکے اطراف و نواحی مین اونچے اونچے پہاڑ اور گھنے گھنے جنگل ہین اور اس ولایت کے متعلقات مین تین قلعے ہین۔ ایک کوٹھی کہ پلاؤن سے ۲۰ کوس ہے۔ دوم قلعہ کندہ جو کوٹھی سے سات کوس ہے سیوم قلعہ دیوکن کہ کوٹھی سے دس کوس پر ہے ان قلعون کی حمایت کے سبب سے یہان کے زمیندار صوبہ دار سے سرکشی کرتے رہتے تھے۔ شاہجہان کے عہد مین عبداللہ خان فیروز جنگ صوبہ دار پٹنہ کی پرتاب راے بھدریہ نے کبھی اطاعت نہ کی۔ بادشاہ کے حکم سے شائستہ خان صوبہ دار پٹنہ اسپر چڑھ کر گیا صرف اسی ہزار روپیہ پیشکش کا لیا اور کوئی قلعہ اور ملک فتح نہ کرسکا اور الٹا چلا آیا۔ یہ حال پہلے لکھا گیا ہے۔ داؤد خان اول کوٹھی کے فتح کرنے کے لئے گیا تو سرکشون نے خوف کے مارے قلعہ خالی کردیا۔ داؤد خان نے اس پر قبضہ کرکے فائستہ بندوبست کیا اور اسکے قلعہ کندہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ یہ پہاڑ پر بڑا مضبوط قلعہ ہے اگرچہ کوٹھی سے آٹھ کوس کے فاصلہ پر ہے لیکن راہ سراسر گھنے جنگلون سے پڑتی ہے اور راہ مین ایک اونچا پہاڑ اور گریوہ دشوار گذار ہے۔ خان نے اول جنگل کے درختون کو کٹوایا اور راہ کو ہموار کرایا۔ جب ایک کوس قلعہ سے راہ بنا نی رہی تھی کہ سرکشون نے اس قلعہ سے بھی فرار کیا۔ داؤد خان مع فوج کے امین داخل ہوا اور اسکو ڈھاکر خاک کی برابر کیا۔ برسات کا موسم آگیا۔ کوٹھی اور کندہ کے درمیان دو گڑھی قلعے بنوا کر اسمین سپاہ کو رکھا زمینداروں

آذوقہ ورسد کے سامان بہم پہنچانے کا انتظام کرایا۔ جب برسات ختم ہوئی تو پلاون کی تسخیر کا ارادہ کیا۔ مرزبان نے اپنے وکیلون کو بھیجکر عرض کیا کہ مین اطاعت کے لئے حاضر ہون اور جو پیشکش مقرر کی جائے۔ مین اُسکو ادا کرونگا لشکر پٹنہ کو الٹا چلا جائے۔ مگر خان نے کچھ نہ مانا غرہ ربیع الاوّل اس شائستہ آئین سے مقصد کی طرف روانہ ہوا۔ کہ مرزا خان تین سو سوار اور دو سو پیادے بندوقچی لیکر ہراول بنا بہادر خان سات سو سوارون اور تین سو پیادون کو لیکر برانغار اور شیخ تاتار خان برادرزادۂ داؤد خان پانچ سو سوار اور راجہ بہروز چار سو سوار اور پندرہ سو پیادے لیکر جرانغار بنا۔ داؤد خان خود دو ہزار سوار لے کر قلب مین رہا اور اپنے پانچ سو سوار تا بین چندا ولی مین مقرر کئے اور ایک گروہ انبوہ تبردارون کا بھیجا کہ وہ قلعے تک جنگلون کو صاف کرکے راہ مصفا و مسطح بنائین اور مناسب مقامون مین تھانے مقرر کئے اس لشکر نے نوروز مین دس کوس طی کئے اور موضع نرسی مین آیا جہان سے قلعہ پلاؤن کی مسافت سات کروہ تھی۔ زمیندار آنکر داؤد خان سے مصالحہ کی تمہیدین کرتے تھے اور پیشکش پیش کرتے تھے مگر خان مذکور کچھ نہین سُنتا تھا۔ جب لشکر نرسی مین آیا تو مرزبان پلادن نے اپنا وکیل سورت سنگھ جو اسکا مدار علیہ تھا دوبارہ داؤد خان پاس بھیجا عجز و زاری کا اظہار کیا۔ فرمان بری و خدمت گذاری کے قبول کرنے کو عرض کیا۔ اس کام کے لئے راجہ بہروز کو واسطہ بنایا ایک لاکھ روپیہ پیش کش دینا بادشاہ کو اور پچاس ہزار روپیہ دینا داؤد خان کو قبول کیا۔ داؤد خان نے اس مقدمہ کو بادشاہ پاس بھیجا اور جواب کے انتظار مین چند روز توقف کیا کہ خبر آئی کہ معسکر سے سات کروہ پر دشمن نے رسد کے غلبہ پر ہاتھ مارا۔ اگرچہ اس واقعہ کے بعد زمیندار نے پیشکش کے روپیہ مین سے پچاس ہزار روپیہ بھیجدیا۔ لیکن غارتگری کی ایسی ناہنجار حرکت کی کہ داؤد خان آگے بڑھا۔ اہل قلعہ نے ڈھائی کوس قلعہ سے آگے آنکر مورچال باندھے۔ بادشاہ کا حکم داؤد خان کی عرضداشت کے جواب مین آیا کہ اگر مرزبان پلادن اسلام اختیار کرے تو پیشکش لے کر اسکا ملک اُسی کو دیدو اور اگر وہ اس سے انکار کرے تو بدستور اپنا کام کرو۔

یہ پیغام اسلام قبول کرنے کا مرزبان پاس بھیجا گیا ابھی جواب نہ آیا تھا کہ جنگ کے شوقینوں نے مخالفوں کے مورچالوں کے قریب پہنچکر لڑائی شروع کی۔ داؤد خان نے جاکر توپ تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم کیا۔ ایک پہر دن رہے سے شام تک جنگ رہی۔ ۱۶ تابین مرے اور پچاس سوار اور پیادے زخمی ہوئے۔ رات ہوگئی۔ تو مخالفوں نے دو برقچی میں لاکر مورچالوں میں نصب کیں اور انکے صدمے سے چند پیادے اور سواروں کو مارا۔ اس رات کو زمیندار مذکور نے داؤد خان کے پیغام کا جواب بھیجا کہ میں اسلام نہیں قبول کرونگا۔ داؤد خان نے ایک کو ہیچہ پر کہ وہ دشمنوں کا سرکوب تھا قبضہ کرلیا۔ اور اُس پر مورچال بنا کے توپیں جمائیں تو دشمنوں نے اپنے مورچے چھوڑکر حصار کے نیچے ندی پر مورچے جمائے۔ داؤد خان نے دو تین روز میں جنگل کٹوا کر راہ بنوائی۔ غرہ جمادی الاوّل کو تین جانب سے دشمنوں پر یورش کی دوپہر تک خوب لڑائی رہی۔ دشمن بہت ماری گئی زخمی ہوئے۔ بھاگ کر پہاڑ اور جنگل میں جا چھپے۔ لشکر شاہی نے انکا تعاقب کیا حصار شہر بند کو جا کرلے لیا اور دشمنوں کو یہاں سے بھی بھگا دیا۔ انہوں نے قلعہ پائین اور حصار کوہ میں پناہ لی۔ زمیندار نے اپنے اہل وعیال اشیا واموال کو قلعوں سے نکالکر جنگل میں بھیجا اور خود دو نو قلعوں میں تحصن اختیار اور مراسم مدافعت و مقاومت میں قیام کیا۔ لشکر شاہی حصار شہر بند میں آکر قلعہ کے دروازہ پاس پہنچا اور ایک پہر رات گئے تک توپ تفنگ سے ہنگامۂ جنگ گرم رہا۔ زمیندار رات کو قلعہ سے جنگل میں بھاگ گیا۔ دو نو قلعے بادشاہی فوج میں آگئے۔ ہندوؤں کے صنم خانے اور معابد ذکر و تہلیل سے تبدیل ہوئے۔ اس یورش و آویزش میں ۶۱ آدمی کشتہ اور ۱۷۷ آدمی زخمی ہوئے۔ مخالفوں کے بہت آدمی کشتہ و زخمی و اسیر ہوئے۔ خبر آئی کہ مخالف قلعہ دلیون میں جمع ہوئے تو داؤد خان نے شیخ صفی کو فوج کے ساتھ روانہ کیا اسنے جاکر محاصرہ کیا۔ اور دشمنوں کو ایسا تنگ کیا کہ انہوں نے یہاں سے بھی فرار کیا۔ قلعہ بادشاہی سپاہ کو ہاتھ آیا۔ داؤد خان نے یہاں انتظام مغل خان کو سپرد کیا اور

خود پٹنہ مین آیا۔

شاہ جہان کے پاس سے فاضلخان سوا لاکھ روپیہ کے جواہر لایا۔ دوم رجب کو خلیل اللہ خان کا انتقال ہوا۔ پادشاہ نے سوم کے روز جاکر اسکے سوگوارون کی تسلی و دلجوئی سے نوازش فرمائی۔ اسکے بیٹون میر خان و روح اللہ خان و عزیز اللہ خان اور اسکے برادرزادون سیف الدین افتخار خان و لطفت خان و بہاء الدین اور اسکے داماد سیف الدین کو خلعت فاخرہ دیئے اور اسکی بیٹی و بیوی کا پچاس ہزار روپیہ سالیانہ مقرر کیا۔ اور بیٹون اور داماد کا اضافہ منصب کیا۔ ۶ رجب کو شاہزادہ محمد اکبر کا ختنہ ہوا۔ اس سنت کو پادشاہ نے ادا کیا۔ بوداق بیگ کی زبانی معلوم ہوا تھا کہ شاہ ایران کو پان کھانے کی طرف رغبت ہے اسلئے اس پاس پان بھیجے خواجہ احمد ایلچی کو ایک لاکھ بیس ہزار روپیہ کے قریب دیکر رخصت کیا۔ غرہ شعبان کو بنگالہ سے شجاع کے اسی ہاتھی بھیجے ہوئے۔ اور پلاؤن کی غنائم مین سے دو ہاتھی نظر اشرف سے گذرے۔ پادشاہ نے ڈیڑھ سو کلنگ شکار کئے۔ خضر آباد (ہمایون کے مقبرہ کے پاس شاہی مکانات بنے ہوئے تھے) مین باور کا دام لگاکے شکار کھیلا۔ تین سو پچپن ہرن مارے۔ اس شکار مین پادشاہ کو اپنی رحم کے سبب سے خیال آیا کہ ان بے زبان حیوانون کو شکار کرکے ظلم کرنا نہین چاہیئے اسلئے اسنے شکار کو اور جانورون کے قید کرنے کو منع کردیا جتنے جانور جال مین پکڑے گئے تھے سب چھوڑ دیا۔ جب شاہجہان کی علالت کے سبب سے ملک مین چارون طرف شورش ہوئی اور سرکشون نے سر اٹھایا اور شجاع نے بنگالہ مین اپنا سکہ جمایا تو بھیم نراین زمیندار کوچ بہار نے سرکشی کی جو اس سانحہ سے پہلے پادشاہ کا مطیع فرمان پذیر تھا اور ہمیشہ پیشکش بھیجتا رہتا تھا اور گھوڑاگھاٹ پر حملہ کیا اور رعایا کی صغیر و کبیر کی ایک جمع کثیر کو اسیر کیا جسمین اکثر مسلمان تھے اور انکو اپنی ولایت مین لے گیا اور اس ناحیہ مین بڑی خرابی مچائی۔ ولایت کامروپ جو عبارت باجوا اور گواھٹی اور اسکے توابع سے ہے اور قدیم زمانہ سے ممالک محروسہ مین داخل تھی اسکو

۲۰ رجب

خانخانان عرف منظم خان کی تعینات ملک شام کی منسوخی۔

اپنے وزیر بھولا ناتھ کو بھیجکر تصرف مین لانا چاہا۔ اُس وقت آسام مین جی دھجنگا راجہ تھا جو وسعت ولایت و فزونی دستگاہ قدرت و کثرت جمعیت لشکر اور انبوہی خیل و حشم و بسیاری نوارہ و توپخانہ و فیلان جنگی مین راجہ کوچ بہار پر فوقیت رکھتا تھا اُسنے جب شجاع کی شورانگیزی کا حال سُنا اور بھیم نراین کے ارادہ پر مطلع ہوا کہ کامروپ کی تسخیر کا ہے تو اُسنے آشامیون کا لشکر عظیم نوارہ اور توپ خانہ کو دریا و خشکی کی راہ سے ولایت کامروپ مین متعین کیا۔ لطف اللہ شیرازی یہان کا فوجدار تھا۔ جب اس نے دیکھا کہ دونو طرف سے سیلاب آشوب آیا اور مجھہ مین مقاومت کی تاب نہین اور کمک و مدد کی امید منقطع ہے تو صلاح اندیشی یہان سے نوارہ کی مدد سے جہانگیر نگر چلا گیا۔ بھولا ناتھ وزیر بھیم نراین آشامیون کے قصد سے مطلع ہوا۔ اسکو یقین تھا کہ مین آشامیون پر غالب نہین ہوسکتا وہ بھی چلا گیا اور آشامیون کا کوئی مانع و متنازع نہین رہا۔ ولایت پادشاہی پر وہ قابض ہوئے اور اس دیار کی رعایا کو اسیر کیا۔ شجاع اپنے حال مین خود گرفتار تھا وہ اسکا علاج کچھ نہ کرسکا۔ آشامیون نے دلیری کرکے اور آگے قدم بڑھایا اور بغیر کسی مانع کے حوالی برگنہ کری باری پر کہ جہانگیر نگر سے پانچ منزل ہے متصرف ہوئے اور موضع مست سالہ (ہت سلہ) مین کہ کری باری کے قریب ہے اپنا تھانہ جمایا اور ایک جمع کثیر کو اسکی محافظت کے لئے مقرر کیا۔ جہانگیر کے عہد مین بھی ایسی جرأت اشامی کر چکے تھے کہ ولایات پادشاہی پر تاخت کی تھی اور سیایا بکر کو حوالی جمدھر سے سات آٹھ ہزار سوارون کے ساتھ اسیر کرکے لے گئے تھے۔ اور شاہجہان کے اوائل جلوس مین چیرہ دستی کرکے شیخ عبدالسلام فوجدار ہاجو گوالپٹی پر حملہ کرکے چار سو آدمیون کو دستگیر کرکے لے گئے تھے۔ اس مدت مین حکام بنگالہ مین سے کسی کو آشامیون کی تادیب کی توفیق نہین ہوئی مگر میر عبدالسلام مخاطب بہ اسلام خان کو کہ اس نے اپنی صوبہ داری کے زمانہ مین شاہجہان کے عہد مین اشام کی تسخیر اور آشامیون کی تنبیہ کا ارادہ کیا۔ اور اپنے بھائی سیادت خان کو لشکر کے

ساتھ اس طرف کھینچا تھا کہ وہ خود بنگالہ کی صوبہ داری سے بدل کر وزیر مقرر ہوا۔ اور اسکی جگہ شاہزادہ شجاع مقرر ہوا۔ جسکو اتمام مہم کی توفیق نہ ہوئی اور لشکر شاہی موضع کھلی سے جو آسام کا دھنہ ہے آگے نہین بڑھا۔ جب سال سوم جلوس ماہ رمضان مین بنگالہ سے شجاع رخنگ مین گیا۔ اور اسکے تعاقب مین خانخانان جہانگیر نگر مین آیا۔ پوتراجہ اشام نے اسکے خوف کے مارے اپنے وکیل کے ہاتھ معذرت نامہ خانخانان پاس بھیجا اور اس مین لکھا کہ کوچ بہار کا زمیندار بھیم نراین مجھ سے خصومت رکھتا تھا اسنے ایام شورش و انقلاب مین ولایت پادشاہی پر دست تعرض دراز کیا اور ولایت کامروپ پر جو قدیم الایام سے آشام سے تعلق رکھتی تھی متصرف ہونا چاہتا تھا۔ مین نے اسکو تصرف سے باز رکھا اور ان حدود کو اپنے ماتحت کر لیا۔ اب جس شخص کو آپ اسطرف متعین کرین اسکو یہ ولایت سپرد کردون۔ خانخانان نے باقتضاء صلاح اندیشی اس وقت بظاہر اسکی معذرت کو قبول کر لیا اور وکیل کو خلعت دیکر واپس کیا۔ رشید خان و سید نصیر الدین خان و سید سالار خان و آغر خان کو متعین کیا وہ جا کر ولایات پادشاہی کو اشامیون کی قرار داد کے موافق اپنے تصرف مین لائین۔ اس اثنا مین بھیم نراین نے لشکر شاہی سے خوف کھا کر عفو تقصیر کی درخواست کی اور اپنا وکیل بھیجا۔ اسکی ادب و گوشمالی واجب تھی خانخانان نے درخواست کو بغیر پڑھے فرمایا کہ وکیل دار الضیافت مین جا کر سو کوڑے کھانے کی تکلیف اٹھائے یا نوشتہ زہر مار کر نوشجان کرے۔ وکیل نے نوشتہ کو چربہ لقمہ جان کر نوشجان کیا اور استراحت خانہ زنجیر مین اون پہلا کر راجہ سجان سنگھ بندیلہ کو بندہائے پادشاہی کے فوج کے ساتھ اور مرزا بیگ اپنے آدمی کو ایک ہزار سوار تا بنیبون کے ہمراہ بھیجا کہ بھیم نراین کی تنبیہ کرین اور ولایت کوچ بہار کو تسخیر۔ جب اشامیون نے سنا کہ رشید خان افواج کے ساتھ کامروپ کی طرف روانہ ہوا ہے تو انہون نے اول پرگنہ کری باری اور چنداور پرگنون کو خالی کیا اور آخر کو آب تناس تک ولایات پادشاہی کو چھوڑ دیا۔ رشید خان نے

اشامیون کی اس حرکت کو حیلہ وری اور تزویر جان کر نہایت احتیاط کی کہ جہانگیر سے آگے چار منزل جاکر ٹھیر گیا۔ خانخانان نے اسکو آگے جانے کے لئے تاکید کی تو بھی اُسپر کچھ اثر نہ ہوا تو رشید خان کے کو ملیون یوسف خان و آغر خان نے جاکر کہری باری اور اور پرگنات پر تصرف کیا جو آشامیون نے خالی کئے تھے۔ تو رشید خان موضع رنگامائی کی طرف چلا جو کامروپ کے توابع مین سے ہے۔ اشامی رشید خان کے آگے بڑھنے مین تعلل کرنے سے خیرہ ہوے اور اُنھون نے دوبارہ کامروپ کے تصرف مین لانے کا ارادہ کیا تو پخانہ و نوارہ اور آلات نبرد بہت سے سامان کے ساتھ بھیجے۔ رشید خان پاس انکے دفع کرنے کا سامان موجود نہ تھا وہ رنگامائی مین مقیم ہوا اور خانخانان کو حقیقت حال پر مطلع کیا۔ سبحان سنگھ بھیم نراین کی تنبیہ کے لئے معین ہوا تھا جب اس نے دیکھا کہ کامروائی کچھ نہین ہوتی تو وہ بھی ولایت کوچ بہار کی ایک بندر کی دیوار مین ہو بیٹھا اور خانخانان کو اصل حال سے اطلاع دی۔ خانخانان نے ان دونون کا یہ حال دیکھا تو وہ خود نوارہ اور توپ خانہ اور بنگال کی افواج لے کر ان دونو مہمون کے سرانجام دینے کا عازم ہوا اور بادشاہ پاس اپنی درخواستین بھیجین بادشاہ نے انکے موافق تمام لشکر کو جو شجاع کی مہم مین گیا تھا حکم صادر کیا کہ وہ سب مہمات مذکور مین شرائط موافقت و مرافقت کو بجالاکر خانخانان کی صلاح وصوابدید سے باہر قدم نہ رکھین۔ جب برسات ختم ہوئی اور پانی کی طغیانی دور ہوئی تو ۱۸ ربیع الاول ۱۰۰۲ھ کو خانخانان خضر پور سے سرکشون کے استیصال کے لئے روانہ ہوا۔ نوارہ دوتھائی ساتھ لیا۔ اور باقی جہانگیر نگر مین چھوڑا اور بادشاہ کے حکم کے موافق اکبر نگر کی حراست مخلص خان کو اور جہانگیر نگر کی حفاظت احتشام خان کو تفویض کی۔ اور سید اختصاص خان اور راجہ امر سنگھ تزوری کو اور عمدہ منصبدارون کو احتشام خان کا کومکی مقرر کیا اور مہمات خالصہ پر ستور معہود دیوان بھگوانی داس کو سپرد ہوئین۔ اور نوارہ کا اہتمام محمد مقیم کو حوالہ ہوا۔ جب خانخانان معظم خان موضع ہری تلہ مین آیا جو بادشاہی ملک کی سرحد ہے تو اس

سرزمین کے واقف کاروں سے تحقیق کرنے سے معلوم ہوا کہ کوچ بہار کی چلتی ہوئی راہین تین مشہور ہین۔ ایک لایت مورنگ کی سمت سے دوم ملک بادشاہی کی جانب سے دو راہین جنمین سے ایک راہ دوار ہے۔ دوار عبارت ایک دربند محکم اساس سے ہے وہ ایک عریض مرتفع بند کے اوپر جسکو اہل ملک آل کہتے ہین قدیم الایام سے بنایا گیا ہے اور اس بند عالی سے شہر کوچ بہار اور اسکے کچھ پرگنے محصور ہین اسکا دور ۲۴ کروہ ہے اور اس بند کے اوپر سب طرف ایک جنگل ہے جسمین بانس و بید اور اور درخت ایسے بلند و تنومند اور گھنے ہین اور انکی شاخین ایسی باہم لپیٹی لپٹائی ہین کہ چور کا گذر بھی مشکل سے ہوتا ہے کئی جگہ اس بند پر دو اور دربند کمال مستحکم ہین اور انپر بڑی بڑی توپین اور زنبورکین و ضرب زن اور ادوات پیکار چنے ہوئے ہین۔ مردان کار اور ہوشیار ہر ایک کی حفاظت کے لئے متعین ہین اور ان دو بندون مین سب سے بڑا ایک دوار ہے کہ راہ مذکور اسکے محاذی جاتی ہے اور اس دربند کے گرد ایک چوڑی و گہیری خندق کھودی گئی ہے ولایت کوچ بہار کی راہ متعارف یہی ہے اور اگر دربند مذکور مفتوح ہو جائے تو پھر کوچ بہار تک کوئی مانع نہین لیکن اسکا فتح کرنا آسان نہین ہے۔ دوسری راہ گھوڑا گھاٹ ہے کہ رنگا مائی کے متصل ہے اس بند کا عرض اس طرف کمتر ہے لیکن اس راہ مین عظیم و عمیق دشوار گذار نالے ہین اور جنگل خطرناک ہے۔ درخت ایسے گھنے ہین کہ ہوا کے پائون مین بھی زنجیرین پڑتی ہین خاردار درختون کی یہ کثرت ہے کہ عبور کے وقت بادکے دامن گیر ہوتے ہین ان دو راہون کو اس طرح بند کیا ہے۔ ایک اور راہ مشہور ہے وہ ملک بادشاہ کی سمت جاتی ہے جسکے اس طرف کی آل عرض و ارتفاع اور اطراف کی نسبت کمتر ہے لیکن کوچ بہار کے معمورہ ملک سب جگہ جنگل و بیشہ زہردار سانپون و اونچے درختون سے بھرا ہوا ہے اسکی محافظت بھیم نراین نے اس خیال سے نہین کی کہ وہ جانتا ہے کہ لشکر شاہی کا عبور اس مین نہین ہو سکتا اسکے تراکم اشجار اور قلت راہ سے خاطر جمع ہے۔ خانخانان نے یہ راہ اختیار کی وہ لشکر کے ساتھ ہری تلہ سے چلا اور یہ مقرر کیا کہ نوارہ اس نالہ مین چلے کہ گھوڑا گھاٹ ہے

نکل کر دریا پر بہم پہنچ سے ملحق ہوتا ہی۔ سلخ ربیع الثانی کو راجہ سجان سنگھ اور اسکا لشکر بھی خانخانان سے آن ملا۔ غرۂ جمادی الثانی کو راہ مذکور کی حفاظت جو جماعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔ اس راہ مین ہاتھی و تبردار و لشکر کے پیادے آگے آگے جاتے اور جنگل کے درختون کو توڑ کر راہ بناتے۔ بڑی مشکل سے لشکر اسطرح راہ کاٹتا۔ راہ مین ایک چوڑی عظیم رود آئی ایک جگہ پایاب دریافت کی گئی وہان سے لشکر پار ہوا نیستان سے لشکر نکل کر آلمیر پہنچ آیا یہان کے محافظ ڈر کر بھاگ گئے آل مین لشکر داخل ہو کر کوچ بہار کے قریب آیا بھیم نرائن اس آل کے بھروسہ پر سرکشی کرتا تھا۔ جب وہ ہاتھ سے گیا تو لشکر شاہی کے پہنچنے سے تین روز پہلے وہ کوچ بہار سے بھاگ گیا اور اہل و عیال و اموال کو ساتھ لے گیا اور کوہ بھوٹ مین پہنچا۔ بھولا ناتھ اسکا وزیر اسکی صواب دید و اشارہ سے پانچ چھہ ہزار پیادون کے ساتھ کوچ بہار کی مغرب یہ سمت مین گیا جو درۂ کوہ مورنگ مین ہے اور بڑے بڑے جنگل اسکے گرد ہین اس خیال سے یہان آیا کہ جب لشکر شاہی گذرے تو فرصت کے وقت رہزنی کرے اور شورش مچائے۔ دہات و کھیتون و غلون کو جلائے۔ رعایا کو بھگائے اور لشکر شاہی مین آذوقہ نہ پہنچنے دے ششم جمادی الاولی کو حوالی شہر مین سپاہ اسلام کا خیمہ لگا۔ شہر بلا تردد سیف و سنان کے تصرف مین آیا۔ ابتداء مین شہر کے اندر جس کسی کے کچھ ہاتھ آیا وہ لے گیا۔ بعد ازان سید محمد صادق صدر بنگالہ کو خانخانان نے حکم دیا کہ جا بجا خود اہتمام کر کے قطعی ایسا انتظام کرے کہ کوئی شخص رعایا کے مال و عیال پر دست درازی نہ کرے اور راجہ بھیم نرائن کے مال و اسباب کو جو ہاتھ آئے ضبط کرے بت شکنی و اجرای احکام اسلام مین مشغول ہو۔ سید مذکور نے خوب اہتمام کیا کہ وہان کے باشندون کے احوال کا کوئی متعرض نہ ہوا۔ سیاست کے لئے غارت پیشون کے واسطے قطع ید و گوش و بینی کا حکم دیا گیا۔ رعایا و غربا کے جان و مال کی امان کے لئے تسلی مین مشغول ہوا۔ اور بت کلان نرائن کے سر اور روے کو کلنگ کی ضرب سے اور بازوے اسلام کی قوت سے توڑا پھرا اور بتون کے ہاتھ پاؤن کے ٹکڑے کئے۔ بتخانون کی چھتون پر

چڑھ کر ہر طرف دین محمدی کی اذان کا آوازہ ایسا بلند کیا کہ اس مرز و بوم کے ہوش باختون مین تزلزل آیا۔ مکرر تاراج اور غارت کی ممانعت کی گئی۔ دلباختہ رعایا اور متقدمون کے کانونمن صدائے امن و امان پہنچی جو جماعت بھاگ گئی تھی اسکے گھر اور اسکے مال کی گرد آوری مین بطریق امانت زیادہ تاکید و احتیاط کی گئی۔ باوجود دار الحرب ہونے کے سپاہ لا نظیر سیرت نے رعایا کے حال و مال و عیال پر ترحم کیا تو اسکی خبر کے منتشر ہونیسے ہر صنف و قوم کے آدمی گروہ گروہ آنے شروع ہوئے ویران گھر آباد ہو گئے۔

بشن تراین پسر بھیم تراین کہ باپ سے ناراض تھا فرصت وقت کو غنیمت جان کر خانخانان کی ملازمت مین آیا اور مسلمان ہو گیا۔ پدر اور وزیر کی گرفتاری کے لئے رہنمونی کرنے لگا۔ خانخانان نے کچھ آدمیون کو اسکے ہمراہ کیا کہ بھیم تراین کا تعاقب کرین خود منہ کوہ بھوئیٹ مین بھاگ گیا ہے اور اسفندیار بیگ کو جو اس سرزمین کی خصوصیات پر مطلع تھا بھیجا کہ بھولا ناتھ کو گرفتار کر کے لائے جو موزنگ کے دامن کوہ مین چھپا تھا اور شورانگیزی کی تلاش مین تھا۔ اور رعایا کی تسلی و استمالت لیسی کرے کہ وہ اپنے مساکن مین آن کر آباد ہون۔ فرہاد خان کو ایک اور گروہ کے ساتھ دوسری سمت مین اسی مطلب کے لئے بھیجا۔ کارشناسی و تدبیر کے حکم سے اشارہ کیا کہ کھیڑی وار کی اور بند کی عمارات کو منہدم کرین۔ اسکے ہر طرف سو سو گز جنگل کو کاٹ دین اور اسکے دونو طرف درختون کو چھانٹ دین۔ چھوٹی بڑی ایک سو چھ توپ اور ایک سو پچپن زنبورک و رامچنگی اور بہت سی اور بندوقین اور آلات توپ خانہ و ادوات پیکار کہ بھیم تراین کے انتقال و احمال لشکر شاہی کے تصرف مین آئے۔ جہانگیر نگر کو اسباب توپ خانہ روانہ ہوا۔

فرہاد خان جو بھولا ناتھ کے تعاقب کے لئے معین ہوا تھا وہ رسم تکاشی بجا لا کر اوس کے پیچھے اس جگہ تک گیا جہان سوار جا سکتا تھا۔ کچھ اسکے گھوڑے اور سامان لایا۔ جو وہ چھوڑ کر جنگل مین بھاگ گیا تھا۔ سات روز بعد مراجعت کی۔ اسفندیار نے جاسوسون کو بھیجکر بھولا ناتھ کا پتا لگایا وہ جنگل مین سانپ کی طرح چھپتا تھا

وہان اُسنے آدھی رات کو اُسکو اور اُسکے ہمراہیون وزن و فرزند سمیت گرفتار کرکے
مراجعت کی بھیم نراین نے جب سُنا کہ لشکر شاہی اُسکے پیچھے آتا ہے تو وہ دھرم راج مرزبان
بھوٹنٹ سے اجازت لیکر پہاڑکے اوپر چلاگیا اس پہاڑ کی چوٹیون پر سوار پیادہ کے کوئی اور
مشکل سے بھی نہین چڑھ سکتا تھا لشکر شاہی اس کوہ کے نیچے آیا۔ ایک ہاتھی اور کچھ گھوڑے اور دواب
اسکے ہاتھ آئی۔ اور ایک کوہی آدمی کو پکڑلائے۔ وہ قوی ہیکل و سرخ و سفید تھا اور اسکے سر کے بال بھی
زرد تھے۔ مُنہ اور گردن کی اطراف پر چھوٹے ہوئے تھے سوا سفید دھوتی کے کچھ اور کپڑا
اُس پاس نہ تھا۔ کہتے ہین کہ زن و مرد اس وضع و لباس سے زیست کرتے تھے۔ اس کی
زبان کوچ بہار کے آدمیون سے ملتی تھی اُس نے خانخانان سے کہا کہ اگر مجھے مرزبان
بھوٹنٹ کے نام خط لکھکر دیجئے تو مین اُسکا جواب لادونگا۔ خانخانان نے اُسکے آدمی کو
جان کی امان اور خلعت دیکر دھرم راج مرزبان بھوٹنٹ کے نام پروانہ لکھدیا جسکا
مطلب یہ تھا کہ بھیم نراین تیری پناہ مین آیا ہے تو اُسکو بھیج دے یا اُسکو اپنے وطن سے
باہر نکالدے۔ بھوٹیہ اس پروانہ کا جواب یہ لایا کہ میرے استصواب بغیر بھیم نراین اس
کوہستان مین آیا۔ ناخواندہ مہمانون کو ضرر پہنچانا اور خارج کرنا مروت سے بعید ہے
کوہستان بھوٹنٹ سرسبز ہے وہ کوچ بہار کے شمال مین پندرہ کوس پر ہے اسکی
چوٹیان برف سے ڈھکی رہتی ہین۔ وہان یہ میوے ہوتے ہین۔ امرود سیب و بہی
اور اسی طرح کے سرد میوے شیرین اور یہ چیزین اور ہوتی ہین ہاتھی و گونٹ اور مشک
اور ایک قسم کا پشمینہ جسکو بھوٹ کہتے ہین اور بری کہ ایک پارچہ گندہ ہوتا ہے اور ریسمان
سے بنا جاتا ہے اور فرش کے کام مین آتا ہے ریگ شوئی سے کچھ نقرہ و طلا بہم پہنچتا
ہے۔ اس کوہستان کا زمیندار دھرم راج ایک بوڑھا معمر مرتاض رعیت پرور
انصاف پیشہ ہے وہان کے آدمی اس کی عمر ایک سو بیس سال کی بتاتے تھے سوائے
کیلہ و شیر کے اسکی غذا کچھ نہ تھی۔ رعیت کے ساتھ بہت رفق و مدارا کرتا تھا اسکے
ولایت مین ایک تندرو و عمیق کم عرض ندی تھی بجائے پُل کے آہنین زنجیرین اسکے

عرض مین منج اور درختون کی منج سے باندھتے ہین اور اسی طرح دوسری زنجیر اسکے اوپر آدمی کے قد کی برابر اونچی لگاتے ہین۔ آنے جانے والے نیچے کی زنجیر پر پاؤن اور اوپر کی زنجیر پر ہاتھ رکھ کر عبور کرتے ہین۔ احمال و اثقال اور مانگنون کو اسی طرح دریا سے پار اُتار کر لے جاتے ہین۔

کوچ بہار کی ولایت بنگالہ کے شمال و مغرب مائل بشمال واقع ہے اسکا طول شرقاً وغرباً ابتدا پرگنہ بھیتر بند سے کہ ملک پادشاہی مین داخل ہے پاگلانون تک کہ ملک بھوٹنگ مین ہے ۵۵ کروہ جریبی اور اسکا عرض جنوباً و شمالاً پرگنہ تاج ہاٹ سے کہ ممالک محروسہ مین ہے نوسکیر تک کہ کھونٹا گھاٹ سے متصل ہے پچاس کروہ جریبی ہے یہ ولایت بلاد شرقیہ مین ہے۔ نہایت وصفا و لطافت آب و ہوا و فور ریاحین و ازہار و کثرت بساتین و اشجار و خرمی و دلکشائی و فیض بخشی و فرح افزائی مین امتیاز رکھتی ہے۔ ہندوستان و بنگالہ کے فواکہ و اثمار مثل انبہ و کیلہ و اناس و کوئلہ نہایت خوب ہوتے ہین۔ اس سرزمین مین قلقل گرد کے درخت بھی بہت ہوتے ہین۔ اس ولایت مین جو اندر کی طرف بند ہے اسکو بھیتر بند اور جو باہر کی طرف بند ہے اسکو باہر بند کہتے ہین۔ ایک دریا عظیم اور دو مختصر نہرین بند مین داخل ہوتی ہین اور وہ اور پانیون اور دریاؤن کے ساتھ جو اور جانبون سے آتے ہین مل کر دریا سنکوس مین داخل ہوتی ہین۔ یہ دریا سمت آشام مین کوچ بہار کے منتہا پر ہے۔ برسات کے دنون مین کوئی ندی بایاب نہین ہوتی۔ برسات کے بعد بعض ندیان پایاب ہو جاتی ہین۔ اکثر انکی تھا مین سنگریزے ہوتے ہین انکا پانی بہت میٹھا ہوتا ہے۔ باہر بند مین پانچ چکلے ہین۔ اٹھین ۷۰ پرگنے ہین اور بھیتر بند مین بارہ پرگنے اور اس ولایت کا محصول دس لاکھ روپیہ ہے اس ملک مین دو قومین آباد ہین ایک میچ ہے پرگنات بھیتر بند مین۔ اور دوسری قوم کوچ باہر بند مین رہتی ہے۔ کوچ بہار کی وجہ تسمیہ یہی قوم ہے۔ دونو قومین بت پرست ہین۔ بھیم نراین کوچ کی قوم مین سے ہے اسکے باپ دادا کے نام کا

کوچ بہار کا حال۔

ایک جزو نراین ہی۔ اہل دیار جس بت کی پرستش کرتے ہین اسکا نام نراین ہی۔
ہندو یہان کے زمیندارون کا اعتبار عظیم کرتے ہین اور راجہ کو بزرگ راجاؤن کی
اولاد مین جانتے ہین جو اسلام سے پہلے تھے۔ یہان کا راجہ سونے پر سکہ لگاتا ہی
جسکا نام نرائینی ہے۔ یہان کے راجہ کی طبیعت عیش و عشرت و خود رائی و زیب و
زینت کی طرف نہایت مائل ہے۔ مستی و ہوا پرستی مین زندگی بسر کرتا ہے۔
کبھی لب کو ساغر کے لب سے اور ہاتھ کو صراحی کی گردن سے نہین اٹھاتا۔ اسکا کاخ دماغ
گویون کے سُرون سے بھرا رہتا ہے۔ ملک کا نظم و نسق اپنے وزیر بھولا ناتھ کو سپرد کر رکھا
ہے خود حکومت کے کارین کم مشغول رہتا ہے اور عمارات دلنشین و مساکن عالی مین
دیوان خانہ و خلوت و حرم و خواص پورہ و حمام و باغچہ و نہر و فوارہ و آبشار تقرینہ
خوش طرح کمال زینت و تکلف کے ساتھ بنائے ہین شہر کوچ بہار طرح داری و قرینہ
کے ساتھ آباد ہوا ہے۔ کوچون مین خیابان ہین اور ناگسیر و کچنال کے درخت نہایت
خوش بزرگ و موزون گل لگائے ہین۔ اس سرزمین مین بڑا نقص یہ ہے کہ یہان کے آدمیون
کا نہال جمال کی بہار سے بہرہ نہین رکھتا قضا کے دہقانون نے وجاہت و زیبائی کا
تخم اس قوم کی صورت مین نہین بویا ہے۔ گویا مصور صنع نے اس گروہ کی شبیہ کشی مین
صورت انسانی کی چہرہ کشی کا قصد ہی نہین کیا ہے۔ سب چھوٹے بڑے زشت رو
ہین۔ مگر سبز خام و کچھ گندم گون قوم مسیچ مین بعض آدمی سفید رنگ ہوتے ہین اور وہ
مزارع ہوتے ہین اور سیاہی بھی۔ انکے حربے تیر و تفنگ ہین انکے تیرون کے پیکان
اکثر زہر آلود ہوتے ہین انکے زخم سے زخم پر آماس ہوتا ہے جسے مجروح ہلاک ہوتے
ہین۔ اسکا علاج کسیر و پان کھانے و طلا کرنے سے ہوتا ہے بعض کہتے ہین کہ پانی پر
ایک منتر پڑھ کے اسکے پینے سے آرام ہوتا ہے۔ اس یورش سے اصل مطلب یہ تھا
کہ ولایت آسام کی تسخیر و اشامیون کی تادیب و تنبیہ ہو اسلئے اس کوہستان کی تسخیر
اور اسکے راجہ مراج کے استیصال کو اور وقت پر موقوف رکھا اور آسام کی غربیہ

مصمم کیا۔ کوچ بہار کا نام عالمگیر نگر رکھا۔ سولہ روز یہان رہ کر سب طرح کا بندوبست
اس کا کیا۔ اور اسفندیار خانی کو یہان کا فوجدار مقرر کیا۔ سوم یا دوم جمادی الاول
سنہ ۷۲ کو آشام کی فتح کے قصد سے لشکر نے کھونڈ گھاٹ کی راہ سے کوچ کیا۔ ۲۸۔ کو
رنگا ماٹی مین لشکر آیا تو رشید خان اور اسکے ہمراہی اور نوارہ پادشاہی آسے مل گیے۔
دریا برہم پتر کے دونوطرف پہاڑون کا سلسلہ مسلسل چلا جاتا ہے اس دریا کے
کنارہ پر کثرت سے بیشہ و جنگل اور بہت سے ندی نالے و کیچڑ و دلدل ہی لشکر کا
چلنا کمال دشوار ہے اگرچہ ان حدود کے سرزمین کے زمیندار و بومی بہت سی رستی
بتلاتے تھے کہ جنسے آسانی سے عبور ہو سکتا تھا لیکن خان سپہ سالار حزم اندیشی و
دور بینی کے سبب سے جو اساس سپہ داری و سرداری ہے اس گروہ کی رہ نمونی
پر اعتبار نہ کرتا اور دریا کے کنارہ کو باوجود صعوبت کے نہین چھوڑتا۔ اسنے مقرر کیا
کہ دلیر خان افواج ہراول کے ساتھ و میر بحری توپخانہ کے ساتھ اس راہ پر کہ سیدھی
مقصد پر منتہی ہوتی ہی۔ دریا کے کنارہ کورہ نما بنا کر اور لشکر کا پیش رو بن کر آگے
چلین۔ خان مذکور نے بڑی کوشش کی۔ ہاتھیون کے دانتون سے جنگل کے درختون کو
شکستہ کرایا۔ نیستان کو انکی سونڈون سے اکھڑوایا۔ لشکر کے تبردارون پیادون
سے حتی الوسع ناہموار راہ کے تصفیہ و تسویہ مین کوشش کرائی۔ اس راہ مین ندی و نالے
بہت تھے جس سرزمین مین جھیلین و دلدل آتی اسکو درختون کی شاخون اور نے کے دستون
اور گھاس کے پشتارون سے بھر کر ان سے عبور کرتے۔ اس سبب سے کہ یہ راہ ویسی سخت خطرناک
تھی اور نوارہ اس سبب سے کہ پانی پر دیر مین چلتا تھا ایک روز مین دو کوس یا ڈھائی
کوس سے زیادہ چلنا نہ ہوتا جہان لشکر اسلام کا قیام ہوتا وہان جنگل کو کاٹ کر
ہر ایک ادنی اپنا خیمہ لگاتا اور اپنے جانورون کے ربط بناتا۔ خان سپہ سالار صبح سے
شام تک ستون کے بنوانے مین کوشش کرتا اور پیادہ ہو کر سپاہ کو تسلی دے کر
انکی جذب قلوب کرتا اور اپنے اخلاص مند ہمدمون کی مدد کرتا اور حافظ کا یہ شعر

فتح آشام کے قصد سے لشکر کا کوچ

شعر

ورد زبان رکھتا۔

گرچہ منزل اخطر ناک است و مقصد نا پدید ✦ ہیچ راہے نیست کو را نیست پایان غم مخور

گو راہ مین یہ تکالیف تھین مگر لشکر جہاد کے شوق کے سبب سے اسکو راحت گنتا ۶ جمادی الاخری کو جوگی گھپہ کی منزل گاہ پر سپاہ پہنچی۔ اس جوگی گھپہ کی وجہ تسمیہ یہ تھی کہ ایک جوگی دنیا کو چھوڑ کر یہان ایک غار مین بیٹھا تھا ہندی زبان مین غار کو گھپہ کہتے ہین۔ یہان سے گوا ہٹی تک ممالک محروسہ کی سرحد قدیم ہی چالیس کروہ مسافت ہی۔ یہان سے ناگر گانون ایک ماہ کی راہ ہے جو راجہ آسام کا مسکن اور دار الملک ہی۔ اشامیون نے اس پہاڑ کے دامن مین کہ دریا سے متصل ہے یہ قلعہ بنایا ہے جسکی دیوار کا عرض بیچے نو گز اور اوپر پانچ گز ہے اور اسکا دور حصار کے اندر زیادہ ایک کروہ سے ہے اور اسکے برج بڑے مضبوط ہین۔ دیوار کا ارتفاع جانب غربی مین قلعہ کوہ تک ہے۔ یہی جانب شاہی سپاہ کے برسر راہ تھی اور دیوار سے ایک گولی کی ٹپہ پر گڑھے کھود کر ائین سخین سر تیز بانس کی جنکو یہان کے لوگ بھالچہ کہتے ہین گاڑی ہین اور انکے پیچھے قریب ڈھائی تیر کے انداز کے کنار خندق تک سطح زمین پر بھالچے گاڑی ہین۔ اور اسکی خندق عمیق مین بھی جسکا عرض تین گز تھا اسی طرح کے بھالچے اس مین گاڑے ہین دریاے برہم پتر اسکی سمت جنوبی کا محیط ہے۔ جانب مشرق مین دریاے بناس ہی جو اس پہاڑ کے نیچے گذر کر دریاے برہم پتر سے ملتا ہے۔ شمالی جہت مین خندق و کوہ و جنگل کا انبوہ تھا اس کوہ کے محاذی ایک کوہ ہے جسکو پنج رتن کہتے ہین اس پر بھی اسی طرح کا ایک قلعہ بنایا تھا قلعہ جوگی گھپہ مین پندرہ ہزار آدمی مع توپ خانہ تھے اور قلعے کے نیچے تین سو بیس کشتیان مع ساز و آلات پیکار موجود تھے قلعہ پنج رتن مین بھی چھ ہزار آدمی مع توپ خانہ کے تھے۔

یہان دریا کی دو شاخین ہو گئی تھین جنکے درمیان خشکی مین اشامیون نے مورچال بناے اور اسکو چوب و بانس سے مستحکم کیا انکا قصد یہ تھا کہ لشکر شاہی دریا کے جس شعبے مین گذرے توپ و تفنگ سے اسپر آگ برسائین اور آگے نہ جانے دین رود خانہ کے آگے سپہ سالار نے سپاہ کو حکم دیا کہ کمال خبرداری سے اترین اور مہتابیون کو اکثر روشن کرتے رہین

اور نوارہ کو حکم دیا کہ قلعہ کے نیچے آسامیون کے مقابل لنگر ڈالین اسلئے کہ اسامیون کو کمک نہ پہنچنے پائے اور شب خون نہ مارین۔ ہرشیتہ کوہ پر اور رخنہ دار دشوار گذار راہون پر مردان کاری کو بہت سے سوارون اور پیادون کے ساتھ تعین و مقرر کیا جس طرف سے دشمن کو کمک پہنچنے کا زیادہ وسوسہ تھا۔ آغر خان کو مامور کیا اتفاقاً تین چار ہزار پیادے و برقندازون سے آغر خان کا مقابلہ و مقاتلہ ہوا۔ تیراندازون نے اطراف مغلیہ کو گھیر لیا۔ آغر خان نے بہادرانہ مقابلہ کرکے بہت دشمنون کو مارا۔ چند مغل سوار کشتہ و زخمی ہوئے۔ اور آغر خان کے پاؤن مین ایک زہردار تیر لگا جسے اُسی وقت ورم ہوا اور ورم مین درد ہوا۔ مگر اُس نے دشمنون کو بھگا دیا اور چند نفر اسامی زندہ گرفتار کیے۔ اشامیون پر لشکر شاہی کا ایسا خوف چھایا کہ اصلا اُنہون نے جنگ پر دل نہ لگایا رات کو ہر گوشہ و کنارہ سے بھاگ گئے۔ اشامیون کی جنگ کا مدار پیادہ و جنگ دریا پر ہے اور خشکی مین اُن کے پیادے دس غیر مسلح سوارون سے بھاگتے ہین۔ بہت سے اشامی پہاڑ سے نیچے بھاگ کر اپنے نوارہ کی مدد کو آئے کہ بادشاہی نوارہ سے جنگ کرین بہت سی کشتیان جو پانی مین غرق تھین انکو نکال کر کشتیون پر سوار ہوئے لے مردار و گیر پر مستعد۔ دوسرے روز جب آفتاب نکلا تو خانخانان حصار کی طرف آیا اور جنگی آدمیون کو مع مصالحہ توپ خانہ کے نوارہ مین بھیجا اور کچھ سپاہ کو دریا کے کنارہ پر رکھا کہ بروقت نوارہ کی مدد کرین۔ طرفین سے کشتیون نے حرکت کی۔ توپ و تفنگ کے گولے چلائے دریا بان ایسے مارے کہ دریا مین تلاطم آگیا خشکی کی طرف سے بان مارے جاتے تھے۔ توپ و تفنگ کی صدا سے آواز کوہ ہم آہنگ ہو کر کانون کو بھرا کرتی تھی۔ باروت کے دھنوئے سے روی دریا ایسا نیلگون ہو گیا تھا کہ غالب و مغلوب معلوم نہین ہوتے تھے۔ اشامیون کی کشتیون مین بان کم تھے اور ہراس بہت تھا۔ بہت ہاتھ پاؤن مار کر اور سرون و جانون کو برباد کرکے اور بہت سی کشتیون کو دریا مین ڈبو کر بھاگ گئے۔ بادشاہی نوارہ نے تعاقب کیا اور ایسا انکو تنگ کیا کہ انہون نے تیر کر جان بچانی چاہی مگر وہ نہنگ و ماہی کے

ملے ہوئے بعضے گولون کے صدمون سے نوارہ سے اُتر کر دامن کوہ کے پتھرون اور
سوراخون کی پناہ مین آئے۔ کچھ آدمی تیر کر جان سلامت لے گئے تھے انکو لشکر شاہی
نے گرفتار کر لیا۔ ایک سو چالیس کشتیان اور ۶ آہنین توپین چھوٹی بڑی اور تفنگ
بہت سی بندوقین اور دھرون اور باروت اور ادوات حرب و پیکار لشکر شاہی
کے تصرف مین آئے اور وہ دونو حصار بے کوشش یورش فتح ہوے۔

خانخانان نے اپنے نوکر عطاء اللہ کو جو گی گھپہ مین تھانہ دار مقرر کیا۔

۲۱ جمادی الاخری کو گواہٹی کا قصد کیا۔ دریا بناس پر پل باندھا۔ اور لشکر عبور کر کے
آگے بڑھا۔ دریا بناس پر توپ خانہ گذرتا تھا کہ ایک کشتی کے ڈوبنے سے ایک
بڑی توپ ڈوب گئی اُس توپ کو بڑی مشکل سے نکال کر توپ خانہ مین پہنچایا
۲۱ جمادی الاخری کو لشکر گواہٹی سے دو کروہ پر پہنچا۔ یہان آشامیون نے
شاہی سپاہ سے لڑنے کے لئے بڑا لشکر جمع کیا تھا۔ اشامیون نے دو قلعے نہایت
وسیع و رفیع اور مستحکم بنائے تھے ایک موضع سری گھاٹ مین جسمین پانچ پہاڑون کو حصار
بنایا گیا تھا اور دوسرا قلعہ کوہ ٹانڈو (یا نڈو ماندو) پر بنایا جو برہم پتر کے پار
سری گھاٹ کے محاذی تھا اور ان دو قلعون کے درمیان دو ساری اپنی نوارہ
کو نگاہ رکھتی۔ اور ان دونو قلعون مین ایک لاکھ سے زیادہ اشامی تھے لیکن اس
لشکر شاہی کے خوف مین اشامی ایسے آئے کہ اسکے پہنچنے سے پہلے رات کو قلعے کو
خالی کر کے بھاگ گئے ایک جماعت نوارہ مین بیٹھ دریا کی راہ سے بھاگی اور کچھ
خشکی کی راہ سے جنگل مین چلی گئی۔ خانخانان نے سری گھاٹ مین آکر قلعہ کا بندوبست
کیا اور وہان سے گواہٹی مین کہ چوتھائی کوس پر تھا آیا۔ قلعہ ماندو کو بھی بے جنگ و
ستیز کے آشامی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ یادگار بیگ خان نے انکا تعاقب کیا اور
کچھ آدمیون کو مارا۔ موضع کجلی مین بھی کہ قلعہ ماندو سے سات کوس آگے تھا۔
آشامیون نے قلعہ بنایا تھا اسکی حراست کے لئے ایک جماعت کثیر کو توپ خانہ کی اسباب

اور قلعہ داری کے لوازم کے ساتھ متعین کیا تھا۔ یہان سے پھر وہ بھاگ گیا۔ اور تینون قلعے لشکر شاہی کے قبضہ مین آسانی سے آگئے۔ اس طرح ملک قدیمی سرحد گوا تک آشامیون کے قبضہ سے نکل گیا۔ خانخانان نے اپنے ملازم محمد بیگ کو گواھٹی کی اور حسن بیگ کو نکنہ کو کجلی کی حراست کے لئے مقرر کیا۔ کجلی بن کے قریب قلعہ کجلی تھا۔ اس بن مین ہاتھی بہت ہوتے ہین بعض فوج کے سردار اور فوج ان مکانون مین رہے۔ جو تسخیر ہوئے تھے اور بہت سی تاخت اور امور ضروری کے لئے اطراف کو مرخص ہوئے تو لشکر شاہی مین جمعیت کم ہو گئی لیکن اسکے سامنے اشامیون کے ہزار سوار اور بیس ہزار پیادے ان بھیڑون کا حکم رکھتے تھے جو شیر درگ سے خوف کھا کر بھاگ جاون۔ اشامی شب خون مارنے مین بہت دلیر تھے۔ اور زیادہ جرأت کرتے تھے خانخانان اکثر اوقات کوتوال کی طرح گشت کرتا تھا رات کو اول پہر سوتا تھا پھر صبح تک پلک سے پلک نہین ملاتا تھا اسکی بیداری کے سبب سپاہی سوتے تھے برخلاف اوسکے فوجون کے کہ اطراف مین تعین ہوئے تھے۔ اکثر ان پر ناگہان رات مین اشامی شب خون مارتے تھے آدھی رات کو اور آخر شب مین دست برد ین کرتے تھے۔ اور فوجون کو مع مال و اثقال کے پامال کرتے تھے اور لشکر شاہی کو چشم زخم عظیم پہنچاتے رنگا ماٹی مین رشید خان کے پہنچنے کے بعد اور خضر پور سے نواب کے چلنے سے پیشتر کا مروپ مین آشام کے سردار قیام رکھتے تھے انہون نے رشید خان پاس ایک ایلچی بھیجا اور متکبرانہ لشکر شاہی کی نہضت کا سبب پوچھا۔ رشید خان نے حاجب کو نواب پاس بھیجا تو نواب نے اس ایلچی کے ساتھ اپنا آدمی بھیجا اور یہ پیغام دیا کہ اگر راجہ اس ملک کی بادشاہی کو جو اسنے اپنے تصرف مین کر لیا ہے چھوڑ دے۔ اور کام روپ سے جو سابق و لاحق رعایا کو اور توپخانہ اور اشیاء کو جو وہ لے گیا ہے دیدے اور اپنے دو بیٹون کو مع لائق پیش کش کے بھیجدی اور عہد و پیمان کرے کہ من بعد ملک بادشاہی کی کوئی مزاحمت نہین کریگا۔

آشام مین لشکر کا آنا۔

تو ہم بھی ملک آشام کی تسخیر سے ہاتھ اٹھائین گے اور نواب کے دل مین یہ قرار داد تھی کہ اگر راجہ آشام ملک کامروپ کو چھوڑ دے اور کچھ پیشکش بھیجے تو اسکی گوشمالی کے ارادہ کو فسخ کرکے برسات کے بعد مہم رخنگ پر متوجہ ہو۔ بادشاہ کا حکم آیا تھا کہ شاہزادہ شجاع کو ملک رخنگ سے نکال کر اسکے عزیزون اور اہلحرم کو بادشاہ پاس بھیجے۔ اسکے جواب مین نواب نے عرضداشت بھیجی تھی کہ کوچ بہار اور آشام کی مہم مین لشکر مصروف ہے اسکو وہان سے طلب کرنا اور مہم کو ناتمام چھوڑنا مقتضاے صلاح دولت نہین ہے۔ بندہ دولتخواہ سال آیندہ مین حکم حضور کی تعمیل کریگا۔ امسال کوچ بہار اور آسام کے مقابلہ مین مصروف ہوتا ہے۔ اسلئے نواب کو آشام سے ایلچی کے آنے کا انتظار تھا۔ جب گواہٹی مین وہ آگیا اور ایلچی نہ آیا تو وہ بے اختیار ۲۷۔ جمادی الثانی کو گواہٹی سے کوچ کرکے ملک آشام مین داخل ہوا۔ اشامی اکثر شب خون مارا کرتے ہین۔ اور پہلے اُنہون نے اسی طرح لشکر پر فتح پائی ہے اسلئے مقرر ہوا کہ لشکر ہوشیار اور بیدار رہے اور ہر کی پہرہ لگا رہے اور میر مرتضیٰ و دلیر خان آشامیون کی راہ کے محافظ رہین۔ راجہ آشام کا دارالملک کھرگانون (نگرگانون) دریاے برہمپتر کے پار تھا اور اسکے اس طرف قلعہ جمدھرہ تھا وہ اس مرز بوم کے بڑے مشہور قلعون مین تھا اسکے تین حصار تھے جنکے بیچ بڑے بلند پہاڑ پر تھے۔ اور اسکی باقی تین طرفون مین پانی عریض و عمیق و غرقاب تھا اکثر جگہ اسکا عرض ایک تیر پھینکنے کی مسافت تھا اس کا فتح کرنا مدت کا کام تھا۔ اسلئے خانخانان اسپر متوجہ نہ ہوا۔ قلعہ جمدھرہ اور گواہٹی کے درمیان قلعہ پرتنیہ پر ۶۔ رجب کو دو روز مین لشکر دریا کے پار گیا اور وہ پیغامبر جو ایلچی اسام کے ساتھ گیا تھا وہ آیا اور کوئی جواب باصواب نہ لایا اسلئے کوچ پر کوچ ہوا۔ راجہ ڈومروپہ جو آشام کے تابع تھا اُس نے اپنے برادر زادہ کو لواب پاس بھیجا۔ اُسنے ایک ہاتھی پیشکش مین دیا۔ راجہ نے خود حاضر نہ ہونے کے لئے بیماری کا عذر کیا۔ نواب نے اسکے بھتیجے کو مہمان کا لب لیا۔ ایک منزل مین ایک طوفان عظیم آیا۔ بہت سی بادشاہی کشتیان ہوا کے صدمہ سے غرق اور شکستہ ہوئین اور لوگ ایسے بڑے بڑے پیڑ کہ گھوڑے انکے صدمہ سے بچنے کے لئے دریا مین چلے گئے۔ وہان دریا کے نازیانہ موج نے عدم کے جنگل مین انکو دوڑایا۔ اسامیون کو

یہ خیال تھا کہ لشکر شاہی پہلے قلعہ جمدھرہ کو فتح کریگا اُسکا استحکام جنگی آدمیون اور توپون اور اسباب حصار داری سے کیا تھا۔ جب انکو لشکر کے دریا سے عبور کرنے کی خبر ہوئی تو قلعہ سمگڈھ کے استحکام کا فکر ہوا۔ وہ دریا سے پار قلعہ جمدھر کے محاذی تھا۔

اور جب کہ سمگڈھ کے قلعہ کے نیچے لشکر شاہی کا خیمہ گاہ ہوا۔ آتے ہی بعض برق انداز قلعہ پر دوڑے گئے اسطرح سے کچھ آدمی ضائع ہوئے۔ وہ منع کئے گئے اور لوازم محاصرہ میں مصروف ہوئے۔ سمگڈھ مٹی کا قلعہ بہت مضبوط اور بلند بہت وسیع تھا۔ اسکے گرد خندق گہری تھی تین لاکھ اسامی وہان رہتے تھے اسباب حصار داری پورا تھا اس قلعہ کے دو طرف دو دیوارین کنگرہ دار تھین اور دیوارون کی بازؤن پر توپین۔ زنبورکین و بندوقین بے شمار لگی ہوئی تھین اور انکے پیچھے آدمی بیٹھے ہوئے تھے۔ دیوار کے نیچے سب جگہ خندق و کھائچے و گڈھے بنے ہوئے تھے۔ قلعہ کی جنوبی دیوار ایک پہاڑ پر جو قلعہ کے پیچھے تھا ختم ہوتی تھی اور چار کروہ کی مسافت رکھتی تھی اور شمال کی طرف دیوار دریاے برہمپتر سے متصل تھی کہ تین کروہ کی راہ تھی۔ قلعہ کی جانب جنوب سے برج جنوبی کے نیچے نالہ تھا اور وہان سے مغرب کی سمت بہتا تھا۔ اسی نالہ کے کنارہ پر لشکر شاہی فروکش ہوا۔ رات دن امراء سوار ہوکر پاسبانی کرتے تھے۔ محمود بیگ بخشی پادشاہی اسکام کی سربراہی خوب کرتا تھا۔ دلیر خان و میر مرتضیٰ نے قلعہ سے اتنے فاصلہ پر کہ بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی لشکر سے آگے مورچال بنائے اور بڑی بڑی توپین لگائین مگر قلعہ کی دیوار ایسی عریض تھی کہ توپون کے مارنے کا اثر کچھ نہ ہوتا تھا۔ نواب (سپہ سالار) اور دلیر خان کے آدمیون نے کوچہ سلامت سمگڈھ کی دیوار تک پہنچایا۔ صبح سے شام تک لشکر و مورچال شاہی پر قلعہ کے اوپر سے توپ و زنبورک و بندوق گولے گولیون کا مینہہ برساتے تھے بعضے توپون کے محصورین سمگڈھ پر آن کر دست بردی کرتے تھے۔ طرفین سے آدمی مجروح و اسیر و قتل ہوتے تھے۔ ایک رات کو نواب کے آدمی غافل تھے آن کے مورچال پر اسامیون کے ایک گروہ انبوہ نے چھاپہ مارا قریب تھا کہ مورچال نشینون کو چشم زخم پہنچتا کہ دلیر خان کے

قلعہ سیکری کی فتح

آدمیون نے انکی اعانت کی اور اسامیون کو بھگا دیا وہ قلعہ مین چلے گئے۔
اس قلعہ کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور پہلے بھی شرقی پادشاہان سلف کے لشکر بکر اس قلعے کے نیچے برباد ہو چکے تھے۔ پادشاہی سپاہ کا دل اسامیون کے ازدحام کے سننے سے متوہم ہوتا تھا خانخانان ساری سپاہ کی دلدہی کرتا تھا۔ مورچال اور دمدمہ باندھنے پر دلیر خان اور امرائے کار طلب کو مامور کیا تین رات دن اسامیون نے قلعہ کے اوپر سے توپ و تفنگ کے گولے چلائے اور بڑے بڑے سنگ مارے اور بہت سے مغلون اور چار پایون کو زخمی و تلف کیا۔ اور دمدمہ باندھنے اور مورچالون کے آگے بڑھانے کی فرصت نہ دی۔ چوتھی شب کو ایک شب خون عظیم مارا کہ فوج کے چارون طرف لشکر کے گرد پکڑو اور مارو کی آواز بلند ہوئی۔ آدمی بہت ضائع و زخمی ہوئے لشکر شاہی کے کنارہ پر جو چار پائے تھے۔ وہ دشمنون کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان کے افغانون اور بیر سنگھ کے راجپوتون نے بہت اسامیون کو ہلاک کیا۔ دلیر خان اور بہادرون کی مصلحت سے یہ امر قرار پایا کہ اسامیون کو محصور ہونے کی فرصت نہ دو فضل الٰہی پر بھروسہ کرکے یورش کرو۔ اس قصد سے نیت خیر کی فاتحہ پڑھی۔ چند نفر جاسوس ہمیشہ باوقوف اس راہ کی تحقیق کے لئے مقرر کئے جو اطراف قلعہ پر یورش کے قابل ہو اس ضمن مین ایک جدید الاسلام اسامی جو اس مہم سے پہلے بہت دنون سے لشکر مین نوکر تھا اور ہمیشہ خدویت کا دم بھرتا تھا۔ خانخانان کے ہمدمون مین سے ایک کے سامنے آیا اور اس نے کہا کہ ملک کی راہ و بیراہ سے اور اس قوم کے رویہ سے واقف ہون اور اس سرزمین کے چپہ چپہ کا حال مجھے معلوم ہے۔ یورش کے وقت لشکر کی رہبری و پیش قدمی مجھے عنایت ہو۔ خانخانان باوجود تجربہ کاری و حزم و احتیاط کے اس کی قریب مین آگیا تو اسکو فوج کے لئے رہنمائی کا حکم دیدیا۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے یورش کے لئے کمر باندھی تو اس آشامی رہبر نے اہل قلعہ کو پیغام بھیجا کہ فلان سمت مین کہ راہ قلعہ و خندق کا پانی گھٹا ہے مین لشکر اسلام کو تمہارے تیر و بلا کے دام مین لاتا ہون

وسط شب مین سمت مقصود کی طرف لشکر شاہی رہ گرا ہوا۔ دیوار مذکور کے وسط مین دروازہ
کے محاذی لشکر شاہی آیا تو میر مرتضیٰ داروغہ توپ خانہ سے اشامی رہزن نے کہا کہ
تم گولہ مارچنگی و تفنگ متواتر مارکر دشمنون کو اپنی طرف مشغول کرو تاکہ اسامی اس طرف سے
غافل ہون۔ جسطرف مین لشکر کو حملہ کرنے کے لئے لے جاتا ہون اور اس کہنے سے مطلب اس اشامی کا
یہ تھا کہ مصالح توپ خانہ کا اس دیوار پر ذرا گمان صرف ہو۔ میر مرتضیٰ نے توپ خانہ کی
برق افروزی کی اوپر سے اجل کے اولے و گولے برسنے شروع ہوئے۔ جمع کثیر تلف ہوئی
صبح نہین ہوئی تھی کہ وہ دلیر خان کو خندق کے اوپر لے گیا جسکے پانی کی تھاہ نہ تھی اوپر سے
اشامیون نے طرح طرح کے حربے جان ستان چلانے شروع کئے اور اطراف سے گولہ
حقہ آتش و سنگ برسنے شروع ہوئے باوجود اس مرگ بے امان کے لشکر شاہی نے
بڑی بہادری کی۔ خاص کر دلیر خان و آغر خان نے برستی آگ مین اپنے ہاتھیون کو چلایا
ہر چند دل باختہ افغانون نے سمجھایا کہ اب آب آتش سے نجات کی امید نہین ہے
اگر اس بحر خونخوار کی غرقاب سے بچ بھی گئے تو پہرون پر سر سکنے اور رائگان جان دینے
سے کچھ فائدہ نہین ہوگا۔ رائے صائب کا مقتضا یہ ہے کہ ابھی قابو ئے وقت باقی ہے
بنگاہ کو مراجعت کرین پھر قلعہ کی تسخیر کی تدبیر کرین۔ دلیر خان نے فرار کی عار کو گوارا
نہ کیا اور شہادت کو سعادت دارین جانا فیلبان کو ہینک کر آواز سے کہا کہ ہاتھی کو
آگے چلا۔ آغر خان اور قراول خان اسکے پیچھے چلے اس اثنا مین وہ اسامی رہ بر
جسنے بہکایا تھا گولہ لگنے سے مر گیا اور بادشاہی لشکر کی ایک اور جماعت کشتہ و زخمی
ہوئی۔ دلیر خان کے جوشن پر تین چار گولیان تفنگ کی لگین مگر اسکے بدن پر پہنچنے
سے پہلے ٹھنڈی ہو گئین اور کارگر نہ ہوئین۔ آخر کو یہ سایہ حصار کے نیچے ایسے نزدیک
آئے کہ گولہ وہان نہین پہنچتا تھا اور دلیر خان دیوار حصار پر چڑھ گیا۔ سب طرف سے سپاہ
حصار مین داخل ہوئی اور قلعہ کے باہر شادیانہ فتح کی صدا بلند ہوئی کہ اشامیون کی
فوج بھاگ گئی۔ میر مرتضیٰ بھی مدد کو آگیا۔ اشامی ہر گوشہ و کنار سے قطار قطار

فرار ہوئے حصن کلیابر کو کہ اصل قلعہ تھا اور حصار سمالہ گڈھ سے محصور تھا۔ نہایت حصانت رکھتا تھا اسکو بھی خالی کیا۔ محمود بیگ بخشی سپاہ کو لیکر رگامشی کو گیا کہ ایک جماعت کو مارا کچھ آدمیون کو دستگیر کیا اور معاودت کی۔ جو اسامی قلعہ جدھر کی حراست کرتے تھے وہ بھی خوف کے مارے بھاگ گئے اور قلعہ خالی کر گئے۔ خانخانان قلعہ کی اس فتح نمایان کے بعد دلیر خان پاس گیا اور اسکو گلے لگایا اور تحسین و آفرین کہن۔ دو رکعت شکرانہ کی ادا کین اور حکم دیا کہ منادی کرو کہ کوئی شخص رعایا کے ناموس و مال پر دست درازی نہ کرے اور اطفال و عورات کو دستگیر نہ کرے۔ تاکہ یہ وحشی اپنے گھرون مین آباد رہین اسامی جو چند ہزار قید ہوئے تھے انکو مسلسل کرکے جہانگیر نگر بھیجا کہ وہ باروت کوٹنے اور مصالح توپ خانہ اور بعض کارخانون کے کام کرین۔ ان کامون کے لئے ہزارون مزدور بلائے جاتے تھے کہتے ہین کہ خانخانان اسی نیت خیر کے سبب سے فتح نصیب تھا۔ کہ باوجود تسلط پانے کے قلاع و مکانون کی فتح و تسخیر کے بعد اطفال خورد سال و عیال رعایا کو امن دیتا تھا اور اُن پر دست اندازی کے منع کرنے مین تقید زیادہ کرتا تھا اور کہا کرتا تھا کہ عورات و اطفال کو حد تکلیف نہین پہنچتی۔ اطاعت ظالم مین مجبور ہوتے ہین اور معذور ہین بعد ازان اُسنے تہانون کے ڈھانے کا اور اذان کی آواز بلند کرنے کا اموال اور توپ خانہ کے ضبط کرنے کا حکم دیا۔ بلاد پادشاہی کی رعایا جو اسامیون کی قید مین تھی اسکو رخت و خرچ راہ دیکر وطنون کو رخصت کیا۔ دریا برہما پتر دامن کوہ مین پہاڑ سے پیوستہ بہتا تھا اس سبب سے دریا سے عبور نہین ہو سکتا تھا عقب کوہ مین لشکر چلتا تھا اور لشکر و نوارہ مین مسافت بعید رہتی تھی۔ اس وقت اسامیون کو فرصت مین آشام کی طرف اور اطراف کے قلعون مین جب اس فتح کی خبر پہنچی تو اسامیون نے اکثر مکانون کو خالی کیا ذخیرون کو جلایا اور پانی مین ڈالا توپون کو دریا مین غرق کیا تعجب یہ ہے کہ اگر کوئی آشامی مع زن و فرزند کے لشکر شاہی کی اطاعت کرتا اور پھر اپنے راجہ پاس بھاگ جاتا تو وہ فوراً اُسکو مع ازواج و اولاد قتل کرا دیتا۔

باوجود اس سختی کے اہل شام اہل اسلام کے رام نہ ہوے برسات کے آثار ظاہر تھے
جو شامی آن کر آباد ہوئے تھے بھاگ کر راجہ دیو کنتھا پاس چلے گئے اکثر شامی
مارے گئے۔ مگر جو زندہ رہے وہ لشکر شامی کے گرد پریشان پھرتے اور اسکی مزاحمت
کرتے۔ سید نصیر الدین خان کلیا برکا فوجدار اور سید مرزا جمدھرہ کا تھانہ دار مقرر ہوا
نوارہ کی گرد آوری مین مشغول ہوئے قریب آٹھ سو کے جنگی کشتی مصالح توپخانہ
سے بھری ہوئی۔ نوارہ بادشاہی کے مقابل مین بے خبر لے آئے۔ آتش جنگ کو مشتعل
کیا۔ اور خانخانان کے ہمراہیون کے نوارون کو چارون طرف سے گھیر لیا اس مدن
نوارہ بادشاہی مین سے سو کشتیون کے قریب مختلف امور ضروری کے لئے
اطراف مین گئی ہوئی تھین ابن الحسین دارو غہ خانخانان پاس آیا تھا۔ نوارہ کی آدمی
سردار کا رفرما نہ رکھتے تھے۔ آشامیون کی نوارہ کی کثرت نے بادشاہی نوارہ کا
قافیہ تنگ کیا۔ اسپر بھی چار پانچ پہر تا مقدور کوشش کر کے لڑتے رہے۔ نوارہ کا قافلہ
خانخانان سے تین کروہ جریبی تھا نوارہ کے آدمیون کی تو یہ مجال بھی نہین ملی
کہ خانخانان کو خبر کرتے دو پہر رات گذرنے کے بعد جب دو طرف کی توپون کی
آواز خانخانان کے کان مین آئی تو اسنے جانا کہ نوارون مین لڑائی ہو رہی ہے
اس وقت محمد مومن کو مع توپخانہ و نقارخانہ کے ابن الحسین کے ساتھ روانہ کیا
اور یہ ارشاد کیا کہ بقدر مقدور رات کے اندر ہی اسپ تاز وہان پہنچے جب
وہان پہنچ جاے تو نقارہ و کرنا کی آوازون سے مطلع کرے۔ محمد مومن کو اپنے
آدمیون کو جمع کرنے مین دیر لگی رات کے اندر تو نہ پہنچ سکا مگر سویرے ہی صبح کو
پہنچا۔ قریب تھا کہ نوارہ کے سب آدمیون کی کشتی حیات غرقاب فنا ہوتی چنانچہ کئی
کشتیان گولہ کی ضرب سے دریا مین غرق ہو چکی تھین اور بہت سی غرق ہونے کو تھین
اس ضمن مین اور بادشاہی کشتیان جو متفرق تھین آن پہنچین — محمد مومن اور
ابن الحسین نے نوارہ کے نزدیک پہنچکر کرنا چیون کو حکم دیا کہ کرنا کی آواز سے

کومک کو بھیجنے کا اظہار کرین کہ نوارہ شاہی کے دل باختون کو اور مخالفون کو خوف ہو
اس حالت مین صدائے تفنگ و رام جنگی و غرش بان سے اشامیون کے نوارہ مین ایک
تزلزل آیا اور نوارہ پادشاہی کو تقویت ہوئی اور جب لشکر کومکی نمودار ہوا تو۔
آشامیون کے نوارہ کا سردار دل باختہ ہوا اور بھاگ گیا سچ ہے کہ جب تدبیر بر وقت
سپہ دار آزمودہ کار سے ظہور مین آتی ہے وہ ان ایک لاکھ سوارون سے کہ اتنا بہتر
ہوتی ہے۔ جنکا سپہ دار مغرور نا تجربہ کار ہو نوارہ شاہی نے آشامیون کا تعاقب کیا
بہت آشامیون کو مارا۔ جو اشامی کہ کشتیون کی تندروی پر اعتبار نہین کرتے تھے
اہل اسلام کے خوف سے کنارہ پر اتر کر فرار ہوئے۔ باقی کشتیون مین جان سلامت
لے گئے۔ چار سو کشتیون کے قریب لشکر شاہی کو ہاتھ آئین جنمین سے ہر ایک پر ایک
بڑی توپ سرب و باروت کی ساتھ تھی اس شکست سے اشامیون کی ہمت
شکستہ ہوئی وہ کوہستان ہروپ کی طرف بھاگے جسپر سوار نہین جا سکتا جب سولہ گڈھ
مین۔ لشکر شاہی کا مقام ہوا تو راجہ کے خواص جنپر مدار مہام ہوتا ہے اور شامی
اسکو بھوکن کہتے ہین انہون نے حیلہ سازی و روباہ بازی شروع کی اور عرائض لکھکر کرو کلار
کے ہاتھ بھیجین کہ ہم اطاعت و عجز کے ساتھ مصالحہ کرتے ہین۔ خان کارآگاہ نے جواب
دیا کہ اگر راجہ توپ خانہ شاہی و اموال رعایا و سپاہی کہ جو گوھٹی سے لوٹ کر لے گیا ہے
اور تمام رعیت ممالک محروسہ کو جو اس مدت مین قید کر کے لے گیا ہے بھیجدے اور بعذر ان
اوامر و نواہی پادشاہی کی فرمان بری کرے اور ہر سال پادشاہ کی پیش کش مین چند
کلان فیلون کے بھیجے کا اقرار کرے اور بالفعل پیشکش لائق نقد و جنس مع اپنی دختر کے جناب
سلطنت کی خدمت مین مرسل کرے تو لشکر اسکی تنبیہ سے باز رہیگا ورنہ وہ یقینی جان
لے کہ لشکر کھڑکا تو مین بھیجکر اسکو آوارہ کریگا مگر یہ درخواست اسکی مکر و تزویر پر مشتمل تھی
اسکی نیت مین یہ تھا کہ اس بہانہ سے لشکر شاہی مراسم حزم و پاسداری سے غافل ہو
کہ ۲۰ موضع لکھو گڈھ مین لشکر آیا۔ یہان دھنگ ندی کوہستان جنوبی سے نکل کر

نکل کر دریاے برہما پتر سے ملحق ہوتی ہے۔ کھر گانون تک چھوٹی چھوٹی ندیان بہتی ہین
برہما پتر مین داخل ہوتی ہین۔ راجہ کے گیارہ ہاتھی یہان لشکر شاہی کو ہاتھ آئے
راجہ کی طرف سے ایک برہمن خانخانان پاس آیا اُسنے بہت عجز و انکسار کے ساتھ
مصالحت کے لیے عرض کیا۔ اسکے بعد ایک اور راجہ کا مقرب آیا۔ پاندان و مشروبہ
طلائی اور دو سبوی نقرہ اور کچھ اشرفیان اور ایک مکتوب لایا جس مین اعتذار و ندامت
کا اظہار اور صلح اور مراجعت لشکر کی اور شائستہ پیشکش بھیجنے کی درخواست تھی۔ یہ
متقی۔ مات بحکم فراست خدیعت و حیلہ وری پر محمول ہوئے۔ خان سپہ سالار نے جواب
دیا کہ اس وقت لشکر کھرگانوں کو جاتا ہے جہان پہنچکر جو مقتضاے مصلحت ہوگا عمل مین
آئیگا۔ شہر کھرگانون ساحل رود دھنسیری آباد ہے جو آٹھ کروہ پر دریاے دھنسیری سے
ملتا ہے اور آبمین پانی اس قدر نہین ہے کہ بڑی کشتیان چل سکین اس لیے مکھو گڈھ مین
نوارہ شاہی کو مقام کرنا پڑا اور چھوٹی کشتیان بنانی پڑین۔ غرہ شعبان مکھو گڈھ
سے کوچ ہوکر اس مکان مین لشکرگاہ ہوا کہ جہان راجہ کا کارخانہ نوارہ کا تھا یہان
سو بڑی کشتیان موجود تھین وہ پادشاہی نوارہ مین داخل ہوئین دوسرے روز موضع
دیول گانوں مین لشکر آیا۔ یہان ایک بڑا تجانہ و باغ راجہ نے ایک برہمن کے لئے بنایا
تھا۔ یہان خانخانان نے اپنے تابینون کا تھانہ بٹھایا کہ وہ راہ کی محافظت اور
رعایا کی تسلی و استمالت کرین اس منزل مین کھرگانون سے اگر گانون کے ۔ ۔ ۔ ۔
بعض مسلمانون نے جو ایک مدت سے راجہ کے قیدی تھے نوشتہ بھیجا جب راجہ
نے سنا کہ لشکر شاہی قریب آگیا ہے تو اہل و عیال و زبدہ اموال جواہر و نقود
اور نفائس اشیا کو لے کر کوہستان کامروپ کو بھاگ گیا۔ جو کھرگانو
سے چار روز کی مسافت پر ہے کچھ جنگی فیلون کو صحرا مین چھوڑ دیا۔ راجہ کے بعض اہل و تابعی و زبدہ
مال احمال و اثقال بے حافظ و حارس شہر مین موجود تھے۔ ہراول شعبان کو قریہ بجیورہ مین لشکر
آیا۔ چار ہاتھی بھی ہاتھ آئے۔ خان سپہدار نے فرہاد خان و سید محمد دیوان کو بھیجا

کہ گھر گانوں مین جاکر راجہ کا مال ضبط کرین - وہ گھر گانوں گئے اور غنائم کے جمع کرنے مین مصروف ہوئے - تر کھانی مین لشکر آیا - راہ مین راجہ کے سولہ ہاتھی ہاتھ لگے کچھ اور لام و انگ و برہمپانی مین کچھ لشکر انتظام کے لئے مقرر ہوا - ۲۰ شعبان ۱۰۸۳ جلوس کو دارالملک آسام خطۂ گھر گانوں مین لشکر اسلام آیا آشامی بھاگ کر چھپ گئے - ۲۷ رجب لکھوگر مین لشکر آیا - لکھوگر مین دو دریا دھنگ و برہما پتر ملتے ہین - آب دھنگ کوہستان سے گھر گانوں کی شمال کی جانب سے آتا ہے اور دریاے برہما پتر سے ملتا ہے گھر گانو مین جانے والا دھنگ کے جنوبی کنارہ پر مسافت طے کرتا ہے - دھنگ و برہما پتر کے درمیان ایک جزیرہ نما مروپ کے کوہ کے دامن تک معمور و مزروع واقع ہے - شہر گھر گانوں نالہ دیکھو کے کنارہ پر آباد ہے اور وہ شہر مذکور سے اٹھ کر وہ پر دریاے دھنگ سے ملتا ہے اسمین پانی اتنا کم رہتا ہے کہ چھوٹی کشتیان بھی اسمین نہین چلسکتین مصلحت کے موافق رسد کے پہنچنے اور راہون اور حدود کے واقفیت کے واسطے یہ قرار پایا کہ نوارہ لکھوگر مین رہے جہان اس دیار کے دریا ملتے ہین اور ابن حسین داروغہ توارہ مع جمال خان اور اور منصبداران و جماعت کے اور علی بیگ و منور خان و ملک بنگالہ کے کل زمیندار اور کچھ پادشاہی توپچی پیادے اور اکثر بڑی توپین اور کل نوارہ پادشاہی اور لشکر لکھوگر مین رہے اور نوارہ پادشاہی مین تین سو تیس کشتیان تھین جنکی تفصیل یہ ہے کہ ۱۵۹ کوسہ ۴۸ جلیبہ - اغراب ۷ پرندہ - ۴ بجرا - ۵۰ پتیلہ - ۲ سلب ایک پنیل - ایک بہر ۲ بالام ۱۰ خطکری - ۱۰ اطلکری ۵ پلوار وغیرہ ۲۲ چھوٹی کشتیان - دلیر خان نے کہا کہ کچھ چھوٹی کشتیان ہمراہ رہین کہ بعض ضروری چیزون کو انمین رکھ کر گھر گانو لے جائین - حکم ہوا کہ جس کسی پاس ایسی کشتی ہو وہ اپنے ہمراہ لے لے لشکری اور لشکر کے ہمراہ بیوپاری کشتیان متعاقب گھر گانو مین آئین -

غرہ شعبان کو لکھوگر سے کوچ ہوا - ناؤسال رکاب خانہ کشتی مین لشکر آیا - یہان چھپرون کے نیچے کشتیون کا تماشا دیکھا - سو کے قریب بڑی بڑی کشتیان بہت مستحکم

۱۰۸۳ھ ۱۰ شعبان ۱۰۸۳ھ ۱۰ شعبان ۱۰۸۳ھ

بازیب و زینت بھین جنکی لیجانے کی فرصت جنگ میں ملی یا انکی ضرورت نہ تھی دوسرے روز دیول گانو مین لشکر آیا جہان راجہ کا مرشد رہتا تھا۔ نالہ سے عبور کیا۔ اسکے کنارہ پر فوج اتری۔ تحانہ و باغ بہت خوب۔ پاے دھنگ کے کنارہ پر تھا۔ تاریخ یہان کا نارنجا نارجنی ہمارا نارنج چھپی ہوئی آگ ہی نگار رہا تھا۔ ایک پیسے کے دس وہ بکتے تھے۔ علی رضا بیگ یہان تھانہ دار مقرر ہوا۔ نواب کے اخلاق کے سبب سے لکھو گرا ور دیول گانو مین رعایا آباد ہو گئی۔ ہر روز حضور مین وہ آتی سراپا اور دلاسا پاتی اور اپنے قریات و قصبات مین جاکر آباد ہوتی۔ کھرگانون کے مسلمان رہنے والون کی عرائض آئین کہ راجہ نے اسیر مسلمانون کی ایک جماعت کثیر کو مار ڈالا اور اپنی نقود و اجناس لیکر نامروپ کو وہ چلا گیا۔ باقی آدمی گوشون کولون مین چھپے ہوئے ہین۔ ہماری اجل نہین آئی تھی جو ابتک جیتے ہین۔ راجہ تمام اموال و اثقال بے حافظ و حارس کے شہر مین پڑے ہوئے ہین۔ یہ مجمع کو فرہاد خان و میر سید محمد دیوان تن ضبط اموال و اقبال کے لئے بہت جلد کھرگانو روانہ ہوئے۔ لشکر کو راہ مین یہ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۶ شوال ۱۱۷۲ھ کو نواب کھرگانو مین داخل ہوا۔ اور مسلمان و غیر مسلمان و پیر و جوان کو امن و امان کا مژدہ سنایا۔ راجہ کے گھر کے لئے محافظ مقرر ہوئے۔ تاریخ فتح یہ ہوئی ؎

کم واقع میشود بیک سال ✣ باکوچ بہار فتح آشام

جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجہ نے بہت زنبورک و رام جنگی تالاب مین ڈبو دئے ہین۔ نواب نے خود تالابون پر جاکر دو سو آٹھ توپ و ضرب زن ڈوبے ہوئے نکلوائے۔ آغر خان نے نواب سے رخصت و دستگاہ کی درخواست کی۔ نواب نے جواب دیا کہ یہ بات اس صورت مین ہو سکتی ہے کہ مین تمکو جانے کی اجازت دون وہ بے دستگاہ اپنے بھائیون کی جماعت لیکر گھوڑا گھاٹ کی راہ سے پادشاہ پاس روانہ ہوا اسکی آزردگی کا سبب یہ تھا کہ اسکو نواب کی عدم توجہ کی شکایت تھی اور وہ میرا مین زیادہ طلبی کرتا تھا۔

تاریخ آسام مین تو آغر خان کا حال یہی لکھا ہے جو اوپر نقل ہوا۔ مگر تحفۃ الاباب مین زیادہ دلچسپ حال یہ لکھا ہے کہ اگرچہ خانخانان بہادرون کا قدردان تھا اور ان پر مہربانی کرتا تھا۔ آغر خان اور اسکے ہمراہیون نے خانخانان کو رفاقت مین بہادرانہ کارزارین کیین تھین انکو وہ دل و جان سے دوست رکھتا تھا لیکن اس سبب سے کہ آغر خان کے بعض ہمراہی متصل بلاد کی تسخیر کے بعد آدمیون کے مال پر غارت و تاراج کا ہاتھ دراز کرتے تھے اور آغر خان انکو منع کرتا تھا وہ ممنوع نہین ہوتے تھے یہ امر خانخانان کی مرضی کے خلاف تھا وہ ایسی دست اندازی کے منع کرنے مین بڑی تقید رکھتا تھا اس وجہ سے وہ آغر خان کے حال و پرداخت پر متوجہ نہین ہوتا تھا اس لئے آغر خان اکثر آزردہ خاطر رہتا تھا۔ ایک دن صبح کے وقت کہ خانخانان قرآن کی تلاوت کرتا تھا آغر خان مغلون کو ہمراہ لئے مستعد و مسلح ہوکر خانخانان کے دروازہ پر آیا۔ چوبداروں کو اسکے منع کرنے کی جرأت نہ ہوئی وہ بے محابا اندر جاکر وہان پہنچا جہان خانخانان مصلے پر بیٹھا ہوا دعا مین پڑھ رہا تھا خانخانان اسکی اس ہیئات کے آنے سے ڈر گیا اور دلیری و خوش بیانی سے پوچھا کہ خیر تو ہے آپ کا بیوقت آنا کس طرح ہوا آغر خان نے جواب دیا کہ اس مدت مین ہم جانفشانی کی تردد مین اور خدمات ماموره کی تقدیم مین کمی نہین کی۔ الحمد للہ کہ بادشاہ کے اقبال سے اور سپہ سالار کی بہادری سے ملک مفتوح ہوا۔ اور دشمن پائمال ہوئے۔ ہم کو اسکا افسوس ہے کہ آپ جیسے قدردان نے کبھی ہمارے کامون پر تحسین و آفرین نہ کی اسواسطے اپنے ہونے نہ ہونے کو معطل محض جان کر رخصت کے لئے آئے ہین۔ ہم امیدوار ہین کہ بدرقۂ راہ کے لئے فاتحہ پڑھی جائے دستک رخصت عنایت ہو کہ ہم اپنے آقا پاس چلے جائین خانخانان نے ہرچند تقصیرات تغافل کا عذر کیا اور آیندہ تلافی کے وعدہ کیا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔ آغر خان نے اپنے رخصت ہونے کے لئے مبالغہ کیا۔ خانخانان نے دستک لکھنے کے لئے منشی کے نہ ہونے کا عذر کرکے ٹالنا چاہا تو آغر خان نے اپنے پاس سے دوات اور سفید کاغذ کا پرچہ موجود کیا اور التماس کیا کہ آپ خود اپنے ہاتھ سے دستک لکھ دین خانخانان نے

یہ سمجھکر کہ حق اسکی جانب ہے اور کوئی وجہ آغرخان کے کہنا نہ ماننے کی ہے دستک رخصت
لکھ دی اور مُہر لگاکے اُسکے حوالہ کی لیکن دریا کے معبرون وگھاٹون کے اہلکارون پاس
کاغذ کے گھوڑے دوڑا دیئے کہ آغرخان پہنچے تو وہ کشتیون کو بند کردین اور جہان تک ہوسکے
اُسکو عبور نہ ہونے دین۔ یہ دریا نورد وشیر نبرد جہان پہنچا اور کشتیون کو نہ پایا تو گھوڑے
کی عنان بر و بحر کے حافظون کو سپرد کرکے خود ہمراہیون سمیت تیرتا ہوا چلا گیا لیکن
دریاؤن مین چند مغل ہمراہیون کی اجل آگئی باقون حضور مین پہنچا۔ محمد امین خان
بخشی پاس پہلے خانخانان کا نوشتہ اس مضمون کا آگیا تھا کہ آغرخان اگرچہ عالی نسب
و کارطلب بہادر ہے اور پرداخت کے قابل ہے لیکن ایام جوانی کی جہالت اور غرور
شجاعت کو کارفرما ہوکر بہت منت کرکے رخصت لی ہے جب وہ حضور مین پہنچے تو چندروز
اسکو منصب کی برطرفی سے چشم نمائی کرنی چاہیئے پھر اوسکو دلاسا دیکر اُسسے کام لینا چاہیئے
چنانچہ محمد امین خان نے خانخانان کے نوشتہ پر عمل کیا۔ چندروز بادشاہ کی ملازمت
سے ممنوع رکھا اور منصب سے برطرف کیا۔ پھر آغرخان کے گھر مین خود گیا اور اسکو
بادشاہ پاس لے گیا۔ اور اُس کے جرائم کا شفیع ہوا۔ اور منصب پر
بحال کرا کے کابل کے کومکیون مین روانہ کیا۔

ہندو و مسلمان جو اپنے عزیزون وطنون قومون سے جدا رہے تھے اور بندوزندان کی مذلت مین
مبتلا تھے اور نجات اُنکے خیال مین نہ تھی — اب وہ شادان و فرحان دعائین دیتے ہوئے
کوسہ مین سوار ہوئے اور آشامیون کے گھرون مین جو مال ہاتھ لگا اسکو کشتی مین اپنے ساتھ
لادا۔ ملک بادشاہی کا آدمی جو راجہ کی قید مین آتا اسکو بطور غلامون کے اپنے اہل
مملکت کو قسمت کردیتا جب لشکر شاہی آیا تو ان قیدیون نے آشامیون سے کہا کہ وہ
انتقام کے لئے آیا ہے جیسے کہ ہمکو تم پکڑ کر اپنے ملک مین لائے ہو ایسے ہی وہ تمکو پکڑ کر
اپنے ملک مین لیجاویگا وہ ملک کو ضبط نہین کریگا۔ برسات مین یہان نہین ٹھہریگا۔
اگر تم کو غلام بننا منظور نہین تو اپنے مال واسباب کو گھر مین مدفون کرکے پہاڑون پر

ہندو مسلمان قید سے چھوٹ جاتے ہیں

چلے جاؤ۔ اور برسات کے شروع ہونے تک وہان اقامت رکھو اور لشکر کی
معاودت کے بعد اپنے گھرون مین آؤ۔ اور اپنے دفائن پر متصرف ہو۔ ان
ہول زدہ اشامیون نے انکی بات کو یقین کر لیا اور وہ مال کو دفن کر کے چلے گئے
ان قیدیون نے ان اموال مدفونہ کو پھر سنگوایا۔ اور اپنی جنم بھوم کو چلتے بنے
یہ مقرر ہوا کہ کامروپ کے باشندے اپنے مساکن مین جا کر عمارت اور زراعت مین مصروف
ہون اور ایک سال تک وہ اداے مال اور کل تکالیف دیوانی سے معاف رہین
۸۲ ہاتھی (سو سے زیادہ) تیس لاکھ روپیہ کا طلا و نقرہ اور کل اجناس متصدیان
شاہی کے قبضہ مین آیا۔ ملک آشام مین جب سے لشکر آیا تھا مراجعت کے وقت
تک ۷۵۰ توپین جنمین ایک توپ آہنی بچہ دار بھی تھی کہ تین من کا گولہ اُس سے
چھوٹتا تھا۔ ۳۴۳ زنبورک ۱۲۰۰ رام چنگی ۶۵۷ بندوقین ۳۴۰ من باروت
۱۹۶۰ باروت کے صندوق جنمین سے ہر صندوق مین تخمیناً ڈھائی من باروت
تھی۔ ۷۸۲۸ سپر اور شورہ و گوگرد و آہن و سرب بہت سا اور ایک ہزار کئی
کشتیان جنکو اکثر آشامی ملاح کھیتے تھے متصدیان پادشاہی کے تصرف مین آئین
اور نا ئو سال مین گھر گانو مین ۱۲ کشتیان نجار کی جنکے برابر لمبی چوڑی مضبوط و نرین
کمتر نظر آتی تھین۔ ایک آشامی نے چھپر مین آگ لگا دی یہ سب کشتیان جل کر
خاکستر ہو گئین۔ راجہ اور بھوکسون نے جو چند سال سے انبار جمع کئے تھے یہ انبار
۱۷۳ تھے۔ اور ہر ایک انبار مین دس ہزار من سے ایک ہزار من تک برنج و
باش و ماکولات تھے۔ ان کو فرار کے وقت اشامیون نے اس خیال سے جلایا
نہین کہ لشکر شاہی کے جلانے کے بعد وہ پھر ہاتھ آ جائینگے لشکر شاہی جتنے
دنون اس بوم و بر مین رہا اسکی قوت اعظم ان انبارون کے بیچ رہے۔ ورنہ قوت
و آذوقہ کے نہ ملنے سے خصوصاً موسم برشگال مین جان پر بنتی پانی کی طغیانی ایسی ہوتی ہے کہ اطراف
سے رسد کی راہ مسدود ہو جاتی ہے۔ ان انبارون مین سے ۱۵۰

ترقی کی کیفیت

انیا رہیت احتیاط سے برسات کے لئے رکھے گئے جو قریب آگئی تھی —

ملک بنگالہ شمال و مشرق کے بیچ آشام ملک و برہما پتر (برہم پتر) کی اطراف مین آباد ہے اور دریاے برہم پتر اسکے وسط مین مشرق سے مغرب کی جانب بہتا ہے۔ اسکا طول شرقاً غرباً گواہٹی سے سدیہ تک تخمیناً دو سو کروہ جریبی اور عرض اسکا شمالاً و جنوباً کوہستان گروہ مری مچی و دفلہ و لدندہ سے جبال قوم نانگہ تک قیاساً سات آٹھ روز کی راہ ہے اسکا کوہستان جنوبی طول مین کچھاڑ و سلہٹ و کچھاڑ و کشمیر سے طول مین اور عرض مین قوم نانگہ کے کوہ سے ملا ہوا ہے اور اسکا کوہستان شمالی طول مین کامروپ کی پہاڑیون و ایسی سے پیوستہ ہے اور عرض مین قوم دفلہ و لدندہ کے پہاڑون سے ملا ہوا ہے دریاے برہما پتر کے شمالی کنارہ کی سرزمین کو اُتر کول اور اسکے جنوبی کنارہ کی سرزمین کو دکھن کول کہتے ہین۔ اوتر کول کا طول گواہٹی سے مسکن قوم میرمچی اور دکھن کول کا امتداد ملک نکی رانی سے موضع سدیہ تک ہے۔ اسکے نواح کے پہاڑون کے متوطن راجہ آشام کو کچھ باج نہین دیتے مگر اوسکی بزرگی کو مانتے ہین اور اسکے احکام پر چلتے ہین مگر قوم دفلہ اسکی اطاعت نہین کرتی اور کبھی کبھی راجہ کے ملک پر دستبرد کرتی ہے۔ موضع کلیابر سے شہر کھرگانون تک سب جگہ مکانات اور باغات میوہ دار درختون سے بھرے ہوے باہم پیوستہ چلے جاتے ہین اور راہ کے دونو طرف بانس کے درخت سایہ دار بڑے بڑے اونچے لگے ہوے ہین طرح طرح کی صحرائی و باغی خوشبودار پھول کھلے ہوے نیستان کے پیچھے پاے کوہ تک زراعت باغ کھیت سے کھرگانون تک اسی طرح کی معموری اور زراعت ہے اور آدمیون کی آمد و رفت کے لئے بلند و وسیع آلے بنائے ہین اس ملک مین زراعت اور باغ کے لئے زمین ایسی ہموار بناتے ہین کہ کبھی انمین نشیب و فراز سرمہ کی برابر بھی آنکھ کو نظر نہین آتا۔ اوتر کول مین آبادی اور زراعت زیادہ ہے دکھن کول مین صعوبت محکم و قلعی امکنہ افزون تر ہے اسلئے اس جانب مین راجہ نے محل سکونت بنایا ہے۔ انہین خطہ مین آباد و غیر آباد اراضی کے ہوا و دریاے برہما پتر کے کنارہ پر دونو دیسیون اور پردیسیون کو موافق ہے اور جو زمین دریا سے دور ہے اسکی ہوا دیسیون کو سازگار

ملک آشام کے طول و عرض و حدود اربعہ کا اور اسکی آب و ہوا کا بیان۔

اور پہر دیسیون کو زہر مار۔ آٹھ مہینے مینہہ برستا ہے اور چار مہینے جاڑا پڑتا ہی
وہ بھی بارش سی بالکل خالی نہین ہوتا یہان بنگالہ کے سے امراض نہین ہوتے اور
ہندو بنگالہ کے ریاحین و فواکہ طرح طرح کے ہوتے ہین اور انکے سوا اقسام گل و میوے
باغی و صحرائی ایسے ہوتے ہین جو ممالک ہند مین نہین ہوتے۔ اس ملک مین شالی سی کھیوں
لیا جاتا ہے وہ بارک پالیدہ کم ہوتی ہے گندم و جو و عدس کی کاشت نہین ہوتی
یہان نمک بہت عزیز و نایاب ہے۔ دامن کوہ مین بعض پہاڑون مین وہ ملتا ہے۔
لیکن بہت تلخ و گزندہ ہوتا ہے اس ملک کے بعض باشندے کیلے کے درخت کو
کاٹ کر دھوپ مین خشک کرکے جلا کر خاکستر کرتے ہین اور اس خاکستر کو کرپاس مین
رکھتے ہین۔ اور چار چوبین زمین مین گاڑتے ہین اور اسپر اس کرپاس کو تانتے ہین اور
ایک ظرف اسکے نیچے رکھتے ہین اور بتدریج کرپاس پر پانی ڈالتے ہین
اسکا ٹپکا ہوا پانی شور اور نہایت تلخ ہوتا ہے اسکو بجای نمک کے
کام مین لاتے ہین۔ یہان کے مرغ لڑنے مین ایسے بہادر ہین کہ مرجاتے ہین مگر
بھاگتے نہین ایک دوسرے کے سامنے سے کبھی نہین بھاگتے۔ کوہستان و صحرا مین
بکثرت۔ ہاتھی مہیب و کلان و متناسب الاعضا ہوتا ہے۔ اسکے پکڑنے کے لیے
بلدہ کھرگانون مین چند مختصر حصار قفس کی طرح بنا رکھے ہین انکے گرد مضبوط اور
بلند چوبین نہایت مستحکم لگا دی ہین اور انکے دروازے مختلف طرفون مین رکھے ہین
راجہ کے خاص فیلبان لے جاتے ہین۔ ہتنی کے بدن پر ایک خاص گھانس ملتے ہین اور
اسکو جنگل مین جہان مست فیل چرتے ہین لے جاتے ہین۔ فیل مست اُس گھانس
کی بو کو سونگھ کر ہتنی کے پیچھے پڑتا ہے فیلبان ہتنی کو اس حصار مین لاتے ہین ہاتھی
بھی ہتنی کے پیچھے آنکر گرفتار ہو جاتا ہے۔ دریاے برہمپتر کی ریت سے سونا نکلتا ہے
بارہ ہزار (بیس ہزار) آسامی یہی کام کرتے ہین اور سرسال فی نفر ایک تولہ طلا راجہ
کی سرکار مین داخل کرتا ہے۔ صرف یہی ملک کا خراج ہے۔ یہ طلا کم عیار ہوتا ہے

آٹھ نو روپیہ تولہ بکتا ہے۔ کہتے ہین دریا و پرجہا پتر مین سب جگہ سونا ملتا ہے
مگر یہ سونا نکالنا آشامیون کو آتا ہے۔ اس ملک مین کوڑی اور روپیہ اشرفی
رائج ہین۔ اشرفی روپیہ پر راجہ کا سکہ لگتا ہے۔ مفلوس کا رواج نہین۔ قوم ...
میری مچھی کے پہاڑون مین جو آشام کے شرقی جانب مین ہین آہوئے مشکین اور فیل
پیدا ہوتے ہین۔ پہاڑون سے یہ قوم نقرہ و مس اور ارزیز بھی نکالتے ہین۔ اس
قوم کی طرز و وضع آشامیون سے بالکل ملتی ہے۔ عورتون کی صورتین آشامیون
سے اچھی ہوتی ہین وہ تفنگ سے بہت ڈرتی ہین اور کہتی ہین کہ یہ بری چیز ہے فریاد
کرتی ہے اور اپنی جگہ سے نہین ہلتی۔ اور اپنے بچہ کو پیٹ سے نکال کر آدمی کو مارتی
ہے۔ کوہستان آشام مین بھی آہوئے مشکین ہوتا ہے اور چوبہ (اگر) بھی ہوتی
ہے اگر ممالک محروسہ کی طرح یہان بندوبست مالی ہو اور رعایا سے محصول لیا جائے
تو ۴۵ لاکھ روپیہ کے قریب وصول ہو۔ رعایا سے خراج لینے کا دستور نہین۔ گھر پیچھے
تین آدمیون مین سے ایک نفر راجہ کی خدمت مین آتا ہے اور اگر اس مین وہ ڈھیل
کرے تو سوائے قتل کے یہان اور کچھ سزا نہین ہے۔ اسلئے راجہ کا حکم اس قوم مین کمال
رکھتا ہے۔ کسی زمانہ مین اس ملک پر سلاطین اسلام کا تصرف نہین ہوا۔ کسی بیگانہ
کے ہاتھ مین وہ نہین آیا۔ اس دیار مین مسافرون کے آنے جانے کا راستہ تنگ ہے۔
اور غیرون کے ملک مین جانے کے لئے یہان کے باشندون کا پاؤن لنگ ہے اپنے
ملک مین نہ کسی کو آنے دین اور نہ غیر ملکون مین اپنے آدمیون کو جانے دین۔
ہر سال ایک مرتبہ ایک جماعت راجہ کا حکم لیکر تجارت کے لئے اپنی سرحد گوہاٹی
مین آتی ہے طلا و مشک و چوب عود و فلفل و ساذج و پارچہ ابریشمی لاتی ہے
نمک و شورہ و گوکھرو اور کچھ اور ہند کی مسلمانون سے۔ جو گوہاٹی کے آدمی وہان
جاتے ہین معاوضہ کرتی ہے جو شکر اس مملکت کی سرحد مین آیا۔ کشور وجود سے خارج
ہوا جس قافلہ نے اس سرزمین مین قدم رکھا منزل عدم مین پہنچا۔ اہل ہند یہان کے

آدمیون کو ساحر اور جادوگر اور بنی نوع انسان سے خارج جانتے ہین اور کہتے ہین
جو شخص اس دیار مین آتا ہے اور طلسم مین گرفتار ہو جاتا ہے پھر باہر نہین نکل سکتا۔ یہان کے
راجہ بھید بھج سنگھ پاس بہت لشکر اور مال اسباب ہے اسکا لقب سہر کی ہے جسکے معنے آسمان
کے ہین اور اسکا اعتقاد یہ ہے کہ اسکے باپ دادا مین سے جو آسمان پر فرمان روا تھے کوئی
سونے کی سیڑھی لگا کے زمین پر اترا اور اس سرزمین مین قیام کیا اور پھر آسمان پر نہین گیا اور
خود اپنے تئین مظاہر اعظم مین شمار کرتا ہے اسلئے وہ بت کے آگے سر نہین جھکاتا۔ یہان کے
اشامی ہندؤن کی طرح کھانے پینے کا پرہیز نہین کرتے مسلمان وغیر مسلمان کا ہاتھ کھانا کھاتے
ہین انسان کے سوا سارے جانورون کے گوشت کھاتے ہین یہان تک کہ مردار بھی کھاتے ہین
گھی نہین کھاتے۔ اگر کسی کھانے مین گھی کی بو بھی ہو تو اُسے ہاتھ نہین لگاتے۔ انکی زبان ہندی سنسکرت
کے اور ملکون سے جداگانہ ہے۔ مردون کی ہیئات سے توانائی اور پہلوانی ٹپکتی ہے وہ محنت کے
کامون پر قادر ہین۔ سب جنگ جو۔ سفاک مارنے مرنے مین دلیر و بے باک و بے رحم۔ غدر و بیمروتی
مین طاق اور مکر و کذب و بیوفائی مین یگانۂ آفاق۔ انکی عورتون کی صورت مین صباحت و ملاحت
روی و سیاہی و درازی موئی و ملائمت بدن و صفائی رنگ و خوش دستی و پائی ظاہر۔ دور سے
بہ ہیئات مجموعی کمال حسن نظر آتا ہے۔ مگر تناسب اعضا نہین ہے اسلئے پاس سے دیکھو تو وہ حسن جمال سے دور
معلوم ہوتی ہین راجہ و رعیت کی عورتین کسی سے مُنہ نہین چھپاتین سر برہنہ بازار مین پھرتی ہین اکثر
آدمیون کی چار پانچ بیویان ہوتی ہین ایسے کمتر آدمی ہین جنکی دو بیویان ہون اور آپس مین بیویون
کی خرید و فروخت کرتے ہین۔ یہان کی بڑی تعظیم دوزانو بیٹھنا ہے جب راجہ اور بھوکنون پاس رعیت
جاتی ہے اور بھوکنی راجہ پاس جاتا ہے تو وہ دوزانو بیٹھتے ہین اور زمین کی طرف ٹکٹکی لگاتے ہین۔
داڑھی موچھ سر کے بال منڈاتے ہین۔ ان بالون کو جو رکھتا ہے تو اُسکو کہتے ہین کہ بنگالی ہو گیا ہے اسکے
سر پر تلوار مارتے ہین۔ خروشتر واسپ اس ولایت مین عنقا و کیمیا ہے اشامی گدھے کو بڑی
قیمت دیکر خریدتے ہین اور اونٹ کو دیکھ کر حیران ہوتے ہین گھوڑے سے بہت ڈرتے ہین اگر وہ
ہاتھ لگتا ہے تو اسکا پاؤن کاٹ ڈالتے ہین اگر مسلح اشامیون کے سر پر ایک سوار جا چڑھے تو تمام

ہتیار اسکے آگے رکھ کر بھاگ جاتے ہین - اور اگر بھاگ نہ سکین تو مقید ہو جاتے ہین لیکن اگر دس
مسلمان پیادے ایک آشامی کو ملجائین تو وہ بیچارا انکے استیصال کا قصد کریگا اور غالب آئیگا -
ہاتھی کے بچنے کو وہ بڑا عیب سمجھتے ہین اور کبھی نہین بچتے - راجہ اور بھوکن سنگاسن مین اور اور رؤسا
اغنیا ڈولی مین سوار ہوتے ہین - یہ ڈولی چوب و تختہ سے بناتے ہین فیل پر بجاے عماری و حوضہ
کے لکڑی کی کرسی بنا کے رکھتے ہین - کرباس کے پارچہ کو سر پر باندھتے ہین اور اسی کی دھوتی
پہنتے ہین اور ایک چادر کندھے پر ڈالتے ہین بعضے متمول جاڑے مین نیم جامہ بھی پہنتے ہین -
چارپائی کی جگہ تخت پر جنکو میسر ہو سوتے ہین - پان مین کچی سپاری مع چونا ڈال کر
بہت کھاتے ہین - مشجر و مخمل و ٹاٹ اور طرح طرح کے کپڑے ریشمی خوب بنتے ہین اور خوان
صندوق و تخت و کرسی ایک تختہ چوب سے بہت مطبوع و پاکیزہ بناتے ہین - راجہ کے
بعض تخت ایک چوب کے ہین جنمین سے ہر ایک کا عرض دو ذرع ہے اور انکے پاے الگ نہین
لگائے بلکہ اُسی چوب مین سے تراشے ہین - جنگی کشتیان بنگالہ کے کوسہ کی طرح بناتے ہین
اسکو بچاری کہتے ہین اس ملک مین کشتیان کثرت سے ہین - واقعہ نویس گواہٹی کی زبانی سے
معلوم ہوا کہ آوان تحریر تک تیس ہزار کشتیان بچاری و کوسہ یہان آگئی ہین اور لشکر پادشاہی
پاس اور اس ملک کے متوطنین کے پاس جو لشکر کے ہمراہ ہو گئے ہین شاید اس سے زیادہ ہونگین
جو واقعہ نویس نے لکھین احتمال ہے کہ ان سے آدھی آشامیون کے تصرف مین ہونگین اکثر
کشتیان چنبیل کی چوب سے بناتے ہین اگر کشتی ڈوب بھی جاے تو اسکی لکڑی گلتی نہین بندوق
و توپ بچہ دار خوب ڈھالتے ہین - باروت بہت قسم کی بناتے ہین اور اسکا مصالح ملک
پادشاہی سے لاتے ہین - کل آشام مین خشت و سنگ و گل کی عمارات سواے گھر گانو اور
چند بتخانون کے دروازون کے کہین اور نہین ہے غنی و فقیر اپنے مکانون گھرون کو چوب
و نے و علف سے بناتے ہین یہان کی قدیم رہنے والی دو قومین ہین ایک آشامی دوسری
قوم کلتا در یہ دوسری قوم ہر باب مین اول قوم پر مزیت رکھتی ہے مگر جہاں صعب اور
امور حرب مین قضیہ منعکس ہے ہمیشہ راجہ کے نشیمن و خوابگاہ کی اطراف مین چھ سات ہزار آشامی

حراست کرتے ہین انکو جوداانگ کہتے ہین - اس ملک کا حربہ بندوق و راجپتی و توپ و تیر و پیکان و بے پیکان و نیم شمشیر و نیزہ دراز و بانس کی کمان و تیر تبخش ہی کہ ملک کے تمام رہنے والے اہل حرفہ و دہقان و رعیت مسلم و غیر مسلم طوعًا و کرہًا جنگ مین آتے ہین اور شغال کیطرح ایک دفعہ غوغا کرتے ہین اور شورش عظیم مچاتے ہین اور سمجھتے ہین کہ اس شور و غل سے لشکر شاہی کے دل مین ہراس پیدا ہوگا - وہ لڑائی مین لاکھون ہی جمع ہوتے ہین مگر ہتیارون سے لڑنے والے ہین ہزار کے قریب شامی ہوتے ہین - غلبہ وہ شب سہ شنبہ مین شب خون مارتے ہین اس رات کو مبارک جانتے ہین - رعیت خواہ جنگ کرکے بھاگے خواہ بے جنگ معاودت کرے - اپنے ہتیارون کو ڈالدیتی ہی اور باہر چلی جاتی ہے رعایا اپنے مردون کو کچھ انکے ترکہ کے ساتھ مشرق کی جانب سرکو اور مغرب کی جانب پاؤن کرکے خاک مین دفن کرتی ہے اور حکام اپنے موتا ر کے لیے دخمہ بناتے ہین اور زنان و خدمہ متوفی کو مایحتاج چند سالہ مثل ظروف زرین و سیمین و فرش و لباس اور خوردنی دخمہ مین رکھتے ہین اور اسکا نام ذخیرہ و توشۂ آخرت رکھتے ہین جسنے نا امیدی کا دروازہ اُسپر بند ہوجاتا ہے سر دخمہ کو قوی چوبون سے نہایت مستحکم ڈھانکتے ہین اور ایک چراغدان مین بہت سا روغن اور ایک نفر مشعلچی زندہ اسمین رکھتے ہین کہ وہ چراغ روشن کیا کرے - دس دخمون کو چیر کر نوے ہزار روپیہ بہمہ جہت پادشاہی آدمیون کے ہاتھ آیا ہے -

پہلے زمانہ مین جو مسلمان یہان مقید ہوئے تھے اُنہون نے یہان نکاح کرلیا انکی اولاد آشامیون کے طریق پر عمل کرتی ہے برائے نام مسلمان ہین وہ آشامیون کے ساتھ بہ نسبت مسلمانون کے زیادہ مانوس ہین - دیار اسلام سے جو مسلمانون کی ایک جماعت وہان جلی گئی ہے وہ صوم و صلوٰۃ مین قیام کرتی ہے مگر نہ اذان دے سکتی ہی اور نہ قرآن پکا پڑھ سکتی ہے - یہ دونو اُنکے لئے ممنوع ہین -

راجہ اور آشامی بھاگ کر مختلف طرفون مین چلے گئے راجہ نے چاہا کہ قوم مانگہ پاس جائے مگر وہ پادشاہی لشکر کے خوف سے اُسکے آنے پر راضی نہ ہوئے - یہ قوم جنوبی آشام مین

رہتی ہے۔ سرخ و سفید خوش ظاہر مگر باطن ہے۔ بازارون مین اپنی ازواج سے بے پروہ مجامعت کرتے ہین۔ عورتین سوا چھاتیون کے کسی عضو کو نہین چھپاتین اور کہتی ہین کہ یہ اعضا جنکو بطن مادر سے انفصال کے وقت سب آدمیون نے دیکھا ہوا سکا اخفا عبث ہی پستان جو اسکے بعد اٹھتی ہین انکو ڈھانکنا چاہیئے۔ نواب کی ملازمت مین چند مشہور آدمی آئے تو انکے سیاہ لنگوٹیان بندھی ہوئی تھین لنگوٹیون کے اوپر کوڑیان سی ہوئی تھین اور انکے منہ کے اوپر سور کے نیشون کی حمائل پڑی ہوئی تھی اور گردن پر سیاہ لمبے بال تھے اکثر اس قوم کا حریہ ژوبین ہی۔ جب راجہ اس کوہستان مین آنے سے ممنوع ہوا تو وہ اپنے سب بھوگنون کو لیکر نامروپ مین چلا گیا۔ نامروپ ایک قطعہ زمین پہاڑون کے درمیان ہے۔ آب و ہوا یہان کی ایسی خراب ہے کہ آشامی کہا کرتے ہین کہ اگر کوئی طائر یہان کے فضا پر پرے تو اسکا شہپر حیات گر جاے اور اگر اس زمین مین فولاد آئے تو موم ہو جاے راجہ جسپر غضب ہوتا اور تلوار سے سر نہ اڑاتا تو اسکو یہان بھیجدیتا۔ اسکی ایک راہ ہے جسمین گھوڑا جا سکتا ہے کوہستان جنوبی اور جزیرہ کو جو دریاے برہمپتر اور دھنگ ندی کے درمیان ہے راجہ اور بھوگنون نے اپنا مقر بنایا۔ اس اثنا مین دو تین روز مینہ برسا اور تیز ہوا چلی لشکر شاہی کے خیمون اور ڈیرون مین پانی نے فرش اپنا بچھایا موسم برسات نزدیک آیا۔ کھرگانو سے ساڑھے تین کروہ پر ہتھرا پور تھا وہ ایسی اونچی جا پر آباد تھا کہ برسات مین اقامت کی قابلیت رکھتا تھا وہان جانے کا ارادہ مصمم ہوا کھرگانو کی حفاظت کے واسطے میر مرتضیٰ اور راجہ امر سنگھ کو چھوڑا اور میر سید محمد کو رعایا کی استمالت کے لئے مقرر کیا۔ محمد عابد مامور ہوا کہ راجہ کے اموال کو دیکھ بھال کر تحویل تنخواہ کے لائق ہو لشکر مین بھیجدے اور باقی کو جہانگیر نگر روانہ کرے نقرہ اور مس پر بادشاہ عالمگیر کا سکہ لگایا گیا۔ یہ روپیہ یہہ رائج ہوا مختلف مقامون مین تھانے اور تھانہ دار مقرر ہو گئے۔ ۲ شعبان سنہ مذکور کو لشکر کوچ کر کے ہتھرا پور مین آیا۔ آدم خان نے یہان سے آٹھ کوس پر لکھے پور مین تھانہ جمایا۔ اسکو رات دن آشامیون سے لڑنا

پڑا جلال خان کنار دریاے دھنگ کا تہانہ دار تھا اسپر بھی کئی دفعہ آشامیون نے شب خون مارا مگر ہر دفعہ ہزیمت پائی تیس چالیس ہزار آشامیون نے دن کو اُس سے لڑنے کا قصد کیا انکو شکست ہوئی اور بہت آشامی مارے گئے اور جلال خان کی شجاعت کی بڑی شہرت ہوگئی آشامی یہان سے اور اطراف مین منتشر ہوگئے۔ میانہ خان موضع سلہانی مین تھانہ دار تھا وہ رعایا کی رفاہ حال و فراغ بال کا سبب ہوا۔ کھرگانو مین سو سوار اور دو سو پیادے تھے اور اسکے اطراف مین اور لشکر مورچے جمائے ہوئے تھے اکثر مواضع دکھن کول کے پادشاہی تصرف مین آگئے تھے اور رعایا بھی اپنے گھرون مین آباد ہوکر اطاعت اور ہوا خواہی کا اظہار کرتی تھی اور ترکول کے آدمی اطاعت کے فکر مین تھے کہ زمانہ نے پاک اور ہی گل کھلایا۔

بادلون نے اپنے لشکر کو آسمان پر دوڑایا۔ بجلی نے اپنی چھپوندر چھوڑی۔ گونج نے اپنا صور پھونکا۔ ابر نے اپنی آنکھون سے زمین پر ایسے آنسو بہائے کہ نالون کو دریا بنا دیا اور دریاؤن کو بحر سیلاب نے ساری مکانون مین دلدل کردی شیرون کے خوف سے آشامی جو جنگلون اور غارون مین لومڑی کی طرح چھپے بیٹھے تھے اب وہ شیر بن کر باہر نکلے فتنہ و فساد برپا کیا۔ اول انہون نے دیول گانو کی طرف ہجوم کیا اور تھانہ دار پر شب خون مارا۔ تھانہ دار غافل نہ تھا۔ اُسنے آشامیون کو شکست دی۔ نوانے یادگار خان اُزبک کو سُکی کمک کے لئے بھیجا۔ اُسنے جاکر آشامیون نے جو آتش فتنہ سلگائی تھی آب تیغ سے بجھادی ان دنون مین آذوقہ کی کشتیان لکھوگر سے کھرگانو کو روانہ ہوئی تھی۔ ابن حسین داروغہ نوارہ نے جہہ جلیلہ ورہ اکوسہ پر سانہ بہ سرداری محمد مراد بھیجے تھے اُسنے دو تین جگہ آشامیون سے لڑکر اُن کشتیون کو کھرگانو مین پہنچادیا جب آشامی دیول گانو سے مایوس ہوئی تو انہون نے غرہ شوال کو انور بیگ تھانہ دار کچھپور پر تاخت کی اُسنے اپنی زور بازو سے اُنپر فتح پائی مگر فتح کے بعد احتیاط نہ کی آشامیون نے پھر حملہ کرکے اسکو مار ڈالا۔ کچھپور آشامیون کے قبضہ مین آگیا اور انہون نے دریاے دھنگ کے اس طرف تر مہانی و کچھپور کے محاذات سے لیکر لکھوگر تک مورچالین بناکر لشکر شاہی کی رسد کا رستہ بند کردیا۔

برسات کا آنا اور فسادون کا اٹھنا۔

نواب نے یہ سُنکر سرانداز خان ازبک کو کیچور کا تھانہ دار مقرر کرکے فساد کے دور کرنے کے لئے بھیجا
وہ بہت جہد کرکے نالہ کی گل ولاے سے گذرا اور موضع نیک مین آیا یہان نالہ سے بغیر کشتی
کے گذرنا محال تھا۔ اسنے نواب کو حقیقت حال لکھی۔ نواب نے حکم دیا کہ محمد مراد نوارہ کے
ساتھ لکھوگر سے آیا ہے۔ تین جلبہ وسات کوسہ اور کھرگانو سے لیکر اپنے نوارہ کا ضمیمہ بنائے
اور اور خالی کشتیان بیوپاریون کی بھی لے لے۔ جب موضع نیک مین پہنچے تو وہ اور سرانداز خان
خشکی وتری سے باہم رفیق ہوکر طے مسافت کرین۔ سرانداز خان کو محمد مراد دریا پار اتارے
اور سرانداز خان محمد مراد کے نوارہ کا ممد ومعاون ہو۔ مگر یہ تدابیر نہ چلین سرانداز خان
پاس محمد مراد پہنچا اور دونو باتفاق روانہ ہوئے۔ نالہ جو اول سرانداز خان کی راہ
مین آیا وہان ان دونو مین مخالفت ہوئی۔ بہ ارشوال کو سرانداز خان واپس نیک کو چلا گیا
اور محمد مراد اور آگے بڑھا۔ جب اُس نے آشامیون کی کشتیون کا ہجوم پانی مین اور آشامیون
کو دریا کے کنارہ پر دیکھا تو وہ بہت جلد کنارہ پر اُترکر برجہانی کو راہی ہوا چند کشتیان
جنمین امیر خان کے افغان سوار تھے وہ دشمنون کی طرف دوڑے اور اپنی جلادت کی زور
بازو سے غنیم کے درمیان سے گذر کر دیول گانو مین پہنچے باقی تمام بادشاہی ولشکری بیوپاری
نوارے پر بار وساز مفت وآسان آشامیون کے چنگل مین آئے جتنے انکو بڑی جرأت اور
جسارت ہوئی اور بیوپاریون کی آمدورسد کے پہنچنے کی راہ مسدود ہوئی۔ آدھنگ کی
وسعت نے دریا پر عرصۂ جولان کو دہات تک تنگ کیا اور کوہ سلہانی کے سیلان نے میانہ خان
کے آدمیون کے گھوڑون کے ہاتھ پاؤن مین زنجیر ڈالی تو بعض آشامی آب دھنگ سے گذر کر
اور بعض کوہ سلہانی سے پائین مین آنکر بے تحاشا حواشی کھرگانو کو مراجعت کرنے لگے
اور شہر کی دست برد کے اندیشہ مین ہوئے میر مرتضیٰ نے پہلے سے زیادہ ہشیاری
اور بیداری مین کوشش کی باوجود معاونون کی قلت اور معاندون کی کثرت کے اس نے
ثبات اختیار کیا۔ دس بارہ ہزار آشامیون نے غازی خان تھانہ دار دیوتانی کو قتل
کیا۔ بیس ۲۰ سوار اور پچاس پیادے اسکے ساتھ کے مار ڈالے وہ لشکر کے احاطہ سے جسکو

سکونت و حفاظت کسیائن کے لئے بنایا تھا باہر آیا اور آشامیون سے لڑا یہ کسائین کے برادر زادہ نے دروازہ توڑنے کا قصد کیا۔ اسکو ابراہیم خان نے مار ڈالا۔ آشامی اپنے سردار کے مرتے ہی دامن کوہ مین بھاگ گئے اور آشامیون کے جمع کرنے کا انتظام کیا۔ اس حادثہ کے واقع ہونے سے حوالی کھرگانوو نواحی متہراپور اور حواشی تھانہ آدم خان مین جو رعایا آباد ہو کر اطاعت کرتی تھی وہ بھاگ گئی۔

آن دنون مین یہ افواہ اڑی کہ بھیم نراین نے آنکر کوچ بہار کو پھر لیا ہے۔ آخر کو یہ خبر سچ نکلی ؎ آواز خلق کو نقارۂ خدا سمجھو۔ اسکی تفصیل یہ ہے۔ پادشاہی متصدیان جہام مال نے آل کار سے غفلت کی اور ممالک محروسہ کے محال کے دستور پر رعیت سے جمعبندی اور مطالبہ اموال کیا اس طرح کی جمعبندی یہان کی رعایا کے خیال اور تصور مین بھی نہ تھی وہ متفرق ہو گئی اور راجہ کی خواہان ہوئی۔ ممالک محروسہ شاہی مین جو اخذ مال کے قوانین اور دستور تھے وہ یہان کی سرزمین کے زمینداروں کے معمول کے برخلاف عمل مین نہین آسکتے تھے۔ نواب کی مرضی کے خلاف رعایا کے ساتھ مقدمات مالی مین سختیان کیے جانے لگین ہوئین جسسے رعایا شورش مین آئی اور راجہ بھیم نراین پاس پہنچی اور اسکو پہاڑ سے نیچے آنے کی ترغیب دی۔ راجہ اس مقدمہ کو دولت غیر مترقبہ سمجھا اور پہاڑ سے نیچے آیا۔ اس دیار کے سب آدمیون نے کہا کہ تو راج کر ہم تیری لئے اپنی جان دینے کو موجود ہین۔ راجہ کی سراہ کتھل ماری مین محمد صالح منصبدار تھا اسپر تاخت کی اسکو اور اسکے ہمراہیون کو مار ڈالا اور اسفندیار خان حاکم کوچ بہار کی ہمراہ جو آدمی تھے انکی رسد بند کر دی اور راجہ نے خان مذکور کو پیغام دیا کہ تم ملک پادشاہی سلامت چلے جاؤ اور اپنے تئین ہلاک نہ کرو خان مین قوت مقاومت نہین تھی اور اقامت مین یہ سمجھا کہ چند ہزار جان ضائع جائینگی وہ گھوڑہ گھاٹ مین چلا گیا۔ متعاقب علی خان بھی گھوڑا گھاٹ مین آیا۔ استرداد ملک کی قدرت نہ تھی یہین ٹھیر گیا۔

القصہ جو حوالی کھرگانوو اور تھانہ غازی خان کا حال نواب سے عرض کیا گیا تو اسنے

کوچ بہار پر راجہ نراین کا پھر قبضہ کرنا

تو اُس نے ابوالحسن خالوی مرزا بیگ شجاعی کو جو نواب کا بڑا مشہور منتظم ملازم تھا اشامیون کی تنبیہ کے لئے مقرر کیا کہ حوالی تھانہ غازی خان کے گرد جو آشامیون کے مورچے بنا ئی ہین اور تھانہ کی تاخت کے تاک مین بیٹھے ہین انکو دفع کرے۔ اُسنے جاکر آشامیون کو مقتول و منہزم کیا اور اُنکے مورچالون کو ڈھاکر مٹا دیا۔ آغزون کی جماعت اور پچاس سوار کھرگانو کی حفاظت کے لئے اور مقرر ہوئے۔

جب نواب نے محمد مراد کی کم پائی اور آشامیون کی دراز دستی کی خبر سُنی تو اُس نے فرہاد خان کو اپنی اور اور امراکی اور تابینیون کی اور شاہی آراستہ فوجین دیکر مامور کیا کہ لکھوگر جاکر اور رسد کی کشتیون کو ہمراہ لیکر لشکر مین لے آئے اور آنے جانے مین اطراف سے آشامیون کی تنبیہ کرے اور سرانداز خان کو کجپور مین قائم رکھ کر تھانہ مین میر نوراللہ و محمد مقیم اور ایک اور جماعت کو کمک کی طور پر چھوڑ دے۔ سر راہ تھانہ جات کا بندوبست اس طرح کری کہ پھر آنے جانے والون کے دامن مین آشامیون کا خار نہ لگے۔ ابوالحسن جو دیوتالی کی طرف آشامیون کی تنبیہ کرکے نواب پاس آتا تھا حکم ہوا کہ وہ اپنی ہمراہی آدمیون کے ساتھ فرہاد خان کا تابع اور رفیق ہو۔ خان مذکور ۱۲ شہر شوال کی شام کو کھرگانو مین آیا۔ اور اُسی رات آب دیکھو سے عبور کیا۔ فرہاد خان سے مل گیا۔ دونو ملکر موضع نیک مین آئے جو تر مہانی اور کجپور کے درمیان تھا۔ یہان صحرا مین ندی دھنک و ما سے بھی زیادہ پانی متموج تھا۔ نہایت حیران ہوئے اور ہر چند راہ کی جستجو مین دست و پا زنی کی۔ مگر مقصد نہ حاصل ہوا۔ آسمان سے پانی برستا تھا۔ زمین سے پانی جوش کرتا تھا۔ لشکرگاہ کو سیلاب نے گھیر لیا۔ روے آب پر جیسے حباب کی طرح معلوم ہوتی تھے اور سوار تمام شب پشت اسپ بیٹھا اور پیادے اپنی ایڑیون کے بل پر کھڑے رہنے ناچار سرانداز خان کو جو موضع مذکور مین محصور تھا خان اپنی ہمراہ لیکر آلتا چلا سب جگہ پانی کمر تک تھا۔ تر مہانی کے قریب ایک موضع مین آیا۔ یہان آشامیون نے انہار عمیقہ کھود کر دریاے دھنک سے انکو ملا دیا اور اُنکے کنارون پر مورچلون کو ترتیب دیا۔

لکھوگر کی جانب فرہاد خان کا جانا اور قضایا بالکھنکا نمودار ہونا اور اسکا واپس آنا۔

اور فرہاد خان کی مراجعت کی راہ کو مسدود کیا اور آشامیون کے نامی بھوکنون نے
کشتیون مین بیٹھ کر افواج کی اطراف کا احاطہ کیا۔ اور توپ اندازی شروع کی
فرہاد خان ایک ٹیلے پر کہ محاطۂ آتش تھا چڑھ گیا۔ نواب نے یہ خبر سُنکر محمد مومن بیگ
یگہ ناز کو فوج عظیم کے ساتھ بھیجا کہ فرہاد خان کی راہ مین نالون کے کنارون پر جو
مورچال آشامیون نے بنائے ہین انکو پراگندہ کرے۔ مومن بیگ تہانی مین آیا۔
پانی کی طغیانی ہوتی جاتی تھی وہ مقصد کی طرف توجہ نہین کر سکا۔ دلیر خان نے
ہاتھیون کو لے جانا چاہا۔ مگر دشمن کے غلبۂ خوف سے یہ تدبیر بھی نہ چل سکی آشامیون نے
مورچلون اور کشتیون سے توپ اندازی برابر جاری رکھی اور کشتیون سے اُتر کر
اُن پر کئے حملہ کئے۔ فرہاد خان نے ان حملون کو ہٹایا۔ ایک دفعہ آشامی بہت
کشتیون سے اُتر کر اُن پر حملہ آور ہوئے تو راجہ سجان سنگھ کے راجپوت ان کے
مقابل ہوئے۔ خان کے اشارہ سے وہ پیچھے ہٹے آشامی دھوکہ مین آنکر انکے پیچھے
آئے اور کشتیون سے دور ہوئے۔ فرہاد خان نے انکو مار دھاڑ کر چند کشتیان
انکی چھین لین۔ اب یہان آذوقہ کی ایسی کمی ہوئی کہ گائے کے گوشت کھانے
کی بجھ گھوڑے کے گوشت کھانے پر نوبت آئی۔ تو فرہاد خان نے مفتوح
کشتیون پر اور ٹاپون پر جو کیلے کے درختون اور نے سے بنائے تھے سوار ہو کر
آشامیون پر حملہ کرنے کا ارادہ کیا۔ آشامی دشمنون کو عاجز جان کر غافل ہوئے
رات کو خوش و خرم سوئے فرہاد خان نے الہ کشتیون پر جو اُس نے آشامیون
سے چھینی تھین لشکر کو سوار کر کے نالون سے پار اتارا۔ فرہاد خان جب محمد مقیم کے
تھانہ مین آیا تو اُسنے سُنا کہ اس نواحی کے آدمی چند روز غائب ہی رہے ہین تو
خستہ و مجروح ہین یہ حالت انکی شرکت جنگ پر دلالت کرتی ہے کہ وہ فرہاد خان
کے لشکر سے لڑے ہین۔ محمد مومن بیگ کو بھیجا کہ مردون کو قتل کرے عورتون اور
بچون کو قید کر لے اور اموال کو لوٹ لے ۲ دوم ماہ ذیقعدہ کو فرہاد خان۔

نواب کی خدمت مین آیا۔ تھانہ محمد مقیم کی تاخت و تاراج نواب کو پسند نہ آئی اُس نے سب عورتون اور بچون کو چھوڑ دیا کہ وہ اپنے گھر جائین۔

فرہاد خان کی مراجعت کے بعد آشامی بڑے دلیر ہوگئے اور پانی کی طغیانی ایسی ہوئی کہ کسی تھانہ مین مدد ورسد نہ تھا کہ وہان سے آدمی باہر نکل سکے یا کمک پہنچ سکے اسلئے نواب نے حکم دیا کہ ابھے پور سے آدم خان آنکر لشکر سے ملے اور تھانون کے آدمی گھر گانو مین چلے جائین اور سرانداز خان و میانہ خان نالہ دیکھو کے اس طرف وہان کے رہنے والون کی محافظت مین قیام کرین۔ جلال خان و غازی خان و محمد مقیم جو نالہ کے اسطرف ہین وہ میر مرتضیٰ پاس چلے جائین۔ جب آدم خان تھانہ ابھے پور سے اس طرف کا عازم ہوا تو اس نواحی کے مسلمان جو ہوا خواہی ظاہر کرکے آباد ہوئے تھے بھاگ گئے اور کشتیون کو لیگئے اسلئے نالون کے اترنے مین آدم خان کو بہت تکلیف اُٹھانی پڑی۔ سرانداز خان و میانہ خان نے ایک سرزمین مین جسکے تین طرف نالہ دیکھو تھا اقامت کی اور جس سمت مین پانی تھا وہان ایک مستحکم دیوار بنائی اور اسپر توپین اور زنبورکین چُن دین۔ رعایا دیوار سے خارج ہوئی۔ ایک رات آشامی غلبہ کرکے نالہ کی اس طرف کی رعایا کو طوعاً و کرہاً لے گئے۔ حوالی گھر گانو و متہرا پور کی کل رعایا آباد شدہ فراری ہوئی۔ اور راجہ اور بھوکنون پاس چلی گئی بعض مسلمان اور کچھ ہنود باقی رہے جو راجہ سے ڈرتے تھے اور ہندوستان کے دیکھنے کا شوق رکھتے تھے۔ ایام ملک آشام سوار گھر گانو و متہرا پور کے آشامیون کے تصرف مین تھا اور ان دونون مقامون مین بھی آمد رفت بادشاہی آدمیون کی بغیر سپاہ کے ساتھ لئے نہین ہوتی تھی۔ یہ باتین تعجبات سے تھین اب من بارہ ہزار لشکر پیادہ و سوار اور اردو بازار بے شمار چھ مہینے تک بغرض غلبہ خصم اور استیلاء غنیم انہار کے اندر نقطۂ کی مانند گھر جاے کہ پرکار کی طرح لشکر گاہ کے دائرہ سے باہر قدم نہ رکھ سکے اور کوئی کمک اسکو نہ پہنچ سکے اور غلہ اور مایحتاج کی کوئی چیز اُس تک نہ آسکے۔ آشامیون نے انقطاع اخبار اور انسداد راہ مین کوشش کی۔ کہ

آشامیون کا سد و رسد روکنا اور ابھے پور کے آدمیون کا انکو ہٹا کر اطمینان اور آباد ہونا

اہل ہند کو اس لشکر کی بے خبری کے سوا کچھ خبر نہ پہنچتی تھی۔ وہ جانتے تھے کہ کوئی انمین زندہ نہین ہے۔ اُنہون نے مراسم تعزیت بھی ادا کین اور وارثون نے متروکات کو بھی آپس مین تقسیم کرلیا۔

راجہ اشام کا بیجدلی بھوکن (سپہ سالار) تھا وہ برہمن تھا اور انبارداری سے بھوکنی اور سرداری پر پہنچا تھا اسکو راجہ نے سپہ سالار و مدار علیہ مقرر کرکے لشکر شاہی کے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے بلکہ اسیر و دستگیر کرنے کے لئے مقرر کیا اور سارے ملک مین احکام جاری کردیئے کہ سردار و رعایا اسکی اطاعت کرین۔ یہ سپہ سالار نہر دلئی کے کنارہ پر آیا اور ایک انبوہ جمع کرکے حشر برپا کیا اور مورچال بنائے دو تین روز مین ایک دیوار عریض و مرتفع کنگرہ دار نہایت مستحکم لمبی یا مذکور پر تین کروہ لمبی بنائی۔ دیوار کا ایک سرا پہاڑ سے ملتا تھا اور دوسرا سرا وہان منتہی ہوتا تھا کہ نہر مذکور آب دھنگ سے ملتی تھی اور نہر مذکور کے ساحل کو ایسا تراشا کہ اسپر پیادہ نہین چڑھ سکتا تھا سوار تو کیا چڑھتا۔ شامیون نے کئی دفعہ راتون کو دلیر خان کے لشکر پر شب خون مارا آخر دفعہ مین دلیر خان نے اونکو ایسا کشتہ و شکستہ کیا کہ پھر اُنہون نے شب خون مارنے کا نام نہ لیا۔ نواب کو معلوم ہوا کہ زمیندار چانک جو راجہ کا خطاب رکھتا ہے وہ کھرگانو کی مزاحمت کا قصد رکھتا ہے اور مورچال جمائے بیٹھا ہے۔ راجہ سجان سنگہ کو اسکے استیصال کا حکم دیا۔ اُسنے محاربۂ عظیم کے بعد اسکو شکست دی اور واپس آیا۔ کوئی روز و شب لشکر مین بے درد سر نہ ہوا ہر شب شمشیر کے نہ گذرتا تھا۔ خانہ زین مین پاؤن رہتا تھا گھوڑون کی پیٹھ پر ہمیشہ زین دھرا رہتا تھا۔ آخر الامر یہ نوبت آئی کہ آقا کو نوکر سے نوکری کی توقع نہ رہی اور چاکر کو طمع مجرے کی آقا سے نہ رہی۔ سب ہول جان سے تھوڑے غوغا پر چونک پڑتے تھے۔ ہلاکت کے خوف سے تیغ دو دستی مارتے تھے۔

بیا تا ہمہ تن بکشتن دہیم ✣ مبادا کہ فرصت بدشمن دہیم

سب کو یقین تھا کہ اس قفل کی کنجی سوائے تلوار کے نہین ہے اور اس عقدہ کی گرہ کشائی سوائے تیر و سنان کے نہین بیجدلی بھوکن نے شب خون مارنے مین اور ابواب رسد کے بند کرنے مین حواشی اردو کی مزاحمت کرنے مین کوئی بات نہین اٹھا رکھی تو اس نے جانا کہ درفش پر خشت لگانے سے اور آہن سرد کے کوٹنے سے کوئی نفع سوائے جراحت کے اور کوئی حاصل سوائے ندامت کے نہین ہے اس لئے اپنے فرمان فرما کی اجازت سے یا اپنی عقل دور اندیش سے صلح کی تحریک کی اور اپنا وکیل اپنے عریضہ کے ساتھ بھیجا جسمین مصالحہ کی درخواست تھی۔ نواب نے بھورمل متصدار کو بیجدلی بھوکن پاس بھیجا اور سمجھا دیا کہ کوئی ایسی بات نہ کرے جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہو اور شرائط صلح یہ بتائین کہ وہ بیان کرے۔ اول پانچسو ہاتھی دندان دار بھیجے۔ دوم پانچ لاکھ تولہ سونا و نقرہ پیش کش کرے۔ سوم حرم پادشاہی کے پرستاری کے واسطے اپنی بیٹی دے۔ ہر سال پچاس ہاتھی اول دندان دار بر سبیل باج دیا کرے چہارم جو ممالک لشکر شاہی کے پے سپر ہوے۔ وہ ممالک محروسہ مین داخل ہون۔ اور نامروپ اور اسکے اطراف مین کوہستان راجہ سے متعلق ہون۔ آخر شرط پر یہ شعر صادق آتا ہے۔

شعر

از پیش صفہ تا بہ لب بام از آن من ✣ واز پشت بام تا بہ ثریا از آن تو۔

بھوکن کے پاس بھورمل گیا۔ آدھی رات کو خلوت مین بلایا گیا۔ بھوکن نے کہا کہ اگر راجہ ان شرائط صلح کو نہ مانے گا تو مین راجہ سے مفارقت کرکے نواب کی خدمت مین حاضر ہونگا۔ دو تین دن بعد بھورمل کو اسنے رخصت کیا۔ وبا کے سبب سے لشکر کھرگانو مین آگیا جس سے لشکر کا ضعف معلوم ہوا نہ مصالحہ ہوئی نہ بیجدلی بھوکن آیا۔

پہلے بیان ہو چکا ہے کہ بیجدلی بھوکن نے دریاے دلئی پر مورچال بنا کر لشکر شاہی

لشکر کا کھرگانو مین جانا کہ وضعے مین آوے۔

پر کئی شب خون مارے اور ناکام رہا۔ اب اس نے کھرگانو کی طرف اپنی ساری توجہ کی یہان اموال اور گھوڑے ہاتھی پادشاہی اور تمام آلات توپ خانہ اور چند لشکری اور بیوپاریون کی کشتیان اور کچھ ذخیرے و مایحتاج معیشت رہ گیا تھا۔ ہر رات کو اشامیون کی ایک جمع کثیر اطراف شہر مین اور راجہ کے گھر کے احاطہ کے گرد پھرتی تھی اور اس راجہ کے احاطہ کے باہر حوالی شہر مین بھوکنون کے مکانات تھے انکو جلاتی تھی۔ گویا اپنے ہاتھون سے اپنے گھرون کو خراب کرتی تھی میر مرتضیٰ محافظت مین بدرجۂ کمال کوشش کرتا تھا۔ ۷ ذیقعدہ کو فرہاد خان و سید سالار خان و قراول خان بھی کھرگانو کی حراست کے لئے آگئے۔ اشامیون نے کھرگانو کے غربی دروازہ پر ایک باغ مین مورچے بنائے۔ فرہاد خان نے انکو یہان سے نکال دیا۔ ایک دن اشامی جانب غربی کھرگانو مین چند آدمیون کو مار گئے اور کچھ آدمیون کو پکڑ لے گئے۔ پادشاہی آدمیون نے بانس کا ایک حصار بنایا اور اسکی حفاظت مین کوشش کی۔ غزہ ذی حجہ کو سید سالار خان اور عبدالرسول کی باری بانس کے حصار کی حفاظت کی تھی ان دونو سردارون سے اشامیون کی ایک جماعت کثیر مقابلہ و مقاتلہ کے لئے آئی۔ دو دفعہ اشامیون کے حملہ کو پادشاہی آدمیون نے دفع کیا لیکن تیسرے حملہ مین اشامی بانس کے حصار کو توڑ کر اور جلا کر کھرگانو کے آدھے قلعہ پر قابض ہو گئے۔ میر مرتضیٰ و میر سید محمد اس بات پر مطلع ہو کر نقارہ اور کرنا بجاتے ہوئے گئے مگر تاریکی شب کے سبب نہین معلوم ہوتا تھا کہ غنیم کہان ہے اور کس طرف تاخت کر کے مدافعت کرنی چاہیئے۔ اس اثنا مین اشامیون نے راجہ کے ایک چھپر مین آگ لگائی کہ جسکی روشنی سے رات کا دن ہو گیا۔ پادشاہی سردارون نے گھوڑے آدمیون سے اپر حملہ کر کے باہر نکال دیا اور نصف قلعہ جو اشامیون کے تصرف مین آگیا تھا اسکو پھر چھین لیا۔ میر مرتضیٰ نے بجاے بانس کے حصار کے مٹی کا حصار بنانا شروع کیا اور اسپر توپ و رانجکی و زنبورک چن دین اور اسکے آگے درختون کو کاٹ کر مسطح میدان بنا دیا۔ ایک ہفتہ مین قلعہ کے دور مین جو ایک کروہ کے قریب تھا ایک عریض و مرتفع دیوار

کنگرہ دار تیار ہوگئی۔ پہلی لڑائی مین فرہاد خان کے ہاتھ مین تیر اور زخم لگے تھے۔ اسپر ورم بہت ہوگیا۔ آشامی اس حال پر مطلع ہوکر ہر شام آخر رات کو قلعہ پر حملہ کرتے اور کچھ رات رہی نہر دلی کے کنارہ پر چلے جاتے فرہاد خان دست شکستہ و بال گردن بنا گھوڑے پر رات کو سوار ہوتا اور صبح تک اترتا اور اندر اور باہر کی خبرداری رکھتا سب داروں نے مہتابیان بنا کے اپنے پاس رکھ لین تھین کہ پہلی رات کو دشمن جو لڑنے آئین آنکھ روشن کرکے لڑین۔ آشامیون نے کھرگانو کے قریب انبارون کو جلایا اور انبار ہائے بعید سے شالی کالے جانا شروع کیا میر مرتضی نے کشتی اور خشکی کی باربرداری کا انتظام کرکے بعض انبارون سے شالی کو لیجاکر قلعہ مین داخل کیا۔ اور فرہاد خان و محمد سعید سعی کرکے کھرگانو کے قریب کے انبارون مین سے شالی نکال کر قلعہ کے اندر لے گئے۔

اب کھرگانو کے اسطرف آشامیون نے ایسی جگہ پر کہ گھوڑے کا جانا دشوار تھا مورچال بنائے اور بڑے شب خون مارے۔ پانچوین دن حجہ کو جاسوسون نے خبر دی کہ آشامیون کے نامی بھوکتون اور سرداروں نے یہ قرار دیا ہے کہ آجکی رات کو قلعہ و شہر کھرگانو کو بادشاہی آدمیون سے چھین لیجے۔ چار فوجین انہون نے ترتیب دی ہین ایک فوج سید سالار خان کا دوسری فوج غلدار سول خان کا تیسری فوج دیوار شرقی حصار کے محافظون کا مقابلہ کریگی۔ اور سب سے بڑی چوتھی فوج میر مرتضی سے محاربہ کریگی پانچ پہر گھڑی رو رہا تھا کہ قراول خبر لائے کہ آشامیون کا ایک گروہ نہر دلی و نالہ اندکا سے گذرا ہے فرہاد خان باوجودیکہ اسکے ہاتھ مین بہت درد تھا انکے مدافعہ و مقاتلہ کے لئے سوار ہوا اور باہر آیا۔ سید سالار خان و جلال خان دریابادی نے اسکو جانے سے منع کیا اور خود لڑنے کی اجازت حاصل کی اور باہر آکر آشامیون کو مار کر بھگایا۔ بعض تیر کر بعض ٹاپہ مین بیٹھ کر نالہ وندکا سے باہر گئے اور وہان ایستادہ ہوے۔ رات ہوگئی۔ افواج شاہی متردد ہوئی نہر یا سے عبور کرنے کی قدرت تھی اور نہ فارغ البالی سے مراجعت کی طاقت تھی کیونکہ یقین تھا کہ جب پیادہ پیچھے

موڑے گی دشمن پیچھے پڑینگے۔ فرہاد خان نے یہ حال سنکر پیغام بھیجا کہ پیش روی مین تم نے خطا کی ہے اب پس روی مین شیوہ سپاہیانہ سے اسکی تلافی کرو اور قلعہ مین آجاؤ۔ سید مذکور نے ایسی دانائی سے کہ فرار نہ معلوم ہو پانچ چھ گھڑی تک لشکر کو شہر مین لے آیا اور جہاں جہاں پناہ حفاظت کرتی تھی وہان چلی گئی۔ آشامیون کو جب سپاہ کی مراجعت کی خبر ہوئی تو وہ نالہ سے گذر کر شہر کے باہر کی اور طراف قلعہ کی سپاہ پر پل پڑے۔ فرہاد خان نے وسط قلعہ مین کھڑے ہو کر افواج امداد کے لئے اطراف مین بھیجین میر سید محمد اپنے آدمیون کے ساتھ میر مرتضیٰ پاس گیا آدھی رات پر پانچ گھڑی بجے تک بازار دار و گیر جانبین سے ایسا گرم ہوا کہ ہرگز ملک آشام مین ایسا محاربہ نہین ہوا۔ سید سالار خان عین تاریکی مین چلا آیا تھا اسنے چند تحقیر چلائے تو انکی روشنی مین دیکھا کہ آشامی بھاگے جاتے ہین تو انکے پیچھے تاخت کی جانب شرقی قلعہ سے راجہ امر سنگ کے آدمی بھی پہنچے۔ اسنے بھی ایک بڑا چھپر جلایا اسکی روشنی مین قراول خان اور اور آغزون نے اس طرف قلعہ کے کہ آشامی حملہ کر رہے تھے جنگ کی اور انکو شکست دی۔ یہ دونو ہزیمت خوردہ فوجین اس طائفہ کے ساتھ متفق ہوئین کہ حصار کی دیوار شمالی پر چڑھنے کا قصد کرتا تھا اور اس دیوار پر یورش عظیم کی میر مرتضیٰ نے سب جگہ مہتا بیان روشن کر کے آشامیون کے حملون کو ہر جا دفع کیا۔ آشامیون نے مایوس ہو کے عبدالرسول پر حملہ کیا جسپلش عظیم ہوئی لشکر شاہی عاجز ہوا کچھ اکھڑا پھرا۔ مراد خان دریا بادی فرہاد خان کے اشارہ سے عبدالرسول کی کمک کو گیا۔ آخر کو آشامیون کو شکست دی۔ آشامی یہان سے شکست پاکر اس برج پر پہنچے۔ جو حصار کے شمال و مغرب کے بیچ مین تھا اور اسکی دیوار بقدر آدم اٹھی تھی اور کنگرہ نہین بنے تھے اتفاق کر کے حملہ کیا۔ خندق کو پھلانگ کر برج مذکور پر پہنچے۔ فرہاد خان کو ایک شخص نے خبر دی کہ آشامی اس برج پر متصرف ہوئے وہ بے تامل اس برج کی طرف متوجہ ہوا۔ یہان میر سید محمد آیا غرض آشامیون کو

بھگا دیا۔ تاریخ آشام کا مصنف شہاب الدین طالش نواب پاس متھرا پور گیا اور سارا حال
بیان کیا۔ وہان سے امراء کے نام سفارش نامے لایا۔ جسنے اپنے کام مین وہ اور
زیادہ سرگرم ہوے۔ آشامیون نے آب دلئی سے گذر کر نالہ کا کو جان پر مورچے
بنائے جو نہر دلئی اور نالہ دندکا کے درمیان یہ نالہ تھا۔ دروازۂ سنگی کی جانب
غربی مین ایک گروہ انبوہ آیا اور اپنے نزدیک کھرگانوکے آدمیون کا تنگ
محاصرہ کیا۔ ۸ رماہ ذی حجہ کو اشامی تین فوجون مین تقسیم ہوکر آدھی رات کو
سید سالار خان و عبدالرسول اور میر مرتضیٰ کے مقابل آئے۔ اس اثنا مین کالی گھٹا مین
تھین اور موسلا دھار مینہہ برسنا شروع ہوا۔ گھوڑے زانو تک پانی مین ڈوب گئے۔
اہل اسلام کو خوف ہوا۔ نہ گھوڑون کے دوڑانے کی مجال تھی اور نہ ہتیارون کے
استعمال کا یارا تھا۔ دونو لشکر خالی کھڑے رہے۔ پانچ چھہ گھڑی رات باقی تھی کہ
آشامیون نے مفاوضت کی۔ فرہاد خان کے ہاتھ مین درد زیادہ ہو گیا تھا اس
سبب سے آشامی زیادہ خیر گی کرتے تھے۔ خان مذکور نے کمک کی درخواست کی
عید قربان کی شب پہر کو خبر آئی کہ آشامیون نے نالہ دندکا سے عبور کر کے سواد
شہر مین مورچے باندھے ہین فرہاد خان و جلال خان اور کل دریا بادی و غازیخان
و قراول خان اور آخر انکی مدافعت کے لئے مامور ہوئے انہون نے جاکر آشامیون
کو بھگا دیا۔ چند آدمی انمین سے مارے گئے اور آلات مورچل ساری چھوڑ گئے۔
بانسون سے موچہ بنانا شروع کیا تھا۔ انمین آگ لگا دی۔ ۱۱ رکو رشید خان کھرگانوکی
حفاظت کے لئے مقرر ہوا اسنے سنا کہ آشامیون کے جس مورچہ کو کل جلایا تھا
پھر آنکر اسکو بنانا شروع کیا۔ آشامیون نے پھر اسکو چھوڑ دیا اور رشید خان نے
انکا تعاقب آب دندکا تک کیا۔ آشامیون کے موچہ کے بانس ایسے مضبوط کر گڑے تھے
کہ ہاتھیون سے نہ اکھڑے آخر آدمیون نے انکو اکھیڑا اور جلایا۔ سرانداز خان پاس
خبر آئی کہ آشامیون نے جانب غربی مین مورچال بنائے ہین اور شب خون مارنے کا

مارنے کا ارادہ رکھتے ہین - خان نے انکے مورچل پر حملہ کیا - اور بہت آشامیون کو
مقتول اور اسیر کیا اور انکے مورچل کو ویران کیا اور فتح عظیم پائی سو آدمیون سے
زیادہ اسیر ہوئے جنمین بعض سردار بھی تھے - رشید خان کے سامان جنگ کو دیکھکر آشامیون
کو پھر شب خون مارنے کی جرأت نہ ہوئی - ۱۶ ماہ مذکور کو رشید خان نے سنا کہ نالہ وند کا بعض
جا پایاب ہے - آدمی کے سینہ و گلو سے پانی اوپر نہین چڑھتا - میر مرتضی وزیر راجہ امیر سنگھ کو
قلعہ کی حفاظت سپرد کی اور خود کاکو جان کے مورچال نشینون کی تنبیہ کیلئے روانہ ہوا
جب نالہ وند کاکے سر پر آیا تو افواج پایاب کی مقید نہ ہوئی - ہر جگہ گھوڑا ڈالکر بسلامت
پار گئی - آشامیون نے اس لشکر پر تیر و تفنگ چلائے - مگر آب وند کا کے عبور کرنے سے لشکر
شاہی کا خوف وہ اُن پر چھایا - کہ جب اُنھنے اُنپر حملہ کیا تو وہ بھاگ گئے - لشکر شاہی
مورچل مین داخل ہوا - غازی خان تعاقب کرتا ہوا پسر بجیدلی بھوکن تک پہنچا - آشامیون نے اپنی
سردار کو دست بدست و دوش بدوش نہر دلئی کے کنارہ پر پہنچایا اور یہان سے کشتی
مین سوار کرکے باہر لے گئے - لشکر شاہی نے اس کشادہ صحرا مین آشامیون کو مارا وہ بھاگ کر نہر دلئی
کے کنارہ پر چلے گئے - ایک سو ستر آشامی پکڑے گئے - ایک پنج سردار تھا - رشید خان نے اُس
سردار کے پانو مین بیڑیان ڈالین اور باقی سب کو مار ڈالا - نواب پاس بھی یہ قیدی بھیجے گئے تھے
مگر اُس نے رشید خان پاس واپس بھیجدیا تھا کہ جو چاہے اُنکا حال کرے -

جب یہ مین مسدود ہوئین اور آشامیون کی شورش کی خبر شہرہ ہوئی اور لشکر کی خبرون
کا آنا منقطع ہوا اور انور بیگ خانہ دار کجیہ پر کے قتل کے واقعہ کا اشتہار ہوا - تو ابن حسین نے ایک نواہ
مردم جنگی اور آلات جنگی سے پر کرکے علی بیگ کی ہمراہ روانہ کیا - کہ کجیہ مین جاکر قلعہ کو جو آشامیون
نے موضع مذکور مین بنایا ہے مفتوح کرے - علی بیگ کجیہ مین پہنچا اور حوالی قلعہ مین منزل کی -
آشامیون نے ایک جمعیت عظیم کے ساتھ نوارہ پر حملہ کیا - نوارہ شاہی بہادر پر تھا وہ بے اختیار
ہوا - اور جو دیول گانو اور کجیہ کے درمیان مین آگیا - منور خان کچھ نوارہ لے کر اسکی
کمک کو آگیا - دونون نے ملکر آشامیون پر حملہ کیا اور انکو شکست دی اور چند کشتیان جھین لین

کجیہ اور نوارہ کا حال اور رضا بیگ کا اس محال مین بھیجا جانا -

علی بیگ اور منور خان دونو ابن حسین پاس آگئے لشکر کے احوال نہ معلوم ہونے سے لکھو گڑھ
سردارون کو بڑا تردد تھا لکھو گڑھ سے رسد آتی تھی اور اسقدر شالی جمع تھی کہ تین سال
کو کفایت کرتی تھی۔ نواب ہمیشہ اس غوارہ کے حال دریافت کرنے کے لئے بیتاب رہتا تھا
اسلئے دو آشامی ابن حسین پاس بھیجے وہ غریب یہان پہنچے۔ نواب نے ابن حسین کو لکھا کہ
اگر احتیاج و صلاح کا اقتضا ہو تو سید نصیر الدین خان کو کلیا بر سے اور سید مرزا کو
جمدھرہ سے و یادگار خان کو دیول گانون سے لکھو گڑھ بلالو اور بہیئت اجتماعی
نوارہ کی محافظت مین ساعی ہو ابن حسین نے اس پروانہ کے جواب مین عرضداشت
لکھی کہ جمدھرا و کلیا بر سے پٹھانون کے اٹھنے سے رسد کا انقطاع ہوگا میری پاس
اتنے آدمی ہین کہ وہ نوارہ کی محافظت کے لئے کافی ہین اور دیول گانو مین یادگار خان
کے رہنے سے کچھ فائدہ نہین اسکو لکھو گڑھ مین بلالون گا۔ آپ نوارہ کی طرف سے
طرح مطمئن رہین قاصدون کے ہاتھ اس عرضداشت کو بھیجدیا قاصد جس طرح گئے تھے
اسی طرح نواب پاس آخر ذی قعدہ مین آئے ابن حسین نے ایک نہایت مضبوط
بنایا۔ توپ زنبورک اطراف پر لگائین۔ آشامیون کے شب خون سے خاطر جمع کی اور نواب کے
حکم کے موافق یادگار خان پاس چند کشتیان بھیجکر اسکو دیول گانون سے اپنے پاس
بلایا۔ نواحی دیول گانو کی رعایا کو جب اسکی خبر ہوئی تو وہ شب کو فرار ہوگئی۔ اور
آشامیون کو اس سے مطلع کیا۔ دوسرے دن خان بہت جلد روانہ ہوا اسکے اہل اردو
بعض قید ہوئے کچھ گھوڑے لئے۔ آشامیون نے ان قیدیون کو تیر دوز کرکے ٹاپون
مین باندھ کر پانی مین چھوڑ دیا کہ وہ لکھو گڑھ مین پہنچکر وہان کے بے دل آدمیون مین خوف
پیدا کرین۔ ملاحون کی اور تمام اہل بنگالہ کی خوراک چاول ہین وہ کم ہوگئے تھے۔
لکھو گڑھ کے اطراف غربی مین دامن کوہ مین اور اسکے جنوبی گانو کے سر راہ اور شمال مین
کلیا بر کی جانب قلعے آشامیون نے بنائے اور مورچال لگائے تھے کسی طرف سے رسد کے آنے کا
رستہ نہ رکھا تھا۔ کئی مرتبہ ابن حسین خود جاکر اور آشامیون کے سردارون کو مار کر بہت سی شالی

لکھوگڑھ مین لایا تھا اور بہت سے آشامیون کو قید کیا تھا اور تین دفعہ گواہٹی سے بیوپاریون کی کشتیون مین شالی کو لایا تھا لکھوگڑھ اور کلیابر کے درمیان ایک قلعہ سولہ گڑھا آخر ماہ ذی حجہ مین وہان کی رعایا بہ تنگ آن کر اپنے سردارون کو مقید کر کے ابن حسین پاس لائی اور اطاعت کی ابن حسین نے سردارون کو مقید کیا۔ رعایا کو مسرور کر کے یہ تجویز کی کہ وہی سولہ گڑھ مین بطریق تھانہ دارون کے تری چشکی کے آنے جانے والون سے خبردار رہین اور آشامیون کو اندر پہنچاتے رہین۔ ان آدمیون نے اس کام کو ایسی اچھی طرح کیا کہ کلیابر اور گواہٹی کی راہین لکھوگڑھ تک کھل گئین اور بیوپاریون کو آمد و شد مین کوئی دغدغہ اور وسوسہ نہ رہا۔ محرم ۱۱۰۰ھ مین خان کا انتقال ہوا ابن حسین نے اسکے نوکرون کو بحال رکھا اور ایک ہمہ تنخواہ پیشکی بھجوادی۔ اور شبیر حسین اپنے داماد کو لکھا کہ وہ تھانہ کی خبرداری کرے۔ تھوڑے دنون بعد سید مرزا تھانہ دار جمدھرہ بھی مر گیا ابن حسین نے کشن سنگھ منصبدار کو لکھا کہ تھانہ کا انتظام رکھے۔ غرض ابن حسین نے سب طرح سے انتظام کیا۔ آشامیون کو کھرگاؤن کی فتح سے مایوسی ہوئی تو وہ نواحی مدافعت اور مزاحمت کے درپے ہوئے اور مکرر محاربات عظیمہ و مقاتلات شدیدہ وقوع مین آئے۔ سب لڑائیون مین اہل اسلام کو فتح رہی۔ آشامیون کو شکست ہوئی دامن کوہ مین ابن حسین خود چند دفعہ گیا اور دو تین دفعہ فوج کو بھیجا اور یہان کے متوطنین کو قتل کیا تو یہان کے باشندون کو اس حالت سے نہایت ملالت ہوئی۔ ناچار انہون نے لڑی اور برکسائین راجہ کے دو بڑے سردارون کو جو حوالی لکھوگڑھ مین فساد مچاتے تھے پکڑ کر مع زن و فرزند ابن حسین پاس بھیجدیا۔ ابن حسین کو اس طرف سے بھی اطمینان ہوا۔ پھر اسنے مکرر آشامیون سے جنھون نے لکھوگڑھ کے قریب گاؤن کی جانب مورچا بنائے تھے تاخت کی اور انکو ہزیمت دی۔ اور دیول گاؤن پر قبضہ کرنے کے لئے پھر یادگار خان کو بھیجا۔ اور نواحیان سب فتوحات کی اطلاع کردی۔ ماہ صفر مین نواحی گاؤن مین تشریف فرما ہوا ابن حسین کی عرضداشت سے مسرور ہوا۔

موضع تھراپور مرتفع ہونے کے سبب سے برسات کے موسم مین لشکر کی اقامت کی

لکھوگڑھ کے نواحی مین ابن حسین کی مراجعت کرنی اور نواب کا فتح کی خبر سنکر بہت خوش ہونا

صلاحیت اور قابلیت رکھتا تھا۔ مگر اسکے اطراف کے پہاڑون کی ہوا اور دامن کوہ کا پانی امراض خیز تھا۔ اہل آشام اسکو جٹر یہ یت یعنی کوہ تپ کہتے تھے جسنے وہان کی ہوا کھائی اور پانی پیا وہ تپ لرزہ اور عارضہ شکم مین مبتلا ہوا۔ اور ملک و وجود سے خارج ہوا۔ مرنے کا حال یہ ہو گیا کہ گورکن کو جانکنی کے سبب سے گور کنی کی فرصت نہ تھی۔ مردہ شو جو اور ان کے نہلانے کے لئے جاتا وہ اپنی جان سے ہاتھ دھوتا۔ اس سرزمین مین اس قدر زمین رہی کہ مردہ کو زندہ دفن کرتے۔ اتنا کپڑا نہ تھا کہ موتے کو کفن پہناتے۔ متمولون کو انہین کے لباس مین لپیٹ کر آب و گل مین پوشیدہ کرتے اور مسکینون کی اجاد کو وحوش و طیور کا طعمہ بناتے۔ دلیر خان کے ساتھ پندرہ سو سوار تھے۔ جنمین برسات کے بعد نامروپ کی جانب جاتے وقت چار یا پنچ سے زیادہ نہ رہے۔ یہی قیاس اکثر امراء کے تابعیون پر کرنا چاہیئے۔ کافر و مسلمان شامی جو گھر گانون مین رہتے تھے انمین سے اکثر مر گئے۔ بھورل بھوکن کی زبانی سنکر ایک شخص سے نقل کرتا تھا کہ دو لاکھ تین ہزار آشامی پہاڑون پر مرے پڑے ہین اس سبب سے کل مملکت آشام مین وبا عام پھیل رہی ہے۔ وبا کا حال یہ تھا۔ اب غلہ کا حال سنو کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے ....

کہ ۱۷۰۷ء۔ انبار شاہی ضبط ہوئے تھے جنمین سے پانی کی طغیانی اور شامیون کی خیرگی کے سبب فقط سولہ انبار تصرف مین ہے۔ نواب نے حکم دیا کہ چھ انبار تو دوابہ بادشاہی کے لئے رکھے جائین اور باقی دس انبار لشکر کے آدمیون مین یون تقسیم ہون کہ جس قدر کوئی اٹھا سکے لیجائے اس حکم پر عمل ہوا۔ آدمیون اور دواب کی غذا موقوف۔ شالی اور برنج گندہ سرخ پر تھی۔ اہل لشکر کو پہلے مویشی بہت ہاتھ لگے تھے تو مدتون تک انکی نان خورش یہ تھی کہ گائے کے گوشت کو پانی مین جوش دے کر یا اسکی چربی مین پختہ کر کے کھاتے آخر کو موقوف ہوا۔ گنبلم کی ہوس مین سینہ چاک اور دال کی تمنا مین دل دونیم تھا۔ نرخ یہ تھا۔ ایک سیر روغن چودہ روپیہ کا۔ ایک سیر ماش ایک روپیہ کا ایک روپیہ کی افیون ایک تولہ۔ ایک اشرفی کی ایک چلم۔ تنبا کو تین روپیہ کا ایک سیر۔ مونگ کی دال دس روپیہ کی ایک سیر

ایک سیر نمک تیس روپیہ کا - اس بھاؤ سے بھی اجناس سوجھنے سے ہاتھ آتین محمود دیگ بخشی پاس کئی گٹھے تنباکو کے تھے اُسنے مفت امراء وغربا مین انکو تقسیم کر دیا قیمت لیتا تو بہت روپیہ اسکو ہاتھ آتا - ملک میر پاس افیون اتنی تھی کہ برسات تک اس کی معتاد کافی ہوتی اُسنے اپنی معتاد کم کرکے اورون کو افیون دیدی - جہانگیر نگر مین قحط عظیم تھا وہان بھی بہت بھوکے آدمی مرگئے -

جب آب و ہوا کا تعفن قحط غلہ کا یار ہوا تو متھرا پور سے نواب نے دہم محرم ۱۱۷۳ھ کو کھرگانون جانے کے لئے کوچ کیا اور تیرھوین محرم کو یہان پہنچا قلعہ کے اندر نزول کیا دلیر خان تمام رات گاڈیون کی نگہبانی کرتا رہا - آشامیون نے ہجوم کرکے کئی دفعہ اسکو گھیرا مگر اُس نے انکو پراگندہ کر دیا - محمد تقی بخشی سے آشامیون کی مٹ بھیڑ ہوئی - آشامی متھرا پور کے چلے جانے سے اور زیادہ جیرہ ہوئے اکثر اتون کو قلعہ کھرگانون کی اطراف پر حملہ آور ہوتے قلعہ کی سمت مغربی کی دلیر خان اور طرف شرقی کی راجہ سجان سنگھ جنوب و شرق کے درمیان کی رشید خان و سید سالار خان اور شمال و مغرب کے درمیان فرہاد خان و سجان سنگھ حراست آشامیون نے دلیر خان و سجان سنگھ پر حملہ کیا مگر شکست پائی - دلیر خان نالہ دند کا تک انکا تعاقب کیا اور سب آشامیون کو مارا - ان دنون مین قحط کی بڑی شدت ہوئی! و متھرا پور کی بیماری کا اثر کھرگانون مین بھی پھیلا - مرض تپ لرزہ اسہال پیچش و استسقا کا اور اضافہ ہوا - ادنے اعلے بہت مرنے لگے - برنج سرخ گندہ بے نمک اور کچھ پکے بغیر سوکھے کچھ اور غذا پیدا نہ تھی - نباتات جنکو دانت چبا سکتے تھے - انسان و حیوان سب رزق کرتے تھے - بڑے آدمی برنج گندہ بجائے برنج بارک کھاتے اور مغلس آدمی ندی نالون و ریاؤن کے کنارہ پر جو درخت تھے انکے پتے اور گھاس کھاتے نواب بھی باوجودیکہ اسکے سرکار مین خاص اسکے لئے کسی چیز کے کھانے کی کمی نہ تھی مگر وہ بھی ماش کی دال اور خشکہ کبھی گائے کا گوشت کھاتا تاکہ وہ اپنے بے نوا زیردستون کا رنج و عنا و سختی و جفا مین شریک و سہیم ہو -

نواب نے نوارہ کی طرف آدمی بھیجکر راہ کی افتتاح کا ارادہ کیا تو یہ تجویز ہوئی - یہان میر مرتضیٰ

نالہ دیکھو پر لکڑی کا پل بنائے۔ میر مذکور نے تین دفعہ پل بنوایا ندی نالہ کے پانی کے
زور سے وہ بہ گیا۔ چوتھی دفعہ وہ بندھا جسپر آشامیون کو تعجب ہوا انکے راجہ نے کئی
دفعہ اس پل کے باندھنے کا ارادہ کیا۔ مگر پانی کی تندی کے سبب سے نہ بندھ سکا۔
صفر سنہ مذکور مین مینہہ کا برسنا کم ہوا۔ راہون مین پانی کا خشک ہونا شروع
ہوا۔ ابن حسین کی عرضداشت سے معلوم ہوا کہ تھانہ دیول گانون مین پھر
یادگار خان آنکر متمکن ہوا۔ نواب نے ابوالحسن کو دیول گانون مین بھیجا اور بادشاہ کو
عرائض لکھکر اور اہل ہنگامہ کو اپنی سلامتی کے پروانے لکھکر دیئے کہ ابن الحسن پاس
پہنچادے کہ وہ انکو روانہ کرے۔ مگر دیج راجہ درنگ کا متھرا پور مین انتقال ہوا۔
اسکی مان بادشاہ کی دولتخواہ تھی اسلئے اسکے دوسرے بیٹے کو یہان کا راج
تفویض ہوا۔ ابوالحسن ۱۲ صفر کو چارنگ مین پہنچا۔ وہان آشامیون کو آوارہ کیے
اذوقہ جوان حدود مین میسر آیا کھرگانون مین بھیجا اور غازی خان کو یہان کا
تھانہ دار کیا۔ یہان چند روز قیام کرکے انتظام کیا۔ کچھورہ روانہ ہوا۔ یہان
سید احمد کو تھانہ دار کیا۔ یکم نومبر کو ابوالحسن کھرگ سے بہت غلہ کھرگانون مین
لایا۔ اسکو دیکھکر اہل لشکر کی جان مین جان آئی۔ جب سات گذر گئی تو آشامی
پھر اپنے پہاڑون مین مع زن و فرزند و احمال و اثقال عازم ہوئے۔ راجہ سولا کوری
مین تھا وہ پھر نامروپ مین بھاگ گیا۔ بیجدلی بھوکن نے کھا بھوکن نے اپنی متانت حصار
و استحکام دیوار پر قوی ہوکر مورچال نہر دلئی مین محاربات کے لئے اقامت کی
بیجدلی بھوکن نے پھر میر مرتضیٰ کو صلح کا پیغام دیا کہ نواب پیشکش قبول کرے اور اس
ملک سے چلا جائے نواب نے یہ جواب دیا کہ جب تک بیجدلی بھوکن حاضر نہوگا
صلح نہ ہوگی اسلئے اس وقت بھی صلح نہ ہوئی۔ بادشاہ کے دو گرز بردار حکم شاہی
لیکر آئے کہ مملکت آشام کا صوبہ دار احتشام خان مقرر ہوا اور ملک کامروپ کا
فوجدار رشید خان۔ ان دونونے یہان کے ان عہدون کے قبول کرنیسے

آشامیون کا کھلنا اور وہان سے تھانہ کا اٹھنا

اظہار کیا۔ انکی عرضداشتین بادشاہ کی خدمت مین بھیجی گئین ۱۰ ربیع الثانی کو ابوالحسن مامور ہوا کہ میر مرتضیٰ نے جو گھرگانو مین جنگی کشتیان تیار کی ہین اُن پر سوار ہوکر تنرمہانی جائے اور بھیدلی بھوکن کے مورچال دلئی پر پیچھے سے جائے۔ اور فرادل خان اُسکا رفیق ہو۔

ابوالحسن مقصد مذکور کی طرف روانہ ہوا۔ بھیدلی اور آشامیون سے محاربۂ عظیم ہوا۔ بالآخر اہل اسلام غالب رہے اور مورچال کے اس طرف کہ بانس سے بنائی تھی انہون نے غلبہ پایا اور ابوالحسن مورچال مین داخل ہوا۔ عرضداشت سے جب اس فتح کا حال نواب کو معلوم ہوا تو ابوالحسن کو لکھا کہ کل مین بھی نہر دلئی کے مورچال کی تخریب کے لئے متوجہ ہونگا۔ جب میری فوج مورچال کے قریب آجائے تو اس طرف سے تم بھی اس پر تاخت کرنا۔ ۱۲ ربیع الثانی کو نواب موضع مذکور کی طرف گیا۔ آشامی خوف کے مارے بھاگ گئے۔ نواب مورچال مین کہ ایک قلعہ تھا فروکش ہوا۔ آشامی رعایا نے آباد ہونا شروع کیا اور بدستور سابق مورد مراحم واشفاق ہوئی۔ نواب سے عرض ہوا کہ آشامیون نے ..... آب صعنگ سے اس بار مورچال بنایا ہے تو ہمارکو ندی کے کنارہ پر لشکر پہنچا۔ باوجودیکہ عمیق ندی دونو لشکرون کے درمیان مین تھی آشامی مورچال کو چھوڑکر بھاگ گئے سردار راجہ پاس چلے گئے اور آشامی جہان انکا جی چاہا روانہ ہوئے اور ایسے متفرق ہوئے کہ جبتک لشکر شاہی یہان رہا وہ پھر جمع نہ ہوئے۔ سوانح عزیمہ مین سے ہے کہ نواب نے دھنک کے کنارہ پر سوار تھا اور نہر کے اس طرف کے مورچال کو دیکھ رہا تھا کہ ایک دفعہ وہ گھوڑے سے مضطرب ہوکر اترا اور بیہوش ہوگیا۔ کچھ دیر کے بعد ہوش مین آیا تو وہ اپنے خیمہ مین آیا اس منزل مین کئی مقام ہوئے۔ ۸ رماہ مذکور کو بدلی بھوکن کہ بڑا معتبر سپہ سالار تھا اسنے راجہ کی بے توجہی اپنی طرف دیکھی تو ۲۱ ربیع الثانی کو وہ مع اپنے بیٹون بھائیون کے زن و فرزند کو چھوڑکر نواب کی خدمت مین آیا اور عنایت و التفات کا امیدوار

راجہ کا نواب کے مقابلہ مین پہنچنا اور اور واقعات۔

ہوا اُس نے عرض کیا کہ اکثر معتبر بھوکن اور سردار میری وساطت سے راجہ سے بگڑ حضور کی خدمت
مین آجائینگے اور مین تھوڑے سے لشکر شاہی اور بہت سا اپنا لشکر لیکر راجہ کو پکڑ لاؤنگا۔ نواب نے اُسپر
بے شمار الطاف کیا۔ شعر۔ کہ نوگوش ہر ملک را بے شگفت + سگ کان ولایت تواند گرفت
اُسکو خلعت و گدی و خنجر مرصع و اسپ و چیر کسی ریفت عنایت کی اور اسکو اجازت دی کہ
وہ آشامی جنگی آدمی جسقدر چاہے جمع کرے اور کھرگانوا و نامروپ کے درمیان قریات و
قصبات کی جہاں سے کا انتظام اسکے سپرد ہے اور کھرگانون تک خشکی کی راہ کا اور ترہانی تک
تری کی راہ کا ضبط و نسق اسکے حوالہ ہے اُسنے تین چار روز مین تین چار ہزار جنگی
آشامی اپنے پاس جمع کرلئے۔ یہ حال دیکھ کر راجہ اپنے تمام بھوکنون سے بدگمان ہوا اور بیجدلی
بھوکن پر یہ تہمت رکھی کہ وہ لشکر شاہی کی مدافعت و مقابلت مین مساہلت کرتا ہے
اُسکو مع اولاد ذکور و اناث کے آہنی صندوقون مین کھینچکر بڑی عقوبت سے ہلاک کیا۔
راجہ اور بھوکنون کے متواتر صلح کے لئے رسل و رسائل آتے مگر نواب راجہ کی باتون پر
اعتبار نہ تھا اسلئے وہ انکو قبول نہ کرتا۔ ابن حسین کی عرضی آئی کہ ملاحون کے لئے چاولون کی کمی
ہوئی ہے اسلئے وہ مضطرب ہوئی ہین بنگالہ مین بھی قحط ہے وہان سے بھی چاول نہین آسکے
پندرہ انبار جو حوالی نہر دھنگ مین ضبط ہوئے تھے انمین سے بارہ ہزار من شالی نکلوا کر اور اُس
مین سے آشامیون سے چاول نکلوا کر لکھو گرہ بھجوادئے۔ بدلی بھوکن نے کہا کہ سولہ کوری مین کچھ
آشامی لشکر اور بھوکن اور ہاتھی ہین تعین نہ جمادی الاولی کو درویش بیگ جمعدار سو سوارون کے
ساتھ قصبہ کوررکو روانہ ہوا اور بدلی بھوکن نے اپنے بھائی کو ہمراہ کیا۔ ۳ر کو درویش بیگ کی
عرضداشت آئی کہ آشامی بھاگ گئے اور اُن کے آٹھ ہاتھی ہاتھ آئے۔ ۵ر کو نہر دھنگ
کے کنارہ سے نامروپ لشکر کا کوچ ہوا۔ بدلی بھوکن درویش بیگ سے جاملا۔ ساتوین کو
نامروپ مین لشکر آیا۔ ۹ر کو نواب نے غسل کیا تھا کہ معدہ مین بڑا درد اُٹھا اور نفخ ہوا رات
کو تپ محرقہ اور درد سینہ ہوا۔ حکیم کریم و معالیج ہوا اُس نے فصد کو کہا مگر نواب نے ہرگز فصد کا قصد
نہ کیا۔ اب جاڑے کا موسم ختم ہونے کو تھا۔ برسات قریب تھی لشکر اگلے سال کی مصیبتون کو

ہوئے تھا۔ نواب کا ارادہ انکو معلوم ہوا کہ نامروپ مین جاکر راجہ کے پکڑنے کا ہی۔ وہان کشتی جسمین آذوقہ و قوت ما یحتاج ہو نہین جاسکتی اور خوف یہ ہی کہ جنگل اور درہ نامروپ مین جب جائینگے تو آشامی خشکی کی راہ سے بھی رسد کو بند کردینگے اور افزونی امراض اور وبا و فراوانی قحط غلہ سے لشکر مین اس قدر جمعیت نہین رہی ہے کہ راجہ کے استیصال کے لئے اور نامروپ کے کھرگانون تک راہ کی ضبط کے واسطے کافی ہو۔ اگر بر تقدیر نامروپ مین داخل بھی ہوگئے اور راجہ کوہستان مین چلا گیا جہان سوار کا چلنا ناممکن ہے اور وہان بارش شروع ہو تو نہ جاسے اقامت نہ راہ مراجعت ہوگی اسلئے انہون نے نوکری اور مال و منال سے دل اٹھایا منصبداری اور امرائی کو چھوڑ کر فقیری اور درویشی اختیار کی۔ اور اس کی فکر مین ہوئی کہ کسی طرح اس ملک سے پیچھا چھٹائیے خصوصاً حوالی نامروپ کی سرزمین سے جسمین اوّل جیٹھ مین بارش شروع ہوتی ہے بعض لشکر کے سردارون نے یہ ارادہ کیا کہ آب و ہوا کے عبور کے وقت نواب سے جدا ہو جائے۔ جب یہ خبر دلیر خان نے سنی تو اُس نے آدمیون کی دلداری اور سرزنش کی اور انکو ہمراہ لیا۔ نواب کو بھی اسکی خبر ہوئی تو گدورت روحانی نے اور الم جسمانی کو بڑھایا۔ ۱۴ ر شہر مذکور سے کوچ کیا اور پالکی مین سوار ہوا۔ آشامیون نے دلیر خان کی معرفت صلح کے لئے گفتگو شروع کی۔ نواب کوچ کرکے نیام مین آیا جو ولایت آشام کے مضافات مین سے ہے اور یہان کا زمیندار راجہ کا خطاب رکھتا ہے۔

آخر کو بعد قیل و قال کے ان شرائط پر مصالحہ ہوگئی کہ بانبل راجہ اپنی بیٹی اور راجہ نیام کی بیٹی بیس ہزار تولہ سونا اور ایک لاکھ بیس ہزار تولہ نقرہ اور بیس ہاتھی سرکار شاہی کے لئے اور پندرہ ہاتھی نواب کی سرکار کے لئے بھیجے اور پانچ ہاتھی دلیر خان کے واسطے بھیجے اور اسکے بعد بارہ مہینے مین تین چوماہہ قسطون مین تین لاکھ تولہ چاندی اور نوّے ہاتھی سرکار شاہی مین روانہ کرے اور ہر سال بیس ہاتھی

مصالحہ کا ہونا اور راجہ کا نامروپ سے نکل آنا۔

پیش کش مقرری دیا کرے۔ پیش کش کے وصول ہونے تک اس کے چار بڑے بھوکن یوجھ گسائین
کر کسبھا۔ پرگسائین پرماتر کے بیٹے بطور رہن بندگان پادشاہی کی خدمت مین
رہین۔ سمت اتر کول سرکار درنگ سے جسکی ایک طرف گواہٹی اور دوسری طرف دریا
دلئی براری ہے جو حوالی جمدھرہ سے گذرتا ہے اور جانب دکن کول سی ولایت
نکی رانی و ملک ناگہ وبیل تلی و دو مردیہ سے جو ہرگز مردم پادشاہی کے ضبط مین نہین آیا
پیش کش مین داخل ہو کر جمالگڑھ وسہ مین شامل ہو۔ ملک نکی رانی کوہستان کارو سے متصل
ہے اور کارو ایک جماعت پلنگ خوی وحوش سیرت ہے۔ کتے کا گوشت کھاتی ہے
کتے انکی صورت دیکھکر بھاگتے ہین اس قوم کا کوہستان کری باری کے پہاڑ سے متصل
ہے۔ جو ممالک محروسہ مین ہے اور ملک دومرویہ کی انتہا دریا پلنگ پیش وہی قلعہ کجلی ہے
اور ممالک محروسہ اور مملکت کے آشام کے درمیان فصل مشترک دکن کول کی جانب دریا
کلنگ اور اتر کول کی جانب دریا دلئی وبراری مقر رہون ولایت درنگ مین بے شمار
ہاتھی ہوتے ہین اور کھیدا یعنی ہاتھی کا شکار ہوتا ہے۔ اسی راجہ جی دھج سنگھ نے
ایک دفعہ ایک سو بیس ہاتھی کھیدے مین پکڑے تھے اور ولایت راجہ دومرویہ مین
ہاتھی کچھار کی جانب سے جو کوہستان کے متصل ہے پہلے زمانہ مین بہت آتے
تھے اور کھیدہ ہوتے تھے۔ راجہ نے کچھار کی راہ ہاتھیون کے آنے کی بند کر دی کھیدہ
موقوف ہوا۔ اور وکلا راجہ نے یہ بھی قبول کیا کہ ملک کامروپ کی رعایا جو پہاڑون
اور نامروپ مین چھپی ہے وہ رہائی پائینگی اور مع زن و فرزند بدلی بھوکن کی معرفت
نواب کی خدمت مین آئینگی۔ راجہ کی طرف سے تعہدنامہ اور نواب کی طرف سے قولنامہ
لکھا گیا۔ سہ شنبہ پنجم جمادی الثانی کو دختر وطلا و نقرہ اور دس فیل اور چار بھوکنون کے
چار بیٹے لشکر شاہی مین داخل ہوے۔ اور وکلا نے باقی پیشکش کے ہاتھیون کی نسبت
عرض کیا کہ صحرا مین ہاتھی چھوڑ دیئے گئے تھے انکو پکڑ کر لکھوگر مین پہنچا دینگے۔ بیچ مین کچھ
جھگڑا اس پر ہوا کہ بودیگسا مین نے بیٹے کی جگہ بھتیجے کو بھیجدیا تھا۔ اسکے بدلوانے مین

لڑائی ہوتے ہوتے رہ گئی۔ دہم جمادالثانی ۱۱۷۵ھ جلوس مطابق ۱۷۶۳ء کو قانون مصالحت سب طرح درست ہوگیا۔ بنگالہ کی طرف کوچ کا نقارہ بجا۔ زمستان تابستان و برسات کی مصیبتوں سے لشکر عاجز ہوگیا تھا اور ناچتا کودتا دن عید رات شب برات مناتا ہوا اپنے ملک کو چلا۔ وہ جانتا تھا کہ حیات تازہ اور عمر دوبارہ ملی کچھ مسلمان اور کچھ آشامی بھی لشکر کے ساتھ ہوگئے۔ راجہ نے نواب سے التماس کیا کہ میرے ملک کے آدمیوں کو منع کردیجئے کہ وہ لشکر شاہی کے ساتھ نہ جائیں نواب نے جواب دیا کہ ہم کسی کو زبردستی نہیں لے جاتے جو آدمی اپنی خوشی سے ہمارے ساتھ جاتے ہیں ہم انکو منع نہیں کرینگے۔ آگے سفر ہوا۔ کامروپ کی رعایا جو نامرد اور اسکے نواح میں محبوس تھی کچھ اُس میں سے مع فرزندوں کے بدلی بھوکن پاس آگئی۔

۲۲ جمادی الثانی کو نواب منزل دیوگانوں سے کشتی میں سوار ہوا لکھوگر میں آیا اُسکے امراض میں بہت تخفیف ہوگئی۔ میر مرتضیٰ بھی مع کل آدمیوں اور اسباب و اموال کے آیا۔ بہت سے آشامی زن و مرد رضا و رغبت کے ساتھ اسکی رفاقت میں ساتھ ہوگئے مگر پیش کش کے قابل ہاتھی نہ آئے۔ نواب نے دلیر خان سے کہا کہ سرزمین درنگ اور ہردیہ وغیرہ جو پہلے راجہ آشام کے تصرف میں تھے اور اب ملک بادشاہی کے ضمیمہ ہوئے ہیں انکا انتظام کرنا ہے اور راجہ کوچ بہار کی تنبیہ کرنی ہے اسلئے یہاں ہاتھیوں کے انتظار میں ٹھیرنا مناسب نہیں ہے۔ برسات کے دن عنقریب آگئے ہیں۔ تم یہاں ان مطالب کے لئے ٹھیرو۔ اسنے قبول کیا اور یہ تجویز ہوا کہ دلیر خان اپنا آدمی راجہ پاس بھیجے کہ وہ ہاتھیوں کو جلد بھیجدے۔ نواب ۲۸ جمادی الثانی کو دلیر خان کو لکھوگر میں چھوڑکر گواہٹی کی طرف روانہ ہوا اور اولاد مرد بھوکن ہمراہ لی۔ نواب نے دومریہ کی حدود کا ملاحظہ کیا جو پیش کش میں داخل ہوگئی تھی اور راجہ اور ملک بادشاہی کی سرحد کی احتیاط کی اور بالکی میں سوار ہوکر دامن کوہ کی راہ سے صحرا کھلی کی سیر کی کسی عہد میں لشکر شاہی یہاں نہیں آیا تھا۔ اس نواحی کے

نواب کا انتقال کرنا۔

آشامی متوطنون نے راہ کو ایسا صاف کر دیا تھا کہ پانچ چھہ سوار پہلو بہ پہلو چل سکتے تھے قلعہ کجلی کے نیچے لشکر آیا۔ چار روز تک چار پایون کو سوار گھاس کے اور آدمیون کو سوار پانی کے کچھ اور نہ میسر ہوا۔ ہاتھی اور مہیب دواب یہان کثرت سے تھے لکھو گر سے چلنے کے بعد کبھی کبھی نواب کو ضیق النفس ہوتا تھا۔ ایک ہفتہ تک ہر روز تین چار ماشہ کھانا کھایا۔ معالج فرنگی کی تجویز سے کچھ دوائین کھائین پھر ایک ہفتہ تک حکیم الہیو اپنی تجویز سے کھایا۔ مرض بڑھتا گیا جون جون دوا کی۔ ۱۱ر کو مکرود مہم کی مادر پسر کی نواب سے ملاقات ہوئی مکرود مہم کی ماں نے لشکر شاہی کی خدمات کی تھین اسکو دو شال و شہ پارچہ زرین اور ابریشمین انعام دئے۔ پسر مکرود مہم کہ گیارہ بارہ برس کا لڑکا تھا۔ اسکی پیشانی پر راجگی کا قشقہ اپنے ہاتھ سے لگایا۔ پھر اسی روز مادر راجہ و مرویہ ملاقات کو آئی اور ایک ہاتھی مکنہ اسنے نذر کیا۔ بیٹے کے نہ آنے کا یہ عذر کیا کہ وہ بیمار ہے اسمین حرکت کی طاقت نہین ہے اسکو دو شال اور خلعت دیا۔ پھر بھونچال آدھی گھڑی تک ایسا آیا کہ سب جگھ ہل چل پڑ گئی۔ ۱۳ر رجب کو بجلی سے کوچ کر کے موضع پانڈو مین آیا جو گواہٹی کے مقابل دریا پار ہے نواب نے ان آدمیون کے لئے جو راجہ آشام کی قید سے چھوٹ کر آئے تھے اور ان آشامیون کے لئے جو اپنی خوشی سے لشکر کے ساتھ آئے تھے سرکار کامروپ مین بقدر اسکی حالت کے زمین دی کہ اس سے وہ اپنی قوت بسر کرین۔ کچھ انمین صناع و محترفہ توپچی نوکری کے قابل تھے انکو علوفہ دار کیا اور بدلی بھوکن کو تین ہزار روپیہ کی آمدنی کا پرگنہ سرکار ملک بنگالہ مین عنایت کیا۔ پیشکش کے ہاتھیون مین سے آٹھ ہاتھی دلیر خان لایا اور باقی ہاتھیون کے لئے اپنے آدمی چھوڑ آیا رشید خان نے پہلے کامروپ کی فوجداری سے انکار کیا تھا۔ مگر جب دیکھا کہ بادشاہ اس انکار سے ناراض ہوا تو اس نے یہان فوجدار ہونا قبول کر لیا۔ نواب نے اور امیرون کو بھی عہدے اور منصب بادشاہ سے دلائے ۱۷ر رجب کو مقام پانڈو سے چلا۔ بہری محلہ مین آیا۔ حرارت زیادہ ہوئی سل ہو گئی۔ بڑے بڑے حکیم علاج کو آئے تشخیص مرض مین اختلاف رہا۔ نواب نے اپنے

کی آزادی اور غسل و کفن اور نجف اشرف اپنے بڈیون کے بھیجنے کی وصیت کی۔ اس حال
مین بھی یہ خیال تھا کہ اگر مرض مین کچھ بھی افاقہ ہو تو کوچ بہار کی فتح کا قصد کرے لیکن
شب و روز مرض بڑھتا گیا۔ دلیر خان کو کوچ بہار کی فتح کے لئے بھیجا اور اُس کی فتح کی
انتظار مین یہان قیام کیا۔ اطبا نے نواب سے کہا کہ خضر پور کی آب و ہوا یہان سے اچھی ہے
وہان تشریف لیجائیے۔ نواب نے جواب دیا کہ اب تمہارے ہاتھ مین لڑکے کی طرح ہون جہان
چاہو لے جاؤ۔ ۲۸ شعبان کو عسکر خان کو بلایا۔ مہم کوچ بہار کے لئے مقرر کیا۔ ۲ رمضان
۱۰۷۳ھ کو خضر پور سے دو کروہ پر اس دنیا سے کوچ کیا۔ خضر پور مین نعش آئی۔ وصیت
کے موافق دفن ہوئے۔ دم نکلتے ہی نواب کے مرنے کی خبر نواب بخشی الممالک محمد امین خان
اُسکے بیٹے پاس بھیجی گئی۔

شہاب الدین طالش خان نے تاریخ آشام لکھی ہے جسکا نام تاریخ آشام رکھا ہے اسکے مقدمہ مین
ولایت کوچ بہار اور آشام پر یورش کا سبب لکھا ہے اور مقالہ اوّل مین کوچ بہار کی
تسخیر کا بیان اور اس دیار کا حال بیان کیا ہے اور مقالہ دوم مین فتح آشام کی
شرح اور اس مقام کا کچھ حال اور اہل اسلام کا بعد تعب تمام کے اس مرز بوم خوار آشام
سے نجات پانا۔ اس جنگ مین مصنف اوّل سے آخر تک عمدۃ الملک میر محمد سعید اردستانی
الملقب بہ وفادار خانخانان عرف معظم خان کی ہمراہ تھا اسی سپہ سالار کے ہاتھ پر اس مہم
کا آغاز اور خاتمہ ہوا ہے ہمنے اس تاریخ اور عالمگیر نامہ محمد کاظم سے حالات نقل کئے ہین
وہ آپس مین بہت ملتے جلتے ہین بہت کم اختلاف ہے۔ جہان نواب لکھا ہے وہان خانخانان
سے مراد ہے۔

واقعات سال پنجم سنہ ۱۰۷۲

جشن جلوس و عید

غرہ شوال ۱۰۷۲ھ کو ہر سال کے دستور کے موافق سال پنجم کے جلوس کے آغاز کا جشن ہوا۔
ہر ایک وضیع و شریف اپنی قسمت اور اپنے مراتب کے موافق کامیاب ہوا۔ خانخانان نے
ولایت آشام و کوچ و بہار کی تسخیر مین بڑی خدمتین کین تھین اسکو مرتبہ والا ہفت ہزاری

پنج ہزار روپیہ سالیانہ کا عنایت ہوا اور اسکے اقطاع مقرر پر ایک جاگیر جسکی جمع ایک کروڑ دام تھی اضافہ کی گئی اور تومان طوغ اور خلعت خاص مرحمت کیا عید اور جلوس کے جشنہ ان نے باہم مصافحہ کیا اور روشنی و آتشبازی کا بڑا تماشا دکھلا رمضان کا مہینہ تھا لوگ جلتی تھین دن بڑے ہوتے تھے۔ بادشاہ دن کو روزہ رکھتا۔ وظائف پڑھتا۔ تلاوت و کتابت و حفظ کلام مجید کرتا اور اپنی عدالت و سلطنت کے کامون کو انجام دیتا۔ شام کو روزہ افطار کر کے مسجد عنسلخانہ (موتی مسجد) مین نماز و تراویح اور نفل پڑھتا۔ آدھی رات کو کچھ قلیل غذا کھاتا۔ رات کو بہت کم سوتا۔ اکثر عبادت کرتا بعض متبرک راتون کو ساری رات عبادت ہی مین گذرانتا۔ اسی طرح سارا مہینہ گذارا۔ عید کے تیسرے روز تک جشن مین مصروف رہا مگر طبیعت مین بے اعتدالی پیدا ہوئی اور تپ بڑی شدت سے چڑھی بہت تکلیف ہوئی۔ غرض اس مرض کی شدت مین بھی سوار دو تین دن کے سارے کام کرتا رہا۔ اور ماسوا ایک جمعہ کے اور جمعون مین باوجود ضعف و نقاہت کے جامع مسجد مین ہوا دامین چڑھ کر جمعہ کی نماز کو گیا نکس مرض ہوا۔ غرض ۳ شوال سنہ ۱۰۳۷ھ تک علالت کا اثر باقی رہا اسکے بعد صحت کلی ہوئی۔

۱۶ ذی الحجہ سنہ ۱۰۳۷ھ کو جشن قمری ہوا اور عمر کا چھیالیسوان سال شروع ہوا۔ روشن آرا بیگم نے حرمکدہ مین بادشاہ کا جشن صحت بڑی دھوم دھام سے تین روز تک کیا۔ بادشاہ نے صدر آرایان شبستان دولت کو بیماری کی حسن خدمت گذاری کے صلہ مین دو لاکھ بیس ہزار اشرفیان انعام دین۔ دسہرہ کو راجہ جیسنگھ و کنور رام سنگھ کو خلعت خاصہ عطا فرمایا۔ غرہ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ پینتالیسوان سال شمسی شروع ہوا۔ ۷ جمادی الاولی کو کشمیر کے سیر و شکار کی غرض سے بادشاہ نے دار الخلافہ لاہور کی طرف کوچ کیا۔ دسوین رجب کو لاہور کے قریب آیا۔ ۱۲ شعبان کو شہر و قلعہ مین داخل ہوا کشمیر کی راہون کے صاف کرنے کے لئے میر منزل کو

بادشاہ کی علالت و صحت

جشن قمری و صحت

مع بیلدارون کے بھیجا۔

ولایت جام کا زمیندار رنمل بادشاہ کا مطیع تھا اور پیش کش مقرری بھیجتا تھا جب وہ مرگیا تو بادشاہ نے اسکے بیٹے ستر سال کو اسکا جانشین کیا۔ رنمل کا بھائی راہی سنگھ تھا اُسکو غیرت آئی کہ بھتیجا راجہ ہو اور مین نہ ہون۔ اُسنے ستر سال سے مخالفت کی اور پانچ چھہ ہزار سوار اور پیادے جمع کرلئے۔ گوردھن راٹھور کو مار ڈالا۔ وہ ستر سال کا جد مادری اور مدار المہام ریاست تھا۔ ستر سال اور اسکی مان اور خواص نوکرون و پیشکارون کو مقید کیا اور اسکی زمینداری اور ولایت پر متصرف ہوا اور تماچی زمیندار کچھ کو بھی اپنے ساتھ متفق کیا۔ اور قطب الدین خان حاکم جونا گڈھ کے آدمیون کو جو اس ولایت مین زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے متعین ہوئے تھے سب جگہ سے اُٹھا دیا اور بادشاہی آدمیون کو دار الضرب اور بندر مروارید جو اس ولایت کے اعمال مین سے ہے معزول کردیا۔ کچھ دنون بعد ستر سال نے قید سے رہائی پائی۔ قطب الدین خان پاس آیا اور رائسنگھ کے جور و بیداد کی شکایت کی۔ بادشاہ کو حال معلوم ہوا تو قطب الدین خان کے نام فرمان صادر ہوا کہ وہ ستر سال کو دوبارہ اسکی زمینداری دلادے۔ خان مذکور حکم کے آتے ہی آٹھ ہزار سوارون کے قریب لیکر جمادی الاولی کے اوائل مین جونا گڈھ سے رائسنگھ کے دفع کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ رائسنگھ بھی جام سے چار کروہ پر اپنا سامان درست کرکے لڑنے کے لئے تیار ہوا۔ تماچی زمیندار نے جو اسکا یار تھا سات ہزار راجپوت سوار اسکی کومک کے لئے روانہ کئے لڑائی شروع ہوئی رائسنگھ پانچ پنجانہ زبردست تھا اسلئے لشکر شاہی کو غلبہ نہ ہوا۔ دو مہینے تک لڑائی ہوتی رہی اور کچھ کام نہ بنا خبر آئی کہ ولایت کچھ کے زمیندار کی کمک نے دھاکل آن پہنچی ہے جس سے جام کی قوت و شوکت بڑھ جائیگی۔ اسلئے کمک پہنچنے سے پہلے ۱۵ رجب کو قطب الدین خان نے اسپر چارون طرف سے حملہ کیا۔ رائسنگھ جب

قطب الدین خان جونا گڈھ کا حاکم جام کا مطیع تھا اور زمیندار رائسنگھ کا دشمن ہوا۔

لڑا۔ راجپوت اسکے ساتھ تھے جو حفظ ناموس وقت اور جوش حمیت کے ہنگام مین تلوار کے زہر آب کو شربت خوشگوار جانتے ہین اور سربازی کو سرمایۂ مباہات و افتخار سمجھتے ہین۔ رائسنگھ پیادہ ہوا اور اپنے مرنے کا قصد مصمم کیا اور اپنے بیٹے تماجی اور اپنے بھائی باجا کو بہت مبالغہ کے ساتھ رخصت کیا کہ نسل باقی رہے۔ رائسنگھ بہادر ایک بیٹے و چچا اور اور اقربا و عمدہ خواص کے ساتھ مارا گیا۔ چھ سو راجپوت کام مین آئے اور ایک ہزار کے قریب اور آدمی مارے گئے ہونگے باقی بھاگ گئے بادشاہی ایک سو ستر آدمی مارے گئے۔ چار سو چونتیس آدمی زخمی ہوئے۔ قطب الدین خان نے ان مجروحون کے علاج کے لئے جراحون کو بھیجا۔ جام پر قبضہ کیا۔ مفرورون کے تعاقب مین لشکر روانہ کیا اور لشکریون کو سکنۂ شہر کے تعرض حال سے منع کیا اور منادی کردی کہ جو جماعت کشتہ ہوئی ہے اسکے متعلقین اور فرزندون سے کوئی تعرض نہ کرے۔ ستر سال کو رائے سنگھ کی جگہ بٹھا دیا۔ رائے سنگھ اور اسکے بیٹے بابنیہ اور سنگرام خالہ زادہ وسالنگا اسکے چچا کے سرون کو شہر کے دروازہ پر لٹکایا۔ ایک دو ماہ بندوبست کے لئے ان حدود مین توقف ہوا۔ خبر آئی کہ تماجی پسر رائسنگھ اور جیا اسکے بھائی نے تین ہزار سوار اور پیادے جمع کرلئے ہین اور موضع بالارین فتنہ انگیزی کررہے ہین خان نے اپنے بیٹے محمد کو دو ہزار سوارون کے ساتھ اسکے دفع کرنے کے لئے بھیجا وہ دونو اس خبر کو سنکر کچھ کی جانب گئے۔ محمد ان سے جاکر لڑا سخت لڑائی ہوئی۔ ان دشمنون کے ایک سو سات آدمی اس نے مارے اور باقی آدمیون کو بھگا دیا۔ قطب الدین خان کا بندوبست کرکے جونا گڈھ مین گیا۔ بادشاہ نے اس فتح کی خبر سنکر قطب الدین خان کو مورد عنایات کیا اور جام کا نام اسلام نگر رکھا۔

شاہزادہ مراد بخش کا قتل ہونا۔

عمل صالح مین لکھا ہے کہ اگر عالم کے نفع عام کے اکتساب کے لئے اور اصلاح فاسد اور دفع مفاسد کے لئے ضرر خاص کا ارتکاب کیا جائے تو عقل و شرع دونو اسکا حکم دیتی ہین اور جائز رکھتے ہین۔ اسلئے مراد بخش کا مارنا عالمگیر کو عقلاً اور شرعاً

تھا۔ علی نقی کے بیٹے باپ کے خون کے مدعی تھے۔ انکو بادشاہ نے خواجہ جمال الدین کے گوالیار بھیجا اور حکم دیا کہ ثبوت شرعی کے بعد مرادبخش سے قصاص لیا جائے۔ جب مدعی گوالیار مین آئے اور قاضی کے سامنے گفتگو آغاز کی تو شاہزادہ نے کہا کہ حضرت خلافت مرتبت اپنے عہود کا لحاظ و موعود کی وفا کا پاس نظر مین رکھتے اور میرے خون سے درگذرتے تو کوئی انکی دولت و سلطنت والا کا نقصان نہ ہوتا۔ اگر خواہ نخواہ توجہ اشرف اس طرف ہی کہ مجھ ضعیف کے وجود بے سود کو باقی نہ رکھین تو اس قسم کے کم پایہ دشمن کا خواجہ کیا لطف رکھتا ہے جو کچھ دل مین ہو وہ کرو۔ آخر روز چہارشنبہ ۲۱ ربیع الاول سنہ کو دو نفر چیلون نے جاکر تلوار کے دو زخمون سے اس شہزادہ کو تنگنای زندان سے نجات دی اور اسکے جسد کو بطور امانت کے قلعہ گوالیار مین سپرد کیا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ اگرچہ مؤلف عالمگیرنامہ نے بادشاہ کی مرضی کے موافق محمد مرادبخش کے مارے جانے کا حال رقم انداز کیا۔ لیکن میری والد مرحوم مرادبخش کے معتمد روشناس نوکرون مین تھے۔ اس روز تک کہ اس مقامہ سے فراغ ہوا۔ وہ بائے قلعہ مین بیٹھے تھے اور اس منصوبہ مین رہتے تھے کہ کمند لگاکے اپنے آقا کو باہر لیجائین عالمگیر کی نوکری انہون نے نہین کی تھی اور ثقہ آدمیون کی زبانی جو مین نے سنا اور دفتر تحقیق کیا اوسکو لکھتا ہون۔ محمد مرادبخش کی محبوبہ بائی سوسن بائی تھی۔ جب گوالیار مین شہزادہ گیا ہے تو اس معشوقہ نے بھی اپنے عاشق کے ساتھ جانے کی درخواست کی تو بادشاہ نے اس کو قلعہ مین شہزادہ کی ہمراہ بھیجدیا۔ اس گرفتار اجل کو جو خرچ ملتا نصف اسکا ان مغلون کے طعام خانہ مین خرچ کرتا۔ جو حصار قلعہ کے نیچے فقیر بنے بیٹھے تھے یا جو مسافر مغل وارد ہوتے تھے۔ ان مغلون نے اپنی تدبیرون سے ایک طرف فصیل قلعہ پر کمند لگائی اور اس محبوبہ سنبلا کو وقت اشاء . . . . اور مکان معین کی خبر دی۔ اس سادہ لوح نے آدھی رات کو سوسن بائی کو اپنے ارادہ پر اطلاع دی اور اس طرح رخصت کا اظہار کیا کہ اگر حیات نے وفا کی اور فلک نے مدد دی تو پھر ہم تم ملینگے اور نہین تم کو خدا کو سونپا۔ سوسن بائی ان کلمات کو سنکر رونے پیٹنے لگی اس کو یہ سے

اس گریہ سے محصلون اور حوالی کے گنہگارون کو خبر ہوئی - مہتابی مشعل روشن کی اور کمند کی تجویز مین مشغول ہوئے اور اسکو پیدا کیا - جب یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اس نے اس مدعی سلطنت کی نگاہداشت کے وسوسہ کو مٹانا چاہا ہوا خواہون کی رہنمائی سے پسران علی نقی کو جن کی باپ کو محمد مراد بخش نے مارا تھا (جسکا ذکر پہلے ہوچکا ہے) باپ کے خون کے دعوی کے لئے کھڑا کیا - بڑے بیٹے نے باپ کے خون کے دعوی سے انکار کیا - دوسرے بیٹے نے بادشاہ کے حکم کی اطاعت کی اور عدالت مین باپ کے خون کا مستغیث ہوا آخر کو مغضوب نظر بادشاہی ہوا - حکم ہوا کہ قاضی سے رجوع کرے - قاضی کے ہان شرع کے موافق خون ثابت ہوا - ماہ ربیع الثانی ۱۰۷۲ھ کو حکم ہوا کہ وارث کی رفاقت مین قاضی محمد مراد بخش پاس جاے اور اثبات خون کا اظہار کرے اور موافق حکم شرع کے قصاص کرے - چنانچہ اس کی تاریخ یہ ہوئی (ای وای بہر بہانہ کشتند) جس پسر کلان نے باپ کے خون دعوی سے انکار کیا تھا بادشاہ نے اسپر بہت عنایت کی -

واقعات سال ششم ۱۰۷۳ھ

بادشاہ کا کشمیر جانا

بادشاہ - ۲۵ رمضان ۱۰۷۳ھ کو کشمیر کو قلعہ لاہور سے روانہ ہوا - غرہ شوال کو جلوس سال ششم کا جشن کیا کشمیر کی تعریف بہت لکھی جاچکی ہے - مگر اسکی راہ کی تعریف مین یہ شعر قدسی کا ؎ بہ کشمیر اعتقاد ما درست است + ولے ایمان برا ہش سخت سست ہست دوسرا شعر محمد قلی کا ؎ درین رہ خوش بود معشوق دلخواہ + کہ نتواند کسی او را برد از راہ - لطف سے خالی نہین پھر ذی قعدہ کو بادشاہ سیر کرتا ہوا سری نگر مین آیا -

قبائل افغان نیازی مین ایک قوم سنبل ہے جو دریاے نیلاب کے کنارہ پر رہتی ہے - پہلے زمانہ مین وہ دھنکوٹ مین رہتی تھی جسکا نام اب معظم آباد رکھا گیا ہے وہ کبھی کبھی شرو فساد مچاتی تھی - بادشاہ کے حکم سے ان اضلاع کے حکام نے اسکو دریا سے دور نکالدیا تھا ان دنون مین اس نے پھر سر اٹھایا تھا - دریاے نیلاب سے اتر کر انہون نے ایک تھانہ شاہی پر حملہ کیا - اور خلیل اللہ خان فوجدار کو مار ڈالا - بادشاہ نے غصہ ہوکر فدائی خان میر آتش کو انکی

قوم سنبل کا استیصال -

انکی تنبیہ کے لئے بھیجا - وہ تو خانہ اور سپاہ لیکر فوراً اسکے سر پر جا پہنچا - یہ قوم اُسکے
لڑ نہیں سکی اس لئے ایک جماعت کثیر اپنے اہل و عیال و مواشی و مال کو لیکر دریا سے پار
اُتر گئی کچھ آدمی اُسکے مارے گئے اُسکا قصبہ پاک ہوا - دو لاکھ روپئے نقد و جنس کی غنیمت
افواج شاہی کے ہاتھ آئی - فدائی خان نے یہان سب طرح کا بندوبست کیا - اور
خنجر خان کو یہان پادشاہ کے حکم سے منتظم مقرر کیا -

کشمیر مین راجہ رگناتھ متصدی مہمات دیوانی تھا - اسکے روزنامچہ حیات کو عارضہ
نے دفتر ہستی سے نکال لیا - وزارت کا منصب جلیل القدر فاضل خان میر سامان کو عنایت ہوا

مشروعات و خیرات -

اناسی ہزار روپیہ بوساطت صدر الصدور ارباب استحقاق و محتاجون کو ہر سال سطرح
عنایت ہوتا تھا کہ محرم اور ربیع الاول مین بارہ بارہ ہزار روپیہ جب مین دس ہزار
روپیہ شعبان مین پندرہ ہزار روپیہ رمضان مین بیس ہزار روپیہ باقی سات مہینون مین
کوئی خیرات مقرر نہین تھی - ان دنون مین پادشاہ نے صدر الصدور کو حکم دیا کہ ان پانچ
مہینون مین جو خیرات دی جاتی ہے وہ بدستور دی جائے اور باقی مہینون مین ہر مہینے
مین دس ہزار روپیہ خیرات کیا جائے - غرض پہلی اور اب کی خیرات ملکر ایک لاکھ روپیہ
اُنچاس ہزار روپیہ سالانہ دیا جایا کرے - ۷ ذیقعدہ کو جشن وزن قمری ہوا عمر کا
سینتالیسوان سال شروع ہوا - فاضلخان وزیر اعظم نے ۲ ذی قعدہ کو انتقال کیا - اس کی
عمر ستر برس سے زیادہ تھی اور اسکو ۱۱ ذی قعدہ کو خلعت وزارت ملا تھا - وہ فضیلت اور
جامعیت علوم و معاملہ فہمی اور رائے زنی مین یگانہ روزگار تھا وہ علم تنجیم مین بہرہ تام
رکھتا تھا اکثر احکام عالمگیر کو ایام شاہزادگی مین لکھ کر وہ دیتا تھا - وہ کم خطا ہوتے
تھے - پادشاہ کو جو صدمہ خواص پورہ مین چالیس برس دکن کی مہم مین پہنچا وہ پہلے
لکھ کر پادشاہ کو دے گیا تھا - پادشاہ کو اسکے مرنے کا بڑا افسوس ہوا - لاہور مین اس نے
اپنا مقبرہ بنایا تھا اس مین دفن ہوا - ۱۳ تیر کو عید گلابی تھی - پادشاہ وزیر کے الم
سے ایسا متاثر تھا کہ اسکے بعض مراسم کو ملتوی کر دیا اسی روز ایوان سے فاضل خان کا

برادر زادہ آگیا تھا اسکو خلعت و منصب عنایت ہوا۔ عید الضحی کو دل پر دو نو طرف روشنی ہوئی بادشاہ کشمیر سے ویزاک گیا۔ موضع باٹپور مین عفران نار دیکھا۔ صفر کو بادشاہ کشمیر کی سیر کر کے لاہور مین آگیا۔ کشمیر کے سفر مین نمارون مین بہت گرمی اور گرد تلف ہوئے اور خادمان محل کی سواری پر صدمہ پہنچا تو بادشاہ نے فرمایا۔ کہ بدون ملکی امور ضروری کے اس سرزمین مین سیر و شکار کے لئے بادشاہون کا آنا رائے صائب کے خلاف ہی۔ جشن وزن شمسی آغاز سال چہل و ششم ہوا اور شاہ عباس والی ایران کی نامہ کا جواب تہیت نہان کے ہاتھ بھیجا اور سات لاکھ روپیہ کی سوغات ہمراہ کین پھر بادشاہ لاہور سے شاہجہان آباد مین آیا صوبہ گجرات کے وقائع مین سے بادشاہ نے یہ سنا کہ اس نواح مین ایک مجہول النسب معذور العقل نے اپنا نام دارا شکوہ کھا اور ایک جماعت واقعہ طلب فتنہ جو اوباش لے آبرو اس پاس جمع ہو گئی اور گجرات کے کولیون کے گروہ جسکے سر مین ہمیشہ سودائے تمرد بھرا رہتا ہے اسکو دستاویز فتنہ بنایا شورش فزائی کی۔ یہان کے صوبہ دار مہابت خان نے ان مفسدون کو دفع کیا۔ کولیون کی خوب گوشمالی کی اور مصنوعی دارا شکوہ کو ملک سے نکال دیا۔

والی بیجاپور کے ساتھ لڑائیون مین سیواجی ایسا مصروف تھا کہ وہ ہندوستان کے معاملات سے خبر نہ ہوا لیکن مئی ۱۶۶۱ء مین کلیان و بھیمی بادشاہی قبضہ مین آگئی تو سیواجی کی ایسی حالت نہ تھی کہ وہ بادشاہ سے لڑتا اور عوض لیتا مگر اب اس نے ایک بڑا لشکر تیار کیا۔ پیادون کا سردار مورو پنت کو اور سوارون کا سردار نیتاجی پالکر کو بنایا برسات مین مورو پنت نے جنیر کے شمال مین کئی قلعون پر قبضہ کر لیا اگر انکا مفصل حال نہین معلوم ہوتا۔ برسات کے بعد جب راہین صاف ہو گئین تو نیتاجی پالکر نے اضلاع شاہی پر دست درازی شروع کی سیواجی نے اسکو حکم دیا کہ وہ دہات کو غارت کرے اور قصبون اور شہرون سے مصادرہ لے اسنے اس حکم سے زیادہ بڑھکر کام کیا کہ اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کیا

سیواجی کے ملک پر بادشاہی لشکر کا حملہ

اور ادھر ادھر جاکر پونہ مین آرام سے جا بیٹھا۔

عالمگیر کو معلوم ہوا کہ سیواجی یون لوٹ مار اور مار دھاڑ کرتا پھرتا ہے تو اُس نے اپنے ماموں امیرالامرا شائستہ خان صوبہ دار دکن کو لکھا کہ سیواجی کا علاج کرے شائستہ خان بادشاہ کے حکم سے ایک بڑا لشکر لے کر شاہراہ احمدنگر اور بیرگام سے پونہ کے مغرب کی طرف گیا رستہ مین اس نے سپاہ کا دستہ سوپہ پر قبضہ کرنے کے لئے بھیجا اور خود جادو راے دیس مکھ سندکھیر رشتہ دار سیواجی کے مقام مین مقیم ہوا کہ اضلاع پر تصرف کرے سیواجی نے شائستہ خان کے آنے پر راجگڈھ کو چھوڑا سنگرگڈھ مین چلا گیا شائستہ خان نے پونہ پر قبضہ کیا اور بھرونج گھاٹ اور موضع سیواپور پر قبضہ کرنے کے لئے ایک مضبوط سپاہ روانہ کی اور اور قلعون کی تسخیر کے لئے بھی سپاہین روانہ کین اسکے اور چاکن کے درمیان چار کوس واقع تھا جسسے اسکو تکلیف ہوتی تھی اور وہ جانتا تھا کہ یہ چھوٹی جگہ ہے وہ جاتے ہی ہاتھ آجائیگی اسکی تسخیر کے لئے خود آیا۔ یہان فرنگا جی ۱۶۴۶ء سے قلعہ دار تھا اُسنے قلعہ حوالہ کرنے سے انکار کیا اور نہایت عمدہ طرح سے اپنے قلعہ کی حمایت کی دو مہینے تک اس نے لشکر شاہی کا مقابلہ کیا۔ محاصرہ کا چھبیسوان دن تھا کہ قلعہ کے برج کے نیچے نقب کو اڑایا جسسے قلعہ کی دیوار مین ایک بڑا رخنہ پڑا اور قلعہ کے بہت آدمی اسسے مرے لشکر شاہی اس رخنہ پر حملہ کرنے گیا اسکے آگے ایک لشیتہ گلی تھا۔ وہان حوالدار نے لشکر شاہی کا سخت مقابلہ کیا اس سبب سے لشکر شاہی آگے نہ بڑھ سکا شام تک لڑائی رہی۔ بعد اس کشت وخون کے فرنگا جی نرسلا نے قلعہ امیرالامرا کو حوالہ کر دیا۔ شائستہ خان نے اس بہادر قلعہ دار کی بہادری دیکھکر بادشاہ کی ملازمت کے لئے بہت کچھ اُس سے کہا مگر اس نے اسکے قبول کرنے سے اپنے نام کو بٹا نہین لگایا۔ امیرالامرا نے اسکو عزت کے ساتھ رخصت کیا۔ وہ سیواجی سے آن ملا جسنے اسکو بہت انعام دیا۔

لشکر شاہی مین سے چاکن کے محاصرہ مین نوسو آدمی زخمی وکشتہ ہوئے جن سے

شائستہ خان کو تحقیق ہوگیا کہ قلعون کا فتح کرنا آسان نہین ہی۔ عالمگیران قلعون کی فتح کو بڑی بات نہین سمجھتا تھا اور مرہٹون کو ذلیل و حقیر دشمن جانتا تھا۔ بادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ مہاراجہ جودہ پور کو بھی امیر الامرا کی کمک کے لئے مقرر کیا تھا مگر وہ پونہ کی حوالی مین بڑی فوج کی ساتھ بیکار پڑا رہا۔ اور نیتاجی پالکر دوبارہ احمد نگر اور اورنگ آباد کے حوالی کو تاخت و تاراج کرتا رہا۔ لشکر شاہی اسکی مزاحمت کے لئے بھیجا گیا اس نے مخالفون کے کچھ آدمی مارے اور نیتاجی خود زخمی ہوا مگر رستم زمان سپہ سالار بیجاپور اسکو بچا کر لے گیا۔

خافی خان کا باپ امیر الامرا کی خدمت مین تھا اوسکی زبانی سنکر وہ یہ لکھتا ہے کہ امیر الامرا نے ان قلعون اور معمور آبادیون پر لشکر کشی کی جو سیواجی کے قبضہ مین آئی تھے اور انمین سے اکثر اپنی شمشیر و تدبیر سے فتح کئے اسکے بعد قصد پورنہ مین گیا اور اس حویلی مین اترا جو سیواجی کی بنائی ہوئی تھی سیواجی کے پکڑنے کے لئے جابجا فوجین مقرر کین اور ان دنون مین ایسا بندوبست کیا کہ کوئی شخص خاصکر مرہٹہ سوائے نوکر کے مسلح بلکہ غیر مسلح بدون دستک کے شہر و لشکر مین نہین داخل ہوسکتا اور مرہٹہ سائیس تک نوکر نہ رکھا جاتا تھا سیواجی ایسا مغلوب و پیر اس ہوا تھا کہ دشوار گذار پہاڑون مین ہر ہفتہ وماہ بسر کرتا تھا۔ ایک دن مرہٹون کی ایک جماعت جو سیادون مین نوکر تھی کوتوال کے پاس آئی اور دو سو مرہٹون کی دستک لی جو ایک غیر معلوم برات کے ہمراہی بنائے اور ایک امرد لڑکے کو دولہا بنا کے ڈھول و نقارے بجاتے ہوئے اول شب مین شہر مین لائے اس دن آخر روز مین یہ مشہور کرکے کہ ایک تھانہ مین غنیم کے آدمیون مین سے ایک جماعت دستگیر ہوئی اسکو پکڑے ہوئے اور اس کے ہاتھ پیٹھ کے پیچھے باندھے ہوئے ننگے پیر اور ایک دوسری جماعت رسیون کے سرون کو پکڑے ہوئے اور گالیان دیتے ہوئے اور مارتے ہوئے چوکی کے آگے سے لیجاکر شہر مین داخل کی۔ سب اس محلہ اور مکان مین جو انھون نے اپنے مجمع کے لئے قرار

سیواجی کا امیر الامرا کو دغا سے زخمی کرنا

دیا تھا فراہم ہو کر مسلح ہو گئے۔ جب آدھی رات کی نوبت بجی ایک جماعت باورچیخانہ کی طرف سے آئی جو محل سرا کے دیوار کے متصل تھی دیوار اور خواص پورہ کے مابین ایک چھوٹا دریچہ تھا جو گل و خشت سے مسدود تھا اور اس جماعت کو وہ معلوم تھا روزون کے دن تھے۔ سحری کے پکانے کے لئے چند باورچی جاگتے تھے۔ باقی سب آدمی سوتے تھے۔ غرض دشمن اس راہ سے جسکو وہ جانتے تھے سر پر آن پہنچے جس کسی کو بیدار پایا اسکو موت کے خواب سے آشنا کیا۔ اور جو بستر خواب پر لیٹا تھا اسکو ایسا سلایا کہ پھر نہ جاگا کچھ غل غپاڑہ نہ ہونے دیا اور جلد دریچہ کو توڑ کر محل کیطرف مشغول ہوئے۔ کلنگ کی صدا نے اور کشتون کی غرش نے ایک مریض کو بیدار کیا جسکا حجرہ باورچی خانہ کی دیوار کے عقب میں تھا وہ دوڑا ہوا امیر الامراء پاس گیا اور اس آشوب سے مطلع کیا۔ امیر الامرا نے از روے اعتراض کہا کہ سحری پکانے اور دیگدانون کے درست کرنے کے لئے باورچی اٹھے ہونگے یہ غل انکا ہوگا کہ سہیلیان پے ہم دریچہ کے پھوڑنے کی خبر لائین۔ امیر الامرا سراسیمہ وار تیر و کمان و برچھی ہاتھ میں لیکر رخت خواب سے اٹھا اس ضمن میں چند مرہٹے روبرو آئے پانی کا حوض بیچ میں حائل تھا امیر الامراء نے ایک مرہٹہ کے تیر مارا۔ اسنے آن کر امیر الامراء کے تلوار لگائی۔ کہ دایان انگوٹھا کٹ گیا۔ دو مرہٹے حوض میں تیر کر آئے۔ ایک کو امیر الامراء نے برچھی سے مارا اس آشوب میں لونڈیان شائستہ خان کو ہاتھون ہاتھ اٹھا کر محفوظ جگہ میں لے گئین۔ مرہٹون کی جماعت چوکی خانہ پر غالب گئی اور جو خفتہ و بیدار اُن کو ملا اسکو زیر تیغ کیا اور یہ کہا کہ چوکی ایسی ہی دیا کرتے ہین اور چند نفر اپنے نقارخانہ میں بھیجکر امیر الامراء کی طرف سے پیغام دیا کہ نوبت خوب بجائین۔ نقارخانہ کی آواز ایسی بلند ہوئی کہ ایک دوسرے کی کوئی نہین سنتا تھا۔ انہون نے داروگیر کی آواز اور زیادہ بلند کی اور دروازون کو بند کر دیا۔ اس حالت میں ابوالفتح خان پسر شائستہ خان ایک نوخط شجاع تھا خبر پاکر آیا۔ دو تین آدمیون کو مار کر خود مارا گیا۔ امیر الامراء کے محل کے

پیچھے ایک عمدہ جماعہ دار رہتا تھا اُسنے اندر کا آشوب سُنکر اور باہر بندوبست دیکھکر
رسیون مین اپنے تئین لشکایا اور دیوار سے نیچے آیا۔ وہ کچھ امیر الامرا سے عمر و اعضا
مین مشابہت رکھتا تھا۔ مخالفون نے اسکو امیر الامرا سمجھکر اسکا سر کاٹ لیا اور امیر الامرا
کی حرم مین سے ایک کو بالکل مار ڈالا۔ دوسری کو زخمی کیا۔ گھر کی مال و مالیت سے تاراج
مین نہین مصروف ہوئے جلد اس گھر سے نکل آئے۔ پھر صبح کو راجہ جسونت سنگھ کہ عمدہ لوگی
تھا امیر الامرا پاس معذرت کرنے اور حال پوچھنے گیا تو امیر الامرا نے یہ کہا کہ مین نے
تو یہ جانا تھا کہ تمہارا جہ کاروبار شاہی مین کام آگئے کہ ہم کو یہ چشم زخم پہنچا۔ جب
بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو امیر الامرا کو صوبہ داری دکن سے بھگا کر بدل دیا اور
شاہزادہ محمد معظم کو اسکی جگہ مقرر کیا اور راجہ جسونت سنگھ کو بدستور شاہزادہ کا کمکی مقرر کیا۔
کرنیل ڈف اس واقعہ کو مرہٹون کی کتابون سے اس طرح بیان کرتے ہین کہ سیواجی نے
امیر الامرا کے حیران کرنے کے واسطے دو برہمن بھیجے کہ وہ شہر مین داخل ہونے کی تدبیر
کرین جب سیواجی نے اپنا سامان تیار کرلیا تو وہ سنگڑھ سے سرشام اپریل کے
مہینے مین بہت سا لشکر لیکر چلا اور سیاہ کی ٹولیان بناکر پونہ کی راہون مین بھگا
گیا۔ بسی جی گنگ تانتاجی۔ بالوس رائے اور پچیس ہزار پیادے شہر مین داخل ہوئے
خان کا ایک نوکر مرہٹہ تھا اسکو جاسوسون نے گانٹھا۔ اُسنے برات کا بہانہ بناکے برات
ساتھ نقارہ بجانے اور مسلح آدمیون کو دولہا کے ساتھ لانے کی دستک حاصل کی پونہ بھلا
شہر تھا اسکے گرد فصیل نہ تھی سیواجی اپنے ہمراہیون کے جاسوسون کی تدبیر سے شہر
مین برات کے اندر داخل ہوگیا اور جب چھاپ ہوگئی تو سیواجی اپنے ہمراہیون کو
لیکر جو خان کے محل کے سب داخل سے واقف تھے بورچی خانہ کی طرف آیا۔ جہان ایک
کھڑکی کو کچا بھاگا ہوا تھا۔ یہ سب اس راہ سے داخل ہوئے۔ خان کی کچھ رشتہ دار
عورتین بیدار ہوئین اور انہون نے جاکر امیر الامرا کو جگایا تاکہ باہر جانے کے لیئے۔ ایک کھڑکی
سے کود کر باہر جاتا تھا کہ ایک تلوار اوس کے لگی — جسسے ایک انگلی اڑگئی۔ وہ تو

سیواجی کے اور امیر الامرا کے ہمراہیون کی طرف سے لڑنے کا بیان کرتے ہین

تو اپنی خوش نصیبی سے بچ گیا مگر اسکا بیٹا ابو الفتح خان اور کثیر فوج کے سپاہی مارے گئے۔
سیواجی اور اسکے آدمیوں نے بے مزاحمت اپنی سپاہ کے ٹولیوں کو لیکر سنگڑہ کی راہ لی
جب وہ تین چار میل چلے تو انہوں نے مشعلیں روشن کیں جو پہلے سے تیار تھیں تاکہ مخالف انکی
تعداد کی کثرت کے دھوکے میں آجائے اور جان لے کہ وہ لڑنے کو تیار ہیں اس طرح
اپنے تئیں لشکر شاہی کو دکھا کر قلعہ میں داخل ہوئے۔
اس معرکہ کو مرہٹے جس فخر سے بیان کرتے ہیں کسی اور معرکہ کو نہیں بیان کرتے سیواجی کا
سب سے بڑا کارنامہ اس کام کو سمجھتے ہیں۔ یہ واقعہ ۱۰۷۳ھ کا ہے۔
دوسری روز صبح کو بادشاہ کے سواروں کا دستہ سنگڑہ کے نیچے نقارہ بجاتا ہوا اور تلوار
چمکاتا ہوا آیا۔ مگر اسکا نیتاجی پالکر نے شکست دی یہ پہلی دفعہ تھی کہ بادشاہی سواروں
نے مرہٹوں کے سواروں سے ہزیمت پائی۔

واقعات سال ہفتم ۱۰۷۴ھ ۱۶۶۴ء

دستور کے موافق ساتویں سال کا جشن غرہ شوال کو ہوا۔ بعمر وزن قمری ۲۱ ذی قعدہ
کو ہوا عمر کا اٹھائیسواں سال شروع ہوا۔
سنہ جلوس میں بخارا کا ایلچی خواجہ احمد آیا تھا اور نامہ اور تحائف لایا تھا۔ اسکے جواب
میں بادشاہ نے مصطفےٰ خان کے ہاتھ نامہ اور ڈیڑھ لاکھ روپئے کے تحفے والی بخارا بھیجے
کئے۔ محمد قلی خان والی بلخ نے ابراہیم کو اپنا سفیر بنا کے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان محمد کو
نامہ اور ایک لاکھ روپئے کے تحائف بھیجے۔
سیواجی کی عادت تھی کہ وہ دکھاتا کچھ تھا اور کرتا کچھ تھا ڈالتا کچھ تھا اور نکالتا کچھ تھا
کچھ اپنے ارادوں کی جھوٹی خبریں اڑایا کرتا تھا اسنے کلیان کے قریب ایک سپاہ اور بھنڈ کے
پاس دوسری سپاہ جمع کی اور یہ شہرت دی کہ میں بسائین اور چول میں پرتگیزوں سے لڑنے
یا سیدی کو پامال کرنے جاؤنگا لیکن اسکا اصلی ارادہ سورت کے لوٹنے کا تھا جو اس زمانہ
میں ہندوستان کے دولتمند شہروں میں سے ایک تھا۔ بائی ہر جی ناگ نایک بڑا جاگیر

سیواجی کا سورت کا لوٹنا۔

اسکا نوکر تھا وہ سورت مین تاک لگا رہا تھا اور سامان غارت گری تیار کر رہا تھا۔
سیواجی نے یہ بہانہ بنایا کہ مین ناسک مین مندر کی جاترا کو جاتا ہون لوگون نے اسکو
سچ جانا مگر اُس نے چار ہزار سوار لیجا کر سورت کو لوٹنا شروع کیا۔ چھ دن مین اسکو
بہت دولت ہاتھ آئی جسکو وہ رائے گڈھ مین لے گیا جو آیندہ اسکی دارالحکومت بنا
سورت کی لوٹ کی دولت بہت تھی اور اور زیادہ ہوتی اگر وہ جی اور انگریز اسکی
مزاحمت نہ کرتے اور انکی کوٹھیون کا مال اسکو ہاتھ لگ جاتا۔ انگریزون نے اپنا ہی مال
نہین بچایا۔ بلکہ اہل شہر کے مال کے بھی بہت حفاظت کی جسکا صلہ اورنگ زیب نے یہ
دیا کہ ان کے اسباب کے محصول کا ایک حصہ ہمیشہ کے لئے معاف کر دیا۔

شاہ جی کی سناونی آئی وہ شکار کھیلنے گیا تھا کہ گھوڑے سے گر کر مر گیا اس نے اپنی زندگی
مین اس جاگیر کا جو بیجاپور سے ملی تھی خوب انتظام کیا تھا۔ اسپر قلعہ راتی اور پورٹ
نووا اور ولایت تنجور کا اضافہ کیا تھا۔ وہ علی عادل شاہ کا مطیع تھا جو اُسنے مفتوحہ
ملک کو اس پاس ہنی دیا۔ باپ کے مرنے پر سیواجی اور بھی کھل کھیلا۔ رائے گڈھ مین اپنی
ریاست کا انتظام کیا اور اپنے نام پر راجگی کا طرہ لگایا اور روپیہ اشرفی پر اپنا سکہ
نیتاجی پالکر برسات کے شروع مین دستور کے موافق سب جگہ فتحیاب ہو کر آیا
سیواجی کا بیڑا بھی بہت جہازون کے گرفتار کرنے مین کامیاب ہوا۔ بادشاہی جہاز
جو مخا کو جاتے تھے انکو گرفتار کر لیا اور دولتمند حاجی جو اُنمین بیٹھے تھے گرفتار کر لئے
عالمگیر نامہ مین لکھا ہے کہ سیواجی کی ولایت ساحل دریای شور کے نزدیک تھی اور چند
بندر اُسکے تصرف مین تھے اہل ملیبار کی طرح اُسنے دزدی و رہزنی شروع کی
کشتی نشینون کو لوٹتا مارتا جب اسکے بندر مین کسی کشتی پر دریا مین فتور آجاتا تو اسکو
وہ پکڑ لیتا۔ ان دنون مین ایک بڑا جہاز جس مین طوائف تجار بڑا مال اسباب لئے
آتے تھے وہ طوفان مین آیا تو سیواجی نے اسپر قبضہ کیا اور تمام اسکے غریبون کا
مال متاع چھین لیا اور مال کے مالکون کو جو اکثر مسلمان تھے مقید و محبوس کیا۔

شاہ جی کا مرنا۔

اور انکو ضرر و آزار پہنچایا۔ اور جب تک انہون نے اپنے گھر سے اپنا بقیہ ثروت و بضاعت منگا کر ادسکو نہ دیا انکو شکنجہ تعب مین گرفتار رکھا۔ سیواجی نے اگست کے مہینے مین خود جاکر احمد نگر کی پیٹھ کو لوٹا اور حوالی اور نگ آباد تک لوٹتا چلا گیا جب وہ اس طرح غیر حاضر ہوا تو بیجاپور کی سپاہ نے پنالہ مین دو بڑے سپہ سالارون کے ماتحت تھی صلح کو توڑ کر ملک کون کان کی فتح مین سخت کوشش کی اور کئی مقامون کو دوبارہ لے لیا۔ انگریزون کے نوشتون سے معلوم ہوتا ہے کہ سیواجی ہر جگہ لڑائی کے موقع پر بڑے لشکر کے ساتھ موجود ہوجاتا تھا اسنے ان دونون سپہ سالارون کو لڑکر شکست دی اور انکے بہت آدمیون کو مارا۔ سیواجی نگر مین اس خیال سے آگیا کہ لشکر شاہی کی حرکت کو دیکھے۔ جنیر کی طرف اس لشکر کا بڑا زور تھا۔ مگر اسنے یہ دیکھ کر کہ لشکر شاہی حملہ آوری نہین کریگا تو اُس نے اپنے کچھ سوارون کو دریاے کرشنا کے جنوب مین ملک بیجاپور کی لوٹ کے لئے بھیجدیا۔ اسنے ایسی تیاری کی جسنے یقین ہوتا تھا کہ وہ لشکر شاہی پر حملہ کریگا۔ اُس کی شہرت ہوئی تو اُسنے محض ایک بڑا بیڑا جمع کیا اور مالون سے جہاز مین سوار ہوا اور گوا سے ۱۳۰ میل پر دولت مند شہر بایسی لور مین اُترا اور گوکرن مین چار ہزار آدمیون کے ساتھ جہاز مین سوار ہوکر آگیا۔ اب تحقیق ہوگیا تھا کہ وہ اپنی دارالحکومت مین نہین ہے۔ اسنے بڑے کا بڑا حصہ دور کیا اور ہمایہ مین ایک مندر مین پوجا کرنے گیا اسنے اپنی سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور کل ملک پر تاخت و تاراج کی اور تجارت کے بڑے دولتمند شہرون سے خوب لوٹ ہاتھ لگی۔ یہ لوٹ مار کرکے وہ اکٹھا رائے گڈھ کو چلا آیا۔

اس سفر مین ایسی تیز ہوا چلی کہ سیواجی کا جہاز ساحل سے دور ہوگیا اور شمال مغربی ہوا نے اسکو بہت دنون تک مراجعت نہ کرنے دی اس سے اسکو یہ وہم ہوا کہ سمندر مین ہندوؤن کو سوار ہونا مذہبًا منع ہے اس لئے یہ آفت اسپر بھوانی کی کرودھ سے

آئی ہے اسلئے پھر وہ جہاز مین نہین سوار ہوا۔
بادشاہ کی طرف سے جہاراجہ جسونت سنگہ سیوا جی کے استیصال کے لئے مقرر ہوا تھا
اسنے اسکی ولایت مین جاکر بعض قلعون کے محاصرہ مین قیام کیا اور ولایت
کی تخریب اور قلعون کی تسخیر مین اسنے بہت کوشش کی مگر اسکا اثر وہ نہ مرتب ہوا جو
بادشاہ چاہتا تھا اور سیوا جی کا کوئی بڑا قلعہ اسنے نہ فتح کیا اور مہم کو طول اور
امتداد ہوا۔ اسلئے بادشاہ نے ارادہ کیا کہ اسکو بلالے اور راجہ جیسنگہ کو چودہ
ہزار سپاہ کے ساتھ سیوا جی کی گوشمالی کے لئے روانہ کیا اور دلیر خان کو جو اپنی
یتوال مین تھا لکھا کہ راجہ سے ملکر انگریزی مورخ اس واقعہ کو اسطرح بیان کرتے
ہین کہ عالمگیر سیوا جی کو حقارتاً موش کوہی کہا کرتا تھا (دبی ہاں چوہے سے کا بن
کتروانی ہے) جب اس چوہے کے پکڑنے پر اتنی دیر لگا تو اسکو اپنی عادت کی موافق
افسرون پر شبہ پیدا ہوا۔ خود دکن جا نہین سکتا تھا۔ سلطنت کو غضب کیا تھا
باپنے زندہ تھا اسلئے اس نے اپنی سپاہ کثیر و دو سپہ سالارون کو روانہ کیا جنمین سے ایک
راجپوت راجہ جیسنگہ اور دوسرا افغان دلیر خان تھے یہ دونو پہلے داراشکوہ کے
طرفدار ہوکر اورنگ زیب سے لڑ چکے تھے اسلئے وہ انکا پورا اعتبار نہین کرتا تھا
اسلئے ان دونون کو بہت دور دکن مین بھیجا۔ جہان بادشاہ کے جانے والے
بہت اور ان دونو کے واقف کار کم تھے۔ یون دلیر خان کی قوم کے افغان بادشاہ
کے بہت ملازم تھے اسکے بہکانے سے ان کے بگڑنے کا بھی خوف کم ہو گیا اس بیان کی
صداقت پر مسلمانون کی تاریخین شہادت نہین دیتین۔

سیوا جی کی گوشمالی کے لئے راجہ جیسنگہ کا مقرر ہونا

واقعات سال ہشتم ۱۰۷۵ھ ۱۶۶۴ء

غرہ شوال کو سال ہشتم جلوس کا جشن ہوا اور ۱۲ شوال کو وزن قمری ہوا اور
عمر کا انچاسوان سال شروع ہوا۔
۱۹ ربیع الثانی سالگذشتہ کو سیوا جی کی فتنہ کے دفع کرنے کے لئے راجہ جیسنگہ

مقرر ہوا تھا وہ ۱۴ شعبان سال گذشتہ کو اورنگ آباد مین شاہزادہ محمد معظم کی خدمت
مین آیا اور شاہزادہ سے رخصت ہوکر ۲۲ کو پونہ مین آیا۔ جہان مہاراجہ
جسونت سنگھ مقیم تھا وہ بادشاہ کے حکم سے بادشاہ کی خدمت مین روانہ ہوا۔
راجہ جیسنگھ نے یہان ٹھہر کر افغانون کا یہ انتظام کیا کہ قطب الدین خان کو سات ہزار
سوارون کے ساتھ جنیر بھیجا کہ وہان دشمن کی خبر رکھے اور قلعہ لوہ گڈھ کے روبرو
تھانہ بٹھا کے تین ہزار سوار وہان مقرر کرے اور قلعہ ارندرگ کے روبرو ایک اور
تھانہ مقرر کرے اور وہان شائستہ فوج متعین کرے اور باقی لشکر کے ساتھ
الجہاد و دین سوار ہو کر خبرداری اور ہوشیاری کرے اول راجہ نے قلعہ پورندھر اور
رودل (رودمل) کی فتح کا ارادہ کیا۔ ۷ رمضان کو وہ سالور کی طرف گیا جسکے قریب
دونو قلعے پہاڑ پر تھے موضع پونی مین تھانہ قائم کیا اور رایا اور جسونت رائے کو تین سو
سوارون اور تین سو بندوقچی پیادون کے ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ غرض راجہ
نے تمام کوتلیون کو جا بجا ملک کی تاخت و قلعون کی تسخیر کے لئے رخصت کیا اور
خود قلعہ پورندھر و رودمال کے مفتوح کرنے کے لئے روانہ ہوا۔ یہ نظام الملک کے
مشہور قلعے حاکم نشین تھے اور دونو متصل تھے اور دلیر خان کو مقدمۃ الجیش کیا۔
دشمن کی سپاہ اطراف سے جہان نمودار ہوئی وہان دلیر خان لڑتا ہوا آگے
جاتا تھا دشمن اس سے جنگ بگریز اور ستیز با فرار کرتے وہ انکے بہت آدمیون کو
مارتا اور عیال کو اسیر کرتا اور مال کو لوٹتا۔ اس طرح مارتا دھاڑتا دونو قلعون سے ایسے
فاصلہ پر آیا کہ وہان سے گولہ قلعہ مین پہنچ سکتا تھا اور دونو قلعون کے محاصرہ مین مشغول ہوا
دونو قلعون کے قلعہ نشین مجمو ہو کر قلعہ داری کی شرط بجا لائے اور توپ و زبان آلات
آتشبازی خوب چلائے۔ راجہ کے آنے سے چند روز پہلے افغان ناگاہ یورش کے لئے
کمرگاہ قلعہ مین پہنچے اور دونو پہاڑون کے نیچے کی باری مین آگ لگا دی اور تاخت و تاراج
کیا۔ دشمنون نے بھی قلعہ سے نکل کر مورچالون پر حملہ کرنے مین اور کوہ کے اوپر سے توپ

مارنے اور پتھر اور اقسام آتشبازی کے پھینکنے مین کوتاہی نہین کی۔ راجہ جیسنگھ بھی
مع اپنے بیٹے کیسر سنگھ کے آن پہنچا اور محاصرہ کی طرف سے پے در پے یورشین کین اور اطراف
کو تاخت و تاراج کیا اگر انکی تفصیل کی جائے تو تطویل ہو مجھور ون پر عرصہ تنگ ہوا لشکر
شاہی باوجودیکہ اسپر ٹوٹتے سے توپ و تفنگ مارتے اور آتشباز جھوڑتے تھے۔ مگر وہ
اپنے موچالون کو آگے بڑھاتا چلا جاتا تھا جب ایک طرف کا برج بارود سے اڑایا تو بنائے
کوہ و قلعہ نشینون مین تزلزل پیدا ہوا۔ قلعہ کشا بہادرون نے حملہ کیا اور کوٹ کے اوپر چڑھ آئے
مجھورون نے جان کی امان کا پیام دیا۔ راجہ نے ایسے عہد کیا کہ جان کو ضرر نہین پہنچایا جائیگا
دو قلعون کے قلعہ دار دلیر خان سے ملاقی ہوئے اسنے انکو خلعت دیا۔ دلیر خان نے دو قلعہ دار
راجہ پاس بھیجدیئے۔ راجہ نے ان سب کے ہتھیار لیکر رخصت کیا۔ اور قلعون کو پادشاہی تصرف
مین کرلیا۔ اس تردد اور یورش مین اسی سوار اور ایک جماعت پیادون اور عملہ قلعہ گیری کی
کام مین آئی۔ اور سو سے زیادہ آدمی زخمی ہوئے۔ یہ تو خافی خان کا بیان ہے۔ عالمگیرنامہ مین
ہر ایک امر کو بہت تفصیل سے لکھا ہے اسسے یہ معلوم ہوتا ہے کہ ایک برج کے اڑنے سے قلعہ
رودرمال کا قبضہ مین آیا۔ مگر قلعہ پورندھر پر قبضہ نہین ہوا۔ کرنیل ڈف صاحب
اپنی تاریخ مرہٹہ مین لکھتے ہین کہ کوہ پورندھر کا سب سے بلند مقام تیرہ سو فیٹ بلند نیچے کے سطح
سے تھا اسپر دو قلعہ تھے ایک بالا دوسرا پائین جو پہاڑ کی چوٹی سے تین سو سی چار سو فیٹ
تک نیچے واقع تھے۔ اس قلعہ مین باجی پرو دیس پانڈے مہر حوالدار تھا اور مادلی
قلعہ کے اندر تھے وہ دشمن کی پیش قدمی کے روکنے کے واسطے ہر مقام پر خوب لڑا مگر
دلیر خان نے ایک برج اڑا کر قلعہ پائین لیا محصورین نے اکثر قلعہ سے باہر آنکر حملے کئے اور
مکرر نقب نون کو بھگایا۔ مگر وہ آخر کو اپنی پناہگاہ مین مقیم ہوگئے اور انہون نے برج اڑاکر
نیچے کا قلعہ لے لیا اور اسکے محصورین اوپر کے قلعہ مین چلے گئے کہ لشکر شاہی نیچے کے قلعہ مین جا
گھرون کی لوٹ مین پڑا۔ اوپر کے قلعہ والون نے انپر آگ برسا کر بھون دیا۔ کچھ انمین سے
کونون مین چھپے۔ کچھ باہر جاکر اپنی پناہگاہ مین گئے۔ اس وقت مادلی اپنے سردار کو لیکر

شمشیر برہنہ مغلون پر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور پہاڑ سے نیچے اتار دیا۔
دلیر خان ہاتھی پر بیٹھا ہوا اپنے آدمیون کو دیکھ رہا تھا کہ کس طرح قدم بڑھاتے چلے جاتے
ہین۔ جب اسنے اپنے آدمیون کو بھاگتے ہوئے دیکھا تو اسنے اپنی کمان کو خمیدہ کرکے
بیٹھا نون کے ایک گروہ کو اپنے پاس بلایا اور آگے بڑھنے کا حکم دیا اور بھگوڑون کو
للکارا اور اپنا ہاتھی آگے بڑھایا مھصورین مرہٹون کی طرح فتحیابی سے مغرور ہوکر
دلیر خان کے آدمیون کے قریب آگئے اور سخت کوشش افغان بھی مادلیون کی تلوار سے
چکرائے۔ مگر دلیر خان نے انکے سردار کو اپنے تیر کا نشانہ بناکر مار ڈالا۔ سردار کے مرتے
ہی سارے مرہٹے ایسے بھاگے کہ انہون نے قلعہ بالا پر جاکر دم لیا۔ لشکر شاہی نے نیچے کا
قلعہ پھر لے لیا مگر اوپر کے قلعہ کی آتش فشانی سے مجبور ہوکر پھر اسے چھوڑ دیا دلیر خان
نے یہ ناکامی دیکھ کر جانا کہ شمالی طرف پر فتحیابی نہین ہوسکتی تو اس نے جرگدہ (رومبل)
جو ایک چھوٹا سا قلعہ پورندھر کے شمال مشرقی گوشہ مین تھا اور اسکے بڑے حصہ پر مرہٹے
تھا۔ فتح کرلیا اور اس مین توپ خانہ اوپر کے قلعہ کے توڑنے کے لئے لگا دیا مگر مینہ برسنے
لگا۔ اسلئے یہ کام ٹھنڈا ہوگیا۔ لشکر شاہی کا توپخانہ بڑا خراب تھا گو اس نے برابر گرگ
برسائی۔ مگر قلعہ پر اسکا اثر کچھ نہ ہوا مھصورین ایسے تنگ ہوئے کہ انہون نے سیواجی کو اطلاع
دی کہ اب ہم قلعہ مین نہین ٹھیر سکتے۔ انہون نے قلعہ خالی کردیا ہوتا اگر سیواجی انکو یہ نہین لکھتے
کہ وہ جب تک قلعہ کی حفاظت مین کوشش کرین کہ انکو وہ چلے آنے کے لیئے لکھے۔ مین
خافی خان لکھتا ہے کہ ان قلعون کی تسخیر کے بعد سات ہزار سوار بسرداری داؤد خان
اور راجہ رے سنگھ وغیرہ ولایت سیوا کی آباد ملک کی تاخت و تاراج کے لئے بھیجے گئے
سیواجی نے یہ ملک غصب کیا تھا۔ دونو طرف سے بڑی کوششین ہوئین پانچ مہینے تک لشکر
شاہی کو مقابلہ و محاربہ کا فرصت سے آرام نہ ملا۔ یہانتک کہ سیوا پورین جو سیواجی کا آباد
کیا ہوا ہے اور قلعہ کندانہ۔ وکنوار گڈھ مین اسنے آبادی کا نشان نہ چھوڑا مویشی
بیشمار ہاتھ آئے۔ مرہٹون کی ناگہان تاختون اور غمایان دستبردیون اور تاراج کی تلوار

شب خون سے اور سر راہ دشوار گذار راہوں کے بند کرنے سے اور جنگلوں کے جلانے سے جنمیں درخت
بھرے ہوئے تھے لشکر اسلام کی راہ تردد بند ہوئی اور لشکر پادشاہی کے آدمی اور چوپایہ بہت
تلف ہوئے۔ آخر کار دشمن شمار سے زیادہ مارے گئے اور مرہٹوں نے راہ فرار اختیار کی لشکر
شاہی نے متعدد باقی قلعے مفتوح کئے پھر قلعہ راج گڈھ پر جو سیواجی کا دار الحکومت تھا اور
گنداپہ جس میں اسکے ماوری قبیلے اور خویش تھے محاربہ و محاصرہ کی نوبت آئی۔ بہادران
قلعہ کشا نے محصورین کو تنگ کیا اور اُن کے بھاگنے کی راہ کو سب طرف سے ایسا بند کیا
کہ ہر چند انہوں نے چاہا کہ کوئی جگہ بنا کے قبائل کو یہاں سے نکال کر کسی دشوار گذار مکان
میں لے جائیں اور لشکر شاہی کو اُنکے تعاقب میں سرگردان کریں مگر یہ نہ کر سکے سیواجی نے
ارجا نا کہ اس مستقر الریاست کے ملجا و ماوا کے فتح ہونے کے بعد تمام مال و قبیلہ و عیال
اسکے پامال ہونگے اسلئے اُسنے چند نفر زبان فہم راجہ کے پاس بھیجے اور عفو تقصیرات و بعض باقی ماندہ
قلعوں کے سپرد کرنے کی اور راجہ سے ملاقات کرنے کی درخواست کی راجہ نے اسکی عیاری
اور مکاری پر نظر کر کے اغماض کیا اور یورش کے لئے پہلے سے زیادہ تاکید کی پھر خبر آئی کہ
سیوا قلعہ سے نیچے جریدہ آیا اور معتمد برہمن اُسکے آئے۔ انہوں نے شدید قسمیں کھائیں اور
نہایت عجز و زاری کی۔ راجہ نے ان شرایط پر صلح کو منظور کیا کہ جان و آبرو کی امان —
اس شرط سے دی جائیگی کہ وہ حضور شاہی میں جائے اور اطاعت و نوکری اس عہدہ پر
اختیار کرے کہ اسکو عمدہ منصب دیا جائے۔ اسکو ملاقات کے لئے آنے کا حکم دیا جب معلوم ہوا
کہ سیواجی کمال عجز سے قریب آگیا ہے تو راجہ نے منشی اُسکے استقبال کے لئے بھیجا
اور سلح راجپوت ساتھ کئے اور تاکید کی کہ اس مکار کے غدر سے خبردار رہیں۔ اور
اسکو پیغام دیا کہ اگر وہ صدق دل سے حلقۂ اطاعت کان میں ڈالیگا اور فدویت کا
عاشیہ کندھے پر رکھیگا اور قلعہ سپرد کریگا اور احکام حضور کی قبول میں سر افگندہ
ہوگا تو بادشاہ اسکی التماس کو قبول کریگا ورنہ اب بھی اسکو اجازت دیجاتی ہے
کہ اپنے مکان میں جاکر خاطر خواہ مہلت لیکر سر انجام جنگ میں مصروف ہو۔ اس

باب مین وہ اپنے تئین مختار جانے اس پیغام کے پہنچنے کے بعد اسنے انکسار و نیاز سے کہا
کہ مین یہ جانتا ہون کہ اطاعت و عبودیت مین جان بخشی و امان عرض و ناموس ہے۔
پھر راجہ نے اپنی عمدہ آدمی اسکے پاس بھیجکر اسکو اعزاز کے ساتھ اپنی پاس بلایا۔ راجہ کے پاس جب
سیواجی آیا تو اُسے گلے لگایا اور اپنے پاس بٹھایا سیواجی نے خجالت کے ساتھ دست بستہ
ہوکر کہا کہ مین بطریق ذلیل مجرم بندون کی طرح اس درگاہ مین آیا ہون اب جو آپکی
رائے ہو وہی رائے ہے خواہ بخشو خواہ مارو اور التماس کیا کہ بڑے بڑے نامی قلعون
کو ولایت کونکن کے ساتھ بندہای بادشاہی کے حوالہ کرتا ہون اور اپنے بیٹے کو حضور
کی خدمت کے لئے بندہای جان نثار کے جرگہ مین دیتا ہون اور خود امیدوار ہون
کہ ایک سال کی مہلت ملے پھر بادشاہ کی قدمبوسی کے بعد بندہای مطلق العنان کے
دستور کے موافق جو اپنی اقطاع و صوبجات مین رہ کر خدمت کرتے ہین مع اپنے
قبیلہ و عیال کے ایک دو چھوٹے قلعون مین رہونگا اور جس وقت اور جس جگہ کسی
بادشاہی عمدہ کار کے لئے حکم ہوگا۔ جان و مال سے حاضر ہونگا اور طریقہ جانفشانی
کی تقدیم کرونگا۔ راجہ نے اسکی تسلی کرکے دلیر خان پاس بھیجا اور محاصرہ سے سپاہ کے
اٹھا لینے کا حکم دیا۔ سات ہزار مرد و زن و اطفال قلعبند ہوئے تھے جنکو امن
دیا گیا اور وہ قلعہ سے باہر آئے۔ توپخانہ مع ذخیرہ و اسلحہ اور وہ چیزین کہ قلعہ کے
آدمی اپنی ساتھ نہ لے جاسکے سرکار مین ضبط ہوئی۔ اور قلعہ مین لشکر شاہی آیا۔ دلیر خان
نے سیواجی کو شمشیر و جمدھر مرصع و دو اسپ عربی مع ساز طلا اپنی طرف سے دلواکر
کپڑے اور اسکو راجہ کے پاس لایا۔ اسکا ہاتھ پکڑکر راجہ کے حوالہ کیا راجہ نے بھی اسکو خلعت
و اسپ و جیغہ و فیل عطا کیا اور از سر نو جان و آبرو کی امان کے عہد سے اسکا اطمینان
خاطر کیا سیواجی نے پختہ کاری سے ایک ساعت شمشیر باندھ کر پھر کھول ڈالی اور کہا کہ
مین بے سلاح کمربستہ ہوکر خدمت کرونگا۔ مدت سے سیواجی کے گرویدہ اور رجوع
لانے کا مذکور تھا راجہ نے حضور کو لکھا اور عفو تقصیرات کا فرمان طلب کیا۔ وہ

فرمان کا منتظر تھا کہ اتفاقات سے اسی روز کرز بردار مع فرمان اور خلعت بادشاہ کے پاس لے آئے۔ راجہ سیواجی کو استقبال و تسلیمات کے آداب بجالانے کے لئے ارشاد ہوا۔ سیواجی نے اسکے مطابق عمل کیا۔ تین کروہ سے پیادہ پا استقبال کیلئے دوڑا اور تقدیم آداب مین کوشش کی۔ جان بخشی کے فرمان و خطا بخشی کے خلعت پر بڑا فخر کیا۔ بادشاہی عنایات و فضل کے سرور سے جامہ مین پھولا نہ سمایا قیل و قال عذر تمیز کئے قلعون کے سپرد کرنے کی باب مین یہ قرار پایا کہ کل بتیس قلعون مین جنپر اسکا تصرف تھا ۱۲ قلعون کی کنجیان جو سابق و حال مین مفتوح ہوئے تھے۔ مع جمع محصول دس لاکھ ہون (چالیس لاکھ روپیہ کے) بادشاہی آدمیون کو حوالہ کرے اور بارہ چھوٹے قلعے کم حساب آدمیون کے تصرف مین رکھے اسکا آٹھ برس کا بیٹا بھا جسکے نام منصب پنجہزاری کا حضور سے عطا ہوا تھا افواج شائستہ کے ساتھ جبتک حضور مین وا نہ ہو راجہ کی خدمت کرے اور خود سیواجی مع اپنے عیال کے ان پہاڑون مین اپنے ملک پامال شدہ کی آبادی مین مشغول ہو اور جسوقت کسی کاروبار بادشاہی کے لئے طلب ہو تو حاضر ہو۔ رخصت کے وقت پھر سیواجی کو خلعت و اسپ و جیغہ و شمشیر و فیل دیا گیا اور ہتھیار باندھنے کی تکلیف دی۔ اسکے بیٹے کو پنجہزاری منصب کی تسلیمات کے لئے حکم دیا گیا۔

کرنیل ڈف نے قلعہ پورندھر کے محاصرہ کی نسبت جو لکھا ہے وہ ہمنے اوپر لکھا ہے۔ اب باقی حالات جو اس واقعہ کے لکھے ہین ہم اسے لکھتے ہین۔

جب جیسنگھ اورنگ آباد مین آیا ہے تو سیواجی ساحل سمندر لے گڈھ مین آیا اور اس نے اول دفعہ اپنے تمام ارکین کو مشورہ کے لئے جمع کیا۔ مینا جی پانکر جسکا فرض یہ تھا کہ وہ دشمنون کی حرکات کو دیکھتا رہتا وہ اپنے سوارون کے ساتھ دور چلا گیا۔ سیواجی نے کو اسکو معزول کرنا مصلحت ملکی کے خلاف جانا مگر اسکی اس خطا کو کبھی معاف نہین کیا۔ منوچی سے کیپٹ نقل کرتا ہے کہ مینا جی کو رشوت دی گئی تھی یہ امر نہ مرہٹون کی نہ مسلمانون کی تاریخ مین لکھا ہے) دشمن کی سپاہ جو تعاقب مین آئی اسکے دفع کرنے مین کارتوجی نے چستی و چالاکی دکھائی

مگر کسی خاص فتحیابی مین نہین اُس نے دشمن کی سپاہ کہی کو کئی دفعہ دانشمندی سی ہزیمت دی راجہ جینگہ کی بڑی ناموری ہے اور اسکی سپاہ کی شوکت و قوت نے اور اسکے ہمراہیون کی جرأت نے سیواجی کے دل مین ہیبت پیدا کی۔ دیبی بھوانی نے بھی اُسکو ڈرایا کہ وہ اس راجپوت اجیسے لڑنے مین کامیاب نہین ہوگا۔ اس وہم نے بھی اُسکو ستایا۔ گو ان باتون سے اسکا دل بالکل نہین بیٹھ گیا۔

ابتدا سے سیواجی راجہ جینگہ پاس اپنی پیغام سلام بھیجتا اور راجہ اسکی اطمینان خاطر کرتا تھا مگر وہ اپنے دشمن کی خصائل سے خوب واقف تھا اسلئے وہ اپنی لشکر کی تیاری مین تساہل نہین کرتا تھا سیواجی نے اپنی پہلی تدابیر پر عود کیا کہ شاہی اطاعت و خدمت کیجیے اور جو مُلک حاصل کیا ہے اس مین سے کچھ لے لیجے۔ اس خیال سی اُسنے رگھوناتھ پنت اور نیائے شاستری کو جے سنگہ پاس بھیجا جسنے اُنکی باتون کو سُنا اور جواب دیا۔ اور سیواجی کی عرضون کو مان لیا۔ مگر اسکو سیواجی کا اعتبار جبتک نہ ہوا کہ رگھوناتھ پنت نے راجہ کو یہ یقین دلایا کہ اس معاملہ مین سیواجی کا کوئی فریب نہین ہے۔ جینگہ نے کہا کہ سیواجی راجپوت کی بات کو پتھر کی لکیر سمجھ کر اپنا اطمینان خاطر رکھے کہ بادشاہ فقط اسکی تقصیر ہی نہین معاف کریگا بلکہ اعزاز و عنایات کریگا جب مصالحت کی یہ گفتگو ہو رہی تھی تو سیواجی راجگڈھ سے پرتاب گڈھ کو گیا اور یہان سے جولی معلوم نہین کہ کیون گیا۔ مگر ظاہرا اسطرح جانے مین اپنی راہ کو اپنی سپاہ سے چھپایا۔ جولائی ۱۶۶۵ء مین تھوڑی آدمیون کے ساتھ پہاڑ سے اُترا اور سیدھا راجہ کے لشکر گاہ مین چلا گیا اور وہان اپنے تئین سیواجی ظاہر کیا راجہ نے اپنا آدمی اسکے لانے کے لئے بھیجا جب وہ نزدیک آیا تو اسکے استقبال کے لئے خیمہ سے باہر آیا۔ اور اندر لیجاکر اسکو گلے لگایا اور پاس بٹھایا رگھوناتھ پنت نے جو باتین گھلا بھجوائی تھین اُن پر اُسکو اطمینان خاطر دلایا۔ سیواجی نے کچھ عجز و انکسار کی باتین بنائین۔ راجہ نے اسکو اپنے قرب کے خیمون مین اُترنے کے لئے رخصت کیا۔

دوسرے روز سیواجی دلیر خان سے ملنے گیا جو پورندھر کے محاصرہ مین لگا رہا تھا۔ اور

مصالحت مین وہ راز دار نہ تھا اسلئے وہ خفا ہو رہا تھا اُس نے دھمکایا کہ جب تک مین
پورندھر کا پیچھا نہین چھوڑونگا کہ اُسکے ایک ایک آدمی کو نہ مارلونگا۔ مگر یہ خالی
دھمکی ہی دھمکی تھی سیواجی نے خود قلعہ کی کنجیان اُسکو حوالہ کین اور کہا کہ میرے
قلعے اور ملک آپ ہی کے ہین۔ مین تقصیر کی معافی چاہتا ہون۔ تجربہ نے مجھے بتلا دیا
کہ ایسی سپاہ سے لڑنا بیوقوفی ہی کہ جسکے سپاہیون سے اور نگ زیب کو فخر ہو۔ مجھے امید ہے
کہ مین پادشاہی ملازمون مین داخل ہونگا۔

جب سیواجی لشکر شاہی مین آیا تو لڑائی موقوف ہوئی اور کئی دفعہ صلاح و مشورہ
ہوکر ان شرائط پر صلح ہوگئی بشرطیکہ پادشاہ انکو منظور کرے جے سنگھ اسکا ضامن
تھا جسکے بغیر سیواجی اپنے تئین لشکر شاہی مین امن نہین جانتا تھا اوّل دفعہ یہ تھی کہ
سیواجی نے جو قلعے یا ملک پادشاہی تسخیر کئے تھے انکو وہ چھوڑتا ہے ۳۲ قلعے جو
ملک نظام شاہی مین اُسنے فتح کئے تھے۔ یا خود بنائی تھے انمین سے بیس قلعے کو حوالہ کرے
جنمین پورندھر اور سنگھڑ بھی تھے اور جو ملک ان قلعون سے متعلق تھے وہ بھی حوالہ کیا
بارہ قلعے جو اُسنے اپنے پاس رکھے انکے نام یہ ہین (۱) راجگڈھ (۲) تورنا (۳)
راے ری (۴) راے گدھ (۵) کنگاہ (۶) مہر گڈھ (۷) بالاگڈھ (۸) گوسالیہ
(۹) ایرواری (۱۰) بالی (۱۱) بھورپ (۱۲) کنواری (۱۳) اودے درگ۔ ان
سب قلعون کے ملک کی جمع سالانہ ایک لاکھ ہون تھی اور باقی اور ملک جو اسکی جاگیر مین
پادشاہ کی طرف سے دیا گیا اس پاس تھا۔ دوم دفعہ اسکے آٹھ برس کے بیٹے نبی
سنبھاجی کو منصب پنجہزاری ملا۔ شرائط صلح مین ایک بڑی بات جو سیواجی نے چاہی
وہ یہ تھی کہ بیجاپور کے ممالک مقبوضہ سے کچھ خراج وصول کرے۔ غالبًا اس کی یہ
درخواست اس سبب سے تھی کہ وہ ملک نظام شاہی مین وراثت کا ادعا کرتا تھا اور
پادشاہ کو جو کچھ ملک اُس نے دیا تھا اُس کا معاوضہ
چاہتا تھا۔

گھاٹ پر بعض اضلاع تھے انکی مالگذاری پر چوتھ یعنی چوتھائی حصہ اور سردیس یعنی دسوان حصہ وہ خود حاصل کرنا چاہتا تھا اور اسکا اسکو ایسا شوق تھا کہ اسکے بلجانے پر وہ راضی تھا کہ تین لاکھ روپیہ سالانہ قسط کے حساب سے چالیس لاکھ روپیہ بطور پیشکش کے ادا کرے۔ مگر عالمگیر نے یہ شرط منظور نہین کی باقی شرائط صلح کی منظوری کا فرمان بھیجدیا۔

عالمگیر نامہ مین مقبوضہ ۳۴ قلعون کے نام یہ لکھے ہین (۱) پورندھر (۲) رودمال (رودرمحل) (۳) گندانہ (۴) کھنڈاکلہ (۵) لوہ گڈھ (۶) ایسا گڈھ (۷) پتکی (۸) تکونہ (۹) روہیڑہ (۱۰) نار درگ (۱۱) مامولی (۱۲) بھندار درگ (۱۳) پکس کھوں (۱۴) روپ گڈھ (۱۵) بکٹ گڈھ (۱۶) مورجن (۱۷) مانک گڈھ (۱۸) سروپ گڈھ (۱۹) ساگر گڈھ (۲۰) دوک گڈھ (۲۱) انکولہ (۲۲) سون گڈھ (۲۳) مان گڈھ۔ ۱۹ ذی الحجہ کو قلعہ پورندھر کی فتح ہونے کی اور سیواجی کے آنے کی کیفیت مہاراجہ جے سنگھ کی عرضداشت سے بادشاہ کو معلوم ہوئی تو اُسنے شادیانے بجوائے اور راجہ کو خلعت خاص شمشیر خاصہ وجاہ منصب سے سرافراز کیا اور اور امراکو۔ جو اس مہم مین شریک تھے نہال کردیا۔

شاہجہان کی عالمگیر کے وقت اورنگ زیب علی عادل شاہ کے درمیان جو معاملہ ہوا تھا وہ یاد ہوگا کہ علی عادل شاہ نے ایک کروڑ روپیہ پیشکش ادا کرنے کا وعدہ کیا تھا جب اورنگ زیب دکن سے چلا آیا۔ داراشکوہ شجاع کے ساتھ لڑائیون مین مصروف ہوا تو والی بیجاپور نے پیش کش کے بھیجنے مین تعلل اور تاخیر کی اور اپنی مملکت کو دلاوران لطائف الحیل و معذرتون مین گذاری۔ جب فرمان شاہی ادا پیش کش کی تاکید مین جاتا تو بیجا بہانے اور ناروا عذر بناتا۔ باوجودیکہ حکام ماضیہ کے اندوختے جمع تھے لیکن وہ اپنی ناداری بتاتا اور شرمساری دکھاتا۔ باوجود ان تقصیرات کے

سیواجی نے اسپر غلبہ و استیلا پایا اور اسنے بعض قلعون کو تنگ کیا جو اسکے قریب الجوار تھے۔ قریب تھا کہ وہ عظیم الشان قلعہ پنالہ کو فتح کر لیتا تو متواتر عادل خان نے عرائض بھیجین کہ سیواجی کا کسی طرح تسلط رفع ہو۔ اور مین اب پہلے اور حال کی پیش کش بھیجتا ہون پادشاہ نے سیواجی کو فرمان بھیجا جسمین بہت کچھ اسکو دھمکایا اور افواج دکن کو لکھ بھیجا کہ سیواجی کی تنبیہ و تادیب مین مصروف ہو سیواجی افواج شاہی کے مدافعت مین اور اپنی قلعون اور ولایت کی محنت مین مصروف ہوا۔ عادلخان اسکے شر سے محفوظ ہو گیا۔ لشکر شاہی کے سردارون کی سوء تدابیر سے اور کچھ اور موجبات و اسباب سے اس مہم مین امتداد ہوا۔ اور کچھ گڑبڑ مچ گئی۔ جب سیواجی اور زیادہ خیرہ ہو گیا تو پادشاہ نے عادلخان کو فرمان لکھا کہ وہ اپنی فوج سیواجی کے دفعہ کرنے کے لئے تعین کرے ایک طرف سے لشکر شاہی اسکے استیصال و دفع مین کوشش کرے اور دوسری طرف سے لشکر بیجاپور اسکا قلع و قمع کرے۔ عادل خان نے پادشاہ کے حکم سے سیواجی کی حدود مین کچھ لشکر تعین کیا جسنے ظاہر مین یہ معلوم ہوا کہ وہ پادشاہ کی اطاعت کرتا ہے لیکن حقیقت مین وہ سمجھتا تھا کہ سیواجی کے فساد کا مٹنا بالکل میری خرابی حال کا مقدمہ بنے گا۔ وہ یہی بہتر جانتا تھا کہ لشکر شاہی اور اہل بیجاپور کے درمیان سیواجی حائل رہے۔ اسلئے اس نے اپنی مصلحت کار کے لئے اسکے ساتھ یک دلی و موافقت کے نامہ پیام و عہود و مواثیق شروع کئے اور اسکے ساتھ متفق و ہمداستان ہوا اسکی امداد مین کوشش کی اور اقطاعات حوالہ کئے نقود اور اور ما یحتاج بھیجے اور قطب الملک والی گولکندہ کو اسکی مدد و کمک کے لئے آمادہ کیا کہ اسکو روپیہ بھیجے۔ اور باوجود اس کے پادشاہ کو بھی عرائض بھیجتا اور اپنے صدق عقیدت و رسوخ ارادت ظاہر کرتا۔ پادشاہ کو جب یہ سارا حال معلوم ہوا تو اسنے راجہ جیسنگھ کو حکم بھیجدیا کہ اب سیواجی کی مہم سے تم کو فراغت ہوئی سیواجی سے جو تم کو قلعے اور ولایتین ہاتھ آئین ہین انکا بندوبست کر کے بیجاپور کی ولایت کی تاخت و تاراج کرو اور بیجاپور کے نیچے

جاکر اسکا محاصرہ کرو۔ اور جو کچھ اس کے ملک سے ہاتھ آئے اُسے لے لو۔ کہ عادلخان خواب غفلت سے بیدار ہو۔

جب بادشاہ نے راجہ جیسنگھ پاس یہ فرمان بھیجا تو بادشاہ کو جشن وزن شمسی چہل و ہشتاد سال کے دن معلوم ہوا کہ عادل خان اپنے سوابق جرائم و تقصیرات کو دیکھ کر خواب غفلت سے بیدار ہوا۔ اور لشکر کے متعین ہونے سے اسکے دل مین خوف پیدا ہوا تو۔ ملا احمد نامیہ کو اپنے اصلاح کار و مراسم ندامت و اعتذار و تجدید مراتب قبول و قرار کے لئے راجہ جیسنگھ پاس بھیجا۔ یہ ملا عربستان کے شرفا مین سے تھا۔ وہ فضیلت و استعداد کے کمال سے آراستہ تھا۔ بحسب ظاہر تو سفارت کے لئے عادل شاہ کے پاس سے آیا تھا اور اصل مین اسکا ارادہ بادشاہ کے پاس جانے کا تھا اور اسکی نوازش و فضل و کرم کا امیدوار تھا۔ راجہ جیسنگھ نے جب بادشاہ کو اُسکے آنے کا اور اسکے ارادہ کا حال لکھا تو بادشاہ نے اسکو منصب شش ہزاری شش ہزار سوار سے سرافراز کیا اور اپنے پاس بلایا اور راجہ کو خفیہ کہلا بھیجا کہ جب وہ حضور مین آئیگا تو سعد اللہ خان کا خطاب پائیگا اور فراخور استعداد و عمدہ خدمت پر سرافراز ہوگا لیکن وہ بادشاہ پاس نہین پہنچنے پایا تھا کہ احمد نگر کی راہ ہی مین ہی سفر آخرت پیش آیا۔ بادشاہ نے اسکے بیٹے اسد اللہ کو بلایا اور جب وہ آیا تو منصب ہزاری پانصدی و خطاب اکرام خان سے سرافراز کیا۔

مرزبان تبت دلدن بخل سرکشون کے گروہ مین تھا اور کشمیر کے صوبہ دار سے رجوع نہین کرتا تھا اور بادشاہ کا سکہ و خطبہ جاری نہین کرتا تھا۔ بادشاہ نے سیف خان حاکم کشمیر کو حکم صادر کیا کہ کسی معتمد فہمیدہ کار کی معرفت اس پاس پیغام نصیحت آمیز بھیجے کہ وہ راہ ضلالت سے بازگشت کرے اور اطاعت قبول کرے اور خطبہ و سکہ شاہی جاری کرے اور مسجد اسلام بنائے اور کفر سے بازرہ کر شاہراہ ہدایت پر آئے۔ اور اسکو بادشاہی عنایت کا امیدوار کرے اگر وہ یہ باتین مانے

تو اسپر چڑھائی کرے اور اسکے مُلک کو پامال کرے اور اسی مضمون کا وعدہ و وعید
زیر فرمان دلدن بخجل مرزبان کے نام صادر کیا سیف خان نے حکم اور فرمان
بھیجنے کے بعد محمد شفیع ملازم شاہی کو فرمان مذکور دیکر تبت روانہ کیا۔ مرزبان نے
اس فرمان کو مستلزم اوّل تو فاسد فکر کئے لیکن آخر کو اپنی بہبود کار پادشاہ اسلام
حکم کی اطاعت مین جانی پہلے ہی جمعہ کو اہل شہر کو سواد تبت سے باہر جمع کیا۔
پادشاہ محی الدین محمد اورنگ زیب عالمگیر غازی کے نام کا خطبہ پڑھوایا اور خطیب کو
سر پر سونے چاندی کے پھول نچھاور کئے اور خلعت فاخرہ دیا اور مسجد بنائی جسکا نقش
اور دو ہزار اشرفیون اور نو ہزار روپیہ کے تازہ سکہ عالمگیری کے نام کے اور اس ولایت کے
تحفے حضور مین بھیجے۔ عرضہ داشت مع نذر فرمان کے جواب مین کمال رسوخیت و عبودیت
ظاہر کرکے محمد شفیع کے ہاتھ روانہ کی اور محمد شفیع اور اسکی ہمراہیون کی خدمتگاری شایستہ کی
سرزمین تبت مین اکثر ویرانہ اور لاحاصل دشت ہین کہ کشت و کار کے قابل نہین
اور انسے محصول کچھ نہین حاصل ہوتا لیکن طول مین سوائے بیجاپور کے کوئی صوبہ اسکو نہین پہنچتا۔
چار یا پانچ مہینے کی راہ ہے اور عرض اسکا بعض جگہ پانچ اور بعض جگہ ڈیڑھ مہینے کی
راہ ہے اور ہندوستان مین اسکی وسعت کی برابر کوئی صوبہ نہین ہے لیکن محصول اس کا
اسقدر کم ہے کہ اور صوبون کے ایک بڑے پرگنے سے حاصل کی برابر ہے اور کوئی مکان
لامنفع اسکی برابر نہ ہوگا۔ اسلئے کسی پادشاہ نے وہان خطبہ و سکہ جاری کرنے کا حکم
نہین کیا۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد معظم دکن سے آیا اور اپنا نونہال معزالدین
ہمراہ لایا۔ اسی سال مین شاہ جہان کا بھی انتقال ہوا۔ جسکا بیان ظفرنامہ مین مفصل کیا گیا

ولایت رنگ جو عبارت ولایت اراکان سے ہے بنگالہ کی سرحد سے متصل ہے
وہان ایک قوم گھہ رہتی ہے وہ فرصت و موقع دیکھکر نوارہ اور توپخانہ اور جمعیت
کو ساتھ لیکر سرحد بنگالہ پر آتے جو مواضع انکے سر راہ پڑتے اُنکے رہنے والون اور رعایا
کو ستاتے۔ اگرچہ ان ندی اور دریاؤن کے کنارہ پر جنمین انکی آمد و رفت ہوتی تھی

ولایت رنگ کے قوم گھہ کا بنگالہ کی سرحد پر فساد کرنا

حفاظت کے واسطے قلعے اور تھانے بنا دیئے گئے تھے اور کام کے آدمی وہان مقرر کر دیے تھے
اور ہمیشہ دریاؤن پر نوارہ پادشاہی سیر کرتا تھا اور انکی دستبردی کی خبر رکھتا تھا
مگر انکو رو بآپ پر حرب و پیکار مین کثرت مزاولت سے بڑا
ملکہ و مہارت ہی اور انکی جنگی کشتیان سامان توپخانہ و متانت و استحکام کے
اعتبار سے نوارہ بنگالہ پر مزیت رکھتی ہین اُن کی راہ جسارت بالکل مسدود تھی
جب انکو قابو ملتا تھا سواحل کی رعایا و رہنے والون پر وہ دست درازی کرتے۔ اور
اسکا مال اسباب لوٹ لیتے اور ہندو مسلمان زن و مرد کو قید کر کے لیجاتے اور بعضوقت
ولایت شاہی مین آن کر بڑی خرابی مچاتے۔ چنانچہ ایک دفعہ وہ جہانگیر نگر مین بہت لوٹ مار
کر کے بہت آدمیون کو قید کر کے لے گئے تھے۔ جب عالمگیر کو معلوم ہوا کہ انکا نوارہ سرحد
بنگالہ پر آگیا ہے تو اُسنے صوبہ بنگالہ کے سپہ ارشائستہ خان کو حکم بھیجا کہ وہ ایسے نئے
قلعے بنائے اور تھانہ بٹھائے کہ ولایت پادشاہی مین قوم مگھ کے آنے کی راہ بالکل مسدود
ہوجائے۔ اور بعد اسکے وہ ولایت رخنگ مین قلعہ چاٹگام کو فتح کرے وہ ملک رخنگ کی
فتح کی کنجی ہی۔ اُسپر تصرف کرنے سے ولایت بنگالہ پر انکی دست اندازی بند ہوجائیگی
سپہ دار بادشاہ کے حکم کی تعمیل کے لئے مستعد ہوا۔ تھانہ سنگرام گڈھ و بہلوہ و چاکدیہہ سے
پرے دریاے شور کے متصل تھانہ نواکھالی تھا۔ وہان سے چاٹ گام قریب تھا۔ ملک پادشاہی
مین مگھ کا نوا اُسکے قریب ہوکر آتا تھا۔ اور وہان سے اس نوارہ کی کیفیت و کمیت ساری
نظر آتی تھی۔ ابراہیم خان کی صوبہ داری کے عہد مین لشکر شاہی کی جماعت محافظت
کرتی تھی اسلئے امیر الامراء نے اس تھانہ کے استحکام کو مقدم جانا اوائل سفر مین اپنے نوکر
سعید افغان کو پانسو تیر انداز و تفنگچی پیادون کے ساتھ اسکی حراست کے لئے بھیجدیا تھا
سنگرام گڈھ جسکو اب عالمگیر نگر کہتے ہین اور وہان دریا جدا ہوتے ہین اور وہ مگھہ کا گذرگاہ ہے
وہان محمد شریف فوجدار بندر ہگلی کو پانسو برق انداز و تیر اندازون اور ایک ہزار پیادون کے
ساتھ تھانہ دار مقرر کیا۔ اور چھوٹی بڑی بس توپین بھیجدین اور محمد بیگ باکش و ابوالحسن کو

نوارہ دیا کہ وہ باری باری سے سری پور مین دریا مین پھرا کرین۔ سری پور سے عالمگیر گڑھ تک ۱۲ کروہ کا فاصلہ ہے اسپر آل بنائی کہ برسات کے موسم مین آمد و رفت ہو سکے اور کومک و آذوقہ کی راہ نہ بند ہو۔ سوندیپ کا زمیندار دلاور تھا وہ بظاہر بادشاہ کی اطاعت کرتا تھا اور در پردہ اپنی مصلحت کار کے لیئے قوم فرنگ سے اتفاق رکھتا تھا اسکو ابوالحسن نے لکھا کہ وہ روے آب پر نوارہ کی سیر مین متفق ہو جاے۔ اُس نے وعدہ کیا کہ مین نوا کہانی مین عنقریب ملجاؤن گا۔ جب سُنے وعدہ پورا نہین کیا تو وہ خود سوندیپ کا عازم ہوا۔ جب وہ اس سرزمین مین نہ آیا تو دلاور جنگ سے پیش آیا۔ ابوالحسن نے اس کو مغلوب کیا تو وہ اس جزیرہ کے قلعہ مین محصور ہوا۔ لشکر شاہی نے قلعہ کو جبراً و قہراً لے لیا تو وہ جنگل مین جا کر چھپا اور اپنے متفرق آدمیون کو جمع کر کے سات آٹھ ہزار آدمیون کی جمعیت سے ابوالحسن سے لڑا۔ دو زخم کھا کر جنگل مین بھاگا۔ بہت آدمی اسکے اور تھوڑے آدمی شاہی ضائع ہوئے اس اثنا مین خبر آئی کہ رخنگ کا نوارہ آیا ہے۔ ابوالحسن پاس اتنے آدمی نہ تھے کہ وہ اس نوارہ سے لڑنے کو جاتا اور جزیرہ کی حفاظت کے لئے چھوڑ جاتا۔ اس لئے وہ سب اپنے آدمیون اور نوارہ کو لیکر لڑنے کے لئے آیا۔ رخنگ کی سپاہ نے جنگ مین مصلحت نہ دیکھی وہ اپنے نوارہ کو ایک طرف لے گئے۔ ابوالحسن بھی اپنی مصلحت دیکھ کر نوا کھانی مین آگیا۔ جب امیرالامراء کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے ابن حسین داروغہ نوارہ اور اور امراء منصبداروں کو ایک ہزار پانسو آدمی توپخانہ کے اور چار سو سوار اپنے تابینون کے ابوالحسن کی کمک کے لئے بھیجے اور بسط جمادی الآخر مین ابوالحسن نے جا کر جزیرہ سوندیپ کو فتح کر لیا اور دریا کے کنارہ پر نئے قلعے مخالفون نے بنائے تھے۔ انپر قبضہ کر لیا۔ دلاور کے بہت آدمی مارے گئے اسکا بیٹا شریف زمی گرفتار ہوا۔ دلاور جنگل مین ایک اپنی پناہ گاہ مین چلا گیا اسکے آدمی جو لوٹ مار پر جنگل مین چھپے تھے۔ بادشاہی لشکر نے انکا شکار کیا اور دلاور کو مع اہل و عیال دستگیر کیا اور بانوے آدمی اسکے مرد و زن مع زمیندار کے ساتھ امیرالامراء پاس بھیجدیئے جزیرہ کی حراست عبدالکریم برادر رشید خان کے سپرد کی۔ دو سو سوار اور ایک ہزار

ہزار پیادے بندوقچی مقرر کردئے چاٹگام کی فتح کے لئے ان فرنگیون کی استمالت مقدمات ضروری مین تھی جو وہان سکونت اور زمیندار رخنگ سے موافقت رکھتے تھے انکو خطوط وعدون کے لکھے گئے اور اُن فرنگیون کو دئے گئے جو ولایت بنگالہ مین رہتے تھے۔ کہ وہ اپنی تحریرون کے ساتھ چاٹگام کے فرنگیون پاس بھیجدین۔ اتفاقاً ان نوشتون مین سے چند کرام کبری کے ہاتھ پڑگئے جسکو زمیندار رخنگ نے سو ندیپ لینے کے لئے بھیجا تھا اُسنے ان نوشتون کو زمیندار رخنگ پاس بھیجدیا۔ اسلئے وہ فرنگیون سے بے اعتماد ہوگیا۔ اسنے کرام کبری کو لکھا۔ کہ اس فریق کو مع متعلقون کے چاٹگام سے رخنگ کو بھیجدے۔ فرنگیون کو جب اسکی اطلاع ہوگئی تو وہ اہل رخنگ سے مخالفت ومحاربہ پر تیار ہوئے اور انکی کشتیون کو جلاکر مع اپنے کل اتباع اور کشتیون کے ولایت بنگالہ مین بادشاہی ملازمت کے لئے آئے۔ ۲۱ جمادی الآخرہ کو پچاس جلیبہ فرنگی کہ توپ تفنگ اور تمام آلات جنگ سے پُر تھے اور چاٹگام کے فرنگیون کا کل گروہ تھا نو الکہائی مین داخل ہوا۔ فرہاد خان تھانہ دار بہلوہ نے اُنکے چند سردار امیرالامرا پاس بھجوائے باقی کو اپنے پاس رکھا۔ امیرالامرا نے انکی بڑی خاطرداری کی اور اسکو چاٹگام کی فتح کے لئے تائید آسمانی سمجھا۔ امیرالامرا نے اپنے بیٹے بزرگ امید خان کو دو ہزار سوار اور تابینون اور چند امرا منصبدارون کو اس مہم کے لئے مقرر کیا۔ اور ۲۷ ماہ مذکور کو رخصت کیا۔ فرنگیان چاٹگام کا سرگروہ کپتان مورتھا وہ بھی اس مہم مین شریک کیا گیا اور کمال پسر مینداز سابق رخنگ جو آزردہ ہوکر بادشاہ کی اطاعت مین آیا تھا۔ وہ بھی اپنے قوم کی سرگروہی کا امیدوار ہوکر اس مہم مین شریک ہوا یہ سارے لشکر چلے دشمن سے ۲۲ رجب کو چاٹگام کے قریب لڑائی ہوئی۔ دوسری جانب مین بھی کچھ فرنگی آگئے تھے۔ بادشاہ کی طرف کپتان مورتھا خلاصہ یہ ہے کہ خوب لڑائیان ہوئین طرفین کے آدمی مارے گئے اور ولایت

قلعہ چاٹگام پادشاہی سپاہ نے فتح کرلیا۔ چاٹگام جو زمیندار رخنگ کا چچازاد بھائی تھا مع بیٹے اور خویشون اور تین سو پچاس آدمیون کے گرفتار ہوا۔ اور اکیسو تیس کشتیان اور ایک ہزار چھبیس توپین چھوٹی بڑی آہنی و برنجی اور انکے موافق توپخانہ کا اور مصالح معینہ تھیون کے سرکار شاہی مین ضبط ہوا۔ سنگرام نگر کا نام عالمگیر نگر اور چاٹگام کا نام اسلام نگر رکھا گیا۔ جس سرزمین مین کہ ابتک آفتاب نور محمدی نہین چمکا تھا آسمین اذان دی گئی۔ بزرگ امید خان نے فتح نامہ مع قیدیون کے حضور شاہی مین بھیجا اور مورد عنایت ہوا۔

سوانح سال ہم جلوس سنہ ۱۰۷۶

بادشاہ نے شروع جشن مین نواب قدسیہ بیگم صاحبہ کے بارہ لاکھ روپیہ سالیانہ پر تین لاکھ روپیہ کا اضافہ کیا اور دس ہزار اشرفی نقد مرحمت کین اشرفی کا بھاؤ سترہ روپیہ کا تھا اور شاہزادہ محمد معظم کو دو لاکھ روپیہ نقد دیئے اور ہزار سوار کا اضافہ کیا۔ اور اس طرح اور شاہزادون و بیگمون کا اضافہ ہوا اور انکو نقد روپیہ عنایت ہوا۔

ولایت بیجاپور کی تاخت و تاراج و دکنیون سے لڑائیان

ہم اس مہم کا حال آغاز سے انجام تک بتفصیل یکجا لکھتے ہین۔

جب راجہ جی سنگھ سیواجی کی مہم سے فارغ ہوا تو ۲۲ جمادی الاولی سال گذشتہ کو مع کل افواج اور دلیر خان و داؤد خان و راجہ رائے سنگھ و قطب الدین خان و سیواجی قلعہ پورندھر سے مقصد کی طرف راہی ہوا۔ راجہ جیسنگھ پانچ بارہ ہزار سوار تھے وہ قول مین رہے۔ سیواجی پانچ پندرہ سو سوار اور سات ہزار پیادے تھے۔ وہ قول کے دست چپ مین متعین ہوا اور دلیر خان کو ہراول سپرد ہوا اور سات ہزار سوار اسکے ساتھ ہوئے۔ داؤد خان کو برانغار حوالہ ہوا۔ چھ ہزار سوار اسکی ہمراہی کے لئے مقرر ہوئے۔ راجہ رائسنگھ سیسودیہ کو جرانغار سپرد ہوا۔ چھ ہزار سوار سے زیادہ اسکو سپرد ہوئے۔ قطب الدین خان کو چنداول کی۔ کیرت سنگھ کو التمش کی اور فتح جنگ خان کو طرح کی اور قباد خان کو قراولی کی سرداری ملی شہسوار خان اور

ترکتاز خان کو یہ خدمت سپرد ہوئی کہ لشکر کے دائین بائین طرف دور دور قراولی کرتے ہین دو منزل لشکر چلا تھا کہ بہلول خان کا پوتا ابو محمد جو عادل خان کے سردارون مین تھا اپنے آقا سے جدا ہو گیا اور راجہ سے آن ملا اور شریک کار رہکر ولایت بیجاپور کے فرمان روا اور باشندون کے ملک جان و مال کے اہتمال کا رہنما بنا۔ بادشاہ کو جب اس کے آجانے کا حال معلوم ہوا تو اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کا منصب عطا کیا وہ لشکر کی جانب یمین مین طرح مقرر ہوا خافی خان لکھتا ہے کہ لشکر کی موجودگی سے معلوم ہوا کہ بیس ہزار سوار قلعی اور ۲۵ ہزار سوار موجودی تھے، رجمادی الآخر کو لشکر سے دس کوس پر قلعہ بلیٹن (پھل تن) ولایت بیجاپور کی سرحد پر تھا نیتاجی لشکر کے ساتھ اس کی فتح کے لئے بھیجا گیا۔ جب نیتاجی قلعہ کے نیچے آیا تو اہل قلعہ نے خوف کے غلبہ سے قلعہ خالی کر دیا اور خود بھاگ گئے۔ راجہ نے مارو جی اور بہلا دجی کو قلعہ کی حراست سپرد کی۔ ۱۱ رکو دریا نیرا پر لشکر پہنچا۔ یہان سے قلعہ بلیٹن قریب تھا۔ راجہ اسکی سیر کو گیا۔ حاجی خان یہان کا زمیندار اسکی خدمت مین آیا اور مورد عنایت ہوا۔ نیتاجی کو قلعہ منگل بیدہ (منگل ویرہ) کی فتح کے لئے بھیجا وہ بیجاپور سے ۱۲ کروہ جریبی پر تھا۔ اور سیواجی نے راجہ کے اشارہ سے سیاہ کو قلعہ ناتھورن (ٹاٹ توڑا) کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ وہ پلٹن سے سات کروہ پر تھا آج اسکی خبر آئی کہ اہل حصار کی استمالت کر کے لشکر شاہی کے فرستادون نے اسے لیلیا۔ اب لشکر شاہی کوچ بکوچ آگے متوجہ ہوا۔ ہر روز وہ اپنی صفین لڑائی کے لئے آراستہ رکھتا۔ آئین و قواعد کے ساتھ سفر کرتا۔ چند منزلین طے کی تھین کہ خبر آئی قلعہ کیاون کو جو ان حدود مین تھا لشکر شاہی کے خوف کے ماری اسکے آدمی خالی چھوڑ کر بھاگ گئے۔ راجہ نے مسعود خان کو سیواجی کے لشکر مین سے تین سو بندوقچیون کو ساتھ کر کے قلعہ کی حراست حوالہ کی۔ ۱۲ ر کو لشکر کا مقام تھا کہ خبر آئی کہ جب نیتاجی قلعہ منگل بیدھ کے نیچے پہنچا تو اہل قلعہ نے اپنی تئین لڑنے کی سکت نہ دیکھی۔ راجہ اودت سنگھ بھدور کو قلعہ کی حراست اور سرافراز خان کو مضافات کی فوجداری حوالہ کی گئی۔

راجہ اس استوار حصار کو دیکھنے گیا۔ یہ قلعہ نرا پُرانا سنگ و آہک کا بنا ہوا ہی۔ ایک توپ آہنین اور دس نبورک اور تین سو بان اُس مین تھے۔ راجہ نے توپ اندازاور باندار مقرر کرکے بندوبست کیا اور غلۂ ذخیرہ کے واسطے بھیجا۔ خلاصہ یہ ہے کہ متعلقہ بیجاپور کا جو قلعہ نظر آتا تھا وہ سرسواری یا چند دنون کے محاصرہ کے بعد فتح ہو جاتا تھا قلعہ گیری مین سیواجی اور نیتاجی تجربہ کار کامل عیار شمار کئے جاتے تھے۔ ۲۵ کوا شنا سفر مین دشمنون کا قراول دور سے نمودار ہوا۔ رات کو آخر اُس نے لشکر شاہی پر چند بان مارے لشکر شاہی نے اسکی مدافعت مین کوشش کی۔ مخبرون نے خبر دی کہ پانچ کوس پر غنیم کا بڑا لشکر بڑا ہے تو راجہ نے مقام کیا اور دلیر خان راجہ رائسنگھ و قطب الدین خان و قباد خان و کیرت سنگھ و فتح جنگ خان و ابوالمحمد و سیواجی کو دشمن کی تنبیہ و تادیب کے لئے بھیجا تو غنیم اُس لشکر کی روانگی کی خبر سُنکر جنیت بنا لے افواج شاہی کو وہ لشکر نہ ملا اسکی جگہ خالی پائی۔ جب وہ اُسکے سُراغ مین آگے چلا تو بارہ ہزار کے قریب لشکر غنیم سامنے آیا جسکے سردار شرزہ خان مہدوی اور ابوالمحمد نبیرہ بالپیچہ و خواص خان و جادون مائے کلیانی وانکوئی بھوسلہ تھے۔ دلیر خان و راجہ رائسنگھ و کیرت سنگھ انپر لشکر لے کر دوڑے لشکر شاہی کے سامنے انکے پاؤن نہ جمے۔ عرصۂ نبرد سے بھاگ گئے اپنی عادت کے موافق قراقی اور حیلہ وری کی جستجو مین ہوئے۔ وہ متفرق ہو کر چار فوجون مین منقسم ہوئی ایک جوق میمنہ کی سمت مین اور ایک قشون میسرہ کی طرف ایک فریق قول کے پیچھے آیا۔ ایک جماعت کی فوج قراول سے لڑائی ہوئی اور فوجون مین بھی خوب دو خورد ہوئی۔ دشمن کو قرار نہ ہوا فرار کیا۔ اس لڑائی مین یاقوت حبشی جو غنیم کا عمدہ سردار تھا ہلاک ہوا۔ اور پندرہ اور نامی آدمی مارے گئے اور علم و چتر و اسپ و ہتیار بہت کشتون سے لشکر شاہی کے ہاتھ آئے۔ دلیر خان اور اور بہادرون نے بھی دشمنون پر حملہ کیا۔ اور انکو مارا۔ دلیر خان بڑی بہادری سے لڑا اور اُسنے دشمنون کو متفرق و پراگندہ کر دیا۔ لڑتے لڑتے شام ہو گئی۔ لشکر شاہی نے چھ کروہ مسافت طے کی تھی اس لئے تعاقب

مین مصلحت نہ جانی۔ سپاہ اپنی لشکرگاہ مین آئی۔ جب دکنیون کو لشکر کی معاودت کی خبر
ہوئی تو وہ فرار کو چھوڑکر لشکر شاہی کے دوطرف نمودار ہوے اور شوخی کرکے لشکر شاہی
پر بان مارنے شروع کئے جب لشکر شاہی انپر حملہ کرتا تو وہ ہوا ہو جاتے تھے۔ اس کے
بعد آنکر شوخی کرنے لگتے سیواجی فوج کے ساتھ نیتاجی چنداول مین آتا تھا کہ غنیم نے سیر
حملہ کیا اور ایک جمع کثیر نے اس پر ہجوم کیا۔ نیتاجی انکی مدافعت مین مشغول ہوا۔
کیرت سنگھ و فتح جنگ خان نے مدد کرکے تردد ات شائستہ کئے اور مخالفون کو بھگا دیا۔
جادون کلیانی بندوق کی گولی سے مارا گیا پھر غنیم نے راجہ رائسنگھ پر حملہ کیا قطب الدین خان
وکیرت سنگھ نے اسکی کمک کی اور دشمنون کا منہ پھیر دیا۔ اس تاریخ مین اُدیت سنگھ قلعہ دار
منگل بیدھ کی تحریر سے معلوم ہوا کہ فتح سے پہلے غنیم کی تین فوجون نے جو قریب چھ ہزار کے
تھین موضع منگل بیدھ پر حملہ آور ہوئین اور دروازہ قلعہ کے سامنے صف بستہ کھڑی ہوئین
راجہ جیسنگھ نے سرافراز خان فوجدار کو احتیاط اور عیش بینی کی نصیحت کردی تھی کہ اگر غنیم کا
بڑا لشکر سامنے آئے تو اسکی مدافعت کے لئے پیکار نہ کرنا اور قلعہ مین چلے آنا مگر اس نے اس
نصیحت پر عمل نہ کیا۔ دشمن سے لڑا۔ اپنی اور اپنے چند ہمراہیون کی جان کھوئی اور آدمیون
اور ہاتھیون کو زخمی کرایا۔ اس واقعہ سے اسکے بیٹے اور باقی سپاہ اور ہاتھی صحیح سلامت اندیشی
سے قلعہ مین چلے آئے۔ حصار کے دروازہ تک دشمن آئے۔ برج و بارہ سے تیر و تفنگ انپر مارے
آخر کو وہ قلعے کے نیچے سے بھاگ گئے۔ راجہ نے ایک مقام کرکے ۲۹ کو کوچ کیا۔ غرہ رجب کو
خبرداروں نے خبر دی کہ غنیم کی ایک فوج نمودار ہوئی ہے راجہ نے مقصود علی افشمند کو
کو برسم قراولی خبر کی تشخیص کے لئے بھیجا اُس نے واپس آکر خبر دی کہ دشمن بہت تیز چلا آرہا ہے
راجہ نے قباد خان و آتش خان داروغہ توپخانہ کو بھگاہ کی محافظت کے لئے بھیجا۔
راجہ رائسنگھ اور قطب الدین خان کو مقرر کیا کہ اپنی سپاہ کو لیکر لشکرگاہ سے باہر کھڑے ہون
خبرداری کرین۔ اور راجہ خود سپاہ لیکر دشمن سے لڑنے کو روانہ ہوا۔ آدھ کوس گیا ہوگا
کہ غنیم ابو المحمد پسر بچہ و شرزہ مہدوی وغیرہ بہلول و خواص خان لشکر عظیم کے ساتھ چلے

آرہے ہین۔ ایک فوج جانکے اوپر بھیجی ہی۔ جب وہ نزدیک آئے تو اپنی رسم و آئین کے موافق ایک جوق
ہین کو اور دوسرا فریق لسیار کو متفرق ہوا۔ طرفین سے بان و تفنگ کی جنگ شروع ہوئی۔ راجہ نے
سب طرف سرداروں کو لڑنے کے لئے بھیجا۔ دشمن اپنی عادت معہود کے موافق روی گردان ہوئی جب
کارزار کے پیش رو انکے تعاقب مین پہنچے تو راہ گریز انپر تنگ ہوئی۔ بحکم ضرورت انہون نے باگ موڑی
اور شمشیر کی جنگ شروع کی بہوت آدمی انکے مارے گئے اور بہت سے مجروح ہوئے۔ راجہ کے
رجپوت بھی زخمی و کشتہ ہوئے۔ آخرکار دکنی فرار ہوئی۔ لشکر شاہی نے تین کروہ تک انکا تعاقب
کیا۔ داؤد خان کے مقابل مین جو فوج غنیم آئی۔ اسپر وہ غالب ہوا۔ راجہ سجان سنگھ کہ اول
تھا اسنے تردد ات نمایان کئے۔ دلیر خان نے دست چپ کی فوج پر حملہ کیا تھا جب وہ مخالفون
کے قریب پہنچا تو قریب تھا کہ تفنگ و تیر کی کارزار سے نیزہ و شمشیر کی پیکار شروع ہو کہ غنیم
مقابلہ سے بھاگ گیا۔ دوم رجب کو بیجاپور سے پانچ کوس پر لشکر شاہی کی منزل ہوئی۔
سات روز یہان قیام ہوا۔ عادلخان نے بیجاپور کے قلعہ مین جو متانت و رصانت و
وسعت و حصانت مین شہرہ روزگار ہے بہت سے محافظ مقرر کئے اور اسکو آلات و ادوات
قلعہ داری سے استحکام تام دیا سوا ر مقرری آدمیون اور سابق محافظون کے تیس ہزار
گرناٹکی فراہم کر کے قلعہ مین داخل کئے اور نورس پورا اور شاہ پور کے تالاب کو خالی کیا۔
قلعہ کے گرد سب کنوئون باولیون کو زر قوم و خاک سے بھر دیا۔ غرض لشکر شاہی کو جو اسکی
تخریب کرنی چاہی تھی وہ خود اسنے کی۔ حکام بیجاپور کی رسم و آئین کے موافق وہ خود
تو حصن حصین مین ہو بیٹھا۔ اور اپنے سب سردارون اور افواج کو باہر بھیجا کہ لشکر شاہی کی
مدافعت و مقاومت کے لئے مامور کیا۔ عادلخان کے اشارہ سے شیرزہ مہدوی و سیدی
وغیرہ اور جندا اور اسکے لشکر کے سردار ولایت پادشاہی مین آئے اور شورش و فساد انہون نے
مچایا کہ اگر لشکر شاہی کا ارادہ قلعہ کے محاصرہ و تسخیر کا ہو تو اس خبر سے وہ متزلزل ہو کر
محاصرہ سے ہاتھ اٹھائے اور قلعہ کے نیچے سے چلا جاے اور عادلخان کا لشکر قلعہ
کے نواحی مین تھا۔ منزل مذکور مین راجہ نے کچھ مغلون کو دست راست مین اور کچھ لشکر کے

آگے مقرر کیا تھا اور دکنیون کی ایک جماعت کو دست چپ مین اور ایک زمرہ عقب مین خبرداری
اور کہی کے اہتمام کے لئے مقرر کیا تھا۔ باری باری سے یہ جماعتین اہل کہی کی خبرداری کے لئے
جاتی تھین ایک دن جادون رائے اور دکنی آئین معہود کے موافق دست چپ کو جاتے تھے
انھون نے خبر بھیجی کہ غنیم کا غول نمایان ہوا۔ راجہ کے اشارہ سے قطب الدین خان رائسنگ
اسطرف دوڑے۔ دو کوس چلکر قراول غنیم سے آمنا سامنا ہوا طرفین نے چند بان مارے
شام تک فریقین ایک دوسرے کی برابر کھڑے رہے۔ جب رات ہوئی تو لشکر شاہی نے معاودت
کی اسکے پھرتے ہی مخالفون نے جسارت و خیرگی کی۔ جوق جوق لشکر شاہی کے طرف آئی
لشکر شاہی نے انکی مدافعت کے لئے باگ موڑی۔ اول ایک جماعت باباجی بھوسلہ اور شرزہ
راؤ اور اور دکنیون کے جو راجہ رائسنگ کے دائین طرف تھی مقابلہ مین آئی راجہ مذکور نے
دلیری اور دلاوری سے دشمنون پر حملہ کیا اور انکو ہٹا دیا۔ ایک گروہ نے قطب الدین خان کی
فوج کی طرف رخ کیا۔ راجہ جیسنگھ نے اوسکی کمک کے لئے دلیر خان داؤد خان کو بہت
کو روانہ کیا اور خود فوج قول کے ساتھ آمادۂ کار و مستعد پیکار دائرہ گاہ سے باہر نکلکر
انتظار کر رہا تھا نامبردہ ہا مذکور قطب الدین وغیرہ سے راہ ہی مین ملے وہ دشمن کو ہزیمت
دے کر اپنے لشکر کو واپس آتا تھا۔ چونکہ قلعۂ بیجاپور کا محاصرہ لشکر شاہی کی مدنظر تھا
اسلئے وہ توپخانہ سنگین جو اس حصن حصین کے لائق ہوا اور ادوات قلعہ کشائی ہمراہ نہین
لائے تھے۔ ولایت شاہی کی سرحد سے لیکر قلعہ بیجاپور تک ملک کو افواج شاہی نے تخت
و تاراج کیا۔ قلعہ کی نواحی و مضافات مین کوئی دقیقہ فروگذاشت نہین کیا مخالفون نے
تالابون کو توڑا اور قلعہ کے اطراف مین کنوؤن اور باولیون کو خاک سے بھرا اس نواحی مین
کوئی اثر آب و آبادانی کا نہین چھوڑا تھا پانی کی قلت تو تھی لشکر مین غلہ و ادوقہ بھی
کمیاب ہوا۔ اسلئے راجہ اور تمام خیراندیش دولتخواہون نے بصلاح دولت و مقتضائے مصلحت
یہ جانا کہ دشمن کے اس لشکر کی تادیب و تعاقب کیجئے جسنے ملک شاہی مین آنکر قرار دھجار رکھا
ہے رجب کو لشکر شاہی نے نواحی بیجاپور سے قلعہ سنگل سیدھ کی طرف کوچ پر کوچ کیا

۱۵ کو دریاے بھیوڑہ کے کنارہ پر لشکر آیا۔ اس دن راجہ صاحب دائرہ گاہ مین بھیجا تو وہ بطریق معہود صف بستہ کھڑا تھا لشکر غنیم بطریق معہود چند اول کے عقب مین آتا تھا وہ یمین و یسار مین نمودار ہوا۔ ایک فریق نے دلیر خان کی طرف رُخ کیا اور دوسری فریق نے داؤد خان کی طرف اور ایک قشون نے راجہ سبحان سنگھ سے مقابلہ کیا سب جگہ لشکر شاہی سے مخالف نے ہزیمت اٹھائی اکثر اوقات دشمن فرصت مین اہل کمی پر دست اندازی کرتے تھے۔ لشکر شاہی انکو سزا دیتا تھا۔ ان دنون مین راجہ جیسنگھ نے سیواجی کو قلعہ پنالہ کی طرف تعین کیا تاکہ مخالف مذبذب ہو کر کچھ اسطرف مشغول ہون۔ اور اگر ہو سکے تو قلعہ کو مسخر کرے یہ معلوم ہوا کہ شرزہ مہدوی اور سردار خود ملک شاہی مین داخل ہوئے تھے وہ نبیرہ بہلول اور ابوالحمد سے ملحق ہوئے ہین پرنیدہ کی جانب سے مخبرون نے خبر دی کہ سکندر برادر فتح جنگ خان وہان سے لشکر شاہی کا عازم ہوا تھا۔ وہ پرنیدہ سے چار کروہ نیچے آیا تھا کہ شرزہ مہدوی اور افواج غنیم نے خبر پاکر اسکو پیغام دیا کہ ہمسے ملاقی ہو اُس نے بمقتضاے عہد صدق عہودیت و رسوخ عقیدت جواب دیا کہ ہماری تمہاری ملاقات کا محل میدان نبرد و عرصہ کارزار ہے۔ دشمن کے چھ ہزار سوارون نے اُسے گھیر لیا اسکے ساتھ سو سوار تھے مین اور ساٹھ سوار اور تھے غرض وہ بڑی بہادری سے لڑکر مارا گیا اسکا بیٹا زخمی ہوا اوسکو دشمنون نے میدان جنگ سے اٹھاکر شولاپور بھیجدیا راجہ نے انکے دفع کی تدبیر کے لیے چند روز قیام کیا۔ دیانت رائے کہ عادلخان کے معتمدون مین تھا وہ اسکی جانب سے راجہ پاس پیغام لایا۔ جو مراسم اعتذار و اظہار عجز و ندامت پر مبنی تھا کچھ مرصع آلات بھی راجہ کو دیئے۔ عبدالعزیز خان بخاری کو منگل بیدہ کی قلعہ داری پر مقرر کیا تھا اور اودت سنگھ قلعہ دار سابق کو بھی اسکی ہمراہی مین تعین کیا اس حصار کے حفظ و حراست کا شائستہ سامان تیار کیا اور یہ تجویز کیا کہ افواج کے ساتھ خود شولاپور اور پرنیدہ کے درمیان وہ قیام کرے اور وہان احمال و اثقال کی تخفیف کرکے سبکبار ہو اور ولایت بیجاپور کو دوبارہ جاے۔ ۲۴ کو دریا سے پار سفر کیا معلوم ہوا کہ سیواجی نے قلعہ پنالہ کے

پیچھے جاکر اواخر شب مین اپنی سپاہ سے اسپر یورش کی مچھوین بھی خبردار اور آمادہ پیکار تھے
سخت لڑائی ہوئی مگر کچھ کام نہ بنا۔ وہان سے سیواجی اپنے قلعہ کھیلنہ مین چلا گیا جو قلعہ
پنالہ سے بیس کروہ پر تھا۔ اسکا سر لشکر نیتاجی جدا ہوکر مخالفون سے جا ملا ۲۶ کو
لشکر شاہی موضع لوہری مین آیا جو اعمال پرنیدہ سے تھا اور ایک نالہ کے کنارہ پر
لشکر کی منزل ہوئی۔ اس نالہ سے گذر کے دلیر خان و داؤد خان کی فوجون کے درمیان
راجہ کھڑا تھا کہ غنیم کے لشکر بزرگ مین سے سات ہزار سوار جدا ہوکر راجہ اور داؤد خان
کے سامنے صف آرا ہوئے اور باقی دلیر خان کی طرف گئے۔ صبح کو راجہ نے کیرت سنگھ
کو فوج آتش اور فتح جنگ خان کو لشکر طرح کے ساتھ دلیر خان کی امداد کو بھیجا۔ تھوڑی دیر
مین سات ہزار سوار جو راجہ اور داؤد خان کی برابر کھڑے تھے وہ بھی دلیر خان
کی طرف دوڑے اور اسپر ہجوم کیا۔ یہ حال دیکھ کر راجہ بھی قول کی سپاہ لیکر خان
مذکور سے جا ملا۔ ایک پھر دن باقی تھا کہ دلیر خان کی فوج سے لڑائی شروع ہوئی
دلیر خان نے اپنی بہادری سے ہر دفعہ دشمن کا منہ پھیر دیا اور مغلوب کیا تو وہ سارے
بھاگ کر راجہ اور داؤد سے لڑنے لگے۔ ایک سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی مین ہزار ہا
کے ۲۱ زخم لگے اور وہ اپنے ہمراہیون سمیت مارا گیا اور نامور راجہ بھی زخمی ہوئے
دکنیون نے بڑی کوشش و آویزش کی۔ مگر آخر کو ناکام رہے اور بھاگ گئے لشکر شاہی
نے دس کروہ تک اسکا تعاقب کیا۔ اس لڑائی مین ایک سو نوی آدمی بادشاہی
لشکر کے کشتہ اور ڈھائی سو آدمی زخمی ہوئے گھوڑے بہت مرے اور زخمی
ہوا اور دشمن کے چار سو آدمی مجروح و مقتول ہوئے اور خواص خان و شہباز خان سرداران فوج
زخمی ہوئے لشکر شاہی تین منزلین طے کرکے غرہ شعبان کو قلعہ پرنیدہ سے آٹھ کروہ پر آیا
اور بمقتضا مصلحت یہان چوبین ورقیام کیا۔ متواتر یہ خبر آئی کہ قطب الملک سعادت خان
متفق ہوا۔ چار ہزار سوار اور دس ہزار پیادے اپنے سردار شرزہ کے ہمراہ پہلے بھیجے
اب اپنے خواجہ سرا نیک نام خان کی ہمراہ چھ ہزار سوار اور پچیس ہزار پیادے اس کی

امداد اور معاونت کے لئے بھیجے (خافی خان لکھتا ہے کہ یہ خواجہ سرا ایران کے امرا
مین سے تھا۔ شاہ عباس نے سُنا کہ عالم بچپنے مین ایک لونڈی کو بخش کر اسکے گھر بھیجدیا۔ یہ
بادشاہ کے غضب سے بچنے کے لئے اپنے تئین خصی بنایا اور اپنے ہاتھ سے معیوب
ہوا۔ شاہ ایران کی بدظنی کے غلبہ سے محفوظ رہنے کے لئے وہ دکن مین آیا اور قطب الملک
کا مقرب ہوا۔) اسکی فوج بیجاپور سے چھ کروہ پر ٹھیری اور وہ خود دلخان
پاس گیا۔

مسعود خان قلعہ دار کہاون کی تحریر سے معلوم ہوا کہ غنیم کے سردارون مین سے
سیدی جوہر نے آن کر قلعہ کا محاصرہ کیا تھا اتفاقاً اسکے ایک گولہ لگا تو وہ مرگیا
اور اسکے رفیق متفرق ہو گئے۔ آٹھوین ماہ مذکور کو۔ اودوت سنگھ بہدوریہ کا نوشتہ
قلعہ منگل بیدھ سے آیا کہ غنیم کی فوج عظیم نے قلعہ کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اسلئے راجہ نے
داؤد خان اور راجہ رائسنگھ و قطب الدین خان کو بھیجا کہ وہ دشمنون کو قلعہ کے نیچے سے ہٹائین
۱۹ کو خبر آئی کہ دشمنون نے اس لشکر کی خبر سنکر قلعہ کا محاصرہ چھوڑ دیا اور وہان سے چلے
آئے۔ ظفر آباد و کلیانی و اوسر داد و گیر کے نوشتون سے معلوم ہوا کہ نیرہ بہلول
نے ملک بادشاہی مین آنکر ہل چل ڈال رکھی۔ نیاجی نے جو سیواجی سے جدا ہو کر
دشمن سے جا ملا تھا بڑا فساد برپا کیا ہے۔ لشکر شاہی نے ۲۵ کو نواحی پرنیدہ سے
کوچ کیا۔ دھارا سیون و بیجاپور کی راہ سے روانہ ہوئے کہ دوبارہ ولایت
غنیم مین آنکر جسقدر ممکن ہو اسکی تخریب مین کوشش کرین اور لشکر مخالف کی تنبیہ
تادیب کرین مارو جی یسونت رائے قلعہ پھلتن مین تھا اسکی تحریر سے معلوم ہوا
کہ قلعہ مذکور مین پانی بہت کم ہے اگر محاصرہ کا اتفاق ہوگا تو پانی کی قلت کے
سبب مجبور تنگ ہونگے راجہ نے بمقتضا مصلحت پھلتن کو سیواجی کے خویش مہدا جی کو جاگیر
مین دیدیا۔ وہ بادشاہ کے ملازمون مین تھا اور اسکو وہان بھیجدیا اور یسونت رائے
کو اپنے پاس بلا لیا۔ موضع دوہو کی مین جو اعمال بیجاپور مین سے تھا۔ ایک چھوٹا

قلعہ مٹی کا تھا اور آئین معاندین کی ایک جماعت تھی۔ غالب خان اور نارو جی اگھوڈ اسکے نیچے توپخانہ لے کر گئے۔ اہل قلعہ پناہ مانگ کر باہر چلے آئے۔ آئین ایک سپاہی اور دو سو رعایا تھی۔ شرزہ کو اسکی حراست سپرد ہوئی۔ ۷ رمضان ۹ جلوس کو بیجاپور میں لشکر شاہی آیا۔ یہاں آکر معلوم ہوا کہ نبیرہ بہلول اور سپاہیوں نے ۸ شعبان کو قلعہ کلیانی کا محاصرہ کر رکھا ہے۔ اہل قلعہ نے ان پر توپ و تفنگ چلا کر ساٹھ آدمی اسکے مار ڈالے۔ بہت آدمیوں کو مجروح کیا۔ نبیرہ بہلول ناکام قلعہ سے ظفر آباد کی طرف چلا گیا۔ ۱۱ کو راجہ نے بیجاپور سے کوچ کیا ۱۸ کو نلارک سے چار کوس پر آیا اور دوسری روز قلعہ کنجوتی کی طرف کوچ کیا یہاں پہلے سے پیتنگ راؤ کو اس قلعہ کی فتح کرنے کے لئے بھیجا تھا۔ اہل قلعہ نے اسکا مقابلہ کیا اور اسکے ایک ہاتھ کو زخمی کیا۔ مگر اسنے بہت آدمیوں کو زخمی و کشتہ کر کے قلعہ پر قبضہ لیا۔ راجہ کے اشارہ سے یہ قلعہ منہدم کیا گیا۔ ۲۱ کو نیلنکہ میں لشکر آیا۔ یہاں ایک مٹی کا قلعہ نہایت مضبوط تھا .....

اسکی فتح کے لئے غالب خان و دتاجی وغیرہ بھیجے۔ وہاں چند روز اقامت کا اتفاق ہوا اور قلعہ کے محصورین نے حصار عافیت کو تنگ فضا دیکھ کر امان مانگی قلعہ لشکر شاہی کے تصرف میں آیا راجہ سلیمان بیجاپوری یہاں کا قلعہ دار مقرر ہوا راجہ جینگہ نے بمقتضائے مصلحت و کارآگہی نیتاجی کی تالیف قلب کر کے اسکو اپنے پاس بلا لیا۔ دشمنوں سے اسکے ملنے کا حال پہلے لکھا جا چکا ہے۔ سیواجی بادشاہ کے پاس جانا چاہتا تھا۔ راجہ نے بادشاہ کو اس باب میں لکھا تھا۔ بادشاہ نے سیواجی کے نام فرمان لکھا کہ وہ تنہا قلعہ سیوسی کے لئے حاضر ہو۔ وہ مع اپنے بیٹے سنبھا کے بادشاہ پاس روانہ ہوا۔ جسکا مفصل حال آگے پڑھو گے۔

نیلنکہ سے آگے دو کروہ پر اہل کہی کی حراست دتاجی کرتا تھا کہ شرزہ مہدوی نے دتاجی کو گھیر کر مار ڈالا۔ اور رستم راؤ زخمی ہوا۔ اسکو دشمن اٹھا کر لے گئے۔ سید ریحان و بسونت رائے بھی زخمی ہو کر مر گئے۔

ابوالقاسم پسر قباد خان کے لشکر سے بھی لڑائی ہوئی اس پاس آدمی کم تھے دلیر خان اسکی مدد کو گیا اُس نے ڈیڑھ سو کے قریب لشکر شاہی کے سپاہی مردہ دیکھے۔ آنکو اٹھوا کے مسلمانوں کو زمین مین دابا۔ اور ہندؤن کو جلایا۔ راجہ رائسنگہ بھی کمک کو گیا۔ دشمنون نے فرار کیا۔ ۵ شوال کو لشکر نیلنگہ سے اوسر کو روانہ ہوا۔ دشمن نے اپنی فوج کے تین حصے کئے تھے۔ ایک کا سردار شیرزہ مہدوی تھا اور دوسرے کا کارفرما خواص خان حبشی تیسری کا سردار بہیرہ بہلول تھا خبر آئی کہ شیرزہ خان فوج لیکر اہل کہی پر حملہ آور ہوا اور کچھ اونٹ لے گیا۔ باقی دو فوجین داؤد خان و قطب الدین خان کے مقابل ہوئین راجہ نے یہ خبر سنکر دلیر خان کمک کے لئے بھیجا اسنے جاکر مخالفون کو متفرق کر دیا اور آگے بڑھا۔ لشکر مین داؤد خان و قطب الدین نے دواب کہی کو سالم روانہ کیا۔ اور جمعیت خاطر سے لڑائی شروع کی اور بہت دشمنون کو مارا۔ جب دشمنون کی کمک کو اور فوج آگئی تو دلیر خان ہاتھی سے اُترا اور گھوڑے پر سوار ہوا۔ دشمنون کو دو کوس بھگاتا اور مارتا ہوا چلا گیا۔ راجہ جیسنگہ خود سوار ہوکر رزمگاہ مین آیا۔ دشمن کی سپاہ اس سے لڑنے آئی۔ سب طرف مخالف قابو ڈھونڈھتے تھے اور جرأت کرتے تھے۔ کہی کی فوج اوپر پالون کو کمتر بلا آفت لشکر شاہی مین پہنچنے دیتے تھے۔ لشکر شاہی نے انکو سب جانبون مین ہرایا اور بھگایا۔ اور سب فوجین فتح پاکر اپنے لشکر گاہ مین آئی تھین اس فتح مین دو سو سپاہیون نے نقد جان کھویا اور چار سو پینسٹھ آدمی زخمی ہوے۔ اور انسے دو چند آدمی لشکر مخالف مین مجروح و مقتول ہوئے۔ الیاس مہدوی مخاطب شیرزہ خان جو اہل دکن کا مسلم دلاور اور فنون سرداری اور سپاہگری مین ماہر تھا گولی اور تیر سے زخمی ہوا اور اسکا چھوٹا بیٹا بھی زخمی ہوا کہتے ہین کہ اس آویزش مین گول کنڈہ اور بیجاپور کی سپاہ بائیس ہزار تھی۔ چند روز بعد سلوم ذیقعدہ کو ۔ ۔ ۔

سات ہزار سوار صف آرا ہوئے۔ اور نبیرہ بہلول و انکوئی بھوسلہ و بانکجی کہواپرہ اور بیجاپوری مہٹے و شرزۂ حیدرآبادی بڑی فوج لیکر دلیر خان کے مقابل ہوئی۔ اس بہادر نے توپخانہ کو چھوڑا اور تردیک جاکر تلوار اور سنان سے لڑنا شروع کیا سخت جنگ ہوئی دشمنون کا مقابلہ سے منہ پھیر گیا۔ بڑے بڑے نامور سردار زخمی ہوئے دلیر خان اور راجہ جیسنگھ نے مردانہ کوشش کرکے دشمنون کو بھگایا اور سات کوس تک تعاقب کیا۔ پالکی اور چھتری اور بہت سے اونٹ جوشن اور زرہ و بان اور اور ہتیارون سے لدے ہوئے بادشاہی لشکر کو ہاتھ لگے ایسی ہی قطب الدین خان اور داؤد خان کو فتح حاصل ہوئی۔ لڑتے لڑتے شام ہوگئی تو میدان جنگ سے فوجین اپنے مقام مین آئین۔ دشمن کے بعض بڑے نامی سردار اور پانچ سو آدمی کشتہ ہوئے اور ہزار آدمیون کے قریب زخمی ہوئے لشکر شاہی مین سے ایک سو پینتیس آدمیون کی جان گئی سات سو چورانوے آدمی زخمی ہوئے۔ پندرہوین ماہ مذکور کو لشکر آب بانجرہ کے کنارہ پر آیا۔ جو دھارور فتح آباد سے دس کروہ پر تھا۔ چونکہ مخالف ایک جگہ نہین ٹھیرتے تھے اور اہل دکن کا دستور ہے کہ وہ قزاقانہ جنگ اور فرصت مین آویزش کرتے ہین۔ جب مغلوب ہوتے ہین سبکباری کی دستیاری اور باد رفتار گھوڑون کی پائے مردمی سے وادی فرار کی مرحلہ پیمائی ہوتی ہے۔ پھر قابو دیکھ کر لڑنے کے لئے کھڑے ہوجاتے ہین لشکر شاہی بہ سبب گرانباری اور سنگینی اردو کے دکنیون کے تعاقب مین مسافت بعید نہین طے کرسکتا تھا اسلئے راجہ کی رائے مین یہ آیا کہ لشکر کو سبکبار کرکے دشمنون سے لڑیئے اور انکی تنبیہ اور تادیب ایسی کریئے کہ پھر انکو ستیز و آویز کی جرأت نہ ہو اس ارادہ سے وہ جریدہ ہوا اور ایک ہلکا خیمہ لیا اور کل سردارون کو حکم دیا کہ وہ بھی اسی طرح سبکبار ہون اور کل احمال و اثقال کو فتح آباد (دھارور) مین بھیجدین بیرم دیو سیسودیہ و جگت سنگھ ہاڈہ اور کھیلوجی کو دو ہزار تین سو آدمیون کے ساتھ بنہ و اردو کی حفاظت کے لئے مقرر کیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو اس نے آب بانجرہ سے

کوچ کیا دھارا سیون کی طرف گیا۔ یہان بہانے تھے کہ دشمن موجود ہی۔ ساڑھے پانچ کوس جربھی لشکر چلا تھا کہ جاسوسون نے گزارش کیا کہ غنیم نے لشکر شاہی کی خبر سنکر دھارا سیون سے تلجاپور کو کوچ کیا۔ افواج شاہی موضع سہری مین آئی جو اعمال پرینڈہ مین تھا۔ وہان دشمنون نے فساد مچا رکھا تھا اور دوسرے روز دریاے بھیونرہ مین منزل ہوئی۔ مخبرون نے خبر دی کہ افواج مخالف ایک جگہ شولاپور سے تین کروہ پر جمع ہوئی ہین۔ عادل خان نے اپنے لشکر کو حکم دیا کہ جبتک وہ یہین مقیم رہی کہ لشکر شاہی ان حدود مین ہی۔ قطب الملک نے بھی اپنی کمک کی فوج کو حیدرآباد بلایا لشکر شاہی نے بھی ملک بیجاپور کو خوب لوٹا کھسوٹا۔ بار بار جنگ پیکار سے وہ بھی تھک گئی تھی گھوڑے اور دواب بہت تلف ہو گئے تھے۔ سوا اسکے برشگال کا موسم آگیا تھا۔ آمدورفت کی مجال نہ تھی۔ اسلئے راجہ اور دلیر خان نے مصلحت یہ جانا کہ چندروز زمیون کے علاج کے لئے اور سرو باروت کے جمع کرنے کے واسطے اور لشکر کے آرام کرنے کے لئے قصبہ دھارور کے متصل جاکر ٹھہرنا چاہیئے کہ وہان کاہ و دانہ کے جمع ہونے کی امید ہی۔ بادشاہ کو عرضداشت بھیجی۔ اس ضمن مین دکنیون کا حال یہ ہوگیا کہ قلعہ کے اندر مصالحہ آخر ہوا آذوقہ تمام ہوا۔ کمانین بیکار۔ تیرون کے پر اڑ گئے۔ تلوارون کی دھارین کند ہوئین ان مصیبتون سے جان سے عاجز ہوئے دونوطرف کے سردار مصالحہ کے لئے بہانہ طلب ہوئے۔ اہل بیجاپور المفلس فی امان اللہ کا اظہار کرکے امان طلب ہوئے اور فی الواقع عادل شاہ کے خزانہ و کارخانجات مین جسقدر لاف و گزاف راوتون اور بن دھار کی تلوارون کے اور گھوڑون کے گوشت و استخوان کے سوا کچھ چیز باقی نہین رہی تھی۔ ملک پامال ہوچکا تھا۔ جب بادشاہ سے حقیقت حال عرض ہوئی تو اسنے حکم بھیجدیا کہ راجہ محاصرہ چھوڑکر اور لشکر کو ساتھ لیکر اورنگ آباد چلا جاے۔ اور برسات یہان گذارے اور بعض امرا اور لشکریون کو اپنے تیول جانے کی اجازت دے۔ دلیر خان حضور مین آئے قلعہ منگل بیدہ کا استحکام اور اسکے

اوسکے سامان اسباب اور لوازم کراست اس مرتبہ پر نہ تھے کہ جب لشکر ان حدود سے چلا جائے تو وہ دشمنون کے تعرض سے مصئون رہے۔ اسلئے وہان سے بارود منگا لیا اور غلہ جتنا آسکا تھا وہ منگا لیا۔ باقی کو آگ لگائی اور بیلدارون سے قلعہ کے کنگرون کو ڈھوا دیا۔ راجہ مع لشکر کے ۸ جمادی الآخرہ کو اورنگ آباد مین آگیا اس مہم کا خلاصہ یہ ہے کہ اورنگ زیب اسمین کامیاب نہین ہوا لشکر شاہی بیس روز کی راہ کو دو مہینے مین طے کرکے بیجاپور سے پانچ کوس پر پہنچا۔ یہان سات روز سے زیادہ نہ ٹھیر سکا۔ ملک کو تاخت تاراج کرنے لگا لڑائیان ہوئین کیا کیا سردارون کے سر صحرا مین غلطان ہوئے اور کیا کیا صفدرون کے تن زرمگاہ مین زراخ وزرغن کے طعمے بنے لڑائی کا دن کوئی ایسا نہ ہوتا تھا کہ طرفین کے سود وسونام ونشان والے آدمی زیر تیغ وہدف تیر وگولہ وتوپ تفنگ نہ ہوتے ہون بعض ایام مین دو تین روز تک لشکر پر خواب وخور حرام ہوتا۔ نہ گھوڑون کی پیٹھ سے زین اور زین سے سوار جدا ہوتے۔ سوار اس کشت وخون اور ملک کی بربادی کے کوئی نتیجہ نہ ہوا۔

سیواجی کا دہلی مین جانا اور بھاگنا۔

سیواجی کے تردد اور منصوبہ بازی سے چند قلعے لشکر شاہی کو ہاتھ لگے اس مہم مین سیواجی کے افواج نے ایسی ایسی جان نثاریان دکھائین کہ بادشاہ نے دو دفعہ اسن پاس خوشنودی کا فرمان بھیجا۔ ایک نامہ مین اسکی بڑی تعریف لکھی دوسرے مین بہت سے وعدے کئے اور لکھا کہ دلی مین آؤ۔ ملاقات کے بعد دکن کی اجازت دی جائیگی۔ راجہ جیسنگھ کی رفاقت اور بادشاہ کے ان وعدون نے سیواجی کے دل مین دلی جانے کی خواہش پیدا کردی اسنے رگھوناتھ پنت کو پہلے سے اپنی نمود کے لئے بھیجا کہ وہ بادشاہ کو میرے آنے کی اطلاع دے۔ اصل مطلب اسکا یہ تھا کہ وہ دربار کی حقیقت حال سے اطلاع پاے سیواجی نے حکم دیا کہ تمام اسکے ارکین بارے گڈھ مین اتنے دنون مین اتنے عرصہ مین کہ یہ سردار جمع ہون۔ وہ اپنے سب قلعون مین گشت اور افسرون کو اپنے سارے احکام کی تعمیل کی تاکید کرآیا اور پھر اپنی دارالحکومت مین چلا آیا اسنے مورو مترم مل نیگ لی

اور اُنا می سونو دیوا ور اناجی دیو کو پورے اختیارات اپنی مملکت کے دیئے سوا اور اسکی
مملکت کو بہت وسعت ہو گئی تھی۔ کونکان مین چول تک نوڈا کے قریب اور مہتا گھاٹ
مین دریا نیرا سے رائگنا تک پھیلتی تھی سیواجی نے اپنے بڑے بیٹے سنبھاجی کو ساتھ لیا
اور ماہ مارچ ۱۶۶۶ء کو دہلی روانہ ہوا۔ پانچسو منتخب سوار اور ایک ہزار مادلی ساتھ لئے جب
دہلی کے قریب آیا تو پادشاہ نے رام سنگھ پسر راجہ جیسنگھ اور مخلص خان ایک بے حقیقت سے
سردار کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا ایسا ذلیل استقبال سیواجی کو ناگوار تو گذرا مگر پھر
بھی اُس نے اپنے تئین بہت روکا اور دربار مین پندرہ سو اشرفیان اور چھ ہزار روپئے
کل تیس ہزار روپئے کی نذر گذرانی۔ پادشاہ کے اشارہ سے اسکو پنجہزاری منصب دارون
کے جرگہ مین بٹھایا۔ یہ منصب اس کے ہشت سالہ پسر سنبھاجی کو اور اسکے رفیق نیتاجی پالکر
کو ملا تھا۔ وہ ہفت ہزاری سے کم درجہ کا متوقع نہ تھا۔ راجہ جیسنگھ نے پادشاہ
کی جن مہربانیون کے وعدہ سے اسکو خوشدل اور امیدوار کیا تھا۔ انمین سے اکثر
کو اُس نے نہ پایا۔ پادشاہ کے دل مین اسکے افعال اور کردار کے سبب بغض بھرا ہوا تھا
اسسے پہلے کہ خلعت و جواہر و فیل جو اسکے لئے موجود کئے گئے تھے اسکو عطا
کئے جائین اسکے چہرہ حال پر جہالت و خجالت آمیز عرق ظاہر ہوا اور لمحہ بلمحہ وہ
فکر مین ہوا عیاری و مکاری سے ضعف دل کا اظہار کر کے ایک گوشہ مین
چلا گیا اور صید تیر خوردہ کی طرح جو دام مین تازہ نے زمین پر لیٹ گیا۔ ایک
ساعت کے بعد ساحگی و پختہ کاری کو ساتھ بحال ہوا اور کنور رام سنگھ سے مخاطب ہوا
اور شکون و گلون کا کلمہ کلام کرنے لگا اور اپنے تئین ضائع کرنے کا قصد کیا۔ ہر چند
کنور رام سنگھ نے اسکی تسلی کی مگر کچھ فائدہ نہ ہوا پادشاہ سے داب آداب کے خلاف
اسکی ادائین معروض ہوئین تو پادشاہ نے کہ تو بھی سے بغیر اسکے کہ عنایات پادشاہانہ
عمل مین آئین اسکو رخصت کیا۔ رام سنگھ نے شہر سے باہر راجہ جیسنگھ کے گھر کے پاس
اسکے اترنے کے لئے مکان تجویز کیا تھا اسمین اسکو لے گئے اور پادشاہ نے حکم دیا

کہ راجہ جیسنگھ کو حقیقت لکھی جاے جواب آنے کے بعد جو مصلحت صواب دید ہوگی
عمل مین آئے حکم دیا سیوا مجرے کو نہ آئے اور اسکا بیٹا رام سنگھ کی ہمراہ
مجرے کو آیا کرے۔ پادشاہ نے کوتوال فولاد خان کو فرمایا کہ سیوا کے اطراف
منزل گاہ پر چوکی بٹھا دے۔ راجہ جیسنگھ کو فرمان لکھا کہ وہ سیوا جی کی صورت
حال اور کیفیت معاملہ لکھے کہ کیا اُسنے قول و قرار ہوئے اور راجہ کو حکم دیا کہ
اسکے باب مین جو اصلاح دولت جانے وہ لکھ بھیجے کہ صواب دید اور اسکی ملتمس کے
موافق سیوا جی سے معاملہ کیا جائے۔ دو تین روز تک جب سیوا جی نے پادشاہ
کی یہ بے توجہی دیکھی تو بڑا سراسیمہ ہوا اور حیلہ و تدبیر سوچنے لگا۔ رات دن اسی
اُدھیڑبن مین تھا کہ اس بھندی سے نکل جاؤن۔ اسنے امراء اور کنور رام سنگھ سے
رفق و مدارا پیدا کیا۔ اور دکن کے تحائف و ہدایے بھیجکر التیام کو استحکام دیا اور
اپنے جرائم کا شفیع بنایا اور اسی حال مین پادشاہ کے فرمان کے جواب مین راجہ
جیسنگھ نے لکھا کہ مجھ فدوی نے سیوا جی سے عہد و پیمان کئے ہین اور مین ابھی تک
اس مہم مین مشغول ہون۔ اگر فضل و کرم شاہانہ اسکے جرم سے درگذر کرے تو
مین بخشایش و احسان کا رہین رہونگا اور اپنے افعال و اقوال مین سرافراز
اور پادشاہی صلاح کار اور ان حدود کی مہمات کے اجراء کے لئے مناسب ہی
ہی۔ اسنے مجھ سے عہد کیا ہے کہ وہ سلک بندگی و فرمان پذیری سے انحراف
نہین کریگا اور اسکو بغاوت پر جرأت نہ ہوگی۔ پادشاہ نے راجہ کی اس
عرض کو منظور کیا اور فولاد خان کو حکم دیا کہ اُس کی منزل گاہ سے پہرے
اٹھا دے۔ مگر وہ پادشاہی خوف سے ایسا ڈرا ہوا تھا کہ جب پہرہ چوکی اٹھ گئے
اور کنور رام سنگھ نے اسکی حفاظت چھوڑی تو وہ ۲۷ صفر کو بتغیر وضع کرکے
بھاگ گیا۔ اسکے بھاگنے کا اصل حال تو یہ ہے جو عالمگیر نامہ مین لکھا ہے باقی
اور دل لگی کی داستانین گھڑی گئی ہین کہ اس نے اپنے کامون کی خجالت و ندامت

ظاہر کیا۔ آخر کو تعارض سے اپنے تئین بیمار بنایا۔ اور آہ و نالہ شروع کیا۔ اور جب کے
درد سے بے تابی ظاہر کی صاحب فراش ہوا۔ وید کون سے مرض دق و سل کا علاج کرانے
لگا کچھ دنون انہین حیلون سے اپنے تئین نزار و نزار رکھا۔ بعد اسکے اپنی شفا کی
شہرت دی اور غسل کیا۔ حکما و ارباب طرب و رفقاء کو انعام اور برہمنون کو بن دیتا
غلہ خام و نقد ہندو مسلمان مستحقون کو بانٹتا۔ بڑے بڑے پٹارون کو کاغذ سی
منڈھ کر اور طرح طرح کی شیرینی انمین بھر کر امراء کے گھرون اور فقرا کی خانقاہون مین بھیجتا۔
جہان اسنے اپنی بھاگنے کی جاے مقرر کر رکھی تھی وہان دو تین گھوڑے راہوار
اس بہانہ سے بھیجدیئے کہ وہ برہمنون کو بن کیئے گئے ہین۔ ان گھوڑون کے ساتھ اپنے
ہم راز و ہم دم محرم رفیق بھی بھیجدیئے ایک شخص جان نثار اسکے ہمراہیون مین
تھا جو شکل مین اس کے مشابہ تھا اسکو اپنے پلنگ پر لٹایا۔ اپنے ہاتھ کے مرصع نے
کے کڑہ کو پہنایا اور اسکو سمجھا دیا کہ میری روانہ ہونے کے بعد بارک کپڑے کی ایک لای
سر پیر اوڑھ لینا اس طرح پڑے رہنا اور اس کڑے کو دکھلاتے رہنا تاکہ
اندر باہر جو بادشاہی آدمی آئین جائین وہ یہ جانین کہ سیوا جی سوتا ہے پھر وہ
خود اور پیٹا دونو ٹوکرون مین بیٹھے اور مشہور یہ کیا کہ متھرا کے برہمنون کے واسطے مٹھائی
انمین بھیجی جاتی ہے۔ ۲۷ ماہ صفر ۱۰۷۶ھ کو یون علاقہ آگرہ سے نکل آیا اور
گھوڑون کے پاس پہنچا اور دو پہر مین متھرا مین آگیا۔ یہان اسنے داڑھی مونچھین منڈوا
اور اپنے اور اپنے بیٹے کے چہرہ پر بھبوت لگائی۔ کچھ اشرفیان جواہر اس
پاس تھے اور چند فقیر اسکے راز دار تھے وہ انکے ساتھ غیر مشہور گھاٹ
سے جمنا پار گیا اور بنارس کی راہ اختیار کی۔ کہتے ہین کہ سیوا جی کے بھاگنے سے
پانچ پہر بعد دکن کے ایک ہرکارہ نے جو جاسوسی اور خبر لانے پر نوکر تھا بادشاہ سے
عرض کیا کہ سیوا جی بھاگ گیا۔ بادشاہ نے کوتوال سے پوچھا اسنے کہا کہ منزل گاہ کے
گرد چوکیان بیٹھی ہوئی ہین۔ ہرکارہ نے پھر مبالغہ سے عرض کیا تو کوتوال کے

آدمی دیکھنے گئے تو دیکھا کہ سیوا سوتا ہے اور اسکا کڑہ طلائی پکڑائی کے نیچے دکھائی دیتا ہے تو ہرکارہ نے کہا کہ اگر سیوا جی چالیس پچاس کوس نہ نکل گیا ہو تو مجھے پاؤں لگے آخر کو تجسس و تحقیق کے بعد معلوم ہوا کہ سیوا جی بھاگ گیا بادشاہ نے جانا کہ رام سنگھ کی سازش سے یہ کام ہوا ہے اسلئے اسکو منصب سے معطل اور مجرے سے منع کر دیا اور حکم دیا کہ اطراف دکن جانب شرقی و شمالی کے گرز بردار صوبہ داروں کے نام احکام لے جائیں کہ جہاں سیوا گرفتار پاویں اسکو حضور میں روانہ کریں ان ہی دنوں میں راجہ جے سنگھ بیجاپور سے فارغ ہو کر اورنگ آباد میں آیا تھا اسکو فرمان بھیجا کہ پہلے اس سے سیوا جی کے بھاگنے کی خبر پھیلی ہے تا جی پالکر کو مقید کر کے حضور میں بھیجدے اور پھر اس مرغ از قفس جستہ کی جست و جو میں مشغول ہو اور اسکو کسی جگہ قرار لینے اور جمعیت فراہم نہ کرنے دے۔ احمد آباد اور برار کی راہ سے اسکے فرار ہونے کا احتمال زیادہ تھا۔ اسی طرف زیادہ تاکید کے ساتھ گرز بردار تعین کئے گئے سیوا جی بنارس کی سمت میں بھاگا تھا وہاں چار پانچ روز تلک رہا ہفتہ کے بعد اس طرف گرز بردار رخصت ہوئے۔

کرنیل ڈف صاحب ہٹون کی کتابوں سے سیوا جی کے فرار ہونے کا حال یہ لکھتے ہیں کہ جب سیوا جی کو معلوم ہوا کہ بادشاہ نے مجھے مجرے سے منع کر دیا تو وہ بڑا سٹ پٹایا اور کچھ توقف کر کے اسنے اورنگ زیب کی اصل نیت دریافت کرنے کے لئے رگھوپنت کے ہاتھ ایک عرضداشت بادشاہ پاس بھیجی جسمیں یہ لکھا کہ میں دہلی ان بیوقوفوں سے آیا کہ حضور نے مجھے بلایا اور وعدے کئے کیسی کیسی خدمات میں نے کیں شرائط حضور نے لکھ دیں میں نے ان وعدوں کو پورا کیا جو میں نے کئے۔ اب بھی میں لشکر شاہی کے ساتھ عادل شاہی یا قطب شاہی سلطنت کے استیصال کرنے کے لئے مدد کرنے کو تیار ہوں اگر حضور کو مجھ سے خدمت گذاری کرانا پسند نہیں ہے تو مجھے اپنی جاگیر میں جانے کی اجازت ملے۔ یہاں کی آب و ہوا نہ مجھے موافق ہے۔ اور نہ اور

نہ اوا اہل دکن کو جو میری ہمراہی مین سا رنگار ہے۔ اورنگ زیب نے عالم لوٹنے کا جواب اسکو
دیا اور شہر کے کوتوال کو ہدایت کی کہ سیواجی کی منزلگاہ کے گرد پہرہ چوکی لگا دے
اور اسکی نگاہ داشت اچھی طرح کرے اور اسکو گھر سے باہر جبتک نکلنے نہ دے کہ
کوئی گروہ اسکا ضامن نہ ہو سیواجی اس شکایت آمیز عرائض کرنے لگا اور اپنے
نوکرون کے یہان روک لینے کی سخت کی فریاد کی۔ بادشاہ نے خوش خوش
دکن کو اسکے نوکرون کے چلے جانے کی اجازت دی۔ کیونکہ سیواجی کی جمعیت
کے گھٹ جانے سے بادشاہ کے بس مین اسکا رہنا اور زیادہ آسان ہو گیا۔
سیانون کو دور کی سوجھا کرتی ہے سیواجی کو اپنے دوستون کو عافیت کے ساتھ
قید سے نکال کر اپنا قید سے نکلنا آسان ہو گیا۔ رام سنگھ اسکا راز دار تھا اور
اسکے باپ نے جو سیواجی سے وعدے کئے تھے انکے سبب وہ سیواجی کے بھاگ جانے
کے ارادہ سے چشم پوشی کرتا تھا سیواجی پر ایسی سخت قید نہ تھی کہ وہ کہین ملاقات
کو نہ جا سکتا ہو وہ امراء دربار پاس جایا کرتا اور انکو تحفے تحائف بھیجتا رہتا اور
اسطرح انکو اپنا ایسا معین دیا رہ بنایا کہ اسکی مطلب برآری کے لئے کافی تھا اس نے
اپنے تئین بیمار بنایا۔ ویدکون سے اپنا علاج کرایا۔ اول اپنے تئین سخت بیمار مشہور
کیا۔ پھر مرض کی تخفیف کا اظہار کیا اور برہمنون کو بن دان دینا شروع کیا ان
ویدکون کو انعام دیا۔ بڑے بڑے پٹارے یا ٹوکرے بنوائے۔ ان کو مٹھائیون
سے بھر کر بڑے بڑے امیرون اور اپنے دوست آشنائون کو اور مسجدون
مین فقیرون مین تقسیم ہونے کے لئے بھیجنے شروع کئے اوّل اوّل پہرہ کے سپاہیون نے
ٹوکرون کی تلاشی لی پھر چھوڑ دی۔ جان لیا کہ ان مٹھائی ہوتی ہے چند دنون
کے بعد سیوا ایک ٹوکرے مین خود بیٹھا اور دوسرے مین بیٹے کو بٹھا دیا ان ٹوکرون کو
نوکرون نے سر پر اٹھایا اور چوکی پہرہ سے انکو یون باہر نکالا اور ایک مخفی جگہ
پہنچایا۔ پھر دہلی کی نواح مین آ کر وہ آیا جہان اسکے لئے گھوڑا کسا کسایا تیار کھڑا تھا

اسپر چڑھا اور بیٹے کو شہ بالا بنایا دوسرے دن متھرا پہنچا جہان بعض برہمن اور اسکا خیر خواہ دوست نیتاجی بابوس رائے انتظار کر رہے تھے۔ اُنہون نے اُسکے لئے سارا سامان تیار کر رکھا تھا۔ یونہ دیش کے برہمن کا ایک خاندان یہان رہتا تھا اسکو سنبھاجی کو حوالہ کیا وہ موہن بل نیک نی کا کچھ رشتہ دار تھا سنبھاجی کئی مہینے یہان رہا۔ پھر دکن مین پہنچا دیا گیا سیواجی گسائین کے بھیس مین بہت پرستش گاہون مین جا بترے کو گیا۔ مگر اسکے دکن جانے کی راہ صحیح صحیح نہین معلوم۔ وہ نو مہینے کے بعد دسمبر ۱۶۶۶ء مین راے گڈھ مین آیا۔

اب ڈاکٹر برنیر صاحب کی داستان سنیئے کہ جب ایران کی چڑھائی کا بادشاہ کا ارادہ ہوا تو اُسنے سیواجی کو نہایت مشفقانہ محبت آمیز کلمات مین فرمان بھیجا اور اسکی فہم و فراست و سخاوت و شجاعت وغیرہ کی بہت تعریف لکھی اور راجہ جیسنگھ بھی اُسکی جان اور آبرو کی حفاظت کا ضامن بنا اسلئے سیواجی بھی آگرہ ہوکر دہلی مین حاضر ہوا۔ مگر اتفاق وقت سے دہلی مین شائستہ خان کی بیگم بھی اس وقت موجود تھی وہ اس امر پر مصر ہوئی کہ جس شخص نے میرے بیٹے کو مارا ہو شوہر کو زخمی کیا ہو شہر سورت کو لوٹا ہو وہ ضرور مقید ہونا چاہیئے۔ اس سبب سیواجی یہ دیکھ کر کہ ہر سمت مین اسکے خیمون کی تاک مین تین چار امیر لگے رہتے ہین ایک رات کو بھیس بدل کر نکل گیا اسکے بھاگ جانے کے محل مین بیگمات کو بہت رنج و افسوس ایک مورخ لکھتا ہے کہ اس موش کو ہی نے جب اورنگ زیب کی شان و شوکت دیکھی تو اس کے ہوش اُڑ گئے اور بیہوش ہو گیا۔ جب ہوش مین آیا اس دربار کی عظمت کو نہ دیکھ سکا وہان سے بھاگ گیا۔ مورخون کے بیان گو مختلف ہین۔ مگر سب سے زیادہ صحیح بیان عالمگیر نامہ مین لکھا ہے۔ ٹوکرون یا شارون کی باتین مرہٹون نے جن کی عادت مین تاریخ کے ساتھ کہانیان جوڑنے کی ہے لکھی ہین۔

اس ملاقات کا نتیجہ یہ ہوا کہ بادشاہ بجائے اوسکے کہ سیواجی کو اپنا دوست بناتا

جو اسکے قدمون تلے آگیا تھا اپنا دشمن بنالیا۔ عالمگیر نے سمجھا کہ ساری ہندوستان
مین کوئی امیر اور سپہ سالار ایسا نہین ہی کہ وہ مہمات دکن مین خدمت گذاری کامیابی
کے ساتھ سیواجی کی برابر کرسکے اسنے یہ سمجھکر کہ وہ ایک ہندو اپنے مذہب مین
دیوانہ ہے اسکے حسب دلخواہ خاطرداری نہ کی۔ اپنی شان وشکوہ کی نمود
کے لیئے اسکو پنجہزاری منصبداروں مین بٹھایا اور اسکو دکن مین اپنا قائم مقام
نہ بنایا جسسے یہ مرہٹہ آزردہ خاطر ہوکر بھاگ گیا اور بھاگنے کے بعد جو اسنے کام
کیئے وہ آگے بیان ہونگے۔

ہم پہلے لکھ چکے ہین کہ تربیت خان ایران کے نامہ کا جواب لیکر ایران کو
روانہ ہوا تھا جب یہ سفیر ایران جاکر اصفہان مین شاہ سے ملا تو وہ
اسپر ملتفت نہ ہوا۔ بے سبب غبار خاطر کے آثار ظاہر کیئے اور آئین مخالفت
ودادا ور قانون یک جہتی واتحاد کے برخلاف باتین ظہور مین آئین بعض
اوقات سپہ کشی اور رزم آزمائی کا عزم اور ولایت بادشاہی کی سرحد مین
لشکر بھیجنے کا داعیہ کیا اور اور رنجش کی باتین ظاہر کین۔ ایکسال بعد تربیت خان
فرح آباد سے رخصت ہوا۔ اسکی روانگی کے بعد شاہ ایران نے اپنی لشکر کشی
کے ارادہ کو ظاہر کیا۔ خراسان مین بڑی سپاہ بڑے توپخانہ کے ساتھ متعین
کی اور فرح آباد سے اصفہان کو روانہ ہوا اور اس عزیمت کا اسباب سرانجام
دیا کہ خود متعاقب خراسان مین آئے۔ بادشاہ پہلے سے ان باتون کو سن رہا
تھا۔ اب ممالک محروسہ کی حدود مین تربیت خان آیا تو اسکے عرائض سے یہ
حال بتفصیل معلوم ہوا۔ بادشاہ نے بھی ایران کا ارادہ کیا تو۔ بادشاہزادہ
محمد معظم کو راجہ جسونت سنگھ کے ساتھ چہارم ربیع الاول ۱۰۷۶ھ کو کابل مین
صوبہ مقرر کیا اور بیس ہزار سوار اسکے ساتھ کیئے اور بعض امراء جو حضور مین حاضر
تھے اور بعض جو اپنے اقطاع مین تھے اونکو ساتھ جانے کا حکم دیا اور خود۔۔

۱۰۷۶ھ کو بادشاہزادہ محمد معظم کے کابل جانے کا ذکر۔

پنجاب جانے کا ارادہ کیا۔ مگر شاہ عباس جب فرخ آباد سے اصفہان کو چلا تو خناق کے
مرض مین مبتلا ہوا اور چند روز مین مرگیا صفی مرزا اسکا بڑا بیٹا جانشین ہوا۔ عالمگیر اسکے
مرنے کا افسوس ہوا اور اُس نے کہا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ وہ زندہ ہوتا تو صف آرائی کا
لطف اُٹھتا۔ ابرُت وفوت کا اقتضا نہین ہے کہ ایران پر لشکر کشی کی جائے
اسنے شاہزادہ کے نام فرمان بھیجا کہ لاہور سے آگے نہ جاے اور اُلٹا حضور مین
خافی لکھتا ہے کہ عبدالقوی ایک بڑا فاضل بادشاہ کا اُستاد تھا۔ بادشاہ نے
اسکو پنجہزاری کا منصب اور اعتماد خان کا خطاب دیا تھا۔ خلوت مین اسکو سامنے
بیٹھنے کی اجازت تھی۔ کمال تدین ورراستی و صلاح وتقوی رکھتا تھا۔ ایک آدمی قلندر
وضع پر ایران کی طرف سے جاسوسی کا گمان ہوا۔ کوتوال اسکو پکڑ کر لایا۔ بادشاہ نے
اعتماد خان کو سپرد کیا کہ اپنے گھر لے جاکر حقیقت حال دریافت کرے۔ وہ اسکو اپنے گھر
لے گیا۔ فقیر سے حال پوچھا اُسنے کہا کہ مین فقیر ہون تو اعتماد خان نے اسپر اور تنبیہ کی۔
فقیر نے کہا کہ مین اصل حال آپ کے کان مین کہونگا۔ اُسنے کہا اچھا۔ جب وہ اُس کے
کان مین بات کہنے لگا تو باوجودیکہ اسکے ہاتھ پس پشت بندھے ہوئے تھے اُس نے
چھوٹی شمشیر جو اعتماد خان کی مسند پر رکھی ہوئی تھی جلدی لے کر اعتماد خان کے ایسی
ماری کہ اُسے آہ بھی نہ کھینچنے دی نوکرون نے فقیر کے ٹکڑے اُڑا دیے۔ عالمگیرنامہ
مین لکھا ہے جو خافی خان کے بیان سے زیادہ معتبر ہے کہ امیر خان صوبہ دار کابل نے
ان ایام مین چند بے سروپا مغلون کو جاسوسی کے شبہ مین گرفتار کرکے بادشاہ پاس
بھیجا تھا۔ بادشاہ نے خان مذکور کو جو کارآگاہ ومعاملہ فہم تھا تحقیق حال کے لئے مامور کیا
اعتماد خان نے ان ترکمانون مین سے ایک سپاہی وضع کو بے نیدوز تحریر کے خلوت
مین اپنے پاس طلب کرلیا اور احوال کی تحقیق کرنے لگا کہ وہ ناگہان باہر گیا اور اسکے غلام
پاس اسکے ہتھیار تھے اُس سے تلوار لے کر آیا اور خان مذکور کے ایک ضربت ایسی لگائی
کہ رشتہ حیات اسکا منقطع ہوا اُسکے پاس کے آدمیون نے اس قاتل کے ٹکڑے اُڑا دیے۔

اعتماد خان کا کشتہ ہونا۔

خان مذکور حلیہ فضل و کمال سے آراستہ محرم قدیم التخدمت راست گفتار و درست کردار تھا۔ پادشاہ کو اسکا افسوس ہوا اور اسکے خویشون اور بیٹون کو خلعت اور مناصب سے سرافراز کیا۔

پادشاہ کے حکم سے نیتاجی کو راجہ جینگہ نے دکن مین دستگیر کرکے پادشاہ پاس بھیجدیا پادشاہ نے فدائی خان میر آتش کو اُسکی حراست کے لئے مقرر کیا۔ نیتاجی نے کہا کہ مین مسلمان ہوتا ہون۔ پادشاہ نے اسکو مسلمان کرکے بہت سی عنایات کین جسکا آگے بیان ہوگا۔

نیتاجی کا مسلمان ہونا۔

پادشاہ نے دلیر خان کو اپنے پاس بلایا تھا وہ کوکیون سمیت دریاے نربدہ سے پار ہوا تھا کہ اس پاس حکم پہنچا کہ انجی ملار زمیندار چاندہ کی گوشمالی کو جاے وہ اس حکم کے ورود ہونے کے بعد رندولہ خان و راجہ سجان سنگہ و راؤ بہادر و قادر داؤد خان و زبردست خان و آتش خان و برقنداز خان کے ساتھ برار و ملک چاندہ کی طرف روانہ ہوا۔ ایرج خان صوبہ برار مع اس لواح کے فوجدارون کے اسکے ساتھ شریک ہوا۔ جب چاندہ کی سرحد پر یہ پہنچے تو اسکے زمیندار پر خوف غالب ہوا اُسنے اپنے مددالمہام ناکیا کو دلیر خان پاس بھیجکر اُسسے ملاقات کی درخواست کی۔ دلیر خان نے اس کو فضل کرم پادشاہی کا امیدوار کیا۔ ناکیا نے زمیندار کا اطمینان خاطر کیا وہ مع اپنے بڑے بیٹے مدھکر کے موضع ماندورہ سرحد چاندہ پر دلیر خان کے سامنے بطور قیدیون کے آیا۔ ایک ہزار اشرفی اور دو ہزار روپیہ اور دو گھوڑے اور ایک فیل برسم نیاز دلیر خان کے آگے پیش کئے۔ سات ہزار اشرفی و پانچ لاکھ روپئے چند شتر و فیل و عرابہ پر لادکر لایا تھا وہ بصیغہ جرمانہ و شکرانہ سرکار خاصہ کے حوالہ کئے۔ دلیر خان نے اس سے کہا کہ اگر اپنے جان و ناموس کی سلامتی اور موطن و ولایت کی بقا چاہتے ہو تو برسم جرمانہ دو مہینے کے اندر ایک کروڑ روپیہ نقود و نفائس اشیا مثل جواہر و مرصع آلات نقرہ اور ہاتھیون کا سامان کرکے اولیاء دولت کو حوالہ کرو اسکے سوا پانچ لاکھ روپئے دلیر خان کو جو اصلاح کار کا

زمیندار چاندہ و دلیر خان کی لڑائی اور زمیندار کا دلیر خان کی شرن لینا اور اسکا معہ کنبہ کے حاضر ہونا۔

واسطہ اور عفو جرائم کا ذریعہ ہوا ہے بطریق شکرانہ کے ہر سالہ دو لاکھ روپئے پیشکش
مقرری سرکار خاصہ مین ادا کرتے رہو قلعہ مانک درگ کو جو اس ریاست کا مضبوط قلعہ ہے اسکو
پادشاہی آدمیون کو مسمار کرنے دو۔ پادشاہ تمہاری ساری تقصیرات معاف کردیگا۔
اور رام سنگھ اسکے بڑے بیٹے کو نائب مناب مقرر کردیگا۔ دلیر خان نے ان سب باتون کی
منظوری پادشاہ سے منگالی۔ پادشاہ نے زمیندار کے لئے فرمان اور خلعت بھیجدیا۔ دلیر خان نے
بالجی راؤ کو اپنے پاس رکھا اور اسکے وکلار کو رخصت کیا کہ پیشکش کا سرانجام کرین۔ محمد لطیف کو
قلعہ مانک درگ کے انہدام کے لئے مقرر کیا اسنے جاکر تھوڑے دنون مین قلعہ کو خاک کی برابر
کیا۔ اسمین جو بیجا روپیہ مدفون تھا اسکو نکال کر اور بچا پس آہنین تیغ بین و رام چنگی اور بہت سی
بندوقین لشکر شاہی مین ارسال کین اور اسی طرح قلعہ ہولی کو جو سرحد دیوگڈھ پر تھا مسمار کیا۔
دو مہینے کے بعد پیشکش کا ستر لاکھ روپیہ وصول ہوا۔ بالجی ملا راؤ علیل مریض تھا اسکی
ولایت مین خلل پڑرہا تھا اور باشندے و رعایا بھاگ کر متفرق ہوگئے تھے۔ دلیر خان
نے اسکو چھوڑ دیا اور اسسے پیشکش مین سے تین لاکھ روپئے اور اپنے پانچ لاکھ روپئے کل آٹھ
لاکھ روپیہ کے ادا کرنے کا دو مہینے کے عرصہ مین چکانہ لکھایا اور باقی تین لاکھ روپیہ بتدریج
تین سال مین ادا کرینگا۔ اور ہر سال دو لاکھ روپیہ مقرری بھیجنے کا اقرار لیا۔ پادشاہ نے
جو خلعت اسے بھیجا تھا وہ بھیجدیا۔ زمیندار دیوگڈھ کی جو سرحد چاندہ سے متصل تھا اسکی
تادیب پر متوجہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اسنے پندرہ لاکھ روپئے وصول کئے اور یہ
مقرر کیا کہ سال بسال دو لاکھ روپیہ پیشکش دیا کرے اور حال مین قریب نصف کے پیشکش
وصول کی۔ راجہ جینگہ بیمار ہوکر مرگیا۔ بالاگھاٹ کا انتظام بگڑگیا۔ پادشاہ نے حکم
فرمایا کہ از سر نو بیجاپور کی تیاری کی جاے دکن کا صوبہ دار دلیر خان مقرر ہوا۔ دلیر خان نے
دونو زمیندارون سے باقی پیشکش کے وصول کرنے کے لئے قادر داد خان کو مقرر کیا۔
خود اورنگ آباد روانہ ہوا

سوانح سال دہم جلوس ۱۰۷۷ھ

بادشاہ کے جلوس سال دہم کا جشن ہوا۔ اس سال مین شہزادہ کام بخش پیدا ہوا۔ شاہزادہ محمد معظم لاہور سے ایا۔ اسکو اور محمد اعظم کو خلعت گران بہا عنایت ہوئے سیواجی کا خویش نیتاجی جو مسلمان ہوا تھا اسنے فتنہ کرکے شعار و آداب مسلمانی کو اختیار کیا تھا۔ بادشاہ نے اسکو منصب ہزاری دو ہزاری سوار اور محمد قلی خانی کا خطاب عنایت کیا۔ بادشاہ کے جشن مین ایران و توران و بلخ و بخارا و حضرموت و فخاکی ایلچی موجود تھے جنکو انعام و خلعت ملے۔

راجہ جیسنگھ بادشاہ کے حکم سے اورنگ آباد مین تھا۔ بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا ۱۵ شوال ۱۰۷۷ھ کو شاہزادہ محمد معظم کو دکن کی صوبہ داری پر رخصت کیا اور ملک و دولت کی مصلحتون کے وجہ سے مہاراجہ جسونت سنگھ و راجہ رائسنگھ سیسودیہ و صف شکن خان و صفی خان و راجہ رائے سنگھ کچھواہہ و عزت خان و سربلند خان کو شاہزادہ کے ہمراہ کیا اور راجہ جیسنگھ کو لکھا کہ جسوقت اورنگ آباد مین شہزادہ آئے اسوقت وہان سے روانہ ہوکر میرے پاس آئے مگر راجہ راہ ہی مین تھا کہ ہمایو ہوگیا

شہزادہ محمد معظم کا دکن بھیجنا۔

قوم یوسفزئی کی ہوا ہی بہاں تک تھی

پہلے زمانہ مین اقوام یوسف زئی کے یورت و مسکن سرزمین قندھار و قراباغ تھے۔ بعض سببون سے ان خدود سے وہ پراگندہ ہوئے اس زمانہ مین کہ مرزا الغ بیگ کابلی حکمروائے کابل تھا وہ کابل مین آئے مگر یہان انکی دال نہ گلی تو وہ آخر کو سرزمین سواد و بجور مین چلے گئے یہان قوم سلطانی جو اپنے تئین سلطان سکندر کی اولاد دختری بتاتے ہین مرزبانی کرتے تھے۔ اول اسکی اقوام یوسف زئی خدمت گذار بنین اور پھر کافر نعمتی کرکے قوم سلطانی کو اڑاکر خود سلطانی کرنے لگین اور تمام دشت و کوہ پر تسلط کرلیا۔ پہلے مرزبانون کو گمنامی کے کونون مین بٹھادیا۔ انمین سے بعض حب وطن کے سبب سے اب تک اس مرزبوم مین مسکن رکھتے ہین اور ترک یورت قدیم کو ننگ و عار سمجھتے ہین۔ غرض اب سے سو سال کا عرصہ گذرتا ہے کہ اقوام یوسف زئی اچ و دامن

بستی ہین دزدی اور رہ زنی کرتی ہین ۔ بنگاہ انکا سواد اور بجور ہے اور پہاڑ
سے باہر کی سرزمین پر بھی قبضہ کرلیا ہے اس کوہستان کا طول بیس کوس اور
عرض بعض جگہ بیس کروہ اور بعض جگہ پندرہ کروہ ہے ۔ خوش مرغزار اور دلکش پاکیزہ
جنگل آن پاس ہین سرزمین دو جانب سے تو دریائے نیلاب سے ملتی ہے اور ایک جانب
اس دریا سے ملتی ہے جو خطۂ کابل سے آن کر نوشہرہ مین بہتا ہے اور چوتھی جانب
مین کوہ شمالی ہے حضرت عرش آشیانی (اکبر) کے عہد مین معرکہ آرائیان مہابت خان
کوکلتاش و بیربل و حکیم ابوالفتح نے یہان کین انکا بیان اقبالنامہ اکبری مین مفصل لکھا گیا
ہے غرض انکی تنبیہ و تاکید اس قدر ہوگئی تھی کہ وہ قدم جرأت اپنی حد سے باہر
نہین نکالتے تھین اگرچہ وہ خود سر تھین با جگذار نہ تھین لیکن وہ اپنی حدود سے
باہر قدم نہین رکھتے تھین ان دنون مین انکے سردار بہا کو نے فساد اٹھایا اور اس
قوم کے قبائل کو باہم متفق کیا اور ایک فقیر محمد شاہ کو اپنا ہادی بنایا اور بہرہ
خوشابی کے ملانون مین سے ملا چالاک کو پیشوا بنایا ۔ بہا کو کی صلاح دید سے
پانچہزار افغانون کے ساتھ قلعہ چھاچھل پر چڑھ گئے یہ قلعہ حدود بکھلی مین تھا جس کے
مرزبان شادمان کا گماشتہ شمشیر اس قلعہ مین تھا ۔ غدر و مکر سے اس قلعہ کو انہون
نے لے لیا ۔ اور ان حدود مین شورش انگیزی شروع کی لغاغنہ یوسفزئی کے
ایک گروہ انبوہ نے دریائے نیلاب و حدود اٹک مین اپنی حد سے باہر قدم رکھا
اور ممالک محروسہ پر دست تعرض دراز کیا ۔ جب بادشاہ کو ان حدود کے وقائع
نگارون سے یہ خبر معلوم ہوئی تو اٹک کے فوجدار کابل خان پاس فرمان بھیجا کہ دریائے
نیلاب کے نواحی کے جاگیردارون و فوجدارون کو جمع کرکے حتی المقدور اس طائفہ
کی تادیب مین مشغول ہو امیر خان صوبہ دار کابل کو فرمان گیا کہ شمشیر خان پانچہزار
سپاہ کے ساتھ ان مفسدون کے دفع کرنے کے لئے روانہ کرے ۔ کابل خان
نے شمشیر خان کے ملنے کا انتظار نہین کیا اپنے ہمراہیون اور لشکری گھکرو

اشرف و خوشحال خٹک کو ساتھ لے کر اٹک سے برآمد ہوا۔ اور گذر ہارون کی طرف جو ولایت یوسف زئی کے روبرو واقع تھا روانہ ہوا کہ قوم یوسف زئی کی تنبیہ کرے۔ پشاور مین امیر خان کا نائب عبدالرحیم تھا اس سے کامل خان نے مدد طلب کی تھی۔ امیر خان کے اشارہ سے فوراً مراد علی سلطان گھکر و راجہ رائسنگھ بھدوریہ ۱۶ شوال کو کامل خان سے مل گئے۔ یوسف زئی بھی دریائے نیلاب سے اس طرف آکر گذرہارون پر جنگ و پیکار کے قصد سے مقیم ہوئے۔ جب لشکر شاہی گذر ہارون پر آیا تو دریا کے پار مخالفون کے پچیس ہزار سوار اور پیادے اتر آئے تھے انمین سے دس ہزار جنگ کے آہنگ مین مستعد ہوئے سخت لڑائی ہوئی لشکر شاہی کو فتح نصیب ہوئی۔ یوسف زئی سراسیمہ ہوکر دریائے نیلاب پر گئے لشکر شاہی انکے تعاقب مین گیا۔ یوسف زئی کے دو ہزار آدمی مارے گئے اور بہت آدمی مجروح ہوئے بعض ڈوب گئے۔ گذر ہارون پر دریا کے تین شعبے ہوتے ہین ایک انمین پایاب تھا۔ اس سے گذر کر جان سلامت لے گئی لشکر شاہی نے مفسدون کے چار سو سر اتارے۔ کامل خان نے انمین سے ایک سو بیس سر پشاور بھجوائے اور باقی سرونکا کلہ مینار بنایا۔ تاکہ لوگون کو عبرت ہو۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر کامل خان کو خلعت فیل دیا اور منصب مین پانصدی دوصد سوار کا اضافہ کیا۔ کامل خان نے گذر ہارون پر اقامت کی۔ چارون طرف اسکی کمک کے لئے لشکر شاہی آگیا اور وہ یوسف زئی کے ملک مین گھس گیا مخالف موضع ادھند مین جو دھنہ کوہستان کہلاتا ہے فتنہ انگیزی کے لئے جمع ہوئے۔ پادشاہ نے مصلحت وقت جان کر محمد امین خان بخشی کابل کا صوبہ مقرر کیا اور یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے حکم دیا وہ نو ہزار سیاہ کے ساتھ ۱۸ ذیقعد کو اس طرف روانہ ہوا۔ شمشیر خان کی فوج جو افغانان یوسف زئی کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئی تھی اسکی کئی لڑائیان یوسف زئی سے محمد امین خان کے

پہنچنے سے پہلے ہوئیں اور یہ قوم منہزم ہوئی جس کی مجمل کیفیت یہ ہے کہ شمشیر خان و عبدالرحیم ملازم امیر خان کابل سے لشکر کوہکی کے ساتھ مفسدین کی ولایت میں پہنچے اور سرزمین مندر میں اترے۔ یہ مقام کوہستان یوسفزئی سے باہر یوسفزئی کا محل کشت و زراعت میدان کروفر ہے۔ یہاں سے موضع اضیہ میں کہ دھند کوہستان ہے ٹھانے بٹھانے اور مورچال لگانے اور تنظیم و نسق کرنے کا قصد تھا کوہستان سے باہر جو یوسفزئی کے ساکن و مواطن و دیہات اور مزارع تھے انکو لشکر شاہی نے تاخت و تاراج کیا۔ شمشیر خان کو معلوم ہوا کہ یوسفزئی نے کسی مجہول کو دست آویز بنا کے موضع منصور پنج بیر و مرغز میں فساد اٹھانے کا ارادہ کیا ہے۔ ۱۲ ذی الحجہ کو لشکر شاہی نے مخالفون کو پنج بیر میں شکست دی اس جنگ میں شمشیر خان کا بھائی اور کئی بڑے بہادر مارے گئے مفسدون کے اکثر قریے و مساکن کو آگ لگائی اور ان کے مواشی کو غارت کیا اور دو روز بعد شمشیر خان نے پنج بیر کی بائیں جانب جا کر مواشی اور اموال کو لوٹا اور بالکل آبادی کا نشان نہیں چھوڑا اور چار موضع مرغز سے آگے لوٹ لئے ان مقدمات کے بعد بہاکوا و یوسفزئی کے اور ملکون نے اوس کوزئی اور ملی زئی جو اہل سواد اور بنیر میں جمع کر کے انتقام لینے کا ارادہ کیا۔ ۱۵ محرم کو انہون نے سیاہ انبوہ کثیر کے ساتھ موضع منصور میں آن کر مورچال مستحکم کئے اور سیاہ کی پیادہ بندی کی۔ دوسرے روز لڑائی کو آئے شمشیر خان لشکر کو مرتب کر کے ان سے لڑنے گیا۔ افغانون نے بندوق و تیر سے لڑائی شروع کی لشکر شاہی انکو بھگاتا ہوا منصور پر انکے مورچالون کے سامنے آیا۔ قریب تھا کہ ہزیمت پاتا مگر شمشیر خان نے اسے سنبھال لیا سخت لڑائی ہوئی۔ یوسفزئی کو شکست فاحش ہوئی۔ ہوا گرم چل رہی تھی بعضے بھاگ کر پنج بیر پہنچے تو اتنا پانی پی لیا کہ شعلۂ حیات انکا بجھ گیا۔ ایک گروہ بے آبی سے تشنہ لب سراے عدم کو چلا گیا۔ ایک گروہ نے کوہ پر ایک موضع میں کوشش و آویزش میں ثبات کیا شمشیر خان انکے دفعیہ میں مشغول ہوا جب تیر و تفنگ سے انکو دفع نہ کر سکا تو بے توقف

و درنگ لشکر شاہی گھوڑون سے اُتر کر پیادہ پا اور سپرون کو منہ پر لگا کے مردانہ وار
کوہ پر چڑھا بعض دشمنون کی جان لی بعض کو امان دیکر دستگیر کیا تین سو آدمی جنمین
چند معتبر ملاک اوسات تھے مقید کیے۔ بادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو شمشیر خان کا اضافہ
منصب کیا محمد امین خان بھی یوسف زئی کے ملک مین آگیا اور اُسنے اُنکے ساکن اور
مواطن کی تخریب مین کوشش کی۔ بادشاہ کا حکم اس پاس آیا کہ شمشیر خان کو اوھند مین
چھوڑکر اور اسکی کمک کو لشکر بھیجکر تم خود ہمارے پاس چلے آؤ۔ محمد امین خان نے جو کام اس
مہم مین کیا اسکی کیفیت یہ ہے کہ ۱۲ ربیع الاول کو موضع لکی مین پہنچکر شمشیر خان کو اوھند
سے اپنے پاس بلایا۔ اس پاس شمشیر خان آیا اور قوم اورنمازی کے ملکون کو جنہون نے
اطاعت کی تھی ساتھ لایا محمد امین نے انکو خلعت دیکر اپنے وطنون کو رخصت کیا اور
انکو کہدیا کہ اطاعت کروگے تو لشکر شاہی کی سطوت سے ایمن رہوگے۔ فریق یوسف زئی
سے قوم شیرپاؤ شہباز گڈھ سے کوہ کرہ مارتک جا بجا سکونت گشتی تھی۔ اور موقع پاکر دزدی
کرتی تھی۔ محمد امین خان شہباز گڈھ مین گیا لشکر شاہی کوہ کرہ مار کے اندر فضا مین داخل ہوا
اور چند قریون کو آگ لگا کے خاک کی برابر کیا چھ ہزار مویشی پکڑ لائے۔ محمد امین خان موضع بیجا
مین آیا جو کوہ سواد پر واقع ہے یہان خوب تاخت و تاراج کی اور بہت مواشی لے
لئے۔ اس لوٹ مار کے بعد ۲۷ ربیع الثانی کو اوھند مین آیا اور شمشیر خان کو مہم کا اہتمام
سپرد کرکے اور اپنے دو ہزار آدمی دیکر ۶ جمادی الاولی کو ان حدود سے مراجعت کی۔
۲۵ جمادی الاولی کو جشن شمسی ہوا۔ عبدالرحمن خان بن نذر محمد خان کو پانچہزار روپیہ
اور محمد بدیع بن خسرو بن نذر محمد خان کو ہزار روپیہ اور اسکے چھوٹے بھائی باقی محمد کو
تین ہزار روپئے و خوشحال بیگ کاشغری کو شمشیر باساز مینا کار و محمد منصور برادر عبداللہ
والی کاشغر کو خطاب ناصر خانی و جیغہ مرصع و ایک ہاتھی اور پانچہزار روپیہ ملا۔ ۲۶ ربیع الثانی
رسم مے ایلچی عبدالعزیز خان کو خلعت فاخرہ و شمشیر مرصع باساز طلا و ایک ہاتھی اور نو ہزار
روپیہ اور اسکے ہمراہیون کو ۱۶ ہزار روپیہ اور خوشحال بیگ ایلچی سبحان قلی خان کو

جشن شمسی

خلعت واسپ باساز وطلا وشمشیر وسپر ہر دو باساز طلا ومرصع وایک ہاتھی اور ۲۵ ہزار روپیہ اور اسکے بیٹے یار محمد کو خلعت وخنجر اور ایک اشرفی پچاس مہری اور اس کے رفیقون کو چار ہزار روپیہ مرحمت ہوئی۔ اول سے آخر تک سفیر بخارا اور اسکے رفیقون کو دو لاکھ روپئے کے قریب اور ایلچی بلخ اور اسکے متعلقین کو ڈیڑھ لاکھ روپئے کے قریب اور ابشم والی اورگنج کو خلعت اور چھ ہزار روپیہ انعام دیا اور ایک خنجر مرصع بہادران والی مذکور کے لئے بھیجا گیا اور بیس ہزار روپئے اسکو حوالہ ہوئے۔ کہ ہندوستان کی امتعہ خرید کر کے اسکو حوالہ کرے اور خواجہ موسیٰ وخواجہ زاہد کو جو بخاری خواجہ ہین ہر ایک کو پانچہزار روپیہ بھیجا گیا یہ انعامات ہمنے وہ لکھے ہین جو غیر ملکون کے سفیرون کو دئے گئے ہین جس سے شان دربار عالمگیری معلوم ہوتی ہے کہ کن کن غیر ملکون کے بادشاہون سے اسکی مراسلت تھی اور انکے سفیر اسکے دربار مین آتے تھے۔

عبداللہ خان والی کاشغر کا بیٹے اللہ جانا۔

کشمیر اور زمیندار تبت کی عرض سے معلوم ہوا کہ عبداللہ خان والی کاشغر بیٹے کی ہاتھ سے تنگ ہو کر بیت اللہ جانے کے ارادہ سے کمال بیسر سامانی کے ساتھ ان حدود مین آیا ہے چند اہل وعیال اسکے ہمراہ ہین۔ بادشاہ نے خواجہ محمد اسحاق کو مہاندار مقرر کیا اور سر انجام ضروری کے ساتھ اسکے استقبال کو روانہ کیا اور اسکے ساتھ ایک سو نو گھوڑے باساز مینا وطلا وسادہ اور ہاتھی باساز نقرہ وخنجر وشمشیر مرصع وظروف طلا ونقرہ واقسام اقمشہ وفرش بھیجے اور پچاس ہزار روپیہ نقد خزانہ کشمیر پر تنخواہ کے بھیجے۔ محمد امین خان کہ لاہور مین اپنے تعلقہ صوبہ مین گیا ہوا تھا۔ حکم گیا کہ عبداللہ خان کے آنے تک وہان توقف کرے اور اسکی ضیافت مین تقدیم کرے اور خزانہ لاہور سے پچاس ہزار روپئے اسکے پاس پہنچاوے اور سب طرح سے اسکی مہانداری مین مشغول ہو۔ جابجا احکام فوجداروں کو مہمان نوازی ومسافر پروری کے لئے احکام صادر ہوئے جب وہ دار الخلافہ کے قریب آیا تو بادشاہ نے جعفر خان کو اسکے استقبال کے لئے بھیجا اور اعزاز تمام کے ساتھ

عبادت خانہ مین بلاکر ملاقات کی اور آٹھ مہینے تک مہمان رکھا اور پھر کعبۃ اللہ
سامان درست کرکے روانہ کیا۔ سورت تک اسکی ہر جگہ بڑی خدمت گذاری ہوئی
دس لاکھ روپیہ اس کی مہمانداری مین صرف ہوا۔

عالمگیر کی سلطنت کے دس سال کے حال لکھنے کے لیئے عالمگیرنامہ محمد کاظم زیادہ رہنما تھا
دس سال کے بعد بادشاہ نے منع کردیا کہ سلطنت کے حالات کو کوئی مورخ قلمبند نہ
کرے۔ اسلیئے کوئی تاریخ اس بادشاہ کی باقی چالیس سال سلطنت کی بالاجمال اور
بالتفصیل ایسی نہین ہے جیسی کہ اسکے آبا و اجداد کی موجود ہے۔ جن کتابون سے باقی
حال مین لکھتا ہون یہ ہین۔ اول مآثر عالمگیری جسکو مستعد خان نے خفیہ لکھا ہے اسمین
واقعات دکن مین قلعون اور ملکون کی فتوح کو بیان کیا ہے مگر وہ واقعات جوان
مہمات مین پیش آئے انکا ذکر نہین کیا اچھا رُخ دکھایا ہے دوسرا رُخ چھپایا ہے۔ دوم
منتخب اللباب خافی خان ہے۔ خافی خان کا باپ سلطان مراد بخش کا ذکر تھا۔ وہ
عالمگیر سے ناخوش تھا اسکا بیٹا مورخ ہے جسنے باپ سے بہت واقعات سُن کر
ایسے لکھے ہین جنمین عداوت کی بو آتی ہے کبھی کبھی مخالفت مذہبی کے سبب بادشاہ کے
حال لکھنے مین نعمت خان عالی کا بھائی بنجاتا ہے۔ اپنی تاریخ کو ہجو بناتا ہے اور عالی
کی مضحکہ نظمین نقل کرتا ہے۔ سوم تاریخین جو مرہٹون نے لکھی ہین اور انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین اُن تاریخون مین افسانے اور کہانیان بہت ہین تاریخ کم ہے۔ چہارم
وہ تاریخین جو اہل فرنگ نے جو اس زمانہ مین ہندوستان مین موجود تھے لکھی ہین جیسے فرانسیسی
ڈاکٹر برنیر ہے۔ یہ ڈاکٹر صاحب دانشمند خان کا ملازم تھا جو ہندوستان کے امرا
کی مجالس سے واقف ہین وہ جانتے ہین کہ واقعات ملکی کی داستان سرائی کس طرح مجالس
مین ہوتی ہے اور کیا کیا ظرافتین آئین خرچ ہوتی ہین اس اجنبی ڈاکٹر نے اس اپنے
آقا کی مجلس مین جو باتین سنین انکو سچ سمجھ کر اپنے فرانسیسی دماغ سے عقلی تکے آئین لگاکے
ایک ایسی دلچسپ تاریخ لکھ دی جسکے مطالعہ سے وہ آدمی مغالطہ مین پڑتے ہین۔

جو معتبر کتابون پر نظر نہین رکھتے —

واقعات سال یازدہم ۱۰۷۸ھ لغایت سال بست و یکم

روز بروز امور شرعی کے اجراء اور اوامر و مناہی الہٰی کے پاسداری مین بادشاہ کی تقید بڑھتی جاتی تھی متصل احکام جاری ہوتے تھے کہ راہداری اور پابندی وغیرہ موقوف کی جاے جس سے لاکھون روپئے کی آمدنی ہر سال سرکار کو حاصل ہوتی تھی وہ مسکرات کے رواج اور خرابات خانون کو موقوف کرتا تھا۔ ہنود کے معبد خانون مین ہر قوم کے زن و مرد زیادہ شمار کے اندازہ سے روز و تاریخ معین پر جاترہ کے لئے جمع ہوتے تھے اور لاکھون روپیہ کے مال کی خرید و فروخت ہوتی تھی اور اس کے محصول کے بہت روپئے ہر صوبہ مین داخل ہوتے تھے اسکے موقوف کرنے کے لئے حکم صادر فرمایا۔

بادشاہ کا حال۔

کلاوتون نامی قوالون سے جو سرکار مین نوکر تھے انسے سرود خوانی سے توبہ کرا کے انکے مراتب و مناصب کو زیادہ کیا اور سرود و رقاصی کے منع کا حکم صادر کیا۔ کہتے ہین کہ ایک جماعت کلاوتون اور قوالون نے بڑا ازدحام کیا الوداع ایک جنازہ کو بڑی شان سے اٹھایا اور اسکے آگے پیچھے روتے پیٹتے جھروکے درشن کے نیچے سے گذرے۔ جب بادشاہ نے جنازہ کی کیفیت استفسار فرمائی تو کلاوتون نے التماس کیا کہ راگ مرگیا ہے اُس کو مدفون کرنے لئے جاتے ہین بادشاہ نے فرمایا کہ اسکو ایسا خاک مین دفن کرو کہ پھر صدا اور ندا نہ آئے —

بادشاہان سلف کے زمانہ مین اس سال تک یہ مقرر تھا کہ بادشاہ باوجود عارضہ بدنی کے اپنی سلامتی کی خبر کے انتشار کے لئے ایک دفعہ اور کبھی دو دفعہ وقت معین مین اس جھروکہ درشن مین اپنی صورت دکھلاتے تھے۔ جو دریاے جمنا پر شاہجہان آباد اور اکبرآباد مین مشرف ہے۔ امراء مجرائی کے سواء اس وقت سو پچاس لاکھون زن و مرد دعا و ثنا بجا لاتے تھے اور قوم ہنود مین ایک گروہ درشنی مشہور تھا کہ جب تک جھروکہ درشن کے نیچے جاکر بادشاہ کی صورت نہ دیکھتا تھا۔ کوئی چیز نہین کھاتا تھا۔ عالمگیر نے

اسکو بھی نامشروع جان کر جھروکے کے نیچے آدمیون کے جمع ہونے کو موقوف کر دیا اور جھروکہ مین خود بیٹھنا چھوڑ دیا۔

آغاز سال دوازدہم کی ابتدا مین بادشاہ نے سنا کہ برہانپور مین محلہ احدی پورہ اور کھڑکی پورہ آپس مین عداوت بیحشمی رکھتے ہین۔ ایام عاشورہ مین احدی پورہ کے آدمی ہر سال گشت کے واسطے تابوت نکالتے ہین وہ مردم کھڑکی پورہ پر اور اوسکے محلون پر غالب تھے۔ گشت کے وقت تابوت کے ساتھ دوسو سے زیادہ سوار زرہ پوش اور بندوقچی باہر نکلتے تھے۔ ایکبارگی کو تابوت کے گشت کے وقت کھڑکی پورہ کے آدمیون سے انکا مقابلہ ہوا۔ ہرچند کھڑکی پورہ کے آدمیون نے اپنے تابوت کی گشت کی راہ کو بدل کر احدی پورہ کے تابوت کے مقابلہ سے بچایا۔ مگر احدی پورہ کے آدمیون نے جہالت سے اسکی راہ کو دو دفعہ روکا۔ جامع مسجد کے نزدیک جنگ واقع ہوئی۔ ایسی جنگ عظیم ہوئی کہ کھڑکی پورہ والون کے ساتھ بہت سے تماشائی شریک ہوگئے۔ اس قدر آدمی انکی اعانت کے لئے در و بام پر چڑھ گئے کہ کسی کا مکان اس کے گھر پر سفال باقی نہین رہی اور پچاس احدیون سے زیادہ قتل ہوئے اور سو نفر زخمی ہوئے۔ پچاس چالیس ہزار روپئے کے مروارید اور اقمشہ تابوت اور شدے احدی پورہ کے لٹ گئے۔ بادشاہ نے اس واقعہ کو سنکر حکم دیا کہ تمام صوبون مین لکھا جائے ایام عاشورہ مین کوئی تابوت نہ بنائے اور نہ انکا گشت کرائے۔ بادشاہان سابق کے عہد مین شاعر و منجم زیادہ اعتبار رکھتے تھے خصوصاً شاہجہان کے عہد مین اور ہر بادشاہ کے عہد مین ایک ملک الشعرا ہوتا تھا۔ اور وہ پائے تخت مین حاضر رہتا تھا۔ مصالح رکابی دفتر دیوانی کا جزو منجمین کا گروہ سمجھا جاتا تھا۔ وہ بادشاہ کے روشناس نوکر ہوتے تھے انکو یہ کام سپرد تھے فصول اربعہ کی تحقیق اور ماہہا شمسی کے سرشتہ حساب اور تنخواہ تیول جاگیرداروں اور نقدی احدیون و توپخانہ کی اور تقرر ساعت کے موافق تقویم بناتے وہ سب موقوف ہوئے۔ شعر کہنے سننے کا اور ساعت از روئے

تقویم مقرر کرنے کا اور دفتر مین تقویم رکھنے کا رواج برطرف کیا۔ اہل دفتر نے عرض کیا کہ تاریخ ماہ شمسی کا حساب روے تقویم محرر رکھتے ہین جواب ممنوع ہوا تو حساب طلب تنخواہ بغیر تقویم جاری نہین ہوسکتا تو فرمایا کہ ؎

لاولا لب لاولا لاشش مہ است لل وکط وکط لل شہور کوتہ است

پر حساب کرکے شمسی مہینون کے سرشتہ کو نگاہ رکھین۔ اس حکم سے حساب مین الجھیڑ ہوگیا اور جن منصبدارون کو برسون کے بعد تنخواہ ملتی تھی انکو دس بارہ روز تنخواہ کا نقصان ہونے لگا۔

امور ملکی ومقدمات جزئی وکلی مین قضات ایسے مستقل ہوئے کہ امیران عمدہ صاحب مدار سلطنت کو اُنپر رشک وحسد ہوا چنانچہ قاضی عبدالوہاب احمدآبادی کہ قاضی القضات بادشاہی تھا اُس نے اس قدر استقلال اور اعتبار پیدا کیا کہ تمام امراء بانام ونشان اُسسے اپنی حفظ آبرو کا ملاحظہ کرتے تھے۔ مہابت خان ثانی کہ جو بادشاہ کی خدمت مین بڑا گستاخ تھا وہ ہمیشہ قاضی کی خفت کے درپے رہتا تھا۔ چنانچہ راوی ثقہ ومحرمان خاندان قاضی سے سُنا گیا کہ جن ایام مین مہابت خان مہم دکن مین مامور ہوا اور حضور سے مرخص ہوا اور اُس نے مساعدت کی درخواست بادشاہ کی مرضی سے زیادہ کی اس ضمن مین اُسکو خبر پہنچی کہ تین چار لاکھ روپیہ کا جواہر اور اسباب کشمیر واکبرآباد اور مال قاضی احمدآباد کے بیوپاریون کے مال تجارت کی ہمراہ آیا ہے اور قافلہ مین داخل ہوا ہے تحقیق کرنے کے بعد سب مال کو لے لیا اور سپاہ مین تقسیم کردیا۔ جب بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا اور تحقیقات شروع ہوئی تو مہابت خان نے عرض کیا کہ سوداگرون کا مال ازراہ اضطرار بطریق قرض لیا ہے کہ اسکا جو منافع قاضی صاحب تجویز کرینگے وہ مین ادا کرونگا۔ قاضی نے مصلحت کار اسمین جانی اور کاوش نہ کی جسوقت مہابت خان کی رخصت کی تجویز ہورہی تھی کہ دکن کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے معلوم ہوا کہ سیواجی نے

بہت فساد مچایا ہے تو جعفر خان اور مہابت خان کی طرف منہ کرکے بادشاہ نے فرمایا کہ اس کافر بچہ نے پالوٗن اپنی حد سے باہر بہت نکالا ہے۔ اس کے استیصال کا فکر ضرور ہے۔ مہابت خان نے جواب مین التماس کیا کہ فوج کی حاجت اور لشکر کے تعین کی ضرورت نہین ہی۔ اعلام قاضی کفایت کرتا ہے۔ بادشاہ نے بہدماغ ہوکر خلوت مین جعفر خان سے فرمایا کہ مہابت خان کو سمجھا دین کہ سر دیوان ایسے لغو کلمات عرض نہ کیا کرے۔

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد

سیواجی کا حال فرار ہونے کے بعد خافی خان یہ لکھتا ہے کہ سیواجی متہرا سے بھیس بدل کر روانہ ہوا۔ ڈاڑھی موچھ منڈائی۔ اپنے پسر خرد سال کو ہمراہ لیا۔ چالیس سپاہی ہرکارے اور نوکر چاکر ساتھ تھے۔ سب کے مُنہ پر بھبوت ملی ہوئی تھی۔ اور ہندو فقیرون کی صورت بنائی چوبدستیون کو مجوف کیا تھا اور اُن کے اندر بیش قیمت جواہر اور کچھ اشرفیون کو اتنا بھر لیا تھا۔ کہ لکڑیون کو ہاتھ مین لے جا سکتے تھے اُن کے سرون پر شالین لگا دی تھین۔ پرانی جوتیون کے تلوٗون مین کچھ اشرفیان سی دین۔ یہ فرقہ مختلف الوضع بیراگی وگسائین اداسی بنا اور الہ آباد سے بنارس کو چلا۔ ایک دانہ الماس بیش قیمت چند یاقوت کے دانون کے ساتھ موم مین بند کرکے ہرکارون کی پوشش مین سی دیا۔ اور اور جواہر بعض ہمراہیون کے مُنہ مین رکھ لئے۔ یہ کوچ کرکے ایک مکان مین پہنچا جہان کے فوجدار کو وکیل کے لکھنے سے اور بادشاہ کے احکام پہنچنے سے سیوا کے فرار کا حال معلوم ہو گیا تھا فوجدار نے سیوا کے فرار ہونے کی اور ان فقیرون کے تین گروہون کی آنے کی خبر پاکر ان سب فقیرون کو مقید کر لیا اور تحقیقات شروع کی ایک روز ایک رات تک یہ مقید مسافرون کی ایک جماعت کے ساتھ قید مین رہا۔ دوسرے روز آدھی رات کو سیوا خود تنہا خلوت مین فوجدار پاس گیا اور اقرار کیا کہ مین سیوا ہون۔ دو دانہ الماس و یاقوت لاکھ روپئے کی قیمت کے میرے پاس ہین تو یہ جانتا ہے کہ

کہ اس صورت مین کہ مجھے زندہ قیدی کرکے بھیجے یا میرے سر کو کاٹ کر ارسال کرے
دونو صورتون مین یہ دونو جواہر بے بہا تیرے ہاتھ نہ آئینگے۔ یہ مین ہون اور
یہ میرا سر ہے تو ہم برگشتون کے سر سے ہاتھ اٹھا۔ علی قلی خان نے یہ سوچا کہ معلوم
نہین کیا ہو۔ سودائے نقد کو امید نسیہ پر چھوڑنا مصلحت نہین ہے۔ اسلئے وہ دونو جواہر
بے بہا لے لئے۔ اور تہدید آمیز تفتیش کے بعد تمام فقیرون اور مسافرون کو چھوڑ دیا
سیوا جی اس خلاصی کو دوبارہ عمر پانا سمجھا جیسے کہ مرغ قفس مین پھنسا ہوا چھوٹ کر
اڑتا ہے۔ اس طرح وہ فوجدار کے دام سے چھوٹ کر بنارس کی طرف اڑا۔
اگرچہ وہ خود پیادہ چلنے مین ہرکارون سے زیادہ چلتا تھا۔ مگر سنبھا کم عمر بچہ تھا
تھا اس کے پاؤن مین چھالے پڑے وہ اسکے پاؤن کی زنجیر بنا۔ سیوا جی کے
باپ داجب بنارس مین آئے تھے تو موروتی پروہت کیلکس کو بنایا تھا۔ صاحب
اسم ورسم ہنود کا یہ ضابطہ ہے کہ جس مکان مین جا اترا جاتے ہین وہ ایک برہمن کو
اپنا مہری خط لکھ کر دیدیتے ہین جو انکی خدمت کرتا ہے وہی ہمیشہ انکی اولاد کی
خدمت کیا کرتا ہے سیوا جی نے اسکو تلاش کرکے پیدا کیا اور اپنے بیٹے کو اسکے
حوالہ کیا۔ کچھ جواہر اور اشرفیان دین اور سفارش کی کہ اگر میری حیات نے وفا کی
اور مین اپنے مکان کو پہنچا تو مین تمہین خط لکھونگا تم سنبھا کو اپنی ساتھ لے کر جس
راہ سے کہ مین بتاؤن اس راہ سے میرے پاس پہنچا دینا ورنہ تمہین اور بیٹے کو
خدا کے سپرد کرتا ہون۔ کبھی تو پسر کی خواہش اور اسکی مادر کی تحریر پر زنہار اپنی
جگہ سے حرکت نہ کرنا۔ اس برہمن کو جو کیلکس کو لایا تھا چند سال کا خرچ
دیکر سنبھا کے ہمراہ کیا اور خود بنارس کو روانہ ہوا اور اسمین داخل ہوا۔ دو گھڑی
رات رہی تھی وہ گنگا نہانے گیا ابھی ڈاڑھی منڈانے اور نہانے سے فارغ نہ ہوا تھا
اور تاریکی باقی تھی کہ سیوا کے گرفت و گیر کا غلغلہ ہوا اسلئے ایک برہمن کو زندہ جلا
دیا اسنے جلد نہانے سے فارغ کردیا اور وہ روانہ ہوا۔ القصہ سیوا بنارس سے بہار

و پٹنہ و چاندہ کی راہ سے قصبہ حیدرآباد مین عبداللہ قطب الملک پاس پہنچا اور افسانے افسون انگیز و ابلہ فریب سے اسکو ایسا سبز باغ دکھلایا کہ وہ اس پر فریفتہ ہوگیا۔ سیواجی فن قلعہ گیری مین مشہور تھا۔ عبداللہ قطب الملک نے ان تمام سرحدی قطب شاہیہ قلعون کے لئے سیواجی کو متعین کیا جو عادل شاہیہ کے تصرف مین چلے گئے تھے اسنے عبداللہ سے قسم و عہد و پیمان و قرار کئے کہ اگر فوج و مصالح قلعہ گیری میری ہمراہ کیا جاے تو قلعے جو بیجاپور کے تصرف مین ہین انکو جاکر تھوڑے دنون مین تسخیر کرلیتا ہون اور تمہارے مخصوبون کو جو میری ہمراہ تم کردوگے انکو حوالہ کردونگا اور سوائے تمہارے قلعون کے چند میرے قلعے جو کہ عالمگیر کے آدمیون نے لے لئے ہین اگر ان کو تمہارے کمک و مصالح سے اپنے تصرف مین لاؤنگا تو مین تمہارے احسان مانونگا اور آپ کا بندہ دست گرفتہ اور غلام زرخریدہ رہونگا۔ عبداللہ شاہ نے عاقبت بینی اور اس غدار کے افعال پر نظر نہین کی جمعیت شائستہ مصالح قلعہ گیری اور چند آدمی قلعہ داری کے قابل سرفوج قرار دیے اور انکو سیواجی کی اعانت و رفاقت کے لئے سفارش کی سیواجی قلعہ گیری مین ید بیضا رکھتا تھا فوج لیکر جس قلعہ کے نیچے وہ جاتا اسکو طرح طرح کے حیلون اور تدبیرون سے چند دنون کی محاصرہ مین لیتا قلعہ کے سپرد کرنے اور قلعہ دار ہونے کے لئے عبداللہ شاہ نے جو آدمی اسکی ہمراہ کئے تھے انسے چکنی چپڑی باتین کہہ دیتا کہ تم میری قوت بازو ہو اس قلعہ سے بہتر قلعہ تم کو سپرد کرونگا یون امیدوار کرکے جنس و نقد جو قلعہ مین سے ہاتھ لگتا انکو دیدیتا اور انکو دم دیکر دوسرے قلعہ پر لے جاتا ستارہ اور پرنالہ وغیرہ دس بارہ قلعے فتح کرلئے یہ بیجاپور کے قلعے ایسے مشہور تھے کہ لاکھون روپئے خرچ ہوکر برسون مین فتح ہوتے اسنے تھوڑے دنون مین اپنے تصرف مین کرلئے راجہ جے سنگھ و دلیر خان اور سپہ سالار پادشاہی کی سعی سے قلعون راجگڈھ وغیرہ کی کنجیان خود اسنے حوالہ کین تھین انپر پھر اپنا تصرف کرلیا۔ عبداللہ شاہ کے نوکرون کو

سیواجی کی فتوحات۔

حوالہ کرکے انکو رخصت کیا۔ عبداللہ شاہ کے بعد ابوالحسن اسکا جانشین ہوا۔ ایک روایت یہ ہے کہ ابوالحسن کی فرمانروائی کے سال اول دوم تین ہجری حیدر مین آیا اور اس سے ملاقات کی اور رابطہ فرمہی کی۔ قلعہ گیری سے فراغت پاکر وہ بدستور سابق قلعہ راجگڈھ مین مستقل ہوا اور از سر نو علم بغاوت بلند کیا۔ انگریزی تاریخون مین مرہٹون کی اور خافی خان کی تاریخون سے یہ نقل ہوتا ہے کہ راجہ جینگ نے یہ جانا کہ بیجاپور سے مراجعت کے بعد دکنیون کے ہجوم اور عدم ذخیرہ سے مفتوحہ قلعون کا قلعدارون کے ہاتھ مین رہنا متعذر ہے اسلئے اسنے مصالح توپ خانہ جو ہمراہ لینے کے قابل تھا ساتھ لیا۔ باقی کو کہا کہ سپاہ لوٹ لے یا آگ لگا دے اور برج و بارہ جو لائق مسمار کرنے کے تھے انکو ڈھا دیا اور وہان سے کوچ کرکے اورنگ آباد کو چلا۔ مورو پنت کو یہ موقع ہاتھ آیا کہ اسنے ان قلعون کو دوبارہ لے لیا۔ مرمت کرائی اسمین آدمی مقرر کئے اور بادشاہی آدمی نکال دیئے۔ غرض سیواجی کے آنے سے پہلے بہت قلعے فتح ہو گئے تھے اسنے آن کر ملک کوکان مین ولایت کلیان کو فتح کر لیا۔

راجہ جی سنگھ

سیواجی نے بندر سورت پر تاخت کی اسمین کروڑون روپئے کے نقد و جنس ہاتھ آئی۔ اور بنود بانام و نشان اور مسلمان آبرو طلب زن و مرد اسکے ہاتھ آئے۔ سورت کو باب الحج کہتے تھے۔ اسکا لٹنا حاجیون کے حج کا مانع تھا۔ اسلئے بادشاہ کو یہ واقع نہایت ناگوار ہوا۔ اسنے حکم دیا کہ بندر سورت کے اطراف مین قلعہ شہر پناہ بنا ئین جو پہلے نہ تھا۔ اور دلیر خان و خان جہان بہادر سیواجی کی تنبیہ کے لئے متعین کئے کہتے ہین کہ سیو نے بارہ ہزار عربی و کچھی گھوڑے جمع کئے۔ سوارون کو ان گھوڑون کا بارگیر بنا کے افواج کو بھیجا پہلے جو اس نے نئے قلعے دریا مین بنائے تھے انکو اب از سر نو تعمیر کیا جنگی کشتیان تیار کین اور انکے قلعون کے نیچے رکھا اور راہ ولایت اور کعبتہ اللہ کے جہازون کو لوٹنا شروع کیا۔ قلعہ راجگڈھ سیواجی کا قدیمی ملجا تھا۔ جبلس کے اطراف کے بندوبست سے خاطر جمع ہوئی تو اسکو یہ فکر ہوا کہ راجگڈھ سے زیادہ کسی قلعہ کو مین بنا

سیواجی کا سورت کا لوٹنا اور قلعہ راجگڈھ کا بنانا۔

رہنے کے واسطے کوئی قلعہ بنانا چاہیئے۔ بہت تلاش کرکے اسنے کوہ راہیری مین اسکی تجویز کی وہ دامن کوہ سے قلہ تک تین کروہ ارتفاع رکھتا تھا اور ۲۴ کروہ وہان سے دریائے شور تھا اور دامن کوہ سے دریا کا ایک شعبہ سات کروہ پر تھا اور اس طرف کی طرف مین بندر سورت کی راہ دس بارہ کروہ خشکی مین تھی اور راجگڈھ یہان سے چار پانچ منزل تھا۔ یہان پانچ مہینے برابر مہینہ برستا تھا۔ اس کوہ کا تعلق نظام الملکی کوکن سے تھا۔ یہان قلعہ اسنے بنایا اور بندوبست اسکے کمال قلب بنائے قلعہ راجگڈھ کا رہنا چھوڑ دیا۔ قلعہ راھیڑی (رای گڈھ) کو اپنے رہنے کی جگہ بنایا۔ جب قلعہ تیار ہوگیا اور توپین اسپر لگ گئین اور اطراف کی آمد و شد کی راہ مسدود ہوئی۔ صرف ایک راہ قلب اسکی رکھی تو ایک دن مجمع کیا اور زر کی تھیلی اور سونہون کا کڑہ طلائی میدان مین رکھ دیا اور منادی کی کہ سوا اس راہ کے جو مقرر ہوئی ہے اگر کوئی شخص دوسری راہ سے قلعہ کے اوپر بلا مدد زینہ و کمند کے مع نشان جائے تو وہ زر اور سونے کا کڑہ لے لے۔ ایک ڈھیر آیا اس نے عرض کیا کہ اگر حکم ہو تو مین پہاڑ پر مع نشان کے جاکر قلعہ پر نشان نصب کرکے چلا آؤن۔ سیواجی نے اجازت دی۔ اس نے قلعہ پر جاکر نشان نصب کردیا اور جلدی چلا آیا سیواجی نے حکم دیا کہ خرلطہ زر اور کڑہ طلا اسکو دیدین اور اسکے پانوں کے بند کاٹ دین۔ اس راہ کو اس نے بند کرا دیا۔ جینگہ کی جگہ دکن کا صوبہ سلطان معظم مقرر ہوا اور جسونت سنگ اسکے ساتھ بھیجا گیا ان دونو کے اوصاف کا پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

جو کارساز شوق کے پردون مین ہوتے ہین انکی اصل حقیقت اس سے نہین کھلتی کہ جو سازش کرنے والے ہین وہ تو سازش کا حال صحیح بیان نہین کرتے اور اگر سچ بھی کہتے ہین تو انکی دغابازی اور مکاری کے سبب سے اعتبار نہین ہوتا اور سازش کے افشا ہین محققین جو اپنی عقل دوڑا کر رائین لگاتے ہین انمین کوئی کچھ لکھتا ہے کوئی کچھ کہتا ہے اس اختلاف سے کوئی صحیح امر تحقیق نہین ہوتا۔ بس اسی قبیل کا معاملہ۔۔۔

سیواجی اور بادشاہ دکن کی

اورنگ زیب اور سیواجی کے صلح کا ہے یہ دونو ملکی جوڑ توڑون مین ایک دوسرے کے استاد تھے۔ اس صلح کا حال بعض مورخ انگریزی مرہٹون کی تاریخون سے نقل کرتے ہین کہ بادشاہ نے راجہ جسونت اور شاہزادہ محمد معظم کو بہت تاکید سی لکھا تھا کہ سیواجی سے بظاہر ملے رہنا عین مصلحت ہی مگر جسوقت قابو چلے اسکا قید کرنا یا قتل کرنا واجب ہے بلکہ یہان تک ہدایت کی کہ میری حکومت سے بغاوت اور نفرت جتانا اور خفیہ جداگانہ مرہٹون سے ملتے جلتے رہنا۔ غرض یہ صلح اسکے پھنسانے کا جال تھا۔ مگر سیواجی سیانا تھا اس جال مین کب آتا تھا بعض مورخ انگریزی یہ بیان کرتے ہین کہ سیواجی کی ملاقات راجہ جسونت سنگھ سے دہلی مین ہوئی تھی۔ وہ راجہ کے مزاج سے خوب واقف تھا۔ اور راجہ اسوقت شاہزادہ محمد معظم پر بالکل مسلط تھا۔ راجہ کٹا ہندو تھا۔ اب تک اسکا ایک خط اورنگ زیب کے نام کا جزیہ کے باب مین راجہ کولاپور کے پاس موجود ہے۔ یہ خط سیواجی نے اسکو لکھ کر دیا تھا۔ وہ ہندؤن کی سلطنت کا بہ نسبت مسلمانون کی سلطنت کے زیادہ نیک خواہ تھا بڑا رشوت ستان تھا۔ سیواجی نے جانا کہ راجہ اور مرزا دونو کو زر دینے سے خوب مطلب برآری ہوگی۔ انکو بیدریغ خوب روپیہ دینا شروع کیا۔ شاہزادہ محمد معظم کو اپنی تقصیرات کا شفیع بنایا اور ایک عرضداشت اپنی دولت خواہی کی جسمین لکھا تھا مین ہمیشہ حضور کی خیر خواہی اور اطاعت و فرمان برداری و خدمت گذاری کرونگا گو میری خدمات کی پہلے قدر نہین ہوئی۔ بادشاہ نے اسکی درخواست منظور کی اور سیواجی کو راجہ کا خطاب دیا اور اسکے بیٹے سنبھاجی کو پنجہزاری کا خطاب ملا اور ملک برار مین ایک نئی جاگیر دی جسمین سیواجی کی طرف سے اول دفعہ ایک مرہٹہ کلکٹر راؤجی سومنا تھہ مقرر ہوا اور اسکی جاگیر کے اضلاع بونہ وچاکنہ وسوپہ واپس دیئے گئے۔ مگر یہ ڈراؤ اس پر رکھا گیا کہ قلعہ سنگڈھ اور پورندھر مین بادشاہی فوج فرمان روا رہے۔ سیواجی نے اورنگ آباد

مین محمد معظم پاس سنبھاجی کو سوارون کے ساتھ روانہ کیا۔ مگر کم عمری کے سبب سے اسکو آلٹا بلا لیا اور اسکی جگہ کرتوجی گوجر کو پرتاب راؤ کا خطاب اور سرنوبت سوارون کا منصب دے کر بھیجا۔

بیجاپور اور گول کنڈہ کے رئیسون سے بادشاہ کی صلح ہوگئی تھی اسلئے ۱۶۷۸ء تک دکن مین امن رہا۔

عالمگیر ایسا نادان نہ تھا کہ وہ وقت پر اپنی تدابیر کی ناکامیابی کو نہ سمجھتا جسوقت اسکو معلوم ہوا کہ اس صلح سے سیواجی پھندے مین نہ پھنسا تو اسنے کھلم کھلا اسکی گرفتاری کا حکم دیا۔ اس سبب سے صلح کا عہد ٹوٹ گیا اور سیواجی نے پھر اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا۔ اول اس نے قلعون سنگ گڈھ اور پورندھر کو فتح کرنا چاہا جنکے سبب سے اسکی آمدورفت چاکنہ اور پونہ سے مسدود تھی۔ سنگ گڈھ کا قلعہ پونہ کے پاس تھا۔ اسکی عظمت کا خیال اورنگ زیب اور سیواجی دونو کو تھا۔ بادشاہی رجپوتون کی فوج نہایت تجربہ کار افسر اودے بھان کے ماتحت اس قلعہ کی حراست کرتی تھی۔ تناجی مالوسری نے نادلیون کو ساتھ لیکر اس قلعہ پر دھاوا کیا۔ پہاڑون کی بلندیون کو زینون پر چڑھ چڑھ کے گھیر لیا۔ راجپوتون کی سپاہ بڑی دلاوری سے لڑی اور تناجی کو مار کر گرا دیا۔ اور دشمنون کی تہائی فوج (۳۰۰ آدمیون کے قریب) کو ٹھکانے لگایا۔ مگر مرہٹے مرکر بھی نہ ہٹے اور آخر کو بڑی بہادری اور شجاعت سے قلعہ کو لے کر اٹھے پانچ سو رجپوت مع افسر کے کشتہ ہوئے سیواجی اس قلعہ کی فتح سے بڑا خوش ہوا۔ مگر جب اسنے سنا کہ تناجی مارا گیا تو بڑا غمزدہ ہوا۔ اور اسنے کہا کہ بھٹ ہاتھ آیا اور شیر مارا گیا سیواجی کی عادت نہ تھی کہ وہ ایسے موقعون پر کسی کو انعام دیتا لیکن اس فتح نمایان کی خوشی مین ہرنادلی کو چاندی کے کڑے عنایت کئے اور افسرون کو حسب حال انعام دیا۔ سوریاجی کو قلعہ دار مقرر کیا۔ سنگ گڈھ کے فتح ہونے کے بعد قلعہ پورندھر بھی لے لیا اسنے کچھ بڑا مقابلہ نہین کیا۔ کونکن مین قلعہ مہولی

صلح کا ٹوٹنا اور سیواجی کا قلعون اور کونکن کا فتح کرنا۔

فتح کرنا قلعہ پورندھر کی طرح آسان نہ تھا۔ مورو پنت کو اہل قلعہ نے ہٹا دیا اور اسکے ایک ہزار آدمیون کو مار ڈالا۔ اہل قلعہ کو امید تھی کہ جنیر سے انکی کمک آئیگی وہ نہ آئی دوسری دفعہ حملہ کیا اور دو مہینے تک محاصرہ رکھا اور اسکو تسخیر کرلیا۔ غرض تمام ولایت کلیان پر سیواجی کا قبضہ ہوگیا۔ سیونیری کی فتح کرنے مین سیواجی کامیاب نہین ہوا جنجرا کو بھی فتح نہ کرسکا۔ جسکا نتیجہ حال خافی خان کی کتاب سے لکھا جاتا ہے۔

سیواجی کی جنیون سے لڑائی۔

ابتدا مین کوکن نظام الملکی سے راجپوری کی اطراف تعلق رکھتی تھین جب شاہجہان کا اسپر تسلط ہوا۔ تو بیجاپور کا ملک جو تازہ تصرف مین آیا تھا اسکو کوکن نظام الملکی سے بدل لیا تھا اور عادل شاہ کو وہ مرحمت کیا تھا۔ اس ضلع کوکن مین عادل شاہ کی طرف سے فتح خان افغان حاکم تھا۔ اور قلعہ دندار (دھندار) راجپوری کہ نصف دریائے شور مین واقع ہے اور نصف خشکی مین ہے اسکا حاکم نشین تھا اور قلعہ جزیرہ جو دریائے شور کے اندر ٹاپو مین تھا وہ گولہ رس فاصلہ پر دندار راجپوری سے تھا وہ کمال محکم تھا۔ اس نواح مین ملک پر جسوقت غنیم کا غلبہ ہوتا تو یہان کا فوجدار اس قلعہ مین پناہ کے لئے چلا جاتا۔ دندار راجپوری سے راجپوری بیس کروہ پر تھا۔ جب اسکو سیواجی نے اپنے رہنے کی جگہ مقرر کی تو اس نواح مین سات اور چھوٹے بڑے قلعے اپنے تصرف مین کرلئے اور دندار راجپوری کی تسخیر کا ارادہ کیا جب فتح خان نے سیوا کا غلبہ یہ دیکھا کہ سب قلعون پر غالب ہوگیا ہے تو حواس باختہ ہوکر... دندار راجپوری کو چھوڑ کر قلعہ جزیرہ مین چلا گیا اس جزیرہ کو مرہٹے جنجرا کہتے ہین۔ سیواجی نے یہان بھی فتح خان کا قافیہ تنگ کیا تو وہ اس فکر مین تھا کہ امان کا قول لیکر جزیرہ بھی غنیم کو سپرد کر دے اور خود اپنی جان سلامت باہر لے جائے فتح خان کے تین غلام حبشی سیدی سنبل و سیدی یاقوت و سیدی خیریت تھے اور انمن سے ہر ایک کے ہمراہ دس دس حبشی قواعد دان سپاہی ہمراہ تھے

جزیرہ کے بندوبست کا اور اکثر کامون کا اختیار انکو تھا۔ ان تینون کو غنیم کے غلبہ
پر اور فتح خان کے اس ارادہ پر اطلاع ہوئی کہ وہ قلعہ جزیرہ کو سیواجی کے حوالہ کریگا
تو انہون نے باہم مصلحت کی کہ جس صورت مین قلعہ جزیرہ کا مرہٹون کے تصرف مین
چلا جائیگا تو خدا جانے ہمپر وہ کیا ظلم توڑینگے بہتر یہ ہے کہ فتح خان کو دستگیر
کرکے مقید کرین اور سیدی سنبل کو اس ضلع کی سرداری اور حکومت دین۔ چنانچہ سنہ ۱۲
جلوس مین حبشیون نے فتح خان کو غافل کرکے اسکے پانون مین زنجیر ڈالی اور ساری
حقیقت عادل شاہ کو لکھی اور خان جہان بہادر صوبہ دار دکن کو بھی اسکی اطلاع دی
اور بادشاہ کی بندگی کی استدعا کی اور بندر سورت اور دریا کی راہ سے کمک طلب
کی خان جہان بہادر نے جواب عنایت آمیز بھیجا اور ان تینون حبشیون کو منصب و
خلعت عنایت کیا اور پانچہزار روپیہ مدد خرچ کے لئے نقد عنایت کیا اور جاگیر
سیر حاصل لواح سورت مین عطا کی جس سے سیدی سنبل مستظہر و مفتخر ہوا۔ سیواجی کے
شر کے دفع کرنے مین کمربستہ ہوا۔ قلعہ کے نیچے کی کشتیان جو مرمت طلب تھین انکی
درستی کرائی اور دریا نوردی کے قصد سے جنگی کشتیان جمع کین اور ایک رات کو
قلعہ دندا راجپوری کے کشتیون پر حملہ کیا اور دو سو نفر خلاصی اور جنگی پیادے پکڑ
لئے انمین سے سو مرہٹے تھے جنکو سیواجی نے ابھی مقرر کیا تھا۔ انکے پانون مین پتھر
باندھکے پانی مین ڈبو دیا۔ اس دن سے وہ سیواجی اور حبشیون مین شدید عداوت
ہو گئی۔ سیواجی نے چالیس پچاس جنگی کشتیان ترتیب دین اور قلعہ قلابہ و گندیری
مستحکم کیا۔ یہ نئے قلعے روبے دریا پر اسکے بنائے ہوئے تھے۔ فریقین مین دریا
پر لڑائیان ہوتین۔ انمین حبشی غالب رہتے۔ سیدی سنبل کو نہصدی کا منصب ملا۔ وہ
مرگیا اور مرنے کے وقت سیدی یاقوت کو اپنا قائم مقام بنایا اور حبشیون
کو بالاتفاق اسکی اطاعت و رفاقت کے لئے سفارش اور وصیت کی۔ اپنی
قوم مین سیدی یاقوت جوہر شجاعت و رعیت پروری اور آبادکاری اور

اور منصوبہ بازی مین ممتاز تھا کشتیون اور مصالح جنگی کے جمع کرنے مین قلعہ کے
برج و بارہ کی تعمیر مین اور دریا نوردی مین وہ پہلے سے زیادہ کوشش کرنے لگا اور
شب و روز مسلح و مکمل رہنے لگا۔ مگر اس نے غنیم کی کشتیون کو دریا پر پکڑ لیا اور
بہت سر ہٹون کے سر کاٹ کے بندر سورت مین بھیجدیئے اور خانجہان کو عرضداشت
بھیجی۔ خانجہان بہادر کی تجویز سے اسکے پے ہم اضافہ ہوئے۔ وہ ہمیشہ منصوبے مین
رہتا تھا کہ قلعہ دندارا جپوری کو سیواجی کے قبضہ سے نکالے اسنے ہوائی توپین
بہم پہنچائین اور رات کو انکو درختون پر لگا کے دندارا جپوری کی طرف چھوڑا۔
اسی طرح سیواجی قلعہ جزیرہ کی تسخیر کے فکر مین رہتا تھا۔ اور اپنے ہمراہ کے سرداروں
سے جو فن قلعہ گیری مین ممتاز تھے وعدہ کرتا تھا کہ جو اس قلعہ کو فتح کرے تو اسکو
ایک من سونا مع اور لوازم انعام دونگا۔ ہولی کے دنون مین سیواجی نے قلعہ ہبر
سے تین کروہ پر ایک مکان ٹھیرنے کے لئے تجویز کیا تھا اور قلعہ جزیرہ کی تسخیر کی
دھن مین رات دن رہتا تھا۔ ایک رات کو حصار دندارا جپوری مین ہندو
ہولی کھیل کر مست پڑے تھے کہ سیدی یاقوت نے چار پانچ سو آدمی مع مصالح
قلعہ گیری و زینہ و کمند سیدی خیریت کے ہمراہ خشکی کی طرف تعین کئے اور خود
نیس چالیس کشتیان بمصالح یورش سے بھری ہوئی لے کر دریا کی طرف سے پائے
حصار مین پہنچا۔ دونون نے آپس مین کچھ اشارے مقرر کر لئے تھے ان مقرری شارون
پر کام کرتے تھے۔ قلعہ کے آدمیون کو انہون نے غافل پایا سیدی خیریت نے خشکی
کی طرف سے صدائے یورش بلند کی۔ اور ہندؤن نے خبر پاکر بہیئت مجموعی اسکے
دفعہ کرنے پر متوجہ ہوئے وسیدی یاقوت نے ایک جانبازون کی جماعت لی اور
کمند و زینون کے ذریعہ سے جو کشتیون سے پائے حصار تک لگے ہوئے تھے
جلدی و چابکی سے حصار پر چڑھنے لگے انمین کچھ آدمی ڈوبے کچھ قتل ہوئے۔
مگر حصار کے اندر پہنچ گئے اور مار دھاڑ کا غل مچایا اسی حال مین چند نفر

جو ایک سردار کے ساتھ باروت خانہ کے کوٹھہ کھولنے اور باروت نکالنے اور تقسیم کرنے کے لئے آئے تھے انکے ہاتھ سے باروت خانہ مین آگ لگی۔ یہ آدمی مع سردار اور گھر کی چھت کے اڑ گئے۔ اور دس بارہ آدمی سیدی کے بھی ہوا کی سیر کر کے جہان سے سیر ہوئے سیدی یاقوت کا تکیہ کلام جبوجبو تھا جب دھنوان جان پر طرف گھرا اور غل غپاڑہ مچا۔ دوست کو بیگانہ مین تمیز نہین رہی تو یاقوت جبوجبو کہہ کر اپنے بہادرون سے کہتا تھا کہ مین زندہ و سلامت ہون تم خاطر جمع رکھو ہندؤن کے مارنے اور باندھنے مین حبشیون نے دست درازی کی اس عرصہ مین سیدی خیریت بھی زینہ و کمند پر چڑھ کر اپنے آدمیون کو قلعہ مین لے آیا اور قلعہ کو مفتوح کیا۔ کہتے ہین کہ جسوقت باروت خانہ کی چھت اڑی ہے تو اسکی آواز سے سیواجی باوجودیکہ بیس کروہ پر تھا جان گیا تھا کہ قلعہ دندا راجپوری پر کوئی آفت آئی ہے اسنے تیز رو جاسوس اور ہرکارے بھیجکر حال دریافت کرایا ان ایام مین سیواجی کا لشکر اور فوج خانگی بندر سورت کی اطراف کی تاخت کو گئی ہوئی تھی اور چھ سات نظام الملکی قلعے جو دندا راجپوری سے چار پانچ کروہ کے اندر واقع تھے۔ وہ سب سیواجی کے تصرف مین تھے اس وقت اُن کو چھوڑ کر وہ اور قلعون کی امداد کو نہین جا سکتا تھا سیدی یاقوت نے فرصت کو غنیمت سمجھ کر ان قلعون پر تاخت کی۔ اس ضلع مین حبشیون کے تسلط کا آوازہ زبان زد خلائق تھا۔ دو تین روز کے تردد مین چھ قلعون کے قلعدارون نے امان مانگکر قلعون کو حوالہ کیا ایک قلعدار نے سیواجی کی کمک کی امید مین ایک ہفتہ جنگ کی حبشیون کے مورچال کے قریب پہنچے تو ہوائی توپون کے مارنے اور مصالح قلعہ گیری کے جمع کرنے سے آنپر عرصہ تنگ ہوا۔ امان طلب کی قلعہ کو حوالہ کیا سیدی یاقوت نے باوجود امان دینے کے سات سو آدمیون مین جو قلعہ سے نکلے صاحب جمال عورتون اور خرد سال اطفال کو لونڈی غلام بنایا۔ اور

اور مسلمان کیا اور بڈھے اور بڈھیوں عورتوں کو چھوڑ دیا اُس وزیر سیواجی کے دل
مین حبشیون کی ہیبت بیٹھی کہ سوائے قلعہ راہیری کے محفوظ رکھنے کے کسی دوسری قلعہ کا فکر
نہ کیا قلعہ دندا راجپوری اور اور قلعون کی فتح کے بعد
صوبہ دار دکن اورخان جہان بہادر کی خدمت مین یاقوت کی عرضداشت پہنچی انہون نے
خلعت و خطاب خانی اور اضافہ سیدی یاقوت و سیدی خیریت کو مرحمت کیا۔
حبشیون کا باقی حال آیندہ لکھا جائیگا۔

سیواجی نے سنبھا کو الہ آباد مین کیکلس نارد ار پاس چھوڑا تھا سیواجی نے کیکلس کا ایک
خط بنایا جسمین سنبھا کے مرنے کا حال لکھا تھا اور اسکے مرنے کو مشہور کیا اور خود ماتم
مین بیٹھا امیران دکن نے اسکو یہ سب کے خط لکھے سنبھا کی بیوی ستی ہونے پر مستعد ہوئی
بہت منت وسماجت سے اسکو منع کیا۔ مرنے کی تمام رسمیات ادا ہوئین پادشاہ کو
جب اُسکے مرنے کی خبر ہوئی تو اُسنے کہا کہ خس کم جہان پاک۔ چار پانچ روز نہ گذرے
تھے کہ الہ آباد سے کیکلس کی ہمراہ سنبھا آیا۔ شادیانے بجنے لگے سیواجی سے جب اس
خرید کا سبب لوگون نے پوچھا تو اس نے کہا کہ اگر یہ شہرت نہ دی جاتی تو بادشاہ میرے
بیٹے کے تجسس سے غافل نہ ہوتا اور دو مہینے کی مسافت طی کرنی گرفت وگیر کے اندیشہ
سے سنبھا پر مشکل ہو جاتی۔

ابھی برسات پوری ختم نہ ہوئی تھی کہ سیواجی پندرہ ہزار سپاہ کو لے کر سورت
کے سر ہوا۔ یہان کا حاکم ایک مہینے پہلے دفعتہً مرگیا تھا اس خبر سے کہ سیواجی
سورت لوٹنے آتا ہے۔ بہت سپاہ اس شہر کی حفاظت کے لئے داخل ہو چکی تھی
مگر اتفاقاً یا ارادۃً جسونت سنگھ اور بادشاہزادہ نے اس سپاہ کو وہان سے
علیحدہ کر دیا صرف سو سپاہی وہان رہ گئے۔ سیواجی نے خوب فرصت مین تین
دن تک سورت کو لوٹا۔ حج کر کے کاشغر کا فرمان روا یہان واپس آیا تھا اس کا
مال سیواجی کو خوب ہاتھ لگا۔ اُس پر وہ فخر کرتا تھا۔

سنبھا کو سیواجی کا بلانا۔

سیواجی کا سورت کو لوٹنا ۱۶۷۰ء

تیسرے روز برہان پور سے خبر آئی کہ سیواجی نے سورت سے اپنی فوج کو ہٹایا اور اہل سورت کو لکھا کہ اگر وہ بارہ لاکھ روپئے سالانہ نذرانہ دینگے تو آیندہ لوٹ کی آفت سے بچینگے۔ وہ سلہیر کی شاہراہ سے اپنے ملک کو چلا وہ کنجین تنجین سے چاندور کے نزدیک گذرا تھا کہ داؤد خان پانچہزار سوارون کے ساتھ اسکے پیچھے آن لگا سیواجی ناسک کی کلان درہ کی راہ سے کونکن مین دوبارہ داخل ہونا چاہتا تھا کہ اسکے اور اس درہ کے درمیان فوج شاہی آگئی سیواجی نے اپنی سپاہ کی پانچ چار فوجین بنائین کہ دشمن انکے پیچھے متفرق ہوں ان فوجون مین سے ایک فوج خزانہ لیکر دشمنون سے کچھ لڑتی ہوئی کونکن مین داخل ہوگئی باقی فوجون نے داؤد خان کی سپاہ کو شکست دی۔ لاہور کی دیس مکھی — مرہٹون یا دشمنون کی طرف سے مرہٹون سے لڑتی تھی اور حق نمک ادا کرتی تھی وہ گرفتار ہوگئی سیواجی نے اسکے ساتھ یہ آدیست برتی کہ اسکو گھر بھجوادیا اور بہت تحائف اسکو دیئے۔

جب سیواجی پھر لڑنے آیا تو اسنے بحری اور بری بڑی تیاریان کین اسنے دس ہزار سوار بسکردگی پرتاب راؤ گوجر اور بیس ہزار پیدل بسکردگی پیشوا شمال کیطرف روانہ کئے اور ۱۷ جہاز بنئی مین گذرے کہ وہ بروچ کی فوج کے کمکی بنین مگر اس نے اس بیڑے کو واپس بلالیا تو وہ واپس مین آگیا اسکے ساتھ پرتگیزون کا ایک بڑا جہاز تھا جو سورتی دمن مین گرفتار کیا تھا۔ پرتگیزون نے بھی اپنے جہاز کے عوض مین سیواجی کے بارہ جہاز گرفتار کر لئے تھے۔

پرتاب سنگھ کو حکم تھا کہ وہ خاندیس پر حملہ کرے جو ان دنون مین ایک بڑا دولت مند آباد صوبہ تھا۔ پرتاب سنگھ نے اسکے بڑے بڑے شہرون اور قصبون کو لوٹا مارا اور اسنے ایسا انکو مجبور کیا کہ وہان کے زمیندارون نے اسکو چوتھ مقرر کردی چوتھ کی حقیقت یہ ہے کہ وہ کل محاصل ملکی کی چوتھائی ہوتی تھی مرہٹون کو جو ملک اس چوتھ کو ادا کرتے تھے وہ انکی لوٹ مار سے محفوظ ہو جاتے تھے اور جو اس چوتھ کے دینے مین تامل کرتے تھے وہ ان مرہٹون کے لوٹ مار سے برباد ہوتے تھے یہ پہلی دفعہ تھی کہ

پادشاہی ملک سے سیواجی نے چوتھ لی۔

مورو پنت پیادون کے سردار نے بھی کئی قلعہ فتح کر لئے جنمین اوندھا اور پٹہ بڑا قلعہ تھا

سیواجی کو جو یہ فتوحات حاصل ہوئین انکے اسباب بھی مہیا ہو گئے تھے اول یہ پادشاہ خود شمالی مشرقی فوجون کے ساتھ لڑنے مین مصروف تھا۔ دکن کی طرف وہ بذات خود نہین جا سکتا تھا۔ دوم شاہزادہ معظم کی سپاہ مرہٹون سے مقابلہ کرنے کے لئے کافی نہ تھی۔ باپ کو بیٹے کا اعتبار نہ تھا۔ ہر ایک بیٹا باپ کے مرنے کے بعد بادشاہ ہونے کے لئے اپنی سپاہ اور طرفدارون کو قوی کرنا چاہتا۔ اسلئے بیٹے کی کمک بھیجنے سے مدت تک پادشاہ انکار ہی کرتا رہا۔ جب اسکو اس امر کا یقین ہو گیا کہ دکن مین فوج کثیر کی ضرورت ہے تو اُسنے ۱۶۷۱ء مین مہابت خان کے ماتحت چالیس ہزار سپاہ روانہ کی۔ وہ شاہزادہ محمد معظم کو کچھ گنتا نہ تھا اُسنے دکن مین آکر شاہزادہ پاس صرف ایک ہزار آدمی رہنے دیئے۔ پادشاہ نے راجہ جسونت سنگھ کو بلا لیا۔

مہابت خان نے یہان آن کر سیواجی کے قلعون کو فتح کرنا شروع کیا برسات کی شروع مین صرف قلعہ اوندھ و پٹہ اُسنے لے لیا اور چھاؤنیون مین چلا گیا۔ برسات کے بہت دنون بعد اُسکا لشکر میدان مین آیا اسکی آدھی فوج نے بسرکردگی دلیر خان چاکنہ پر حملہ کیا اور آدھی سپاہ نے سلہیر کا محاصرہ کیا سیواجی اس قلعہ کی قدر جانتا تھا اسکے بچانے مین دل و جان سے کوشش کرتا تھا یہ اتفاق کی بات ہے کہ چاکنہ مین ذخیرہ اور آذوقہ کافی نہ تھا اور اسکے نواح مین جو عمدہ منتخب دو ہزار سوار تھے پٹھانون نے اُنکے پرزے اُڑا دیئے اسلئے مورو پنت اور پرتاب راؤ کو تین ہزار سوارون کے ساتھ قلعہ کی کمک کے لئے بھیجے گئے۔ جب وہ نزدیک آئے تو لشکر شاہی کو اخلاص خان لے کر لڑنے گیا اور مرہٹون کا ہراول پرتاب راؤ نے دیکھا کہ اخلاص خان اسپر حملہ کرنے کو ہے تو وہ اُسکے آگے سے بھاگا جسپر مغلون کا لشکر تعاقب کے سبب بے ترتیب ہوا اور جب وہ پھرتا تھا تو پرتاب راؤ نے

پادشاہی فوج کے شکست کے اسباب۔

مہابت خان کے حملات دکن پر۔

اسکو شکست فاحش دی اسپر بھی مغلون نے اپنی تئین سنبھالا اور مرہٹون کے سامنے آئے
مگر پھر شکست ہوئی اور اُنکے بہت آدمی مارے گئے۔ بائیس نامی افسر قتل ہوئے اور بعض
بڑے بڑے سپہ آرا زخمی ہوئے۔ مرہٹون کا سردار سربراوک رائے مارا گیا جو پانچہزار
سوارون کا سردار تھا اور پانسو اور مرہٹے کشتہ و زخمی ہوئے۔
اس فتح سے مرہٹون کی بڑی ناموری ہوئی۔ اسکا فوراً یہ نتیجہ ہوا کہ قلعہ سالہیر کا
محاصرہ جو لشکر شاہی کر رہا تھا اُس نے چھوڑ دیا اور پریشان ہوکر اورنگ آباد میں چلا
گیا۔ راے گڈھ مین جو سیواجی پاس معزز قیدی آئے۔ جب انکے زخمی اچھے ہوگئے
تو انکو اعزاز و احترام کے ساتھ رخصت کیا۔ ان قیدیون مین سے بہت سے سیواجی
کے نوکر ہوگئے۔ بیجاپور اور پادشاہی سپاہیون کے مغرور کثرت سے مرہٹون کی
علم کے نیچے آگئے۔
پادشاہ نے حکم دیدیا کہ ستلمرو ہندوستان سے مسلمانون کی تجارت کے مال پر
محصول کا قلم موقوف ہو پھر اہل دیوان کی تجویز سے اور فضلاء و فقہاء کی روایت
سے حکم دیا کہ جس جنس کی قیمت حد نصاب سے تجاوز نہ کرے اسکا محصول مسلمانون کو معاف
ہے اگر اس سے مایۂ تاجر زیادہ ہو تو تاجر پابند محصول ہوا اور مال متجارت کا مزاحم
محصول کی وجہ سے نہ ہو۔ پھر اہل دیوان نے عرض کیا کہ مسلمان معافی محصول کے لئے
مال تجارت بدفعات تھوڑا تھوڑا کرکے لاتے ہین اور ہنود کے مال کو اپنے نام لکھوا لاتے
ہین اور زکاۃ کہ کافۂ انام کا حق شریعت کے موافق ہے تلف ہوتا ہے تو پادشاہ نے
حکم فرمایا کہ بدستور سابق شریعت کے موافق ڈھائی روپیہ فیصدی زکاۃ مسلمانون
سے اور پانچ فیصدی ہندؤن سے جزیہ لیا جائے۔
دکن مین سیواجی نے فساد برپا کیا۔ پادشاہ نے مہابت خان کو مع آغر خان کے
کابل سے بلاکر دکن مین مقرر کیا۔ مہابت خان نے دکن مین بہت دشمنون کو مارا
آغر خان نے قلعہ پھول پتہ کی تسخیر مین بڑی بہادری دکھائی اور خان جہان بہادر

سیواجی اور آغر خان کی لڑائی

کو کلتاش کے ساتھ ابتدا مین اور دلیر خان کی قراولی اور ہراول مین بڑے بڑے کارنمایان کئے۔ دلیر خان کی مرہٹون کی افواج سے لڑائی ہوئی۔ قوم مرہٹہ کا ضابطہ یہ ہے کہ ابتدا مین وہ کم فوج سے نمودار ہوتے ہین اپنے پیچھے دشوار گذار جنگلون و آب کنون کی طرف دشمن کو لے جاتے ہین اور پھر ہر طرف سے ہزارون نکل آتے ہین اور دشمن کو گھیر کر تنگ کرتے ہین۔ دلیر خان کے سامنے آغاز مقابلہ مین چار پانچ سو سوار نمودار ہوئے۔ آغر خان کے ساتھ ہراول مین بہت کم آدمی تھے وہ انکے مقابلہ کے لئے دوڑا۔ حملہ اول مین دشمن اسکے آگے سے ہزیمت پاکر بھاگے وہ انکے تعاقب مین گیا مرہٹون نے فوج مغلیہ کو تین چار کروہ اپنی طرف کھینچا۔ پھر ساتھ آٹھ ہزار سوار غنیم کے نمودار ہوئے اور ہجوم کرکے کارزار کرنے لگے۔ آغر خان اُن پر ایسا گرا جیسے کہ بھیڑون پر شیر گرتا ہے ہر طرف وہ تلوار سے اُنکا منہ پھیرتا تھا اور تین مرہٹون کے نامی سردار مقابلہ کرکے مارے گئے اب غنیم کو شکست عظیم ہوئی۔ دلیر خان نے آغر خان پاس آن کر اسکی تحسین و آفرین کی۔ آغر نامہ مین لکھا ہے کہ

ع چو دشمن بہ گردید عاجز ز جنگ + براہ گریز آمدہ بے درنگ

دلیر خان رسید از قفا آن زمان + بکرد آفرین بر جہان پہلوان

دو نشان اور بہت چھتریان ہاتھ آئین۔ پونہ تک جو اصل راجی کا مکان و ملجا ہے تاخت کی۔ اور بہت غنیمت ہاتھ آئی۔ آغر خان ثانی نے اپنے باپ کی فتح نمایان کی یادگار کے لئے مرہٹون کے نشانون کو اپنے پاس رکھ چھوڑا ہے۔

بادشاہ سے عرض کیا گیا۔ پیشاور اور کابل کے درمیان غریب خانہ کی منزل مین کابل کے صوبہ دار محمد امین خان کی افغانون کے سردار ایل خان اور اور سردارون سے جنگ عظیم ہوئی۔ افغانون نے مور و ملخ کی طرح جمع ہو کر اس مین اتفاق کر لیا تھا۔ اس جنگ مین محمد امین کا بیٹا اور داماد اور اسکے عمدہ نوکر اور بہت سے بادشاہی آدمی کام مین آئے اور بہت افغان بھی قتل ہوئے

وفات و قوم یوسف زئی۔

محمد امین خان کو ہزیمت ہوئی اور نوبت یہان تک آئی کہ تمام بھیرا اور خزانہ اور ہاتھی اور اور اسباب سب لٹ گیا اور سرداروں اور ہمراہیوں کے قبائل و ناموس افغانون کے دستگیر ہوئے اور ہزار خرابی سے محمد امین خان اور ایک جماعت زندہ اس ہتلکہ سے برآمد ہوئے اور بہت روپیہ لیکر افغانون نے محمد امین خان کی چھوٹی بیٹی کو بعض عورات کے ساتھ چھوڑا کہتے ہین کہ صلح کے بعد والدہ محمد امین خان اپنے خرد سال بیٹے کے ساتھ محمد امین خان پاس آئی۔ مگر غیرت و خجالت کے مارے اپنے شوہر پاس آنا نہین قبول کیا یہین سادہ لباس و کرتہ پہن کر معبود کی عبادت مین مصروف ہوئی۔ ایل خان نے کوہستان مین اپنے نام کا سکہ چلایا اور ایل شاہ زبان زد خلائق ہوا۔ اس خبر سے بادشاہ کی خاطر کو زیادہ ملال ہوا ۱۲ سنہ جلوس کے آخر مین بادشاہ کابل کی طرف روانہ ہوا۔ اور آغر خان کو بطریق ایالت دکن سے بلایا اور فدائی خان کو کابل مین صوبہ مقرر کیا۔

اسلام خان رومی حاکم بصرہ کا آنا۔

آن دنون مین اسلام خان رومی حاکم بصرہ جسکو یہان کی اصطلاح مین پاشا کہتے ہین ہندوستان مین آیا۔ اسکا سبب یہ تھا کہ خوجیون اور مسیحیون کی نزاع سے اسکی حکومت مین اس قدر خلل پڑا اور نزاع اور فساد و تعصب اس حد پر پہنچا کہ بیشمار محلہ شہر و قریات کو جلا کر اور بیشمار شرفا و اکابر کے گھر مین آگ لگا کے ... بندر سورت کی راہ سے بادشاہ پاس آیا۔ بادشاہ نے اسکو پنجہزاری چہار ہزار سوار کر کے نقارہ اور لوازم امارت ہندوستان مین عطا فرمائے اور مہم دکن مین بطریق کمکی خان جہان بہادر اور دلیر خان کے پاس بھیجا۔

جعفر خان کی وفات۔

اسی سال مین جعفر خان وزیر مر گیا وہ خوش وضع اور میرزا منش تھا۔ اوسکی قوت شامہ اور ذائقہ سب امیرون سے زیادہ تھی ایک دفعہ کونکن کا تربوز اسکے سامنے رکھا تو اسنے کہا کہ شیرینی اور شادابی و سگندگی اور بیمزگی اور گلابی مین اس سے بہتر تربوز مین نے نہین دیکھا۔ مگر اس مین عیب یہ ہے کہ

کہ مچھلی کی بو کھانے کے وقت آتی ہے۔ کوکن مین خالیز مین مچھلی کی کھاد دیتے ہین تو وہ خوب نشو و نما پاتی ہے۔

بیجاپور سے لڑائی

سنہ ۱۷ جلوس مطابق ۱۰۸۳ھ مین خان جہان کی لڑائی بہلول خان بیجاپوری کی فوج سے قصبہ بلکھیر مین ہوئی جو بیجاپور سے چار منزل پر ہے لوڈ صاحب نے اسکو گلبرگہ سے جنوب مشرق مین تیس میل کے فاصلہ پر لکھا ہے) دلیر خان ہراول تھا اور اسلام خان ومی رفیق تھا کارزار صعب ہوئی ایسی حالت مین کہ اسلام خان ومی نے تردد نمایان کیا تھا اور فوج خصم کا غلبہ جدسے زیادہ تھا اور چار و اطراف سے افواج پادشاہی گھری ہوئی تھی۔ باروت کے وقت اسلام خان کی سواری کے ہاتھی کے پاس باروت مین آگ لگ گئی فیل و فیلبان کو شعلۂ آتش کا صدمہ پہنچا فیلبان کے اختیار سے فیل باہر ہوا اور اسلام خان کو بیجاپور کے لشکر مین لے گیا۔ اسکو ہاتھی سے اُتار کر قتل کیا اس جنگ مین بہت سے پادشاہی کارخانے تاراج ہوئے اور دلیر خان و خان جہان بہادر کی فوج کی ایک جماعت ماری گئی۔ کئی کروہ تک آدمیون کے سر اور ہاتھیون کی سونڈین دلاورون کے گوی و چوگان تھے۔ آخر الامر فوج پادشاہی اس مرتبہ پر تنگ ہوئی کہ جس راہ سے چار پانچ روز مین وہ ہاتھیون اور گھوڑون کی پیٹھ پر دکنیون کے تعاقب مین گئی تھی۔ پھر اسی راہ سے قدم بقدم تین ہفتہ مین الٹی آئی۔ اوائل سنہ ۱۷ جلوس مین حسن ابدال مین پادشاہ کو اس شکست کی خبر ہوئی وہ افغانون کی تنبیہ مین مصروف تھا اسلئے دکنیون کی تنبیہ کو اور وقت پر موقوف رکھا۔

فرار افغانستان

پادشاہ کے حکم سے آغر خان ایلغار کر کے تین چار مہینے کی راہ کو چالیس روز مین طے کر کے حسن ابدال مین پادشاہ پاس پہنچا اور مورد آفرین ہوا۔ پادشاہ نے چند بندۂ کارزار دیدہ چار پانچ ہزار سوارون کے ساتھ آغر خان کے ہمراہ

اور دو لاکھ روپئے نقد عطا کئے اور افغانون کی تنبیہ کے لئے روانہ کیا۔ اعزخان جب پشاور مین آیا تو چند اوس مہینہ نے اتفاق کرکے آعزخان پر شب خون مارا۔ اُس نے بہت سے آدمی مارکر انکو بھگا دیا اور انکا تعاقب کیا اور تن سے سر کو جدا کیا اور زین کو سوار سے خالی کیا۔ تین سو سوار اُنکے مارے اور دو ہزار زن و مرد اسیر کئے اور مال و مواشی بہت سے ہاتھ آئے۔ افغانون نے بہت روپیہ دیکر اپنے قیدیون کو چھڑا لیا۔ پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو آعزخان کو خلعت و اضافہ مرحمت کرکے خبر مین بھیجا کہ وہان افغانون کا استیصال کرے۔ خدائی خان صوبہ دار کابل کو بھی حکم بھیجا کہ وہ آعزخان کی ہراولی افغانون کی گوشمالی مین کرے۔ آعزخان جسطرف رُخ کرتا کشتون کے پشتے لگا دیتا۔ چالیس ہزار افغانان خیبری وغیرہ نے جمع ہوکر علی مسجد کی منزل کے قریب آعزخان پر شبخون مارا مغل خبردار ہوکر افغانون سے لڑے اور بہت دیر تک لڑائی رہی طرفین کی جماعتین قتل ہوئین آعزخان کے زخم کاری لگا۔ اس زخمی ہونے پر بھی اُسنے بہادرانہ حملہ کئے اور افغانون کو ہزیمت دی اور مقتولون کے اسلحہ اُتار لئے اور وہ اسیر افغانون کے سر پر رکھے اور اُنکے رسیون سے ہاتھ باندھ کے اپنے گھوڑون کے آگے رکھا۔ ہزارون افغان اسیر اور کشتہ ہوئے۔ اور باقی جو ہے پہاڑون اور درون مین بھاگ گئے۔ آعزخان نے فتح کی عرضداشت اور بہت سے سر اور اسیر پادشاہ پاس بھیجے۔ پادشاہ نے خلعت مع اضافہ و مومیائی اور تعویز اپنے ہاتھ سے لکھ کر اسکے پاس بھیجا جسنے ہمچشمون کو حسد ہوا خصوصًا ہندی نژادون کو جو اُسکے ہمراہ تھے۔ باوجود اس طرح مغلوب ہونے کے پھر مورو ملخ سے زیادہ افغان جمع ہوئے اور دریائے قلت مین ملجا و پناہ اپنی بناکے مسافرون و فوج شاہی کی آمد و رفت کے سد راہ ہوتے اور آعزخان کے ہمراہیون کا حسد و نفاق اور اس گروہ کے فساد کا سبب ہوا۔ آعزخان نے ہراول بنکے

فدائی خان کو پشاور سے جلال آباد مین پہنچا دیا۔ پھر فدائی خان نے آغر خان کو پانچہزار سوار دیکر ملک نیک بہار کے بندوبست کے لئے بھیجا۔ جو افغانون کے قبضہ مین آگیا تھا اور خود کابل گیا۔ یہان بھی اُسنے غلزئی افغانون کو لڑکر ہٹا دیا۔ نیک بہار کے افغانون نے زینہار مانگی۔ راہ جلگ جسکو اُنہون نے مسدود کر رکھا تھا جاری ہوئی تیس چالیس ہزار پیادہ و سوار افغانون نے مجمع ہوکر غافل آغر خان پر شبخون مارا مغلون نے اسکا مقابلہ کیا سہ پہر تک لڑائی رہی۔ بہت افغان کشتہ و زخمی ہوئے اور باقی بھاگ گئے۔ فدائی خان نے جب کابل سے پشاور مین آنا چاہا تو افغان مجمع ہوکر سد راہ ہوئے۔ محاربہ عظیم ہوا۔ فدائی خان نے آغر خان کی ہمچشمون کی حسد کے سبب سے الوس عرب کے رؤسا مین سے ایک کو ہراول بنایا تھا وہ مارا گیا اور فوج ہراول کو ایسی ہزیمت ہوئی کہ تمام ہاتھی و توپخانہ و بہیر و ناموس و مال مردم لٹ کر سب افغانون کے تصرف مین آیا۔ ناچار سریع السیر قاصدون کو آغر خان پاس بھیجا اور اسکو بلایا وہ چند ہزار سوارون کے ساتھ ایلغار کرکے آیا کتل جلگ سخت لڑائی ہوئی اس قدر تیر و گولہ و بندوق و سنگ پہاڑ کے اوپر سے آئے کہ بادشاہی فوج کو کار تنگ ہوا لیکن آغر خان کی سعی سے افاغنہ نے ہزیمت پائی اور فدائی خان جلال آباد پہنچا اور حکم کے بموجب اُسنے تھانے بٹھائے اور راہ کے مابین نئے قلعے بنائے بادشاہ آخر ۱۰۸۸ھ یا ۱۰۸۹ھ جلوس مین حسن ابدال سے دار الخلافہ کو متوجہ ہوا فدائی خان کو بدل کر امیر خان پسر خلیل اللہ خان کو کابل کا صوبہ دار کیا اور شاہزادہ محمد معظم کو حکم دیا کہ امیر خان کے بندوبست تک کابل مین توقف کرے اور اسکی امداد و معاونت مین کوشش کرے آغر خان کو مع مہاراجہ جسونت سنگھ کے امیر خان کے ساتھ مقرر کیا امیر خان پشاور مین آیا اور افغانون کی تنبیہ مین مشغول ہوا۔ کچھ مدت کے بعد بادشاہ کے حکم سے شہزادہ لاہور کی طرف روانہ ہوا۔ نیک بہار مین تھوڑے دنون رہکر آغر خان نے مصالح جمع کرکے قلعہ آغر آباد تیار کیا۔ جب افاغنہ مین اس قلعہ کے بنانے

خبر مشتہر ہوئی تو وہ اس قلعہ کو اپنے حق مین خلل انداز سمجھے تو پھر وہ جمع ہوئے امیر خان کو
اسکی خبر ہوئی۔ اسنے سید محمد رضا داروغہ توپخانہ اور ایک ہزار سوار و توپخانہ
بادشاہی اسکی کمک کے لئے بھیجے۔ آغر خان نے بھی خبر پاکر فوج کو مرتب کیا۔ ایک طرف
اپنے سگے بھائی تنگری وردی خان کو بہت سے لشکر کے ساتھ اور دوسری جانب
مین اچھوتون اور افغانون کو بسرداری سلطان زادہای گھکر مقرر کیا اور افغانون
کی سپاہ کے مقابل آیا اور معرکۂ کارزار کو آراستہ کیا اسطرف ایمل خان مغلون کے
چند سردارون اور تمن دارون کے ساتھ بادشاہی فوج کے مقابلہ مین آیا محاربۂ عظیم ہوا
ہر طرف سردارون کے سرگیند کی طرح لڑھکتے پھرتے تھے۔ فیلان رزم جو اور افغانان
پلنگ خو مین حملہ آوری ہوئی۔ افغانون کے حملون سے افواج بادشاہی تنگ ہوئی
اور قریب تھا کہ صدمۂ عظیم آغر خان کے لشکر کو پہنچتا لیکن اس نے اور اسکے بھائیون اور
خویشون نے جوانمردی کرکے فتح پائی۔ کہتے ہین کہ دوبارہ افغانون کے غلبہ سے لشکر شاہی
کو چشم زخم عظیم پہنچتا لیکن آغر خان۔ قلب لشکر سے گھوڑا دوڑا کر آیا اور حملہ کیا اور
ایمل خان کے سامنے آیا اور دست و گریبان کی نوبت پہنچی ایمل خان مارا جاتا
مگر اسکے آدمی بچا کر لے گئے افغان ایسے ڈر کر بھاگے کہ غارون مین اور جانورون کے
بھٹون مین جا کر چھپے۔ اور مغلون نے انکے نشان پا پر جا کر انکو ان سوراخون سے نکالا
تو ان مردہ صورتون مین جان کا اثر باقی نہ تھا۔ آغر خان نے اس فتح نمایان کے
چند مقتولون کے سترہ سو سر اور بہت سے اسیر بادشاہ کے پاس بھیجے۔ بادشاہ نے
اضافہ کرکے آغر خان کو چار ہزاری سہ ہزاری سوار کا منصب دیا اسکی تہائی
تنگری وردی خان اور ہمراہیون کو انکے مراتب اور خدمات کے موافق منصب و انعام
دیا۔ اس سرزمین مین آغر خان کا نام ایسا افغان کشی اور شمشیر زنی مین زبان زد خاص
و عام ہوا کہ افغانون کے بچے جب سوتے نہ تھے یا روتے تھے تو اسکے نام سے ڈر کر
جاتے تھے۔ شاہزادہ محمد اعظم پاس حکم گیا کہ آغر خان و راجہ جسونت سنگھ کو

امیر خان کی کومک کے لئے چھوڑکر تم لاہور مین چلے آؤ۔ بادشاہ سنہ ۱۶ جلوس مین لاہور مین آیا۔ بادشاہزادہ محمد سلطان ان دنون مین اجل طبعی سے مرگیا۔

وفات عبدالوہاب کی وفات +

جب بادشاہ حسن ابدال سے مراجعت کرکے آتا تھا تو قاضی عبدالوہاب اسکے ہمراہ تھا۔ اسکا راہ مین انتقال ہوا اسکے چار بیٹے تھے انمین بڑا بیٹا شیخ الاسلام تھا جلیہ صلاح و فلاح سے آراستہ اور علم باعمل و دیانت و نیک نفسی اور ذخیرہ عافیت بخیری جمع کرکے اسم بامسمی کہا جاتا تھا۔ فی الواقع جرگۂ قضات مین مثل اسکی نیک سرشت کمتر ہوے ہین اسکے باپ کا کل متروکہ دو لاکھ اشرفی اور پانچ لاکھ روپیہ نقد سوا جواہر اور اسباب وافر کے تھا۔ اصل مین سے جو کچھ اوسکے حصہ مین آیا اسمین سے ایک دام و درم نہ لیا آخر مین سے بہت کچھ زر عذاب پدر کی تخفیف کے لئے مستحقون اور محتاجون کو پہنچایا باقی بھائیون اور ورثا مین تقسیم کردیا۔ ہرچند اسنے تعلقہ قضا کے قبول کرنے سے ابا کیا۔ مگر بادشاہ نے اسکو خوشامد درامد سے مقرر کیا۔

قلعہ سالیر

ہیر بکلانہ سے چھ کروہ قلعہ سالیر ہے وہان سید منور علی قلعہ دار تھا سنہ جلوس مین خان جہان بہادر کی عملداری مین قلعہ دار کے وابستہ اورنگ آباد سے آتے تھے کہ مرہٹون نے انکو گرفتار کرلیا۔ چند آدمی مستورات کی حمایت مین قتل ہوئے مرہٹے ان مستورات کو گرفتار کرکے قلعہ کے نیچے لاے۔ اور قلعہ دار سے سوال کیا کہ قلعہ خالی کردو نہین تمہارے ناموس کی بی ناموسی کی جاتی ہے۔ قلعہ دار نے روپیہ دیکر عیال کو خلاص کرانا چاہا مگر فائدہ نہ ہوا۔ قلعہ دار نے یہ خیال کرکے کہ قلعہ سے نکل کر تلوار سے لڑنے مین اور مرنے مین قلعہ ہاتھ سے جائیگا اور اہل و عیال جو گرفتار ہین انکی بے ناموسی زیادہ ہوگی اور خلاصی کی امید متعذر ہے چار ناچار آبرو سے ناموس کے بحال رکھنے کو منصب کے بحال نہ رکھنے اور بادشاہ کے اعراض پر مقدم جانا۔ قلعہ کو خالی کرکے مرہٹون کے حوالہ کیا۔ اس طرح صوبہ خاندیس کا مشہور قلعہ بالاتر دد تیغ و سنان [illegible] کے تصرف مین آیا۔ فی الحقیقت بندر سورت سے اورنگ آباد تک اور برہان پور تک

قزاقی اور تاخت سے قافلہ کی آمد و رفت کی راہ مسدود تھی اور انہوں نے بکلانہ کے اودو تین قلعون پر تصرف کر لیا تھا جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا تو اُسنے قلعہ دار کو مغضوب اور بے منصب کر کے اپنے پاس بلایا اور دلیر خان جو خانجہان کی جگہ دکن کا صوبہ دار ہو گیا تھا لکھا کہ قلعہ کا محاصرہ کر کے فتح کرے دلیر خان توپخانہ اور بہت سپاہ لیکر پائے قلعہ مین آیا بہت تردد کیا اور ایام محاصرہ مین امتداد ہوا کچھ فائدہ نہ ہوا اور اس ضلع کی ناموافقت کی وجہ سے بہت آدمی ضائع ہوئے جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا دلیر خان کو لکھا کہ محاصرہ کو چھوڑ دے۔

سنہ ۳۲ مین بادشاہ نے از راہ حق پرستی و عدالت گستری حکم فرمایا کہ حضور مین اور شہرون مین منادی کرین کہ کسی کا دعوی شرعی بادشاہ پر ہو وہ حاضر ہو کر وکیل بادشاہ سے رجوع کرے اور اثبات کے بعد اپنا حق لے لے اور حکم دیا کہ بادشاہ کی طرف سے وکیل شرعی انکے لئے حضور مین اور بلاد و ثغور مین مقرر ہون۔ تاکہ خلق اللہ جو حضور مین آنے کی دست رس نہین رکھتی وہ انکے ذریعہ سے اپنی حق رسی کا دعوی کرین۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو اتفاق سے محمد محسن نام پسر حاجی زاہد ملک التجار بندر سورت اور پسر پیر جی بہورہ جو عمدہ تجار بندر مذکور مین سے ایک تھا یہان موجود تھے وہ غیاث الدین خان متصدی سورت کی تعدی کی شکایت کرنے آگے تھے سلطان مراد بخش نے جب احمد آباد مین سکہ اور خطبہ اپنے نام کا جاری کیا تھا اور خواجہ شہباز قلعہ کی تسخیر کے بعد بندر سورت کے تجار سے دس لاکھ روپیہ قرض لیا تھا۔ حاجی زاہد اور پیر جی بہورہ نے پانچ لاکھ روپیہ قرض دیا تھا اور محمد مراد بخش نے اپنی مہر لگا کے ان کو تمسک لکھ دیا تھا شہباز اس روپیہ کو خرچ مین نہین لایا تھا۔ صندوقون مین وہ سر بمہر تھا۔ جب محمد مراد بخش مقید ہوا تو یہ روپیہ سربسر بجنسہ خزانہ سرکار مین داخل ہوا جب محمد محسن نے بادشاہ کی عدالت پروری کا حکم یہ سنا تو اصالتہ اور پسر پیر جی بہورے کی طرف سے وکالتہ اس روپیہ کا دعوی محمد علی خانسامان کی معرفت پیش کیا کہ اس قدر روپیہ بادشاہ پر ہمارا آتا ہے بادشاہ نے فرمایا کہ دعوی اپنا ثابت کرو اور روپیہ لے لو انہون نے

دعوی کرنے کا حکم فرمانا۔

التماس کیا کہ یہ اثبات شرعی ہو یا اثبات دیوانی بادشاہ نے کہا کسی صورت سے دعوی ثابت ہو میں حق ادا کرونگا۔ فتاوی عالمگیری کے موافق یہ اثبات پیش ہوا کہ جب متروکہ میت پر وارثون میں سے کوئی متصرف ہو تو میت کا دین ادا کرنا اسپر واجب ہے اور بموجب اخلہ خزانہ کے ثابت تھا کہ محمد مراد بخش کا پانچ لاکھ روپیہ خزانہ شاہی میں داخل ہوا۔ بادشاہ مقدمہ کا مطالعہ فیصلہ کے لئے کر رہا تھا کہ محمد محسن نے کہا کہ ہم ہندون کا حق موافق ہمارے التماس کے حضرت پر ظاہر ہو گیا۔ یہ روپیہ حضور پر نثار کرتے ہین۔ بادشاہ نے فرمایا کہ محمد محسن اپنا رزحق ہمکو بخشتا ہے ایک گھوڑا اور فیل اور خلعت اسکو مرحمت ہوا اور غیاث الدین خان بندر سورت سے تبدیل کیا جائے۔ اور ہمارے پاس آئے۔ ان ہی دنون مین حکم ہوا کہ جب مسلمان بادشاہ سے ملاقات کرین تو سلام شرعی سلام علیک پر اکتفا کرین۔ کفار کی طرح سر پر ہاتھ نہ رکھین۔ حکام بھی طریقہ انام اور مردم خاص و عام کے ساتھ یہی طریقہ برتین اور صوبہ دارون اور حکام صوبہ جات کے نام حکم صادر فرمایا کہ وہ ہندو پیشکارون اور اہل دیوان کو برطرف کرین اور انکی جگہ مسلمانون کو مقرر کرین اور اہل دیوان کو حکم ہوا کہ معاملات خالصہ مین کروری مسلمان مقرر ہوا کرین۔ اس سال سے عالمگیر کی طرف سے ہر شہر و قصبہ مین و اطراف مین وکیل شرعی مقرر ہوئے اور وہ محکمہ مین قاضی کے ہمراہ بیٹھے۔ عدم سیاست کے سبب پیشکاری حکام مین ہندو نہین موقوف ہوئے مگر بعض بلاد مین ہندو کروری موقوف ہو گئے۔ پھر یہ قرار پایا کہ دفتر دیوانی کے جملہ پیشکارون اور سرکاری بخشیون مین ایک پیشکار مسلمان اور ایک ہندو مقرر ہو۔

۱۵ جلوس یعنی ۱۰۸۲ھ ۱۶۷۱ء مین ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا۔ ہنود کا ایک فرقہ فقیرون کا تھا جنکو ست نامی کہتے تھے انکا نام مندبہ زبان زد خلایق تھا۔ اطراف نارنول اور میوات مین انکے چار پانچ زار خانہ دار تھے اگرچہ یہ فرقہ فقیرانہ لباس مین

رہتا تھا مگر زیادہ تر کسب پیشہ انکا زراعت و تجارت تھا۔ کم مایہ تاجرون کیطرح وہ تجارت کرتے تھے۔ اور اپنے مذہب مین وہ سچ مچ ست نامی کا ترجمہ بنا چاہتے تھے کسب حلال کرتے تھے مال حرام پاس نہ جاتے تھے اگر کوئی اُنپر شجاعت و حکومت کے دعوی سے ظلم و تعدی کرتا تو وہ اسکے متحمل نہین ہوتے تھے اکثر ہتیار باندھتے تھے جب بادشاہ حسن ابدال سے واپس آیا ہی تو ایک دن قصبہ نارنول کے نزدیک ایک کسان جو زراعت کرتا تھا اسکی ایک پیادے سے سخت گفتگو ہوئی جو خرمن کی نگہبانی کرتا تھا اور اس پیادے کے ہاتھ کی لکڑی کی چوب سے ست نامی کا سر پھٹ گیا۔ اس فرقہ کے آدمیون نے پیادہ کے سر پر انبوہ کیا اور اسکو مار مار کر مردہ کی صورت بنا دیا۔ جب شقدار کو یہ خبر پہنچی تو اس نے اس جماعت کی گرفتاری کے لیئے پیادون کی جماعت کو مقرر کیا۔ ستنامیون نے جمع ہوکر شقدار کی اس جماعت سے مقابلہ کیا اور کئی آدمیون کو زخمی کیا اور سب کے ہتیار چھین لیئے اور غالب رہے اور ہر ساعت انکی جمعیت بڑھنی شروع ہوئی۔ یہان تک کہ کارطلب خان فوجدار نارنول کو خبر ہوئی بہت سوار اور پیادے شقدار کی امداد کے لیئے اور ست نامیون کی تنبیہ اور گرفتاری کے لیئے بھیجے انہون نے فوجدار کی جمعیت کے ساتھ مقابلہ کیا۔ ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کیا اور سب کو ہزیمت دی اور یہان تک نوبت آئی کہ اطراف کے زمینداروں کی کمک کی گرد آوری کی اور سابق و حال کی فوجون نے ست نامیون پر چڑھائی کی کئی دفعہ لڑائی ہوئی۔ فوجدار مارا گیا۔ ایک جمع کثیر قتل ہوئی اور ست نامیون کا قبضہ نارنول کے قصبہ پر ہوا۔ انہون نے تھانے بٹھائے۔ اس نواح کے دہات سے محصول وصول کیا جب بادشاہ شاہجہان آباد مین آیا تو اسکو اس آشوب فساد کا حال معلوم ہوا تو اُسنے فوجین انکے لئے بھیجین جو فوج گئی وہ غارت و تاراج ہوئی مشہور یہ ہو گیا کہ انکو سحر و جادو ایسا آتا ہے کہ اگر شاہی کا جو تیر اور گولہ اور گولی جاتے ہین وہ انکے بدن پر اثر نہین کرتے اور جو وہ تیر اور تفنگ پھوڑتے ہین وہ فوج شاہی مین سے دو تین آدمیون کو نیچے گرا دیتا ہے اور چند کلمات جنکے قبول کرنے مین عقل کو حیرت ہوتی ہے عوام الناس

مین شہرت پکڑ گئی کہ وہ جادو کا گھوڑا لکڑی کا بناتے ہین اور عورت کو اُسپر سوار کراتے ہین اور اُسپ جانداز کی طرح انکے ہراول مین پیش قدم ہوتا ہے اتفاقیت یہ آئی کہ نامدار راجپوت امرائے کارزار دیدہ سنگین فوجین لیکر اس گروہ کے مقابل ہوتے ہین اور ست نامی آگے بڑھکر اُنسے لڑنے آتے ہین - وہ لوٹتے اور مارتے اور جے جے پکارتے دہلی کے قریب پہنچے اور اُنکے مقابلہ و مقاتلہ کے لئے افواج شاہی کو آگے بڑھنے کی تاب نہین ہوتی اطراف کے زمینداروں اور راجپوتون نے فرصت وقت کو غنیمت گنا اور سرتابی کی اور مالگذاری سے ہاتھ کھینچا اور شوخی کرنی شروع کی - غرض نائرہ فساد روز بروز بھڑکتا گیا اور یہان تک نوبت آئی کہ بادشاہ نے شہر سے باہر خیمے کھڑے کر دیئے اور اپنے ہاتھ سے قرآن شریف کی وہ آیتین لکھکر دین جنکی تاثیر جادو کے اثر کو بے تاثیر کرتی تھین اور حکم دیا کہ انکو علمون پر لگاؤ - آخر کار راجہ بشن سنگھ و حامد خان پسر مرتضیٰ خان نے بڑا اثر دکھایا کئی ہزار ست نامی مار ڈالے باقی جو بچے بھاگ گئے فساد موقوف ہوا - مگر اطراف کے زمیندار نے سرتابی کی - صوبہ اجمیر و نواح اکبر آباد مین انتظام مین خلل آیا - بادشاہ نے اجمیر مین جانے کا ارادہ کیا کہ زیارت بھی ہو اور راجپوتون کی تنبیہ بھی کی جائے - اجمیر کو فوج روانہ کی - یہ حال تو خافی خان نے لکھا ہے جسکی عادت ہے کہ مخالفت مذہبی کے سبب سے بادشاہ کی برخلاف ایسی دلچسپ داستان سرائی کیا کرتا ہے مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ یہ سانحہ بھی حیرت افزا ہے کہ ایک طائفہ بے سروپا زرگر و درود گر و کناس و دباغ اور ارذال و اجلاف اصناف محترفہ خود پرست ہوا اور بادشاہ سے باغی ہوا اور خود اپنے پاؤن سے دام مین گرفتار ہوا اس داستان کی تفصیل یہ ہے کہ سرزمین میوات سے ایک فرقہ زمین سے چیونٹیون کی طرح اور آسمان سے ٹڈیون کی طرح نمودار ہوا - یہ فرقہ اپنے تئین زندۂ جاوید جانتا تھا اور ستر جون بدلتا تھا : نارنول کی نواح مین اس فرقہ کے پانچہزار آدمیون نے مبادرت اختیار کی اور قصبات اور پرگنات کو لوٹنا شروع کیا طاہر خان فوجدار نے اپنے مین اُنسے لڑنے کی سکت نہ دیکھی وہ حضور مین آیا - بادشاہ نے

اس فرقہ کے استیصال کا عزم مصمم کیا۔ ۲۶ ذی القعدہ ۸۲۷ھ کو رعد انداز خان کو فوج اور توپخانہ کے ساتھ اور حامد خان کی جماعت خاص اور پانسو سوار تابینیوں کے ساتھ اور سید قاضی خان اور بیجے خان رومی وغیرہ کو اسکی سرکوبی کے لئے روانہ کیا۔ جب فوج اس مرز بوم مین آئی غنیم آسے لڑا۔ باوجودیکہ اس پاس مصالحہ کا زار نہ تھا مگر وہ بہادری کی سی لڑائی لڑا۔ اہل اسلام آپر حملہ آور ہوئے اور انکو مارا اور بڑی سخت لڑائی ہوئی۔ رعد انداز خان و حامد خان و بیجے خان نے بڑے تردد کئے اور اکثر بہادر مسلمان شہید اور بہت آدمی مجروح ہوئے۔ عاقبۃ الامر مسلمانون کو فتح ہوئی اور انہون نے ست نامیون کا تعاقب کیا۔ اس سرزمین مین انکا نام و نشان مٹایا اور امرار شاہی کو اس خدمت کے جلد و مین بادشاہ نے بڑا انعام دیا۔

ست نامیون کا بغاوت کرکے جزیہ سے انکار کرنا۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ مطیع الاسلام اور دار الحرب مین تفریق ہونے کے لئے ہنود سے کل صوبجات مین جزیہ لیا جائے۔ جب یہ خبر منتشر ہوئی تو دار الخلافہ اور اطراف کے ہنود لاکھون جھروکہ کے نیچے دریا کے کنارہ پر جمع ہوئے اور بہت ضعف نالی کی اور اسکے معافی کے لئے کہا۔ مگر بادشاہ نے کچھ نہ سنا۔ جب جمعہ آیا اور بادشاہ سوار ہوکر جامع مسجد کو جانے لگا تو قلعہ اور جامع مسجد کے درمیان ہندؤن نے ازدحام کیا جزیہ کے لئے واویلا مچائی ہندؤن کے ہجوم نے بادشاہ کو ایسا گھیر لیا کہ بادشاہ کو مسجد تک جانا مشکل ہوگیا۔ مگر اسنے انکی فریاد سننے کے لئے کان سن اور بھرے کر لئے اور بھیڑ کے سبب سے جب راہ نہ ملی تو ہاتھیون سے اس طرح چیر پھاڑ کر رستہ نکالا کہ کچھ آدمی گھوڑون اور ہاتھیون کے پیرون کے تلے کچل کر پس گئے۔ ناچار ہنود اپنے گھر چلے گئے پھر دم نہ مارا۔ جزیہ دینے لگے۔

مرزا قوام الدین کا قاضی الدین اور قاضی الدین کا بغاوت کا مفسدہ۔

مرزا قوام الدین خلیفہ سلطان کا بھائی تھا اور خلیفہ سلطان مازندران کا شاہزادہ تھا۔ جب شاہ ایران نے مازندران کو تسخیر کیا اور خلیفہ سلطان کو اپنا وزیر نیا یا تو مرزا قوام الدین کی اپنے بھائی سے نہین بنی اور وہ بادشاہ پاس

چلا آیا۔ پادشاہ نے سکو دارالسلطنت لاہور کا صوبہ مقرر کیا اور پنجہزاری سہ ہزار سوار کا منصب دیا۔ پادشاہ کی حمایت کے سبب سے قضات امور شرعی مین بڑا استقلال رکھتے تھے علی اکبر پورب کا رہنے والا یہان قاضی تھا اور وہ صوبہ دارون کے ساتھ بیحشمی کرتا تھا مرزا قوام الدین اور قاضی دونو کی آپس مین بحث اور سخت گفتگو ہوئی اور پادشاہ پاس دونو نے شکایت لکھ بھیجی۔ مرزا نے کوتوال کو بھیجا کہ قاضی کو پکڑ لائے جب کوتوال قاضی کو پکڑنے گیا تو اسنے مقابلہ کیا اور وہ خود اور اسکا بھانجا اور بیٹا مارا گیا۔ لاہور کے آدمیون نے قاضی کے کشتہ ہونے کے بعد صوبہ دار اور کوتوال پر ہجوم کیا اور انکا راستہ بند کیا۔ پادشاہ کو حقیقت حال معلوم ہوئی تو اسنے مرزا قوام الدین کو لاہور سے بدل دیا اور کوتوال کو اپنے پاس بلا کر قاضی کے وارثون کو حوالہ کیا کہ وہ قصاص لین۔ مرزا قوام الدین بھی اس مقدمہ مین قاضی کے حوالہ ہوئے اس کشمکش مین امراض جسمانی اور آلام روحانی نے اجل طبیعی کو بلایا۔

جگت سنگھ راجہ جسونت سنگھ کا بیٹا اور اسکی اولاد

جگت سنگھ نے مذہبی عداوتون کی آگ کو پہلے ہی سے بھڑکا رکھا تھا اب یہہ چھینے بعد اس واقعہ نے اور اُس پر روغن ڈالا کہ راجہ جسونت سنگھ جسکا حال بہت کچھ پڑھ چکے ہو وہ کابل مین کوکی صوبہ دار تھا۔ یہان اس دارنا پائدار سے وہ کنارہ کش ہوا اس کے بھائی بندر جیوت اسکی رانی اور ننھے ننھے دو بیٹون کو ساتھ لیکر بے اذن شاہی اور صوبہ دار کابل کی بے دستک راہ داری وطن جانے کے لئے چل کھڑے ہوئے سرحد اٹک پر میر بحر انکے پاس دستک نہ ہونے کے سبب سے مزاحم ہوا۔ راجپوتون نے جنگ کی اور غالب ہو کر کسی پایاب راہ سے پار اُتر آئے۔ شاہجہان آباد برسر راہ تھا۔ ناچار یہان وارد ہوئے۔ عالمگیر نے انکی یہ خبر سُنکر اور اپنے کینہ دیرینہ کو جو جسونت سنگھ کے ساتھ تھا کارفرما کر کوتوال کے نام حکم صادر کیا کہ انکی فرودگاہ پر پہرہ بٹھا دے چند روز بعد راجپوتون نے اپنی ذاتی شجاعت کے سوا یہان فند و فریب کی قدرت دکھائی کہ پادشاہ سے درگا داس اور چند سردارون نے جانے کی رخصت مانگی پادشاہ نے اس سبب سے کہ آدمیون کے کم ہو جانے سے رانی اور لڑکون کو بس مین

رکھنا زیادہ آسان ہو جائیگا انکی درخواست منظور کرلی۔ انہون نے راجہ کے لڑکون کو غلامون کے لڑکون کی صورت اور غلامون کے لڑکون کو راجہ کے لڑکون کی شکل بنایا۔ رانی کو مردانہ لباس اور لونڈی کو رانی کا زیور اور لباس پہنایا۔ یہان عجب رتون کی پردہ نشینی کام کر گئی ورنہ اس کام کا ہونا مشکل تھا۔ سو مارا راجپوتون کو خیمہ کے اندر بٹھاکر انسے کہا کہ ہم رانی اور کنورون کو لیکر چلتے ہین اگر یہ راز کھل جائے تو تم ان جعلی لڑکون اور رانیون کی حراست مین اس قدر کوشش کرنا کہ پانچ پہر گھنٹے اُس مین لگ جائین۔ انکے جانے کے بعد دو تین پہر گذر گئے تو بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی اُسنے تحقیق کی تو کوتوال نے عرض کیا کہ لڑکے اور رانیان خیمے مین موجود ہین۔ بادشاہ نے جانے والون کے پیچھے آدمی دوڑائے اور خیمہ کی رانی اور لڑکون کو قلعہ کے اندر بلایا اسپر راجپوتون نے کہا کہ ہم رانی اور لڑکونکو نہین دینگے اُن کی عوض جان دینگے اسپر بادشاہ نے فوج بھیجی۔ راجپوت اُسنے بمقابلہ پیش آئے۔ بہت سے انمین مخالفون کو مار کر مرے جو بچے وہ بھاگے جعلی رانیان اور لڑکے بادشاہ پاس آئے اُسنے انکو حرم سرا مین بھیجا بیگمون نے انکو اپنا متبنیٰ بنایا۔ رانی کو بیگمون کا پرستار بنایا۔ اپنی غفلت چھپانے اور ہوشیاری دکھانے کے لئے بادشاہ کو یقین دلایا کہ اصلی لڑکے اور رانی یہی ہین جو بادشاہ کے محل مین ہین۔ گداس اور راجپوت تو اُس معرکے سے زندہ بچ کر پراگندہ ہو گئے مگر پھر جمع ہو گئے اور وطن کو چلے۔ خیمہ پر لڑائی ہونے کے سبب سے رانی کو اتنی فرصت ملی کہ وہ جودہ پور مین صحیح سلامت داخل ہوئی اور اُسکے بڑے بیٹے اجیت سنگھ نے مارواڑ پر مدت تک سلطنت کی اور آخر دم تک وہ اورنگ زیب کا دشمن رہا۔ بادشاہ مدت تک اس شبہ مین رہا کہ وہ راجہ کا اصلی بیٹا نہین رانی نے فقط مہاراجہ کے نام باقی رہنے کے لئے اسکو بیٹا بنایا ہے اور اصلی اولاد اسکی میرے پاس ہے مگر جب رانا نے اپنے خاندان کی لڑکی اجیت سنگھ سے بیاہی تو اسکا شبہ دور ہوا۔ اور اُسنے جانا کہ جسونت سنگھ کا حقیقی بیٹا اجیت سنگھ ہے۔ کوئی لکھتا ہے کہ اس جعلی اولاد کی توقیر مین توقیر کرتا رہا۔ اور اُس نے آخر کو اُن کے

استحقاق کے حیلہ سے جودھپور پر چڑھائی کی۔ ماثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ
جب اجیسنگھ راناراو دے پور نے مہاراجہ جسونت سنگھ کی رانی اور لڑکون کی
اعانت مین کمر ہمت چست کی تو اوائل ذی الحجہ ۸۹ھ کو بادشاہ اجمیر کو روانہ ہوا۔
اور راناراو دیپور کو فرمان تہدید آمیز لکھا کہ وہ جزیہ دینا قبول کرے اور راجہ
جسونت سنگھ کے فرزندان نامشخص کو جودھپور کے علاقہ سے نکالے۔ جب بادشاہ
اجمیر مین آیا اُسنے ۱۷ محرم ۹۰ھ کو مہاراجہ جسونت سنگھ کے ممالک کے ضبط کے لئے
خان جہان بہادر کو بھیجا۔ ۵ ربیع الآخر کو جودھپور سے واپس آیا۔ اُس نے
وہان بت خانون کو ڈھایا اور کئی چھکڑے بتون سے بھرے ہوے بادشاہ پاس
لایا۔ مورد تحسین و آفرین ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ بتون کو کہ اکثر مرصع وطلائی و
نقرئی و برنجی و مسی و سنگی تھے۔ دربار کے جلوخانے اور جامع جہان نما کے زینون کی
نیچے ڈالین کہ وہ پامال ہون۔ مدتون پڑے رہے اور پھر اُنکا نام ونشان بھی باقی
نہ رہا۔ ماثر عالمگیری مین واقعات سنہ ۳۲ جلوس سنہ ۹۰ھ مین لکھا ہے کہ جسونت سنگھ
کابل مین مرگیا اُسکا کوئی بیٹا نہ تھا۔ مرنے کے بعد اُسکے معتمد نوکرون سوا نائک گنبا تھا داس
بھائی اور رنچھور و درگا داس وغیرہم نے بادشاہ سے عرض کیا کہ مہاراجہ راجہ کی دو
رانیان حاملہ ہین جب اسکے متعلقین لاہور مین آئے تو دو نورانیون سے بیٹے پیدا
ہوئے۔ نوکران مسطور نے دونون بیٹون کے پیدا ہونے کی اطلاع بادشاہ کو
کی اور منصب و راج کے عطا کرنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ دونو
بیٹون کو ہمارے پاس لائین جسوقت لڑکے سن تمیز کو پہنچین گے انکو منصب و راج عنایت
ہوگا۔ راجپوتون کا گروہ شاہجہان آباد مین آیا اور التماس مرقوم مین مبالغہ والحاح
کیا اس اثنا مین ایک بیٹا باپ سے جا ملا (مرگیا) جب بادشاہ کو معلوم ہوا کہ اس
فرقہ کا فاسد ارادہ یہ ہے کہ پسر دوم اور دو نورانیون کو جودھپور بھیجا کر بغاوت
کیجیے تو ۱۶ جمادی الآخر ۹۱ھ کو حکم ہوا کہ حویلی روپ سنگھ راٹھور مین جو مہاراجہ کی

راجپوتون کا آخر بادشاہ کا مقابلہ کرنا

دورانیان ٹھیری ہوئی ہین انکو مع پسر کے نورگڈھ مین لے آئین - فولاد خان کوتوال و
سید حامد خان وغیرہ اس لئے مقرر ہوئے کہ اس فرقہ کو ارادہ فاسد سے باز رکھین اگر وہ لڑین تو
انکی گوشمالی کی جاے - حسب الحکم مرا کار سند ہوئے - لوازم اندرز و نصیحت ترغیب و ترہیب کے
ساتھ بجالاے - مگر راجپوتون نے نہ مانا اور وہ لڑے اور بہت مرے اور بادشاہی
آدمی مارے - جب راجپوتون نے اپنا حال تنگ دیکھا تو انہون نے دورانیون کو کہ مردانہ
لباس پہنے ہوئے تھین مار ڈالا اور پسر دوم کو کسی شیرفروش کے گھر مین چھپا یا تھا اس کو
سراسیمگی مین چھوڑ کر فرار ہوئے - فولاد خان کو پسر دوم کی حقیقت معلوم ہوئی تو وہ
شیرفروش کے گھر سے اس بیٹے کو بادشاہ کی حضور مین لایا - بادشاہ نے حکم دیا کہ
راجہ کی لونڈیان جو اسیر ہو کر آئین مین انکے ہمراہ وہ زیب النسا بیگم کے سپرد ہو اور لڑکے کا
نام محمدی راج رکھا جاے - خان مذکور دوسرے روز لڑکے کا زیور اور اشیا لایا -
اس آشوب مین راجہ کا اور دونو رانیون اور اور راجپوتون کا اسباب لوٹ مین
کر لے گئے جو بچا وہ بیت المال کے کوٹھہ مین داخل ہوا - دونو رانیون کی اور
رنجھور بیس راجپوتون اور تیس اور سرداروں کی اسی شمار مین آئین باقی چہارم جمادی الاخری
سنہ ۱۰۹۰ کو بھاگ کر جودھپور مین پہنچ گئے - درگا کے بہکانے سے راجپوتون نے دو جعلی بیٹے
رن ستھن (جو مر گیا تھا) اور اجیت سنگھ راجہ جسونت سنگھ سے منسوب کئے اور
فتنہ انگیزی شروع کی طاہر خان فوجدار جودھپور اُن سے عہدہ برآ نہ ہو سکا اور
اندر سنگھ بھی نظم و نسق نہ کر سکا - اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلا لیا - بادشاہ نے
سربلند خان کو جودھپور کی تسخیر کے لئے روانہ کیا - ۲۶ رجب کو بادشاہ سے
معروض ہوا کہ اجمیر کی فوجدار منور خان کی مہاراجہ کے نوکر راج سنگھ سے تین روز
تک جنگ لڑائی رہی اور منور خان کو فتح ہوئی - راج سنگھ بہت آدمیون کے ساتھ مارا گیا
تو اس نے تعلقہ جودھپور کے معمورون کی سرکش راجپوتون کے پرگنات کے تاخت و تاراج
کے لئے افواج مقرر کین - رانا مین تاب مقابلہ مت نہ تھی اسنے وکلاء معتبر زبان ان

لائق کے مع پیش کشون اور عرضداشت کے بھیجا اور اطاعت کا اظہار کیا اور جزیہ دینا قبول کیا۔ زرجزیہ کے عوض مین اپنے ملک مین تین پرگنے دینے اور قید زندان جسونت کی اعانت نہ کرنے کا وعدہ کیا اور عفو تقصیرات کی درخواست کی پادشاہ نے خان جہان بہادر کو اس صلح کے بندوبست اور باقی وصول کرنے کے لئے مقرر کیا اور خود دارالخلافہ کو مراجعت کی۔ اس اجمیر کے آنے جانے مین سات مہینے بیس روز سے زیادہ نہ لگے۔ چند روز بعد خبر آئی کہ رانا نے پھر تمرد اختیار کیا اور عہد و پیمان سے پھر گیا۔ خان جہان بہادر سے قرار واقعی بندوبست نہ ہوسکا تو رجب ۱۰۹۰ھ ۱۶۷۹ء کو پادشاہ رانا اور اور راجپوتون کی گوشمالی کے لئے اجمیر روانہ ہوا۔ اس دفعہ راجپوتون کے مغلوب کرنے مین اپنی ساری فراست و کیاست کام مین لایا۔ پادشاہزادہ محمد معظم کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ دکن سے اجمین مین آئے اور حکم کا منتظر رہے اور بنگالہ مین شاہزادہ محمد اعظم کو لکھا کہ بطریق ایلغار میرے پاس آجائے جب اجمیر کے قریب پادشاہ آیا تو رانا کی تنبیہ و تادیب کے لئے شاہزادہ محمد اکبر کو بھیجا اور شاہ قلی خان کو منور خان کا خطاب دیا اور اسکا اضافہ کیا اور امرا کا رطلب اسکے ہمراہ کئے اور اسکو پادشاہزادہ کا ہراول بنایا۔ رانا نے اس خبر کو سنکر اودے پور کو کہ حاکم نشین تھا ویران کیا اور اپنے اور جسونت سنگھ کے اہل و عیال و آدمیون کو ہمراہ لے کر دشوار گذار پہاڑون اور درون مین چلا گیا۔ شاہزادہ اکبر مامور ہوا کہ وہ درون مین راجپوتون کے استیصال کے لئے بعض امیرون کو بھیجے اور کچھ دلاورون کو رانا کے ملک اور زراعت کے تاخت و پامال کے لئے روانہ کرے جب پادشاہزادہ محمد معظم کی اجمین مین آنے کی خبر ہوئی تو اسکے پاس حکم گیا کہ وہ تعلقہ رانا مین اودے ساگر پر مقیم ہو جو اجمیر سے اسی کوس ہے اور اپنے لشکر کو اطراف جودھپور مین مقرر کرے کہ جہان آبادی دیکھے اسکو برباد کرے۔ ان دنون مین حکم کے بموجب شاہزادہ محمد اعظم بھی چار ماہ کی راہ کو ایک مہینے

سے کم میں طے کرکے جریدہ اپنی فوج جنگی کے ساتھ آگیا اسکو حکم ہوا کہ رانا اور اٹھوڑ
کے تعلقہ اور دریاے قلب میں جاکر راجپوتوں کے قتل و اسیر کرنے میں کوشش کرے
اور فوج معین کرے کہ ملک رانا میں جو غلہ کی رسد پہنچتی ہی اسکو بند کرے اور
زراعت نہ کرنے دے رانا کی مدد کے لیئے تعلقہ جیونت سنگھ سے پچیس ہزار سوار
راٹھوڑ اور راجپوت جمع ہوگئے۔ افواج شاہی کا مقابلہ شوخی سے کرتے تھے اور
کبھی رسد غلہ پر تاخت کرتے تھے۔ بادشاہی چند ہزار سواروں کو دریاے قلب
کی طرف لے گئے اور انکو چارون طرف سے گھیر لیا اور بہت سوارون اور پیادون
کا پتا نہ لگنے دیا لیکن آخر کو راجپوت فوج اسلام سے مغلوب ہوئے۔ راجپوتوں نے
درون کی سر راہ کو بند کر رکھا تھا اور کبھی کبھی پہاڑون سے آن کر شاہزادہ
کے لشکر پر غافل شب خون مارتے تھے لشکر بادشاہی خصوص منور خان
اس جماعت کو تنبیہ کرتا تھا اور ملک کی خرابی میں اور تہانون اور عالی عمارات
کے مسمار کرنے اور اشجار ثمردار اور باغات کے کاٹنے اور راجپوتوں کے زن و فرزند
کے گرفتار کرنے میں جو غار و مغاک میں چھپے ہوئے تھے کوئی کسر باقی نہ رکھتا تھا۔
محمد امین خان صوبہ دار گجرات کے نام حکم گیا کہ اپنی فوج کے ساتھ جلد سرحد
راجپوتیہ اور احمد آباد کے درمیان استقامت کرے اور جہان راجپوتوں کی
خبر سنے اور پتا پائے انکو غارت کرے۔

جب رانا کے معاونون کا کام تنگ ہوا غلہ نایاب زراعت کشت و کار متعذر تو
راٹھور راجپوتوں نے یہ تدبیر و تزویر کی کہ وہ اول شاہزادہ محمد معظم پاس گئے
کہ اسکو اپنے جرائم کا شفیع بنائین۔ یا بغاوت پر اسکو رہنمائی کرکے اپنا رفیق
بنائین۔ شاہزادہ نے انکی باتون پر کان نہین لگایا اور نواب بائی یعنی
والدہ شاہزادہ کو جب اسکی خبر ہوئی تو اسنے بھی نصیحت کی اور منع کیا کہ کسی
بات میں وہ راجپوتوں کی امداد اور معاونت سے اشنا نہو۔ اور رانا کی

شاہزادہ اکبر کا راجپوتون سے ملنا۔

وکیلون کو اپنے پاس نہ آنے دے جب وہ اس شاہزادہ سے مایوس ہوئے تو شہزادہ محمد اکبر کی طرف رجوع کی۔ راجپوتون مین درگاداس بڑا چرب زبان وحراف تھا اسنے اکبر پر بہت افسون وافسانے پڑھ کر پھونکے۔ اور اسکو امیدوار کیا۔ کہ راجپوت چالیس ہزار سوار جبر آپ کی رفاقت کے لئے اور خزانہ بے شمار آپکے خرچ کے واسطے موجود ہین۔ شہزادہ یہ سبز باغ دیکھ کر تقاضا ئے ایام شباب اور رہنمونی احباب سے راجپوتون کے دام مین گرفتار ہوا۔ بعض اسکے ہمراہی بھی اسکے ہمدستان ہوئے۔ بادشاہزادہ نے باپ سے بغاوت اختیار کی۔ اس بغاوت کرنے کا سبب اسنے باپ ہی سے سیکھا تھا۔

ابتدا مین اس خبر کی شہرت اڑتی ہوئی شاہزادہ محمد معظم پاس گئی اسکو بھائی سے کچھ نہ محبت تھی۔ اسکو نصیحت آمیز دو کلمے لکھے باپ کو اپنی عرضداشت مین اس مضمون پر اشارہ کیا کہ راجپوت شہزادہ کے اغوا کے درپے ہین اس سے غافل نہ ہونا چاہیئے۔ محمد اکبر کی طرف سے بادشاہ کو کوئی وسوسہ نہ تھا۔ مگر بادشاہزادہ محمد معظم کی بدنامی حسن ابدال مین اس قسم کی ہوچکی تھی اور ابتدا مین جو راجپوت بڑے شاہزادہ کے پاس پیغام لائے تھے۔ اسکی خبر بھی بادشاہ سن چکا تھا۔ اسنے محمد اکبر کے حق مین محمد معظم کی تحریر کو محض افترا جانا اور جواب مین لکھا کہ ہذا بہتان عظیم۔ حق سبحانہ تعالیٰ شما را ہمیشہ بر صراط مستقیم رہبری نماید۔ آلودگی سخن شنوی بدخواہان محفوظ دارد۔ جب یہ راز مخفی برملا ہوا۔ اور خیمہ خیمہ مین سب چھوٹے بڑون کو یہ خبر معلوم ہوگئی کہ درگاداس تیس ہزار راجپوت سوار لیکر اکبر سے مل گیا اور یہ خبر بھی آئی کہ محمد اکبر نے تخت پر جلوس کیا اور سکہ جاری کیا اور منور خان کو ہفت ہزاری کیا امیرالامرا کا خطاب دیا۔ مجاہد خان اور اور عمدہ نوکرون کے جو اسکے ہمراہ تھے اضافہ کئے جنمین سے بعض نے مجبور ہوکر مصلحۃً قبول کئے سب کی تالیف قلوب کی۔ اور

اور بادشاہ کی طرف لڑنے کے ارادہ سے آیا۔ ان دنون مین بادشاہ کی فوج راجپوتون کی تنبیہ کے لئے محمد اکبر کے تھانا چلی گئی تھی۔ اسد خان و بہرہ مند خان کے سوائے کوئی عمدہ امیر نہ تھا اور کل فوج مع خواجہ سرایون اور اہل دفتر کے سات آٹھ سو سوار تھے اس وجہ لشکر مین تزلزل ہوا۔ ایک عجیب ہنگامہ برپا ہوا محمد معظم کو بہ تاکید تمام فرمان بھیجا کہ بلا توقف مع تمام فوج کے بطریق ایلغار حضور مین آؤ۔ بادشاہزادہ باپ کے حکم کے آتے ہی اسکی خدمت مین روانہ ہوا بہبود خدمہ محل کو خدا کو سونپا۔ دس روز کی راہ کو دو تین روز مین طے کرکے باپ پاس نو دس ہزار سوار لیکر آگیا۔ ایک شہرت تھی کہ محمد اکبر ستر ہزار سپاہ لیکر باپ سے مقابلہ کے لئے قریب آگیا ہے۔ کسی شخص کو بادشاہ کے لشکر مین امید نہ تھی کہ اس بلا سے نجات ہوگی۔ بعض ہوا خواہون کے کہنے سے احتیاط دور بینی کی وجہ سے محمد معظم کی طرف سے بادشاہ کے دل مین وسوسہ پیدا ہوا۔ تقاضای وقت کے موافق توپ خانہ کا منہ محمد معظم کے لشکر کی طرف کرادیا اور بیٹے کو پیغام بھیجا کہ لشکر کو چھوڑکر دو نو بیٹون کے ساتھ ہمارے پاس آؤ۔ محمد معظم نے باپ کے حکم کی تعمیل کی تنہا دو بیٹون کو لیکر خدمت مین آیا تو حضرت کو اسپر اعتبار آیا ان باپ بیٹون کے لشکر مل کر بھی محمد اکبر کے ستر ہزار سوارون کا مقابلہ نہیں کرسکتے تھے۔ یہ عالمگیر کے لئے بڑا برا وقت تھا۔ مگر اسکی عقل سلیم باقی تھی وہ یہ سوچا کہ محمد اکبر کا لشکر جو باغی ہوا ہے وہ فقط راجپوتون کے بہکانے اور پٹیان پڑھانے سے ہوا ہے۔ کوئی اسکو میری ساتھ عناد دلی اور بغض قلبی نہین ہے اسکا راہ پر لانا مشکل نہین ہے اسلئے اسنے شہاب الدین پسر قلی خان کو بہ طریق ہراول بھیجا کہ وہ محمد اکبر کے لشکر کی خبر تحقیق لائے جسکو راجپوتون نے اپنے بندوبست سے مسدود کر رکھا تھا اور اپنے سگے بھائی مجاہد خان سے خط و کتابت کرکے وہ محمد اکبر کے ساتھ بہ تقاضای وقت و مصلحت رفاقت مین شریک ہوا تھا۔

اور منتظر تھا کہ کوئی موقع ملے تو یہان سے نکل جاے۔ جبلا اسکو اپنے بھائی شہاب الدین کے
نزدیک آنے کی خبر آئی تو اسنے محمد اکبر سے التماس کی کہ اگر حکم ہو تو مین جاکر اپنے بھائی کو ہمراہ
کرکے اپنے ساتھ لے آؤن۔ محمد اکبر نے اسکو اجازت دی نقد و جنس جو لے جاسکا وہ لے باقی
اسباب کو وہین چھوڑ بھائی پاس پہنچا اور دونو متفق ہوکر بادشاہ پاس آئے۔ بادشاہ کو اُن کے
آنے سے بڑی خوشی ہوئی۔ شہاب الدین کو شہاب الدین خانی کا خطاب دیا۔ مجاہد خان
اکبر کے لشکر کی حقیقت اور موافق و منافق اور مجبور و غیر مجبور کی تعداد پوچھی کہ اس اثنا مین
محمد اکبر کے لشکر سے اور مردم شناس بادشاہ پاس آنے شروع ہوئے۔ مجاہد خان کے آنے
سے محمد اکبر کے لشکر مین خلل ہوا۔ خواجہ مکارم سلطان معظم کے نوکر نے محمد اکبر کے قراولون سے
دست یازی کی اسکے زخم لگا۔ اس طرف کے دو تین آدمیون کو زخمی کیا اسنے خبر بھیجی کہ
محمد اکبر کے لشکر سے جدا ہوکر حضور مین تہور خان ہراول فوج چند آدمیون کے ساتھ آتا ہے
جب تہور خان گلال باری مین آگیا تو اسکو حکم ہوا کہ وہ ہتیار اُتار کر حضور مین آئے۔
خان نے اسمین تعلل کیا تو محمد معظم خان نے اسکے مارنے کا اشارہ کیا وہ اپنے اظہار تہوری
اور ارادہ فاسد اور کسی اپنی مصلحت کے سبب سے محمد اکبر سے رخصت لیکر آیا تھا۔ بادشاہ
نے غصہ مین آن کر تلوار ہاتھ مین لیکر کہا کہ کون اسکو منع کرتا ہے کہ وہ ہتیار لگا کر نہ آئے جب وہ
آگے لگا تو ایک لوٹے کر خان کی چھاتی پر ہاتھ رکھ کر اسکو منع کیا۔ خان نے اسکے مُنہ پر تھپڑ مارا اور
الٹا چلا کہ خیمہ کی رسی مین اسکا پاؤن اٹکا اور وہ مُنہ کے بل گرا کہ چارون طرف سے یزن
بکش کی آواز بلند ہوئی اسکو مار ڈالا اور سر کاٹ لیا۔ کشتہ ہونے کے بعد اسکے جامہ کے
نیچے سے زرہ نکلی اسکے باب مین روایات مختلف ہین۔ خواجہ مکارم مخاطب بہ جان نثار خان تھا
کہتا تھا کہ عنایت خان دیوان تن خسر اُسکا تھا اسکی تحریر سے ازروے ارادت اُسکی
بازگشت کی اپنی حسن خدمت و عقیدت و غیرت پر خیال کرکے ہتیار اُتارنے مین یہ عذر کیا
بہرحال تہور خان کے کشتہ ہونے سے راجپوتون اور محمد اکبر کی فوج کے درمیان تزلزل پیدا ہوا
اور انکا پاے ثبات جگہ سے ہلا۔ اسکا دربار ٹوٹا۔ کئی راجہ اور امرا اس کے پاس سے بادشاہ

پاس چلے آئے اور بہت سے [illegible] گئے اور راجپوت یہ دیکھکر کہ سارا مقابلہ ہماری سر پر آن
پڑیگا اپنے گھروں کو چلے گئے یا پادشاہ پاس چلے آئے عوام الناس نے یہ خبر اڑائی کہ بادشاہ
نے ازروئے تدبیر محمد اکبر کو فرمان لکھا اور اُس مین درج کیا کہ اگرچہ راجپوتون کی دلگیری
کرکے اور فراخدلی اور گردادری کے باب مین جو ارشاد ہوا تھا تم اسکو بجا لائے مگر انکو پراولی
بناکے بادشاہی سپاہ کی زد مین لانا عین مصلحت تھا اور ایسا منصوبہ کیا کہ فرمان مجبور
راجپوتون کے ہاتھ مین پڑا جو اس فرقہ کے تفرقہ کا سبب ہوا۔ لیکن اس خط بنانے کی بات
بازاری گپ ہے اسکی کچھ اصل نہین ہی۔ القصہ محمد اکبر کی سپاہ بڑی بادبدبہ و شکوہ کثیر تھی
مگر تلوار میان سے نہ نکلی کہ اسکو ہزیمت عظیم ہوگئی۔ جب محمد اکبر نے دیکھا کہ راجپوتون نے اسکی
روگردانی کی۔ درگاداس اور دو تین اور آدمی رانا کے انکے پاس رہے جنکے پاس دو تین ہزار سوار
ساتھ تھے کوئی رفیق اور لشکر ایسا ساتھ نہین ہی کہ کام آئے اسلیئے وہ ناچار فرار ہوا۔
جب شاہزادہ محمد اکبر فرار ہوا تو اسکے سارے آدمیون مین سے تین چار سو آدمی اور نامی آدمیون مین
سے قدیم المخدمت ضیاء الدین شجاعی تھا اسکا تمام مال و اسباب تجمل و خزانہ و توپ خانہ لٹنے
کے بعد جو باقی رہا تھا وہ سارا اور اسکا ایک چھوٹا بیٹا نیکو یہ اور دو بیٹیان یہ سب بادشاہ کو
ہاتھ آئے۔ اور ایک بیٹا جو حدمیز کو پہنچا تھا اسکو راجپوت اپنے ساتھ لے گئے۔ اب محمد اکبر ایسا
سراسیمہ تھا کہ وہ نہین جانتا تھا کہ کہان جاؤن اور کیا کرون۔ کبھی شاہجہان آباد و لاہور
کے جانے کا اجمیر کی راہ سے ارادہ کرتا تھا کبھی ایران کا قصد ہوتا تھا جسطرف جاتا اس طرف
زمیندار اور فوجدار اسکے روکنے کو کھڑے ہو جاتے۔ بادشاہزادہ محمد معظم اسکے تعاقب کے لیئے
مامور ہوا۔ اسنے اسکے تعاقب مین اغماض کیا اور عنان کشیدہ چلا۔ محمد اکبر لاہور اور
ملتان کی راہ کو چھوڑکر زمینداروں کی راہنمائی سے راہ دشوار گذار و جبال سے دکن کی طرف
مراجعت کیا ہوا۔ خانجہان بہادر صوبہ دار دکن کو اور تمام فوجداروں کو بار بار احکام پہنچے
کہ جہان تک ممکن ہو اسکو زندہ دستگیر کرو اور نہین قتل کرو۔ خانجہان بہادر حکم کے موجب
اسکے اسیر کرنے کے لیئے ایلغار کرکے گیا اور چودہ پندرہ کوس کا دونو مین فرق رہا تو خان

اُسکے دستگیر کرنے مین اغماض کیا اور اس بات کو میر نور اللہ نے جو ایسے مقدمات مین بھیجا تھا۔ بادشاہ سے عرض کیا تو بادشاہ نے اس بات مین ایک فرمان اعتراض آمیز اور احکام تہدید آمیز تمام اخبار نویسون کو لکھو۔ شاہزادہ اکبر بکلانہ کی سرحد مین آیا۔ جو ملہیر کے فوجدار اور قلعہ دار راجہ دیبی سنگھ کے تعلقہ مین تھی اُسنے شاہزادہ کی گرفتاری کے لئے فوج بھیجی یہ اس وقت پہنچی کہ وہ سرحد بکلانہ سے نکل گیا تھا۔ چند نفر راجپوت پیچھے رہ گئے تھے اُن کو راجہ کے آدمی دم دلاسا دیکر راجہ پاس لائے۔ راجہ ان راجپوتون سے شاہزادہ کا حال پوچھ رہا تھا کہ اسکے آدمی ایک اور آدمی کو پکڑ کر لائے۔ جو اکبر کی نیمہ آستین خون آلود پہنے ہوئے تھا جسکو اکبر نے ہوا کی گرمی کے سبب سے اُتار کر اپنے چیلے کے کندھے پر ڈال دیا تھا۔ اسکو زخمی کرکے راجہ پاس اس گمان سے لے گئے کہ وہ شہزادہ اکبر ہوگا۔ راجہ انکی اس حرکت سے ناراض ہوا۔ فرنگیون کے ملک کی سرحد سے اکبر نکل گیا۔ بکلانہ کے پہاڑون کی پناہ مین آیا اُسنے پہاڑی آدمیون کو روپیہ دیا اُنہون نے اسکو سرحد راہیری مین پہنچایا۔ جو سنبھا سے تعلق رکھتا تھا سنبھا اکبر کے استقبال کو آیا اور اپنا مکان رہنے کو دیا۔ جو قلعہ راہیری سے تین کروہ پر تھا اور روجہہ خرچ اُسکے واسطے مقرر کیا۔ سنبھا جی نے اول اول اکبر کی بڑی خاطر داری کی۔ مگر پھر اُسکے آدمیون کو کافی خرچ نہ دیا۔ ایک روز محمد اکبر کے سامنے قاضی نے بیوقوفی اور خوشامد سے سنبھا سے کہا کہ مہاراج کے دشمن پائمال ہون تو محمد اکبر نے خفا ہوکر کہا کہ قاضی تو بڑا احمق ہے اور سنبھا سے کہا کہ ایسے کلمات لکھکا کہنا اور آپکے سنا بدنما ہے یہ خبر بھی مشہور ہوئی کہ اعتقاد خان خلف اسد خان قلعہ راہیری کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا ہے اسلئے محمد اکبر نے یہ مصلحت سمجھا کہ جس طرح ہوسکے ایران جائے اُسنے دو چھوٹے جہاز مرتب کئے۔ چالیس دن کا ذخیرہ انمین رکھا اور روانہ ہونیکا ارادہ کیا تو بادشاہ کے لحاظ سے سیدی یاقوت خان حبشی نے جنگی جہاز

اکبر کا ایران جانا۔

اسکی راہ روکنے کے لئے تیار کیا وہ ان اطراف مین کوس انا لملکی بجا رہا تھا۔ مگر گرفتاری مین اُسنے اغماض کیا۔ شاہزادہ اور ضیاء الدین محمد شجاعی اور اور حالیس پچاس آدمی خدا پر بھروسہ کرکے سوار ہوئے۔ راہ مین محمد اکبر کے جہاز متفرق ہوئے اور اُن پر حادثات عظیم واقع ہوئے۔ ناموافقت ایام سے امام مسقط کے جزیرہ مین جہاز چلا گیا۔ اہل جزیرہ نے شاہزادہ کو گرفتار کرکے امام مسقط پاس بھیجدیا۔ یا امام شاہ ایران کے بڑے عہدہ زمینداروں اور توابع مین سے تھا بحسب ظاہر تو مہمانداری کی لیکن اکبر کو بطریق نظربند کے رکھا اور عالمگیر کو عرضداشت بھیجی کہ اگر حضور دو لاکھ روپیے نقد اور بندر سورت مین جو اجناس مسقط کے جہازون مین جاتی ہین اُنکی معافی عشور کی سند کسی آدمی کے ہاتھ بھیجدین تو مین محمد اکبر کو اسکے حوالہ کرکے حضور مین روانہ کرون۔ بادشاہ نے کئی متصدیان بندر سورت کے نام حکم صادر کیا کہ امام مسقط کی التماس کے موافق عمل کرین مسقط متصدی سورت نے حاجی فاضل کو جو سنی یا نون سے آشنا تھا محمد اکبر کے لانے کے لئے بھیجا۔ جب شاہزادہ اکبر کے آنے کی اور امام مسقط کے اس ارادہ ناصواب کی خبر سلیمان شاہ فرمانروائے ایران کو پہنچی تو اُس نے امام مسقط پاس حکم بھیجا کہ ہمارے مہمان کو بہت جلد اہتمام کرکے ہمارے پاس بھیجدو ورنہ تمہاری سزا کے لئے فوج بھیجی جائیگی۔ امام مسقط نے ناچار شاہزادہ کو شاہ سلیمان کے آدمیونکی ہمراہ کیا۔ جب شاہزادہ اصفہان مین آیا شاہ سلیمان اُسے لینے آیا تو محمد اکبر نے پانچ الماس لیکر بادشاہ سے ملاقات کی اور کہا کہ اگرچہ بزرگان ایران کے نزدیک یہ امر غیر متعارف ہے کہ نذر و ہدیہ ہاتھ مین لیکر بزرگون سے ملاقات کرے لیکن ہندوستان مین مربی کی خدمت مین خالی ہاتھ جانا ترک ادب ہے ہر روز مہمان داری بڑے تکلف سے ہوتی رہی۔ شاہزادہ نے ہندوستان مین جانے کے لئے امداد طلب کی تو شاہ نے فرمایا کہ جب تک تمہارا باپ زندہ ہے تم ہمارے عزیز مہمان ہو جب تمکو بھائیون سے کام پڑیگا تو ہم سے جہان تک ہوسکے گا تمہاری امداد کرینگے۔ چند روز بعد

سلیمان شاہ مرگیا۔ سلطان حسین اسکا جانشین ہوا اُسنے پہلے سے بھی زیادہ
شاہزادہ کی مہمانداری کی۔ محمد اکبر نے باپکے مرنے کی خبر جھوٹی کہہ کر شاہ حسین سے فوج
وخرچ کی امداد چاہی لیکن شاہ نے کہا کہ ہمارے اخبار نویسون نے نہین لکھا۔ کہ بادشاہ
مرگیا۔ جب خبر تحقیق ہو جائیگی تو ہم امداد کرینگے۔ جب اس خبر کا جھوٹا ہونا تحقیق ہو گیا۔
تو شاہزادہ کو خفت اٹھانی پڑی پھر شاہزادہ نے کہا کہ ہوائے عراق میرے مزاج کے
موافق نہین ہے مجھے رخصت ملے کہ مین توابع گرم سیر مین سرحد خراسان مین جاؤن
جو سرزمین ہند کے قریب ہے آپ ہان کے حکام کو لکھ دیجے کہ بروقت وہان کے
سردارون کی فوج میری رفاقت کرین بعد اسکے شہزادہ کے لیئے خرچ درماہہ مقرر ہوا
اور حکم ہوا کہ جسوقت شاہزادہ کو بھائیون سے پیکار کا سروکار ہو تو پندرہ ہزار
سوارون سے اسکی امداد کی جائے۔ ہندستان کی سلطنت کی آرزو مین محمد اکبر
توابع گرم سیر خراسان مین خوشی وناخوشی اوقات بسر کرتا تھا۔ کبھی اسکو باپ
کی سلطنت مین قدم رکھنا نصیب نہ ہوا۔ عالمگیر کے آخر عہد مین اسکو موت آگئی۔

راجپوتون کو اورنگ زیب نے جو جودھپور اور اودے پور کے ملکون پر اس طرح تاخت وتاراج کی کہ اس سے راجپوت دب گئے۔ مگر مرنہین گئے۔ اس جنگ اور جزیہ نے اُن کے ملک اور مذہب پر ایسا زخم و داغ لگایا جو کبھی نہ بھرا۔

عالمگیر کے ابتدائے عہد مین قوم راجپوت سلطنت مغلیہ کی دست راست تھی اب وہ
اس سے جدا ہو گئی کہ پھر اسکے ملنے کی توقع نہین رہی۔ پھر اس نے اس سلطنت کی خدمت
بغیر بے اعتمادی کے نہین کی۔ صرف رام سنگھ مہاراجہ جے پور جسکے ناتے رشتے بادشاہ
سے بہت تھے اور بہت منفعتین اسکو حاصل تھین وہ توراجپوتون کے ساتھ شریک نہین
ہوا۔ باقی اور راجپوت سب متفق ہو گئے۔ بادشاہ کی لڑائی راجپوتون سے بدستور رہی
رہی۔ جو حال اسکا شاہزادہ محمد اکبر کی بغاوت سے پہلے تھا وہ اب بھی رہا۔ بادشاہی
فوج راجپوتانہ کو لوٹتی تھی۔ راجپوت مالوہ کے ملک کو خراب و ویران کرتے تھے۔ بادشاہ

بادشاہ مندرون کو توڑ توڑ کر مسجدین بناتا تھا۔ راجپوت مسجدون کو ڈھا ڈھا کر مندر بناتے تھے۔ قرآنون کو جلاتے تھے۔ ملاؤن کی خوب گت بناتے تھے اس لڑائی مین رانا سے اودے پور کا نقصان زیادہ تھا اسلئے کہ اس ملک کا زرخیز حصہ مغلون کے زیر سایہ تھا اور وہی انکی تاخت و تاراج سے پامال اور ویران ہوتا تھا۔ ادھر یہ حال رانا کا تھا اُدھر بادشاہ کے بڑے بڑے کامون مین جیسی کہ مہم دکن تھی حرج ہو رہا تھا۔ آخر کار رانا سے اودے پور نے صلح کی درخواست کی اور بادشاہ نے ان شرائط پر صلح کر لی کہ رانا جزیہ کی عوض مین کچھ ملک دیدے اور راجہ جیت سنگھ بابغ ہو کے راج گدی پر بیٹھے۔ اسوقت بادشاہ مہمات یوسف زئی اور راجپوتون سے زیادہ مہم اہم دکن کی سمجھتا تھا اسلئے اُس نے ان شرائط پر صلح کر لی مگر اس آشتی سے فساد و عناد کی جڑ نہ کٹی ہمیشہ راجپوتون سے بادشاہ کی کھٹا پٹی رہی مشرقی جانب مین چھوٹی چھوٹی ریاستین تو بادشاہ کی مطیع رہین باقی تمام ریاستین بادشاہ سے منحرف رہین گو انکی دارالسلطنتین بادشاہ کی قبضہ مین رہین مگر انکے ادھر اُدھر آفتین برپا رہین۔ راجپوتانہ کی باہمی نزاع کے سبب سے بڑے بڑے فتوحات سے فائدہ نہین اٹھا سکے۔ مگر پھر بھی بادشاہی فوج والون کو نہایت تنگ کرتے رہے۔ اور مالوہ اور گجرات کے صوبون کو لوٹتے اور کھسوٹتے رہے۔

معاملات دکن

اس عرصہ مین کہ بادشاہ خود سرحد کی قومون کے دبانے کے لئے گیا اور راجپوتون کی لڑائی مین مصروف رہا وہ دکن کی مہمات سے غافل نہین رہا۔ جو اسکے اختیار مین وسائل تھے انکو دکن کی مہمات مین بھی کام مین لایا۔ جسوقت بادشاہ کی فوج پنجاب مین افغانون کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئی تو مہمات دکن کے لئے خانجہان خان حاکم گجرات کو مقرر کیا اور مہابت خان اور شاہزادہ محمد معظم کو بلا لیا۔ خان جہان نے اس خیال سے کہ سیواجی سے لڑنے کے لئے سپاہ کافی نہین ہے۔ اُس سے لڑنے مین توقف کیا

خانجہان خان حاکم گجرات

اور گھاٹون کی راہین بند کین کہ مرہٹون کا حملہ نہ ہو اور درون پر توپخانے لگائے۔ مگر یہ تدبیر دلیر خان کو ناپسند کی شاید وہ اورنگ زیب کے سرداروں مین سب سے زیادہ دلیر اور شجاع و چست و چالاک تھا اور قلعہ جاکنہ کے حملہ مین کامیاب ہو چکا تھا اسنے جنگ محفوظہ کی غلطیون کو بتایا اور کہا کہ فوج خواہ کتنی ہو اُنسے قلعون پر حملہ کرنا چاہیئے مگر سپہ لار نے اسکی بات پر کان نہ لگایا مرہٹون کے سوا جنکی نسبت یہ خیال تھا کہ وہ خاندیس مین ان درون سے آئینگے جنکو خانجہان نے روکا تھا وہ مختلف گروہون مین منقسم ہو کر اورنگ آباد اور احمد نگر کو چلے گئے۔ خانجہان نے بہت راہون سے اُنکا تعاقب کیا مگر کامیاب نہین ہوا۔ اور برسات مین اُس نے پیر گام مین جو دریا بیما کے کنارہ پر ہے چھاؤنی ڈالی۔ اور یہان اسنے ایک قلعہ بنایا جسکا نام اُس نے بہادر گڈھ رکھا۔

خان جہان یہان بہادر تو یہ کام کر رہا تھا سیواجی نے یہ کام کیا کہ مخفی گول کنڈہ مین گیا۔ کہتے ہین یہان سے بہت کچھ روپیہ بطور خراج لیا اور اُس کو اطمینان خاطر کے ساتھ رائے گڈھ مین پہنچا دیا۔ اور جب وہان سے پھر کر آیا تو اسنے ملک شاہی کے تاخت و تاراج کے لئے اپنے سوارون کو چھوڑ دیا کہ وہ دہات قصبات شہرون سے چوتھ وصول کرین غرض مرہٹون اور مغلون مین جو لڑائیان تاخت و تاراج کے لئے ہوئین۔ ایمن سے ہر یک گروہ یہ کہتا ہے کہ مین فائدہ مین رہا۔ مرہٹے بھاگ جاتے تو اور زیادہ لوٹ مچاتے۔ مرہٹے لوٹ کے مال کو شیر مادر سمجھتے تھے اور اس لوٹ مار ہی کو وہ اپنی عزت اور افتخار جانتے تھے۔

جب سیواجی گولکنڈہ گیا ہے تو اسکی غیر حاضری مین سورٹ و جنجیرہ کا بیڑا متفق ہو کر آیا۔ اور اسنے دھندا راجپوری کے توپخانون کو غارت و تباہ کر دیا اور اگھوبلا افسر بھی مارا گیا مگر اس نقصان کا معاوضہ گولکنڈہ جانے سے ہو گیا اور اُس سے سال آیندہ کی فوج کشی کے لئے بڑی تقویت ہو گئی۔

سلطان علی عادل کا مرنا اور سیواجی کا راجہ بننا۔

سنہ ۱۶۷۲ء مین علی عادل شاہ والی بیجاپور فالج مین مبتلا ہوکر مرگیا۔ اسکے کوئی اور بیٹا سوا اسکندر عادل شاہ کے نہ تھا جسکی عمر پانچ سال کی تھی اور شاہ بی جی بیٹی تھی۔ عبدالمجید وزیر تھا اور خواص خان و عبدالکریم بہلول خان اور مظفر خان یہ تین ارکان سلطنت تھے۔ سب کو اپنے مطلب سے مطلب تھا۔ اس گھر کا کوئی خیر خواہ نہ تھا۔

اب سیواجی نے سوچا کہ مغلون سے لڑنے مین وہ فائدہ نہین ہے۔ جو ملک بیجاپور کی تاخت و تاراج مین ہے اسلئے سنہ ۱۶۷۳ء مین وشال گڈھ مین مخفی ایک بڑا لشکر جمع کیا اور اسکی سیاہ نے پنالہ کو لے لیا اور تجارت گاہ ہوبلی کو خوب لوٹا۔ یہان سے اتنی غنیمت ہاتھ آئی کہ مرہٹون کو پہلے کبھی نہین ہاتھ آئی تھی۔ اس شہر کو اناجی دیو کے حوالہ کیا اس شہر مین جو مرہٹون کے ہاتھ سے بچا تھا اسکو فوج عادل شاہی نے لوٹا جو اس شہر کی حراست کے لئے آئی تھی۔ سیواجی کے پیٹھی نے کاروار اور انکولہ کو لے لیا اور بہت سے مقامات کے دیس مکھیون کو بہکایا کہ وہ مسلمانون کے تھانون کو اٹھا دین۔ ہوبلی کے تاراج ہونے سے راجہ بیڈپور ڈرا بیٹھا تھا اسنے سیواجی کو سالانہ خراج دینا قبول کیا اور سیواجی کا وکیل اپنے دربار مین مقرر کیا۔

سیواجی کا ارادہ تھا کہ ملک بیجاپور کو فتح کرے اسلئے اسنے خان جہان بہادر سے درخواست کی کہ اسکے ذریعہ سے بادشاہ اسکی حمایت کرے۔ خان نے اسکی اس درخواست کو اس شرط پر منظور کرانے کا وعدہ کیا کہ سیواجی بادشاہی ملک پر تاخت و تاراج نہ کرے۔ مئی کے مہینے مین مادلیون نے پرنالہ لیا ستمبر مین ستارہ کو کئی مہینے محاصرہ کرکے فتح کرلیا۔ غرض سنہ ۱۶۷۳ء و سنہ ۱۶۷۴ء مین یعنی دو برس کے اندر بہت سی لڑائیون اور محاصرون کے بعد اس ریاست کا وہ ملک جو سمندر کی جانب گھاٹون سے متصل تھا اور کونکن کا جنوبی حصہ

اگرچہ سیواجی مدتون سے اپنے تئین راجہ کہتا تھا اور اپنا سکہ چلاتا تھا مگر اور ہوا مین اُڑنے لگا اور دل مین یہ ہوا سمائی کہ مسلمان پادشاہون کی طرح اپنی شان دکھائے۔ چنانچہ سنہ ۱۶۷۴ء کو برہمنون سے مہورت پوچھکر اپنے راج دھانی رائے گڈھ مین راج گدی پر جلوس کیا اور تمام رسمین جو شاہانہ ہوتی ہین وہ سب ادا کین۔ ایسے فروشکوہ سے دربار کیا کہ کبھی مرہٹون نے خواب مین بھی نہ دیکھا تھا۔ ترازو مین بیٹھکر تلا۔ برہمنون کو سونے کا تلادان دیا۔ سونا رویا۔ جواہر نچھاور ہوئے سردارون کو خلعت اور بڑے بڑے منصب اور انعام مرحمت ہوئے۔ افسرون کے خطاب فارسی سے سنسکرت مین بدلے یا نئے نام سنسکرت مین رکھے۔ اگرچہ شاہانہ رسمون کے برتاؤ مین مسلمانون کا طریقہ اختیار کیا مگر دھرم کرم مین وہ پہلے سے بھی زیادہ کٹا ہندو ہوگیا۔ کھانے پینے مین ہندؤن کی طرح پابند تھا اُسنے مسلمانون کی بیخ کنی کے لئے ہندؤن مین مذہبی جوش اور قومی ولولے اور زیادہ کر دئے اور اپنی سادگی کو جو ابتدا مین بھی نہین چھوڑا اسکے علم کو بھگوا جھنڈا کہتے تھے وہ گیروا نارنجی رنگ بیل کی دُم کی صورت کا ہوتا تھا۔

سیواجی نے جب سے پورندھر کو تسخیر کر لیا تھا کل ملک بیجاپور اور کانکن سے چوتھ لینے کا مستحق اپنے تئین جانتا تھا۔ انگریزون سے تو اُسنے کبھی چوتھ مانگی نہین۔ مگر یہ انگریزون کے کہتے ہین کہ اُسنے چوتھ لی۔ اسکا ذکر مرہٹون کی تاریخون مین اس طرح آتا ہے کہ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ اُنہون نے کی۔ سنہ ۱۶۷۵ء مین دلیر خان نے سیواجی کے ملک پر دست درازی کی اسلئے خانجہان بہادر سے جو عہد و پیمان ہوئے تھے اُنکے توڑنے کے لئے سیواجی کو ایک عذر ہاتھ لگا۔ مورو پنت نے قلعے اوندھا اور بیڈ دوبارہ لے لئے۔ سیونیری پر حملہ کیا۔ مگر ناکامیاب رہا۔ وہ سیواجی کی جنم بھوم ہے۔ جو اسکو ساری

سیواجی کے ملک پر حملہ کرنے کے سبب

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی فتحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کردیا
وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سواروں کو کئی فوجوں میں تقسیم کیا
جنہوں نے برہانپور کو اور باہور کو خوب لوٹا اور برہج سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ
مرہٹوں کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود بوندا
کا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور پوٹرا کے درمیان تھانوں پر قبضہ کرلیا۔ جب
سیواجی کوکن میں مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نبل کیر گھاٹ
نے سیواجی کے تھانوں کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کرلیا۔
جب ہمیر راؤ گودا وری سے عبور کرکے گھر کو آیا تھا تو راہ میں دلیر خان نے اسکا تعاقب
کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلوں کی سپاہ نے
ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ بونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کرلیا اور وہ جنوب
کی طرف گیا۔ کونکن میں چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے
گھر رائے گڈھ میں آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی میں اور طرف مصروف تھے
تو ہمیر راؤ مغلوں کے ملک میں آیا اور اسے خوب لوٹا۔

خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خانجہان بہادر
سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگ زیب
کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم و
امیروں نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کرکے مار ڈالا اور لڑنے
کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اسے
کئی لڑائیاں لڑے جنمیں بیجاپور والوں کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن دوست
عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونوں میں صلح ہوگئی۔

سیواجی نے پھر تیسری دفعہ پوٹرا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا
اور ایک سلسلہ قلعوں کا بنایا۔ جنکے نام ورون گڈھ۔ پوشین گڈھ سیو در شو گڈھ

چندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حمایہ و کنی کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو بارت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور مین ہی اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی وینکاجی قابض تھا اور حقیقت مین وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ ورانتا کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت مین پنڈت راگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی وینکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہوکر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو امید بھی زیادہ اپنی تمنا بر آنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق مین بغمت غیر مترقبہ تھا سیواجی دور اندیش بڑا تھا بات کو برسون پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گول کنڈہ کو مغلون کا خوف لگا تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک ہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گولکنڈہ و رفاقت پیدا ہونی آسان ہی چنانچہ پیغام سلام ہوکر دونو مین اتفاق ہوگیا۔

سنہ ۱۶۷۶ء مین گول کنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہان کچھ دنون ٹھیرا اور والی گول کنڈہ کو الو بنایا اور آپس مین یہ قرار ٹھیرایا کہ مین اپنی باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کرون تو اسمین سے بادشاہ کو حصہ دون اور بادشاہ اسکے بدلے مین مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلون کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد مین ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ء مین ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے نیچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کدا پہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سوارون کے ساتھ بزتم مندر کی جاترا گیا۔ یہان مرہم مذہبی اداکین بھوانی نے کرپا کرکے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندؤن کے

سیواجی کا اپنے باپ کی جاگیر فتح کرنا

عمر ہاتھ نہ آئی۔ مگر سنیاپت ہمیر راؤ کی فتحیابی نے ناکامیابی کا معاوضہ کردیا
وہ سورت کے پاس ایک درہ پر گذرا اور اپنے سوارون کو کئی فوجون مین تقسیم کیا
جنہون نے برہانپور کو اور باہر کو خوب لوٹا اور ٹیوج سے چوتھ لی۔ یہ پہلی دفعہ تھی کہ
مرہٹون کی سپاہ نے دریائے نربدہ سے اتر کر کوچ کیا۔ سیواجی نے خود بونڈا
کا محاصرہ کیا اور اسنے پنالہ اور پوٹرا کے درمیان تھانون پر قبضہ کرلیا۔ جب
سیواجی کونکن مین مصروف تھا تو پھلتن ملاوری کے دیس مکھ نے نیل کیر اگھاٹ
نے سیواجی کے تھانون کو اٹھا کر میدانی ملک شاہ بیجاپور کی لئے فتح کرلیا۔
جب ہمیر راؤ گوداوری سے عبور کرکے گھر کو آیا تھا تو راہ مین دلیر خان نے اسکا تعاقب
کیا۔ وہ بہت مشکل سے اپنے بیش قیمت لوٹ کے مال کو گھر لایا۔ مغلون کی سپاہ نے
ضلع کلیانی کو لوٹا۔ سیواجی نے قلعہ بونڈا کو ایک نقب اڑا کر فتح کرلیا اور وہ جنوب
کی طرف گیا۔ کونکن مین چوتھ لی اور خوب لوٹا۔ لوٹ کا مال بہت سا لے کر اپنے
گھر رائے گڈھ مین آیا۔ جب دلیر خان اور خان جہان لڑائی مین اور طرف مصروف تھے
تو ہمیر راؤ مغلون کے ملک مین آیا اور اسے خوب لوٹا۔

خواص خان نائب سلطنت بیجاپور نے سلطنت کے نازک حالات دیکھ کر خان جہان بہادر
سے عہد و پیمان کئے کہ بیجاپور کی سلطنت بادشاہ کے ماتحت رہیگی اور اورنگ زیب
کے کسی بیٹے سے سکندر عادل شاہ کی ہمشیرہ خرد بادشاہ بی بی بیاہی جائیگی۔ عبدالکریم اور
امیرون نے اس عہد و پیمان کے سبب سے خواص خان کو سازش کرکے مار ڈالا اور لڑنے
کا سامان تیار کیا۔ جب خان جہان بہادر بیجاپور کی طرف آیا۔ بیجاپور والے اسے
کئی لڑائیان لڑے جنمین بیجاپور والون کا پلہ غالب رہا۔ دلیر خان کا ہموطن و دوست
عبدالکریم تھا۔ اسکے ذریعہ سے دونو مین صلح ہوگئی۔

سیواجی نے پھر تیسری دفعہ پوٹرا اور پنالہ کے درمیان میدانی ملک پر قبضہ کیا
اور ایک سلسلہ قلعون کا بنایا۔ جنکے نام ورون گڈھ۔ بوشین گڈھ سیو در شو گڈھ

سیواجی کا اپنے باپ کی جاگیر پر قبضہ کرنا

چندر گڈھ تھے۔ اگرچہ یہ قلعے مضبوط تھے مگر وہ اس ملک پر جاگیرداروں کے حملہ روکنے کے بہت کام آئے۔

سیواجی کو عادت سے یہ لو لگی ہوئی تھی کہ باپ کی جاگیر کو جو کرناٹک اور میسور میں ہے۔ اوسپر کسی طرح قبضہ کیجیے۔ پہلے جاگیر پر اسکا سوتیلا بھائی وینکاجی قابض تھا اور حقیقت میں وہی اسکا مالک تھا۔ مگر برائے نام والی بیجاپور کا ماتحت تھا اب سیواجی کو یہہ اختیار تھا کہ اس جاگیر کا دعوی وہ ورانتا کرتا۔ یا بطور غنیم کے فتح کرتا اسکے باپ کے وقت میں پنڈت راگھوناتھ نارائن اس جاگیر کا انتظام کرتا تھا۔ اب وہ اسکے بھائی وینکاجی کا منتری تھا۔ مگر کسی بات پر اُس سے خفا ہو کر سیواجی پاس چلا آیا تھا اسلئے اسکو امید بھی زیادہ اپنی تمنا بر آنے کا خیال پیدا ہوا۔ یہ پنڈت جاگیر کا تمام کچا پکا حال جانتا تھا۔ اسلئے اُسکا آجانا سیواجی کے حق میں بغایت غیر مترقبہ تھا سیواجی دور اندیش بڑا تھا بات کو برسوں پہلے سوچ لیتا تھا۔ اُس وقت والی گول کنڈہ کو مغلوں کا خوف لگا تھا اور والی بیجاپور سے بھی چشمک ہی تھی۔ اسلئے سیواجی نے سوچا کہ والی گول کنڈہ و رفاقت پیدا ہونی آسان ہے چنانچہ پیغام سلام ہو کر دونو میں اتفاق ہو گیا۔

سنہ ۱۶۷۷ء میں گول کنڈہ کی جانب تیس ہزار سوار اور چالیس ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا اور وہاں کچھ دنوں ٹھیرا اور والی گول کنڈہ کو الو بنایا اور آپس میں یہ قرار ٹھیرایا کہ میں اپنی باپ کی موروثی ملک کے علاوہ اور ملک فتح کروں تو اسمیں سے بادشاہ کو حصہ دوں اور بادشاہ اسکے بدلے میں مجھے کسی قدر روپیہ اور توپ خانہ عنایت کرے اور باقی فوج اپنی بیجاپور اور مغلوں کی روک ٹوک کے واسطے اپنے پاس رہنے دے۔ غرض وہ قطب شاہ سے روپیہ اور توپ خانہ لیکر حیدرآباد میں ایک مہینے رہ کر مارچ سنہ ۱۶۷۷ء میں ٹھیک جنوب کی طرف چلا اور کرنول سے پہنچے ۲۵ میل پر آیا اسکی سپاہ آہستہ آہستہ کدا پہ کی راہ سے چلی۔ سیواجی کچھ سواروں کے ساتھ بزتم سندر کی جانب گیا۔ یہاں مراسم مذہبی ادا کیں بھوانی نے کرپا کر کے اُس سے کہا کہ سیواجی سے ہندوؤں کے

ہندؤن کے دھرم کرم کے بڑے بڑے کام ہونگے اور کرناٹک مین اسکے بڑی درجات ہونگے۔ ۱۲ روز یہان رہکر مئی سنہ الیہ مین مندراس کے پاس ہوتا ہوا جنجی کے قریب پہنچا جو اسکی قلمرو سے چھہ سو میل تھا وہ قلعہ بیجاپور سے متعلق تھا۔ والی بیجاپور کی طرف سے امین عنبر خان کے بیٹے روپ خان اور ناظر محمد حاکم تھے رگھوناتھ نے اُن سے ملکر ایسے عہد و پیمان کر لئے تھے کہ سیواجی کو یہ قلعہ بلا مقابلہ ہاتھ آگیا۔ والی بیجاپور کا افسر شیر خان حاکم ضلع بڑتا ملی نے پانچ ہزار سوار لے کر سیواجی کے مقابلہ مین کوشش کی مگر وہ بہت جلد نرغہ مین آکر قید ہوگیا سیواجی کا سوتیلا بھائی سنتاجی اُسسے پہلے پہل ملنے آیا۔

اس اثنا مین اس فوج نے جو ارادہ سیواجی نے پیچھے چھوڑی تھی قلعہ ویلور کا محاصرہ کیا۔ مرہٹون کی کتابون مین لکھا ہے کہ محاصرہ کرکے ستمبر مین فتح کرلیا۔ قاضی ابوحسین بیان کرتا ہے کہ قلعہ دار کو پچاس ہزار پگوڈا رشوت دیکر لے لیا۔ جس عرصہ مین کہ ویلور کا محاصرہ ہو رہا تھا سیواجی اپنے بھائی وینکاجی سے ملا اور اسنے اسکو سمجھایا کہ باپ کے ترکہ مین سے نصف اسکو دینا چاہیئے۔ ایک بھائی باپ کے ورثہ کے نصف کا دعویٰ جتنی شد و مد سے کرتا تھا دوسرا بھائی اتنا ہی زور سے انکار کرتا تھا۔ سیواجی نے پہلے ارادہ کیا کہ بھائی کو قید کرکے زبردستی اُسسے نصف تنجور لے لے۔ مگر بھائی کو ملاقات کے لئے بلایا اور اسکو قید کرنا شرافت سے بعید سمجھا اسلئے اسکو تنجور جانے کی اجازت دیدی مگر باپ کے ورثہ نصف تنجور اور ادلی اور اکثر قلعون کا دعویٰ نہین چھوڑا اور کہا کہ مین اس سے زیادہ تجھ کو دے سکتا ہون مگر باپ کے ورثہ کو نہین چھوڑ سکتا۔ سیواجی دہور مین آیا اور قلعہ کرناٹکی گدھ و جلدیو گدھ اور مہاراج گدھ لے لئے سال آیندہ کے شروع ہونے سے پہلے سیواجی نے اپنے باپ شاہ جی کے علاقے کولہار۔ بنگاپور۔ اوس کوٹا۔ بالاپور سیرا پر قبضہ کرلیا۔ اُس نے کرناٹک سے چوتھ اور سردیش مکھی لی اور جہان لوگون نے

یہ محصول نہ ادا کیا تو انکو لوٹا مارا۔
خان جہان بہادر نے جو سیواجی سے صلح کی تھی وہ اورنگ زیب نے منظور نہین کی
مگر دلیر خان نے بادشاہ کو جو یہ تدبیر لکھی کہ گولکندہ پر دھاوا کیا جاے۔ اور
عبدالکریم وزیر اور فوج بیجاپوری سے اعانت لی جائے اسکو پسند کیا اور اسنے
خان جہان خان بہادر کو اپنے پاس بلالیا اور دلیر خان کو اسکی جگہ مقرر کردیا
قطب شاہ پر حملہ کرنے کی وجہ یہ تھی کہ اسنے سیواجی سے صلح کرلی تھی لیکن
مادھو نہ پنت نے جسکو سیواجی نے گولکندہ مین چھوڑ رکھا تھا۔ دلیر خان اور عبدالکریم کے
حملہ کو ہٹا دیا۔ بیجاپور کی سپاہ تنخواہ کے نہ ملنے سے بھوکی مر رہی تھی اسکو دشمنون سے
لڑانا ناممکن تھا۔ عبدالکریم جنوری ۱۶۷۲ء مین مرگیا تو دلیر خان نے یہ کوشش کی
کہ مسعود خان حبشی اسکی جگہ مقرر ہو جاے وہ سیدی جوہر کا داماد تھا اور ادونی
کا جاگیردار تھا وہ مقرر ہوگیا اسنے سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ بانٹنے کا اور دلیر خان
کے قرض چکانے کا اور امن امان رکھنے کا اور بادشاہ بی بی کو شکر محل مین بھیجدینے
کا وعدہ کیا اسنے پیادون کی چڑھی ہوئی تنخواہ ادا کی مگر جب وہ بیجاپور گیا
تو سوارون کی زیادہ تر سپاہ نہین رکھ سکا۔ اسلئے یہ سوار برطرف شدہ کیا تو
سیواجی کے نوکر ہوگئے یا بادشاہ کے۔
دلیر خان مسعود خان سے عہد و پیمان کرکے پیرگرام مین گیا سیواجی نے یہ حالات
سنکر کرناٹک سے کوچ کیا جنجی اور اسکے مضافات کو اپنے سوتیلے بھائی سنتاجی
کو سپرد کیا اور اسکے ساتھ رگھوناتھ نراین اور ہمبیر راؤ سنیاپت کو مقرر کیا کہ وہ
کرناٹک کے مقدمات کا انتظام کرین سیواجی نے قطب الملک کو ابھی فتوح کا
کچھ نہین دیا جس سے وہ سمجھا کہ سیواجی نے اسکو احمق بنایا۔ مگر جب سیواجی رای گڈھ
مین آگیا تو اسنے سلسلہ اتحاد کو شکستہ نہین کیا۔ سیواجی کا لشکر بلاری کے قریب آیا
تو اس قلعہ کے آدمیون نے اسکی فوج کبھی کے چند آدمیون کو مار ڈالا اور اسکا

اور اسکا عذر بھی یہان کے حاکم نے جو دس سیاتی کی بیوہ تھی نہین کیا اسلئے یہ قلعہ سیواجی نے
بزور ۲۷ دن مین لیا اور کوپال اور بہادر بندہ کو بھی فتح کر لیا جب سیواجی
نورگل مین آیا ہے تو اسنے سنا کہ اسکے بھائی وینکاجی نے اسکی فوج پر کرناٹک مین
حملہ کیا اور بہت نقصان کے ساتھ ہزیمت پائی۔ اسنے بھائی کو خط نصایح آمیز
لکھا اور آخر کو اس قصہ کا اختتام اسپر ہوا کہ موروثی جاگیر پر وینکاجی متصرف رہے
اور نصف محاصل سیواجی کو دیا کرے باقی وہ مقام جو بیجاپور کی قلمرو مین سے سیواجی
کے ہاتھ آئے ہین وہ سیواجی کے پاس ہین۔

سیوا اٹھارہ مہینے بعد ٹھیر ٹھیرا کر رائے گڈھ مین آیا دو نو ہمیر رائے اور جے جے مار دن
نے بیجاپور کے علاقہ کو خوب لوٹا مارا۔ پانچ سو گھوڑے اور پانچ ہاتھی اور افسر جو اس سے
لڑا تھا گرفتار کیا۔ کرشنا اور تنگ بھدرا کے درمیان کا کل ملک پامال ہوا اور کوپال
اور بیلاری کے ہمسایہ کے سرکش دیس مکھ جو والی بیجاپور کو خراج نہین دیتے تھے انہون
نے سیواجی کی فوج کو دیا۔ بیجاپور مین سوار نہ تھے اور برسات کے سبب دریاؤن مین طغیانی
تھی اس لئے مسعود خان سیواجی کی فوج سے یہ سیراب سیر حاصل اصلاح نہ لے سکا۔

دلیر خان اور مسعود خان کے درمیان جو عہد و پیمان ہوے تھے وہ بادشاہ نے
پسند نہین کئے بلکہ دلیر خان کو بادشاہ نے لکھا کہ وہ سپاہ کی چڑھی ہوئی تنخواہ
دیکر جتنے افسرون کو اپنی طرف کر سکے وہ کرے سلطان معظم کو دکن کا صوبہ دار پھر
اس غرض سے مقرر کیا کہ مسند نشین بیجاپور سے ملک و مال کا مطالبہ زیادہ کرے اور
اس مطالبہ کی تعمیل مین دلیر خان بحیثیت سالاری آمادہ ہو۔ اول بادشاہ بی بی کا
مطالبہ ہوا۔ بعد ایک جھگڑے کے بادشاہ بی بی خود دلیر خان کے لشکر مین اس غرض سے
آئی کہ بھائی کی سلطنت بچ جائے۔ دلیر خان نے اسکو اورنگ آباد مین بھیجدیا۔
بیجاپور کا محاصرہ کیا گیا۔ جب بیجاپور والے مایوس ہوئے تو وہان کے وزیر مسعود خان
نے سیواجی سے مدد مانگی۔ اس نے دلیر خان پر حملہ کرنے کا وعدہ کیا جس سبب سے

محصورین کا پیچھا چھوٹے۔ اس مطلب کے لئے سیواجی نے پنالہ مین بہت سے سوار جمع کئے اور بیجاپور کی طرف چلا۔ مگر اس سیانے گھاگ نے دیکھا کہ اسکے بازوؤن مین عالمگیری لشکر کے صدمہ اٹھانے کی تاب نہین ہی۔ اسلئے وہ محاصرہ کے قریب بارہ میل جاکر کترایا اور بادشاہی علاقون پر حملے کرنے لگا۔ دلیر خان فن سپہ گری سے خوب واقف تھا اگرچہ اس پاس فوج زیادہ نہ تھی مگر جتنے سپاہی اسمین تھے اسکے ہم قوم افغان من چلے اور بڑے دل گردے کے جوان مرد تھے ایسی فوج ایسے افسر کے ماتحت بڑی فوجون سے بھی بڑھ کر کام دے سکتی ہے۔ دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا اور سیواجی نے آگرا تلوارہ سے باشندون کو پٹڑا کردیا اور دیہات کو جلاکر خاک کیا۔ اسنے دربار بیجاپور سے اُتر کر جولنا پر حملہ کیا باوجودیکہ اورنگ آباد مین سلطان معظم تھا اُسنے جولنا کو خوب لوٹا جس مکان مین اسکو دولت کا گمان ہوا اسکو خاک سیاہ کیا۔ خافی خان نے لکھا ہے کہ ۱۶۷۰ء مین سیواجی افواج سنگین کے ساتھ ملک خاندیس مین داخل ہوا۔ قصبہ صرنگانو کو جو اس ضلع مین معموری مین مشہور ہے اور جنس کرانہ و اقسام قماش و مال بندر سورت اور چیزین قصبہ کے نگہبان و آس پاس ہوتی ہین اسپر تاخت و تاراج کی پھر جوبرہ اور اور پرگنات کو لوٹ کر اور جلاکر پرگنہ جالنہ کی طرف گیا یہ بھی تعلقہ بالاگھاٹ کے قصبہ ہائے معمور مین سے تھا۔ حسین مال تجارت بھرپور تھا۔ اس قصبہ مین سید جان محمد کا مسکن تھا جو یہان کے واصل باللہ درویشون مین تھے جب کوئی غنیم اس قصبہ مین آتا تو یہان کے رہنے والون کی ایک جماعت مال و عیال سمیت اس سید کے تکیہ و مکان کی پناہ مین آتے مگر سیواجی نے سید صاحب کا ادب نہین کیا۔ جو مالدار انکی پناہ مین گئے انکو خوب لوٹا اور خود سید صاحب کو نہ چھوڑا۔ خافی خان سیواجی کی موت کا سبب یہی بتاتا ہے۔ اس سے زیادہ بےعقلی کی بات کوئی اسنے اپنی تاریخ مین نہین لکھی ہی سیواجی اپنے لوٹ کے مال کو لیکر صحیح سلامت رائے گڈھ مین پہنچا ہوتا مگر

شاہزادہ کے حکم سے دس ہزار سوارون نے جمع ہو کر اسے سنگم نیر کے قریب آنکر ایسا گھیر لیا تھا کہ اُسے مار ہی لیا ہوتا مگر بقول عالمگیر وہ پہاڑی چوہا تھا۔ کسی بل مین ایسا دبک کر جا بیٹھا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی پھر وہ جو نکلا تو اورنگ زیب دیکھتا ہی رہ گیا کہ آئی چوہی نے کیا کیا کام کئے اور کتنے قلعے فوج شاہی سے خالی کرا لئے اور اچھے اچھے شیرون کے کان کترے۔

دلیر خان نے محاصرہ کو نہین چھوڑا سیواجی پٹہ مین تھا کہ مسعود خان نائب سلطنت نے اسکی بہت منت سماجت کی ؎

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم پس ازانکہ من نمانم بچہ کار خواہی آمد

اور لکھا کہ اب ہمارا وقت قریب آگیا ہے اُس وقت آؤ گے تو کام آؤ گے نہین پھر پیچھے کیا کام تم سے نکلے گا۔ وہ اسکی درخواست کے موافق بڑے ٹھاٹھ سے فوج لیکر چلا۔ ہزارون برچھیت مرہٹے بھالے برچھے سات لے کر چلتے ہوئے ایسے معلوم ہوتے تھے کہ کوئی غیستان اڑا جاتا ہے۔ مگر ابھی یہ لشکر بیجاپور تک نہ پہنچا تھا کہ یکایک اُسمین یہ خبر آئی کہ سنبھاجی مغلون کے لشکر سے جا ملا۔ اس نوجوان بیٹے کے حصہ مین باپ کی خصایل اور اطوار مین سے دلیری اور شجاعت کے سوا کچھ اور حصہ نہ آیا تھا عیاش ایسا تھا کہ اس نے ایک برہمنی سے جو برہمن کی بیوی تھی اپنا منہ کالا کرنا چاہا۔ سیواجی اس حرکت ناشائستہ پر ایسا خفا ہوا کہ اس نے پرنالہ کے قلعے مین کچھ دنون کے لئے سخت مقید کر دیا۔ مگر وہ قید سے بھاگ کر سیدھا دلیر خان پاس چلا گیا تو سپہ سالار سروقد تعظیم کے لئے اٹھا نہایت تپاک سے ہاتھ کھول کر بغل گیر ہوا اعزاز و احترام سے خیمہ مین اتارا۔ دلیر خان نے بادشاہ سے اپنا منصوبہ یہ بیان کیا کہ باپ بیٹے لڑائی مین ترازو کے پلڑے ہین بیٹا باپ کی مقابل ہوگا — باپ کی بری گت بنائیگا۔ وہ سارے باپ کے ہتکنڈون سے واقف ہے مرہٹون کو توڑ توڑ کر اپنی طرف بلائیگا۔ غرض گوشت خرد ندان گ کا تماشا دکھائے گا۔ سیواجی کا

سنبھاجی کا بادشاہ سے ملنا اور پھر باپ پاس آنا۔

سیواجی کا اقبال یاور تھا منصوبہ کب چل سکتا تھا خیال کرنے کی بات ہے کہ اسوقت باپ سے بیٹے کا جدا ہونا کیسا خطر و تردد کا مقام تھا مگر یہاں کچھ اور ہی گل کھلا۔ کہ سپہ لارنے جب بادشاہ سے یہ عرض حال کیا تو اس نے دلیر خان کی اس تجویز کو ناپسند کیا اور حکم صادر فرمایا کہ سنبھاجی کو پابزنجیر ہمارے پاس بھیجدو۔ مگر جوانمرد سپہ سالار دلیر خان نے عہد شکنی کر کے اپنی عزت کو بٹہ نہین لگایا سنبھاجی کو بادشاہ پاس نہ بھجوایا اور اس نے ایسی چشم پوشی کی کہ وہ بھاگ کر سیدھا باپ پاس آیا۔ چند روز باپ کو بیٹے کے سبب سے پریشانی رہی۔

بیجاپور کا محاصرہ

جب سیواجی کو بیٹے کی پریشانی سے نجات ہوئی تو وہ رات دن دل و جان سے بیجاپور والون کی اعانت پر مستعد ہوا۔ ہمبیر راؤ کو اسنے بھیجا اسکی لڑائی رستم خان سے ہوئی جس پاس آٹھ نو ہزار سوار تھے۔ اسی سردار کو سلطان معظم نے پہلے بھی سیواجی سے لڑنے کو بھیجا تھا جسنے شکست پائی تھی اسنے اب بھی شکست پائی۔

مورو پنت نے اہوت اور راہا واگڈھ لے لیا۔ یہ دونو قلعے بڑے مضبوط تھے اور اپنی سپاہ کو سارے خاندیس مین پھیلا دیا جسنے اسکو تاخت و تاراج و ویران کیا۔ دلیر خان کے لشکر کے گرد ہمبیر راؤ پھرتا تھا اور محمود خان کو مسعود خان خوب لڑا رہا تھا۔ دلیر خان بھی انکو دبا رہا تھا۔ مگر اسکی ذاتی شجاعت فتح کے لئے کافی نہ تھی۔ جا بجا اس کی رسد برچھا پے مارے جاتے تھے اور کسی طرح سے رسد اسکے لشکر تک نہین پہنچتی تھی۔ سیواجی کے لشکر نے اسکو ایسا تنگ کیا کہ آخر کو مایوس ہو کر سوا ر محاصرہ اٹھا لینے کی کچھ اور نہ بن پڑا۔ برسات کے آخر مین وہ میدانی ملک کے تاخت و تاراج مین مصروف ہوا۔ بنبئی کو لوٹ لیا۔ کلیان جب پایاب ہوا تو وہ اس سے پار گیا اور سپاہ کو فوجون مین تقسیم کیا اور ملک کرناٹک کو ویران کرنا شروع کیا۔ نارد بن پنت نے چھ ہزار سوارون کو ساتھ لیکر دلیر خان کی سپاہ پر حملہ کیا اسکو شکست دی اور اسکی فوجون کو روکا اور انکے ٹکڑے ٹکڑے اڑائے اور مراجعت پر انکو مجبور کیا۔

سیواجی کو بیجاپور والون کے رفاقت کے بدلہ مین اضلاع کونکن اور بیلاری دیدئے اور ڈراوڈ مین جو ملک اُس نے فتح کیا تھا۔ اور تنجور اور اضلاع جاگیر شاہ جی پر اپنی سلطنت کے دعوے سے دست بردار ہوئے۔ اسی سے اس کو بھائی دنکاجی کے عزل و نصب کا زیادہ اختیار حاصل ہوا جسسے دنکاجی کا دل دنیا سے کھٹا ہوا اور وہ تارک الدنیا ہوا سیواجی نے بھائی کو خط نصائح آمیز لکھے اور ترک دنیا سے باز رکھنا چاہا مگر کچھ فائدہ نہ ہوا۔

سیواجی کی موت اور اسکے وقائع

معلوم نہین کہ سیواجی کے دل مین کیا کیا ارمان ہونگے وہ سب کے سب اس طرح خاک مین مل گئے کہ اُسکو بخار چڑھا۔ اور یکایک ایسی طبیعت بگڑی کہ ترپن برس کی عمر مین ۱۶۸۰ء مین اس دنیا سے انتقال کیا مشکل ہے کہ ہم بتلائین کہ سیواجی کیسا آدمی تھا۔ مگر جو اوسنے کام کئے وہ ہم لکھ چکے ہین۔ اُسے سمجھ جاؤ کہ اُسکے مزاج مین کیا برائیان اور کیا نیکیان تھین کس سبب سے وہ اپنے سب کامون مین کامیاب ہوا اور کیونکر اور کسوا سطے ادنی درجہ سے بتدریج اعلے درجہ پر پہنچ گیا۔ کن باتون نے اُسکو مرہٹون کا دیوتا بنایا۔ کیون آجتک اُس کے نام کا وظیفہ مرہٹون مین پڑھا جاتا ہے اور وہ بت کی طرح پوجا جاتا ہے۔ یہ عجیب و غریب آدمی تھا سلطنت کی قابلیت سپاہ کی لیاقت رکھتا تھا۔ اپنے قوم کا ہمدرد اور خیر خواہ تھا۔ فراخ ایسا تیز دست اور چالاک تھا کہ کوئی کاہے کو ہوتا ہے۔ اگرچہ اس انگریزی گورنمنٹ مین خیال نہین آتا اور عقل کے نزدیک یہ ناممکن معلوم ہوتا ہے کہ کوئی سیواجی جیسا دوسرا شخص پیدا ہو۔ مگر جسوقت نانا پھڑنویس کا نام یاد آتا ہے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ مرہٹون کی دغابازی اور مکاری غارتگری اور غیر قومون سے نفرت اُنکی بالکل غارت نہین ہوئی۔ بلکہ اُنکو مسلمانون کے ساتھ جو نفرت تھی اب ہی انگریزون کے ساتھ ہے۔ سیواجی کے حال مین ان باتون پر طالب علمون کو چاہیئے کہ خوب غور کرین۔ قاعدہ ہے کہ جس برائی کو ہموطن اور ہمقوم برا نہین کہتے اور اُسکے کرنے والے کو ملامت نہین کرتے اُسکے کرنے سے متوسطین درجہ کے آدمی اپنے تئین برا نہین جانتے سیواجی نے مہمات جنگی اور ملکی مین جو دغا اور فریب اور برائیان کین اُنکو اُسکے ہموطنون اور ہم قومون نے برا نہین جانا بلکہ اُنکو اپنا فخر سمجھا۔ بہت سے کام دغابازی اور بے ایمانی اور مکاری اور فریب کے ایسے

ایسے ہوتے ہین جو امور اخلاقی مین سخت لعنت ملامت کے قابل ہوتے ہین مگر وہ معاملات
جنگی اور ملکی مین قابل تعریف کے ہوتے ہین سیواجی نے ایک مسلمان سپہ سالار افضل خان کو قتل کیا
اسکو ساری قوم نے پسند کیا۔ اور جب اُسنے ایک ہندو راجہ کو مارا تو اُسنے اسکو ملامت کی
اسسے ایک اور بات یہ نکلتی ہی کہ جو لوگ سیواجی کے ساتھ تھے وہ نرے لٹیرے اور قزاق اور
راہ زن ہی نہ تھے بلکہ اُنکے دل حب الوطنی کے جوش سے اور قومی محبت کے خروش سے اور مذہبی
حرارت سے اور شجاعت کی جودت سے بھرے ہوئے تھے اور انہین باتون کے سبب سے وہ
سیواجی کے سب معاملات مین شریک ہوے۔ اور اسکو دیوتاؤن کا دوت سمجھو۔ بیجاپور اور گول کنڈہ
مین جو مسلمان رہتے تھے اُنسے یہ مرہٹے جدا ہی ایک ڈھنگ اپنا اس سبب سے رکھتے تھے
کہ اُنکا خاندان نہ اُنکا مذہب اُنکی سرزمین اُن سے ملتی تھی۔ جب ان مسلمانون کے ساتھ
یہ اختلاف ہو تو ان مغلون اور اورنگ زیب سے تو وہ کچھ مناسبت ہی نہین رکھتے تھے۔ پہاڑون کے
دیوتا میدانون کے دیوتاؤن سے ملتے جلتے نہ تھے۔ اُنکا جھگڑا مسلمانون سے ناحق نہ تھا۔
اسلئے ہر مرہٹہ خواہ وہ رجپوت ہو یا برہمن یا شودر ہو یا اصلی قدیمی باشندہ پہاڑ کا ہو
وہ اپنے دل مین اس بات کو یقین کرتا تھا کہ پہلے زمانہ مین مسلمانون نے دغا اور فریب سے اسکو اپنی
جگہ سے ہٹایا ہے اور اب مسلمانون کا لشکر بڑھتا اور دباتا چلا آتا ہے اُسسے وہ اور بھی خفا
اور پریشان تھا۔ غرض سیواجی اور اسکے ہمراہی جو مسلمانون سے لڑے اُسمین اُنہون نے
اپنے اہل وطن کی خدمت کی اور عزت اور شان و شوکت حاصل کی اور بہت سی
غنیمت اور دولت حاصل کی۔ سیواجی نہایت دغاباز مکار غدار سنگدل مسلمانون کے
ساتھ تھا۔ مگر اپنی قوم کے ساتھ رحم دل منصف مستقل ایماندار تھا۔ جو اصلاع اس کی
اطاعت اختیار کرتے اُنکے ساتھ نہایت نرمی سے پیش آتا اور کوئی سختی نہ کرتا
مسلمانون کی ہر ایک چیز کا غارت کرنے والا تھا مگر اپنی قوم اپنے دھرم اپنے وطن کی
عزت اور شان کا بڑھانے والا تھا۔ یہی سبب تھا کہ ساری اسکے اہل وطن اسکو دل و
جان سے عزیز رکھتے تھے۔ اور اسکی خدمت گزاری جان نثاری کے ساتھ کرتے تھے

جبکہ مسلمانون سے لڑتا تھا تو ہندو ایسے جوش مذہبی سے اسکے ساتھ ہوکر اپنی جانین
دیتے تھے جیسے کہ مسلمان جہادی اپنے امام کے ساتھ دیتے تھے۔ مگر کاغذ کی ناؤ بھی
نہین چلا کرتی کاٹھ کی ہانڈی چولہ پر ہمیشہ نہین چڑھا کرتی۔ جن کامون کی بنیاد دغا
اور فریب پر رکھی جاتی ہے وہ چندروز اپنا فروغ دکھاکر صبح کاذب کی طرح غائب
ہوجاتے ہین سیواجی کی دغا اور فریب کا درخت سرسبز اور شاداب ہوا مگر اُس کے
کڑوے پھل اسکی اولاد کو کھانے پڑے جو سلطنت کے کام بے قانون اور دستور اصول کے
ہوتے ہین انکا انجام یہ ہوتا ہے کہ سارے کام ایسے بے قاعدہ اور بے ٹھکانے ہونے
لگتے ہین کہ پھر اُس سلطنت کا ٹھکانا نہین رہتا۔ اگرچہ سیواجی نے وزیر اور عہدہ دار سب
قسم کے مقرر کئے مگر کسکے تقرر مین کوئی قانون اور قاعدہ سواء اسکے اپنی رائے اور مرضی
کے نہ تھا اسلئے وہ سارا کارخانہ تھوڑے دنون مین بےڈھنگ ہوگیا۔ خافی خان نے اسکے
خصائل کی نسبت یہ لکھا ہے کہ وہ قاعدون کی تاراج مین مردم آزاری کرتا لیکن
اور افعال شنیعہ سے پرہیز کرتا تھا۔ عورتون اور بچون کی محافظت آبرو کا
پاس رکھتا تھا۔ کلام اللہ جو کوئی لوٹ کے لاتا اسکو کسی اپنے مسلمان نوکر کو دیدیتا
وہ اپنے تعلقہ کے جایا اور نامون کے حفظ مین بڑا اہتمام کرتا تھا مسلمانون اور
سیواجی کی معرکہ آرائیون کا حال اکثر مرہٹون کی کتابون سے لکھا گیا ہے جو انگریزی مین ترجمہ
ہوئی ہین مسلمانون اور مرہٹون کے بیانات مین بہت اختلافات ہین ہر ایک
اپنی اپنی ایسی کہانی کہتا ہے کہ جسمین کوئی اپنی ہیٹی نہ ہو۔

یکایک سیواجی کا مرنا مرہٹون کے حق مین زہر ہوا اسنے ان وحشیون کو آدمی
بنایا تھا انکے دلون مین قومی ہمدردی وغیرت و قومی محبت کا جوش پیدا کیا۔
انکے لئے ضوابط و قوانین بھی بنا گیا تھا خزانہ معمور سپاہ بیشمار چھوڑ گیا تھا۔
قلعون کا سلسلہ وہ قائم کر گیا تھا کہ دشمنون کا حوصلہ نہ ہوتا تھا کہ اس سلسلہ کو کہین
توڑین ہمیشہ آپس مین بھڑ جانے کا اندیشہ رہتا تھا سب سامان سلطنت مہیا تھا۔

سنبھاجی کا ظہور ہونا اور اسکا ظلم کرنا اور سلطنت کا انتظام بگڑنا۔

مگر شرقی ملکون کا دستور ہے کہ جب کوئی فرمان روا مرجاتا ہے تو سب سے اول اسکی سیاہ
مین بے انتظامی واقع ہوتی ہے سیواجی کی سپاہ مین تفرقہ کیون نہ پڑتا۔ وہ تو ابھی حالت
طفلی مین تھی۔ دانشمند باپ کے مرنے سے یہ لڑکا کیون نہ ابتر ہوتا سیواجی کے دو بیٹے تھے
ایک سنبھاجی جو ابھی دلیر خان کی قید سے چھوٹ کر پنالہ مین باپ کے حکم سے قید تھا جسکا
اوپر ذکر ہوا۔ دوسرا بیٹا راجہ رام تھا وہ دس برس کا تھا سیواجی نے سنبھاجی
کے چال چلن کی نسبت بُرے الفاظ کہے تھے جسسے لوگون کو ایک حیلہ ہاتھ
آیا کہ سیواجی خود راجہ رام کا اپنا جانشین ہونا چاہتا تھا۔ راجہ رام کی مان سورما
بائی بڑی ہوشیار و چترتھی۔ اُسنے سازو باز سے سب کو یقین دلا دیا کہ راجہ رام کو
سیواجی راجہ کرنا چاہتا تھا ارکان دولت سنبھاجی کے زور و علم سے ہراسان اور
راجہ رام کی مدت کی صغر سنی کی راجائی سے شادان تھے سیواجی کی موت کو
چھپایا اور سنبھا کی درستی قید کے لئے حکم جاری کئے۔ سنبھاجی نے عین قید کی حالت
مین کسی حکمت سے باپ کے مرنے پر اطلاع پائی اور اپنے محافظون سے اپنی
تخت نشینی کا حال بیان کیا انہون نے اسکی حکومت قبول کی۔ مگر وہ ایسا خائف
تھا کہ قلعہ سے باہر نکلنے پر جرأت نہین کرتا تھا۔ غرض ارکان دولت مین آپس مین
اس باب مین لڑائی جھگڑے رہے کہ کون راجہ ہو۔ اور جو فوج قلعہ پرنالہ کے لئے
محاصرہ کے لئے آئی تھی وہ اسکی طرفدار بنی حاصل یہ ہے کہ وہ جون ۱۶۸۰ء مین رائے گڈھ
مین جاکر راج گدی پر بیٹھ گیا اور اسکی راجائی کو سب نے مان لیا۔ اِس وقت تو اُس نے
ایسا ہی کام کیا۔ جو سیواجی کے بیٹے کو لایق تھا۔ بہت سے اسکے دشمن دوست
بن گئے۔ اور اسکے دل و جان سے خیر خواہ ہو گئے مگر جب وہ اپنی جگہ پر مستقل ہو گیا
تو زور ظلم کرنے لگا۔ اسکی طرف سے کسی کو نیکی کا گمان نہین رہا اسنے راجہ رام کی
مان کو بڑی بیرحمی سے قتل کرایا۔ اور اپنے بھائی راجہ رام کو مقید کیا۔ مخالف ہیبن
وزیرون کو پنڈت خانہ مین بھجوایا اور جو برہمن تھے اُنکا گلا کٹوایا۔ یہ بات

پہلے سے معلوم ہوتی تھی کہ سنبھاجی کو باپ کی سلطنت سنبھالنے کی لیاقت نہیں ہے۔
اسکے مزاج کے سبب سے بہت سی بدنظمیاں اور خرابیاں اور لڑائیاں پیدا ہوئیں
وہ عیاش تماش بین فضول خرچ تلون مزاج سنگ دل بیرحم تھا اس نے ان لوگوں کو
جنہوں نے اسکے خلاف سازش کی تھی ایسی سخت سزائیں دیں کہ مرہٹوں کو اسسے
دلی نفرت ہوگئی اور اسکے بہت سے سردار اسکی نوکری چھوڑ کر دشمنوں سے جا ملے۔ ایک بڑا پیرانا
رفیق برہمن اسکے باپ کا تھا اسکو فقط سازش کے شبہ پر پرلوک گون کیا۔ غرض پرانے
کہنہ حلال اور لائق سپہ سالار اور برہمنوں کے اہلکار جو باپ نے جمع کئے تھے ان سب سے
وہ سرد مہری اور سنگدلی سے پیش آیا۔ اور پنڈت کلوشا فارسی کتابوں میں کب کل لکھا
جاتا ہے کا غلام بن گیا۔ یہ برہمن وہ ہے جسکے پاس شمالی ہندوستان میں سنبھاجی
سیواجی چھوڑ آیا تھا اور وہی سنبھاجی کو باپ پاس لایا تھا اسنے اپنے علم و فضل سے اسکو
الو بنایا جو وہ کہتا سو کرتا۔ غرض سنبھاجی کے ان سب کاموں کا نتیجہ یہ تھا کہ سیواجی کا
سارا انتظام کیا کرایا بگڑ گیا۔ اول سپاہ جو قواعد اور آئین کی پابند تھی اسمیں خلل آیا۔
جب میدان جنگ میں سوار آتے تو انکے ساتھ آوارہ گرد بھی ہو جاتے جس سپاہ کا پہلے
یہ قاعدہ تھا کہ جو شخص عورت کو ساتھ لے جائے تو وہ گردن مارا جائے۔ اب اسمیں یہ
دستور پڑ گیا کہ وہ دشمنوں کے گھروں میں سے عورتوں کو پکڑ لاتے اور ان سے ہم بستر ہوتے یا بیچ ڈالتے
گویا عورتیں بھی منجملہ اور اسباب غنیمت کے ہونے لگیں۔ غنیمت کے مال کو چھپاتے جس سپاہ
تنخواہ ایک دستور قاعدہ کے موافق ہمیشہ ملا کرتی تھی اب اسکی تنخواہ کا مدار لوٹ پر تھا
جب لوٹ سے تنخواہ پوری تقسیم ہو سکتی تو افسر اس حکم کے منتظر رہتے کہ انکو لوٹ سے تنخواہ کے
پورا کرنے کا حکم بھیجا ہے۔ غرض جیسی یہ فوج باقاعدہ تھی ویسی ہی اب بے ضابطہ خونخوار اور
غارت گر ہوگئی۔ سنبھاجی ایسا فضول خرچ تھا کہ باپ کی دولت کثیر کو تھوڑے دنوں میں
اڑا کر برابر کیا۔ رگھوناتھ کے مرنے کے بعد کرناٹک کی جاگیر سے بھی خراج نہ
وصول ہوا۔ اہل کرناٹک خود اپنی حکمرانی کرنے لگے۔ پنڈت کلوشا نے جب خزانہ خالی

دیکھا تو اُسکے معمور کرنے کے لئے زمین اور رعایا پر اور نئے محصول لگائے۔ اسے خزانہ تو خاک سے بھی نہ بھرا۔ مگر رعایا کا دل ناراضی سے بھر گیا۔ جب وصول محصول مین سختی ہونے لگی تو وہ گھرون کو چھوڑ کر بھاگ گئے۔ اور ملک برباد اور بے چراغ ہونے لگا۔ سیواجی نے جو سلطنت کی عمارت کھڑی کی تھی وہ اب خود بخود منہدم ہوتی جاتی تھی۔ مگر اب اسپر اور یہ زلزلے آئے کہ سنبھاجی اپنی ہمت اور شجاعت کے گھمنڈ مین ایسا آیا کہ اسنے یہ نہین خیال کیا کہ میرے دشمن بھی ہین اور ان مین ایک عالمگیر بادشاہ بھی ہے۔ پرانے دشمنون کو چھوڑ کر اور نئے دشمن پیدا کئے کہ اپنے وزیر کلوشا کی صلاح اور مشورہ سے نہایت شوق سے ۱۶۸۲ء مین جنجیرا والون سے لڑائی شروع کردی۔ اس غرض سے کہ یہہ جزیرہ ہندوستان کے سر اعظم سے شامل ہو جائے۔ سمندر کے اس ٹکڑے کو مٹی سے بھروانا چاہا جو درمیان مین حائل تھا۔ پھر اسکے بعد کشتیون کے ذریعہ سے دھاوا کیا اس مہم مین بالکل ناکام رہا جسسے وہ دل شکستہ ہوا۔ پھر اس نے پرتگیزون اور انگریزون سے بیگاڑی۔ غرض وہ ان بے سود کامون مین مصروف رہا اور اس نے اورنگ زیب کی خبر نہ رکھی نہ والیان بیجاپور و گول کنڈہ سے باپ کی طرح رفاقت پیدا کی۔

واقعات سال بست و پنجم سنہ ۱۰۹۲

بادشاہ نے ۲ رمضان کو اجمیر سے برہان پور کی طرف کوچ کیا۔ ۷ رمضان کو دارالخلافہ سے خبر آئی کہ ملکۂ ملکی ملکات جہان آرائے بانو بیگم نے ۳ رمضان کو نقاب عدم مین چہرہ چھپایا۔ اسنے شیخ نظام الدین اولیا کے صحن روضہ مین اپنے ایام دولت مین حیات خانۂ آخرت بنایا تھا اس مین مدفون ہوئی۔ بادشاہ کو اس اپنی بڑی بہن کے مرنے کا بہت رنج ہوا۔ اور تین روز تک حکم ہوا کہ نوبت نہ بجائی جاے۔ اس بیگم مین ساری خوبیان جو عورات مین ہونی چاہئین موجود تھین۔ حسن صورت و حسن سیرت دونو کمال درجہ کے تھے۔ وہ اپنے باپ شاہ جہان سے ۱۶ برس بعد مری۔ وہ اورنگ زیب سے نفرت رکھتی تھی۔ جس کا پہلے بیان ہوا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ بیگم مرحومہ کا خطاب نواب جنت مآب

صاحبۃ الزمانی بیگم لکھا جایا کرے۔ دسوین ذی قعدہ کو بادشاہ برہان پور مین داخل ہوا۔

میر تھا مین راٹھور راجپوت تین ہزار کے قریب جمع ہوگئے تھے اعتقاد خان انسے لڑا اور فتحیاب ہوا۔ پانسو آدمی مخالفون کے جنمین بعض عمدہ امیر بھی تھے کشتہ و زخمی ہوئے بادشاہی آدمی بھی اس مین مارے گئے۔ اعتقاد خان کو اس فتح کا صلا ملا۔

راجپوتون کی کوئی بارود خانہ کا آڑنا۔

۲۲ ذی قعدہ کو برہان پور کے قلعہ ارک مین دو جگہ سے بارود سے بھرے ہوئے اڑ گئے جس سے بہت آدمی جل کر مرگئے۔ خافی خان اس واقعہ مین یہ اور شتابہ لگاتا ہے کہ اس ضمن مین بادشاہ سے معروض ہوا کہ بادشاہ کی خوابگاہ کے نیچے تیس گلہ بارود کے اس زمانہ کے رکھے ہوئے ہین کہ بادشاہ یہان سے بادشاہ ہونے گیا تھا۔ بعد تحقیق معلوم ہوا کہ داروغہ اور متصدیون کو سزا ملی اور بادشاہ نے کہا کہ اگر یہان گیر ہوتا تو سب کو گول دیتا۔

بادشاہ کا برہانپور سے اورنگ آباد جانا۔

بادشاہ برہان پور مین تین چار مہینے رہ کر غرہ ربیع الاول ۱۰۹۳ھ کو یہان سے اورنگ آباد روانہ ہوا۔ میر عبدالکریم امین جزیہ نے عرض کیا کہ سال گذشتہ مین ۲۰ لاکھ روپیہ جزیہ کی بابت وصول ہوا تھا مین نے تین مہینے کے عرصہ مین برہان پور کے نصف پورجات سے ایک لاکھ آٹھ ہزار روپیہ وصول کیا۔ اب مین امیدوار ہون کہ حضور کی ہمراہ چلون۔ بادشاہ نے فرمایا کہ جزیہ کا کام اپنے نائب کو سپرد کر کے میری ہمراہ ہو۔ جب بادشاہ اورنگ آباد مین آیا تو اس نے شاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کے قلعون کے تسخیر کے لئے اور یہان کے ہنود کی تنبیہ کے لئے اور شاہزادہ محمد اعظم کو قلعہ سالیر کی فتح کے لئے رخصت کیا۔ قلعہ ملہر سرکار بگلانہ کے متصل قلعہ سالیر ہے اور وہ کئی سال سے سیواجی کے تصرف مین تھا جسکا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔

سولہ سال بست و ششم ۱۰۹۳ھ ۱۶۸۲ء

شاہزادہ محمد اعظم جو قلعہ سالیر کی تسخیر کے لئے مقرر ہوا تھا۔ اگرچہ یہ قلعہ ایسا ہے کہ اسکا محاصرہ ہو سکتا ہے لیکن اس کے اطراف مین دریا شور کے قریب ہونے سے اس قدر

غار ہین کہ اگر لاکھون سوار اُن اونچے پہاڑون کی اطراف مین محاصرہ کرین تو بھی کچھ
کام نہ کر سکین نیک نام خان قلعہ دار ملہیر ور فوجدار سرکار رنگلانہ خوب بندوبست
یہان کرتے تھے اور ان دونون قلعون مین چھ کروہ سے زیادہ فاصلہ نہین ہی محمد اعظم
تقرر کی خبر کے مشہور ہونے سے قلعہ دار غنیم کو نامے اور پیغام التیام آمیز اور تحفے اور ہدیے
بھیجے گئے تھے اور بہت روپیہ نقد و جنس دیکر منصب چار ہزاری کا وعدہ کیا گیا تھا
اسلئے اُس نے محمد اعظم کے محاصرہ کے بغیر بادشاہی آدمیون کو قلعہ دیدیا۔ اگرچہ یہ بات
بادشاہزادہ کی مرضی کے خلاف تھی۔ اسنے بادشاہ سے نیکنام خان کی شکایت
کی۔ مگر وہ بادشاہ کی مرضی کے موافق کام تھا۔ اس مین جنگ اور مردم کشی نہ تھی۔
اسلئے شاہزادہ کی شکایت نیکنام خان کے حق مین سفارش ہو گئی۔

جب دوسری دفعہ دکن مین شاہجہان آیا ہی اور اُسنے گلشن آباد اور کونکن نظام الملکی
کی قلعون کی تسخیر کے لئے سپاہ متعین کی ہی تو قلعہ رام سیج تھوڑی دیر ہی بادشاہی تصرف
مین آگیا تھا۔ ان دنون مین اسی پر عالمگیر نے قیاس کیا۔ شہاب الدین خان تو قلعہ
رام سیج کی تسخیر کے لیئے تعین فرمایا۔ شہاب الدین خان نے محاصرہ کیا۔ سر نگین لگائین
مورچالون کو بڑھایا۔ دمدمون کو بلند کیا لیکن قلعہ رام سیج کا قلعہ دار ایک بہادر
آزمودہ کار اور تجربہ دیدہ روزگار تھا کہ اوسکی خبرداری اور ہوشیاری کے آگے
لشکر شاہی کی کچھ پیش نہ گئی۔ اس قلعہ مین توپ تھی چمڑا بہت تھا۔ چوب سے توپ
بنائی۔ اسکو چمڑے سے منڈھا۔ ہر وقت یہ توپ چھوڑی جاتی اور دس توپون کا
کام دیتی۔ بادشاہ نے بہ تقاضا مصلحت شہاب الدین خان کو حضور مین طلب کیا
اور اس قلعہ کی تسخیر کے لئے خان جہان بہادر کو کلتاش کو تعین کیا تو اُسنے محاصرہ کا کام
اچھی طرح کیا مگر کچھ کام نہ ہوا۔ ایک روز اُس نے رات کو فرمایا کہ قلعہ کی ایک طرف یورش کی
شہرت اس طرح دیجائے کہ توپ چلے نہ کے آدمی مصالح آتش بار ساتھ لین اور توپ خانہ
کی ایک جماعت اور بازار کا عملہ و فعلہ بہت غل مچاتے ہوئے اور شورش کرتے ہوئے

اس طرف جائین تاکہ قلعہ کے آدمی اس طرف ہجوم کرین اور اس طرف قلعہ داری
اور احتیاط جو کرنی چاہیے وہ کرین اور دوسری سمت سے سو دو سو آدمی جانبا
جو فن قلعہ گیری مین بہادر اینٹ رکھتے ہون اور قلعہ کشائی مین ید بیضا خفیہ بدون
شور و شر کے مصالح یورش اور روشنی اصلا اپنے پاس نہ رکھکر مارکی مانند پیادون
سے قلعہ کے اوپر چڑھ جائین قلعہ دار کو خان جہان کی اس تدبیر پر اطلاع ہوئی تو اسنے
اسکے دفعیہ کی تدبیر کرلی۔ خان جہان کی فوج جسطرف غل مچاتی ہوئی گئی تھی اسنے
بازاری آدمیون کو بہادرون کی ایک جماعت کے ساتھ بھیجا نفیری و نقارہ ساتھ کیا
انہون نے دفعیہ کے لئے بڑا غل شور مچایا۔ بڑے بڑے پتھر اور چیزون مین آگ لگاکے
اور پرانے لحاف چکنے کرکے نیم سوختہ پھینکے اور خفیہ یورش کی جانب جسے خانجہان نے
مقرر کی تھی۔ وہان قلعہ دار نے چند آدمی جانبازآہنی پنجے دیکر چپاپ بھیجدیے۔ وہ
ناخواندہ مہمانون کے انتظار مین بیٹھے تھے۔ جو ہی پہلی دفعہ دو آدمیون نے چڑھکر
اوپر سر نکالا تو خفیہ جوانون نے بگہہ بگہہ یعنی پنجہ آہنی سے انکی سروصورت پر
نوازش کی کہ پوست سر کو آنکھون سمیت انکے کاسۂ سر سے جدا کیا اور پھر انکو ایسا
دھکیلا کہ پیشرو پیرون کو ساتھ لے کر زمین پر سرخرو اور شکستہ بازو پہونچے چند
روز بعد خان جہان بہادر کے طویلہ کے سائیس نے التماس کیا۔ کہ مین جن کے تسخیر کے فن
مین بڑی قدرت رکھتا ہون ایک سونے کا سانپ سو تولہ کا بنواکر میری ہاتھ مین دیجیے
اور یورش کا پیش آہنگ بنائیے امید ہے کہ جنون کی مدد سے قلعہ کے دروازہ تک نہ
نہین کونگا۔ خان جہان نے اس سائیس کے کہنے پر عمل کرکے یورش کی۔ ابھی آدھی راہ طے نہ
ہوئی تھی کہ ریسمان سن کا ایک گولہ سائیس کے سینہ پر لگا کہ مارطلا اسکے ہاتھ سے آرہا
اور وہ لڑکتا ہوا پیچھے آیا۔ حاصل کلام یہ ہے کہ خان جہان نے بہت تردد کیا مگر قلعہ فتح
نہ ہوا۔ اسنے بھی بادشاہ کے حکم سے محاصرہ چھوڑا۔ اسنے کوچ کے روز فرمایا کہ لکڑیان
جو مورچالون کے باندھنے کے لئے زمین سنگلاخ کے اندر بہت روپیہ خرچ کرکے

گاڑی گئی ہین انکو جلا دین تو قلعہ والون نے شوخی سے کنگرون پر آنکر چلا کر کہا کہ ان کمبختون کو توجل لینے دو انکی راکھ مُنہ پر مل کے جانا کہ کوئی نہ پہچانے بعد اسکے قاسم خان کرمانی کہ سپہ لاری اور کارطلبی مین بڑی شہرت رکھتا تھا اس خدمت پر مامور ہوا اس سے بھی کام کا سرانجام کارنہ ہوا تو پادشاہ نے اُسے اور خدمت پر مقرر کر دیا اور قلعہ کی تسخیر کو اور وقت پر موقوف رکھا۔ قلعہ دار رام سیج کا حال جب سنبھانے سُنا تو اسکو سونے کے کڑے اور زر نقد بھجوایا اور اور قلعدارون مین اسکو ممتاز کیا اور کسی بڑے نامی قلعہ مین بدل دیا۔ عبدالکریم رام سیج کی نواح مین ایک زمیندار تھا اسکی معرفت قلعہ دار جدید سے نکنام خالی قلعہ دار بلہیر نے یہ قلعہ لے لیا۔

۵ ربیع الاول سنہ ۹۴ کو شاہزادہ کامبخش کا نکاح آرزم بانو دختر سعادت خان صفوی سے ہوا اس شادی مین سات لاکھ چھبیس ہزار روپیہ خرچ ہوا۔

پادشاہ نے حکم دیا کہ ملازمان سرکار جو دو ہزاری سے منصب کم رکھتے ہین وقت حضیت فاتحہ پڑھنے کے مترصد نہ ہون۔ مگر ہان حضرت خود فاتحہ کے لئے ہاتھ اُٹھائین تو فاتحہ پڑھین قضات جو خدمات سے معزول ہون تو وہ پھر خدمت قضا پر منصوب ہون احمد آباد سے حضور مین حافظ محمد امین خان مرحوم کا اسباب خسرو چیلہ لایا اسکی تفصیل یہ ہے ستر لاکھ روپیہ ۳۵ ہزار اشرفی و ابراہیمی ۷۶ ہاتھی ۳۲ گھوڑے ۱۷۰ اونٹ ۱۱۲ چھجڑ دس صندوق چینی ۶۰ لاکھ ایک من سیسہ ۵۲ من باروت۔

محمد اعظم دریاے نیرا سے جریدہ پادشاہ پاس آتا تھا کہ اثناء راہ مین ایک ہاتھی فتح جنگ نامی مست ہوا اور فوج پر دوڑ کر شاہزادہ پاس آیا اسنے ایک تیر اسکے لگایا وہ اور نزدیک آیا۔ گھوڑا اتر پڑا۔ شاہزادہ گھوڑے سے اُترا اور ہاتھی کے مقابل ہوا اور ہاتھی کی سونڈ پر تلوار ماری اس اثنا مین اور آدمی آگئے اور ہاتھی کو مار ڈالا۔

سوانح سال بست و ہفتم جلوس ۱۰۹۴ھ

دلیر خان مدتون سے شدید بیمار تھا وہ جاوید سرا کو گیا۔ اکثر معارک مین بذات خود

اسنے تردد نمایان کئے تھے۔ وہ قوی ہیکل و زورمند تھا۔ قوت اشتہا غریب تھی ابتدائے عمر سے انتہا تک اپنے اوس پر ضابط تھا۔ مآثر الامراء مین یہ لکھا ہے کہ خافی خان نے قسم کھائی ہے کہ کوئی کام عہد عالمگیر کا نہ لکھونگا جسمین جھوٹھ سچ تر و بیر کو دخل نہ دونگا۔ وہ لکھتا ہے کہ دلیر خان جو شجاعان کار طلب اور افغانان صاحب غیرت سے بانام و نشان تھا۔ دفعۃً بغیر کسی عارضۂ بدنی کے مرگیا اور عوام مین یہ شہرت ہوئی کہ رات کے وقت دلیر خان کے دیکھنے کے لئے خفیہ اعظم شاہ گیا تھا۔ بہادر شاہ نے اسکی اطلاع پاکر بادشاہ سے عرض کیا۔ اسلئے دلیر خان نے خود اپنے تئین مسموم کیا۔ غرۂ ذی قعدہ ۱۰۹۲ھ بادشاہ اورنگ آباد سے احمد نگر کی طرف راہی ہوا۔ اوائل ۲۷ جلوس مین احمد نگر سے بادشاہزادہ محمد معظم کو رام درہ کی طرف قلعون کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ یہ قلعے سنبھا کے پاس تھے۔ ان اطراف مین بادشاہی سپاہ کبھی نہین آئی تھی اسکے ساتھ آن آدمیون کو بھیجا۔ آتش خان داروغہ توپخانہ اور لطیف شاہ دکنی مخاطب بہ سرافراز اور اخلاص خان برادر بہلول خان اور ناگو کہ مرہٹون مین تھا۔ اور اسطرف سے خوب واقف کار تھا۔ خواجہ مکارم بادشاہزادہ محمد معظم کا نوکر تھا۔ اسکا خطاب جانثار خان تھا۔ اگرچہ کم منصب تھا لیکن منصوبہ بازی اور رای سلیم و شجاعت مین بادشاہ کو پسند تھا۔ بیس ہزار سوار شاہزادہ کے ساتھ تھے۔ سعادت خان عرف محمد مراد کہ شاہزادہ کی فوج کا واقعہ نگار تھا۔ راہ کے مابین بادشاہزادہ کے ہراول کی سنبھا کی فوج سے لڑائیان درہای تنگ مین ہوئین۔ بادشاہی آدمیون کو مار کر غنیم بھاگ گیا جب موضع سانگانیون مین کہ قلعہ قلیب ہے شاہزادہ کا لشکر پہنچا تو اسکا محاصرہ کیا۔ قلعہ کشا سفراون نے بڑی جانفشانی کی۔ چہان نثار خان اور دو تین اور امیر زخمی ہوئے۔ آخر ایام معدودہ مین قلعہ فتح ہوگیا۔ ملک رام درہ نہایت قلعہ تھا وہان کی ہوا لشکر کو موافق نہ آئی اور سنبھا کے لشکر دن نے ہر طرف سے ہجوم کرکے شورش کی اور ہر طرف سے رسد غلہ مسدود ہوئی اسکے ایک طرف دریا شور تھا۔ اور دو طرف پہاڑ تھے جو زہردار اشجار اور

مآثر خافی خان کا ذکر

سانپون سے بھرے ہوئے تھے۔ کہیں پر غنیم گرتا تھا۔ چارپائے اور آدم کمتر بلا آفت کہیں سی پھرتے تھے۔ چارپاؤن اور انسان کے لئے کوئی غذا سوا ناجیل اور کودون کے کوئی اور قسم کا غلہ نہ تھا انکے کھانے سے سمیت کا اثر ظاہر ہوتا تھا۔ بہت گھوڑے اور آدمیون کی ہڈیان یہین کی خاک بنین۔ غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر پہنچی کہ کچھ دنون تک گیہون کا آٹا تین چار روپیہ سیر بھی نہین ملتا تھا جن آدمیون کو موت کے پنجہ سے نجات ملی تھی وہ نیمجان تھے۔ جو دم لیتے اسکو غنیمت گنتے۔ کسی امیر کے طویلہ مین گھوڑا نہین باقی رہا کہ سواری کے کام آئے۔ جب پادشاہ کو اس لشکر کی مصیبت کا حال معلوم ہوا تو بندر سورت کو اُس نے حکم بھیجا کہ جسقدر غلہ ہم پہنچا سکو اسکو جہازون پر لاد کر پادشاہزادہ کے لشکر مین دریا کی راہ سے پہنچا دو۔ بندر سورت سے جو جہازات غلہ کے روانہ ہوئے ہمیرکو انکی خبر ہوئی۔ راہ کے مابین سب جگہ دریا مین سنبھا کے نئے قلعے بنے ہوئے تھے۔ سر راہ اسنے غلہ کی کشتیون پر حملہ کیا۔ چند کشتیان لوٹ سے بچکر سلامت پہنچین۔ لشکر نے بازار مین غلہ کے تیس حالیس پلون سے غلہ زیادہ نہ بھیجا۔ بادشاہزادہ کی مراجعت کا حکم پہنچا۔ شاہزادہ ہر جگہ دشمن سے لڑتا ہوا احمدنگر مین پادشاہ کی خدمت مین آیا۔

عبداللہ قطب الملک کے مرنے کے بعد اسکا داماد ابوالحسن قطب الملک حیدرآباد مین فرمانروا ہوا تھا۔ اسکا حال ہمنے آگے لکھا ہے اسکے افعال قبیح مین سے یہ کام تھا کہ اسنے سلطنت کا سارا اختیار مدنا اور آکنا برہمنون کو دیدیا تھا۔ یہ دونو.. شدید العداوت تھے اور مسلمانون پر ظلم و سختی زیادہ کرتے تھے۔ اور فسق و فجور و مسکرات اور لہو و لعب کا علانیہ رواج تھا اور علاوہ اسکے ابوالحسن نے سنبھا کو ملک کی تاخت اور قلعون کی تسخیر مین امداد کی تھی اور پانچ لاکھ ہون اسکو دیا تھا۔ ان باتون نے اسکو خلق مین بدنام کر رکھا تھا اس ضمن مین میر ہاشم پسر سید مظفر حضور مین آیا۔

ابوالحسن کے امرا مے مقرب مین سے سید مظفر تھا اور اسی کی اعانت سے ابوالحسن سلطنت

ابوالحسن قطب الملک اور اورنگ زیب کی لڑائی۔

پانے میں کامیاب ہوا تھا۔ اسنے اسکو وزیر اپنا بنایا تھا لیکن پھر اس نے بسبب عدم موافقت کے اسکو
اور اکنا کی رہنمائی سے معزول کیا اور منصب و کالت و اختیار سلطنت ان دونو ہندوؤں کو دیدیا
میر ہاشم نے مقربان درگاہ کے وسیلہ سے طرح طرح کی نالشیں کرکے تسخیر حیدرآباد کی مہم کی طرف
رہنمائی کی اور اپنے باپ سید مظفر کی جو ابوالحسن کی قید میں تھا خلاصی چاہی۔ معاً اس عرض کے بھی
عرض ہوا کہ چند سیر حاصل پرگنے سرکار گلکندہ و راگیر تعلقہ صوبہ مظفر نگر کے اس دعوی سے کہ وہ
پہلے تلنگانہ سے متعلق تھے ابوالحسن کے امراء نے اپنے تصرف میں کرلئے ہیں۔ پادشاہ کو یہ فکر ہوئی کہ
حیدرآباد کو تسخیر کیجیے اور ابوالحسن کو استیصال۔ ابتداء میں خان جہان بہادر کو کلتاش کو اُن کے
میٹوں کے ساتھ بھیجا۔ اسکے بیٹے بہادر تھے خصوصاً ہمت خان۔ راجہ رام سنگھ کو بھی اسکے ساتھ
کیا۔ اور امراء کو ابوالحسن کے منصوبوں کی تنبیہ و تادیب کے لئے اور پرگنات کو اسکے تصرف سے
نکالنے کے واسطے مقرر کیا۔ اور شاہزادہ محمد معظم کو ایک فوج گران اور امیروں کے ساتھ ملک تلنگانہ
کی تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

ان ہی ایام میں مرزا محمد شریف عملخانہ کو ابوالحسن کے پاس بھجوایا کہ جاکر اسکو یہ پیام دے کر ہمنے
سنا ہے کہ تیرے پاس دو الماس مربع خوش قطع شفاف بوزن ایک سو پچاس سرخ کے ہیں انکو
اور تحائف کے مول قیمت لگاکے باقی پیشکش میں مجرا دے کے بھیجے اور خلوت میں اسے ارشاد کیا
کہ ہمکو الماسوں کی اصلا احتیاج نہیں ہے۔ ہم تجھکے لئے تجھے نہیں بھیجتے بلکہ اس بات کے شہرت دینے
سے غرض یہ ہے کہ ابوالحسن کے ان افعال قبیحہ کی جو ہمنے سنے ہیں تحقیقات کرکے ہم سے عرض کرے
ہم تجھے اپنا خانہ زاد جان نثار جانتے ہیں اسلئے چاہتے ہیں کہ اورون کی طرح تو مال کی
طمع میں آنکھ ابوالحسن پر فریفتہ نہ ہو۔ اور اسکی مرضی کے موافق خوشامد نہ کرے۔ بلکہ کلمہ کلام میں
ایسا بے محابا اور درشت پیش آئے کہ وہ بھی تیرے ساتھ درشتی کرے اور ہمکو وہ ایک
دشمن و بیزار و رجعت اسکی تنبیہ اور استیصال کے واسطے ہو جائے تا مقدور اسکو خفا کرا اور اسطرح
خلاف ملایمت ہمکلامی کے اندر اسکا ادب ملحوظ نہ رکھ۔ مرزا محمد نے جاکر الماس مذکور طلب کئے
ابوالحسن سخت توہین کھاکر جواب دیا کہ میرے پاس وہ الماس نہیں ہیں اگر میرے پاس ہوتے تو میں اپنی

اپنی سعادت جان کر صدور حکم بغیر حضور مین بھیجدیتا۔ پادشاہ کے ارشاد کے موافق ابوالحسن
مرزا محمد گفتگو بڑی میانجی سے کرتا تھا اور اسکی بات مین جرح و قدح کرتا۔ ایکدن گفتگو مین ابوالحسن نے
کہا کہ اس محقر ملک مین ہم بھی پادشاہ ہین تو مرزا محمد نے آشفتہ ہوکر تشنیع کے طور پر کہا کہ تم کو زیبا
نہین ہی کہ اپنے تئین پادشاہ کہو ان ہی کلمات کے سننے سے پادشاہ کی گرانی خاطر کا مادہ
زیادہ ہوتا ہی۔ ابوالحسن نے جواب مین کہا کہ مرزا محمد یہ اعتراض تمہارا غلط ہی جبتک ہم اپنے تئین
پادشاہ نہ کہین تو حضرت عالمگیر پادشاہ پادشاہان کبھی نہین ہوسکتے۔ اس جواب کو سنکر مرزا لاجواب
ہوا۔ مرزا محمد نے ابوالحسن کے پاس سے پادشاہ پاس مراجعت کی اور ابوالحسن پاس خبر آئی کہ افواج
شاہی بسرداری پادشاہزادہ محمد معظم اور خانجہان بہادر کوکلتاش روانہ ہوئی ہی تو اسنے پادشاہی
لشکر کے مقابلہ مین ان امراء کو روانہ کیا۔ ابراہیم خان عرف حسینی بیگ کو جو حیدرآباد کا عمدہ سپہ سالار
تھا اور خلیل اللہ خان اسکا خطاب تھا اور شیخ منہاج اور رستم راؤ کو کہ برہمن صاحب السیف والقلم اور
ابوالحسن کا مشیر اور وزیر بادنا کا چچازاد بھائی تھا اور امراء رزم جو کارزار دیدہ کو اور تیس
چالیس ہزار سپاہ کو لشکر حد بیجاپور اور حیدرآباد کے بین طرفین فوجین نزدیک ہوئین شاہزادہ
محمد معظم یہ چاہتا تھا کہ تا مقدور جنگ نہ ہو۔ اسنے خلیل اللہ خان کو پیغام بھیجا اول اگر ابوالحسن
اپنی ندامت کا اظہار کرے اور عفو تقصیرات کا خواستگار ہو اور امور ملکی مین بادنا اور آکنا کو
دست اختیار کو کوتاہ کرے اور انکو مقید کرے۔ دوم پرگنات سیرم و راگیر وغیرہ کو جو بندہائے
پادشاہی سے یہ دعوی کرکے غصب کئے ہین کہ وہ پہلے بیجاپور سے متعلق تھے وہ چھوڑدے
اور منصوبان پادشاہی کو حوالہ کرے۔ سوم پیشکش سابق کی باقی اور پیشکش لاحق بلا توقف پادشاہ
کی خدمت مین روانہ کرے تو ہم اسکی عفو تقصیرات کے لیئے پادشاہ سے عرض کرین امراء دکن نے
پادشاہی غضب کو اپنے جوابون سے دور نہین کیا طرفین سے جنگ و صف کشی شروع ہوئی۔
خانجہان سے جو لڑائیان ہوئین اُن سب کا بیان تو بہت طول و طویل ہے۔ اینمین سے بعض بیان
کی جاتی ہین ایکدن خلیل اللہ خان سے محاربہ ہوا۔ خان جہان بہادر کی ہمراہ دس گیارہ ہزار سوار
سے کچھ زیادہ تھے اور امرائے ابوالحسن پاس تیس ہزار سوار پادشاہی لشکر کی ہراولی پر

ہمت خان مقرر تھا صبح کو کوس کرنائے رزم بلند آوازہ ہوا۔ توپون کی دھون دھون اور
بان کی غرش زمین و آسمان کے درمیان پھیلی اور آپس مین جنگ عظیم ہوئی کہ کشتون کے پشتے
لگ گئے اور زمین گلنار ہوگئی طرفین کے اکثر سردار زخمی ہوئے۔ اور یاد شاہی فوج چارون
طرف سے نگینہ کی طرح گھر گئی ہمت خان جو ہراول تھا اسپر عرصہ تردد ایسا تنگ ہوا کہ ہر بار کمک کی
طلب کا اور غلبۂ غنیم کی نالش کا پیغام بھیجتا تھا مگر خان جہان بہادر کو افواج دکن نے ایسا مغلوب
کر رکھا تھا کہ اسکو اپنے تئین خلاص کرنا دشوار دکھلائی دیتا تھا ہر ساعت اسپر دکن کے لشکر کا ہجوم
بڑھتا تھا اس ضمن مین بیری خان جسکا لقب ھاٹ بھٹہ تھا اور وہ جانباز مشہور تھا اور اسکے
ہاتھ سے پتھر اتنی دور جاتا تھا کہ بندوق سے گولی اتنی دور نہین جا سکتی وہ گھوڑا دوڑاتا ہوا بھالا
ہاتھ مین لئے خان جہان کے فیل خاصہ کے روبرو آیا اور غل مچایا کہ سردار کی سواری فیل خاصہ کی کون سی ہے
چاہتا تھا کہ خان جہان بہادر کی طرف نیزہ چلائے۔ کہ خان جہان نے چلا کر کہا خاصہ مین ہون اور
اسکو بھالا مارنے کی فرصت نہ دی اور تیر اسکے ایسا لگایا کہ وہ گھوڑے پر سے اوندھے منہ
گرا۔ تمام فوج شاہی پر عرصہ تنگ ہوا اور ہر گھڑی ہراول اور چندا ول سے غلبۂ غنیم کے پیغام
آتے تھے کچھ باقی نہ تھا کہ خان جہان کی فوج کو ہزیمت ہوتی۔ اس حالت مین راجہ رام سنگھ کا فیل
مست فیلخانہ مین بندھا ہوا تھا اُسکے منہ مین تین چار من کی زنجیر ڈال کر خیلبان ہمت خان کی ہراول
کی فوج مین لایا۔ ابوالحسن کے نامی راوت اور بہادر فوج ہمت خان کے مقابل مین گھوڑونکو
دوڑاتے ہوئے آئے تھے۔ اتنا تھی جسکے مقابل حملہ کرتا زنجیر کے صدمہ سے دشمن کے لشکر مین
ہل چل ڈال دیتا۔ دو تین نامی سردارون کے گھوڑے چراغ پا ہوئے اور سوار خود زین کے اوپر سے
زمین پر سرنگون نیچے آئے۔ دکن کی فوج کو ہزیمت ہوئی۔ خان جہان بہادر نے بہین جیمے
لگا کے شادیانے بجوانے شروع کئے بہت غنیمت لی گھوڑے اور ہاتھی بیشمار مع توپ خانہ کے
یاد شاہی لشکر کو ہاتھ آئے۔ اس سفر مین چند روز توقف کیا کہ شہزادہ کی اور سردارون کی
سپاہین جو پیچھے رہ گئی ہین آجائین جان نثار خان عرف خواجہ مکارم کو گڈھی سیرم
کی تسخیر کے لئے مقرر کیا۔ وہ منصوبان ابوالحسن کے قبضہ مین تھی۔ اس گڈھی پر تردد نمایان کے بعد

اُسنے تصرف کیا اور تھانہ بٹھایا۔ افواج دکن نے گڈھی کا محاصرہ کرکے دھاوا کیا۔
جان نثار خان نے مکر گڈھی سے نکل کر ابوالحسن کے سرداروں کو شکست دی اور گڈھی کی
محافظت مین استقامت کی۔ دس ہزار سوار اور افواج خاصہ بادنا اور رستم راؤ کہ اطراف
برگنات مین تھین وہ خلیل اللہ خان کی مدد کو آئین۔ شاہزادہ کے مقابل مین فوجین آئین۔
چندروز عذر آمیز پیغام سلاموں مین بسر کئے آخر کار سخت مقابلہ ہوا اور تین روز تک جنگ
عظیم رہی۔ ہر جنگ مین دونو طرف سے ایک جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوئی۔ چوتھے روز تو وہ گھمسان
لڑائی ہوئی کہ ہمت خان بہادر و سید عبداللہ خان و سعادت خان دیوان فوج خانجہان
بہادر زخمی ہوئے۔ آخر کو لشکر شاہی سے فوج دکن کو شکست ہوئی اور وہ فرار ہوا پادشاہزادہ
اور خانجہان بہادر نے تعاقب مین مصلحت نہ دیکھی اور یہین خیمے لگاکے پادشاہ کو فتح کی عرضداشت
بھیجی اخبار نویسون کے نوشتون سے بھی بادشاہزادہ کے تعاقب نہ کرنیکا سبب پادشاہ کو معلوم ہوا۔ پادشاہ کو
بادشاہزادہ سے کچھ کدورت تھی خانجہان بہادر سے بھی کئی سببون سے پادشاہ ناراض تھا اول اُس کے
لشکر مین فسق و فجور کے بازار کی بڑی رونق تھی مگر پادشاہ نے اس باب مین فرمان اعتراض
صادر کئے مگر وہ موثر نہ ہوئے۔ دوم محمد اکبر کے تعاقب مین وہ پای کوہ سلطان پور مین
بہت قریب پہنچ گیا تھا مگر اسکی گرفتاری مین اغماض کیا میر میران فوجدار برگنہ
تھال انہی کے بیٹے میر نورالله کی تحریر سے پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا سوم بعض اور سلوک
بھی بعض مقدمات ملکی و مالی مین پادشاہ کو معلوم ہوئے تھے۔ جب اسکو فرمان تنبیہ آمیز
بھیجے جاتے اسکا جواب شتاخانہ دیتا اور سر دیوان بیٹھکر برادر رضاعی ہونے کی نسبت کے
سبب سے ناگفتنی باتین کہتا۔ ان وجہون سے ملال خاطر کا ذخیرہ خانجہان کی طرف سے
پادشاہ رکھتا تھا اور بعض اور اطوار ناہموار اسکے غبار مزاج کو بڑھاتے تھے۔

سوانح سال بست و ہشتم جلوس ۱۰۹۵ھ

جب پادشاہ پاس عرضداشت فتح شاہی اور فوج دکن کی ہزیمت کی پہنچی تو
پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ بات تھی کہ فوج کی ہزیمت کے بعد اسکا تعاقب اسکے

بنگاہ تک نہ کیا گیا۔ بجائے آفرین کے اعتراض ہوا اور اس باب مین غضب کا فرمان
پادشاہزادہ اور خانجہان بہادر کے نام صادر ہوا جو شاہزادہ کے ملال خاطر کا
سبب ہوا اگرچہ روز شکست سے ابوالحسن کے سردار مقابلہ و محاربہ کے قصد سے سوار نہین ہوئے اور
پادشاہزادہ کے مقابلہ مین نہین آئے۔ مگر کبھی کبھی بوقت شب بطریق قزاقون کے اطراف لشکر
کو اپنی سیاہی دکھلاکر بان مار جاتے تھے بعض اوقات دن کو بھی دور سے نمودار ہوتے تھے
اور بطور طلایہ گشت کرکے خود اپنی بنگاہ کو چلے جاتے۔ پادشاہزادہ اور خان جہان
بہادر ایسے آزردہ خاطر تھے کہ اُنکی طرف توجہ نہین کرتے تھے۔ چار پانچ مہینے تک
یونہین بے تردد پڑے رہے کبھی سوار نہ ہوئے اسسے پادشاہ کو اور زیادہ ملال ہوا
اور اسنے اپنے ہاتھ سے کمال سرزنش کا فرمان خان جہان بہادر کو یہ لکھا ؎
اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ✦ شاہزادۂ محمد معظم نے سب امرا کو جمع کرکے مشورہ
کیا حیدرآباد کے سردار جانتے تھے کہ شہزادہ کی مرضی صلح اور دفع فساد پر مائل ہے
دل فریب پیغام اور رسل و رسائل بھیجتے رہتے۔ خان جہان بہادر بھی پادشاہ کی
افسردگی خاطر کے سبب اور سپاہ خصم کی کثرت کی وجہ سے محاربہ مین مصلحت نہین جانتا تھا اور
بعض امرا اس باب مین اسکے ہمدم تھے۔ رائین مختلف تھین اسلئے آج مصلحت ناتمام رہی
دوسرے روز سید عبداللہ خان بارہہ نے خلوت مین التماس کیا کہ اگرچہ خانجہان خان
بہادر کہنہ کار آزمودہ روزگار اور ہوا خواہ جہان پناہ ہے لیکن صلاح دولت اس
مین ہے کہ اب آپ پادشاہ کی برخلاف مرضی کے کوئی عمل نہ کرین اور اس طائفہ مجہول
کی گوشمالی کے لئے سوار ہونا چاہیئے جو صلح کی التماس کرکے دفع الوقت کر رہی ہے۔ اگر
خان جہان بہادر ہمارا ولی قبول کرے تو فبہا ورنہ بندۂ درگاہ اس
مین جانفشانی کرنے کو موجود ہے شاہزادہ محمد معظم نے حیدرآباد کے سرلشکر محمد ابراہیم
پیغام دیا کہ مین تمہارے ساتھ اغماض و رعایت کر رہا ہون اسکے سبب سے عتاب شاہی
مین مغلوب ہو رہا ہون۔ طرفین کی صلاح کار اور تمہاری اور ابوالحسن کی دولت و

وآبرو باقی رہنے کے لئے یہ صلاح جانتا ہون کہ اگر تم پرگنہ وگڈھی سیرم وکیراو اور محال سرحدی سے کہ بادشاہی تصرف مین آئے ہین دست بردار ہو تو اس بات کو ابوالحسن کے عفو تقصیرات و شفاعت کی دستاویز بنا کے بادشاہ سے عرض کرین۔ یہ پیغام زمرد نام ناظر محل شاہزادہ کے ابراہیم سرفوج کے پاس بھیجا اُسنے اور سردارون سے اس باب مین مصلحت پوچھی شیخ مہناج اور رستم راؤ زنادار نے متفق اللفظ ہوکر دکنی زبان مین کہا کہ قلعہ سرحد سیرم ہمارے نوک سنان و دم شمشیر سے وابستہ ہے ہم جنگ کو آمادہ ہین۔ چنانچہ اُس دن مرہٹون نے اس قدر یلغار کی کہ سر چبوترہ محل شاہی مین شاہزادہ کے خاص بردار کے سر پر سے طعام کا خوان اڑ گیا۔ اُس روز ابوالحسن کے پاس توپخانہ زیادہ تازہ فوج کے ساتھ آیا تھا۔ خالی توپین چھوڑ کر پے در پے شلک کی آواز شاہزادہ اور لشکر شاہی کو سنائین اور کبھی فوج شاہی پر دست اندازی کی دکنیون کی ان شوخیون سے بادشاہزادہ کی رگ غیرت حرکت مین آئی۔ شاہزادہ معزالدین کے ساتھ خانجہان بہادر کچھ بدستور سابق ہراول بنایا اور صفدر خان و ہمت خان اور دلاورون کو راجاؤن کی فوج مین برانغار و جرانغار و قلبش مقرر کیا۔ عبداللہ خان کو چندا ول بلقمت خان خوانی و راجہ جن سنگھ و سمندر بیگ و خواجہ ابوالمکارم کو قول مین اپنے ساتھ لیا اور مقابلہ و مقاتلہ کے قصد سے معرکہ کارزار مین پاؤن رکھا۔ اس طرف سرداران ابوالحسن نے آپس مین مصلحت کرکے صلاح کار اس مین دیکھی کہ چار کروہ پر بہیر کو دائین طرف بھیجدیا اور جنگ مین توپ خانہ کا صرف نہ جانا۔ بڑی بڑی توپین گوگڑھون مین ڈالدیا اور چند توپون کو زیر خاک کیا۔ دو تین فوجین بنائین ایک فوج کو ہراول شاہی کے مقابل اور دوم کو قلبش کے لئے ایک فوج سنگین کو ایک دو سردارون کے ساتھ چندا ول سید عبداللہ خان کے مقابلہ کے لئے مقرر کیا۔ ایک بارگی دکنیون نے جوشان و خروشان جلو ریز سیلاب بلا کی طرح فوج بادشاہزادہ پر تاخت کی اسطرف سے لشکر شاہی انکے مقابلہ کے لئے کھڑا ہوا چپقلشہا رستمانہ بروی کار آئین عرصہ کارزار مین ہر طرف سے کوشش و کشش نمایان ظہور مین آئین۔ دکن کے سردارون نے ہراول و چندا ول شاہی کو چارون طرف سے گھیر لیا۔ سید عبداللہ خان اپنے سامنے کی فوج کو ہٹا کر دائین بائین طرف گیا دوپہر تک معرکہ کارزار

گے م رہا پھر دکنیون نے فرار کیا۔ شاہزادہ کی فوج نے انکا تعاقب انکی بنگاہ تک کیا جس سے لشکر
دکن مین غلغلہ عظیم پڑا۔ شیخ منہاج نے دوسوار زبان دان پادشاہزادہ اور
ہراول فوج پادشاہی پاس بھیجے اور یہ پیغام دیا کہ محاربہ اور دعوی قتال و جدال ہمارے
اور تمہاری درمیان ہی۔ اسلام کے پادشاہان سلف مسلمانون کے ناموس و عیال کو تاخت و
تاراج سے محفوظ رکھتے تھے۔ یہ امر مروت سے دور نہ ہوگا کہ ہمکو تین چار گھڑی کی فرصت
دو کہ قبائل کی طرف سے ہماری خاطر جمع ہو تو پھر ہم مقابلہ کے لئے تیار ہون۔
شاہزادہ معزالدین نے باپ سے اجازت حاصل کر کے مال و عیال پر دست اندازی کے منع
کرنے کے لئے فوج کو مقرر کر دیا۔ دکنیون نے قبائل کو ہاتھیون اور گھوڑون پر سوار کر کے
گدھی مین جو پاس تھی روانہ کیا اور سہ پہر کو ہر طرف سے فوج دکن کا سیلاب نمودار
ہوا۔ اور پہلے روز سے بھی زیادہ تر میدان کارزار گرم ہوا۔ مردوات رستمانہ دونو
طرف سے ظہور مین آئے اور طرفین کی جمع کثیر اور سواری کے دو شاہی فیل مارے گئے۔ دکنیون
کی طرف سے شیخ منہاج اور رستم راؤ زخمی ہوئے۔ بندرابن دیوان شاہ کو دکنیون
نے زخمی کیا اور اسکی سواری کے ہاتھی کو آگے رکھ کر روانہ ہوئے۔ سید عبداللہ بارہ نے
ایک راجہ کو ساتھ لے جا کر بندرابن کو چھٹایا باوجودیکہ اسکے خود دہن پر بان کے چھرے کا
صدمہ پہنچا ہوا تھا۔ عزت خان بخشی شاہ کی بیوی بان کی ضرب سے ہاتھی کے حوضہ مین
ایک سہیلی سمیت کشتہ ہوئی۔ طرفین کے اور چار پانچ سردار زخمی ہوئے اور بہت سے بے نام و
نشان آدمی فنا ہوئے۔ شام تک دکنی لڑتے رہے۔ پھر فرار ہوئے۔ پادشاہزادہ کو پیغام دیا کہ
جنگ مغلوبہ صف مین طرفین سے مسلمان کشتہ ہوتے ہین بہتر یہ ہے کہ ایک دو صردار ہمارے اور
تین چار تمہارے بغیر فوجون کے میدان مین آکر سپاہ گری کے فن اور تردد مین اپنے
زور بازو کا امتحان کرین۔ پھر دیکھین کہ خدا کس کی یاوری کرتا ہی۔ شاہ عالم نے سنکر
اُن سے کہا کہ تمکو اپنی شمشیر بازی پر بڑا غرور ہی جسکا رواج تمہارے ہان بہت ہی اسکے سبب سے
اس درخواست پر جرأت کرتے ہو۔ مگر ہم یہ ملاحظہ کرتے ہین کہ آخر کار جب دکنیون پر عرصہ

کارزار تنگ ہوتا ہی تو وہ تنگ فرار کو اپنے اوپر ہموار کرتے ہین بلکہ اسکو سپاہ گری مین ہنر سمجھتے ہین
ہمارے نزدیک ایسی بدتر کوئی عار نہین بس بہتر یہ ہی کہ سید عبداللہ اور ایک اور دوسرا سردار ہماری
لشکر کے ہاتھی پر سوار ہو کر آئین اور ہاتھی کے پاؤن مین زنجیر ڈالدین اور تم بھی اسی طرح
سرداران کو ہاتھی پر اسکے پاؤن مین زنجیر ڈالکر مقابلہ کے لئے کھڑا کرو اور اس طرح شجاعت
اور تہوری کا امتحان کرو۔ تو دکنیون نے کہا کہ ہم فیل سوارہ یا بزنجیر جنگ نہین کرتے۔ تو
شاہزادہ نے کہا کہ ہم بھی جنگ بگریز نہین کرتے اور دوسرے روز ہرکارون نے خبر دی کہ الجون کے
سردار بھاگ کر حیدرآباد مین گئے۔ شاہ عالم نے حکم دیا کہ فتح کا شادیانہ بلند آوازہ کرتے
ہوئے اُنکے تعاقب مین حیدرآباد کی طرف کوچ ہو۔ جب کوچ بکوچ حیدرآباد
کے نزدیک لشکر شاہی آیا۔ مادنا اور اسکے ہمدمون نے خلیل اللہ خان عرف محمد ابراہیم
کی طرف سے ابوالحسن کو بھڑکایا کہ وہ شاہزادہ کی طرف رجوع کرتا ہے اور اس قدر اُس کو
بدظن کیا کہ اُسنے اسکے دستگیر کرنے بلکہ قتل کرنے کا فکر کیا۔ . . . . . .

اسکی خبر محمد ابراہیم کو ہوئی تو وہ شاہزادہ پاس جاکر مورد عنایات ہوا جب محمد ابراہیم
سرفوج کی شاہ عالم سے ملجانے کی حیدرآباد مین خبر پھیلی تو ابوالحسن جو صلہ یافتہ ہو کر بغیر
اسکے کہ ارکان دولت سے مصلحت کرے یا اپنی اور رعایا کے مال و عیال و ناموس کا فکر کرے
پہر رات گئے خدمہ محل کی ایک جماعت کو اور جواہر اور ہون کے صندوقچے اور جو کچھ
اسباب اُٹھا سکا ساتھ لے کر قلعہ گلکنڈہ مین چلا گیا اس خبر کی شہرت سے ابوالحسن کے تمام
کارخانے اور تجار کا مال جو پانچ چار کروڑ روپیہ کا تھا۔ تاراج مین آیا۔ ناموس سپاہ اور
رعایا پر آفت آئی ایک عجیب قیامت برپا ہوئی کئی ہزار اشراف جنکو سواری اور مال اُٹھانے کی
فرصت نہین ملی اپنے زن و فرزند کا ہاتھ پکڑے قلعہ کی طرف روانہ ہوئے۔ بہت سی
عورتون کو برقعہ اور چادر بھی نصیب ہوئے۔ شاہزادہ کے لشکر مین اسکی خبر پہنچنے سے پہلے
شہر کے اوباشون اور غارت گرون نے مال خوب لوٹا۔ امرا و تجار و غربا مین جو زور و بازو
رکھتا تھا اور زر خرچ کر سکتا تھا وہ رات مین جسقدر مال قلعہ مین لیجا سکا لے گیا۔

صبح ابھی نہ ہوئی تھی کہ لشکر شاہی نے شہر پر تاخت کی ہر محلہ و راستہ و بازار مین لاکھون آدمی
واقسام مال و اقمشہ اور امرا و تجار کے چینی خانے اور ابوالحسن اور اسکے ارکان دولت کے فراشخانے
کے قالین گھوڑے ہاتھی لٹنے لگے جیسے ہول قیامت و نمونہ حشر ظاہر ہوا۔ اسقدر مسلمانون
اور ہندو کے زن و فرزند اسیری مین آئے اور شرفا و غربا و ضعفا کی ناموس برباد و فنا
ہوئین کہ بیان نہین ہو سکتا۔ جو قالین گران بہا کہ اٹھ نہین سکتے تھے اُنکے خنجر و شمشیر سے ٹکڑے
ٹکڑے کر کے ایک دوسرے کے ہاتھ سے لے جاتے تھے۔ شاہ عالم نے سزاولون کو مقرر کیا
کہ دست برد سپاہیون کو لوگون کو منع کرین مگر اس سے کچھ فائدہ نہ ہوا۔ کوتوال کو مقرر کیا کہ دیوان شاہی
کو چار پانچسو سوارون کے ساتھ لیجا کر اس مال کو ضبط کرے جو تاراج سے باقی رہا ہے۔
ابوالحسن کے فرستادے نہایت عجز و انکسار سے جرائم کردہ و ناکردہ کے عفو کے لئے پیغام
لائے اور شاہ عالم کے سزاولون نے بھی ایک جماعت کو آگ لگانے سے روکا تو کچھ فتنہ کم ہوا
مگر لوٹ بالکل نہین موقوف ہوئی۔ خلق خدا پر جو گذرنا تھا سو گذر گیا۔ ابوالحسن کے التجا کے
پیغام آئے تو بادشاہزادہ کو اسکی گذشتہ بخشا اور یہان کے رہنے والون پر رحم آیا۔ اُس کی
التماس ان شرائط پر منظور ہوئی کہ پیشکش مین سے ایک کروڑ بیس لاکھ سوا روجہ مقرری سالانہ
ادا کرے اور دونو بھائیون ماونا اور آکنا (انکنا) کو بید خل کری اور گڈھی سیرم اور
پرگنہ کھیر اور اور محالات مفتوحہ سے جو تصرف شاہی مین آئی ہین دست برداری
قبول کرے تو بادشاہ سے عرض کر کے اسکے جرائم کی شفاعت کی جاے اس پیغام آمد و
رفت کے درمیان ابوالحسن کو ان دو بھائیون کے قید کرنے مین تامل ہوا تو بعض عمدہ سزاولون و
محل کے صاحب اختیار خدمہ نے ان دونو بھائیون کو قتل کروا دیا۔ دونو کا سر کاٹ کے
بادشاہزادہ پاس ایک فہمیدہ کار آدمی کے ہاتھ بھیجدیا۔ عبداللہ قطب شاہ نے پچاس سال
فرمانروائی کی اسکے بیٹا کوئی نہ تھا دو تین لڑکیان تھین انمین سے ایک لڑکی کی شادی میر احمد
سے کی وہ سادات اور فضلاء مورد تی عرب سے تھا اور اسکو امیر کر دیا اور اکثر امور ملکی
مین اسکی طرف رجوع کرتا کچھ دنون کے بعد سید سلطان آیا جو میر احمد کے باپ کا شاگرد تھا

اور حسب و نسب مین میر احمد کے خاندان پر شرف رکھتا تھا۔ تو عبداللہ قطب الملک نے دوسری بیٹی کو اُس سے منسوب کیا جسپر میر احمد کو نہایت رشک و حسد ہوا۔ جب جشن خیر کا وقت آیا تو میر احمد نے قسم کھا کے قطب شاہ کو پیغام دیا کہ آپ سید سلطان کو بیٹی دیتے ہین تو مجھے رخصت کیجیے اُسنے حیدرآباد سے جانے کا ارادہ کیا سر دہاکہ مدار علیہ محل تھا اور محرمان حرم میر احمد کے ہمدم اور معاون ہوئے عبداللہ شاہ کو میر احمد اور بڑی بیٹی کی خاطر زیادہ منظور تھی۔ ناچار ہوکر چارہ کار کی فکر ہوئی اور اندرا و رباہر کے محرمون کی یہ مصلحت ٹھیری کہ ابوالحسن سے یہ نسبت قرار دیجاے۔ وہ سلسلہ دری مین عبداللہ قطب شاہ سے قرابت بعیدہ رکھتا تھا اور وہ شروع ایام شباب سے فقرا ے خراباتی کی صحبت مین رہتا تھا اور اطوار ناممدود کے اختیار کرنے سے قطب شاہ کے ہمدم اسکو مطعون کرتے تھے۔ عبداللہ شاہ اس پر توجہ نہین کرتا تھا۔ اسلئے ابوالحسن درویشون مین خانقاہ سید جوہین رہتا تھا۔ مردود خلائق منظور نظر خالق ہوتا ہے۔ اُسنے قطب شاہ کی لڑکی کا نکاح اُسی ساعت عقد مین کہ سید سلطان سے ٹھیرا تھا ہوگیا۔ سید سلطان فقیر ہوکر رنجیدہ خاطر... محمد امین خان پاس چلا گیا۔ اب عبداللہ قطب شاہ کی رحلت اور سید سلطان کے ناکام کرنے کے تلافی انتقام کا وقت آیا میر احمد اپنے تبختر کے سبب سے امراء سے خصوص سید مظفر اور موسیٰ خان محلدار سے سلوک نہین کرتا تھا اور کل ارکان دولت قطب شاہیہ کو اپنا آگے ہیچ جانتا تھا بعض خدمہ محل بھی اُسے نفرت کرتی تھین سید مظفر سلاطین بازندران کے خلیفہ سلطان کی سلسلہ مین تھا۔ اور حیدرآباد کے امراء مین صاحب فوج تھا۔ برخلاف اسکے ابوالحسن سب سے رفق و مدارا سے سلوک برادرانہ کرتا تھا عبداللہ قطب شاہ کے واقعہ کے قبل و بعد تعین سلطنت مین اختلاف واقع ہوا اور گفتگو کی نوبت یہان تک پہنچی کہ باہر میر احمد اپنی سپاہ کے ساتھ جنگ سے مستعد ہوا اور اندر میر احمد کی بیوی کہ ماں صاحب کلان کہلاتی تھی شمشیر برہنہ ہاتھ مین لیکر حبشی و ترک کے کنیزون کے ساتھ فتنہ و فساد پر آمادہ ہوئی۔ ہر گوشہ و کنار پر مین لڑائی شروع ہوئی۔ آخر کہ سید مظفر و موسیٰ خان محلدار اور مادناو آکنا کی سعی و تردد سے کل عمدہ لوگ ابوالحسن کے رفیق ہوئے۔ دونو بھائی مادناو آکنا و سید مظفر کے

نوکر و پیشکار معتمد تھے ان سب نے لے کر میر احمد کو مغلوب اور بے اختیار منزوی کیا اور ابوالحسن کو تخت سلطنت پر بٹھایا اور سید مظفر وزارت پر مقرر ہوا اسنے ابتدا سے خطاب نہین قبول کیا تھا۔ منتقم حقیقی کے حکم سے میر احمد نے جو سید سلطان کے ساتھ حسد کی تھی اسکا مزہ چکھا اور سید مظفر نے جو میر احمد کے بناء دولت کے ڈھانے مین سعی کی تھی اسکا پھل بھی سوا ندامت کے کچھ اور نہ حاصل ہوا اسکا تھوڑا بیان یہ ہی کہ اکثر ایسا واقع ہوتا ہی کہ جو امیر بادشاہ کی جلوس سلطنت مین کوشش کرتا ہی اور صاحب مدار امور ملکی ہوتا ہے تو اسکے دماغ مین یہ خلل پیدا ہوتا ہے کہ وہ یہ چاہتا ہے کہ تمام مقدمات جزئی اور کلی مین اپنے آقا پر تسلط پیدا کرون اور سلاطین کے مزاج مین برداشت اسکی دشوار ہوتی ہے یا وہ فساد پر آمادہ ہوتا ہی آخر کو ایک دوسری کی استیصال کے درپے ہوتے ہین اس سبب سے ابوالحسن اور سید مظفر مین نزاع پیدا ہوا۔ روز بروز خشونت زیادہ ہوئی۔ اور یہانتک نوبت آئی کہ ابوالحسن اس فکر مین پڑا کہ سید مظفر کے دست اقتدار کو امور ملکی مین کوتاہ کرے۔ ہر چند تدبیر و منصوبہ کو کام مین لاتا۔ مگر بغیر اسکے کہ ہنگامۂ فساد و خونریزی برپا ہو اسکو وزارت سے معزول نہین کرسکتا تھا۔ آخر الامر مادنا پنڈت۔۔

(مدن پنڈت) جو سید مظفر کے گھر کا مستقل پیشکار اور صاحب مدار تھا ابوالحسن کے ساتھ دمساز اور ہمراز ہوا اور مرور ایام مین ایسا منصوبہ کام مین لایا۔ کہ سید مظفر کے عمدہ جاعہ دارون کو انواع رعایت کا امیدوار کرکے استمالت کی اور ابوالحسن کا ہوادار بنایا اور اپنا رفیق اور امور ملکی کے لئے صاحب فوج نوکرون کو باہر بھجوایا۔ سید مظفر کو بے پر و بال کیا اور قلمدان وزارت اسنے چھین لیا اور منصب اصلی اسکا بحال رکھکر گوشہ نشین بنایا خلعت و قلمدان وزارت۔۔

پنڈت جی کو ملا اور پنڈت جی کا عہدہ اسکے بھائی آگنا (انگنا) کو عنایت ہوا۔ ان دونو پنڈتون نے سید مظفر کے ساتھ جو نمک حرامی کی اسکی سزائین ان ایام مین ملگئین کہ میر ہاشم سید مظفر نے بادشاہ سے اپنی باپ کے لئے نالش کی جو بطریق محجوسون کے منزوی تھا۔ بادشاہ نے بادشاہزادہ پاس حکم بھیجا تو اسنے نصرت خان پسر خان جہان بہادر کو اسکے لانے کے واسطے تعین کیا۔ اسنے ابوالحسن پاس قصبہ کوہر مین یہ حکم پہنچایا۔ ابوالحسن نے اسکو رستم راؤ

ہمراہ نصرت خان پاس پہنچایا۔ جب بادشاہ پاس سید مظفر آیا مورد عنایات شاہی ہوا
بادشاہ نے اُسے منصب دینا چاہا۔ مگر اُسنے خاندان قطب الملک کا پاس نمک کا لحاظ کرکے
اُسکو قبول کرنے سے انکار کیا اور کعبۃ اللہ جانے کے لئے رخصت مانگی بعض کہتے ہین کہ وہ
لشکر شاہی مین مرگیا۔ اب پہلی داستان شروع کرتے ہین۔

القصہ جب شاہ عالم کی عرضہ داشت ابوالحسن کے ساتھ صلح کی۔ بادشاہ سے عرض ہوئی
اگرچہ بظاہر منظور فرمائی۔ مگر خفیہ شاہ عالم اور خانجہان کو مطعون و مغضوب کیا۔ سعادت خان کو کہ خان جہان بہادر کی فوج کا دیوان تھا اور بادشاہ کا تربیت کردہ تھا
وہ حجابت پر مقرر ہوا اور اسکو پیشکش باقی وسابق و حال کے زر کے وصول کے لئے تاکید کرکے
بھیجا۔ خان جہان بہادر اور بادشاہ کے درمیان طرفین سے بے لطفی تھی۔ ان ایام مین
اعتقاد خان خلف اسد خان نے شجاعت و جانفشانی مین علم شہرت بلند کیا تھا اور
تہور خان پسر صلابت خان و خواجہ ابوالمکارم وغیرہ دو تین خان ادون نے اپنے جوہر
کارطلبی دکھائے تھے۔ بادشاہ انکی تربیت مین کوشش کرتا تھا۔ خانجہان کی عرضہ داشت
کے جواب کے فرمان اعتراض آمیز مین اعتقاد خان اور تہور خان کی تعریف اس عبارت
مین لکھی تھی کہ وہ خانہ زاد جن کے مُنہ سے دودھ کی بُو آتی ہے۔ نسبت تجھ پیر سال خورد
کے زیادہ شرط خدویت و جانفشانی بجالاتے ہین شاہ عالم کی فوج مین اعتقاد خان
متعین تھا۔ خان جہان بہادر اُسکے دل مین بغض رکھتا تھا۔ اُسنے خفیہ سمجھا کے ان
سرداروں کو جو ظاہر اور پوشیدہ بیجاپوری اور حیدرآبادی لشکر کی اعانت مین کوشش
کرتے تھے۔ اس مضمون کا خط لکھا کہ عسرت و گرانی لشکر کو بادشاہ سے عرض کرکے اعتقاد خان
و خواجہ ابوالمکارم اور تہور خان وغیرہ کو غلہ لانے کے لئے بھیجونگا۔ تمکو چاہیئے کہ ایک بڑی
فوج سے اُنپر اس طرح حملہ کرو کہ وہ اسیر یا قتل ہوجائین۔ اتفاقات سے یہ خط سعادت خان
دیوان فوج خان جہان بہادر کے ہاتھ لگا وہ ہر کارون کا داروغہ بھی تھا۔
سعادت خان کل دکن کا واقعہ نگار تھا۔ گو خان جہان سے رفاقت رکھتا تھا

ابوالحسن کی صلح کی درخواست کا بادشاہ پاس پہنچنا اور خانجہان کا مطعون و مغضوب ہونا

مگر بادشاہ کے حق نمک اور جملۃ الملک کی خاطرداری کو زیادہ منظور رکھتا تھا اُس نے اُس راز کو مناسب جانا! خفیہ اعتقاد خان پاس گیا اور اسکے اخفار کی قسم لیکر حقیقت کار پر اطلاع دی۔ اعتقاد نہایت متوہم ہوا مصلحت یہ قرار پائی کہ خلوت مین بادشاہزادہ کی حمایت مین سعادت خان اس امر کو ظاہر کرے۔ جب شاہ عالم سے اُسنے عرض کیا تو اُسنے وحشت خلق کے سبب سے جواب مین فرمایا کہ خانجہان پر اس امر کا ظاہر کرنا مصلحت نہین ہی جسوقت خان جہان بہادر اعتقاد خان کے بھیجنے کے باب مین ہم سے عرض کریگا ہم منظور کرینگے تم اعتقاد خان سے کہدو کہ وہ وہان جانے سے انکار کرے۔ لشکر بادشاہی مین گرانی اور کمیابی غلہ بہت تھی۔ لشکر کوہیر مین چلا گیا کہ وہان بادشاہ کے حکم کا انتظار کرے۔ میر ہاشم پسر سید مظفر کچھ جواہر اور خلعت مصلحۃً ابوالحسن کے لئے بادشاہزادہ کی التماس کے موافق لیکر حیدرآباد کے نزدیک آیا۔ خاص و عام مین یہ شہرت ہوئی کہ جواہر و خلعت کا بھیجنا ابوالحسن کی تسلی اور اپنی فریبی کے لئے ہے اور میر ہاشم پسر سید مظفر مدعی ہے فوج بادشاہ کی مدد اور قلعہ حیدرآباد کی تسخیر کے لئے آیا ہے۔ ابوالحسن کی فوج نے بسرداری شرزہ خان لاری وغیرہ نکل کر بادشاہی تازہ فوج پر دھاوا کیا۔ یہ لشکر غافل تھا اور بادشاہ کی طرف سے کوئی نہین آئی۔ میر ہاشم اور ایک و سردار زخمی ہوکر دستگیر ہوئے اور باقی فوج غارت ہوئی۔ شاہ عالم گرانی غلہ کی شہرت دیکر حیدرآباد کے کنارہ سے اُٹھکر کھیر مین آکر ٹھیرا۔ ان دنون مین بموجب حکم شاہی خلیج خان بہادر عرف عابد خان شائستہ فوج کے ساتھ شاہزادہ کے پاس آیا۔ شہرت تو یہ دی کہ وہ زر پیشکش کے وصول کرنے کے لئے بھیجا گیا ہے مگر مرکوز خاطر کچھ اور مقدمات تھے۔ اور شاہزادہ کو بادشاہ نے بلایا۔ اکبرآباد کے پاس جاٹ نے گڈھی سنسنی بنا کے تاخت و تاراج شروع کی تھی اسکی تنبیہ کے لئے خان جہان کو بھیجا۔

سکندر عادل شاہ بیجاپور مین بادشاہ تھا وہ مرہٹون کی مدد کرتا تھا بادشاہ نے مکرر فرمان بنصیحت آمیز از راہ تہدید و وعدہ و وعید صادر کئے خاندان

نہ ہوا تو بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو امراء رزم دیدہ اور فوج شائستہ کے ساتھ
بیجاپور کی تسخیر کے لئے رخصت کیا۔ جب شاہزادہ بیجاپور کے نزدیک آیا تو اُسنے دیکھا کہ سب لشکر
فوج دکن لشکری عبدالرؤف اور شرزہ خان افواج بادشاہی کی اطراف مین پھیلی ہی
ہے اس سال مین زراعت پر ایسی آفت آئی تھی کہ سب بلاد مین گرانی تھی اور دکنیون کے
ہر طرف سے ہجوم کرکے رسد بیجاپور کی راہ کو بند کردیا تھا جسکے سبب سے لشکر مین غلہ کی
گرانی اور کمیابی اس حد پر پہنچی کہ جان کے بدلہ مین نان کا ملنا دشوار ہوگیا۔ کہی کے لئے
جو فوج جاتی سالم پھر کر نہ آتی اور شاہزادہ کو چارون طرف سے دکنیون نے ایسا گھیرا کہ
محمد اعظم اور اسکے ہمراہیان لشکر پر عرصہ تنگ ہوا۔ جب بادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا
تو غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کو اسکے بھائی مجاہد خان اور تیرانداز خان و
خنجر خان اور امراء کارزار دیدہ کو شاہزادہ کے لشکر مین غلہ کی رسد پہنچانے کے واسطے
متعین کیا۔ غازی الدین خان بہادر اُنیس بیس ہزار غلے کے بیل لیکر پرگنہ اینڈنی مین پہنچا
جو بیجاپور سے پندرہ سولہ کروہ پر ہی تو بیجاپور کے سردارون نے چند ہزار سوار و پیادے محمد اعظم شاہ
کے محاصرہ کے لئے بھیجے جنمین خاقون کے مارے سوار اور سواری مین پوست و استخوان کے
سوا کچھ باقی نہ تھا اور یہ مشہور بات ہی کہ جانی بیگم محل خاص شاہزادہ دارا شکوہ کی بیٹی ہاتھی
پر عماری مین پردہ سے باہر ہوکر تیر چلاتی اور امراء کی دلداری اور تسلی مین کوشش
کرتی۔ چالیس پچاس ہزار سوار اور قریب دو لاکھ کے جنگی پیادے کرناٹکی غازی الدین خان
بہادر سے لڑنے آئے۔ بعد اسکے فوجین مقابل ہوئین۔ جہان تک نظر کام کرتی تھی سوائے
برق تیغ و سنان کچھ اور نظر نہ آتا تھا۔ سپاہ دکن مین سوار و پیادون کا ہجوم وہ تھا کہ
کہین زمین نہ دکھائی دیتی۔ بادشاہی لشکر دکنیون کے لشکر کے دسوین حصہ کی برابر
ہوگا۔ مگر اسکا سردار غازی الدین خان تھا جنگ عظیم ہوئی مجاہد خان نے بڑی کارزمایان
کئے۔ محمد اعظم شاہ کو محاصرہ مین سے نکال لائے اور اس آفت جانی سے نجات دی
اُسنے بے اختیار غازی الدین خان کو گلے لگایا۔ جب بادشاہ کو ان واقعات کی

ہوئی تو اُسنے فرمایا کہ جیسی حق سبحانہ تعالیٰ نے فیروز جنگ کے تردد سے اولاد تیمور یہ کی شرم رکھی ہے ایسی اسکی اولاد کی آبرو قیامت تک خدا نگاہ رکھے۔

اس ضمن مین کہ قلعہ بیجاپور کے محاصرہ کو امتداد ہوا اور شاہزادہ کے ہمراہی اور اُمرائے کمکی کے نفاق کا حال معلوم ہوا۔ تو بادشاہ خود اوائل شعبان ۱۰۹۵ھ مین شولاپور سے بیجاپور کی طرف روانہ ہوا۔ اور ۲۱ کو سوادِ قلعہ مذکور مین پہنچا محصورون کے عقل و ہوش و حواس اُڑ گئے اور ایک تھلکہ انمین پڑ گیا۔ شاہ عالم و روح اللہ خان بہادر فیروز جنگ و سید عبداللہ خان بارھہ اور امراء کا طلب کو چند کلمات غیرت افزا کہہ کر شاہزادہ محمد اعظم کی کمک کے لئے اور بیجاپور کے محاصرہ اور تسخیر کے واسطے رخصت کیا۔ ہر یکا اپنی فدویت و حسن عقیدت کے اظہار کے لئے قلعہ کی تسخیر مین کوشش کرتا تھا۔ شاہ عالم یہ چاہتا تھا کہ قلعہ میرے نام سے مفتوح ہو۔ اسلئے وہ اُمرا بیجاپور کی تالیف قلوب مین مصروف ہوا اور اپنے معتمد کو شاہ قلی ابرج حسانی کو سکندر عادل شاہ پاس قلعہ بیجاپور مین بھیجا اور اس طرف بھی کبھی کبھی سید عالم بادشاہزادہ پاس پیام التیام آمیز لاتا تھا ؎

نہان کے ماند آن رازے کزو سازند محفلہا۔

خصوصاً جب شاہزادہ محمد اعظم معاند اور وارث ملک موجود ہو وہ راز کب چھپ سکتا تھا کہ قلعہ کی فتح کی کنجی شاہ عالم کے ہاتھ آئی۔ شاہ قلی ایک جوان اوباش مشرب تھا مُنہ مین لگام نہ تھی۔ جسوقت قلعہ کے نیچے مورچالون مین سپاہیون کا تغیر و تبدل ہوا تو محصورون کی طرف مخاطب ہو کر یہ آواز بلند کہتا کہ یہ آدمی تمہارے ہین توپ و تفنگ سنگ سمجھ کر پھینکنا۔ اور وہان کے آدمی تسلی دیتے تھے کہ قلعہ کی جانب سے کوئی آفت تم پر نہین آئیگی جب یہ گفتگو لوگون کی زبانی مشتہر ہوئی تو اعظم خان کو خبر ہوئی اور واقعہ طلب فتنہ جو آدمیون نے بادشاہ کے کان تک اُسی پہنچایا۔ کہ بورش کے وقت قلعہ کے اندر سکندر کے پاس شاہ قلی تھا اور سید عالم رات کے وقت قلعہ سے باہر شاہزادہ پاس آتا ہے اور خلوت مین ہمکلام

ہوتا ہے روح اللہ خان کو توال کی تحقیق سے اس امر کی تصدیق ہوئی۔ سیادت خان صدر کو توال کو حکم ہوا کہ خفیہ سعی و جاسوسی کرکے عبداللہ کو جہاں وہ شاہ عالم پاس آئے پکڑلائے اور شاہ قلی کی گرفتاری کا بھی حکم ہوا مگر وہ کوتوال کے ہاتھ نہ آیا ایک شخص سے ماضی کی عداوت مین شاہ قلی پر استغاثہ کرایا۔ اعلام کرکے اسکو دستگیر کیا۔ پادشاہ کے روبرو اسکو لائے اسنے راز سے پردہ اٹھادیا اور کہدیا کہ مومن خان نجم ثانی و سید عبداللہ بارہ وغیرہ بھی میرے ساتھ شریک ہین اور بادشاہ نے شاہ عالم کو خلوت مین بلاکر یہ باتین بیان کرکے اسکو شرمندہ کیا اور سید عبداللہ خان بارہ کو مقید اور باقی سب کو لشکر سے خارج کیا۔ پادشاہ پہلے ہی سے مقدمہ حیدرآباد مین شاہ عالم سے مشتبہ تھا۔ اب یہ ظن یقین سے بدل گیا۔ ہرچند ظاہر مین مراتب و مناصب و لوازم ولیعہدی شاہ عالم مین کسی بات کو کم نہین کیا مگر اپنی کم توجہی کے آثار روز بروز زیادہ کئے۔ عبداللہ کے جرائم کا شنیع روح اللہ ہوا۔ پادشاہ نے عبداللہ خان کو اسکے حوالہ کیا کہ اپنے پاس نظر بند رکھے پھر خلاصی کا حکم دے دیا۔

حالات متفرقات

غرہ صفر کو شیخ الاسلام مکہ معظمہ و مدینہ مشرفہ کو جانے لگا ہے تو پادشاہ نے صندوقچہ عرضہ نیاز بجناب سالت مآب اسکو دیا کہ خانہ مطہر کے باب سباک کے محاذی جاکر صندوقچہ کو کھولنا اور خریطہ کو نکال کر مشبک مین داخل کرنا کہ وہ عتبہ علیہ کے نیچے گذرے۔

۱۵ ربیع الاول کو بختاور خان داروغہ خواصان نے انتقال کیا۔ وہ پادشاہ کا مصاحب عاقل رازدان مزاجدان تھا اسکی سی سالہ خدمت کے حقوق پر نظر کرکے اسکے جنازہ کی نماز کی امامت پادشاہ نے خود کی اور چند قدم اسکے جنازہ کے ساتھ گیا۔ اسکے لئے خیرات کی وختمات پڑھوائے بختاور خان علماء و فقرا و شعراء کے ساتھ توجہ مفرط رکھتا تھا اور انکی کامیابی مین کوشش کرتا تھا۔ مربوط نویسی تاریخ دانی مین ماہر تھا۔ اسکی مولفات مصنفات مین سے مرآۃ العالم یادگار ہے دوم شہر ربیع الآخر کو دربار خان ناظر محل اس دار فنا سے دربار جاوید برقرار مین گیا۔ پادشاہ کا وہ بڑا قدیمی خیرخواہ تھا۔ اسکے جنازہ کی

نماز کی امامت بادشاہ نے خود کی۔

دوم جمادی الآخر کو بادشاہ احمد نگر سے شولاپور کی طرف چلتا ہوا اسکے لشکر کا حال انگریزی تاریخون مین اسطرح لکھا جاتا ہے کہ اسکی فوج کی تعداد اگرچہ صحیح صحیح نہین معلوم مگر اس سپاہ کی شان و شوکت ایسی تھی کہ اسکے بیان مین تاریخ کے صفحے کے صفحے سیاہ ہوئے ہین سوارون کی ہزارون پرے انمین غیر ملکون کے نوجوانون کے سوار بادشاہ کی خود سلطنت وسیع کے کابلی۔ قندھاری ملتانی لاہوری راجپوت بھی موجود تھے۔ اور یہی سوار افواج کے گلدستہ مین گل سرسبد تھے۔ وہ سر سے پاؤن تک لوہے مین ڈوبے ہوئے تھے۔ انکی صورت سے بہادری اور شجاعت ایسی برستی تھی کہ دکن کے سپاہی نازک اور ہلکے پھلکے ہتیار باندھنے والے انکے مقابلہ کے قابل نہ معلوم ہوتے تھے۔ پیادے بھی بے شمار تھے۔ انمین سے کسی پلٹن پاس توڑے دار بندوق اور کسی پلٹن پاس تیر و کمان۔ سوار انکے میواتیون اور بندیلون کی بھی پلٹنین تھین وہ پہاڑون پر اُترنا چڑھنا اور لڑنا بھڑنا خوب جانتے تھے۔ مادنی مرہٹون کا مقابلہ وہ خوب کرتے تھے۔ پھر ان پیادون مین کرناٹک کے ہزارون سپاہی تازہ بھرتی کئے ہوئے تھے۔ ہر بادشاہی جمعون کے ساتھ ہلکی توپون کے توپخانی سیکڑون تھے۔ انکے توپچی ہندوستانی اور انکے افسر فرنگستانی ہزارون سیلدار اور کہار بڑھئی اور کاری گر انکے ساتھ۔ جنگی ہاتھیون کی قطار در قطار۔ انکے پیچھے خاصے کے ہزارون ہاتھی ہودج و عماریون سے سجے ہوئے۔ انمین بعض مین بیگمات سوار اور بعض ہاتھیون پر بادشاہی حرمی لدے ہوئے۔ جو اونٹون پر نہ چل سکتی تھے۔ بادشاہ کے خاص گھوڑون کا اصطبل اسمین۔ عربی۔ ترکی۔ عراقی۔ یمنی۔ کاٹھیاواڑی گھوڑے۔ انپر بھاری بھاری ساز پڑے ہوئے جڑاؤ زین دھرے ہوئے۔ خوش بیگی ساتھ جنکے اہتمام مین دنیا کے منتخب عمدہ عمدہ جانور۔ جرہ باز۔ بیری شکرہ۔ شکاری۔ کتے۔ چیتے۔ سیکڑون ساتھ لگے لشکرگاہ کی عجب رونق تھی۔ بادشاہی خیمون کی آرایش اور زیبایش زربفت و کمخواب سے ہوتی تھی۔ انکا احاطہ بارہ سو گز کا ہوتا تھا۔ قصر شاہانہ مین جو مکانات ہوتے

وہ ان سب خیمون مین ہوتے تھے۔ دربار۔ خلوت خانہ۔ اور سب کارخانون کے خیمے جدا جدا ہوتے تھے۔ اُنکے بیچ مین بادشاہ کے بیٹھنے کے لئے ایک تخت گاہ ہوتا یا کرسی ہوتی۔ حمام غسلخانہ۔ چاندماری کشتی کے لئے اور اور ورزشون کے واسطے الگ الگ خیمے۔ یہ خیمے مخمل فرنگی اور زربفت گجراتی قاقم سمور سنجاب ایرانی۔ دمشقی قالینون اور چینی ریشمی کپڑون غرض ساری دنیا کے عمدہ عمدہ اقمشہ سے آراستہ ہوتے تھے وہ روپہلی سنہری ستونون پر ایستادہ ہوتے۔ بادشاہی خیمون پر سونے چاندی کے کلس لگائے جاتے اور خیمون کے گرد رنگین قناتین کھڑی ہوتین بورچیخانے اور آبدارخانے کا سامان سیکڑون طرح کا ہوتا۔ نمک خانہ۔ شیرین خانہ۔ اچار خانہ۔ برف خانہ مشورہ خانہ۔ غرض سیکڑون خانے اسی قسم کے ہوتے اور پھر ان سب پر اور تکلف زیادہ تھا کہ سارا سامان دوہرا ہوتا تھا ایک آگے منزل پر جاتا تھا جسوقت بادشاہ اپنے خیمے مین داخل ہوتا تھا تو پچاس ساٹھ توپون سلامی کی چھوٹتین۔ غرض اس عیش و عشرت کے سامان نے فوج کا رنگ ڈھنگ بدل دیا۔

سوانح سال بست و نہم و سی ام سنہ ۱۰۹۷

غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ کی سعی و تردد سے بیجاپور کے محصورون و سردارون کا حال تنگ ہوا اور غلہ نہ پہنچا اور گھاس کمیاب ہوئی تو قلعہ کے اندر گھوڑے بہت دکنی تلف ہوئے۔ ۵ رمضان ۱۰۹۶ھ کو بادشاہ خود اس مدمہ کو دیکھنے گیا جو بیجاپور کے قلعہ کے کنگرون کی برابر بنایا گیا تھا۔ گھوڑے پر سوار تھا۔ کنار خندق تک گیا۔ سوار ہی کی ہائے ہو کا اور قلعہ کی جانب سے بان و تفنگ کے شور و شغب کا ایک عجب ہنگامہ ہوا بادشاہ کے سر پر سے گولے جاتے تھے۔ میر عبدالکریم نے سرمہ کی قلم سے لکھا کہ یہ تاریخ بادشاہ پاس بھیجا ع فتح بیجاپور ۱۰۹۶ھ زود دی می شود + بادشاہ نے اُسے پڑھ کر فرمایا کہ خدا کند چنین باشد قلعہ اسی ہفتہ مین فتح ہوگیا شاہی لشکر نے دو مہینے بارہ روز مین دشمن کی جان ستانی کے سارے اسباب

بیجاپور کا فتح ہونا۔

جمع کرلئے تھے۔ اہل قلعہ کو اپنی موت نظر آتی تھی۔ سکندر کی زبان سے
اُسکے رفیقون نے پناہ مانگی۔ چوتھی ۹۷ھ کو قلعہ کی کنجیان پادشاہ کی خدمت مین
پہنچ گئین اور پادشاہ کی خدمت مین سکندر عادل شاہ آیا۔ پادشاہ نے ایک دربار
عام کیا اور اسکو خلعت خاصہ عنایت کیا اور سکندر خان کا خطاب دیا اور ایک لاکھ
روپیہ سالانہ مقرر کیا۔ خافی خان لکھتا ہے کہ اسکو دولت آباد بھیجدیا۔ قلعہ بیجاپور کی
تاریخ کی فتح (سد سکندر گرفت) ہوئی۔ کہتے ہین کہ پادشاہ نے یہ کہا اور لکھا
کہ بدستیاری فرزند ارجمند بے ریو رنگ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ مفتوح
گردید۔ عبدالرؤف اور شرزہ امرائے سکندری کو پادشاہ نے خلعت عنایت کیا
اور شش ہزاری شش ہزار سوار کا منصب دیا اور اول کو دلیر خان کا اور دوسرے
کو رستم خان کا خطاب دیا اور بندہاے حضور کا اضافہ کیا اور نواح بیجاپور کا بندوبست
کیا۔ ۲۲ ذی الحجہ کو ۹۷ھ کو شولاپور کی طرف کوچ کیا۔ اور ۲۲ محرم کو شولاپور سے
حضرت بندہ نواز سید محمد گیسو دراز کی درگاہ کی زیارت کے لئے گلبرگہ کی طرف
کوچ کیا اور ابوالحسن اور سعادت خان حاجب حیدرآباد کے نام فرامین بھیجے جن مین
مضامین بیم و رجا کے تسلی آمیز تھے اور زرپیشکش کے وصول کی تاکید تھی اور خفیہ
سعادت خان کے نام حکم صادر کیا کہ مابدولت کا عزم جزم حیدرآباد کی تسخیر کا ہی
تا مقدور وصول زر مین تعویق کرے۔ سعادت خان نے ابوالحسن کو توجہات و عنایات
پادشاہی کا امیدوار کرکے زرپیش کش کی وصول مین زیادہ تعویق کی۔ ابوالحسن مامون
ہونے کی امید مین اطاعت کا اظہار کرکے سعادت خان سے یہ عذر کرتا کہ زر نقد
پیش کش کا میسر ہونا متعذر ہے۔ خواجہ سرائے خرد سال کو بھیجدو کہ مین اسکے روبرو
زیور اور جنس مرصع کچھ مین موجود ہو جدا کرکے اُسکے حوالہ کرون۔ سعادت خان
نے خواجہ سرا بھیجنے سے انکار کیا اس چند روز کی گفتگو کے بعد پادشاہ کے گلبرگہ
کی خبر مشہور ہوئی۔ ابوالحسن خوف و رجا کے درمیان تھا حاجب کے آدمیون کو طلب

پادشاہ کی حیدرآباد کو فتح کرنے کی تیاری۔

نوعدد خوانچہ جواہر اور زیور اور مرصع آلات بطریق امانت کے مہرین لگا کے بھیجے
اور انکی قیمت مقرر نہین کی مگر بتعداد اور فردین انکے ساتھ کین۔ اور یہ قرار دیا کہ
خوانچون کو سعادت خان اپنے گھر مین کھولے اور دو تین وزیر نقد بھی جتنا
میسر ہو سکتا ہے بھیجا جاتا ہے اسکو بھی وہ داخل کرے اور جواہرات کی قیمت
انکو اکے لکھے اور قبض الوصول پیش کش پر مہر لگا کے مع عرضداشت کے جسمین ابوالحسن کی
فرمانبرداری اور اطاعت کا اظہار اور عفو جرائم کی التماس ہو حضور مین روانہ کرے۔
بالاتفاقات سے ہے کہ ابوالحسن نے میوون کی چند بھینگیان پادشاہ پاس بھیجی
تھین ایک دو روز بعد ابوالحسن پاس یہ خبر آئی کہ پادشاہ گلبرگہ سے گولکندہ کی تسخیر کے عزم
سے آتا ہے تو اسنے سعادت خان سے کہلا بھیجوایا کہ میرا مطلب جواہر اور زر نہ تھا
بھجوانے سے یہ تھا کہ پادشاہ میری حال پر ترحم کریگا اب یہ سنا گیا کہ پادشاہ گولکندہ
کی تسخیر کو آتا ہے۔ خوانچہاے امانت کو واپس بھیجو۔ سعادت خان نے جواب مین لکھا کہ
مجھے یہ تحقیق نہین معلوم تھا کہ پادشاہ ادھر آتا ہے مین نے وہ جواہر کے خوانچے سر بمہر
میوون کی ڈالیون کے ساتھ بھیجدیے۔ وہ پادشاہ پاس ہین۔ اس مقدمہ مین گفتگو
وشورش فساد انگیز درمیان آئی۔ ابوالحسن نے حاجب کے گھر پر فوج چڑھائی اور
دو روز تک ہنگامۂ پرخاش گرم رہا۔ تو سعادت خان نے ابوالحسن کو پیغام دیا کہ
اس بارہ مین حق تمہاری جانب ہے۔ مینے خوانچون کے بھیجنے مین پادشاہ کی مرضی
پر اور پاس حق نمک پر نظر کرکے اپنی خلاصی جانی۔ اب مجھ دلشکستہ کے کام کے لئے جان
نثار اور کشتہ کرنا چاہیئے۔ پادشاہ مدت سے تمہارے استیصال کے لئے دست آویز
چاہتا ہے اب حاجب کے مارنے کی حجت اسکو ہاتھ آجائیگی۔ جب تک مین زندہ ہون
تمہارے عفو جرائم کا احتمال باقی ہے اور بشرط حیات مین بھی تمہاری خدمتگاری اور
رستگاری مین بحد مقدور کوشش کرونگا۔ ابوالحسن نے عاقبت بینی کرکے سعادت خان
کا یہ عذر سن لیا اور اسکو اپنے پاس بلا کر اور زیادہ عزت کی۔

ان ہی دنون مین ابوالحسن کی مجلس فضلاء حیدرآباد مین عمداً کسی تقریب سے بادشاہ کی خوبیون کا ذکر کیا گیا اور یہ بیان ہوا کہ جب بادشاہ اور شاہ ایران کے درمیان لشکرکشی ہو رہی تھی تو شاہ عباس کے بھیجے ہوئے گھوڑے عالمگیر پاس آئے تو اُسنے ان سب کو ذبح کروالا۔ باوجود اس تمام تبعیت شرع و ادعاء تقوی ایسا اسراف کرنا شرع کے برخلاف طریقہ پر اقدام کرنا ہے یہ حرکت نفس سرکش کی اطاعت کے سوائے کسی اور بات پر حمل نہین ہوسکتی بادشاہ کو چاہیئے تھا کہ وہ فضلا و صلحا و مستحقون کو یہ گھوڑے قسمت کر دیتا جس سے ایک جمع کثیر فیضیاب ہوتی۔ سعادت خان نے کہا کہ یہ بات محض غلط ہے حقیقت حال یہ ہے کہ گھوڑے جب آئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ بوقت معین گھوڑے دکھائے جائین یہ اتفاقات وقت سے ہی اختہ بیگی جسوقت گھوڑون کو دکھانے لایا۔ بادشاہ تلاوت قرآن مین مصروف تھا اسکے دل مین آیا کہ تلاوت قرآن کو دوسرے روز پر موقوف رکھکر گھوڑون کا ملاحظہ کرون اس خیال ہی مین تھا کہ اسکی نظر قرآن کی اس آیت پر پڑی کہ حضرت سلیمان نے پیشکش کے ہزار گھوڑون مین سے نوسو گھوڑے دیکھے تھے کہ نماز سنت یا نماز فرض قضا ہوئی تو اسکے کفارہ مین اُن گھوڑون کو اُنہون نے ذبح کیا اسی لئے بادشاہ نے بھی یہ کہا علماء حیدرآباد نے اس جواب کے سُننے کے بعد یہ کہا کہ اس صورت مین یہ کیا ضرور تھا کہ مرا ایران کے گھوڑون پر گھوڑون کو ذبح کرنے کے لئے بھیجا تو سعادت خان نے کہا کہ یہ بھی غلط ہے۔ ان ایام مین شاہجہان آباد تازہ آباد ہوا تھا۔ ہر محلہ ایران کے ایک امیر کے نام آباد تھا کوئی محلہ نہ تھا کہ جسمین کسی ایرانی امیر کی حویلی نہ ہو گھوڑے ایک جگہ ذبح کئے جاتے تو ازدحام بہت ہوتا اور فقراء تکلیف اُٹھاکے اُسکے متمتع ہوتے اس لئے اُسنے حکم دیا کہ ہر محلہ مین ایک دو گھوڑے ذبح کئے جائین۔ جب عالمگیر نے یہ حال سُنا تو سعادت خان پر آفرین کی۔ بادشاہ کلبرگہ شریف مین زیارت کرکے اورونہان کے مجاورون کو بیس ہزار روپیہ دیکے اور ایک ہفتہ قیام کرکے ظفرآباد بندر کی طرف آیا۔ میں وزیر یہان قیام کیا پھر پیش خیمہ کو حیدرآباد روانہ کیا اس خبر کے سُننے سے ابوالحسن کی جان نکلی۔ اُس نے

سخن دان نوکرون کے ساتھ اطاعت وعفو جرائم کی التماس کے عریضے اور تحائف و ہدیئے روانہ کئے۔ یہ نہ جانا کہ ع باران کہ در لطبع تو نمی سد نفع کشت را۔ بادشاہ نے اسکے عریضہ کا جواب سپاہ کی زبان شمشیر کے حوالہ کیا اور سعادت خان پاس جو فرمان بھیجا امین ابوالحسن کی تقصیرات کی بابت لکھا کہ اس بدعاقبت کے افعال قبیح احاطۂ تحریر سے باہر ہین امین سی سو مین ایک اور بہت مین سی تھوڑے شمار کئے جاتے ہین اول ملک و سلطنت کا اختیار کافر فاجر ظالم کو دینا اور سادات و مشائخ و فضلاء کو منکوب و مغلوب کرنا اور فسق و فجور کا افراط سے علانیہ رواج دینے مین کوشش کرنا اور خود ریاست کی بادہ پرستی اور دولت کی بدمستی مین انواع کبائر مین شب و روز مستغرق ہونا بلکہ کفر و اسلام مین اور ظلم و عدل مین اور فسق و عبادت مین فرق نہ کرنا اور کفار حربی کی اعانت مین اصرار کرنا اور اپنے تئین عدم اطاعت اوامر و مناہی الٰہی مین خصوص مادہ منع معاونت دار الحربی مین کہ نص جلی کلام مجید مین بتاکید واقع ہے خلق و خالق کے نزدیک مطعون ہونا۔ چنانچہ مکرر اس باب مین مینے فرامین نصیحت آمیز آداب ان آدمیون کے ہاتھ بھیجے تو بھی پنبۂ غفلت گوش سے نہ نکالا۔ بلکہ اسپر طرہ یہ ہوا کہ سبھا کو لاکھ ہون بھیجے جسکا حال ہمنے سنا۔ باوجود اس غرور و مستی بادۂ ناکامی اپنے افعال اور زشتی اعمال پر نظر نہ کرتی اور دونو جہان مین رستگاری کا امیدوار ہونا ع زہی تصور باطل نہ ہے خیال محال۔

جب ابوالحسن بالکل مایوس ہوا تو بادشاہی لشکر سے لڑنے کے لیئے شیخ منہاج و شرزہ خان و مصطفی خان لاری اور سردارون کو بھیجا اور رخصت کے وقت یہ ارشاد کیا کہ تا مقدور بادشاہ کو زندہ گرفتار کرین اور اعزاز کے ساتھ لائین تو امرا نے کہا کہ عالمگیر کی طرف سے ہمارا دل و جگر انگریز رہا ہے فتح پانے کے بعد ہم سے اسکی عزت نہین ہوسکیگی۔ جب بادشاہ حیدرآباد سے دو منزل پر آیا تو بعض دکن کے سردار چالیس پچاس ہزار سوار لشکر شاہی سے بیفائدہ دور پڑے رہے۔ غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ بیجاپور کی تسخیر کے بعد ابراہیم گدھ کے محاصرہ کے لئے مامور ہوا تھا۔ اسکی عرضداشت مع قلعہ کی طلائی کنجی کے

مژدہ فتح کے ساتھ آئی اور اسنے لکھا کہ مین ابلغار کرکے حضور پاس روانہ ہوا۔
۲۴ ربیع الاوّل ۹۷ء کو بادشاہ قلعہ گلکندہ سے ایک کروہ پر خیمہ زن ہوا اس سے
اس سرزمین مین ایک تہلکہ عظیم پڑ گیا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ مورچال تقسیم ہون اور
اسباب قلعہ گیری فراہم ہون۔ قلعہ کے برج و بارہ توپون کے گولون سے ڈھائے
جائین اور دمدمے بنائے جائین۔ بادشاہ نے یہ بھی سنا کہ لشکر کی اطراف
مین ابوالحسن کی فوج شوخی سے پیش آتی ہے اسکی تنبیہ کے لئے امراء مامور ہوئے
دونو فوجون مین مقابلہ و مقاتلہ کا مصافحہ و معانقہ ہوا قلعہ کے اوپر سے بھی
گولے و رہان برسنے شروع ہوئے۔ خواجہ ابوالمکارم شاہ عالم کے لشکر مین
زخمی ہوا۔ دونو طرف کے آدمی مارے گئے۔ بادشاہی لشکر نے بہادری کرکے دکنیون
کو بھگا دیا۔ جب فیروز جنگ آ گیا تو مورچالون اور دمدمون اور تقسیم اذواج کا اور
مصالح کی گرد آوری کا انتظام خوب ہو گیا۔ قلیچ خان بہادر پدر فیروز جنگ کے
داہنے ہاتھ مین گولہ لگا۔ دو تین روز بعد اسکا انتقال ہوا۔

بیجاپور کے محاصرہ مین شاہ عالم سے بادشاہ بدگمان ہوا تھا اب گول کنڈہ کے
محاصرہ مین شاہ عالم سے جانب راست کا تعلق تھا۔ ابوالحسن محبت آمیز خفت انگیز
پیغام اور تحفے و ہدیے اس پاس بھیجتا کہ وہ کسی طرح سے بادشاہ سے اسکی عفو تقصیرات
کراوے۔ شاہ عالم یہ جانتا تھا کہ دونو صورتون صلح و جنگ مین میرے استصواب سے
انفصال ہو اور بحد مقدور مین ابوالحسن کو اپنا مرہون احسان کروان فتنہ جو
واقعہ طلب آدمیون نے اس پیام سے اطلاع پاکر بادشاہ کے کان مین اسکو بہت
آہستہ تا سنے پہنچایا اور شاہ عالم اپنی بیوی نورالنسا بیگم پر بسبب اسکی حسن و صورت
و لیاقت کے فریفتہ تھا جسکی سو کنین جلتی تھین انہون نے اسکی نسبت بادشاہ سے کہہ دیا
کہ وہ ابوالحسن اور شاہ عالم کے درمیان پیغام و سلام کا واسطہ ہے اور لباس
بدل کر قلعہ گلکندہ مین عہد و پیمان کے لئے جاتی ہے۔ یہ ٹھیرا ہے کہ ابوالحسن کے

شاہزادہ محمد معظم کا تقرر ہوا۔

بارہ مین پادشاہزادہ کی التماس پر پادشاہ صلح کو منظور نہ کرے تو ابوالحسن کی رفاقت شاہزادہ کرے۔ اعظم شاہ کے بعض ہمدردون نے پادشاہ کو خبر پہنچائی کہ شاہ عالم قلعہ جانے کے فکر مین ہی۔ رفتہ رفتہ قلعہ گولکنڈہ مین یوساطت خفیہ نویس مورچال کے جو نوشتجات بھیجے جاتے تھے وہ فیروز جنگ کے ہاتھ مین پڑے۔ ان امارات کے اخلاصی نے اثبات مدعا پر گواہی دی۔ خان ایک رات کو اپنے مرحلہ سے حضور مین آیا اُسنے ان نوشتون کو پادشاہ کو دکھلایا۔ پادشاہ نے حیات خان و خواجہ ابوالمکارم سے جو شاہ عالم کے بڑے مقرب تھے۔ اصل حال پوچھا تو اُنھون نے کہا کہ شاہزادہ کا ارادہ کوئی فاسد نہین ہی۔ وہ یہ چاہتا ہے کہ اسکی التماس سے ابوالحسن کا قصور معاف۔ یا اسکی سعی سے قلعہ فتح کیا جاے۔ حیات خان نے بہت دلائل سے پادشاہزادہ کی بے تقصیری ظاہر کی مگر پادشاہ کے دل سے سوء ظن اسکی طرف سے نہین دور ہوا۔ ۱۸ ربیع الثانی سنہ ۹۷ کو شاہ عالم اور اسکے بیٹے محمد عظیم کو ایک مکان مین بلا کر مقید کیا۔ ہتیار لے لئے اور سارے کارخانے شاہزادہ محمد معظم کے سرکار مین ضبط ہوگئے اُسکا منصب چھین گیا اسکی جاگیر اور جاگیرداروں کو دی گئی۔ نور النسا بیگم مقید ہوئی کہتے ہین کہ جب پادشاہ نے یہ کام کیا تو محل مین کہا کہ بیس چالیس برس کی محنت کو خاک مین ملاتا ہون۔ اسکے شاہزادہ کی حبس و خلاصی کا حال آیندہ لکھا جائیگا۔

محاصرہ گول کنڈہ مین ہر روز اور ہر ہفتہ مین مورچال بڑھتے چلے جاتے تھے ایک دن لشکر شاہی سے شیخ نظام و مصطفے خان لاری عرف عبدالرزاق بڑی شوخی سے پیش آئے اور عجب زد و خورد ہوئی اور کشور سنگھ ہاڈہ کے زخم کاری لگا اور گھوڑے سے گرا اور راجپوتون کی ایک جماعت کشتہ ہوئی اور چند نامور بھی قتل و زخمی ہوئے اور اس قلعہ دکنیون نے لشکر شاہی پر ہجوم کیا کہ اسکو اپنے مردون کی لاشون کو نہ اٹھانے دیا۔ مگر آخر کو لشکر شاہی کی کوشش سے دکنی فرار ہوگئے شیخ مہناج اور شیخ نظام اور اکثر ملازم ابوالحسن کے بادشاہ پاس چلے ہے

محاصرہ گولکنڈہ کا بیان

اور انکو عمدہ خطاب اور منصب مل گئے محمد ابراہیم کہ شاہزادہ سے آن کر ملا تھا اسکو مہابت خان کا خطاب اور ہفت ہزاری شش ہزار سوار کا منصب ملا وہ سب سے زیادہ قلعہ کی فتح مین کوشش کرتا تھا شیخ نظام کو تقرب خان کا خطاب اور شش ہزار پنجہزار سوار کا منصب ملا۔ ابوالحسن کا اول سے آخر تک خیر خواہ اور ہمراہ مصطفی خان لاری عرف عبدالرزاق رہا۔ محاصرہ کا امتداد ہوا قلعہ مین بہت سا ذخیرہ و باروت و اسباب توپخانہ تھا۔ شبانہ روز برابر قلعہ کے در و دیوار اور برج و بارہ سے گولہ توپ و گولہ تفنگ و بان و حقہ آتشبار برس رہا تھا۔ بہت آتشبازی اور دھوئین کے اٹھنے سے رات دن مین فرق نہین معلوم ہوتا تھا اور بادشاہی لشکر کے نامی آدمی زخمی اور کشتہ ہوتے۔ فیروز جنگ اور صفشکن خان و عزت خان و مہابت خان سب سے زیادہ جانفشانی کرتے تھے مورچال کو خندق کے کنارہ تک پہنچانا یہ کام ایک سال مین ہونا مشکل تھا۔ انہون نے ایک ماہ چند روز مین کر دیا۔ اور خندق کے پر کرنے کا حکم دیا کہتے ہین کہ اول خود عالمگیر نے وضو کر کے کیسۂ کر پاس کو خاک کے پر کرنے کے لئے اپنے ہاتھ سے سیا۔ بڑے بڑے اونچے دمدمے بنائے گئے اور انپر بڑی بڑی توپین قلعہ کے محاذی چڑھائی گئین۔ جنہون نے حصار کے ارکان کو ہلا دیا لیکن غلہ کی گرانی اور کمیابی اس مرتبہ پر ہوئی کہ اکثر صاحب ثروتون کے حوصلے بگڑ گئے اور جو بیچارے بے لبنا عتون پر گذرا وہ بیان نہین ہو سکتا۔ اس سال کی ابتدا مین گلزار دکن مین بارانی کی کمی کے سبب سے خوشہ جوار و باجرہ کہ خریف کی عمدہ جنس ہے اور اس ملک کے غربا کی قوت کا مدار ان ہی پر ہے۔ ابھی اطفال نبات کے گلو سے نکلے نہ تھے کہ خشک ہو گئے۔ اور فوج کشی اور کمی باران کے سبب سے شالی کی کشت کا نہ ہوئی جسپر حیدرآباد کے آدمیون کی زیست کا مدار ہے۔ دوم یہ کہ دکنیون مین بھا کی فوج جو حیدرآباد کی مدد کے لئے اطراف لشکر مین تاخت کرتی تھی وہ رسد غلہ کے پہنچنے کی مانع ہوئی اور وبا کا اثر بھی بندہائے خدا کے ہلاک کرنے مین معاون ہوا

ان حوادث سے ایک عالم تلف ہوا۔ بہت سی گرسنگی و بے برگی کی تاب لاکر ابوالحسن پاس چلے گئے بعض نے خفیہ نفاق کرکے محصورون کی معاونت کی۔ جب ایام محاصرہ پر امتداد ہوا پادشاہزادہ محمد اعظم کو جو شاہ عالم کے نفاق کے سبب سے اجین اور اکبرآباد کے انتظام کے لئے بھیجدیا گیا تھا۔ وہ برہان پور مین پہنچا تھا کہ پادشاہ نے اسکو بلالیا۔ محمد اعظم کے آنے کے بعد گرانی غلہ زیادہ ہوئی تو میرزا یار علی رسد خلد کا داروغہ مقرر ہوا اسنے یہ سمجھ کر کہ مجھ سے سکا اہتمام نہ ہوگا انکار کیا اسپر شاہزادہ محمد اعظم نے کہا کہ اس پاجی کا کیا یارا ہے کہ ولی نعمت کے حکم سے انکار کرے اسکو پادشاہ نے دیوان سے خارج کردیا۔ عبدالکریم کو یہ کام سپرد ہوا اب گرانی کی صعوبات یہ تھین کہ باد و باران و پانی کی طغیانی کے سبب اور مصائب کا اضافہ ہوا۔

سوانح سال بست ویکم سنہ ۱۰۹۸

اواخر ماہ ذیقعدہ شروع سال بست ویکم سنہ ۱۰۹۸ کو روح اللہ خان نے رحمت خان افغان بہنی کے وساطت سے عبداللہ خان سے پیغام سلام شروع کئے ابوالحسن کا بڑا معتبر نوکر عبداللہ خان تھا اور اس دروازہ پر صاحب اختیار تھا جسکو کھڑکی کہتے ہین۔ ایک پہر رات باقی تھی کہ روح اللہ خان و مختار خان و رحمت خان و صفشکن خان و خواجہ مکارم رئیسون پر دمدمہ کے اوپر سے اور ان راہون سے جو توپون کی ضرب سے شکستہ ہوگئین تھین عبداللہ خان بہنی کے اشارہ سے حصار مین داخل ہوئے۔ پادشاہزادہ محمد اعظم اپنی فوج کے ساتھ ہاتھی پر سوار دروازہ کی طرف آن کر صبح الباب کا منتظر رہا ان لوگون نے قلعہ کے اندر جاکر دروازہ کھولا۔ قلعہ کے مفتوح ہونے کا آوازہ بلند ہوا۔ عبدالرزاق لاری نے حق نمک ادا کیا بہتیرے ہی آدمیون سے پادشاہی لشکر سے خوب لڑا اور زخمون سے چور چور ہوا۔ موت نہ آئی تھی کہ اسکو حسین بیگ کے گھر مین لوگون نے پہنچادیا۔

جب ابوالحسن کو اسکی خبر ہوئی اور اندر اور باہر سے جزع و فزع کی آوازہ بلند ہوئی۔ تو ابوالحسن نے خدمہ محل کی تسلی مین کوشش کی اور انسے رخصت ہوکر اپنے مکان خاص مین

حاشیہ: قلعہ گولکنڈہ کی فتح

آیا اور مسند پر مہانہائے ناخواندہ کے انتظار مین بیٹھا کھانے کا وقت اسکا آگیا تھا اسلئے اُسنے بکاول
پر تاکید کی۔ روح اللہ خان و بختیار خان اور نامبردہ آئے تو زبانی سلام علیک مین سبقت
کی۔ وقار سلطنت کو ہاتھ سے نہین دیا سب کے سلام کا جواب وداری اور تعظیم کے ساتھ دیا
اور ہر ایک سے گرمجوشی و فصاحت کلام سے متکلم ہوا۔ عقلاء تجربہ کار کہا ہے کہ جب برگشتہ
اختر صاحب شرو تون کو جیل حوادث سے لیل و نہار سر و کار پیکار رونما ہوتا ہے تو وہ
حوصلۂ بردباری کو ہاتھ سے نہین دیتے۔ رضا و تسلیم کو اختیار کرتے ہین صبح تک باہم محبت
بے نفاق رہی۔ بکاول نے دسترخوان بچھایا۔ اُسنے امراء کی صلاء کی۔ ایک دو اُس کے ساتھ
کھانے مین شریک ہوئے۔ روح اللہ خان نے عرض کیا۔ مجھے تعجب ہے کہ آپ سے اس
تشویش مین کھانا کس طرح کھایا جاتا ہے۔ ابوالحسن نے جواب دیا کہ تم نے جو بات کہی
وہ جمہور کا طریقہ ہے لیکن میرا اعتقاد اس خدا سے یہ ہے جسنے تجھے اور شاہ و گدا
کو پیدا کیا ہے کہ وہ کسی وقت و حالت مین اپنی نظر لطف کو بندہ سے باز نہین رکھتا ہے
اور رزق مقسوم اسکو پہنچاتا ہے اگرچہ میرے بزرگون کے جد پدری مادری نے ہمیشہ
رفاہ اور آبرو کے ساتھ زندگی بسر کی ہے مگر کچھ دنون مصلحت پروردگار کا اقتضاء یہ تھا
کہ پندرہ سولہ برس تک مین فقیری کے لباس مین رہا پھر خدا نے مجھ عاجز پر وہ فضل کیا
کہ جسکا مجھے یا دوسرے کو شان گمان بھی نہ تھا۔ ایک ساعت واحد مین میرے لئے
بادشاہی کا سامان تیار کر دیا۔ الحمد للہ کہ میرے دل مین کوئی ہوس اور آرزو باقی
نہین۔ لاکھون روپئے بخشی کروڑون خرچ کئے۔ اب سلطنت مین بعض اعمال ناشائستہ
مجھ سے ایسے سرزد ہوئے کہ اسکے مکافات مین خدا نے نظر لطف کو مجھ سے اُٹھا لیا پھر بھی
مین شکر کرتا ہون کہ چند سال کی ریست کے لئے عالمگیر دیندار کے ہاتھ مین میری خیار
کی عنان دی ہے۔ پھر وہ الہائے مروارید گردن مین ڈال کر امراء کے ساتھ گھوڑے
پر سوار ہوا۔ شاہزادہ محمد اعظم دروازہ پر ایک چھوٹے ہاتھی مین اوترا ہوا تھا اسکے پاس
ابوالحسن گیا اور خوشی سے مالہ مروارید کہ اسکی گردن مین تھی اُتار کر نذر دی شاہزادہ نے

قبول کی اور اسکی پیٹھ پر ہاتھ رکھکر اسکو تسلی دی اور اسکو بادشاہ کی خدمت مین لایا۔
بادشاہ نے بھی اسکی عزت کی اور دولت آباد مین بھیجدیا اور اسکے احوال ضروری کے
لائق خوراک و پوشاک و خوشبوئین مقرر کردین کہ وہ فراغ بالی سے اپنی زندگی بسر کرے
بعد اسکے ابوالحسن اور اسکے امیرون کے مال کے ضبط مین متصدیان شاہی مشغول ہوئے۔
عبدالرزاق بالکل بیہوش تھا۔ کہ اسکو روح اللہ خان کے پاس لائے۔ جب صف شکن خان
کی نظر اسپر پڑی تو اسنے کہا کہ یہ وہی لاری ناپاک بے ادب ہی اسکا سر کاٹ کے
دروازہ پر لٹکانا چاہیئے۔ روح اللہ خان نے کہا کہ مردہ کا سر جسکی امید حیات اصلا
نہین ہی بے حکم کاٹنا مروت سے دور ہے اسکی حقیقت بادشاہ سے عرض کی گئی۔
بادشاہ نے اسکے علاج کے لئے فرنگی اور ہندوستانی جراح مقرر کئے اور بادشاہ نے
روح اللہ خان سے کہا کہ اگر ابوالحسن پاس کوئی دوسرا نمک حلال نوکر عبدالرزاق سا ہوتا
ہوتا تو قلعہ کی فتح مین بڑا عرصہ لگتا۔ جب کچھ عبدالرزاق مین جان آئی تو بادشاہ نے
اسکو کہلا بھیجوایا کہ مین نے تمہاری ساری تقصیرات معاف کین اور پسر کلان عبدالقادر
اور بیٹون کو جو لائق نوکری ہون بھیجدو کہ منصب سے سرافراز ہون اور باپ کی طرف سے
تقصیرات کی تسلیمات بجا لائین۔ جب یہ پیغام اس بہادر نمک حلال پاس پہنچا۔ گو
زبان مین لکنت تھی اس حال مین بھی اسنے جواب دیا۔ کہ مین قدردانی کے آداب شکر
کی تقدیم کرتا ہون اور عرض کرتا ہون میری سخت جان ابھی تک نہین نکلی ہی اس
حال مین حیات کی امید رکھنا خیال محال ہی۔ اگر خدا تعالی نے مجھے دوبارہ زندگی عطا
کی تو بھی مراسم نوکری کی تقدیم مجھ سے متعذر ہے اور اگر نوکری بھی کرسکون تو جس شخص
کے گوشت و پوست نے ابوالحسن کے نمک سے پرورش پائی ہو وہ عالمگیر کی نوکری نہین کرسکتا
عالمگیر نے یہ سنکر فرمایا کہ جب وہ اچھا ہوجائے تو اسکا حال عرض کیا جائے۔
جب وہ اچھا ہوگیا۔ بادشاہ نے اسی نوکری کے لئے کہا۔ انکار کیا۔ بادشاہ نے
اسکو اور اسکے بیٹے کو قید کرنے کا حکم دیا تو نوکری قبول کی۔

ابوالحسن کا جو مال ضبط ہوا اسکی تفصیل یہ ہی ۶۸ لاکھ ۱۵ ہزار ہون اور ۲ کروڑ ۳۵ ہزار روپیہ نقد تخمیناً چھ کروڑ اسی لاکھ دس ہزار روپیہ اور اسکے سوا جواہر و مرصع آلات وظروف طلا و نقرہ۔ جمع اسکے ملک کی ایک ارب ۱۵ کروڑ تیرہ لاکھ دام دفتر مین لکھی تھی۔ تاریخ فتح عبدالکریم نے فتح قلعہ گولکنڈہ مبارک باد کہی۔ بادشاہ کو پسند آئی۔ جب بادشاہ نے حیدرآباد کی ولایت وسیع کو ضبط کرلیا اور اسکے تمام قلعون پر قبضہ کرلیا اور اطراف و جوانب مین ناظم و ضابط بھیجدیئے۔ حیدرآباد کے نوکر تسلیم بجالائے۔ اورانکو بقدر حالت سرافراز کرلیا۔ تو ولایت سکھر کی تسخیر کا قصد کیا جو بیجاپور اور حیدرآباد کے درمیان واقع ہی۔ وہان پید یا پریہ نامک قوم ڈھیڈہ کئی پیڑھی سے حکومت رکھتا تھا اور بارہ ہزار سوار اور ایک لاکھ پیادہ کا سردار تھا۔ بڑے بڑے مضبوط قلعے اس پاس تھے اسکا مسکن حصانت مین بڑا مشہور تھا۔ بیجاپور اور حیدرآباد کے ساتھ ہمسری کا دعوی رکھتا تھا کوئی مسلمان اسکا استیصال نہین کرسکا۔ بلکہ مسلمانون نے اسکو اپنا معاون اور روز بد مین کام آنے والا جانا جب بیجاپور کا محاصرہ ہو رہا تھا تو سکندر نے کے لئے چھ ہزار جنگی پیادون کا لشکر بھیجا تھا جسکو فیروز جنگ نے قتل اور اسیر کیا تھا اور جب حیدرآباد کا محاصرہ ہوا تو پھر اسنے مکر روہی حرکت کی جو پہلے کرچکا تھا۔ غرض بارہ ہزار سپاہ وہ بادشاہ کی رسد کے روکنے کے لئے بھیج چکا تھا تو بادشاہ نے ایک لشکر بسرکردگی خان مراد خان خلف روح اللہ خان تعین کیا کہ اسکے ملک کو تاخت و تاراج و خراب کرے خانہ زاد خان اسکے ملک مین آیا اور اور لشکر کے اطراف کے معمورون کو ویران کیا۔ اور قلعہ گلکندہ کی تسخیر کی خبر نے نشا رپایا تو وہ خواب پندار سے بیدار ہوا اور اسنے کہا کہ ملک مالک الملک کو سپرد کرتا ہون اور بادشاہ سلاطین پناہ کی اطاعت کرتا ہون میری عزت مین فرق نہ آئے اور میری جان بچ جائے۔ خان مذکور نے بادشاہ کے حکم سے اسکے خان و مان کی محافظت کی اور پرگاہ اسکا ضائع نہ ہونے دیا وہ قلعہ سے باہر خان سے ملنے آیا دوم صفر ۱۰۹۹ھ کو اولیای اسلام کو قلعہ سپرد کیا۔ خانہ زاد خان

اس دیار مین جسمین کسی نے اذان کی آواز نہین سنی تھی بانگ صلوٰۃ اور اذان کو بلند کیا
اور قلعہ کے پہاڑ پر ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور پادشاہ کے حکم سے یہان کی قلعہ داری ایک
بندۂ شاہی کو سپرد کی اور یہ یہ کو ساتھ لے کر حضور مین آیا۔ ۲ ربیع الاول سنہ ۱۰۹۹ کو یہ یہ
پادشاہ کا قدمبوس ہوا اور بہ تقاضاے مصلحت اسکو پنجہزاری چار ہزار کا منصب ملا تھوڑے
دنون کے بعد وہ مر گیا۔ بڑا بدصورت تھا۔ پادشاہ نے اسکے بیٹون اور اقربا کو مناسب
مناصب پر مقرر کیا اور سکھر کا نام نصرت آباد رکھا اور اسکو ممالک محروسہ مین داخل کیا۔
باوجودیکہ حیدرآباد کی آب و ہوا پادشاہ کے مزاج کے ناموافق تھی مگر پادشاہ وہان
گیا۔ جہان جہان بانی کا نتیجہ پیدا ہوتا تھا اسکو منظور تھا کہ سبھا کو سزا دے۔ سکندر اور
ابوالحسن کے ساتھ وہ موافقت رکھتا تھا۔ غرہ شہر ربیع الاول سنہ ۱۱ جلوس کو بیجاپور کیطرف
چلا خان بہادر فیروز جنگ کو ۲۵ ہزار سوارون کے ساتھ مامور کیا کہ وہ مسعود حسین کے
قلعہ دودنی کو تسخیر کرے۔ یہ حبشی سکندر عادل شاہ کے باپ کا غلام تھا۔ جب عادل شاہی
دولت مین خلل پڑا تو اسنے اسکے صاحبزادہ کے ساتھ کافرنعمتی کی برائے نام اسکو حاکم
بنائے رکھا۔ اور عمدہ خزائن و دفائن و امتعہ گزیدہ و جواہر نفیسہ خود قلعۂ مذکور مین لیجاکر
متحصن ہوا۔ پادشاہ نے شاہزادہ محمد اعظم کو سبھا کے استیصال کے لئے چالیس ہزار سوارون کے ساتھ روانہ
کیا اور خود پادشاہ ۱۴ ربیع الآخر کو ظفرآباد بیدر مین آیا۔ ابوالحسن جسنے پندرہ برس
کی حکومت مین کبھی سفر نہ کیا تھا اسکو ہر روز سواری کرنا دشوار تھی وہ اس عرصہ مین
ایک کروہ مسافت طے کرکے محمد نگر مین آیا تھا اسنے گوشہ نشینی کی التماس کی حکم ہوا کہ
خان بہادر خان اسکو دولت آباد مین پہنچا دے اور کارپرداز اسکے خورد و خواب کا
اسباب دنیا جو نازپروردون کے لئے ضرور ہی مہیا کردین اور پچاس ہزار روپیہ
سالانہ ان ضروری اسباب کے لئے مقرر کیا۔ سویم جمادی الاولی کو پادشاہ
گلبرگہ مین آیا سات روز قیام کیا اور ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ بیجاپور مین آیا
ہر صنف کے مساکین اور فقراء و گوشہ نشین جو شہر اور اسکے نواحی کی بسر ہمزدگی کر

پادشاہ کا دارالظفر بیجاپور کو جانا۔

نہایت محتاج ہو گئے وہ اس کم بخت عمالت سے نکلے اور دلخواہ جمعیت انکو حاصل ہوئی
پادشاہ نے بہت سی خستہ دلون کو آسودہ کیا۔

نعمت خان عرف میرزا محمد جسکا آخر کو خطاب دانشمند خان ہوا۔ وہ اس عہد
عالمگیری کے مستعدون مین سے ایک تھا نظم و نثر و اکثر علوم عقلی اور نقلی سے بہرہ
تام رکھتا تھا اسنے محاصرہ حیدرآباد کا حال لکھا ہے۔ جسکا نام وقائع نعمت خان عالی
مشہور ہے شوخی طبع کے سبب سے اسکا کلام ہجو ملیح و بذلہ گوئی سے خالی نہین ضلع جگت
پھبتی پھکڑ کا اس مین بڑا مزہ ہے۔ کہتے ہین کہ جب عالمگیر کو اسکی خبر ہوئی کہ اس طرح
کے وقائع روزانہ نعمت خان لکھتا ہے تو اسکے خیمے کو گھیر لیا اور ان صندوقون کو
پادشاہ نے بہکوا دیا جنمین یہ وقائع تھے۔ چند وقائع جو یاران جلسہ نقل کر کے لے گئے
تھے وہ باقی رہی۔ خافی خان نے بھی اس لڑائی کو بڑی آب و تاب سے لکھا ہے۔ اور
نعمت خان عالی کے وقائع کی عبارتون کو بہت نقل کیا ہے جس سے وہ نعمت خان کا
بھائی بنا ہے۔ گو اسکا بیان نعمت خان جیسا فحش نہین ہے مگر پھر بھی پایہ تاریخی سے
ساقط ہے۔ یہ دونو ابوالحسن کی قابلیتون اور لیاقتون کی بڑی تعریف کرتے ہین۔
کہین لکھا ہے کہ ابوالحسن تانا بیشا نے پادشاہ سے کہلا بھیجا یا کہ پانچ چھ لاکھ تھیلے غلہ
کے مجھ سے لے لیجے اور فوج کو بھوکا نہ مرنے دیجے۔ پادشاہ نے اسکے جواب مین کلمات
ناصواب کہے۔ کہین لکھا ہے کہ قاضی شیخ الاسلام سے پادشاہ نے حیدرآباد اور
بیجاپور کی مہم کے جواز کا استفسار کیا تو اسنے خلاف مرضی جواب دیا اس لئے وہ
حج کو جسکا مدت سے اسکا ارادہ تھا چلا گیا۔ بعد بہ اس خدمت پر مقرر ہوا اسنے
عرض کیا کہ ابوالحسن مسلمان ہے اور حکم کی اطاعت کرتا ہے۔ محاصرہ اور جنگ کے
سبب دونو طرف مسلمانون کی ایک جماعت کشتہ ہوتی ہے اگر اسکے جریدہ اعمال پر قلم
عفو کھینچی جاے۔ تو بحکم لصلح خیر۔ قتال و جدال موقوف ہو جائے۔ شریعت کے مطابق
مسلمانون کے حال پر ترحم بیجا نہین ہوگا۔ اس بیجا عرض کے جواب مین اُس کو

نعمت خان عالی کا وقائع و حافی خان۔

حکم دیا کہ چند روز مجرے کو نہ آئے خافی خان و نعمت خان و نو بخت شیعہ ہین مذہب
اونکو سنت جماعتون کے کامون کے برے رخ کو دکھاتا ہی اور اچھی رخ کو چھپاتا ہے
اسلئے اگر اہل سنت کا وہ کوئی بھلا کام بھی لکھتے ہین تو اسمین ایک رخنہ نکالدیتے ہین
خافی خان نے قسم کھائی ہی کہ عالمگیر کا کوئی کام ایسا نہ لکھے جسمین تزویر و مکر و فریب ہو
کوئی اہلکار شاہی اسکا ہم مذہب ہوتا ہی تو اسکی ستایش کا طومار باندھتا ہے۔
آگے ہم مرہٹون اور بادشاہ کے معاملات اور بعض اور مقدمات کو انگریزی تاریخون
سے نقل کرتے ہین جسسے بالاجمال حال معلوم ہو جائیگا۔ پھر اسکی تفصیل فارسی تاریخون سے
کرتے ہین۔ ان فتوحات سے اورنگ زیب کا گل مراد شگفتہ ہوا مگر اسکے مرتے ہی پژمردہ
ہوگیا بیجاپور اور گول کنڈہ کی ریاستون کو یون خاک مین ملانا اور اسکو ممالک محروسہ مین
شامل کرنا عقل دور اندیش کا کام نہ تھا کہ ان سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی
حکومت قائم تھی اور انکے سبب سے امن آمان اور خاصہ انتظام رہتا تھا۔ مرہٹون پر
اسلام کا رعب اب تھا جب وہ برباد ہوگئین تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ
اور منتشر ہوگئے۔ پٹھانون اور بیگانہ ملکون کی سپاہ نے تو بادشاہ کی ملازمت اختیار کی
اور جو افسرون مین سے اپنے اقاون سے بیوفا بن کر یا بیکار ہوکر بادشاہ کی خدمت
اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجے چڑھانے کے لئے بادشاہ کو اپنے
موروثی کاررداز موقوف کرنے پڑے اور باقی سپاہ اور افسر کیا تو سنبھاجی سے جاکر ملگئے
یا بجائے خود قزاقی اور راہزنی کا پیشہ اختیار کیا اسی طرح فساد اور نزاعون کا دکن
گھر بن گیا دور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو
جولڑائیان اور قزاقیان کرتے اُن مین وہ ان کے رفیق بننے کو تیار رہتے کیونکہ وہ
مرہٹون ہی کو اپنے ان افعالون کا حامی اور مددگار جانتے۔ اُن ہی کی ذات کو سرکشی کا
بانی سمجھتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار کہ زیر طناب ہی
بستے تھے وہ بادشاہ کی حکومت سے ناراض تھے۔ اور بادشاہ کے تعصب مذہبی نے

آن فتوحات کا اثر اور لون کے لئے انتظامی۔

ہندوؤن مین بھی ایک جوش مذہبی پیدا کر دیا۔ ان وجوہ سے دکن کی فتح کا سہرہ کیا بادشاہ کے سر پر چڑھا تھا کٹارون کا ہار اُسکے گلے مین پڑا تھا جسنے آخر اپنے زخمون سے گور مین اُسکو پہنچایا۔

حال مین جو فتوحات نصیب ہوئین اُن سے بادشاہ نے یہ فائدہ اُٹھایا کہ ۱۶۸۸ء مین بیجاپور اور گول کنڈہ کی ساری ملک و بلکہ اُن ریاستون پر بھی جو جنوب مین اُنھون نے فتح کین قبضہ کیا اور ساہوجی کی جاگیر واقع میسور کو بھی دبا لیا۔ اور ونکاجی کے علاقہ کو تنجور تک محدود رکھا۔ اور سیواجی نے جو اپنے آخر وقت مین ملک فتح کئے تھے اُنمین سے سب مرہٹون کو مجبور کر کے نکال دیا۔ وہ اپنی پہاڑی قلعون مین جا بیٹھے۔ اگرچہ بادشاہ نے سپاہیانہ اس ملک کو فتح کر لیا۔ مگر اسکے بندوبست اور انتظام کا نقشہ خوب جما۔ چنانچہ اضلاع مین محاصل کا ٹھیکہ دیس مکھیون اور زمیندارون کو دیا جاتا اور اُنکی حکومت افسران جنگی کی سپرد ہوتی اور انکو چوتھ محاصل خرچ تحصیل کے لئے دیجاتی۔ جو روپیہ وصول ہوتا تھا اُسمین سے یہ افسر اپنی فوج کی تنخواہ منہا دیکر باقی روپیہ بادشاہ پاس بھیجتے تھے اور اگر یہ اضلاع بعض اور افسرون کی تنخواہ مین کسی میعاد مقررہ تک جاگیر مین دیدیے جاتے تو وہ روپیہ بھی بادشاہ پاس نہ بھیجا جاتا۔ یہ افسر لیتے اور اکثر یہی ہوتا۔ سیواجی کے پوت سنبھاجی اپنی محلون مین پڑے اینڈا کئے۔ اور اورنگ زیب کی ان فتوحات کو دیکھا کئے مرہٹون کی کاہلی اور سستی کا سبب بتلاتے ہین کہ اُسکے وزیر پنڈت کلوشا نے اُسپر سحر کر دیا تھا مگر اصل حقیقت یہ ہے کہ وہ مغربی ساحل کے چھوٹی چھوٹی ریاستون کی حسد اور سازشون اور فسادون سے نہایت عاجز اور پریشان تھا۔ عیاشی اور مے نوشی کی کثرت سے اُسکے قوا جسمانی ضعیف ہو گئے تھے۔ ایک نامرد اور بیہودہ وزیر کے رایون کا ایسا غلام بن رہا تھا کہ اُسے اُسکی اور اُسکے تمام قوم کی چستی اور چالاکی تیزی پھرتی یہ سب ٹھنڈی ہو گئی تھین اگر ایسے وقت مین سیواجی زندہ ہوتا تو وہ دس بارہ گھنٹے مین ساری دکن کو مغلون کے مقابل مین کھڑا کر دیتا۔ کیا وہ بیجاپور اور گول کنڈہ کی ریاستون کے ساتھ ہوتا

سنبھاجی کو ونکاجی کی جاگیر سے بیدخل کرنے کی کوشش کی اور ونکاجی کو مدد دینے کے لئے خود دکن مین آیا

سنبھاجی کو ونکاجی کی جاگیر سے بیدخل کرنے کی کوشش کی اور ونکاجی کو مدد دینے کے لئے خود دکن مین آیا

کیا وہ انگریز اور پرتگیزون سے مدد نہ لیتا۔ کیا وہ سیدی کو اپنا رفیق نہ بناتا۔ کیا
وہ میسور کے ہندو راجہ جگ دیو جسکا آجکل اقبال چمکنے کو تھا اس کام مین شریک نہ کرتا
کیا وہ اصلی آزاد باشندون کو لڑائی کے لئے نہ کھڑا کرتا۔ یہ سب وہ ضرور کرتا۔ مگر
سنبھاجی نالایق کیا کرتا اُسکے تو خیال مین یہ ایک بات بھی نہ آئی اُسنے دکن کی سلطنت
گھر آئی آوائی جان بوجھ کر گنوائی۔ شاہزادہ اکبر اسکے گھر آئے اور بار بار اپنے باپ کے مغلوب
کرنے کی تدبیرین بتلائین۔ اور اسکے ساتھ سنبھاجی وہ طرز و طریقہ برتے کہ جسکے سبب
شہزادہ اُسے چھوڑ کر ۱۶۸۸ء مین ایران کو جائے اُسنے یاد دہ کیا نالائقی اور کاہلی سنبھاجی
کی ہوسکتی ہو (کہتے ہین یہ شہزادہ ایران مین ۱۷۰۶ء مین مرگیا۔ شاہ ایران نے اسکی
بڑی آؤ بھگت کی)۔

سیواجی نے جو جنگی اور ملکی انتظامون کی کل بنائی تھی اب اُسکے سب پرزے ٹوٹ پھوٹ کر
برابر ہوگئے تھے۔ ایک قلعون کا پرزہ باقی تھا اور وہ بیکار نہ ہوا تھا۔ مرہٹون کی
ماین جو میدانی ملک تھا اُسپر بادشاہ کا قبضہ ہوگیا تھا اور قلعون پر محاصرے پڑے تھے
اور بعض اُنمین سے چھین بھی گئے تھے۔ اگر سب قلعے چھن جاتے تو مرہٹون کی سلطنت کا نام بھی نہین
رہتا۔ اُن سب کے نہ چھننے کا یہ سبب تھا کہ باوجود سنبھاجی کی کاہلی اور سستی کے بعض اسکے
سردار ہاتھ پیر ہلائے جاتے تھے۔ اور بادشاہی لشکرون کے مقابل مین تلوار چلائے
یہ بات بڑی تعجب کی ہو کہ اس اولوالعزم اور اکھڑ قوم مرہٹون نے اپنی بہبود اور فلاح
کے لئے سنبھاجی کو باوجود ان حرکات اور سکنات کے مار کیون نہ ڈالا۔ اور ایک
آدمی کے نہ مارنے سے اپنی قومی ترقی کو کیون روکا مگر جو کام اُنکو خود کرنا چاہئے
تھا وہ مرہٹون کی خوش نصیبی سے بادشاہ کے ہاتھ سے ہوا اور یہ راجہ ہرہٹون
کے دیوتا کا پتر کہلاتا تھا مسلمان بادشاہ کے ہاتھ سے قتل ہوا تو ہندؤن کی تعصب
اور جوش مذہبی بڑی جوش مین آیا اور اُسنے مسلمانون کو منہ چھپایا اب اُس کے مارے جانے
کی کیفیت یہ ہو کہ شیخ نظام حیدر آبادی مخاطب بہ مقرب خان بادشاہ کا سردار مغربی

بالا گھاٹ پر کولاپور مین ہتا تھا وہ نہایت دلاور اور چست و چالاک اور فنون سپہ گری اور جگر داری سے مالا مال تھا اُسنے سنبھاجی کا عشرت کدہ سنگمیشور کو تحقیق کیا اور ساری اُسکی پیچدار کوہستانی راہون سے آگاہ ہوا اور دفعۃً جانباز سپاہیون کا گروہ لیکر چپ چاپ سنگمیز کے باغ مین پچھپر کوس اُسکے دارالقرار سے تھا جا پہنچا۔ یہان راجہ صاحب مع اپنے مصاحبون کے باغ کی گلگشت فرما رہے تھے اور شراب کے نشہ مین چور بیٹھے تھے جب غازیون نے دیکھا کہ یہ آفت سر پر آگئی تو راجہ صاحب سے ہرکارون نے عرض کیا۔ وہ نشے کے عالم مین مست تھا ایسی کب سُنتا تھا اُلٹا ہرکارون ہی کو للکارا اور اس گستاخی مین اُنکی زبان نکلوائی۔ سر کو تن سے جُدا کیا۔ کلوشاہ پنڈت لڑنے گئے جاتے ہی تیر لگا۔ زخمی ہوکر پکڑے آئے۔ غرض مقرب خان راجہ اور منتری دونون کو اونٹون کی پیٹھ پر کس کر گاجی باجی سے بادشاہی لشکر مین لایا۔ چارون طرف تماشائیون کا اژدحام تھا اور لعنت ملامت کا غل شور تھا۔ بادشاہ کے سامنے راجہ آیا اور قیدخانہ مین بھجوایا گیا۔ بادشاہ اسکو جیتا نہ رکھنا چاہتا تھا کہ اُسکے ذریعہ سے تمام کوہستانی قلعون پر قبضہ ہو جاے۔ مگر جب بادشاہ نے مسلمان ہونے کا پیغام بھیجا تو سنبھاجی بھی آخر سیواجی کا بیٹا تھا۔ باپ کے قدیمی دشمن کے ہاتھ سے یہ نوبت ذلت اور خواری کی جب پہنچی۔ جسنے مرنا بہتر ہی تو وہ جوش مین بھر آیا اور یہ جواب دلیرانہ دیا کہ بادشاہ سے کہدو کہ اگر وہ اپنی بیٹی بیاہے تو مین مسلمان ہو جاؤنگا اور اُسی پر بس نہین کی۔ بلکہ دو چار صلواتین خدا اور رسول کو سُنا دین یہ جواب تلخ جب بادشاہ کے کانون مین پہنچا تو اُسنے بمصلحت ملکی کو سلام بھیجا اور حرارت اسلامی مین آنکر سنبھاجی کو ایسی بُری گت سے مارا کہ اول اسکی زبان کٹوائی۔ پھر اُسکی آنکھون مین گرم لوہے کی سلائیان پھروائین اور گردن اوڑائی۔

کلوشاجی کا بھی کام تمام کیا اگرچہ مرہٹون کا دل سنبھاجی سے نفرت کرنے لگا تھا مگر اپنے دیوتا کے بیٹے کا اس بُری گت سے مارا جانا وہ نہ دیکھ سکے اور اُنکے غیظ و

اور عزت وحمیت کے جوش کی کوئی حد باقی نہین رہی۔ غرض اس جان کے جانے سے انکے غرم مردہ مین جان پھر آئی اور جوش وخروش اور مذہبی ولولے انکے دلون مین ایسے پیدا ہوئے کہ پہلے کبھی نہین پیدا ہوئے تھے۔ مگر اب انمین جان باقی نہین رہی تھی۔ سپاہ کا انتظام بگڑ گیا تھا وہ فقط لوٹنا جانتے تھے۔ قواعد سے ناآشنا ہو گئے تھے میدانی ملک سارا چھن گیا تھا قلعے جو باقی تھے وہ سامان قلعداری سے خالی تھے۔ نہ بارود نہ گولہ نہ غلہ نہ گھاس قلعہ دار نالائق۔ سوار اسکے بادشاہ کی شجاعت اور اسکی کثرت سپاہ اور تدابیر اور عقل کی شہرت نے انکے دل مین ایسی ہیبت بٹھا دی تھی۔ کہ مغلون کی فوج کے سامنے میدان جنگ مین آنے سے بدن لرزتا تھا۔ سنبھاجی کی وفات کے بعد بڑی بڑی افسر ای گدھ مین جمع ہوئے انمین سنبھاجی کی بی بی جیسو بائی اور اسکا بھائی راجہ رام جو جنم قیدی بھائی کی مخالفت سے ہوا تھا موجود تھے سب نے بالاتفاق سنبھاجی کے پسر شیر خوار سیواجی کو راج گدی پر بٹھایا۔ اور راجہ رام کو اسکا نائب بنایا۔ اب سبھون نے اپنے سب کارخانون کو درست کرنا شروع کیا۔ قلعون مین کھانے پینے کے ذخیرے بھرے۔ قلعہ دار لائق مقرر کئے جو ساہوجی کا انتظام تھا سپاہ مین پھر جاری ہوا اگرچہ اس وقت خزانہ کا حال ایسا ابتر تھا کہ لٹیری سپاہ کو تنخواہ دار سپاہ بنانا مشکل تھا۔ رفتہ رفتہ ایسی تدبیرین کی گئین کہ یہ مشکل رفع ہو گئی۔ ایک افسر نے سلحدارون کو سارے ملک مین پھیلا دیا اور پھر ایسا انتظام کر دیا کہ جسوقت ضرورت ہو مجمع ہو جائین غرض ایک غیرت قومی کا جوش جو بعض افسرون مین پیدا ہوا تھا وہ وبا کی طرح سارے انکے پیروؤن مین پھیل گیا۔

سنبھاجی کی بی بی اور بیٹے نے رائے گڈھ مین اقامت اختیار کی اور اسکو خوب مستحکم کیا اور غلہ وکاہ اور اور سامان سب جمع کیا۔ اعتقاد خان جسکا لقب ذوالفقار خان ہو گیا تھا اس قلعہ کا محاصرہ کیا اور ایک ملولی سردار نے اسکو قلعہ کی راہ ایسی بتلا دی کہ قلعہ فتح ہو گیا اور ۱۲ محرم ۱۱۰۰ھ کو شیر خوار راجہ پکڑا گیا اور ماں بھی اسکے ساتھ گرفتار ہوئی مگر اس گرفتاری سے کچھ مرہٹون کا دل افسردہ نہ ہوئی۔ ان قیدیون کی بادشاہ کے بیٹے نے بڑی خاطر کی اور سوا اسکے کوئی اور اسیر قید نہ رکھی کہ وہ مرہٹون سے نہ ملنے پاوین قلعہ پنالہ اور

اور میرج بھی ذوالفقار خان نے فتح کر لئے۔

راجہ رام کا بھاگنا اور مرہٹوں کا تعاقب

آب راجہ رام پہلے ہی سے چارون طرف ایسے مقامات مستحکم اور استوار کی تلاش مین پڑا پھرتا تھا کہ جہان سے دشمنون کا مقابلہ ہو سکے اسنے خیال کیا کہ اس سے بہتر کوئی تدبیر نہین ہے کہ کرناٹکی پائین گھاٹ مین چلا جائے۔ چنانچہ اس نے مہاراشٹر مین جو اضلاح ابتک باقی تھے اُن مین دورہ کیا اور وہان کے حاکمون کی تسلی اور تشفی کی۔ اور ملک کی حفاظت اور حراست کا اچھی طرح انتظام کیا۔ اور کنارہ کنارہ بھاگ کر اور دشمنون کے تعاقب سے نہایت چالاکی سے جان بچا کر جنجی مین داخل ہوا اسکے ساتھ ایک گروہ جوانمرد صاحب ہمت والوالعزم مرہٹون کا بھی تھا۔ یہان داخل ہوتے ہی موافق دستور اور رسم کے راج گدی پر بیٹھا اور امرا کا دربار مقرر کیا اور جاہ اور منصب اور جاگیر امیرون کو عطا کئے اور جاگیرون کے بانٹنے مین یہان تک فیاضی اختیار کی کہ جو پادشاہی ملک کبھی مرہٹون کے ہاتھ نہین آئی تھے وہ بھی تقسیم کر دیئے۔ یہہ اسکے نصیبون کی یاوری تھی کہ اسکو ایک صلاح کار اور خیر خواہ پنڈت پہلاد ہاتھ لگ گیا۔ اسکی بڑی لیاقت یہ تھی کہ وہ اُن کامون کو اختیار کرتا تھا کہ جنکے انصرام کرنے مین سائے اور فرد دل وجان سے متفق ہو کر مصروف ہو جاتے تھے۔

سچ یہ ہے اگر سیواجی نہ پیدا ہوتا تو مرہٹون کا نام بھی کبھی تاریخ مین نہین سنا جاتا۔ اُسنے اپنی طبیعت مین اپنی قوم کے ایک ایسا جوش پیدا کر دیا کہ گویا ساری اپنی قوم کو ازسر نو ایک ہی طبیعت کا بنا دیا فقط اس بات کی ضرورت تھی کہ خاص آدمی ایسے پیدا ہون کہ اس نئی طبیعت سے کام لین انکا اخلاق اور عادات اور لڑائی کا طور طریقہ ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اپنی مصلحت کے کامون مین متفق اور متحد ہو جاتے تھے چنانچہ اُس وقت اپنی مصلحت آسمین دیکھی کہ اپنے زبردست دشمن کے سامنے کان ہلائین۔ اور سامان بھی اپنے پاس ایسا نہ رکھین کہ جس سے دشمن کا دل اُنپر حملہ کرنے کے لئے چاہے۔ اور تاک مین بیٹھے رہین جب کوئی موقع ہاتھ آئے تو دشمنون پر حملہ کرنے مین بھی نہ چوکین جن سرداروں پاس پاسین تھین اُن سب نے ظاہر مین پادشاہ کی اطاعت اختیار کر لی

اور اسپر یہ اور طرہ تھا کہ وہ خدمتگزاری اور جان نثاری کے اظہار مین اور سیوں سے سبقت لے گئے تھے مگر در پردہ باغیون سے ملے ہوئے تھے اُن سے آمد و رفت رکھتے تھے۔ اُنکی لوٹ مار کی مہمون مین اپنے نوکرون کو اُنکے ساتھ شامل ہونے دیتے تھے اپنے رشتہ دارون کے ساتھ گروہ کے گروہ اُنمین داخل ہونے کے لئے بھیجدیتے تھے۔ غرض اُنکے اس نفاق اور جانبسانہ حکمتون نے جو نقصان دشمنون کو پہنچایا وہ علانیہ دشمنی سے ہرگز نہیں ہو سکتا تھا جب یہان کے بیانیون نے دیکھا نہ کوئی خزانہ ایسا معمور ہے کہ جس سے اُنکو تنخواہ باقاعدہ ملے۔ نہ کوئی حکومت ایسی ہے کہ جس کا کچھ اثر ہو تو اُنھون نے اپنی نفع رسانی کے لئے راہ اور ہی نکالی۔ لوٹنا کھسوٹنا۔ قزاقی رابزنی ابتدا ہی سے اس قوم کو پسند تھی اُنکے ہان فتح کے یہی معنی تھے کہ دشمن کو لوٹ لینا۔ سیواجی کی ابتدائی قزاقی سے آخر اس قوم کے عروج تک اسکا یہی وتیرہ اور پیشہ رہا۔ اس قوم مین سے ہر شخص کو اپنی لوٹ کا لالچ ایسا تھا کہ وہ جب کسی اپنے مطلب آری کے لئے متفق ہوتے تھے تو گورنمنٹ کی طرف سے ایک اندرونی تحریک اور ترغیب پر وہ ایک سپاہ جرار باقواعدہ اور رسالہ سے زیادہ خوفناک اور پُرخطر ہو جاتے تھے۔

جب اورنگ زیب ان چوٹون اور پنڈارون کو اُنکے کوہستانی وطن مین تلاش کر رہا تھا تو وہ کہین اُنکو مجتمع نہ ہونے دیتا تھا اسلئے اپنے سردار ذوالفقار خان کو اس قلعہ کے فتح کرنے کے لئے بھیجا کہ نام و نشان مرہٹون کا باقی نہ رہے۔ مگر جب وہ سنہ ۱۶۹۱ مین اس قلعہ کے پاس پہنچا تو اُسے معلوم ہوا کہ یہ قلعہ ایسا مستحکم ہے کہ اسکا فتح کرنا تو درکنار اسکا محاصرہ بھی نہین ہو سکتا اسلئے بادشاہ سے کمک مانگی اور اضلاع سیرا اور رشادات چنا پلی اور تنجور کیطرف سے سرداران فوج کے بہم پہنچانے کے لئے چلا گیا اس کمک کا مانگنا آسان تھا۔ مگر ملنا مشکل تھا اب مرہٹون نے ایک طوفان برپا کر دیا۔ اب اُنھون نے جو طور دیتور اپنی لڑائی کا اور دشمنون سے مقابلہ کا نکالا۔ وہ سیواجی کے طریقہ سے بھی زیادہ کامیابی کا سبب ہوا بادشاہ نے اپنے بیٹے مرزا کام بخش کو قلعہ واکن گھیڑہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا۔ یہ قلعہ بیجاپور کے پاس ہے۔ اُسمین کوئی سردار ان لٹیرے مرہٹون مین سے تھا وہ ایسا مضبوط قلعہ تھا کہ مرزا

بقیہ محاصرہ کا بیان۔

کام بخش کی سعی اور محنت سے کچھ کام نہ نکلا تو اب پادشاہی فوج کی چار و نطرف ضرورت
یون پڑی کہ مرہٹے میدان مین لڑنے بھڑنے کے لئے پھر تیار ہوئے۔ جب راجہ رام جنجی مین راجا
ہوا۔ تو اُسنے سنتاجی گھوپوری اور دھناجی دوچالاک سردارون کو تفریح طبع کے لئے
اپنے ملک مین بھیجا تھا کہ اثنارہ مین اُنسے بیجاپور کی فوج ملی۔ یہ فوج ریاست کے برباد ہونے
سے معزول ہوگئی تھی اُسکے گروہ کے گروہ ملک کو لوٹتے مارتے پھرتے تھے۔ جب انہون نے اُن نامور
دلاور سردارون کو دیکھا تو تمام دہات سے نکلے اور اُنکے نشانون کے نیچے بیشمار جمع ہوگئے
مرہٹون کا جو رہا سہا ملک تھا اسکے انتظام کے واسطے راجہ رام نے مقرر کیا تھا
اُسنے بھی ۱۶۹۲ء مین لوٹ مار کی ترغیب و تحریص سے ایک لشکر کا لشکر اپنے جھنڈے کے نیچے جمع
کرلیا اور یہ اُسنے تدبیر اور تجویز کی کہ جو سپاہیون مین سرگروہ تھے اُنکو یہ اختیار دیا کہ جو ملک
مرہٹون کی سلطنت سے خارج ہین اُنسے چوتھ وصول کرین اور سوا راسکے اور حقوق مرہٹون
کے جتلاتے ہین اور جو ملک اس چوتھ کو نہ ادا کرین اُنکو خوب لوٹین اور مارین اور اس محاصل سے فوج
کی تنخواہ ادا کرین۔ اور جو لوٹ ہاتھ لگے وہ لوٹنے والون پاس رہے سوا راسکے ہر سرگروہ کو اختیار
ہو کہ وہ اپنے فائدہ کے واسطے ایک ورخراج دانہ گھاس کے نام سے وصول کیا کرے۔ یہ ترغیبین ایسی
تھین کہ جتنے مرہٹے سوار تھے وہ سب کے سب باہر نکل پڑے۔ ان لوٹنے والون گروہون کے مختلف سرگروہ
مشہور اور نامور ہوئے کبھی وہ علیحدہ علیحدہ ملکون پر ہاتھ پھینکتے تھے اور بادشاہی رعایا کے مال اور دولت
سے اپنے دامن پُر کرتے تھے کبھی سب شریک ہوکر صلاح اور مشورہ کرتے۔ پھر لوٹ اور غارتگری پر
قدم بڑھاتے سنتاجی اور دھناجی بڑی سپاہ رکھتے تھے اور ان لٹیرون مین بڑے نامور ہوئے
غرض سارا دکن اس لوٹ مار سے برباد اور تباہ ہوگیا۔

مرہٹون اور مغلون کی فوجون کا طرز اندازہ

ہم پہلے بیان کر آئے ہین کہ بادشاہ کی لشکر کی کیا شان و شوکت تھی۔ اس شان و شوکت
کے سبب سے فوج کا بھی رنگ ڈھنگ عجیب و غریب ہوگیا تھا۔ اکبر کے شائستہ اور نرم آئینون نے
اور ملک کی مدت کے امن چین نے ہندو مسلمانون کے میل جول نے مغلون کی سپاہ کو نرم اور
آرام طلب بنا دیا۔ زمانہ مین انقلاب ضرور ہے ادنی سے اعلی اور اعلی سے ادنی بنتے رہتے ہین جب

مفلسون اور وحشیون کو حوصلہ ہوتا ہی تو بڑی بہادری بنجاتے ہین اور جو چاہتے ہین سو کر ڈالتے ہین جب انکو فراغت اور عشرت نصیب ہوتی ہی تو کاہل اور آرام طلب ہو جاتے ہین پھر انکی جان کیلئے ویسے ہی دشمن کھڑے ہو جاتے ہین جیسے وہ خود اورون کیلئے ہوئے تھے۔ اب مسلمانون مین سے فن سپہ گری مٹ گیا تھا۔ فوج مین نہ شان تیموری اور نہ بابری کا کوئی نشان باقی رہا تھا۔ کیا سوار اور کیا وہ جو کے بگٹٹ ایلغار ہوتے تھے۔ یا اب سردار جو اپنا رسالہ لیکر چلتا تو یہ معلوم ہوتا کہ کسی برات کو دولہا ساتھ لئے جاتا ہی۔ سوار اسکے سرداروں کے گھوڑون کو دیکھو تو چاندی سونے کے بھاری بھاری ساز کسی پر جڑاؤ زین دھرا کسی پر زردوزی چارجامہ کسا۔ قجر یابان اور ریاکھرین پٹھون پر پٹرین جنین جامہ اور سنبور کی جھالر۔ کلابتو کے پھندنے۔ دم اور ایال تمام رنگین گلے مین سہرا گاؤ کی چوہرمان لٹکین۔ سر پر کلغیان دھرین اور پاؤن مین جھانجھن پڑی۔ ریشمی باگ ور سنہری ہاتھ مین لئے۔ یہ تو گھوڑون کی کیفیت تھی۔ اب ان گھوڑون کے سوارون کا حال یہ تھا کہ انکے بدن پر کشیم اور ریشم کے دگلے روئی کے گالون سے بھرے اور اُنپر زرہ بکتر پہنے چار آئینہ لگائے۔ غرض نہ یہ سوار نہ یہ گھوڑے لڑائی کے کام کے ہوتے تھے۔ موٹے تازے خوب ہوتے تھے۔ مگر دشمنون پر حملہ کرنے اور مہینون کے سفر کرنے مین انکا دم آخر ہو جاتا تھا یہ تکلفات بیجا کی وبا گو ساری سپاہ مین پھیلی ہوئی تھی مگر اکبر آفت اور سب سے زیادہ یہ تھی کہ انتظام سپاہ مین کوئی نظم و آئین نہ تھا۔ باوجودیکہ بادشاہ خود ذرا ذرا کام دیکھتا۔ اور سب کارخانون کو تفتیش کرتا۔ مگر منصبدارون نے اسکی یہ دغا کی کہ آدھی سپاہ تو سپاہ رکھی اور باقی آخور کی بھرتی۔ اپنے خدمتگارون اور چوڑھے چمارون سے پوری کی جنکی بُری صحبت سے بھلے مانسون کا ستیاناس گیا۔ غرض فوج نہ اورون کی نگہبانی کرتی اور نہ اپنا پہرہ چوکی دیتی۔ اپنے اور اپنے گھوڑون کی کنگھی چوٹی مین وقت ضائع کرتی۔ ایک فرانسیس اس فوج کا بیان لکھتا ہی کہ اس فوج کی تنخواہین بڑی بڑی ہین مگر کچھ کام کاج نہین پہرہ کوئی دیتا ہی نہ چوکی نہ دشمنون سے مقابلہ کرتا ہے۔ غرض یہ سب تحریر مورخون کے مبالغہ آمیز ہین مگر اس مین شک نہین کہ اس بادشاہ کے عہد مین سپاہ مین وہ چستی اور چالاکی باقی نہ رہی جو بابر اور اکبر کے عہد مین تھی۔ عیش و عشرت اور آرام طلب سب دار ہو گئے۔ قاعدہ ہی کہ ادنی اعلی کی تقلید

کرتے ہین افسرون کے ساتھ سپاہی بھی آرام جو ہوگئے۔ اب انکے سامنے دشمن (مرہٹے) آئے تو وہ جنہون نے کبھی جنگ کی صورت بھی نہ دیکھی تھی فقط ایک انگرکھا جانگیا پہنتے۔ ایک پیچی پگڑی باندھتے کمر کسی ہاتھ مین تلوار بھالا لئے گھوڑون پر سوار بیس کوس ہوا کھانے جائین۔ اور ضرورت پیش آئی تو سو کوس اڑ جائین۔ اور باجرہ پیاز خوشی خوشی کھائین خیمہ لگائین نہ بچھونا بچھائین۔ زمین پر لیٹ جائین۔ گھوڑے کے باندھنے کی کھونٹی بازو کو بنائین۔ انکا طریقہ لڑنے کا یہ تھا کہ بادشاہی فوج کے بھاری حملون کے سامنے انکے پیر نہ جمتے تھے اور ایک ایک ہوکر تتر بتر ہو جاتے۔ اور قریب کے پہاڑون مین یا ادھر اُدھر گڈھون مین گھس بیٹھتے تھے اور جب مخالف اپنی صف بندی کو چھوڑ کر انکے پیچھے جاتے تو اکیلے دوکیلے کو سنگوا لیتے یا کسی کوہچہ کی اوٹ آڑ مین یا کسی ایسے مقام مین جہان چھوٹی چھوٹی گروہون سے اُنپر حملہ کرنا جان جوکھون سے خالی نہ ہوتا چھپکر اکھٹے ہوتے تھے۔ اور جب تعاقب کرنیوالے دل شکستہ ہوکر اپنے ہارے تھکے گھوڑون کو لے کر واپس لوٹتے تھے تو ناگہان وہ ادھر اُدھر سے اکھٹے ہوکر اُنپر گرتے۔ اور اگر اُنکی صفین ٹوٹی ہوئی دیکھتے تھے تو بے ساختہ حملہ کرتے تھے۔ غرض انکا یہ کام تھا کہ دشمن کی پشت اور بازؤن پر متفق ہوکر جھپٹتے پھرتے تھے گاہ گاہ ایک ایک کرکے تعاقب کرنیوالون مین گرتے تھے۔ غرض انکی یہ ہوتی کہ دشمن کے قول پر توڑہ دار بندوقین باڑین یا متفرق سپاہیون کو بھالے کی انی پر رکھ کر ہلاک کرین رسدون کے لوٹنے اور باربرداریون کے تباہ کرنے کا انکو بڑا شوق تھا۔ وہ بادشاہی فوج کی رسد کی خبر رکھا کرتے تھے اور انکے لوٹنے مین آنکھون مین گھر کرتے تھے۔ بادشاہی سپاہ کو خبر بھی نہ ہوتی تھی کہ وہ یہان چھپے ہوئے انکی رسدون کی تاک مین بیٹھے ہین دفعتہً وہ رسد پر گرے اور ساری بیل اونٹ جو خوب حراست سے آتے تھے پکڑ لیگئے اور اگر خزانہ شاہی کا پتا لگا تو پھر جھگٹ جھگٹ اکھٹے ہوتے اور خوب دانون گھات لگاتے اور جان توڑ کر اُسپر لڑتے تھے مغلون کی سپاہ منزل بمنزل چلتی تھی۔ تو وہ انکے خطون کی ڈاک اور کبھی کبھی پانی کی رسد کو بند کر دیتے تھے اور جب مغل لاچار ہوکر انکی اطاعت اختیار کرتے تھے تو سوارون کے گھوڑے اور بھاری بھاری چیزین چھینتے اور سردارون سے بہت سا روپیہ لیکر قید سے رہا کیا کرتے

ہندوستان سے بادشاہ پاس سپاہ کی تازی کمک اور خزانہ آیا کرتا تھا اسلئے سنتاجی اور غنا جی
بادشاہی فوج اور ہندوستان کے درمیان مین سنہ ۱۶۹۳ مین آن پڑے کئی دفعہ انہون نے
بادشاہی سپاہ کو شکست دیکر خزانہ چھین لیا۔ کیا خدا کی قدرت ہی کہ مغل ان مرہٹون کی
کچھ اصل نہ سمجھتے تھے یا اب انسے خائف رہنے لگے۔

ذوالفقار خان ایک قلعہ بیجاپور کے پاس تھا۔ اسکے محاصرہ مین مرزا کام بخش بادشاہ کا بیٹا اور
بخشی الملک بہرہ مند خان دو نو مدت سے مصروف تھے۔ مگر کوئی نتیجہ انکی کوشش کا نہ نمایان
ہوا تھا۔ بادشاہ نے بخشی الملک رفیع اللہ خان کو وہان بھیجدیا اور شاہزادہ کو حکم دیا کہ وہ
جملۃ الملک اسد خان پاس جو ایک اور قلعہ کی تسخیر مین سرحد کرناٹک پر مصروف تھا جائے۔ جب وہ
یہان آیا تو بادشاہ نے حکم اپنی عادت کے موافق دیا کہ وہ اور جملۃ الملک نو جنجی جاکر
ذوالفقار خان کی کمک کرین۔ وہان دشمنون کی کثرت اور سامان رسد اور آذوقہ کی
قلت سے بادشاہی فوج پر بری بن رہی ہی۔ اب یہ شاہزادہ منزل بمنزل جنجی کیطرف
چلا۔ بہرہ مند خان نے جب اس شاہزادہ کی خودسری دیکھی تو چرب زبان باتین بنا کر اسسے
اجازت حاصل کی اور بادشاہ پاس چلا گیا۔ جملۃ الملک پیرانہ سالی مین شاہزادہ کی رفاقت
سے گھوڑے پر سوار ہونے سے رنجیدہ تھا غرض راہ مین بخش کا آغاز ہوا۔ اب بعض مورخ لکھتے ہین کہ
ذوالفقار خان کو اس قدر اس مہم مین کام بخش کا مقرر ہونا ناگوار ہوا کہ اسنے دشمنون کو خبر بھیجکر
پہنچا کر محاصرہ کے کام کو ایسا دشوار کر دیا کہ تین برس تک آیندہ کچھ کام نہ ہوسکا اور محصورین بخیر
مقابلہ کرتے رہے۔ جملۃ الملک و ذوالفقار خان کا بابتھام جنجی کے محاصرہ پر پانچ برس گذر گئے اور وہ
نہ فتح ہوا۔ بلکہ ایک آفت عظیم اسکی دیوارون کے نیچے بادشاہی لشکر کے سر پر یہ آئی کہ سنتاجی
گھورپوری جو ایک عالی حوصلہ اور اولوالعزم مرہٹون کا سردار دکن مین تھا سنہ ۱۶۹۶ مین وہ جنجی کی
محاصرہ اٹھانے کے واسطے چلا۔ اور ایک مرہٹون کا سردار دھناجی تھا وہ بھی آفت روزگار
تھا اور دور دور کی باتین سوچتا تھا۔ بادشاہی لشکر پر جو محاصرہ کے ارادہ سے متفرق مقامات
پر پڑا تھا بے خبر آنکر ٹوٹ پڑے اور انکو نقصان عظیم پہنچایا۔ سنتاجی نے یہ ایک فتح

بخشی کا محاصرہ اور زاکام بخش

راہ مین پائی کہ ضلع کوربا مک مین علی مردانخان حاکم تھا اسپر اُس نے حملہ کیا۔ اور تمام خیمون اور اسباب کو چھین لیا۔ اور پھر اس حاکم کو بھی گرفتار کرلیا۔

یہ فتوحات حاصل کرتا ہوا وہ محاصرین کے قریب گیا۔ اور یہ سیاہیانہ پہنچ کھلا کہ مرزا کامبخش کو خفیہ پیغام بھیجا کہ اب بادشاہ مرگیا ہے۔ مین آپکی تخت نشینی کے واسطے ہر طرح کی کوشش اور سعی کرنے کے لئے موجود ہون۔ یون ان دونو مین خط و کتابت شروع ہوئی۔ ذوالفقار خان چارون طرف کان لگائے رکھتا تھا اُسنے ایک ہزار روپیہ جاسوسون کو دیکر سارا حال اس سازش کا دریافت کرلیا اور بادشاہ کو لکھ کر بالکل اُسکے انتظام کا اختیار حاصل کرلیا اور مرزا کامبخش کے خیمہ پر خفیہ پہرہ بٹھا دیا۔ مگر جب جاسوسون کی زبانی یہ معلوم ہوا کہ آج کی رات کو شاہزادہ دشمنون سے ملجائیگا تو سب امرا مین باہم مشورہ ہوکر یہ امر قرار پایا کہ علانیہ شاہزادہ کے خیمہ کے گرد چوکیدار اور پہرے بٹھا دیئے جائین۔ غرض اسکو بالکل قید کرلیا۔ اور قلعہ کے گرد سی تمام تھانہ داارون کو بُلا لیا۔ جب دشمنون کو بادشاہی لشکر مین اس اتفاقی کی خبر پہنچی تو اس حال مین اُنہون نے شادان فرحان تازان نازان بیس ہزار سوارون سے بادشاہی لشکر پر حملہ کیا۔ اس وقت کیا بُرا حال بادشاہی لشکر کا تھا۔ جمدۃ الملک تو لشکر گاہ مین فقط مرزا کامبخش کی حراست کر رہا تھا۔ ذوالفقار خان باہر اپنے مورچون کو بنا رہا تھا اور بھاری توپون کو جب ساتھ نہ لے سکا تو اُنمین میخین ٹھوک کر بیکار کر گیا۔ اور دوسری جگہ جاکر مورچے جمائے اور گردُنکے خندقین کھود دین۔ یون کیا محاصرین تھے یا محصورین بن گئے۔ اگرچہ ذوالفقار خان میدان مین نکلا اور دو ہزار آدمیون سے ایسا مقابلہ کیا کہ دشمنون کو شکست دی اور بہت سی غنیمت ہاتھ لگی۔ مگر بعد چند لڑائیون کے اس بات پر صلح ہوئی کہ وہ بیس میل کے قریب وندیاویش مین جاکر مقیم ہو اور وہان بادشاہی حکم کا منتظر رہے بادشاہ کا یہ حکم آیا کہ جمدۃ الملک اور شاہزادہ چلے آئین۔ ذوالفقار خان وہان رہے اور اسی کو بالکل اختیار اس مہم کا رہے۔ اب ذوالفقار خان نے پھر محاصرہ نہ کیا بلکہ وہ جنوب کی طرف چلا گیا۔ بعض مورخ اس حرکت کو اسپر حمل کرتے ہین کہ وہ دشمنون سے

سازش رکھتا تھا اور دیدہ و دانستہ لڑائی کو طول دیتا تھا اور اسمین اُس کا مقصود یہ تھا کہ سپاہ عظیم کی سپہ سالاری اور مدار المہامی بادشاہ کے مرتے دم حاصل رہے کہ نیا بادشاہ اُسکو سمجھے بادشاہ اب چند روز کا مہمان معلوم ہوتا تھا (سب سازشون کا حال جو لکھا گیا ہے وہ فقط مورخون کے خیالات اور قیاسات ہین قابل اعتبار نہین) اب اس فرصت دہی کا نتیجہ یہ تھا کہ قاسم خان جو ایک ممتاز افسر بادشاہ کا تھا۔ جب وہ سنتاجی کے روکنے کے لئے ایک بڑا حصہ سپاہ کا لایا تو اسنے جنیل ورک واقع میسور مین بھاری شکستین پائین اور جب وہ مجبور ہوکر ایک قصبہ کی طرف بھاگا تو وہان کے باشندون نے اُسے پناہ نہ دی غرض ایک قلعہ مین وہ محصور ہوا۔ اور یہان تک اُسکا حال تنگ ہوا کہ زہر کھاکر اس دنیا کی ندامت سے چھوٹا اور ساری سپاہ نے جو ایک چوتھائی سے بھی کم باقی رہی تھی اپنے تئین دشمنون کے حوالہ کیا۔ دشمنون نے انکو روٹی اور پانی دیا۔ پھر ایک فوج شاہی کو سنتاجی نے شکست دی اگرچہ ذوالفقار خان اپنی حکمتین کیا کیا مگر اورنگ زیب جیسے بادشاہ دانشمند کے روبرو ان حکمتون کا مدت تک چلنا دشوار تھا۔ اب وہ سوچا کہ اگر جنجی نہ فتح ہوگی تو بڑی ندامت سے بادشاہ پاس جانا پڑیگا۔ اسلئے اسنے شعبان ۱۰۹۹ھ مین جنجی پر حملہ کرکے فتح کرلیا۔

مگر پھر بھی راجہ رام کو مع اہل و عیال خیر و عافیت سے نکلنے دیا۔ وہ چار رانیان اور تین بیٹے اور دو لڑکیان اور اپنے دوست آشناؤن کو کشتی مین بٹھاکر لے گیا اس فتح پر عالمگیر نے حیدر علیخان بخشی کو لکھا ہے کہ جنجی فتح شد و رانا و حربی گریخت گرفتنش چندان کار نبود اما از اغماض کنہ عملان از دست رفت۔ اس فتح سے سوا اور قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے اور نئی بنا در فرنگ ممالک محروسہ مین بڑھے۔

سوا اس قلعے کے چھن جانے کی دو اور باتین ایسی پیش آئین کہ مرہٹون کی پیش قدمی کی وہ مانع ہوئین یعنی سنتاجی اور اسکے نائب دھناجی مین قصے قضیے شروع ہوئے اور انجام اُسکا یہ ہوا کہ سنتاجی جسنے سات برس سے مغلون کو ڈرا رکھا تھا اور کیسے بڑے بڑے کام کئے تھے کسی نے اسکو مار ڈالا۔ راجا رام تو اسکے کمالات اور کامیابیون کو دیکھکر جیتا تھا

مرہٹون کی باہمی کشاکش اتفاقی۔

اور فوج اس سبب سے ناراض تھی کہ وہ اُنکی آزادی کا مانع تھا اور آئین قوانین کا پابند
اُنکو کرتا تھا۔ اس بات پر اسکے تمام خاندان نے راجارام کی نوکری چھوڑدی اور بطور خود
مسلمانوں سے لڑنا شروع کیا۔ دوم یہ کہ بادشاہ نے سپاہ کا ایسا انتظام کیا کہ اگر وہ پہلے سے
کرتا تو ان پنڈاروں کے ہاتھوں سے یہ تکلیفیں نہ اُٹھاتا یعنی اُس نے سپاہ دو قسم کی مقرر کی
ایک فوج روان۔ اسکا کام یہ تھا کہ جہاں مرہٹے کہلے میدانوں میں آئین تو اُن سے لڑنے
جائیں۔ اس فوج کا سپہ سالار ذوالفقار خان کو مقرر کیا۔ دوسری فوج محاصرہ۔ اسکا کام
یہ کہ وہ قلعوں کو محاصرہ کرکے فتح کرے اس سپاہ کی افسری خود بادشاہ نے اختیار کی۔ گو
ساری فوج یوں کام میں لگی اور بادشاہ نے پیرانہ سالی میں جفاکشی اور محنت کا بوجھ
لیا۔ مگر اب فسادوں کا دریا ایسی طغیانی پر پہنچ گیا تھا کہ صرف جنگی انتظاموں کے ذریعہ سے
روک تھام اُسکی ممکن نہ تھی۔ اگرچہ ذوالفقار خان نے راجارام کو بھگا کر اور بعد اس کے
مرہٹوں کو شکستوں پر شکستیں دیکر مسلمانوں کی دلیری اور دلاوری پر آمادہ کیا۔ مگر
آخرکار اُسنے اپنا مآل پہلے حال سے بھی بدتر دیکھا وہ سمجھ گیا کہ مرہٹوں کو شکست کا
صدمہ پہنچانا دریا پر لاٹھیوں کا مارنا ہے۔ یعنی جیسا لاٹھی کا اثر پانی پر نقش برآب ہے
ایسا ہی مرہٹوں پر اسکی شکست کا اثر بے اثر ہے۔ مرہٹوں کی فوجیں شکست کھاکر
ایک دن منتشر ہوتی ہیں اور دوسرے روز پھر ویسی ہی جمع ہو جاتی ہیں اور بادشاہی فوج
کی یہ صورت تھی کہ شکست کی صورت میں نقصان اور ندامت اور شکستہ کی حالت میں
خزانہ خرچ ہونا مع اصل ملک میں فرق آتا۔ یہ کیفیت تو ذوالفقار خان کی سپاہ
کی تھی اور جس سپاہ کو لیکر بادشاہ خود لڑائی میں مصروف ہوا تھا البتہ اُسے فائدوں
کی زیادہ توقع تھی۔ بادشاہ اپنی اقامت گاہ سے روانہ ہوا۔ امراء کو افسوس تھا
کہ وہ اس بڑھاپے میں ایسی سخت کاموں کے واسطے جاتا ہے۔ اور جو مکان اُنہوں نے
اسکی آسایش اور آرام کے واسطے بنایا ہے اور ایک شہر کی بنیاد ڈالی ہے اُسکو
چھوڑتا ہے غرض یہ بادشاہ والاہمت چند قلعوں کو فتح کرکے ستارہ کی روبہ

کھڑا ہوا جسکو راجا رام نے اپنا دار السلطنت بنایا تھا اور ایسے وقت مین ایسی حکمت سے بہت جلد اسکو فتح کیا کہ محصور اُسکے مقابلہ کے لئے باسامان تیار نہ تھے مگر اس پر بھی محصورین نے مقابلہ کیا۔ اور وہ کئی مہینہ مین ۱۷۰۰ مین فتح ہوا۔

راجا رام جنجی سے بھاگ کر دکن مین آیا۔ اور ایک ایسی سپاہ کثیر جمع کی کہ پہلے کسی بڑے سردار کے پاس جمع ہوئی تھی اور اس سپاہ کے ذریعہ سے چوتھ لینے کا بھی خوب انتظام کیا جہان سے وہ نہ وصول ہوتی تو تمسکات و اقرارنامے لکھاتا۔ یہ بحرتیرین ان آیندہ زمانہ مین بہت کام آئین مگر وہ جب دریا نربدا کے پاس سے گذرتا تھا تو ذوالفقار خان نے اسکو ایک سخت شکست دی اور اُسکے تعاقب مین بڑھ کر ایسا حیران اور دق کیا کہ وہ بیمار ہوگیا اور ایک مہینہ کے اندر ۱۷۰۰ مین مر گیا۔ راجا رام نے اپنے خاندان کے نام کو رکھ لیا۔ سنتاجی کے مارنے کا الزام اُسکے ذمے لگاتے ہین مگر ثابت نہین ہوتا۔ اُسکے مرنے سے گو مغلون کو بڑی خوشی ہوئی۔ مگر کوئی فائدہ حاصل نہ ہوا اسکی جگہ سیواجی اُسکا بیٹا گدی پر بیٹھا اور تارا بائی اسکی نائب مقرر ہوئی۔ یہ عورت بھی ہمت اور شجاعت اور لیاقت اور قوت مین جوانمردون سے کم نہ تھی۔ وہ ایک مقام سے دوسرے مقام مین دشمنون کے تعاقب سے بچتی پھرتی پھری اور دشمنون کو خوب گھٹاتی رہی اور دوستون کی ہمت بڑھاتی رہی۔

راجا رام کا حال۔

قلعون کی فتوحات کے لئے بادشاہ کا حکم۔

قلعون کی فتوحات کا حال بادشاہ کا نہایت طول طویل ہی۔ خلاصہ یہ ہے کہ بادشاہ چار سال سے برہم پوری جسکا نام اسلام پوری رکھا تھا قیام پذیر تھا۔ وہان سے قلعون کی فتح کرنے کے لئے روانہ ہوا جس ترتیب سے انکو فتح کیا اسی ترتیب سے ہمنے نام لکھے ہین۔ برلیپ گڈھ۔ سنت گڈھ۔ ستارا۔ پرلی۔ بھوسان گڈھ۔ کھیلنا۔ بہادر گڈھ۔ راج گڈھ۔ واکن کھیرا۔ انمین سے بعض قلعون کے محاصرے مدت دراز تک ہی اور بہت خونریزیان ہوئین اور انکی فتح مین نگارنگ کی تدبیرین اور انواع اقسام کی تجویزین کام آئین۔ قلعہ کھیلنا کی فتح مین بادشاہ خود بہان پر

کھیل گیا اور جو مصائب اسنے اس قلعہ کی فتح مین اٹھائین وہ بادشاہ کے قصہ سے جو اسنے اپنے بیٹے کے نام لکھا ہے معلوم ہوتی ہین تفصیل مصائب سفر علیل کھیلنا از وکیل و اظہار جو اسین شنیدہ باشد کہ حالت نا دیدنی و محنت ناشنیدنی برا سا میان گذشت۔ ان قلعون کی فتوحات کا تفصیل وار بیان نہایت دشوار اور مشکل ہے ان سب فتوحات کا انجام یہ تھا کہ بادشاہ ادھر قلعے فتح کرتا ادھر دشمن پھر لے لیتے۔ اوپر جو مضامین لکھی ہین انگریزی کتابون سے لکھی ہین ان ہی مضمون کو ہم فارسی تاریخون سے لکھتے ہین مقابلہ کر کے دونو بیانون کا فرق طلبہ جان لین۔

سوانح سال سی و دوم سنہ ۹۹ اونسہ ۱۱

جب شاہزادہ محمد اعظم سنبھالی تنبیہ کے لئے رخصت ہوا تو قلعہ بلگانون (بلگانون تلگاؤن۔ بلگانون کی فتح پر وہ متوجہ ہوا۔ ولایت بیجاپور کے توابع کے مضبوط قلعون مین سے یہ ایک قلعہ تھا۔ تھوڑے دنون مین مورچالون کے لگانے اور توپخانون کے چلانے نے محصورین کو تنگ کیا۔ یہان بیجاپور کی طرف سے جو حاکم مقرر تھا چند روز ہوئے تھے ایک طفل خرد سال کو اپنا سردار محصورین نے بنا لیا تھا محصورین نے چند روز ہاتھ پاؤن مارے۔ جب اپنی کوشش کو نارسا دیکھا تو امان چاہی اور قلعہ مع مصالحات کے فتح ہوا اسکا نام اعظم نگر رکھا گیا۔ برسات کے آجانے سے شہزادہ نے یہین چھاؤنی ڈالی طفل مذکور کو بادشاہ پاس لے گئے۔ اسنے اسکو منصب عطا کیا۔

خان فیروز جنگ قلعہ ادونی کے پاس بھیجا۔ اول یہان کے حاکم مسعود کو جو بیجاپور کا ایک کہن سال حبشی تھا اطاعت کے لئے پیغام بھیجا گیا۔ اس بڈھے نے اس امر کو قبول نہین کیا تو فیروز جنگ نے اس ولایت کی تاخت و تاراج شروع کی۔ مورچالون کو بڑھایا۔ سر نگین لگائین۔ قلعہ سے جو جماعت شوخی کر کے باہر آئی اسکے قتل و دستگیر کیا۔ بہت کوشش و کشش اور نیرونہای نمایان اور یورشہای پیہم درانہ ظہور مین آئین تو مسعود نے اپنے فرزندون کو بادشاہ پاس بھیجا۔ بادشاہ نے ہر ایک کو لایق منصب دیا اور خود اس سبب سے

بلگانون کی فتح۔

قلعہ ادونی کی فتح۔

ہین آیا کہ برس سے اسکا چہرہ سفید ہوا اسکا لقب مقرر کیا۔ قلعہ دونی کا نام امتیاز گڈھ رکھا گیا۔ فتح کی تاریخ یہ ہوئی ع فتح ادونی نمود بادشاہ دین پناہ۔ خان فیروز جنگ یہان بندوبست کرکے بیجم صفر کو بادشاہ کی خدمت مین آیا۔

خان فیروز جنگ چند روز بادشاہ کی خدمت مین رہا۔ بادشاہ نے اسکو سنبھا کی استیصال کے لئے روانہ کیا اور خود اسکے استظہار کے لئے سفر کا ارادہ کیا۔

محرم کے مہینہ مین ایک آفت کیا قیامت برپا ہوئی کہ طاعون وبا نہ شروع ہوئی عناب کی برابر دانہ بغل یا بین گوش یا کش ران مین نمودار ہوتا اور آنکھون مین سرخی حرارت دکھائی دیتی۔ تو اسکے وارثون کو کفن و دفن کا فکر واجب ہوتا۔ اس سبب سے شادی کی رسم اٹھی۔ زمانہ سوگ مین بیٹھا۔ وبا یہ چاہتی تھی کہ مین آدمی کا بیج نہ چھوڑون اور صرصر فنا ارادہ کرتی تھی کہ کسی کے نخل حیات کو کھڑا نہ رہنے دون۔ اطبا کی تدبیر کا اثر کچھ نہ ہوتا جسکو یہ مرض ہوتا اکثر دو تین روز مین مرجاتا بہت کم دو روز جیتے۔ جو لوگ زندہ تھے وہ بھی اپنے تئین مردہ سمجھتے تھے۔ ایک دوسرے کے حال پر توجہ نہین کرتا۔ نفسانفسی کی آواز ہر طرف بلند تھی۔ منجانون نے دنیا کے کاروبار سے ہاتھ اٹھایا تھا۔ مرنے کے منتظر تھے۔ اورنگ آبادی محل و محمدی راج پسر مہاراجہ جسونت سنگھ جسنے محل مین پرورش پائی تھی اور تیرہ برس کی عمر تھی اور فاضل خان حیدر اور بڑی بڑی رئیس آدمی مرگئے۔ اور ادنی اور متوسط ہندو مسلمان ایک لاکھ کے قریب مرے۔ بعض کو دماغ کا مرض ایسا ہوا کہ چشم و گوش و زبان کام سے گئے۔ فیروز جنگ کی آنکھ مین مرض شروع ہوا۔ دو مہینے تک اس وبا کا زور رہا ؎ قیامت بود یا شور و بابود۔ اس وبا کی تاریخ ہے ۱۱۱۸ھ اس مین لکھتے ہین۔

شاہزادہ محمد اعظم کو بہادر گڈھ و گلشن آباد کی طرف اور فیروز جنگ کو جگدیو وغیرہ کی طرف گئے ہوئے تھے۔ بادشاہ نے مقرب خان عرف شیخ نظام حیدرآبادی کو سنبھا کی تنبیہ کے لئے بھیجا تھا۔ انہین سے ہر ایک اپنے جوہر تردد کے ظاہر کرنے سے خدمات موروثی

سنبھا کا نام اور بادشاہ کا سنبھا کے ملک کی تسخیر کے لئے جانا۔

میں بقدیم کرتا تھا۔ دکن میں مقرب خان فنون سپہ گری اور کارطلبی میں مبارز پیشوان میں مشہور تھا۔ وہ قلعہ پرنالہ کی تسخیر کے لئے کولاپور کے نزدیک گیا تھا اسنے جاسوسوں کو بھیجا کہ وہ سنبھا کی خبر لائیں۔ وہ اپنے باپ سے بھی زیادہ تکلیف رسانی میں مشہور تھا۔ اتفاقات کی بات ہے کہ اسنے اپنے اصل مقام راہیری میں تو رہنا چھوڑ دیا تھا کھیلنا میں رہتا تھا یہاں اسنے ذخائر جمع کر لئے تھے اور اطراف کا بندوبست کر لیا تھا اسکو افواج پادشاہی کا خوف کچھ نہ تھا۔ وہ خاطر جمعی سے دریا بان گنگا پر نہانے گیا تھا یہ دریا سرحد پر گنہ سنگمنیر کے نزدیک ایک منزل پر دریا رشور پر تھا سنبھا دشوار گذار درون میں آیا۔ جن میں اسکے وزیر کب کلش (جوشلا) نے بڑی بڑی عمارتیں بنائی تھیں انمیں نقش و نگار بنائے تھے اور اشجار ثمردار اور لالہ زار لگائے تھے۔ یہاں کب کلش وعیال اور بیٹا ساہو اور ہواخواہوں کی جماعت اور دو تین ہزار سوار اُس کے ساتھ تھے یہاں سے فارغ ہو کر اُس نے قلعہ مکان پر تعب سراپا نشیب و فراز راہوں پر اور تراکم اشجار خاردار پر نظر کر کے توقف کیا وہ اپنے باپ کے طریقہ کے خلاف شراب پیتا تھا اور رنڈیوں کے ساتھ مزے اڑاتا تھا۔ عیش و عشرت میں ڈوبا ہوا تھا۔ تیز باہر کاروں نے مقرب خان کو خبر دی کہ وہ اس طرح غفلت اور لہو و لعب میں پڑا ہے۔ مقرب خان نے نہ اپنی جان کا اندیشہ کیا اور نہ قلعہ مکان کا خوف وہ اپنی جگہ کولاپور سے سنبھا کے مکان تک جو ۵۰ کروہ تھا دو ہزار سوار اور ایک ہزار پیادے لیکر روانہ ہوا باوجودیکہ ہمراہیوں نے منع کیا کہ راہ بڑی قلعہ ہے اور راہ کے مابین چند کتل اونچے ہیں جیسے انبا گھاٹ وغیرہ اور دریا قلعہ ایسے واقع ہیں کہ اگر تیس چالیس پیادے بن ہتیاروں کے سر راہ کو گھیر کر بیٹھیں اور پتھر پھینکیں تو فوج کلان کا عبور خیال محال ہے مگر مقرب خان کو جہاد کا خیال تھا کہ اگر میں اس کافر پر غالب ہوا تو غازیوں کے جرگہ میں داخل ہونگا اور اگر مارا گیا تو درجہ شہادت ملا۔ وہ سوار ہوا یلغار کر کے مسافت دشوار گذار کو طے کرتا جہاں کوئی مکان قلعہ آتا اول خود پیادہ ہوتا پھر اسکے ہمراہی فاقت کرتے

اور بجلی کی طرح اُن پر اشجار و سنگ و کوہ سے گذر جاتے اس طرح سنبھا کے نزدیک وہ پہنچا جب
سنبھا کے ہرکارون نے فوج پادشاہی کے آنے کی اطلاع دی جسکو مرہٹون کی اصطلاح
مین فوج یا لشکر مغل کہتے ہین تو اس بدمست نے اس گمان سے کہ اس مکان مین افواج مغل کا
تو ہم محض و تصور باطل ہی۔ نشے مین آکے حکم دیا کہ ان ہرکارون کی زبانین کاٹ لی
جائین اور اصلا سوار نہوئے اور مورچال باندھنے کا فکر نہ کیا۔ مقرب خان اپنے بیٹے اور
برادرزادون اور دس بارہ خویشون اور دو تین سو سوارون کو لیکر سنبھا کے سر پر جا
چڑھا تو وہ بے خود سرمست ایک فوج کو ہمراہ لے کر لڑنے کھڑا ہوا۔ اسکی سپاہ کچھ بہت
آدمی کمر باندھنے اور ہتیار لگانے کا بہانہ بنا کے روپوش ہو گئے اسکا وزیر کلوشا
جو اسکا ہمدم و ندیم و فدوی تھا سنبھا کو اپنی پشت پر رکھ کر نامی مرہٹون کی ایک
ایک جماعت لیکر مقابلہ مین آیا۔ دارو گیر کی شروع مین ایک تیر اسکے وزیر کی بازو مین
لگا اور وہ گھوڑے سے گرا تو اسنے فریاد کی کہ مین مارا۔ سنبھا نے کہ فرار کی فکر مین تھا۔
گھوڑے سے کود کر کہا کہ باجی مین بھی مارا پانچ چار مرہٹے مارے گئے ہونگے کہ سب فرار
ہو گئے۔ سنبھا ایک بت خانہ کی پناہ مین گیا یا شلوکا کی حویلی مین گھسا اور وہان
پوشیدہ محصور ہوا۔ پادشاہی لشکر نے اسکا سراغ لگایا۔ اسنے لاچار ہاتھ باندھ دیے
مارے وہ مع عیال اور پسر خرد سال ہفت سالہ ساہو نام اور دو اسکی بیبیان
اور اسکے ہمدم صاحب مدار گرفتار ہوئے۔ اسکا چھوٹا بھائی راجہ رام نام کہ ایک قلعہ
مین مقید تھا بچ رہا ان سب کو بدمست بستہ موکشان مقرب خان کی سواری کے نیچے لائے
سنبھا نے اڑھی منڈا کے خاکستر منہ پر ملی تھی اور تغیر لباس کیا تھا لیکن اس نشانی سے کہ
مردار ید کی مالا اسکے رخت کے نیچے سے نکلی اور اسکی سواری کے گھوڑے کے پاؤن مین
طلائی جھانجھن تھے وہ پہچانا گیا۔ اسکو مقرب خان نے اپنی ہاتھی پر ردیف بنایا اور
بعض کو طوق و زنجیر پہنا کے ہاتھی پر بٹھایا اور ایک جماعت کو گھوڑے سوار کیا اور فتح
کا نقارہ بجاتا ہوا اپنی جنگاہ کولاپور مین آیا۔ حقیقت حال کو بادشاہ سے عرض کیا

پادشاہ پہلے سے یہ حال سن چکا تھا۔ یہ مژدہ روح پرور ایک عالم کی فرحت و شادی کا سبب ہوا۔ پادشاہ اکلوج مین تھا کہ یہ قیدی اس پاس آئے۔ لاکھون آدمی سیر کو آئے ان بدبختون کے واسطے ایران کے دستور پر تختہ کلاہ کیا اور انکو لباس جسپر سینی آتی ہے پہنایا طرح طرح کی شکنجۂ عذاب مین انکو دیکھا یا خواری کے ساتھ اونٹون پر سوار کرکے ڈھول اور نفیرین بجاتے ہوئے انبوہ خلایق مین تشہیر کرتے ہوئے لائے۔ مقرخان کے آنے مین چار پانچ روز لگے۔ اس خوشی وقتی مین لاکھون ہندو مسلمان ایسے تھے کہ انکو خوشی کے مارے نیند نہین آئی۔ جس قریہ و گانون مین یہ خبر پہنچتی وہان سے خوشی خوشی سیر و تماشے کے لئے لوگ دوڑے آتے کئی دن تک ایک عالم کو دن رات شب برات تھی۔ غرض جسوقت یہ قیدی پادشاہ کے تخت کے نیچے آئے تو پادشاہ تخت سے اُتر کر دو رکعت شکرانہ ادا کی۔ کب کلش نے جو خود مقید تھا۔ اور ہندی شعر خوب کہتا تھا۔ چشم و زبان سے سنبھا کیطرف مخاطب ہوکر یہ شعر ہندی کہا جسکا مضمون یہ تھا کہ۔ ای راجہ تجھے دیکھ کر عالمگیر مین باوجود اس فروحشمت کے تخت نشینی کی طاقت نہ رہی اور بے اختیار ہوکر تیری تعظیم کے لئے تخت سے اُٹھ کر نیچے اترا اسکو زندان خانہ مین بھیجا۔ اگرچہ بعض ہوا خوان کی مصلحت یہ تھی کہ ان تیرہ بختون کی جان کی امان دیکر قلعون کی کنجیان سنبھا کے منصوبون سے طلب کرکے جا بجا اپنے قلعہ دارون کو متعین کرین اور سنبھا کو قلعہ مین دائم الحبس کرین۔ مگر مقید یہ جانتے تھے کہ آخر کار انکا سر دار پر چڑھے گا۔ اگر خواری و ذلت کے ساتھ محبوس و مایوس و محروم لذت زندگانی سے رہی تو ہر روز انکے واسطے ایک مرگ تازہ ہوگا۔ دو نو راجہ اور وزیر پادشاہ کو ناشائستہ باتین کہتے۔ خدا کو منظور یہ تھا کہ رشتۂ فساد کندہ نہ ہو۔ اور پادشاہ کی باقی عمر عزیز اس مہم اور قلعہ گیری مین ختم ہو۔ اسلئے پادشاہ نے یہ چاہا کہ انکے نخل حیات کو قطع کیجئے۔ تطعے انکی کوشش سے فتح ہو جائیگی اسلئے وہ امان دینے پر اور قلعون کے لینے پر راضی نہین ہوا۔ حکم دیا کہ دو نو سنبھا اور کلش (کلوشا) کی زبانین نکالین کہ وہ منہ سے ناسزا باتین نہ کہہ سکین۔ پھر انکی آنکھین نکالین اور دس گیارہ

قیدیون کو عقوبت سے مارا سنبھا اور کب کلش کے کلون کے پوست کو گھاس سے بھرا اور اُن کی تشہیر دہل نفیر کے ساتھ دکن کی تمام مشہور بلاد مین کرائی سنبھا کے مارے جانے کی تاریخ کافر بجیہ جہنمی رفت ہوئی۔ مآثر عالمگیری مین لکھا ہے کہ سنبھاجی کے گرفتار ہونے کی بشارت بادشاہ کو سید بدیع اللہ سجادہ نشین گلبرگہ نے پہلے سے دی تھی۔ گو وہ بظاہر ممنوعات سے معلوم دیتی تھی۔

سنبھاجی کی بدچلنی۔

جب سیواجی نے قلعہ راہیری بنایا۔ وہان آواخر تابستان مین پانی بہت کمیاب ہو جاتا تھا تو سیواجی نے اپنے مکان کے نشیمن پاس سنگ خارا مین کھدوا کے ایک باولی بنوائی تھی اور وہان بیٹھنے کے لئے اپنا ایک تخیہ گاہ بنایا تھا وہان وہ بیٹھتا۔ اور ساہوکارون اور غریبون کی عورتین جب پانی بھرنے آتین تو انکی عورتون کو فصل کامیوہ تقسیم کرتا اور عورتون سے اسطرح باتین کرتا کہ جیسے کوئی ماں بہنون سے کرتا اسکے خلاف سنبھاجی نے یہ طریقہ اختیار کیا کہ جب عورت پانی سے مٹکا بھر کے سر پر رکھتی۔ اور ایک ہاتھ سے مٹکا تھامتی۔ اور دوسرے ہاتھ کو کمر پر رکھ کے چڑھتی اور اسکے چوترے کے پاس آتی تو وہ اُسکی چھاتی پکڑ لیتا اور ایک گھڑی دو گھڑی اُسے حیران کرتا وہ عورت عاجز ہو کر مٹکے کو سر سے پھینکتی اور فضیحتی کے ساتھ اُسکے ہاتھ سے نجات پاتی۔

راجہ رام کا راہیری سے بھاگنا۔

باپ کے زمانہ مین جو رعایا آباد ہوئی تھی۔ ناچار وہ فرنگیون کی عملداری مین جا بسی سنبھاجی کا چھوٹا بھائی راجہ رام مقید تھا جب سنبھاجی مارا گیا تو مرہٹون نے راجہ رام کو اپنا سردار بنایا۔ پہلے اسنے کہ ذوالفقار نے راہیری کا محاصرہ کر کے محصورون کو تنگ کیا ہو وہ جوگیون کے لباس مین کہ کوئی پہچانے نہین قلعہ سے بھاگ گیا جب بادشاہ کو اسکی خبر مخبرون نے دی تو عبداللہ خان بارھہ کو حکم ہوا کہ وہ اس گمراہ کو گرفتار کرے اسکو جاسوسون نے یہ خبر تحقیق پہنچائی کہ بدلتون تاکہ راجہ رام گنجی مین ہا اب اُسنے تین سو سردار جمع کئے ہین اور رانی بدھنور کے زمینداری کے علاقہ مین آیا ہے خان مذکور نے قلاع کے انتزاع کو اور وقت پر موقوف رکھ کر اپنے بڑے بیٹے حسن علی کو

اسطرف روانہ کیا۔ اور خود تین رات دن ایلغار کرکے زمینداری کی حد میں متصل سجان گڈھ
دھرا کے گیا۔ جو دریاے تم بھدرہ کے کنارہ پر اسکے علاقہ میں واقع ہو یہاں اُسنے جنگ کی
اور سرداروں ہندو راؤ و ایلکوجی برادر سبھا جی و بھرجی نانتیا گھورپرہ کو قریب
آدمیوں کے گرفتار کیا اور راجہ رام ہتیار کیا بلکہ چیرہ و جامہ و جوتیاں چھوڑکر بھاگا۔
ایسا بھاگا کہ کسی کو خبر نہ ہوئی۔ اگرچہ اس بہادر نے یہ کارنمایاں کیا مگر اسپر یہ شبہ ہوا کہ
اُسنے راجہ رام کی گرفتاری میں اغماض کیا اور رانی کی نسبت یہ مظنہ تھا کہ اُس کو
چھپاکر چھوڑ دیا۔ قیدی ارک بیجاپور میں مقید ہوئی اور جان نثار خاں نے انی کو تنگ
کرکے اُسسے پیشکش جرمانہ میں لی۔ تعجب یہ ہے کہ ہندو راؤ و بھرجی اور چند اور سردار
بھاگ گئے اور باقی اسّی آدمی قتل کئے گئے۔

سوانح سال سی وسوم سنہ

۲ر شوال سنہ کو بادشاہ نے بخشی الملک روح اللہ خان کو مرہٹوں کے قلعہ ایجور کی
تسخیر کے لئے روانہ کیا۔ ۱۵ر محرم سنہ کو اعتقاد خان نے قلعہ راہیری فتح کرلیا اور سبھا
اور راجہ رام کے تمام ماؤں و عورتوں اور بیٹوں اور بیٹیوں کو قید کرلیا جسپر بادشاہ نے
بلند ہوا۔ عبدالرحیم خان مامور ہوا کہ وہ قلعہ راہیری میں ضبط اموال کرے۔ بادشاہ نے
حکم دیا کہ مادر سبھاجی زن بیوا اور اُن کے متعلقوں کے لئے گلال باری میں خیمے بقدر گنجائش
لگائے جائیں اور انکو اعزاز و احترام سے وہاں میں اُتارین۔ ہر یکا سالانہ مقرر کیا گیا
بڑے بیٹے ساہو نہ سالہ کو منصب ہفت ہزاری ہفت ہزار سوار اور راجگی کا خطاب
و خلعت وغیرہ عنایت کیا اور اسکے چھوٹے بھائیوں مدن سنگھ اور دھوسنگھ کو حکم
دیا کہ وہ اپنی ماں اور دادی ماں میں انکی ہر ایک سرکار کے واسطے ایک متصدی مقرر
کیا۔ اس سے مارکشتن و بجہ مازنگاہداشتن و آتش افروختن و اخگر گذاشتن کا نتیجہ بادشاہ
کے مرنے کے بعد ظاہر ہوا۔ جسکا بیان آگے ہوگا۔

۲ر شوال سنہ کو بخشی الملک روح اللہ خان دشمنوں سے قلعہ ایجور کی فتح کے لئے

قلعہ راہیری کی فتح متصل کے لئے کی ادارات۔

بخشی

مقرر ہوا تھا اُسنے ۲۶ صفر ۱۱۰۲ھ کو اس قلعہ کو فتح کرلیا فیروز نگر بھی اُسکا نام تھا۔

ایک دن دیوان عدالت العالیہ صلابت خان میر توزک نے اول ہی دفعہ ایک شخص کو پادشاہ کو دکھایا کہ وہ بنگالہ سے اسلئے مرید ہونے کے لئے آیا ہی۔ پادشاہ نے جیب خاص سے ایک سو روپئے اور چیرن طلا و نقرہ خان مذکور کو دیئے کہ اس شخص کو دیدے۔ اور کہدے کہ ہم سے جس فیض کا حصول ہوسکتا ہے وہ یہی ہے۔ جب خان نے اس شخص کو یہ چیزین دین تو اُسنے انکو اطراف مین پھینک دیا اور خود دریا مین جا گرا۔ خان نے فریاد کرکی اُسکو بیتے کو نکلوایا۔ پادشاہ نے توجہ باطنی سے سردار خان سے فرمایا کہ ایک شخص بنگالہ سے آیا ہے اُسکے دل مین یہ خیال باطل سمایا ہی کہ ہمارا مرید ہو

ٹوپے لنیدی باورہ دیندی کہے سچ چوہا کہندن باولی توگل باندھے جھج

اس ہندی فقرہ کے الفاظ مشکوک ہین۔ تذکرہ چغتائیہ مین لکھا ہے کہ این ہر دو فقرہ بہ زبان گوہر بار آوردند۔ ہر کہ می فہمد بر کمالات صورت و معنی آن خداوند شیفتہ و والہ می گردد۔

سعادت خان عرف محمد مراد حاجب حیدرآباد اگرچہ پادشاہ کے خانہ زادون و عقیدت نشانون اور جان نثار فدویون مین تھا لیکن ایام حجابت مین وہ یہ چاہتا تھا کہ پادشاہ ابوالحسن کی عفو تقصیرات مین اسکے حال پر ترحم کرے۔ بعض مقدمات مین وہ آتش فروزی زیادہ نہین چاہتا تھا اور پادشاہ کی مرضی کے خلاف اُسنے دو تین مقدمون کو مخفی کیا تھا۔ ایک ان مقدمون مین سے یہ تھا کہ ابوالحسن نے جو سبھا کو روپیہ دیا تھا اسکی اطلاع پادشاہ کو نہین دی۔ اور ایسے ہی اور دو تین مقدمے تھے جنکے سبب سے گولکندہ کی فتح کے بعد اسکا منصب کم کیا گیا اور اسی ہزار روپیہ جو ایام حجابت مین اسکو دیا گیا تھا وہ واپس ہوا۔ نو عدد خوانچہ جنمین دس لاکھ روپیہ کا جواہر تھا اور جنکو اُسنے اپنی حسن تدبیر سے ابوالحسن سے لیا تھا بعض ہمدمون نے سمجھایا کہ اسکے جواہر کو کم قیمت جواہر سے بدل لو مگر اُسنے بغیر کسی خیانت کے پادشاہی خزانچیون کے حوالہ ان خوانچون کو کیا تو جواہر خانے کے متصدیون

ایک دن بادشاہ پاس مرید ہونے کے لئے آیا۔

عالمگیر کے دیانت و مروت کے لوازم۔

عرض کیا کہ نو عدد خوانچہ جواہر جنکے اوپر موم کی مہر کا نقش نہین ہی اور نہ ابوالحسن کے
متصدیون کی سیاہ مہری ہے وہ ہمارے سپرد کیئے گئے ہین۔ پادشاہ نے فرمایا کہ اس
مہم مین ہم کو اسکی دیانت پر پورا اعتبار ہی۔ وہ واقعی ہمارا خانہ زاد ہے۔ ہماری گوپیون
اور کندھون کا کھیلا ہوا ہی۔ حجابت مین چند کام ہماری مرضی کے خلاف کیئے تھے
چشم نمائی ضرور تھی۔ اسکو پھر بحال کر دیا اور مرشد علیخان کا خطاب دیا۔ جو
اسکے باپ کا خطاب تھا تو اس نے عرض کیا کہ مین اپنے تئین باپ کے خطاب کے قابل نہین جانتا
خانہ زاد کا خطاب عطا ہو۔ پادشاہ نے مسکرا کر یہی خطاب اسکو دیدیا۔ دیانت کا حال
اس زمانہ مین یہ تھا کہ بہت سے متصدی پیشہ صاحب غرض نفس پروری کر کے کسکو مدین
نہین جانتے۔ دیانت امانت داری کو لوگ فعل سمجھتے ہین لیکن عاقل صلاح شعار عاقبت
اندیش پر ظاہر ہو کہ آسمان کے نیچے انسان کے واسطے کوئی محمود خصلت بہتر امانت و دیانت
سے نہین ہی۔ برکت عزت آبرو ترقی پائداری دولت و خلاصی بازخواست دارین۔
اور عاقبت بخیری اپنی اور اولاد کی دیانت و کم آزاری خلق اللہ مین ہے۔ بشرطیکہ
یہ امانت داری خدا کی رضا کے لئے ہو جسمین خلق اللہ کو مضرت و ایذا نہ پہنچانے کا قصد
ہو اور آبادکاری ملک پر نظر ہو نہ خوشنودی مخلوق کے لئے خلق اللہ کی گردن مارے
جو جماعت کہ اپنی نفس پروری اور امیر و وزیر کی خوشنودی کے لئے رعایا پر ظلم و تعدی
کرتے ہین۔ خدا تعالی اسی مخلوق کو انکی ہلاکت کے واسطے مقرر کرتا ہے اس بادشاہ کے
عہد مین بعض عمدہ ملازم دیانت مین مشہور ہین۔ عاقل خان خافی کے بعد امانت خان کے
باوجود یکہ وہ روزگار کا کاروبار کرتا ہی مگر فقیر وضع زیست کرتا ہی وہ زیردستون کی تالیف
قلوب کرتا مستمندون کے حال پر رعایت کرنے کو بادشاہ کے لئے مال جمع کرنے پر ترجیح دیتا تھا
ایام دیوانی دکن مین اورنگ آباد و خاندیس وغیرہ کی رعایا مالگذار پر اس نے بڑا احسان
کیا کہ بارہ لاکھ روپیے کہ بابت باقی سنوات کے رعایا ذمہ قدیم حال سے سرکار طلب کرتی تھی
اور ہر سال منصب دار اہل دیوان کے احدی مقرر ہو کر انکے وصول کرنے کے لئے جاتے تھے۔

اور کوئی دام و درم نہین وصول کرتے تھے اور اپنی مٹھی گرم کرکے چلے آتے تھے اور طومار ندارد دفتر
مین داخل کرتے تھے اور ایسے ہی نادار زمینداروں کے ذمہ پیش کش کا روپیہ ہوتا تھا اور اہلکار اس سے
متمتع ہوتے تھے۔ یک قلم صاف کردیا ایک دن بادشاہ نے جب امانت خان کی دیانت و امانت
کی تعریف کی تو امانت خان نے بادشاہ سے عرض کیا کہ میری برابر خائن و سرانہ ہوگا کہ ہر سال اپنی
ولی نعمت کے کئی لاکھ روپئے رعایا و عمال کو کہ باقی دار ہوتے ہین معاف کردیتا ہون بادشاہ
سے امید عفو رکھتا ہون بادشاہ نے فرمایا کہ ہمنے معاف کیا اور ہم جانتے ہین کہ تو دنیا و آخرت کا
خزانہ ہماری لئے جمع کرتا ہی۔ امانت خان مختلف دست آویزون پر ہنود کو معافی جزیہ کے
پروانے لکھ دیتا تھا اور بادشاہ اجرائے جزیہ مین نہایت تقید کرتا تھا۔ رشید خان دیوان
خالصہ نے یہ پروانے بادشاہ کو دکھائے اور عرض کیا کہ نصف سے زیادہ ہنود کو امانت خان نے
جزیہ کی عدم مزاحمت کی سند حضور کی مرضی کے خلاف دیدی ہی تو بادشاہ نے امانت خان سے
فرمایا کہ مقدمات ملکی اور مالی مین معافی کو تم مختار ہو مگر جزیہ ہزارہ دشواری سے کفار پر جاری کیا
ہے اسکے معاف کرنے سے بدعت اور بند و بست جزیہ کی برہم خوردگی پیدا ہوگی امانت خان
نے جزیہ معاف کرنیسے دست کشی کی اور ساری عمر سوار غریبانہ رخت اور موٹے کپڑے کے
پیجامو کے نہ پہنا۔ لونڈی کبھی نہین رکھی۔ چار نسل تک بلا فصل اسکے خاندان مین دیوانی دکن رہی
مرزا علی کی دیانت اس مرتبہ پر تھی کہ بادشاہ اسکو پایے اضافے اور خطاب عنایت کرتا تھا مگر
وہ انکار کرتا تھا۔ بادشاہ سے عرض کرتے مین وہ گستاخ تھا ایک مرد کو منصب کے لئے کھڑا کیا
بادشاہ نے کہا کہ وہ کم عمر ہے تو اسنے عرض کیا کہ جاگیر پانے تک وہ بندہاے بادشاہی مین
پرورش سفید ہوجائیگا۔ بادشاہ نے ایک خوانچہ اسکو میوہ بھیجا دوسرے روز جو وہ آیا تو اس میوہ کی
عطا کی تسلیمات بجا لانی بھول گیا۔ بادشاہ نے اس میوہ کا مزہ اس سے پوچھا تو وہ پا مین مین
گیا۔ چار تسلیم مقرری اور اور چار تسلیم بجا لایا اور عرض کیا کہ یہ تسلیمات سجدۂ سہو ہے۔
ایک مقدمہ شرعی مین کہدیا کہ تو رانی کی شہادت اعتبار کے قابل نہین ہی تو بادشاہ نے
فرمایا کہ تو نے پاس ادب نہین کیا کہ ہم بھی تو تو رانی ہین۔

شیخ الاسلام پیشر قاضی عبدالوہاب قاضی القضات تھا جھوٹی شہادتوں کا بڑا رواج تھا وہ گواہوں کے گذرنے کے بعد بہت کمتر اثبات حق کرتا تا مقدور آپس میں کوشش کرتا کہ مدعی اور مدعا علیہ آپس میں صلح کرلیں۔

اعتماد خان عرف ملا طاہر دیوان احمد آباد تھا۔ اسکا حقیقی بھائی آقا محمد زمان جو تجارت کرتا تھا اعتماد خان کے گھر میں اترا اس نے بھائی سے مال کی بابت دو سو روپئے طلب کئے اور چاہا کہ خود ادا کرے مگر بھائی نے یہ روپیہ دیدیا اور ناراض ہوکر بھائی کے گھر سے احمد آباد چلا گیا۔ اور کبھی بھائی کی صورت نہ دیکھی اور بہت سے ملازم دیانت دار تھے اگر سب کا حال لکھا جائے تو پھر تاریخ لکھنے کے لئے جگہ باقی نہ رہے۔

آغر خان کابل سے بادشاہ پاس آتا تھا۔ اکبر آباد کے نزدیک جاٹوں نے ایک قافلہ کو لوٹا۔ اور اسکو اور اسکی عورتوں کو اسیر کرکے لے گئے۔ آغر خان کو جب اسکی خبر ہوئی تو انکی گڈھی کے نزدیک پہنچا اور آدمیوں کو چھٹایا اور گڈھی کی تسخیر میں مصروف ہوا کہ بندوق کی گولی سے وہ اور اسکا داماد دونوں کشتہ ہوئے۔ خانجہان بہادر کوکلتاش گڈھی سنسی کے مسمار کرنے کے لئے مقرر ہوا تھا مگر اسکی سعی ناکام رہی۔ بادشاہ شاہزادہ محمد بیدار بخت کو اس گڈھی پر بھیجا جسنے حسب مدعا کام کیا۔

سوانح سال سی و چہارم سنہ ۱۱

۱۹ صفر سنہ ۱۱ کو جمدۃ الملک اسد خان دریا کو کشنا کے پار بھیجا گیا۔

سوانح سال سی و پنجم سنہ ۱۱۰۲

۹ رمضان سنہ ۱۱۰۲ کو بادشاہزادہ محمد کام بخش صوبہ دار بیجاپور کے مفاسد کی اصلاح اور غنیم کے استیصال کے لئے بھیجا بخشی الملک بہرہ مند خان اور بڑے بڑے امیر شاہزادہ کے ساتھ بھیجے گئے۔

جب بادشاہزادہ محمد معظم مقید ہوا تو عتاب شاہی ایسا تھا کہ اسکو حکم تھا کہ وہ حجامت و اصلاح نہ بنوائے۔ ناظر خدمت خان کی سفارش سے اسکو ایک مدت کے بعد

واصلاح بنوانے کی اجازت ہوئی تو بادشاہ کا غضب بتدریج کم ہوتا گیا۔ نی
سردار خان حافظ کو بادشاہ ادعیۂ ماثورہ دیتا اور کہتا کہ انکو اس یوسف زندا
پہنچا دے اور کہدی کہ وہ انکے ورد سے شغل رکھے کہ ہمارا دل اسکی خلاصی
اسمین ایک بڑا نادر لطیفہ ہے کہ خان مذکور نے کہا کہ حضور کے اختیار مین چھوڑتا ہے پھر
کیون دعائین پڑھواتے ہین۔ اسکا جواب بادشاہ نے یہ دیا کہ ہان لیکن حضرت
مالک الملک نے اپنی حکمت سے ہم کو ربع مسکون کا فرمان فرما کیا ہے جسجگہ مظلوم
پر کوئی ظالم ظلم کرتا ہے تو وہ امیدوار ہوتا ہے کہ اس ظلم کی فریاد ہم سے کرے
اور اپنی داد پائے بعض عوارض دنیاوی کے سبب سے اس شاہزادہ پر ہم سے ظلم ہوا
اور ابھی وقت نہین آیا کہ اُس کو خلاص کرین اسکا مفر بجز درگاہ دا ور نہین ہی اس لئے
اسکو امیدوار رکھنا چاہیئے کہ وہ ہم سے قطع امید نہ کرے اور خدا کے آگے نالش
نہ کرے اور اگر وہ نالش کرے تو ہمارے بچنے کی کون سی جگہ ہے؟۔
خافی خان لکھتا ہے کہ بادشاہ نے خواجہ سرا سے محرم کے ہاتھ ایک قلمدان مع سازاو
قلم تراش بھیجا۔ صاحب عزت محبوسون کے پاس کاغذ اور جریخورد و کلان بھیجنا منع ہے
خواجہ سرا سے بادشاہ نے کہدیا ہے کہ اگر شاہزادہ اس قلم تراش کے رکھنے مین تامل کرے
تو اُسے کہدینا کہ وہ عمداً بھیجا گیا ہے اور اگر اسکو وہ بلا مضائقہ رکھ لے تو اسکا
حال ہم سے کہدینا۔ بادشاہزادہ نے قلمدان مین جب قلمتراش دیکھا تو کہا کہ یہ غلطی
سے آیا ہے۔ خواجہ سرا نے کہا کہ عمداً بھیجا گیا ہے تو اُسنے تسلیمات بجالا کر اسکو
رکھ لیا۔ بادشاہ سے یہ حال عرض کیا گیا تو اُسنے کہا کہ ہم اپنے فرزندون کی غیرت
جانتے ہین۔ چند روز گذرے تھے کہ بادشاہ نے ایک حدیث اپنے ہاتھ سے لکھ کر
دی جسکا مضمون یہ تھا کہ حافظ کلام اللہ کو ہر چند وہ سزاوار حبس ہو مجبوس ابدی نہین
کر سکتے۔ شاہزادہ کو ہزار سے زیادہ حدیثین حفظ تھین اُسنے جواب مین لکھا کہ اگرچہ
حدیث مین حافظ قرآن کا حبس ابدی کرنا نہین آیا۔ مگر باپ بیٹے کو باوجود

احترام حفظ کلام اللہ حبس ابدی کر سکتا ہے۔ پادشاہ اس جواب سے بڑا خوش ہوا۔ حبس مین تخفیف ہوئی اور پھر رہائی۔

ابوالخیر خان قلعہ راجگڈھ سے آکر پادشاہ سے ملا

ان دنون پادشاہ پاس خبر آئی کہ قلعہ راجگڈھ جو سنبھا وسیوا کا حاکم نشین تھا اور پادشاہ کے ہاتھ بہت محنت سے ہاتھ آیا تھا۔ ابوالخیر وہان پادشاہ کی طرف سے قلعہ دار تھا سنبھا کے مقید ہونے کی خبر سے پہلے مرہٹون نے اپنے غلبہ اور تسلط کے اظہار کے لئے ابوالخیر خان سے کہا کہ قلعہ خالی کردو۔ اس قلعہ دار نے جان و مال و عیال کی امان کا قول لیا اور رات کو دو تین زنانہ سواریون کو دو تین ڈولیون مین بٹھایا اور باقی مستورات کو پیادہ پا ساتھ لیا اور اسباب کے چند پٹارے و صندوق و زر نقد و زیور وغیرہ ہمراہ لیکر قلعہ سے نکلا۔ مرہٹون نے باوجود قول امان سارا اسکا اسباب لوٹ لیا اور بڑی بے عزتی سے ابوالخیر خان اور اسکے ناموس کو چھوڑ دیا وہ فیروز جنگ کے لشکر مین چلا آیا۔ پادشاہ نے اسکو منصب و جاگیر سے معزول کیا اور بندر سورت مین حج کے لئے بھیجوایا۔ مگر ایک پیر کی سفارش سے وہ پھر اپنے منصب پر بحال ہوگیا۔

علماء و فضلا کا فتوی

ان دنون مین سال حال کے آخر تک کل بلادین جابجا نرخی مقرر تھے۔ علماء و فضلا نے پادشاہ کے خاطر نشان کیا کہ یقین نرخ خلاف شرع ہے۔ ہر فروشندہ کو اپنے مال کا اختیار ہے کہ جس نرخ و قیمت پر چاہے بیچے اسلئے پادشاہ نے حکم دیا کہ کل بلادین سے نرخی موقوف کئے جائین اور کسی کو نرخ کی خدمت نہ دی جائے ایک اور حکم یہ ہوا کہ بندہائے پادشاہی کے منصب کی یادداشت مرتب ہونے کے بعد منصبدارون کے پاس رہتی ہے وہ بخشیون کے دفتر مین رہے اور سرشتہ چہرہ کے دفتر کا جدا ہے۔ وہ اس یادداشت مین لکھا جائے۔ محاسبہ جاگیرداری کی طرف رجوع کرے اکثر طلب کارمنصبدارون پر نکلتی اور اس سبب سے رجوع محاسبہ کے لئے سزاول یقین ہوتے اور منصب دائمی پیشکش خرچ کرکے رجوع محاسبہ کی راہ سے

کارکا دفعیہ کرنے پائے۔ باقی کی قلت اور منصب داروں کی کثرت سے خصوص بے شمار مرہٹوں اور کنبیوں کے عمدہ منصبوں پر مقرر ہونے سے خانہ زادوں کو اکثر چار پانچ سال جاگیر میسر نہیں ہوتی تھی جب موسوی خان دیوان تن ہوا تو یہ مقرر ہوا کہ نو ملازم منصب داروں سے مچلکا لیا جائے۔ کہ یادداشت کی تیاری کے بعد جاگیر پانے تک وہ ایام مابین کی طلب کا دعوی نہ کریں۔ جب جاگیر ملجائے اور اس میں کوئی تغیر ہو تو اس تاریخ تک کہ پھر جاگیر تنخواہ ملے ایام مابین بحال سے نہیں محسوب ہوں۔ پہلے جو شخص ملازم ہوتا تھا وہ تعینات کیا جاتا تھا۔ اب موسوی خان نے یہ مقرر کیا کہ جبتک وہ جاگیر نہ پائے کہیں تعینات نہ کیا جائے مگر وہ اپنے اختیار سے کہیں تعینات ہو جائے۔

سنہ الف سال سی و شش

اس سال کے اواسط یا اوائل میں پادشاہ گورکانون و شکارپور سے کوچ کرکے ظفرآباد بیدر میں آیا کچھ دنون ٹھیر کر گلکنڈہ میں کہ توابع بیجاپور سے ہے۔ اور ایک روزہ اس سے مسافت رکھتا تھا کوچ اور چھاؤنی کا حکم دیا۔

فضائل خان بخشی و داروغہ انشا کی خدمت پر مامور تھا۔ پادشاہ سے عرض کیا کہ بعض ملاد معموری و قلعہ جیسے کہ مالوہ و بنگالہ و بگلانہ و پرنالہ میں۔ انکے آخر میں بموجب رسم خط و زبان ہندی کے بجای ھ کے الف لکھنا مناسب معلوم ہوتا ہے۔ پادشاہ نے اسکو پسند کیا اور حکم دیا کہ بجائے ھ کے الف لکھا جایا کرے۔ پادشاہ کو معلوم ہوا کہ سبھا کے بھائی راجہ رام کو بعض قصبوں کے سردارونے بھائی اور باپ کی جگہ بیٹھا یا ہے اور اسکے لئے بہت لشکر فراہم کیا ہے اور اسکو قلعہ سے نکالا ہے اور اسنے فوج کی استمالت کرکے عمدہ فوجین بھائی اور باپ کی طرح جانیجا نامی نوکرون کے ساتھ تاخت و تاراج کے لئے بھیجی ہیں۔

شاہجہان کے عہد سلطنت میں نصارا کا حال بیان ہو چکا ہے کہ سمندر کے کنارہ پر بنادر ہند میں بستے تھے۔ پادشاہ پرتگال کے منصوبون نے اکثر پاس کے بنادر و بلاد کفار دریائے شور پر پہنچا اور قلب مکان کی پناہ میں قلعے بنائے ہیں اور دہات آباد کئے ہیں۔ اکثر امور میں اپنی آبادی ہوئی رعایا کے ساتھ کمال رعیت پروری کرتے ہیں۔ کوئی تکلیف وہ نہیں پہنچاتے اور

ھ اور الف کا بدلنا

راجہ رام

پرتگیزون کا حال

مسلمانون کے واسطے ایک جدا پورہ آباد کیا ہی۔ اور ایک مسلمان کو اس مین قاضی مقرر کیا ہے۔ معاملات جزئی اور نکاح کی تنقیح اسکے حوالہ کئی ہین لیکن وہان واج بانگ صلوٰۃ کی صدا نہین اگر کوئی نامراد مسافر انکے تعلقہ مین وارد ہوتا ہے۔ اگرچہ اُسکو ضرر نہین پہنچاتے لیکن وہ نماز بلا تشویش نہین پڑھ سکتا دریا مین برخلاف انگریزون کے جہازون پر دست تعدی نہین جو راز کرتے مگر اس جہاز پر جسکا قول موافق اور دستور مقرری کے حاصل نہ ہوا ہو۔ یا عرب و مسقط کا جہاز ہو کہ ان دونو فرقون سے انکو قدیم عداوت ہی اور قابو پاکر اک دوسرے کے جہاز پر تاخت کرتے ہین۔ یا بندر دوردست کا کوئی جہاز معیوب تباہ ہو کر انکے ہاتھ مین آیا ہو تو اسکو وہ اپنا شکار سمجھتے ہین پر ہان امراء کا ظلم یہ ہی کہ انکے تعلقہ کی رعایا مین کوئی مرجائے۔ اور اسکا کوئی فرزند نابالغ ہوا اور پسر کلان نہ ہو تو اسکے اطفال کو اپنے بادشاہ کے سرکار بیت المال جان کر اپنے کلیسا کے معبد خانہ مین لیجاتے ہین پادری انکا اسکو احکام مذہب عیسائی سکھاتا ہے خواہ وہ سید مسلمان کا یا برہمن کا لڑکا ہو اسکو اپنے مذہب مین لاتے ہین اور غلامون کی اتنے خدمت لیتے ہین۔ کوکن عادل شاہی مین دریا کے متصل انکا قلعہ معمورہ گوہ مشہور وہ پرتگیزون کا حاکم نشین ہے اور پرتگال کی طرف سے مستقل کپتان وہان رہتا ہے اور بنادر اور دہات سیر حاصل آباد کئے ہین سوا انکے چودہ پندرہ کوس سورت سے تا حد جنوبی طرف سرحد بمبئی تک تعلقہ انگریز و سرحد حبشیون کی ہے جسکو کوکن نظام شاہی لکھتے ہین۔ پرگنات بگلانہ کے عقب کے پہاڑون کی پناہ مین اور گلشن آباد کے جبال شوارگنڈ کے جوار مین۔ آٹھ سات قلعے چھوٹے بڑے بنائے ہین۔ انمین سے دو قلعون کا نام دمن و بسی ہے جنکو سلطان بہادر گجرات کے قول اور اذن کے بہانہ سے بنایا ہے اور ان کو کمال استحکام کیا ہے اور اس مین دہات آباد کئے ہین اگرچہ یہ ملک جو انکے تصرف مین ہے چار پانچ کوس طول مین ہی مگر عرض مین ڈیڑھ کروہ سے زیادہ نہین وہ پہاڑ کی ترائی مین جنس اعلیٰ مثل نے شکر و اناس و بیج کی کاشت کرتے ہین اور انکی زمین مین اشجار نارجیل و فوفل بہت ہین اور بہت محصول کا روپیہ حاصل کرتے ہین اور ایک سکہ فرنگ قیمتی

نوآنہ کا ان مین مروج ہے۔ اور سوا اس سکے کے جسکو اشرفی کہتے ہین ایک اور تانبے کا سکہ ہے جسکو بزرگ کہتے ہین ایک فلوس کے چار بزرگ ہوتے ہین۔ اضلاع محکمہ ہین بادشاہ کا حکم آگے ملک مین چلا نہین اور لڑکی کی شادی کرنے کے وقت دہات کو اسکے جہیز مین دیدیتے ہین گھر کے اندر باہر کا کل اختیار بیوی کے ہاتھ مین ہوتا ہی۔ بیویان شوہر پر تسلط رکھتی ہین انکے مذہب مین ایک بیوی کے سوا دوسری بیوی کرنی جائز نہین پرتگیزون کا سب سے بڑا کپتان گووہ مین رہتا ہے اور سب کپتان اس کے محکوم ہوتے ہین جب بادشاہ کو پرتگیزون کی زشتی اعمال پر اطلاع ہوئی تو ابتدا مین معتبر خان فوجدار گلشن آباد کے نام حکم صادر ہوا کہ وہ اور فوجدارون وحبشیون کی مدد لے کر اس ضلع کے جہال سے اس طائفہ کی استیصال اور اخراج مین کوشش کری۔ معتبر خان اورون کی کمک مدد کا محتاج نہ ہوا جمعیت زیادہ رکھتا تھا۔ قلعہ گیری کا سامان جمع کر کے پرتگیزون کے دہات پر تاخت و تاراج شروع کی اور ایک دو چھوٹے قلعون پر کہ مصالح جنگ نہین رکھتے تھے۔ تاخت و یورش کی جنگ میدان مین یہ جماعت عاجز ہے اور بندوق و شمشیر کو بوسینچہ کی صورت رکھتی ہے اور ہتیار نہین رکھتی۔ اور ان پاس گھوڑے نہین ہوتے ہین۔ وہ پہلے حملہ مین بھاگ گئے اور بہت سے پرتگیز قلعہ دمن اور بسی مین چلے گئے اور ایک جماعت فرنگیون کی مع زن و فرزند اسیر ہوئے۔ دو قلعے چھوڑ کر وہ بھاگے وہ معتبر خان کے قبضہ مین آئے اور اس قوم مین ایک تہلکہ پڑگیا اور قلعہ دمن اور بسی مین آنکر انکے برج و بارہ کو مستحکم کرنے لگی کوکن عادل شاہی کے تعلقہ کے کپتان گووہ کو اسکی اطلاع ہوئی وہ بجائے صوبہ دار کل اور نائب مستقل پرتگال کا ہے۔ یہ جماعت اپنے تئین دریا کا صاحب اختیار مطلق جانتی ہے اور روئے دریا پر جنگ جہازون مین جیسا وہ تردد کرتے ہین ایسا کسی اور قوم سے نہین ہوسکتا انسنے عرضداشت کمال تضرع اور عجز کے ساتھ بادشاہ کی اور مقربان حضور کی خدمت مین بھیجی جسمین مندرج تھا کہ ہم تمہاری طرف سے بے تنخواہ کے نوکر ہین جو رخنے دریا کے مفسدون کے شر کو دور کرتے رہتے ہین۔

فرمانروایان سلف نے ہمارے بزرگون کو زمین کا ایک پارچہ ناکارہ کنار دریا پر دیا تھا
اسکو آباد کرکے آپ کی خدمت بجا لاتے ہین اگر ہمارا رہنا حضور کی مرضی کے خلاف ہو تو ہم
خانہ بدوش ہین اور ہمارا اصلی گھر اور مکان روے دریا ہے۔ جہازون مین سوار ہوکر محافظت
دریا مین مشغول ہون گے۔ ہمارے پادشاہ کا حکم ہی کہ ہندوستان کے پادشاہ سے مقابلہ
و پرخاش نہ کرنا۔ اُنہون نے پادشاہ کے حواشی و صاحبان ارون کے لئے تحفے و ہدیے بھیجے
تھے۔ مقربان شاہی نے پادشاہ کی خاطر نشان کیا کہ جب تک خشکی کے بندوبست سے اور سرشون
کے قلع سے بالکل خاطر جمع نہ ہو پرتگیزون سے بگاڑ کر زنبور خانہ دریا کو شورش مین نہین لانا
چاہیئے۔ اسلئے پادشاہ نے پرتگیزون کی تقصیر معاف کردی اور اسیران فرنگ کے چھوڑنے
کا حکم معتبر خان پاس بھیجدیا۔

مرزبانان جبھی و بیجاور توابع بیجاپور مشہور سرکش تھے۔ اور خزانہ اُنکا معمور تھا وہ سبنھا
متقول کے منصوبون مین سے تھے اور قدیم سے رام راجای بیجانگر کے ملک مین سی وہ کہی جاتے تھے
اور ہمیشہ بیجاپور کے فرمانروایون سے مخالفت کرتے تھے دو تین مضبوط قلعے باہم پیوستہ اُن
پاس تھے وہ زیادہ شوخی کرتے تھے۔ شاہزادہ کامبخش اُنکی تنبیہ کے لئے مقرر ہوا۔ جملۃ الملک
اسدخان اتالیق اور اعتقاد خان جسکو خطاب والفقار خان نصرت جنگ کا ملا تھا۔
ہراول مقرر ہوا اور عبدالرزاق خان لاری کوتکن عادل شاہی کا فوجدار مقرر ہوا۔

ابتدا سے کہ تیموریہ کے تصرف مین ملک دکن آیا۔ خربوزہ گرما کا محصول معاف تھا
دریا کے کنارون کے ریتی مین غریب غربا خربوزہ بوتے ہین اُنکے محصول سے عمال بادشاہی
اور جاگیرداروں کے تصرف مین کوئی دام و درم نہین آتا تھا اور سررشتہ زمینداری
اور تنخواہ اہل دیوان مین وہ داخل نہ تھا اندنون مین کہ محرم خان عرف خوجہ یاقوت
کل باغات شاہی کا داروغہ مقرر ہوا اور اُسکو معلوم ہوا کہ دریا کے کنارون پر خالصہ
کا کچھ بندوبست نہین ہے اُسنے پادشاہ سے عرض کیا کہ خربوزون کا محصول
نہین لیا جاتا اس سبب سے بہت روپیہ رائگان جاتا ہے۔ پادشاہ نے

اہل دیوان کو حکم دیدیا کہ اسکا بندوبست کیا جائے۔ خربوزہ کا محصول از روئے جریب مقرر ہوا پہلے بادشاہی باغون کے دروازے کھلے رہتے تھے خلقت اُسسے متمتع ہوتی تھی۔ مگر محرم خان نے حکم دیا کہ سب باغات کے دروازے مقفل رہین اور خاص حالتون مین وہ کھولے جائین۔

ابوالحسن کی چار لڑکیان

ابوالحسن کی چار لڑکیان ناکدخدا تھین۔ بڑی لڑکی نے شادی سے انکار کیا۔ اور یہ درخواست کی کہ مین بادشاہ کے ہاتھون پر وضو مین پانی ڈالنے پر مقرر ہو جاؤن مجھے اس پر فخر ہے۔ ورنہ باقی لذات دنیا سے مجھے اجتناب ہے۔ بادشاہ نے اسکا یہ میہ مقرر کردیا اور اسکو باپ پاس رہنے دیا ایک بیٹی کی شادی سکندر بیجاپوری کرکے اسکو جس مین اسکا ہمدم بنایا اور تیسری لڑکی کا عنایت خان پسر اسد خان سے عقد باندھا۔ اور چوتھی لڑکی کو نقشبندیہ خاندان مین بیاہ دیا جسکو ابوالحسن نے پسند نہین کیا۔

روح اللہ خان کی وفات۔

روح اللہ خان میر بخشی کہ امرائے موروثی مین تھا اور بادشاہ کے مزاج سے آشنا تھا اور خلق کی برآر کارین کوشش کرتا تھا وہ مرگیا تاریخ وفات اسکی (روح در تن ملک ماند) ہوئی بادشاہ اسکی عیادت کو گیا اور اسکی مغفرت کے لیے دعا پڑھی۔ اُسنے یہ شعر پڑھا ؎

چہ بناز رفتہ باشد ز جہان نیازمندے ۔۔۔ کہ بوقت جان سپردن بسرش رسیدہ باشے

محمد باقر حاکم بندر سورت کسی قصور کے سبب سے سورت سے بدلا گیا۔

سید سعد اللہ کی سفارش

فضیلت پناہ سید سعد اللہ نے جو بڑا عالم متبحر تھا اور اسکی تحریر پادشاہ پر پورا اثر کرتی تھی اور پادشاہ اپنے دستخط خاص سے اسکو خطوط لکھا کرتا تھا۔ وہ ارباب حاجت کی سفارش مین زیادہ جرأت کرتا تھا۔ اُسنے محمد باقر اور ایک اور حکیم کی سفارش کی۔ پادشاہ نے دونو کے قصور معاف کردیے مگر سید صاحب کو لکھا کر بھجوادیا کہ آپ فقیر اور فاضل ہین علماء و فقرا کے باب مین لکھا کیجے لیکن ایسے آدمیون کے بارہ مین

بظلم کا پیشہ اختیار کرتے ہین کچھ نہ لکھا چاہیئے اسلئے کہ نص کلام الٰہی ہے کہ ظالم کی اعانت کرنی ظلم مین شریک ہونا ہے۔

مہم دکن کو بڑا امتداد ہوا۔ تیموریہ خزانہ اندوختہ خالی ہوا پائے باقی کی قلت اور ارباب طلب کی کثرت حد سے گذری۔ روح اللہ خان کو نئے ملازمون کی مسل پیش کرنے کا شوق تھا۔ بادشاہ نے ایک دفعہ بیدماغی سے اسسے کہا کہ ہمنے بار بار کہا ہے کہ نوکر ہمکو درکار نہین۔ تو کسواسطے آدمیون کو جواب نہین دیتا۔ روح اللہ خان نے جواب عرض کیا کہ ہندوستان کی دولت سلطنت خداداد ہفت اقلیم کی سلاطین کا ملجا ہے۔ ہم خانہ زادون کی زبان سے ارباب حاجت کے لئے کلمۂ یاس نکالنا پاس ادب سے دور ہی۔ عرض کرنا ہمپر واجب ہے۔ قبول کرنے کا اختیار ولینعمت کو ہے۔ ان ہی دنون مین مخلص خان بخشی ہوا وہ چاہتا کہ مین روح اللہ خان سے بھی زیادہ خلق پر در فیض کھولون۔ وہ نئے ملازم رکھنے پر زیادہ جرأت کرتا تھا۔ بادشاہ ان بخشیون پر بہت خفا ہوا کہ ہمنے بار بار حکم دیا کہ ہمکو نوکر درکار نہین پھر تم کیون نوکر رکھتے ہو اور اسکی قباحت کو نہین سمجھتے۔ دونو بخشی خفا ہوکر گھر جا بیٹھے۔ اور پیشکارون سے کہہ دیا کہ آدمیون کو جواب دیدو۔ نئے ملازمون کی سند و سناد جاری نہ کرو۔ پس ارباب حاجت کے لئے دروازہ بند ہوا۔ ایک جماعت برسون سے بادہی کر رہی تھی مایوس ہوکر فکر فاسد کرنے لگی خیمہ خیمہ پر پرچی پھرتی تھی۔

ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ راجا رام نے جابجا ملک کی تاخت کے لئے اور قلعون کی تسخیر کے واسطے جو بادشاہ کے قبضہ مین آئے ہین فوجین بھیجی ہین چنانچہ ترابع بیجاپور مین بہت بڑا مضبوط قلعہ پرنالہ تھوڑے تردد سے اجہ رام کے منصوبون کے تصرف مین آگیا ہے۔ قلعہ دار بادشاہی نے اس وقت کہ کارہا تھ سے جا چکا تھا خبر پاکر لاحاصل دست یازی کی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بادشاہ یہ خبر سنکر بہت افسردہ ہوا اور اسنے کہا کہ پرنالہ نہ رفت بیجاپور رفت۔ بہرہ مند خان کو بھیجنا چاہا تھا

قلعہ پرنالہ کا بیجاپور سے جانا۔

کہ سنا شاہزادہ معز الدین پرنالہ کا محاصرہ کر رہا ہے اُسنے مصلحت یہ جانا کہ بادشاہ خود بسیرم پوری جاکر انتظام کرے۔

سنہ اجے سال سی وہفت سنہ ۱۱۰۷

بادشاہ کے حکم کے موافق فیروز جنگ نے بہادر گڈھ مین چھاؤنی ڈالی تھی اُسکے نام حکم گیا کہ خود جریدہ جاکر مخالفون کی تنبیہ کرے۔ اور اس ضلع کے قلعون کو تسخیر کرے۔ سنبھا کے مقتول ہونے کے بعد راجہ رام کی طرف سے ملک قدیم وجدید کی تاخت وتاراج کے لئے مرہٹون کے نامی سردار بھیل گئے تھے۔ اور افواج بادشاہی کے اطراف مین شوخی ودست اندازی حد سے زیادہ شروع کی جسکی تفصیل مین قلم رنجہ کرنا سررشتہ سخن سے دور پڑتا ہے۔ ان سب سردارون مین دو سردار سنتاجی گھورپورہ اور دھنا جادو بڑے بڑے بیدھب تھے۔ پندرہ بیس ہزار سوار جنگی انکے پاس موجود تھے اور اور مرہٹے صاحب فوج انکی اطاعت ورفاقت کے لئے موجود تھے بادشاہی فوج کے سردارون کو اُنسے چشم زخم عظیم پہنچا سنتاجی نے شہور مہمورون کی تاراج مین اور عمدہ امراء سرفوج شاہی کے مقابلہ مین ایسی شہرت پائی تھی کہ جس سے کسی کا اُسکے مقابلہ ومقاتلہ ہوتا اسکو سوا اسکے چارہ نہ تھا کہ کشتہ ہو یا زخمی ہوکر اسیر ہو۔ یا ہزیمت پاکر فوج وبہیر کو غارت کراکے جان بچانے کو دوبارہ زندگی جانے جس طرف وہ پیکار کے لئے جاتا۔ لشکر شاہی لڑنے لگتا۔ اور کوئی ذی وقار امیر بادشاہی اسکے مقابل مین کمر نہ باندھتا۔ چنانچہ اسماعیل خان یکہ تاز جو دکن کے شہور سردارون مین تھا اسکے مقابلہ مین اول ہی حملہ مین اپنی جگہ سے ہل گیا اور تمام فوج اسکی غارت ہوئی اور زخمی ہوکر اسیر ہوا۔ بہت روپیہ دیکر چھوٹا۔ اسی دستور پر رستم خان عرف شرزہ خان ضلع ستارہ مین اس سے لڑا۔ ساری بہیر اور جو کچھ پاس تھا برباد گیا گرفتار ہوا۔ بہت روپیہ دے کر نجات پائی۔ ایسے ہی علی مردان خان عرف حسین بیگ حیدرآبادی شش ہزاری نے سنتا سے کارزار کرکے بہیر اور فوج کو برباد کیا۔

مرہٹون کی بادشاہی فوج کے پہ در پہ فتوح۔

وہ خود زخمی ہوا اور ایک جماعت اسکے ساتھ زخمی ہوکر گرفتار ہوئی۔ وہ دو لاکھ روپیہ دیکر اور اسکے ہمراہی اور روپیہ دیکر رہا ہوئے۔ سرحد کرناٹک پر سنتاجی سے جان نثار خاں اور تہور خان سے لڑائی ہوئی۔ جو مرہٹون کی تنبیہ کے لئے مقرر ہوئے تھے۔ فوج بادشاہی کو بڑی ہزیمت ہوئی۔ تمام فوج اور توپخانہ اور بہیر غارت ہوگیا۔ جان نثار خان زخمی ہوکر بہت کوشش کرکے جان کو سلامت لے گیا۔ تہور خان مردون اور زخمیون مین پڑا۔ دوبارہ عمر پانے کو غنیمت سمجھا اور ایسے بڑے بڑے آدمیون کو جو لڑائی مین شریک تھے صدمہ پہنچا بہت سے مقید ہوئے۔ بعضون نے حیلون سے جان بچائی۔ جب بادشاہ کو یہ خبر پہونچی تو وہ دل مین بڑا رنجیدہ ہوا۔ مگر بظاہر یہ کہا۔ بندہ کا اختیار نہین ہے۔ سب کچھ خدا کی طرف سے ہے۔ مراد خان خان جہان سے بادشاہ کے اس مقولہ کو عرض کیا تو اسنے کہا کہ یہ خبر ہے عالم بالا مین عرض کرنے کی نہین ہوتی کہ دیوین لیوین جس کسی کو روز ازل مین دیدیا دیدیا۔

جمدۃ الملک قلعہ نندیال کو فتح کرکے کھریہ مین آیا تھا جو سرحد کرناٹک حیدرآباد پر ہے یہین چھاؤنی ڈالی تھی۔ شاہزادہ کام بخش کو بادشاہ نے قلعہ واکن کھیرہ کی فتح کے لئے بھیجا تھا اور اس مہم کے اہتمام کے لئے بخشی الملک بہرہ مند خان کو اسکا شریک کیا تھا۔ جب اس خدمت پر بخشی الملک روح اللہ خان مامور ہوا تو بادشاہ کے حکم سے وہ جمدۃ الملک کی کمک کے لئے مقرر ہوا۔ جب وہ کھریہ آیا تو بادشاہ کا حکم آیا کہ وہ جمدۃ الملک کے ہمراہ ذوالفقار خان نصرت جنگ کی کمک کو جائے۔ وہ قلعہ جنجی کا محاصرہ کر رہا تھا۔ غنیم کے ہجوم سے اور رسد کے نہ پہنچنے سے اسپر کار دشوار ہو رہا تھا بادشاہزادہ جوانی کی قوت رکھتا تھا۔ خوشامد دوستی کے فریب مین آیا ہوا تھا۔ صاحب تجربہ آخر بین کی باتون پر توجہ نہین کرتا۔ آخر مسافت بعید منزل بمنزل قطع کرتا تھا اور اس ضمن مین سیر و شکار بھی ہوتا جاتا تھا اور گھوڑے پر سوار ہوکر اول سے آخر تک راہ چلتا تھا۔ جمدۃ الملک بڈھا تھا۔ وہ ادب کی رعایت کرکے گھوڑے پر شہزادہ کے ساتھ جاتا تھا۔ مگر گھوڑے پر سوار ہونے سے وہ ناخوش اور آزردہ خاطر ہوتا تھا۔ زمین الفت مین گوہ شکوہ کے اندر دانہ کلفت ہوتا ہے اس سے مخالفت پیدا ہوئی اور بداندیشون نے

قلعہ جنجی کی مہم اور شہزادہ کام بخش کا ہلاک ہونا۔

اس ناخوشنودی کو اور بڑھا دیا۔ بہرہ مند خان نے شاہزادہ سے ایسی چکنی چپڑی باتین بنائین کہ اسنے پادشاہ پاس جانے کی اسکو اجازت دیدی۔ جھجی مین لشکر آیا۔

خان نصرت جنگ نے استقبال کیا اور ملازمت حاصل کی۔ دیوان خانہ مین پادشاہزادہ بیٹھا۔ حمدۃ الملک اور نصرت جنگ و سرافراز خان نے بیٹھنے کی اجازت پائی۔ سید لشکر خان پسر سید جہان خان مارا۔ جو نصرت جنگ کی تجہیز کا متوقع تھا اسکو بیٹھنے کی اجازت نہ ہوئی تو وہ دیوان سے رنجیدہ ہو کر چلا گیا اس مقدمہ کو آدمیون نے پدر و پسر کی سعایت کے لئے پادشاہزادہ کے ساتھ مقدمہ مرتب کیا اور انکو یہ سمجھایا کہ پادشاہزادہ تمہارے حال پر متوجہ نہین ہوا اس اثنا مین شاہزادہ و راجہ رام کے درمیان مراسلت مخفیہ ہونے لگی۔ نصرت جنگ سے بات سے آگاہ رہتا تھا۔ وہ قلعہ کے اندر ہزار روپیہ روز جاسوسون کو دیتا تھا اس راز و نیاز کی باتون پر تحقیقی اطلاع اسکو ہوئی تو باپ بیٹون نے پادشاہ کو اطلاع دی اور پادشاہ کی اجازت سے وہ مجاز ہوئے کہ راؤ دلپت بوندیلہ کو شاہزادہ کے دولت خانہ پر شب و روز حلقہ در بنایا۔ حمدۃ الملک کی بے اجازت سواری اور دیوان اور مرد بیگانہ کی آمد و شد نہ ہوتی۔ آب و دانہ بند ہوئی قلعہ کے جاسوسون سے یہ امر محقق ہو گیا کہ شاہزادہ اس سبب سے کہ حمدۃ الملک اور نصرت جنگ سے موافقت نہین رکھتا وہ اپنے لوگون کے ساتھ اندھیری رات مین قلعہ جھجی کے اندر جانے کا ارادہ رکھتا ہے۔ پدر و پسر نے رؤسا لشکر سے مشورہ کیا۔ سب نے متفق ہو کر چوکی اور داروگیر کو پادشاہزادہ کے دروازہ پر زیادہ کیا اور ایک دوسرے کے مشورت سے دو قلعہ کے تھانہ دارون کو طلب کیا یون دفعۃً واحدۃً جو دو قلعہ سے سپاہ اوٹھی غنیم مطلع ہوا۔ وہ اپنی توزک جمعیت کے ساتھ مقابلہ مین آیا۔ لڑائی ہوئی۔ حمدۃ الملک کو پادشاہزادہ کی ہمگاہ کی محافظت مین اور نصرت جنگ کو مورچال مین کلان توپون کے اور قلعہ گیری کے مصالح اٹھانے مین ایسی فکر پیش آئی کہ وہ تھانہ دارون کی کمک نہ کر سکے ہر ایک نے اپنے لئے آپ تدبیر کی۔ اسمٰعیل خان نے

لکھا نے کہ ایک عمدہ سردار تھا اور عقب مین اسکا تھانہ تھا جنگ مین استقامت کی
سنتا نے اُسے شکست دیکر مقید کرلیا اور نصرت جنگ نے سورچال اٹھانے مین تعجیل
کی۔ بڑی بڑی توپون مین میخین ٹھونک کر انکو بیکار کردیا اور باقی سب اسباب کو بنگاہ
مین پہنچا دیا۔ اس ضمن مین غنیم نے اطراف سے خاطر جمع کرکے فرحان و شادان و نازان
و تازان ایک لاکھ پیادہ و سوار لیکر نصرت جنگ کو گھیر لیا۔ مرہٹون نے بڑی شوخی
کی مسلمانون کی موت آئی مگر خان بہادر دو ہزار سوارون سے ایسا لڑا کہ دشمنون کو
بھگا دیا اور ایک ہزار آدمی اُنکے مار ڈالے۔ خود ہاتھی پر سوار ہوکے حصار کے دروازہ
پر گیا۔ اہل حصار نے دروازہ بند کرلیا۔ پادشاہی لشکر کو ایک ہزار گھوڑیان جنکے
سوار قلعہ مین جا چھپے اور چار سو گھوڑے اور چار فیل ہاتھ لگے۔ پادشاہی آدمی بھی
غنیم کے آدمیون کی برابر مارے گئے۔ اور کوئی آدمی ایسا نہ تھا جو زخمی نہوا ہو۔
آخر رفرز مین خان بہادر اپنی بنگاہ مین پہنچا اور جدۃ الملک سے ملا۔ دونو باپ بیٹے
شاہزادہ کے دولتخانہ مین گستاخانہ گئے۔ اور اسکو اپنے اختیار مین کرلیا علۃ عقود الاشہ
تھا۔ سپاہ مین استقامت کی۔ توانائی نہ تھی۔ دشمنون سے یک گونہ صلح کرکے کوچ کیا
اور ملک پادشاہی مین آگئے۔ اس اثنا مین پادشاہ کا حکم آیا کہ شاہزادہ کو
محرم خان کے ساتھ ہمارے پاس بھیجدو۔ چار مہینے بعد قلعہ فتح ہوا اور اوسکا
حال آئندہ آئیگا۔ ۲۰ شوال کو جنجی سے کام بخش پادشاہ پاس آیا۔
شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو استسقاء ہوا۔ پادشاہ نے شیشہ کی پالکی بھیجی۔ وہ
ربیع الاول ۱۱۱۵ کو پادشاہ کی خدمت مین آیا۔ علاج سے اس مرض مہلک
سے اُسنے شفا پائی۔ بعض نے لکھا کہ حضرت علی مرتضیٰ نے خواب مین آن کر
اُسے اچھا کردیا۔
سادات بارہہ نے تمرد اختیار کیا پادشاہ نے انکو سزا دیکے ٹھیک بنایا

سوانح سال سی و ہشتم جلوس

امیرالامرا شائستہ خان ناظم اکبرآباد کا انتقال ہوا وہ محاسن اخلاق مین شہرۂ آفاق تھا اسنے لاکھون روپیہ خرچ کرکے بہت پل بنائے اور سرائین تعمیر کرائین۔

بادشاہ نے حکم دیا کہ حضور مین اور تمام صوبجات مین سوار راجپوت کے کوئی اور ہندو ہتیار بندھی فیل و پالکی واسپ و عراقی و عربی پر سوار نہ ہو۔

ایک پادشاہی جہاز کا نام گنج سوائی تھا کہ بندر سورت مین اُسسے بڑا کوئی جہاز اور نہ تھا۔ ہر سال وہ بیت اللہ کو جاتا تھا۔ مخہ و جدہ مین ہندوستان کی اجناس بیچنے سے ڈھائی لاکھ روپیہ نقد و زر سرخ و ریال حاصل ہوئے تھے وہ اس مال کو لئے بندر سورت کو آتا تھا محمد ابراہیم ناخدا تھا جسنے آہنی چلکے بنا کے اپنے ساتھ لئے کہ دریا مین غنیم کو اور اسکے جہاز کو گرفتار کرے اس جہاز مین اسی توپین تھین اور سوا اسکے اور چار سو صندوق اور آلات جنگ کے موجود تھے۔ بندر سورت سے آٹھ نو روز کی راہ پر جہاز تھا کہ مقابل مین ایک انگریزی جہاز نمودار ہوا۔ جو پادشاہی جہاز گنج سوائی کی نسبت بہت چھوٹا تھا اور تیسرے حصہ کی برابر مصالح جنگ رکھتا تھا۔ جب انمین گولہ رس فاصلہ رہا تو جہاز شاہی سے اول دھماکا ایک توپ غنیم کی طرف چھوڑی گئی نصیبون کی شامت سے یہ توپ پھٹ گئی اور اسکے لوہے کے ٹکڑون کے لگنے سے تین چار آدمی ضائع ہوئے۔ اور اسی اثنا مین دشمن کے جہاز کا گولہ جہاز گنج سوائی کے چوب میان پر لگا جس کو دریانوردون کی اصطلاح مین ڈول جہاز کہتے ہین اور جہاز کی سلامتروی کا مدار اسی پر ہے جسنے جہاز کو معیوب بنایا۔ انگریزی جہاز کے آدمیون کو اسکی اطلاع ہوئی وہ دلیر ہوکر اپنے جہاز کو پادشاہی جہاز پاس لائے۔ اور یورش کی۔ جہاز کے اندر آکر شمشیر سے لڑائی شروع ہوئی۔ باوجودیکہ جنگ شمشیر مین نصرانی جرأت نہین رکھتے۔ جب جہاز پر انگریزون کے غلبہ کا اثر ہوا تو محمد ابراہیم ناخدا جو بجائے خود جہاز ہوتا ہے۔ جہاز کے تختہا دخن کے نیچے چھپا اور ترکی کنیزین کہ مخہ مین خرید کرکے اپنی سریت بنائی تھی انکے سر پر چیرہ باندھا اور تلوار ہاتھ مین دیکے جنگ کی ترغیب دینے لگا کہ وہ نصرانیون کے ہاتھ مین گرفتار ہوئین اور انگریز تمام جہاز پر متصرف ہوئے

اور جہاز مین جو زر نقد سرخ و سفید تھا اسکو اور بہت قیدیون کو اپنی ساتھ جہاز پر لے گئے
تو اسکا جہاز بڑا بھاری ہوگیا۔ پادشاہی جہاز کو خشکی کے کنارہ پر اپنی متعلقہ کے نزدیک لائے
اور قریب ایک ہفتہ کے مال کی جستجو مین اور مردم جہاز کے برہنہ کرنے مین اور پیر و جوان کی
کی بے ناموسی مین کوشش کی پھر جہاز اور مردم جہاز سے ہاتھ اُٹھایا بعض باغیرت عورتون نے اپنی
عصمت کا پاس کرکے اپنے تئین سمندر مین ڈبویا اور بعض نے خنجر اور کارد سے اپنا کام تمام
کیا۔ جب پادشاہ کو یہ حال معلوم ہوا اور بندر سورت کے سوانح نگار نے روپیہ سکہ انگریز کا
کہ بمبئی مین اپنے پادشاہ کے نام سے بنائے تھے۔ پادشاہ پاس بھیجا تو پادشاہ نے حکم دیا کہ
بندر سورت مین جو انگریزون کے گماشتے تجارت کرتے ہین انکو پکڑ لین اور اعتماد خان صدی
سورت و سیدی یاقوت خان کو لکھا کہ وہ بمبئی کی تسخیر کا فکر کرین۔ یہ فساد مدتون تک رہا
انگریزون نے برج و بارہ کی تعمیر مین اور دشوار گذار راہون کے بند کرنے مین پہلے سے
زیادہ تردد کیا۔ اعتماد خان مقصدی بندر سورت قلعہ بمبئی کے استحکام اور بندوبست
کو جانتا تھا کہ وہ علاج پذیر نہین ہے اور کلیوشیون کے ساتھ کاوش و رشوش مین سوا
اسکے کہ بندر سورت کے محاصل مین خلل پیدا ہو کچھ اور نہین کھا سکتا وہ پادشاہی کفایت شعارون
مین تھا۔ یہ نہین چاہتا تھا کہ محصول پادشاہی کا ایک روپیہ تلف ہو۔ ہر چند اسنے ظاہر
انگریزی گماشتون کو مقید کیا لیکن باطن مین وہ انگریزون کی بدنامی کے دفع کی
تدبیر کرتا تھا۔ جب انگریزی گماشتے مقید ہوئے تو روے دریا یا کنار دریا پہ کسی
منصب دار پادشاہی کے آنے کی خبر سنتے تو وہ اسکو اپنی گماشتون کی عوض مین
مقید کرتے۔ اس مقدمہ نے طول پکڑا۔ جزیرہ بمبئی کا محصول دو تین لاکھ روپیہ سے زیادہ
نہ تھا وہ فوفل اور نارجیل سے حاصل ہوتا تھا اور انگریزون کا سرمایہ تجارت بیس
لاکھ روپیہ سے زائد نہ تھا۔ باقی دولت کا مدار راہ کعبۃ اللہ کے جہازون کی . . .
دست اندازی پر تھا جو سال دو سال مین ہو جاتی تھی وہ ان جہازات سے جو
ہندوستان کی اجناس کو بندر مخہ و جدہ کو جاتے کچھ سروکار نہین رکھتے لیکن وہ مراجعت

کرتے تو اُن مین نقد زر سفید و سرخ و ابراہیمی و ریال ہوتے اُن کی جاسوسی کرکے
جس جہاز کو زیادہ مالیت کا جانتے اُس پر تاخت کرتے ۔

سوانح سال سی و نہم

۱۱۰۶ھ

۲۰ شوال ۱۱۰۶ھ کو بادشاہ نے نورس پور اور افضل پور سے کوچ کیا ۔ اور
۷ ارکو موضع برہمن پوری مین دریا بھمبر (بیاس) کے کنارہ پر آیا اور اس ویرانے کو اپنے
آنے سے آباد کیا اور اسکا نام اسلام پوری رکھا ۔ امراء کو عمارات بنانے اور غربا کو چھپر چھاؤنی
ڈالنے کا حکم دیا ۔ اس سال کا بڑا سانحہ قاسم خان و خانہ زاد خان مخاطب بہ روح اللہ خان نامی
وصف شکن خان اور امراء نامی کا سنتا گھوریرہ کے ہاتھ مین گرفتار ہونا ہے تفصیل اس اجمال کی
بطریق اختصار یہ ہے ۔ جب بادشاہ پاس سنتا کی تاخت و تاراج کی پیہم خبرین آئین
اور اسکو معلوم ہوا کہ اب سنتا اپنے گھر کو جاتا ہے اور اسکا عبور لشکر سے اتنی کروہ پر ہوگا
تو قاسم خان کو جو ضلع دندیری کا فوجدار تھا اور کسی تقریب سے آدونی کے قریب آیا
تھا حکم ہوا کہ اپنی جمعیت کے ساتھ وہ معبر سنتا پر جائے اور خانہ زاد خان و وصف شکن خان
و اصالت خان و محمد مراد خان اور منصبداران خاص جلو کے اور خاص چوکی کے اور
ایک جماعت کثیر ہفت چوکی و توپخانہ کی سنتا کی تنبیہ کے لیئے مقرر ہوئی یہ ۱۲ جمادی الآخر
اس راہ پر کہ سنتا کا معبر تھا چھ کروہ کے فاصلہ پر لشکر اپس مین ملگئے ۔ قاسم خان کا اثنائے
آدونی مین تھا اسنے چاہا کہ مین خانہ زاد خان اور اورون کی ضیافت خاطر خواہ کرون
بہت سا پیشکش ظروف طلا و نقرہ و مسی و چینی قلعہ سے نکال کر دوسری روز اپنے پیش خانہ
اور ایک امیر کو تین کروہ کے فاصلہ پر بھیجا ۔ غنیم کو پیش خانہ آنے کی خبر ہوئی اسنے اپنی جمعیت کو

سنتا کی سے ارادہ ان

تین توپ مین تقسیم کیا۔ ایک جوق کو پیش خانہ لوٹنے کے لیے بھیجا اور ایک گروہ لشکر شاہی کے مقابلہ کے لئے اور ایک جمعیت کو علیحدہ مرتب رکھا۔ چار گھڑی دن باقی تھا کہ جس جوق کو پیش خانہ کے لوٹنے کے لیے بھیجا تھا اسنے پیش خانہ کو خوب لوٹا اور بہت آدمیون کو مارا اور خستہ کیا اور جب یہ خبر قاسم خان نے سنی تو اسنے خانہ زاد خان کو خواب سے بیدار نہ کیا خود مقابلہ کو دوڑا۔ ایک گروہ نہ گیا تھا کہ فوج غنیم مقابلہ کے لئے مستعد ہوئی جنگ شروع ہوئی۔ خانہ زاد خان خواب سے بیدار ہوا اور اسنے یہ خبر سنی۔ بہیر و بنگاہ و احمال و اثقال و خیمون کو یہین چھوڑ کے جلد دوڑا دشمن کیطرف کالیہ پیادے بندوقچی بہت تھے۔ وہ نشانہ خوب لگاتے ہین اور سوارون کی جمعیت بھی بے انتہا تھی۔ محاربہ عظیم ہوا۔ طرفین کے بہت آدمی کشتہ ہوئے۔ باوجود سپاہ اور سردارون کی ثبات و استقامت کے اور دشمنون کے مارنے اور زخمی کرنے کے دشمن کے قرار مین ذرا خلل نہ پڑا۔ سنتا نے جو ایک جوق کو علیحدہ رکھا تھا وہ شاہی بہیر پر جو پیچھے چھوڑ گئے تھے حملہ آور ہوا اور سارے اسباب کو لوٹ لیا اور بہت آدمیون کو مار ڈالا جب یہ خوف کی خبر عین گرمی جدال و قتال مین خانہ زاد خان و قاسم خان کو پہنچی تو اُن کے ثبات مین تزلزل ہوا اور آپس مین مشورہ کیا کہ جہان پیش خانہ گیا تھا وہان ایک قلعہ دیرہ ندی اور اسکے آگے تالاب ہے وہان جانا چاہیے ایک کوس تک لڑتے ہوئے تالاب کے کنارہ پر پہنچے اسوقت غنیم نے کچھ نہین کیا اور ایک طرف اپنا ڈیرہ لگایا۔ پادشاہی آدمی جو قلعہ مین تھے انہون نے اور پادشاہی آدمیون کے واسطے دروازہ بند کیا خان مشار الیہ اور اسکے جو ہمراہ رسد رکھتے تھے اسکو آپس مین قسمت کر کے کھایا اور تمام سپاہ کو سوای تالاب کے پانی پینے کے کچھ اور کھانے کو نہ ملا گھوڑون اور ہاتھیون کے لیے کاہ اور دانہ کا نام بھی کوئی نہین لے سکتا تھا جب دن ہوا تو غنیم نے انکا گرد و پیش گھیر لشکر یون نے بھی کمر ہمت جانفشانی مین باندھی مقابل کھڑے ہوئے۔ دشمن تین روز تک نمودار ہوا اور لڑا نہین پھر اس پاس کئی ہزار پیادے جیل درک سے آگئے۔ چوتھے روز ابھی صبح کی سپیدی نمودار نہ ہوئی تھی کہ کالیہ پیادون جو پہلے سے وہ جا چکے تھے جنگ شروع کی۔ توپخانہ شاہی کا مصالح اکثر غارت ہو چکا تھا۔

اور جو کچھ ساتھ تھا وہ خرچ ہو گیا تھا۔ کچھ دیر تک لڑائی کا غل مچا آخر کو وہ عاجز ہوئے دشمن کی طرف سے اولون کی طرح تفنگ کی گولیان برستی تھین بہت سے آدمی تلف ہوئے باقی آدمیون کی چارون طرف راہ بند دیکھی تو وہ کام ناکام قلعچہ مین داخل ہوئے۔ ثقات جو اس جنگ مین موجود تھے کہتے تھے جنگی سپاہ کا سیوم حصہ دو تو پیش خانہ اور راہ مین اور سرتاب پر مرہٹون نے مارڈالا۔ قلعچہ کو غنیم نے چارون طرف سے محاصرہ کیا اور اسکی خاطر جمع ہوئی کہ یہ سب بھوکے مرجائینگے جسدن اس قلعچہ مین داخل ہوئے تو اسکے ذخیرہ سے جوار اور جو کی روٹی کل چھوٹے بڑون کو ملی اور دو اب کو پرانے چھپر کھانے کو ملے دوسرے روز نہ آدمیون کے لئے روٹی تھی نہ گھوڑون کے لئے چارا اس درمیانے دربان سے جانین جاتی تھین قاسم خان بڑا تریاکی تھا اور اسی پر زندگی کا مدار تھا۔ تریاک کے نہ ملنے سے وہ ہلاک ہوا۔ کوئی کہتا ہے کہ زہر کھاکر مرگیا۔ غرض تیسرے روز وہ زندہ نہ تھا۔ دشمن اسسے اور زیادہ دلیر ہوا اور محصورین بیدل اور بے جگر تر۔ بزدلون اور جگردارون کے ہر چند کہا کہ اس خرابی کے ساتھ بھوکے کب تک مینگے ایک مرتبہ دشمنون پر حملہ کرکے شہادت نصیب ہو یا فتح نصیب دونون صورتون مین عذاب سے صیانت اور ثواب سے مقاربت ہوگی۔ یہہ بزدلون نے قبول نہ کیا اکثر آدمی بھوکے مرگئے۔ گھوڑے ایک دوسرے کی دم کو گھاس کی طرح کھاتے تھے۔ غنیم نے ایک برج کو بنیاد سے اڑادیا اور اطراف مین آوازگیر ودار کو پہنچ گیا۔ خانزادخان ناچار ایک جوئی کی پناہ مین گیا اور آخرکار صلح یہ قرار پائی کہ قاسم خان کے نقد و جنس و جواہر و گھوڑے ہاتھی سنتاکو دیئے جائین اور سات لاکھ روپیہ اور سیر بالکشن و منشی معتمد و صاحب اردخانہ اسکا اول ہو۔ اسپر عمل کیا گیا سنتاجی نے کہلا بھیجوایا کہ آدمی قلعچہ سے بے وسواس نکل آئین اور دروازہ کے آگے دو رات رہین جس شخص کے پاس جو کچھ ہوگا اسکی مزاحمت نہین کیجائیگی اور ہمارے لشکر سے جس چیز کو چاہین خریدین۔ قلعچہ سے تیرہ روز بعد لشکر شاہی باہر آیا غنیم کے آدمی ایک طرف روٹی اور دوسری طرف پانی آدمیون کو دیتے تھے قلعچہ کے دروازہ پر دو رات رہے تیسرے روز خانزادخان مع رفقا کے

غنیم سے بدرقہ لیکر بارگاہ والا کو روانہ ہوا۔ حمید الدین خان بہادر حضور سے اور رستم دل خان حیدرآباد ہی کو ٹک کے لئے روانہ ہوئے تھے وہ ادونی کے متصل انسے ملے۔ انہوں نے لشکر کی خورا کے پوشاک و نقد اور ضروری اشیا سے امداد کی۔ رعد انداز خان قلعہ دار نے۔ زیادہ اپنی حالت سے امداد کی اور احتیاج سے زیادہ یا محتاج ہر ایک کے گھر سے اور اطراف و جانب سے جمع ہوا۔ غنیم اس غنیمت کو لیکر اپنے وطن کو جاتا تھا اسنے جانا کہ رستہ مین خان بہادر بھی جھگڑا چکاتے چلو۔ ہمت خان کے ہمراہ ایک ہزار سوار تھے وہ دشمن سے لڑنے گیا کہ ناگاہ بندوق کی گولی اسکے جگر مین لگی اور اسی وقت مر گیا۔ فیلبان چاہتا تھا کہ ہاتھی کو لیجائے کہ باقی بیگ سپہ سردار خان آگیا اسنے فیلبان سے کہا کہ خان زندہ ہی ہاتھی کو آگے چلا غنیم کو مین ابھی مار کر بھگاتا ہون اسنے خوب مقابلہ کیا۔ مگر سپاہ بے سردار کب تک ٹھہر سکتی ہے قلعچہ نزد یا تھا اسمین وہ گیا غنیم نے بہیر کو لوٹ لیا اور قلعچہ کا چند روز محاصرہ کیا۔ اور اس حرکت کو بے نفع دیکھ کر محاصرہ چھوڑ دیا۔ باقی بیگ فرصت پاکر حضور مین آیا۔ حکم ہوا کہ خانہ زاد خان صوبہ ظفرآباد کا انتظام کرے اور صف شکن خان فوجداری دھامونی کا سید صالت خان رن تھنبھور کے قلعہ کا اور محمد مراد خان فوجداری دوحدہ کودر کا باقی لشکر بادشاہی لشکر سے مل گیا۔

ہمت خان کا مارا جانا۔

جن دنون مین شاہ عالم مقید تھا تو محمد اعظم پر بادشاہ ایسی مہربانی کرتا کہ وہ اپنے تئین ولیعہد مستقل سمجھتا۔ ان دنون مین کہ مہین شاہزادہ مطلق العنان ہوا۔ بادشاہ سابق نے یہ دہ اسکے حال پر متوجہ ہوا تو روز بروز محمد اعظم شاہ کی ملال خاطر کا سبب ہوتا گیا نماز عید الضحیٰ مین بادشاہ نے محمد معظم کو دائین طرف اور محمد اعظم کو بائین طرف بٹھایا۔ اس لئے محمد اعظم پیچ و تاب مین آیا۔ بادشاہ نے محمد معظم کو جو مخاطب بشاہ عالم تھا بہادر شاہ کا لقب دیا۔ اور اکبرآباد کے بندوبست کے لئے بھیجا پھر اسکے دو بیٹون معز الدین و محمد عظیم کو بھی بھیجدیا صوبہ ملتان مین فرقہ بلچی جو لباس فقیری مین فساد کرتے تھے اور بلوچون نے ایک آشوب اوٹھایا تھا۔ شاہزادہ ولیعہد کابل مین مامور کیا اور شاہزادہ معز الدین کو

شاہ عالم و محمد اعظم

صوبۂ ملتان مین مقرر فرمایا۔

سوانح سال چہلم سنہ ۱۱۰۷

پادشاہ شاہزادہ محمد اعظم کو برگانون کے انتظام کے لئے اور غنیم کی تنبیہ کی واسطے رخصت کیا
ظفرآباد کی مسجد مین نمازیون کی ایک جماعت پر بجلی گری سوار تین چار آدمیون کے سب بے ہوش ہوگئے ایم
کا رخت بدن بحال تھا لیکن جلنے کا اثر ظاہر نہ تھا مگر اس مین جان نہ تھی۔

سوانح سال چہل و پنجم سنہ ۱۱۰۸

دریاے بھنورہ (بیاس) کے کنارہ پر لشکر شاہی نے چھاؤنی ڈالی تھی۔ امرا نے بڑی بڑی
عمارات بنالی تھین ایک عجیب حادثہ لشکریون پر گذرا کہ آدھی رات کو ایک عالم آسودہ اور
بے خبر خواب مین تھا۔ دریا کا پانی طغیانی مین آیا اور صبح ہوتے تک نصف بلکہ زیادہ لشکر کو پانی
نے گھیر لیا۔ اندھیری رات۔ پانی کی طغیانی۔ بارش کی شدت۔ لاوگل کی زیادتی نے
آدمیون کو باہر جانے سے روکا۔ دس بارہ ہزار آدمی اور پادشاہ اور پادشاہزادون
امراء کے کارخانجات اور اسپ و گاؤ و شتر بیشمار اور خیمہ و اسباب بے حساب پانی مین ڈوب
گئے۔ بہت سی عمارتین خراب ہوئین بعض عمارتین ایسی بہ گئین کہ انکا نشان بھی باقی نہین رہا
تیزی سیل سے اکثر درخت بیخ و بن سے اکھڑ گئے۔ روی دریا پر انسان و حیوان چھپر و
پر سوار دوان دوان بیچارہ وار محبوس نداں چلے آتے تھے۔ اضداد متفق ہوگئی تھی
گربہ و موش و سگ و خرگوش ایک دوسرے کے نگران چلے جاتے تھے۔ اور اپنی جانون پر لرزان
دم نہین مارتے تھے۔ جو صاحب دستگاہ تھے وہ کشتی پر سوار افتان و خیزان سلامتی کے کنارہ
پر گئے اور غریب درختون پر چڑھ گئے۔ انکے جان و مال کو مردہ شوئی لے جاکر دریا برد
کیا۔ پادشاہ اور شاہزادہ کامبخش کے خیمے پشتہ کوہ پر تھے جسکا ارتفاع تیس حالیس گز
کا تھا۔ تین روز کے اندر پانی اسے چار گز نیچے تھا۔ بہت سی سواریان تیار رہتی
تھین پادشاہ خدا سے دعا مانگتا اور تعویذ اپنے ہاتھ سے لکھ لکھ کر پانی مین ڈالتا
کہ پانی کم ہو۔ تیسری شب کو پانی کم ہوا اور خلائق نے زندان قید لما رشد من قید الجدید

(یا نی کی قید لوہے کی قید سے سخت ہوتی ہے) رہائی پائی۔

خانجہان بہادر ظفر جنگ کے آزار مین شدت ہوئی۔ جب بادشاہ شولاپور سے بیگاہ کو جاتا تھا تو ۱۴ جمادی الاولی کو اسکے گھر گیا۔ تو خان جہان بادشاہ کے روبرو زار زار رویا کیا کہ مین یہ چاہتا تھا کہ کسی معرکہ مین جان نثار ہون اور حضرت کے کام مین آؤن بادشاہ نے فرمایا کہ تمام عمر بندگی و اخلاص مین جان نثاری کی ابھی تک اسکی آرزو باقی ہے۔ ۱۹ کو وہ دنیا سے رخصت ہوا۔ اس امیر عالیشان کی عقل شان عالی رکھتی تھی جو وہ چاہتا تھا۔ کہتا تھا کسی کو تسلیم کے سوا رجوانہ آتا تھا۔ اکثر اسکی مجلس مین نظم و نثر و شمشیر و جواہر و اسپ و فیل و ادویہ شتہی کا ذکر رہتا تھا۔

۲۰ جمادی الآخرہ کو شاہزادہ کامبخش صوبہ برار کے انتظام سے خوش دل ہوا۔ بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ قلعہ جنجی پر لشکر شاہی نے تسلط و استیلا پایا اور دشمنون کی ایک جماعت کثیر کو قتل کیا۔ اور راجہ رام بہان کا راجہ محصور ہوکر ایسا خوف مین آیا کہ عیال اطفال و اموال و اثقال کو قلعہ مین چھوڑ سنتاپاس چلا گیا۔ ۷ شعبان کو یہ قلعہ جنجیرہ سات قلعے ہین قہراً و جبراً مفتوح ہوا اور بادشاہی قبضہ مین آیا اور چار رانیان اور تین بیٹے اور دو بیٹیان راجہ رام کی اور اسکے متعلقون و یارون اور یاورون کی مقید ہوئین۔ اور سو قلعے جو عبارت ملک کرناٹک سے ہے انکے ہاتھ آئے۔ بنادر فرنگ ممالک محروسہ کے ضمیمہ ہین۔ زمیندار جو پر شور و تسلط تھے انہون نے اطاعت کی و پیش کش دی یہ سارے کام جملۃ الملک کے تھے جسکو اس مہم کا صدر دیا گیا۔ قلعہ مفوحہ کا نام نصرت گڈھ رکھا گیا۔ خیریت خان کو باری اور پاپی قلعہ راہیری کا بندوبست سپرد تھا وہ ۳۹ جلوس مین مر گیا تو اسکے ضلع کے فوجدار عبدالرزاق خان کی عرضداشت کے بموجب سیدی خیریت خان کا اموال سیدی یاقوت کو سپرد ہوا تھا کہ خیریت خان کے ذمہ جو طلب سپاہ ہے وہ ادا کردی۔ اس دستاویز پر سیدی یاقوت نے خیریت خان کے تمام مشروکہ نقد و جنس کو ضبط کیا اور اسکے زن

سیدی یاقوت خان کے قتل کا ارادہ

اور خرد سال فرزندون کو اپنے متعلقہ مین قلعہ جزیرہ مین لے گیا اور یومیہ بقدر کفاف ضروری دستور
محبوسان مقرر کر دیا۔ اس سال مین بادشاہ کو معلوم ہوا کہ یاقوت خان کے گھر مین بہت سی
عورتین برات کو ماہ رمضان کے چاند کی مبارکباد دینے گئین زن میریت خان کی
اشارہ سے ایک جوان مرد نمانے مسلمین کو کن کی عورتون کا لباس پہنا اور ایک حمدھر
گرز چوبی گھگرہ و ساڑی کے نیچے پنہان کیا اور عورتون کے ہجوم مین گھر مین چلا گیا
اور جا حضور مین جو سیدی یاقوت خان کے لئے مخصوص تھا جا چھپا۔ سیدی رات کو
تسبیری پھیر کر کھول کر جای ضرور مین جایا کرتا تھا۔ جب وہ اس رات کو جائے ضرور مین جانے
لگا تو ایک لونڈی چراغ کو لئے ہوئے آگے جاتی تھی۔ جون ہی اسنے قدم اندر رکھا۔ تو
اس شخص کو اسنے دیکھا بے اختیار فریاد کی چراغ ہاتھ سے گر پڑا۔ اس آدمی نے حبشی کے سر پر
گرز چوبی سنگین مارا اور حمدھر مارنا چاہتا تھا کہ یاقوت خان نے باوجودیکہ اس کی ازار
کھلی ہوئی تھی اور سر سے خون کا فوارہ چھوٹ رہا تھا۔ حریف کا ہاتھ مع حمدھر پکڑ لیا اور اس کو
زمین پر دے پٹکا محل مین غل شور ہوا۔ حبشی لونڈیان لکڑیان اور مشعل لیکر آئین۔ اس شخص کو مارنا
چاہتی تھین لیکن یاقوت نے اسکو منع کیا اور اس شخص کو دم دلاسا دیکر اصل حال دریافت
کر لیا کہ خیریت خان کی زن کے اشارہ سے یہ کام کیا ہے۔ یاقوت خان نے اس عورت کو مدت
تک محبوس رکھا مگر کوئی گزند جانی نہین پہنچایا اور اسکا یومیہ بڑھا دیا۔

سوانح سال چہل و دوم ۹۴۲ھ

خواجہ یاقوت محمد کام بخش کا ناظر و اتالیق تھا۔ راست اعتقادی اور دولتخواہی کے
سبب شاہزادہ سے کبھی حرف درشت و درست کہدیتا۔ بعض اربابِ باش شاہزادہ کی صحبت
مین رہتے تھے۔ یہ باتین تیر کی طرح انکے دل مین چبھتی تھین نارستونے باطل دوستی سے چاہا
کہ اپنے تیر پہلو نشین کو اسکے سینہ اخلاص خزینہ مین بٹھائین۔ ۱۸ جمادی الآخرہ کو رات کے
وقت محرم خان دولتخانہ شاہزادہ سے اپنے گھر جاتا تھا۔ اثنائے راہ مین کسی بداندیش نے اس کے
تیر لگایا اسکی حیات باقی تھی کہ اسنے اپنے ہاتھ کو سپر بنایا کہ پردۂ شکم تک تیر نے اثر نہین کیا

جب بادشاہ کو اسکی خبر ہوئی تو اسنے کوتوال کو اس مقدمہ کی تحقیق کے لئے مقرر کیا۔ شاہزادہ کے پانچ عمدہ سردارون کے گرفتار ہونے کا بادشاہ نے حکم دیا۔ چار آدمی تو خوشی سے گرفتار ہوگئے مگر بادشاہزادہ کے کوکہ نے خیرہ سری کی تو بادشاہ نے شہزادہ پاس حکم بھیجا کہ اسکو اپنے لشکر سے نکال دے۔ بادشاہزادہ نے کوکہ کو اپنے پاس طلب کیا اور سو اشرفی مرحمت کیا۔ ہزار پان دے کر رخصت کیا اور اسکے جانے سے دل گیر ہوا۔ ابھی وہ دریا سے پار نہ گیا تھا کہ بادشاہ نے شہزادہ کو حکم دیا کہ اسکو وہ خود لے کر حاضر ہو۔ وہ اسکو لیکر آیا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ خود آئے اور کوکہ کو دیوان خاص مین چھوڑے۔ شاہزادہ نے کہا کہ مین اور وہ دونو ساتھ مجرا کرینگے اور اپنا بالابند کھول کر اسکی اور اپنی کمر مین باندھ لیا۔ ان اداہا ر ناخوش کی سبب سے بادشاہ نے کہا کہ وہ عدالت مین بیٹھین۔

حمید الدین خان کو حکم ہوا کہ اس حلبی کو بادشاہزادہ سے جدا کرے جب وہ جدا کرنے کو آیا تو شاہزادہ نے حمید الدین خان کو کٹار لگا کے زخمی کیا۔ لوگون نے کوکہ کو خوب مارا پیٹا مگر بادشاہزادہ سے کوئی نہ بولا۔ اس حال کو سنکر بادشاہ نے حکم دیا کہ جواہر خانہ کے متصل ایک خیمہ لگا کے اس مین شاہزادہ کو تادیب کے لئے رکھین اور کوکہ کو زندان خانہ مین بھیجا۔ مین اور بادشاہزادہ کو منصب سے برطرف کیا۔ اور اموال و اسباب و اثاثہ و کوکبۂ دولت سب ضبط کیا۔

سنتاجی گھورپرے کے تسلط و تاخت و تاراج کے آوازہ نے حد سے تجاوز کیا۔ ان دنون مین کہ غازی الدین خان فیروز جنگ سنتاجی کی تنبیہ کے لئے مامور ہوا تھا وہ بیجاپور سے چار پانچ منزل پر مقیم تھا۔ خبر آئی کہ سنتا گھورپرے بیس پچیس ہزار سوارون کے ساتھ آٹھ نو کوس پر آگیا ہے۔ سپہ سالار فیروز سنتا کے غلبہ و شہرت سے اور اپنی فوج کی قلت سے آگاہ تھا۔ بہ تقاضاء وقت مصلحت یہ سمجھا کہ شہرت یہ دی کہ سنتا سے لڑنے جاتا ہون۔ میر منزل کو اور آدمیون کے ہمراہ راہ صاف کرنے کے لئے اور پیش خانہ لیجانے کے لئے تعین کیا اور خود سوار ہو کر بیجاپور کو راہ اختیار کی۔ جب وہ بیجاپور سے آٹھ نو کوس پر آیا تو جاسوسون کی زبانی معلوم ہوا کہ سنتاجی اور دھناجی کے درمیان آپس مین فساد ہے۔ یہ دونو

سنتاجی کا سر بادشاہ پاس نا

سینا پت یعنی مرہٹوں کے سپہ سالار تھے دھنا جادو مرہٹوں نے عمدۂ قدیمی سرداروں مین تھا اور بہ نسبت اور سرداروں اور سنتاجی کے امراء پادشاہی سے سلوک وسلامت کا طریقہ مرعی رکھتا تھا سنتا سپہ تفوق چاہتا تھا اس لئے دونون کے دلون مین غبار تھا اور ایک دوسرے کے استیصال مین کوشش کرتا تھا۔ راجہ رام کو دھنا جی جنجی لئے جاتا تھا۔ منازعت قدیم کے سبب مقابلہ ہوا۔ سنتا غالیبا امرت اوبرادر ناگوجی کو جو دھنا کا رفیق ویاور تھا زندہ گرفتار کرکے ہاتھی کے پاؤن کے نیچے ڈلوا دیا اور راجہ رام کو قید کیا اور دھنا جان بچاکر نکل گیا دوسرے روز سنتا راجہ کے روبرو دست بستہ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا کہ مین وہی حضور کا غلام ہون۔ یہ گستاخی اس سبب سے ہوئی کہ آپ پہ جاہتے تھے کہ دھنا کو میرا رکوش بنا ئین اور اسکی اعانت سے جنجی جائین۔ اب آپ جس خدمت کو کہتے ہین حاضر ہون۔ راجہ کو خلاص کرکے جنجی مین پہنچا دیا۔ ذوالفقار خان کے مقابلہ مین اور محمد کام بخش کے بہکانے مین اور تسخیر قلعہ کی مقدمات کی برہمنی مین اور اسمعیل کھا کے دستگیر کرنے مین شریک غالبا جبتک قلعہ جنجی فتح ہوا۔ وہ راجہ رام کے ساتھ قلعہ سے باہر ستارا کی جانب دھنا کی مخالفت کے سبب سے گیا۔ دھنا یہان تھا۔ مرہٹون کے کئی امرا اسسے عداوت رکھتے تھے اور خفیہ دھنا جی جادو سے سنتاجی کے واسطے نامہ و پیغام بھیجتے تھے۔ ہنونت راے ایک بڑا نامی سردار تھا دھنا جادو کے اشارہ سے اسنے سنتا کے عمدہ نوکرون سے سازش کی اور دھنا جادو کی فوج لیکر اسنے سنتاجی کی بہیر کو جا لوٹا اور سنتا کے لشکر کے بڑے نامی راوت اسسے جدا ہوکر ہنونت راؤ سے پیوستہ ہوئے۔ اور ایک جماعت گسستہ و رخمی ہوئی سنتا بے پر و بال ہوکر پہاڑون مین گیا۔ اس خبر کے سننے سے فیروز جنگ کے لشکر مین بڑی خوشی ہوئی۔ اور اسی زمانہ مین اورنگ زیب کا فرمان دستخط خاص کا لکھا ہوا آیا کہ مرہٹون کے سردارون مین آپس مین نفاق ہی یقین ہی کہ سنتا جلد اپنے جزای کردار کو پہنچے گا۔ تم جلد جاکر ایسی کوشش کرو کہ اسکے استیصال کی فتح تمہارے ہی نام ہو۔ اس حکم کے پہنچتے ہی سپہ سالار سنتا کے تعاقب مین مصروف ہوا۔ ایک طرف سے پادشاہی فوج اور دوسری طرف سے دھنا کی فوج سنتا کے پیچھے پڑی۔ سنتا کی فوج بالکل متفرق اور اسسے جدا ہوگئی۔

اس حال مین ناگوجی میانے دلیپ رکھ سبسور جو مرہٹہ سردارون مین تھا اور بادشاہ کے ملازمون مین کچھ مدت تک داخل ہو چکا تھا مگر پھر اپنے فرقہ سے مل گیا تھا اور اس سرزمین مین وطن رکھتا تھا اور اسکے بھائی کو ہاتھی کے پاؤن تلے کچلوا چکا تھا۔ عداوت جانی اسی رکھتا تھا اپنی بیوی کی رہنمائی سے اپنے آدمیون کی جماعت لیکر سنتا کے تعاقب مین گیا اور وہان پہنچا جہان سنتا کو فتہ و ماندہ بے پر و بال ایک نالہ کے کنارہ پر رہتا تھا غافل پاکر اُس کو قتل کر ڈالا اور اسکے سر کو توبرہ مین ڈال گھوڑے کے پیچھے باندھا اور اُسکو لیکر اپنی بیوی پاس بادھنا جادو پاس چلا۔ رستے مے اندر توبرہ گر پڑا۔ فیروز جنگ کی فوج کے سوارون اور ہرکارون نے اسکے سر کو پہچانا اسکو لطف اللہ خان پاس کہ ہراول تھا لے آئے۔ اور لطف اللہ خان سر کو فیروز جنگ پاس لایا۔ اسپر بڑی مبارک سلامت ہوئی شادیانے بجے تشہیر کے بعد بادشاہ کے پاس خواجہ بابا کے ہاتھ بھیجا۔ بادشاہ نے سر کو دیکھ کر شکر الٰہی کیا اور نوبت بجوائی اور خواجہ بابا کو خوشخبر خان کا خطاب دیا اور حکم دیا کہ اس سر کی لشکر مین اور بعض بلاد دکن مین تشہیر ہو۔

سوانح سال چہل و سیوم سنہ ۱۱۱۱

جب بادشاہ نے پیہم سنا کہ مرہٹون کا فساد و تسلط بڑھتا جاتا ہے اور وہ بہت شوخی کرتے ہین تو اُس کے دل مین آیا کہ انکے قلعون کی تسخیر کے لیے جہاد کیجیے مرہٹون کے مسکن اور ماوا ہین اور اسطرح انکا استیصال کیجیے۔ بادشاہ اسلام پوری مین چار سال سے چھاؤنی ڈالے ہوئے تھا۔ امرا نے اپنے بڑے بڑے مکان بنا لیے تھے۔ ایک نیا شہر معلوم ہوتا تھا۔ ایک سال پہلے قلعہ سنگ و گچ بنایا گیا تھا اب بادشاہ نے حکم دیا کہ ایک خام قلعہ جسکا دور ڈھائی کروہ کا پیمایش ہو بنایا جائے۔ یہ ایک سال کا کام پندرہ روز کے اندر کاریردازون نے بنا دیا۔ زینت النسا بیگم اور والدہ بادشاہزادہ اور خدمہ محل کو اس آرامگاہ مین بٹھایا اور عمدۃ الملک امیر الامرا اسد خان کو یہان کی حراست سپرد کی۔ خافی خان لکھتا ہے کہ ----

کہ بادشاہ نے منادی کرائی کہ سب امرا و منصبدار و خلائق اپنے عیال و اطفال کو مع متعلقون اسباب کے اس بنگاہ مین رکھین اور بہت تاکید کی کہ کوئی شخص اپنے اہل و عیال کو ہمراہ نہ لے مگر بادشاہ کی مروت کے سبب اس حکم کی تعمیل نہ ہوئی اور خود ۵ جمادی الاولی کو سفر کیا اور ۲۰ روز مین مرتضی آباد معروف مرچمن آیا۔ شاہزادہ محمد اعظم کو سیرگانون سے طلب کیا تھا وہ بھی اس منزل مین مل گیا۔ مخبرون کے اخبار سے تحقیق ہوا کہ راجہ رام برار مین تاخت و تاراج کر رہا ہے۔ اور یہ بھی معروض ہوا کہ زمیندار دیوگڈھ جو بسبب مناقشہ وطن اور وارثون کے غلبہ سے بادشاہ پاس آکر مسلمان ہوا تھا اور بلند بخت اسکو خطاب جب سے مدعی وطن کے مرنے کی خبر سنی تو وہ بادشاہ پاس سے بھاگ کر دیوگڈھ مین چلا گیا۔ اور پیشکش مقرری جو ہر سال دیتا تھا وہ نہین دیتا اور مفسدی کرتا ہے۔ اور ملک کی تاخت و تاراج مین راجہ رام کے ساتھ اتفاق رکھتا ہے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ آیندہ اسکو نگون بخت لکھا کرین اور بادشاہزادہ بیدار بخت کو حکم دیا کہ شائستہ فوج کے ساتھ جاکر راجہ رام اور نگون بخت کی تنبیہ کرے اور بنگاہ اپنا مرتضی آباد مین چھوڑے۔ بطریق یلغار مسافت طے کرے اور ایسا تعاقب کرے کہ انکا فرقہ خاکستر کے نیچے شعلہ زدہ ہو۔ اور روح اللہ خان بخشی اور جمیل الدین خان بہادر کو حکم دیا کہ وہ پرتاب گڈھ سے ستارہ تک مین آبادی کا نشان نہ چھوڑین۔ مرتضی آباد سے جب بادشاہ نے پرگنہ کرکی نواحی مین کوچ کیا معروض ہوا کہ تھانہ بادشاہی یہان تھا جسکو دشمنون نے خراب کیا اور ایک مسجد پہلے لوگون کی بنائی ہوئی ہے وہ بے چراغ ہے۔ بادشاہ دو کروہ مسافت طے کرکے اس مسجد کو دیکھنے گیا۔ وہان دوگانہ شکر ادا کیا۔ یہان تھانہ آباد کیا۔ جو رعایا فراری تھی وہ یہان امان اور انعام دینے مین آباد کی گئی۔ بادشاہ نے اسکی حراست کے لئے ایک جماعت مقرر کی۔ یہان سے تھانہ سوادی مین بادشاہ گیا۔ یہان سے تین کروہ پر ایک مضبوط قلعہ بلند تھا وہ غنیم کے تصرف مین تھا اور متانت مین مشہور تھا۔ تربیت خان میر آتش کو حکم ہوا کہ وہ اس پہاڑ پر جاکر دشمنون کو نکال دے۔ خان نے دو روز مین توپخانہ کو قلعہ کی دیوار

پیچے پہنچایا۔ آتش بار توپین لگا کے دشمن سوزی شروع کی۔ قلعہ نشینون نے بھی کوہ پر سے توپون کا چھوڑنا اور آلات آتشبازی کا چلانا شروع کیا۔ بادشاہ نے دو تین مقام کر کے حکم دیا کہ آب کشنا پر جو قلعہ سے ایک کروہ پر تھا اور گولہ رس تھا خیمے لگائے جائین صبح کو حکم دیا کہ یورش کے لئے لشکر تیار ہو۔ محصورون نے بادشاہ کی یہ جرأت دیکھی تو انہون نے اپنے عجز کا اظہار کیا اور جان کی امان کا پیغام دیا اور قلعہ سپرد کرنے کو کہا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب کے ہتیار لے آؤ اور مضرت جانی نہ پہنچاؤ اور انکو چھوڑ دو رات کو سب اس طرح بھاگ گئے کہ پتا بھی انکا نہ معلوم ہوا۔ مصالح و ذخیرۂ قلعہ قدری غلہ اور اور اسباب بادشاہی لشکر کو ہاتھ آیا۔

۱۲ جمادی الآخر ۱۱۱۱ھ کو قلعہ سب طرح قبضہ مین آگیا۔ کلید فتح اس قلعہ کا نام ہوا۔

بسنت گڈھ کی فتح کے بعد بادشاہ قلعہ ستارہ کی فتح پر متوجہ ہوا۔ ستارہ کا قلعہ ایسے اونچے پہاڑ پر واقع ہے کہ اسنے ستارہ کو اسم بامسمّی بنا دیا ہے۔ ۲۵ جمادی الآخر کو ۴۳ کروس جلیرس کو پائے قلعہ سے آدھی کوس کے فاصلہ پر بادشاہی خیمہ لگا اور دوسری طرف شاہزادہ محمد اعظم شاہ کا خیمہ ایستادہ ہوا اور امرا کے خیمے جا بجا اطراف قلعہ مین ترتیب خان کی تجویز سے نصب ہوئے۔ قلعہ کو مرکز وار گھیر لیا۔ گھوڑے دلون مین اندک تردد سے قلعہ کے نیچے اور دمدمون کے اوپر توپین لگا دین۔ لیکن قلعہ دیوار کی صورت ایک پہاڑ ہے جو تین ہزار گز بلند اور اسکے اوپر چھ گز سنگ چین ہے۔ وہ کوئی دیوار نہین کہ جسکے ارکان مین توپون سے تزلزل آئے۔ پہر اسپر اسباب استحکام سب موجود تھے۔ توپ خانہ و ذخیرہ اور فزونی آب کہ عین گرمی کے موسم مین چشمے جاری تھے۔ اور کام کے آدمی نقد جان کو ہاتھ مین لئے ہوئے وہ مستعد و مہیا تھے شب و روز بان و تفنگ و حقہ چاودر و مشک اور سنگ پھینکتے تھے اور باہر کی بیشمار افواج رسد کو لوٹتی تھی اور بیس کوس تک گھاس کو اس لئے جلا دیا تھا جو جاندار کا مایۂ عیش ہے کئی بار وہ شوخی کر کے لشکر کے نزدیک آئے مگر انہون نے مالش ایسی پائی کہ بھاگ گئے۔ غلہ و کاہ کی کمال گرانی ہو گئی۔ باوجود اس دشواری کے دیوار حصار سے تیرہ گز پر برج کے مقابل ایک دمدمہ تیار ہو گیا اسکے مصالح مین اتنی

قلعہ ستارہ کی فتح

درخت صرف ہوئے کہ تیس چالیس برس تک درخت کا نام نہین رہا۔ بادشاہزادہ کی طرف سے مورچال پائے قلعہ تک پہنچ گئے اور نقابون کو حکم ہوا کہ وہ نقب لگائین انہون نے دمدمہ کے قریب چند روز مین ۴۰ گز سنگ خارا کو جسکا نام برج تھا۔ خالی کیا۔ بادشاہ کے حکم سے قوم ماولیہ کہ قلعہ گیری مین ید طولی رکھتی ہے۔ دو ہزار آدمی حاضر ہوئے اور تین سال کی طلب کا ایک لاکھ چھتیس ہزار روپیہ انکو دیا گیا اور قلعہ کے اوپر چڑھنے کا اسباب زینہ اور مال اور چرمین جا بجا تیار ہوئے۔ سچ ہے کہ طالب ہر در سے اپنی مطلوب کو ڈھونڈھتا ہے کسی در سے اس پر راہ کھلجاتی ہے۔ کارکنون کی نظر مین یہ تمام اسباب قلعہ گیری کے لئے مفید نہ تھا۔ تربیت خان نے اُسی دمدمہ کے نیچے جو چوبرجی بلند تھا ایک زینہ روان کیا اسکے مصالح مین ہزار کھجا وے اور ٹاٹ و کرباس خرچ مین صرف ہوئے۔ کرباس کمیابی کے سبب سے پیہ کا چار گز ملتا تھا۔ ہمیہ صحرا صرف ہوا۔ خاکریز کر کے قلعہ کے نیچے نقب لگائی اور اسکے اوپر چوبی زینے لگائے لیکن پیش رفت کارسوار اسکے نہ ہوئی کہ خان مذکور دمدمہ سابق پر رکھلے لایا تھا اسکے سبب محصور دیوار قلعہ سے سر نہین نکال سکتے تھے اور بندوق نہین مار سکتے تھے اور دیوار کے نیچے چھپ کر بیٹھتے تھے اور پتھر مارتے تھے اور اس سبب سے یورش کا مقصد دیوار پر بہادر چڑھنے نہین حاصل ہوتا تھا۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ قلعہ کے دروازہ کی طرف فتح اللہ خان اور روح اللہ خان اور مورچال روان کرین۔ پنجم شوال ۱۱۴۲ھ جلوس کو خان مذکور نے اپنی فکر صائب سے ایک ماہ کے عرصہ مین یورپی قلعہ کے نیچے مورچے پہنچائے۔ تربیت خان نہین چاہتا تھا کہ اسکے تردد کے مقابل مین کوئی دوسرا نام آور ہو اُسنے اپنی رای صائب اور سنگتراشون کی مدد سے کمر کوہ مین دو طاق بقدر طول چودہ زرعہ اور عرض دو زرعہ خالی کئے۔ مردم کارزار یہ کہ وہان چوکی کے لئے بٹھایا کہ کارزار کے وقت اُسی جا بالفعل ظہور مین آئے۔ جب اسکا منصوبہ بجو مرکوز خاطر تھا پیش نہ گیا تو ایک تازہ تدبیر اسکے ذہن مین آئی کہ دونون ہاتھون کو اسکے بارود سے پر کیا جب اسکا یہ حسن تردد بادشاہ سے عرض ہوا تو بادشاہ نے حکم دیا کہ سوار و پیادے تو توپخانہ و خاص چوکی دار افغان و گنگھر در

اور تعینہ سائر وجماعہ عربی وکرناٹکی جوشب وروز حاضر رہتے ہین انکے علاوہ بخشی الملک
مخلص خان وحمیدالدین خان بہادر چند ہزار سوار لیجاکر انتظار کرین کہ جب نقب لگائی
جائے اور جان فروش قلعہ مین داخل ہون تو وہ انکی کمک کرین۔ بیستم ذیقعدہ کو
کوطاق کلان مین آگ دی اسکے اوپر کا پشتہ مع دیوار کے اڑکر قلعہ کے اندر گیا اور
اہل قلعہ کی ایک جماعت جلگئی اور اڑگئی۔ بادشاہی لشکر کو جرأت ہوئی اور اس تقدم
آگے کھا پھر طاق دوم کی بارود مین آگ لگائی اسکے اوپر کا پارچہ کوہ جس پر یہ گمان تھا
کہ وہ قلعہ کے اندر پڑیگا۔ وہ بادشاہی لشکر کے سر پر پڑا اور کئی ہزار آدمی جو مغاکون
اور بناؤن مین بیش کے منتظر تھے۔ پلک مارنے مین پتھرون کے نیچے دب گئے۔ گنج شہیدان
کی طرح بے غسل وکفن دفن اک دوسرے کے اوپر سوے۔ اسے دو ہزار کارآمدنی پیکار کام
آئے۔ اگرچہ آدمیون کے لئے راہ وسیع خود بخود کھل گئی۔ اس حشر مین سو آدمی دیوار
کے اوپر دوڑے اور غل مچایا کہ آؤ یہان کوئی نہین ہے لیکن مورچال کے آدمیون نے
ترس وخوف سے اس راہ مین قدم نہ رکھا انتظام جاتا رہا۔ کام کیا نہ کیا برابر ہوا۔ حصوصین نے
جب دیکھا کہ کوئی متنفس اس طرف سے نمودار نہین ہوا تو وہ دیوار کے اوپر آئے جاے گرم کو
گرم تر اور قائم تر کیا۔ اور بندوق زنی کی۔ آتش کو روشن کیا۔ دیدبہ بھی پھٹ گیا
تھا۔ رھکلے گر پڑے تھے اور کار پردازون نے کام سے ہاتھ اٹھالیا تھا۔ کون مقابلہ
مین آتا جب بادشاہ کو اسکی اطلاع ہوئی تو بادشاہ خود گھوڑے پر سوار ہوا اور
نوکرون کو سرکار پر آیا اور حکم دیا کہ مردون کی لاشون کو ایک دوسرے پر فراہم کرو
اور سیڑھیون کو سیدھا کے یورش کرو۔ مگر بادشاہ نے اپنی بات کا اثر مشاہدہ نہ کیا حکم
دیا کہ کمر کوہ مین خیمہ برپا ہو تاکہ وہ خود اور بادشاہزادہ اس جگہ تشریف لے جائین
ارکان سلطنت بہت عجز وانکسار کے ساتھ اسکے مانع ہوے اس وقت بھی سواری تیار
تھی لیکن کام کے برہم ہوجانے کے بعد جانے سے کیا فائدہ تھا بعد اسکے بادشاہ
نے سپاہ کی شجاعت اور دلداری کی اور فرمایا کہ اس مرتبہ تو ہم اور ہر اس کو

کہ تم اپنے دلون مین جگہ دیتے ہو ابھی غنیم نے کوئی دست برد تم پر نہین کی ہی جس جماعت کی اجل آئی تھی اسنے شہادت کی سعادت پائی۔ جو اہل دین کی آرزو کا انتہا کا درجہ ہی اور آخرت کی رستگاری کا سرمایہ۔ تمکو چاہیئے کہ جہاد پر کمر باندھو جب تک بدن مین جان ہو کوشش کرو۔ سرافراز خان دکنی کو حکم ہوا کہ سرباز ہمراہیون کو جو مصالح قلعہ گیری ہین اور بہرہ مند خان بخشی کے آدمیون کو تربیت خان کی مدد کے لئے لے جاؤ اور از سر نو مورچالون کے بنانے مین مشغول ہو۔ بہت سے بہادرون کو افسوس تھا کہ کار طلب آدمیون کی جماعت یون مفت رائگان خاک کے نیچے سوئے اور سنگ و کلوخ سے ہم آغوش ہوئے اور چند لاکھ روپیہ مع محنت و تردد پنج ماہ کے خاک کی برابر ہوا۔ اور پھر مآل کار معلوم نہین۔

جو آدمی دبے ہوئے تھے انمین سے بعض کے وارث وقت پر پہنچے اور مردون اور زخمیون کو نکال لائے۔ باقی مر گئے واقعہ غریبہ یہ ہی کہ بیادے بہلینہ اپنے بھائیون اور فرزندون اور یارون کے مرنے سے بہت بیدل تھے اور میر آتش سے بھی دل سوختگی رکھتے جب انہون نے دیکھا کہ کوہ سنگ خاک سے مردون کا نکالنا مشکل ہی اور انکے دین مین مردون کا جلانا واجب ہی۔ انہون نے اسی شب کو مورچال کو جو سراپا چوب سے مرتب تھا بے خبر آگ لگا دی۔ یہ آگ سات دن رات جلتی رہی۔ اتنا پانی کہان تھا کہ اس صحرائے آتش کو بجھاتا کل ہندو اور بعض مسلمین بھی جنکے نکالنے کی فرصت نہ ملی تھی وہ بالکل جل گئے دنیا بھی عجب آتش کدہ ہی کہ دوست و دشمن دونو فنا کی آگ مین جلتے ہین۔ اس سردار جدکار نے خان کی امید مین اور جان کی بیم مین کشائش قلعہ مین بہت کوشش کی مگر العبد یدبر و اللہ یقدر۔

۲۵ رمضان ۱۱۱۱ھ کو مخبرون نے خبر دی کہ راجہ رام جو برار مین تھا اپنے گھر جاتا تھا وہ مر گیا اور تین خرد سال بیٹے اور دو بیوہان چھوڑ گیا۔ دہم شوال کو بادشاہ کو یہ اطلاع ہوئی کہ پسر کلان جو پانچ سال کا تھا اسکو مرہٹون نے باپ کا جانشین کیا تھا۔ وہ چیچک سے مر گیا۔ راجہ رام کی بڑی رانی تارا بائی تھی کہ عقل و فراست مین اور ملک و سپاہ کی پرداخت مین اپنے شوہر کی حیات مین شہرت تام رکھتی تھی اور اسکے ایک بیٹا تھا

اسکو سردارون نے راجہ رام کا قائم مقام کیا رانی مذکور نے دشوار گذار پہاڑ کی طرف رخ کیا۔ پادشاہ نے یہ خبر سنکر شادیانے بجانے کا حکم دیا اور راجہ کے شر کے دفع ہونے کا شکر ادا کیا۔ امیرون نے بھی پادشاہ کو مبارکباد دی مگر وہ کارخانہ الٰہی سے غافل تھے جب سنبھاجی قتل ہوا ہی تو بھی سمجھے تھے کہ دکن کا فساد برطرف ہوا اب بھی سب متفق اللفظ ہوکر خوشوقتیان کرتے تھے اور کہتے تھے کہ مرہٹون کی جڑ کٹ گئی اور طفل شیر خوارہ اور اپاہج بیدست و پا زن ہین جنکا استیصال کیا بڑی بات ہی۔ یہ خبر نہین کہ عاقل کہہ گئے ہین ع دشمن بتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ تارا بائی زوجہ راجہ رام صبیی شرط سرداری کی مردد بجالائی اور مرہٹون کا بندوبست کیا اُسکا ذکر سال آیندہ محل پر ہوگا۔

قلعہ پرلے قلعہ ستارہ سے سات کوس پر تھا۔ پرسرام اس قلعہ مین راجہ رام کی طرف سے اس ضلع کے بندوبست مالی کے لئے مقرر ہوا تھا وہ ایسا حواس باختہ ہوا کہ قلعہ دار کی صلاح بغیر اُسنے ملازمت کی اس ضمن مین قلعہ دار پرلے نے بھی جان و مال کی امان کے قول کا پیغام بھیجا۔ اس حالت مین سوبہان قلعہ دار ستارہ نے دیکھا کہ قلعہ کی ایک طرف کی دیوار اڑ گئی ہی اور ایک جماعت کثیر سوختہ ہوگئی ہی۔

پشتہ کوہ پر پادشاہزادہ کا سر کوب لیا لگا ہوا ہے کہ وہ عمارات قلعہ کو منہدم کر رہا ہے فتح اللہ خان کے مورچال حصار کے اوپر پہنچ گئے ہین وہ ایک پنجہ آہنین کی ضرب سے دروازہ کو اکھیڑنا چاہتا ہی۔ راجہ رام کے مرنے کی خبر مشتہر ہوگئی ہی۔ قلعہ دار پرلے جو میر دمن سے وہ التجا کرنے مین اور اپنے کام کے بیش جانے مین بہت لے جاتا ہے اس سبب سے آل کا سے سر اسیمہ ہوکر شاہزادہ محمد اعظم شاہ کو واسطہ بناکے التماس کی کہ اگر جان و آبرو کی امان پاؤن اور قلعہ دار پرلے کی تقصیر معاف نہ ہو تو قلعہ ستارہ کی کنجیان حوالہ کرتا ہون اور یہ تعہد کرتا ہون کہ تھوڑے دنون مین قلعہ پرلے کو بلا قول امان بندہا، پادشاہی کو تصرف مین لاتا ہون اُسکی التماس قبول ہوئی۔

سوم ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ کو قلعہ ستارہ کی کنجی حوالہ کردی۔ تین ہزار عورت مرد بچون کو

امن و یا گیا وہ قلعہ سے باہر آئے قلعہ کی فتح کے شادیانے بجے۔ سوبھان کی گردن اور ہاتھ باندھ کے
بادشاہ پاس لائے اسنے اسکے ہاتھ کھلوائے اور منصب پنجہزاری دو ہزار سوار مع اسپ و
فیل و کشار مرصع و علم و نقارہ اور بیس ہزار روپیہ نقد اسکو عنایت ہوا چونکہ قلعہ ستارہ
بادشاہزادہ محمد اعظم کی وساطت سے فتح ہوا تھا اسلئے اسکا نام اعظم تارہ رکھا گیا۔
کشائش قلعہ ابتداء ۲۷ جمادی الآخر ۱۰۹۳ھ سے لغایت ۱۳ ذی قعدہ ۱۰۹۳ھ عین یعنی
۱۲ ماہ ۱۰ روز مین ہوئی اس اثنا مین جو اور واقعات پیش آئے انمین لکھے ہین

شاہزادہ محمد اکبر

شاہزادہ محمد اکبر کے دو ملازم اسکی عرضداشت قندھار سے لائے جسمین جعفر جرائم
کی درخواست تھی اور ایک صندوقچہ عطر نذر کے لئے بھیجا تھا۔ بادشاہ نے فرستادون
کے ہاتھ خلعت اور فرمان بھیجا جسکا مضمون یہ تھا کہ جبتک تم ہماری سرحد پر نہ آؤگے
جعفر جرائم نہین ہوگا اور جب ممالک پادشاہی مین داخل ہوگے تو تمہارے لئے فرمان صوبہ داری
بنگالہ کا صادر ہوگا۔

شاہزادہ معزالدین و مغلانین و بلوچ و قوم لنی

ملتان کے اخبار نویسون کے نوشتہ سے بادشاہ سے عرض کیا گیا کہ بلوچ جنکے پاس
بارہ ہزار سوار فراہم ہوگئے تھے اور قوم لنی (لیئی) یہ دونو حد سے زیادہ فساد کر رہے
ہین۔ شاہزادہ معزالدین سے مکرر مقابلہ اور مقاتلہ کیا ہوا حفیظ اللہ خان پسر خرد
جملۃ الملک مرحوم نے جو صوبہ بھٹہ کا ناظم تھا اور اس ضلع مین تسلط کلی رکھتا تھا۔
شاہزادہ کی مدد کی لیکن مخالف کے غلبہ سے شاہزادہ کی فوج کا عرصہ تنگ ہوا۔
اور لطف علی خان و راجہ سورج مل و بہادر خان اور بندہاے بادشاہی کام آئے
تو شاہزادہ نے دشمنون کے ایک ہزار آدمیون کو مارا اور فتح حاصل کی۔ چہارم جمادی الآخر
کو بادشاہ سے عرض ہوا کہ دریاے نربدہ کے پار شاہزادہ بیدار بخت اور راجہ رام
درمیان جنگ ہوئی خان عالم اور سرافراز خان نے تردد نمایان کئے۔ مخالف نے
و بارش کر شاہی کو دے کر فرار ہوے بادشاہ نے خان بہادر کو شاہزادہ کی
ہمرکابی کے لئے مامور کیا۔

سوانح سال چہل وچہارم سنہ ۱۱۱۱

قلعہ ستارا (اعظم تارا) کی قلعہ داری پر ستر سال بوندیلہ سرافراز ہوا۔ ۱۴ ذی قعدہ کو بادشاہ اس حصار مین گیا۔ ایک قدیم مسجد والیان بہمنیہ کی بنائی ہوئی تھی۔ بادشاہ نے اسپر سفیدی پھروائی اور دوگانہ شکر ادا کیا۔

جب بادشاہ قلعہ اعظم تارا کی بست وکشاد سے فارغ ہوا اور قلعہ دار اور فوجدار وہان مقرر کیا۔ تو فتح پرلے کا ارادہ کیا۔ بادشاہ کے حکم سے فتح اللہ خان قلعہ کے محاصرہ مین مصروف ہوا اور بوستارہ مین مصالح قلعہ گیری جمع ہوا تھا وہ بہت جلد قلعہ پرلے کے نیچے آگیا۔ ۲۲ ذیقعدہ کو بادشاہ تین روز چلکر دروازہ قلعہ کے سامنے خیمہ زن ہوا اور دولت خانہ کے آگے شاہزادہ کا خیمہ لگا۔ روح اللہ خان میر مورچال مقرر ہوا۔ قلیج خان بہادر اور مردم شاہی نے قلعہ کے اضلاع کوہ کو چندکروہ کے فاصلہ پر مرکزوار گھیر لیا۔ اگر ستارا کہتا کہ مین قلعہ آسمان فرسا ہون تو پرلے نے کہا کہ مین اسکے جوشن پر تیغ کار فرما ہون اگر ستارا کہتا کہ آسمان میری کوہ کا پشتہ ہی تو پرلے کہتا کہ آسمان میری شکوہ کا سایہ ہے محاصرین نے تھوڑے دنون مین محصورین کو تنگ کیا۔ مگر بارش کی شدت اور غلہ کی کمی وہ ہوئی کہ اسنے بادشاہی سپاہ کا بھی دم نکال دیا۔ مگر بادشاہ اس حال مین زرپاشی اور دلدہی سے دلاورون کا دل ہاتھ مین لاتا۔ قلعہ نشین کبھی کبھی بیخبر پہاڑ سے نیچے آن کر شوخی کرتے۔ مگر یورش اور فتح اللہ خان کی بہادری سے محصورون دل باختہ ہوکر الامان کی فریاد کرنے لگے۔ ڈیڑھ مہینے کے محاصرہ کے بعد سیوم محرم مین قلعہ مفتوح ہوا اور مردم قلعہ مع عیال امان پاکے قلعہ سے باہر نکلے۔ انکے بدن پر سوا پرانے کپڑون کے کچھ اور نہ تھا۔ قلعہ مین جو مسجدین شاہان بیجاپور کی تعمیر کی ہوئی تھین اور ہندؤن نے انکو خراب کردیا تھا۔ انکی تعمیر کا حکم دیا۔ ابراہیم عادل شاہ جو نئی چیز بناتا تھا اسپر نورس کا لفظ لگاتا تھا۔ کتابخانہ نورس۔ شہر نورس پور۔ دام نورس۔ یہہ قلعہ بھی اسکا بنایا ہوا تھا اسلئے اسکا نام نورس تارا رکھا۔

بادشاہ کا سفر بھوسان گڈھ کی طرف۔

اب بادشاہ نے قلعہ مین قلعہ دار مقرر کر دیا اور اس سرزمین کا بندوبست ہو گیا تو اسنے بھوسان گڈھ کی طرف کوچ کا ارادہ کیا۔ مگر کارخانجات بادشاہی وامرا وغیرہ کے باربردار اصلا موجود نہ تھے۔ بارش کی زیادتی اور آب وہوا کی ناموافقت سے شتر کا نام ونشان باقی نہ تھا اور ارابہ کی آمد ورفت دریا و دشوار گذار کے قلت ہونے کے سبب اس ضلع مین متعذر تھی ارابہ باربردار کے بیل جو پانچ مہینے کی برسات مین زندہ رہے تھے انمین سوار پوست واستخوان کے کچھ باقی نہ تھا۔ ہاتھیون کا حال بھی یہ تھا۔ سرکار بادشاہی اور امیرون کا اسباب اُن ہی ناتوان ہاتھیون پر جنکی پوست واستخوان کے سوا کچھ نہ تھا اور سیم جان بیلون پر اور مزدورون پر اور بےغور خانے کے فقیرون پر جو لدسکا لاد اگیا۔ باقی سبکبار ہونے کے لئے کچھ اسباب قلعہ دار کے حوالہ کیا گیا اور کچھ جلایا گیا اور نامراد بےبضاعت خانہ بدوش ہو کر روانہ ہوئے۔ فیل وگاؤ جنپر انکی جانین گرانباری کرتی تھین۔ درھون مین گرانی بار سے گرے اور جان عزیز کو خیرباد کہا۔ راہین بند ہوئین۔ بڑی سختی سے دریا کشنا کے کنارہ کہ پانچ کروہ پر تھا تین منزلین کر کے آخر روز مین وہان پہنچے۔ اب عبور کا فکر ہوا تو سات شکستہ بستہ کشتیون کے سوا کچھ اور نہ تھا۔ مقام کا حکم ہوا۔ شدت بارش سے آب کشنا بہت چڑھا ہوا تھا۔ کثرت لشکر وقلت معبر پر نظر کرنے سے قالب سے جان نکلتی تھی۔ جب اُترنا شروع ہوا تو باوجودیکہ بادشاہ نے گرز بردار مقرر کر دیئے تھے کہ زیر دستون پر زبردست تعدی نہ کرسکین اور یہ مقرر تھا کہ ہر روز ایک بادشاہزادہ اور باقی امیر گذرین۔ مگر دریا کے کنارہ پر اس قدر فساد وشمشیر کشی ہوتی تھی کہ کوئی روز نہ ہوتا کہ دو تین لشکری زخمی وغرق نہ ہوتے ہون بعض جو تیر کر پار جانا چاہتے تھے۔ انمین دس مین ایک زندہ کنارہ پر پہنچتا تھا۔ کئی ہزار آدمی جو پیچھے رہ گئے وہ بیابان مرگ ہوئے۔ ۱۷ صفر کو بھوسان گڈھ مین لشکر پہنچا۔ بادشاہ نے یہان ایک ماہ کے قیام کا حکم دیا باران جو اب تک رفاقت مین تھا وہ بھی جدا ہوا۔ دریاؤن اور نالون کا شور بھی

کم ہوا۔ لشکر کو آرام ملا۔ شاہزادہ اعظم کو خاندیس کی رخصت کیا کہ برہان پور مین لشکر
کے ساتھ آرام کرے لشکر خستہ حال کو ملک قدیم کی آباد نواحی مین رخصت کیا۔
صوبجات کے نوابون کو فرمان گیا کہ تازہ لشکرون کو ہمارے پاس بھیجین شاہزادہ
بیدار بخت کو بلا کر قلعہ پرنالہ کی فتح کے لئے بھیجا اور ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ کی
فوج کو اسکے ساتھ کیا۔ کچھ دنون بعد تربیت خان میر آتش کو اس طرف روانہ کیا۔
۲۶ ربیع الاول کو بادشاہ خواص پور مین آگیا۔ یہان خلائق کو ایک گونہ آرام ملا۔
یہان غلہ وکاہ اور اکثر ما یحتاج کی ارزانی تھی۔ مگر یہان ایک اور تازہ حادثہ
ناگہانی آسمانی مردم لشکر پر واقع ہوا۔ جسکا مجمل حال یہ ہے ایک نالہ کم آتھا اس پر لشکر
پڑا تھا۔ اس نالہ کے سب طرف خشک بیت تھی برسات ہو چکی تھی بے ہنگام باران کا
گمان نہ تھا کہ وہ شدت سے برسیگا۔ ۲۸ ربیع الثانی کو جبال و کوہستان و دشت مین
غیر موسم ایسی بارش ہوئی کہ ایک پہر رات گئے سیلاب بلا ایک بارگی لشکر کی طرف آئی
اور آدمیون کی جان بلا مزاحم ایک جماعت بادۂ عشرت مین مدہوش اور خواب غفلت مین
ہم آغوش تھی اس وقت خبردار ہوئی کہ پانی نے سر سے گذر کر بساط خانہ کو مع خیمہ و فرش
کے زیر پا پیٹا۔ جو کوئی سراسیمہ ہو کر نجات کی فکر مین دست و پا زنی کرکے اس شب
تاریک مین جسطرف نظر ڈالتا سوائے بے پایان موج آب کے کچھ نظر نہین آتا۔ ایک عالم سر پا
برہنہ جان بچانے کے واسطے استغفار پڑھتا ہوا ہر طرف دوڑتا تھا۔ اکثر نے اس بحر
بے پایان مین جان باد فنا مین دی۔ جسوقت اس قیامت کا برپا ہونا شروع ہوا۔
بادشاہ جاے ضرور مین تھا وہ یہ سمجھ کر کہ دشمن کے ناگہان آجانے سے یہ ہنگامہ رستخیز
ہوا ہے۔ عالم اضطراب مین اٹھا پاؤن پھیلا اور پاؤن مین ایسی ضرب شدید آئی
کہ علاج پذیر نہ ہوئی اور میراث صاحبقران کہنہ لنگی ہاتھ آئی۔ اب سیلاب کی
نوبت دولتخانہ بادشاہ تک پہنچی۔ اپنے اور خدمۂ محل کے لئے سواری طلب ہوئی
جب ہوئی تو پانی کم ہونا شروع ہوا۔ بہت سے عمدہ نامی آدمی ننگے سر اور ننگے

پاؤن اسباب کو برباد کرکے پڑے پھرتے تھے۔ غرض جو کچھ ضرر مالی و کسالہ و تصدیع خلق کو ہوئی وہ بیان نہین ہوسکتی۔

بادشاہ سے معروض ہوا کہ ہنود قید مین طعام نہین کھاتے۔ ساہو بن سنبھا بجائے طعام کے شیرینی و میوہ و پکوان کھاتا ہے تو بادشاہ نے حمید الدین خان کی معرفت اسکو کہلا بھیجا کہ تم قید مین نہین ہو اپنے گھر مین بیٹھے ہو۔ طعام کھایا کرو۔

ملبار مین خان حاکم کا شغر فوت ہوا ملک کے بندوبست مین خلل پڑا۔ ارسلان خان پسر شاہ خان ابن عم خان مستوفی بادشاہ کی بندگی سے سرافراز تھا۔ اسکو ارشاد ہوا۔ وطن مین جاکر اپنے ملک پر قبضہ کرے۔ سردار خان جو شاہزادہ معظم کی تعینات مین تھا۔ اسکو حکم ہوا کہ اسکی کمک کرے۔

۱۶ رجب ۱۱۱۲ھ کو بادشاہ مرتضیٰ آباد مرج کی طرف چلا۔ ۲ شعبان کو یہان پہنچ گیا۔

سوانح سال چہل و پنجم ۱۱۱۲ھ

قصبہ مرج مین توقف ہوا۔ سیوم شوال کو قلعہ پرپانالہ اور اسکے پاس کے قلعہ لون گڈھ کی فتح کے لیے علم اٹھایا۔ دہم ماہ مذکور کو حصار کے دروازہ کے روبرو بادشاہ آیا اور دریا کے کنارہ قلعہ کے نیچے جو مقام توپ رس تھا وہ منزل گاہ بنائی۔ دیوان حافظ مین فال مین یہ شعر نکلا۔

دلے کہ غیب نمائست جام جم دارد ہر خالئے کہ دمے گم شود چہ غم دارد

سیواجی نے یہ قلعہ حکام عادل خانیہ سے لیا تھا۔ پھر اسکو سلطان معظم شاہ نے فتح کیا تھا پھر اسکو سنبھاجی نے لے لیا۔ بادشاہ نے نصرت جنگ کو بھیجا کہ ہر طرف چور پھر رہے ہین انکا سرتن سے جدا کرے۔ دونو قلعون کا دورسات کروہ تھا اسکو لشکر شاہی نے گھیر لیا۔ تربیت خان کے اہتمام سے مورچال کی پیش روی ہوئی اور توپین دشمنون کے جلانے کے لیے گرم ہوئین تھوڑے دنون مین قلعہ کی پانچ برج نصف سے زیادہ گر پڑی اور پیردار بلند کار خارزار زمین کی شگافت مین اور کوہسارین کو چھے بنانے مین کارنامے بروے کار

لاتا تھا۔ کئی جریب زمین مجوف کرکے راہ بنائی کہ جسمین تین مسلح آدمی مستعمل مستوی القامت چلے جائین اور کئی کئی قدمون کے فاصلہ پر نشیمن بنائے۔ کہ بیس آدمی کام کرنیوالے اس مین بیٹھ سکین اور ہر طرف غرفے جسمین ہوا آئے اور آفتاب کی روشنی چمکے مرتب کئے۔ ان کانون مین توپخانہ کے آدمیون کو بٹھایا کہ بندوقین بارکر کسی کو دیوار سے سر نہ نکالنے دین اور اس کوچہ کو اس برج کے نیچے پہنچایا کہ مضرب توپ تھا۔ اسکی بنیاد کو اس قدر خالی کیا کہ ایک ہاتھی اندرون کی جماعت اسکے اندر چوکی دیتی اور کوئی آسیب حفظ و متوالیہ غنیم کا انکو نہین پہنچتا تھا۔ آخرکار اس کوچہ کو زیر فصیل دیوار مین لے گیا۔ لیکن اس سبب سے کہ پیش رفت کار مین توقف طاری ہوا۔ برسات کا موسم آگیا اور شدت بارش اور سیلابون کی طغیانی سے اس مین کچھ خلل پڑا اس اثناء مین فتح اللہ خان جو اورنگ آباد مین اپنے ہمراہیون کی شکست کی خبر کے لئے گیا ہوا تھا۔ وہ حضور مین آن کر مامور ہوا کہ لشکر شاہزادہ کی اطراف سے منعم خان کی بہادری کے ساتھ زور بالاستقلال روان کرے اس فرمان پذیر نے ایک ماہ مین زمین سنگ آگین مین خاک سے زیادہ سہل تر کاٹ کر کوچہ پائے دیوار تک پہنچایا کہ عقل حیران رہ گئی محصورین دونو حصار سے آتش افروزی کرتے تھے۔ انہون نے دیکھا کہ ایک طرف سے تربیت خان چاہتا ہے کہ انکی بیخ کنی کرے دوسری طرف فتح اللہ انکو خاک مین ملانا چاہتا ہے۔ محمد مراد خان اپنے ہمراہیون سمیت اور خواجہ محمود بخشی لشکر شاہزادہ کام بخش لون کہان کے برج و بارہ کو اڑانا چاہتا ہے لشکر کے محاصرہ نے فرار کی راہ کو تنگ کر رکھا ہے۔ بادشاہ عالمگیر ہے کہ برسات کی شدت اور حادثات کے نزول سے اسکے عزم جزم مین خلل نہین پڑتا اور یہ لشکر ایسا ہے کہ جبتک اپنا کام نہ کریگا پائے کار سے نہین اٹھیگا۔ ان باتون پر لحاظ کرکے محصورین نے ڈر کر اپنا حضر عجز مین دیکھا اور تربیت خان کے وساطت سے زنہار جان کے لئے بادشاہزادون کے امان خانون مین دوڑے۔ ان دونو نے بادشاہ سے ان کی شفاعت چاہی۔ بادشاہ نے اسکو قبول کیا۔ ٹرنک حارس کو جان و مال کی امان دی غرہ محرم ۱۱۱۳ھ کو پرنالہ اور پون گڈھ ممالک محروسہ مین آئے۔ بادشاہ نے پرنالہ کا نام

نبی شاہ درک رکھا۔ اسمٰعیل بکھا یہان کا فوجدار مقرر کیا۔

فتح قلعہ صادق گڈھ و نام گیر و فتاح و مفتوح

بادشاہ نے پرنالہ کی اطراف سے گھاٹون کی طرف جانے کا قصد کیا کہ وہان علف و آذوقہ کثرت سے ہے۔ خلق خدا کو اسسے آرام ملے گا اور قلاع دارون گڈھ و نام گیر و چندن و دندن دشمنون کے ہاتھ سے مستخلص ہونگے اس خواب کی نیت سے دوم محرم ۱۱۳۳ھ کو بادشاہ نے کوچ کیا۔ فتح اللہ خان بہادر کو آگے جانے کے لئے مامور کیا۔ اسنے جاکر چارون قلعون کے کوہ نشینون کی کمر کو توڑا اور غنیم کی ایک جماعت کو تلوار کا طعمہ بنایا اور بہت مواشی اور قیدی پکڑ لائے۔ دارون گڈھ کے قلعہ نشینون نے بازوئی دست کوب کا یہ زور دیکھکر اور انکے پیچھے بادشاہ کے لشکر کے آنے کی خبر سنکر جان کا بچانا غنیمت جانا۔ دسوین ماہ مذکور کو قلعہ خالی کردیا۔ اور چور بھاگ گئے۔ اس مناسبت سے کہ خان بہادر کا نام محمد صادق ہے بادشاہ نے اس قلعہ کا نام صادق گڈھ رکھا۔ ۲۷ کو ظاہر قلعہ کوکہ گھاٹون سے آدھ کوس پر ہے چھاؤنی کے لئے بادشاہ نے فرمایا اور یہان خان بہادر کے ساتھ لشکر گران کو بسر کردگی بخشی الملک بہرہ مند خان ناندگیر و چندن و دندن کی تسخیر کے لئے بھیجا۔ دس بارہ روز مین قلعہ دار ناندگیر نے اپنی جان پر رحم کرکے قلعہ کی کنجی خان بہادر کو حوالہ کی۔ قلعہ کا نام نام آورون کے التفات کے سبب سے نام گیر رکھا گیا پھر حصار چندن کا محاصرہ ہوا۔ تھوڑے دنون مین اہل حصار نے امان مانگ کر حوالہ کیا پھر قلعہ دندن کا محاصرہ ہوا۔ چودھوین جمادی الاولی کو یہ چوتھا قلعہ بھی بادشاہی قبضہ مین آگیا۔ ان دونون قلعون کا نام مفتاح و مفتوح رکھا گیا۔

فتح قلعہ کھیلنا

قلعہ کھیلنا کو فتح کرنا لڑکون کا کھیل نہین تھا۔ اسکا تسخیر کرنا سخت مشکل تھا ہر درستی کے لئے ایک کشائش اور ہر محنت کے واسطے ایک آسایش اور ہر معمہ کے لئے ایک تقریر اور ہر امر کے لئے ایک تعبیر ہوتی ہے۔ سو عالمگیر جس مکان مین عقدہ لاینحل ہوتا اسکو ناخن کے اشارہ سے کھولتا۔ جس زمان مین طلسم لاینکشف نظر آتا ہے اسکے چہرۂ حقیقت کو اپنی رائے رزین سے کھولدیتا ہے اگر قاصدان آمال کی راہ مین خیال اشکال سنگ راہ ہوتا تو اپنے حکم قاطع سے اسکو کاٹ دیتا ہے۔ اگر تیز اکم اشجار راہ مین آنے جانے والون کو

روکے تو اسکو اپنے حکم کے تیر سے بیخ و بن سے اکھیڑ ڈالتا ہی۔ اگر عقبات دشوار گذار پیش آئین تو
اُن کو ہموار کر دیتا ہی اگر حصول مقاصد کے لئے بعد شرق و غرب حائل ہو تو اسکو طی کرا دیتا ہے
یہ پادشاہ ۱۶ ربجمادی الآخر ۱۱۳۱ھ کو صادق گڈھ سے چلا۔ بارہ منزلیں طے کرکے ملکاپور مین
خیمہ زن ہوا آگے راہین دشوار گذار تھین اسلئے سات روز یہان قیام کیا۔ شاہزادہ بیدار بخت
بنی شاہ درک سے معاودت کے وقت برسات کے موسم کاٹنے کے لئے ہوکری اور کوکاک اور
اسکی حدود کی سمت مین گیا تھا۔ کم مدت مین کئی قلعہ اسنے مرہٹون کے ہاتھ سے چھڑائے وہ پادشاہ
کے حکم سے بورگانوئی کی راہ سے پادشاہ سے اسی منزل مین آکر ملا۔ بے موسم مینھ برستا تھا۔
یہان چند روز قیام ہوا۔ فتح خان نے معبر کو صاف کرکے پادشاہ کو اطلاع دی۔ چار کروہ
مسافت جو بڑی دشوار تھی آسانی سے طی ہوئی۔ ۱۶ رجب کو پادشاہ دامن کوہ مین جو
اُسکی فرودگاہ کے لئے کافی تھا خیمہ زن ہوا۔ یہان سے کھیلنا ساڑھے تین کروہ تھا۔ کوہسار
کی راہ مین سراسر دشوار گذار بیشے اور جنگل انبوہ خاردار واقع تھے کہ آفتاب کی روشنی نہین
جاسکتی تھی اور ایسے تنومند اشجار بلند کی شاخین باہم بافتہ تھین کہ چیونٹی بھی انسے بدشواری
گذر سکتی تھی۔ اگر کوئی بٹیا بھی تھی تو اسپر سپاہ بمشکل سے چل سکتا تھا۔ خان بہادر فتح اللہ خان
مامور ہوا کہ ان عوائق و موانع کو راہ کے آگے سے اٹھائے۔ اس فرمان پذیر کی اہتمام وسعی سے
بیلدارون و سنگتراشون نے ایک ہفتہ مین وہ دستکاری دکھائی کہ اُسے دیکھ کر عقل دنگ
رہ گئی اگر پہاڑ آیا تو روئی کے گالون کی طرح اُڑایا اور نشیب و فراز سدراہ ہوا تو اسکو بساط
بنایا اگر بلند درخت رستے مین کھڑے ہوئے تو انکو خس و خاشاک کی طرح اُڑایا غرض ایسا راستہ
ہموار بنا دیا کہ سو سوار برابر آسانی سے چلے جائین۔ کام مین ہر روز دشمنون سے لڑنا اور
انکے سرون کو سبزہ کی طرح کاٹ کے لالہ زار بنانا پڑتا تھا۔ سیوم شعبان کو پادشاہ نے خان بہادر
کے ساتھ افواج کو بسرکردگی جملۃ الملک مدار المہام اور بہ رفاقت حمید الدین خان بہادر و
منعم خان و اخلاص خان و راجہ جیسنگھ کو رخصت کیا۔ صبح کے وقت خان بہادر حمید الدین خان
بہادر و منعم خان اور چند یکہ سوارون کے ساتھ درہ مین داخل ہوا۔ قلعہ کا آبائی پیشہ سرکوب تھا

جس کے اوپر خان بہادر توپوں کو لگانا چاہتا تھا۔ مگر وہان مرہٹے ایک دیوار محکم بر جون کی پیچھے خود ہو بیٹھے۔ اسکو اپنے روز بد کا حصار سمجھنے لگے۔ جمیل الدین خان بہادر کمین گاہ ضلع چپ کی محافظت کے لئے کھڑا ہوا۔ پانچ چار ہزار مرہٹے لڑنے کے لئے آگے بڑھے۔ درہ کی راہ کو روکا اونچے درختون اور سنگہار کوہ کی پناہ مین سند و قین ہارنے اور پتھر لڑکانے شروع کئے۔

فتح اللہ خان نے کوشش کرکے سینون کو سپر بنایا اور تلوار سے مرہٹون کا سر اڑایا پشتہ کو شتابی سے دو پشتہ کیا۔ شاہی آدمیون کی ایک جماعت کام مین آئی آخرکار مرہٹون کو ایسا تنگ کیا کہ وہ فرار ہوئے۔ گریوون سے گر کر مر گئے۔ وہ چاہتے تھے کہ قلعہ کی جانب بھاگین سو خان بہادر نے اپنے سوار ہونے سے پہلے جزائر اندازون کو دشمنون کے جلانے کے لئے قلعہ کی راہ پر بٹھا دیا تھا۔ اسطرف بھی آگ نے راہ گریز بند کی۔ ناچار جنگلہ مین بھاگے۔ درخت و بوٹہ مین پنہان ہوئے اس اثنا مین کہ افواج شاہی پیچھے پہنچیں اور انھون نے زندون کو گرفتار کیا۔ خان بہادر نے انکی کمر مین پتھرون کو باندھکر ان کے غارون مین پھینک دیا۔ یہ فتح نمایان ہوئی اور پشتۂ مذکور پر ثبات قدم ہوا۔ پادشاہ نے یہان اپنے خیمے لگائے۔ مورچال قائم کرنے مین رات جگا رہا۔ دوسرے روز دوسرا پشتہ قبضہ مین آیا یہان سے قلعہ کے اندر بندوق کی گولی پہنچ سکتی تھی۔ یہان توپون کو لگاکر خانہ نشینون کے گھرون اور عمارتون کو جلانا شروع کیا۔ کوچہ سقف (کوچہ سلامت) بنانا شروع کیا۔ دار کھڑی کرکے اسپر مخالفون کے سرون کو بجائے تاک کے خوشون کے لٹکایا۔ ۲۲ ماہ مذکور کو پادشاہ اسکا رنامہ کو دیکھنے آیا اور مورچالون کے آگے لے جانے کے لئے ترغیب دی اور شکر کی پشت گرمی اور پیش رفت کار کے لئے اپنی منزلگاہ سے اوٹھکر اس میدان مین خیمہ لگایا کہ قلعہ سے آدھ کوس تھا۔

سوانح چہل و شش سنہ ۱۱۲۶

بادشاہ کے حکم کے موافق شاہزادہ محمد بیدار بخت اطراف نبی شاہ درگ مین منزل گزین ہوا۔ تربیت خان کتل انبہ کے دہ پر بیٹھا۔ محمد امین خان نے کوکن دروازہ کا

انسداد کیا۔ خان بہادر نے توپخانہ لے کر بڑی مردمی ہمت سے کوچہ سرغار حائل قلعہ کی
ریونی تک لے گیا اہل حصار نے رات دن مین توپ و تفنگ کے چلانے سے لمحہ بھر کا توقف نہین کیا
کوچہ سلامت مین ہر نوع کے آدمیون کو جو کام کرتے تھے جان سے مارتے تھے۔ مگر بہادر
اپنا کام بناتے تھے غنیم نے دروازہ قلعہ سے پوشیدہ کوچہ بنایا اور ریونی پر مدافعت
کے لئے بیٹھا جب اسنے دیکھا کہ خان بہادر دھابہ باندھ کے مقابل آیا اور زینہ پر سوار
ہونا چاہتا ہے تو اسکے ہوش اڑ گئے زینے جو غار مین سے نکال کر دیوار کے نیچے سطح زمین تک
لگائے اُنکو شمنون نے خراب کیا۔ بہادرون نے کمانون کے زینے ترتیب دیے اور اُن
دھابون کے اوپر باندھے اور پیش قدمی کی۔ محمد امین خان کا حال سینے کہ وہ کوئی
دروازہ کے انسداد کے لئے گیا تھا۔ پہاڑ کو پے سپر کر کے کھیلنا کے پائے کار مین تک پشتہ
محافظی دروازہ کے مشرف ریونی تھا اسپر پہنچا۔ مخالفون نے اس پشتہ کے اوپر سنگین
دیوارین بنائی تھین اور نیچے اسکے گہری خندق کو حائل کیا تھا ایک مدت تک صعوبت کی سبب
پیش رفت کار نہ ہوئی۔ ۵ شوال کو کوشش و کشش کر کے کشتون کے پشتے لگائے اور
قلعہ نشینون کی راہ اس دروازہ سے بند کر دی محمد امین خان کی سبب عین مرض کے بادشاہ نے
اپنے پاس بلا لیا اور کوکنی دروازہ کی طرف سے قلعہ کی تسخیر کے لئے شاہزادہ بیدار بخت و راجہ
جیسنگھ کو مقرر کیا اور چند ہزار پیادے یاقوت خان متصدی و مدار اجیوری نے ان
پاس بھیجدیے آنہون نے مورچال لگا کے برج و بارہ پر توپین چلانی شروع کین
فتح اللہ خان نے دھابہ باندھکر برج تک انکو پہنچایا اور سب طرح کی تدبیرین کین لیکن ع
سبزہ بر سنگ روید چہ کند باران را + ہر چند شیر دہان اور کرکن صحبلی توپون نے گولے
چلائے سر مگر سوراخ اسکے کچھ نہ ہوا کہ برج کے چند سنگ اڑ گئے۔ غنیم نے گولہ اندازی سے ذرا
بھی ہاتھ نہین کھینچا۔ وہ راتون مین کئی دفعہ قلعہ سے باہر نکل کر مورچال پر حملہ آور ہوا
خان بہادر بذاتہ اسکی مدافعہ مین مشغول ہوا۔ ایک دن دھابہ باندھنے مین وہ خود
مزدورون کے ساتھ کام کرتا تھا۔ ایک پتھر اوپر سے آیا کہ ایک تختہ چار پلسوج ۔۔

عریض پر وہ تلوار تختہ شکستہ ہوکر اڑا اسکا ایک پارچہ خان بہادر کے سر پر لگا اور اُس کے ساق
پائین مین بھی ایک ٹکڑا لگا۔ پاؤن اسکا اکھڑا اور وہ کجاوہ سمیت جو اسکے ہاتھ مین تھا
ایک غار مین گرا۔ جان باقی تھی۔ کہ اس غار مین کچھ تھوڑی دور جاکر کجاوہ جو اس کے ہاتھ
مین تھا ایک درخت کی شاخ مین اٹک گیا اور اسمین خان بہادر لٹک گیا۔ لوگون نے
اس کو اس بلا ناگہانی سے نکالا اسکے سر و کمر اور تمام اعضا پر اس قدر زخم کے
صدمات پہنچے تھے کہ ایک ماہ تک صاحب فراش رہا۔ پھر اچھا ہوگیا وہ زبان دراز بڑا تھا بادشاہ
کی مرضی کے خلاف اسنے ایک مقدمہ فیصلہ کیا تھا اسکی سرزنش نصیحت آمیز بادشاہ نے
خواجہ سرا کی معرفت کی اسکی عمر اسی برس سے تجاوز کر گئی تھی وہ بادشاہ کا ہمعمر تھا۔
اُس نے جواب مین خواجہ سرا سے کہا کہ بادشاہ سے عرض کر کہ ہر انسان کامل العقل کی عمر کی
نوبت جب اسی نوی برس پر پہنچتی ہے تو اسکی عقل مین خلل آجاتا ہے اور اسکے حواس خمسہ
بحال نہین رہتے۔ مین تو سیاہی ہون۔ عقل سے کوسون دور پیدا ہوا ہون۔
جب خواجہ سرا چلا گیا تو دوستون نے اس جواب صواب کے نمبرائیون کو بتلایا اس نے
بادشاہ سے عذر کیا۔ خان بہادر اس فکر مین تھا کہ دوسرے برج کی طرف سے یورش کرے
مگر یہ فکر اسکا غلط تھا۔ دہم ذی الحجہ کو شاہزادہ نے ریوتی قلعہ کو لے لیا۔ راجہ جینگہ نے
بھی اس مین بڑا کام کیا۔ غنیم کو بڑی شکست فاحش ہوئی۔ اسکی جمعیت مین تفرقہ پڑا شاہزادہ
نے حکم دیا کہ توپون کو آگے لیجائین۔ اور دیوار قلعہ کو گرائین۔ پرسرام نے جب دیکھا کہ
افواج شاہی اس طرح خانہ براندازی پر مستعد ہے۔ تو اُسنے برہمنون کو وکلاء
بادشاہزادہ پاس بھیجوایا کہ قلعہ حوالہ کرنے کی اور بعض اور ملتمسات کرین۔ بوساطت
بخشی الملک روح اللہ خان کے پیام آوری اور پیام بری مین چند روز لگے۔
مگر آخر کو یہ درخواست منظور ہوئی کہ پرسرام مع محصورون کے قلعہ سے جان سلامت لیجائے۔
۱۹ محرم کو شاہزادہ کے نشان قلعہ پر قائم ہوگئے اسکی تاریخ فتح (فتح شد قلعہ کھیلنا)
ہوئی۔ بادشاہ نے اس قلعہ کا نام سنجر لنا رکھا۔

اس سرزمین کی بھی عجب کوہ و زمین ہین کہ سبزہ گل کے سوای کہین زمین نہین دکھلائے دیتی اس بستان مین کوئی درخت نہین۔ جو کوئی نفع نہ رکھتا ہو۔ کوئی پھول نہین کہ جسکی بو دماغ کو فیض نہ پہنچاتی ہو۔ ہر دانہ اسکا خراج دیتا ہے ہر خاک اسکی دامنگیر ہے۔ ۲۵ شہر مذکور کو پادشاہ قلعہ کے ملاحظہ کے لئے گیا۔ ضابطہ خان کو یہان حاکم مقرر کیا اندر کی عمارتین اس قلعہ کی دلچسپ نہین ہین۔ یہ قلعہ سرحدی ہے اور ملک اعظم بالا گھاٹ و پائین گھاٹ کو کن اسکی تسخیر کے سبب سے ممالک محروسہ مین داخل ہوا دوسرے روز پادشاہ نے شاہزادہ کو ایک لاکھ روپیہ دیا۔ ہوکری اور رائے باغ مین چھاؤنی ڈالنے کا حکم دیا اور امراء کو جو اس مہم مین شریک تھے بڑے بڑے انعام دیئے۔

پادشاہ پنجم محرم ۱۱۱۸ھ کو کھیلنا سے بہادر گڈھ کے ناحیہ کی طرف چلا۔ کثرت بارش سے یہ حال ہوا کہ کشتر کا نام نہین ہاتھ گاؤ یہ گجرات رفت خربہ خراسان شناخت۔ فیل مدہوش سے بیہوش ہوا۔ لشکر کا بار گران لیکر چلا کیچ اتنی لگے کہ گدھے کی طرح کیچڑ مین پھنسا غرض سارے احمال و اثقال مرد و زن کے سر کے بوجھ بنے۔

شعر۔

اینکہ تو گوئی کہ ہمہ مردم اند بیشتر گاؤ و خرے بے دمند

دولت مند جو بہشت آسایش مین آسودہ رہتے ہین۔ کسی کسی طرح زیر کیتل اول قامت گاہ مین پہنچ گئے اور کارخانجات لشکر کے نہ پہنچنے کے سبب سے متوقف ہوئے۔ حکم ہوا کہ ہاتھیون کھیلنا کو یہ کارخانے پر ہون۔ سات روز بعد کوچ کا نقارہ بجا۔ اس منزل مین ایک نالہ تھا اسنے بادشاہ کی سواری کو توراہ دی لیکن خلائق کے کھانے کے لئے منہ کھولا۔ کوئی غرقاب فنا ہوا۔ کوئی اپنی قسمت کے زور سے نکل آیا جب دوسری منزل مین کوس لمزدہ نے آوازہ کیا تو وہی نالہ پھر پیش آیا۔ یہ نالہ بھی عجب غدار تھا تزویر دار تھا کہ پیش خانہ بادشاہی کو اور اور پیش خانہ داروں کو اول حیلہ سے بلایا پھر بطریق ببر ابہ روی کے اس طرح اسپے روی کو دوڑایا کہ

بادشاہ کا سفر کھیلنا سے بہادر گڈھ کی طرف

سب کو بجراء درماندگی مین بٹھایا۔ اصحاب الفیل نے ہزار سماجت سے مال مغصوب کو اسمین مخلص کیا افسوس کرتے اور سر پیٹتے رہ گئے۔ آخر ایک کروہ کے تفاوت سے بادشاہ بائین طرف چل کر بلکاپور مین آیا اس منزل مین ناگہ جروی کرکے سد راہ ہوا اور ہر گوشی کا نالہ اسنے نہ سنا اور شب و روز پاؤن دراز کرکے سو یا۔ اس شور محشر مین روپیہ کا ایک سیر غلہ بکتا تھا۔ کاہ وہیمہ نام کو نہ تھی۔ بارش کا تیر باران بے نوایون کے بدن اور جان پر کارگر تھا۔ یا دصرصر کا طعن دل ستان قالب کو بھی کرتا تھا۔ خلقت کو اپنی سخت جانی پر تعجب ہوتا تھا۔ ۱۹ صفر کو بادشاہ ہاتھی پر سوار ہوکر نالہ سے گذرا۔ ایک کوس چلکر خیمہ لگایا۔ حجرہ عدالت مین بیٹھنے کو جگہ ملی۔ بادشاہزادون اور دنیا داروں کو اپنے گھر مین کھڑے رہنے کی جگہ ملی۔ کئی روز بعد اس منزل مین آفتاب دکھائی دیا تو نیم جانون مین جان آئی۔ ۱۲ ربیع الاول تک لشکر نے چودہ کوس مسافت کو ایک ماہ سترہ روز مین طی کیا اور قلعہ بنی شاہ درک کے نیچے پہنچا۔ اسی برج بدستور نکلنے لگا تو روزی طلبون نے ہاتھ ہلائے اطراف سے بار بردار دوڑے آئے۔ انہون نے خلایق خدا کا بوجھ سر و گردن پر اٹھایا۔ پس ماندہ آدمی بھی لنگڑاتے لنگڑاتے آئے۔ ۱۵ شہر مذکور کو بیرگانو مین لشکر آیا۔ ایک ماہ بیس روز یہان توقف ہوا۔ ۲۴ ربیع الآخر کو بہادرگڈھ کی طرف لشکر چلا۔ اگرچہ برنے دامن مین پاؤن کھینچے تھے۔ دریا کرشنا کی طغیانی کی خبر آتی تھی مگر شاہانہ عزم کے مقابلہ مین یہ موانع کچھ وقع نہین رکھتے تھے نوکروہ مسافت کنار دریا تک ۱۷ کوچ و مقام مین طی ہوئی۔ سارا لشکر دریا کے کنارہ پر آیا۔ دریا کیا تھا طوفان قیامت تھا۔ ہر موجہ اسکا بلا قامت لشکر کا شمار امواج دریا سے زیادہ۔ عبور ایسی کشتیون پر کہ کشتی نہ کہ دوزخ فسردہ + یک تابوت و ہزار مردہ + اس حال پر اختلال مین دس روز مین آدھا لشکر دریا سے گذرا۔ بادشاہ کشتی مین سوار ہوکر دوسرے کنارہ پر گیا۔ بادشاہی لشکر نے یہان بیس روز توقف کیا۔ پھر بہادرگڈھ کی سواد مین بادشاہ خیمہ زن ہوا۔ بادشاہ نے غازی الدین خان کے لشکر کا توزک دیکھا۔ اکثر توپخانہ کو ضبط کیا اور حکم دیا کہ امرا اتنے زیادہ توپخانہ نہ رکھا کرین اور یہ فقرہ بیدار بخت کو لکھا کہ صلہ کہ خان فیروزجنگ کہ ہفت ہزاری است در خانۂ خود نمودہ توپ و گجنال و شتر نال و گھوڑنال و ہمہ چیز آن قدر

بابد بل نیاید سوا ر انچہ کہ از سرکار پادشاہی باو تعین است داشت چرا شما کہ مضایعفا و می یابید زر ہا ضائع میکنید و بے مصرف صرف مینمائید ع انچہ در کار بود ساختنش خود سازیست + ع اند کے ماند و خواجہ غرہ ہنوز + بیت

ہیچ کس نیست کہ در فکر دل خود باشد + عمر مردم ہمہ در فکر شکم می گذرد سر

۲ ر رجب سنہ ۱۱۱۶ جلوس کو لشکر نے قلعہ کنڈانہ کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ ۱۷ ر شعبان کو اس حصار کے نیچے آیا۔

سوانح چہل و ہفتم سنہ ۱۱۱۴

بنبئی مین جب پادشاہ کا لشکر آیا تو اتفاق سے امیر الامرا کا خیمہ پست زمین مین اور عنایت اللہ ناظم خالصہ و تن کا خیمہ مرتفع مقام مین ایستادہ ہوا چند روز گذرنے کے بعد خان مذکور نے محل مذکور کا احاطہ بنالیا۔ امیر الامرا کے خواجہ سرا بسنت خان سے کہا کہ اس مکان سے اوٹھ جاؤ یہان نواب کا خیمہ لگیگا۔ خان نے جواب دیا کہ مین اپنے اترنے کے لئے جب تک کوئی اور جگہ نہ تجویز کرلو نہ اٹھونگا صاحب توقف فرمائین۔ خواجہ سرا نے اسکا جواب سخت دیا۔ خان نے خواہ مخواہ اوسکے مکان مین اپنے خیمے کو منتقل کیا اور امیر الامرا کے خیمے اوسکے خیمون کی جگہ آن کر لگے اخبار نویس دیوانی کی فرد سے مقدمہ کا حال پادشاہ کو معلوم ہوا۔ اسی وقت حمید الدین خان بہادر سے کہا کہ امیر الامرا سے جاکر کہو کہ اوسنے خوب نہین کیا اپنے خیمے پہلی جگہ پر یا کسی اور جگہ لگاوے اور جس جہان پہلے خیمے لگائے تھے وہ وہان اپنے خیمے لگائے۔ خان بہادر پادشاہ کے پاس سے ابلاغ حکم کے لئے امیر الامرا پاس گیا۔ امیر الامرا نے اس حکم کے قبول کرنے مین تامل کیا تو خان بہادر اوسکے پاس سے آزراہ اخلاص عنایت اللہ خان پاس آیا اور سرگذشت بیان کی کہ بہتر ہوگا کہ تم امیر الامرا پاس چل کر کہو کہ مجھے خیمون کے لئے جگہ مل گئی ہے آپکو تبدیل مکان کی ضرورت نہین ہے۔ عنایت اللہ خان نے کہا کہ تم کو پادشاہ کے حکم کے موافق امیر الامرا پاس گئے تھے۔ مین پادشاہ کے حکم بغیر کیسے امیر الامرا پاس جاسکتا ہون۔ خان بہادر نے یہ حال پادشاہ سے عرض کیا۔ دوسرے روز امیر الامرا دیوان مین آیا تو اہتمام خان

پادشاہ کے مراتب قدردانی و نوازش۔

قول کو حکم ہوا کہ وہ امیر الامرا کو عنایت اللہ خان کے گھر معذرت کے لئے لے جائے خانخاں کے گھر تین
آیا وہ حمام مین نہاتا تھا۔ جلد حمام سے نکل کر آیا۔ امیر الامرا اسکا ہاتھ پکڑ کر اپنے گھر لایا اور
ایک تعویذ پارچہ خان مذکور کو دیا اور پھر کبھی ان دونو مین ساری عمر انہنے دوسرے کا گلہ وشکوہ
نہین کیا۔ مدت تک صحبت ومحبت رہی۔

قلعہ کنداند کی فتح۔

ہم نے اوپر لکھا ہے کہ ارشبان کو قلعہ کنداند کے نیچے لشکر شاہی پہنچ گیا۔ بادشاہ کے
حکم سے تربیت خان اور اور بہادرون نے مورچہ اسکے آگے لیجانے مین اور نقب کے کھودنے
مین مدد کے باندھنے مین کوشش کی دشمنون نے بھی کوٹکے اوپر نمایان دست بردین کین دوم
ذی الحجہ کو چھل و قلعون کے ساتھ فتح ہوگیا اس قلعہ کا نام بخشندہ بخش رکھا گیا۔ اس لئے
کہ جبتک اس قلعہ کو بخشندہ نہ بخشے کوئی اسکو نہین لیسکتا۔

خافی خان لکھتا ہے کہ ساڑھے تین مہینے کے تردد مین بہت آدمی مارے گئے اور حضور کے
کارفرما اور صاحب مدار تنگ ہوئے تب قلعہ دار کو دہ بیہ دیکر قلعہ خرید لیا۔ یون قلعہ ہاتھ آیا اور
بخشندہ بخش اسکا نام رکھا گیا۔

بادشاہ کا مقام دکھن۔

بعد اس فتح کے بادشاہ نے کوچ فرمایا۔ لشکر یون کے آرام کے لئے ایام برسات کا ایک
مہینہ راہ پونا اور اسکے حوالی کے مقامات مین مصرف کیا۔ یہ مقام سیواجی کا آباد کیا ہوا ہی
اور یہین حویلی کے اندر اسنے امیر الامرا رشائستہ خان کو شب خون کرکے چشم زخم پہنچایا تھا
یہان محمد محی الدین خلف الصدق بادشاہزادہ محمد کام بخش نے جورانی منوہر پوری کے بطن سے تھا
دس برس کی عمر مین وفات پائی تھی شیخ صلاح الدین کے مزار مین مدفون ہوا تھا۔
اسلئے پونے کو محی آباد سے موسوم کیا۔

سخت کے مصائب۔

اس سال مین باوجود بروقت وبیوقت بارش کی شدت کے خریف پر آب دنگی کی آفت
پہنچی اور زراعت گندم اور جنس بیع پر چند روز بڑا کہر پڑا کہ گیہون سرخ ہوگیا اور دکن کے دو
تین صوبون مین دس من کی جگہ ایک من غلہ پیدا ہوا۔ بہت سی چیزین اور جنسین برسات کی
کثرت بارش سے پوشیدہ اور ضائع ہوگئین سپاہ کو جو امید تھی کہ ارزانی ہوگی اور

اچھی طرح زندگی بسر ہو گی اُسکی جگہ گرانی ہوئی۔

۲۰ ار رجب کو بادشاہ نے قلعہ راجگڈہ کی فتح کے لئے کوچ کیا اس قلعہ سے سیواجی کی ترقی کی ابتدا ہوئی تھی۔ بادشاہ نے جو اس ضلع مین کسالہ سفر اُٹھایا تھا اور خلق کو تکلیف دی تھی اُسے مقصود اس قلعہ کا اور دو تین قلعون کا فتح کرنا تھا۔ پونا سے چار کروہ پر ایک بڑا اونچا پہاڑ تھا جسمین کہین راہ کا نام ونشان پیدا نہ تھا مرہٹون اور اس ضلع کے کوہ نوردون کے سوا جو گھوڑے سے اُتر کر پیادہ ہوتے اور بحسب ضرورت اس سے عبور کرتے اونٹ کا اور لدے ہوئے بیل کا چلنا متعذر تھا گاڑی چھکڑے کا تو کیا ذکر ہے۔ بہت سے آدمیون نے رنج سفر اوٹھایا تھا۔ اپنے اطفال وعیال سے دور اور مہجور تھے۔ اُنہون نے کچھ مدت کے قیام مین آرام کے لئے اپنے قبائل کو دور اور نزدیک سے بلایا تھا اور بعض نے یہین تاہل اختیار کیا تھا وہ کوچ کے صدمہ اور کوہون کے عبور سے خاطر کو فارغ رکھتے تھے۔ اب اس کوہ کے نیچے وہ آئے باوجودیکہ ایک مہینہ پیشتر کئی ہزار سنگتراش وبیلدار آزمودہ کار آدمیون کے ماتحت راہ کے درست کرنے کے لئے مقرر ہوئے تھے وہ اس قدر بھی کام نہ کر سکے کہ توپخانون اور کارخانجات کے ارابون کے لئے پل صراط کی برابر بھی رستہ بناتے جب کتل کے نیچے لشکر آیا۔ ناچار بہیر کو پہاڑ مین چھوڑا بیل درمیان مین گاؤ وشتر یہ جو عورات ومستورات سوار تھین اُنہون نے برقع اوڑھا اور سر پر چادر رکھی اور ارابون مین رسیان باندھین اور درختون کو کاٹ کر ہزار کسالہ اور خون جگر سے صبح سے شام تک بان کے ٹٹہ کی برابر راہ طے کی۔ اونٹون اور ارابون سے بوجھ کو نیچے اوتارا اور آدمیون کے سر پر رکھا اور اوپر چڑھے اس تصدیع وکسالہ سے بہت بار بردار اور آدمی غارون مین گر کر درندون کے طعمہ بنے دیڑھ کروہ مسافت راہ طی ہوئی دو ہفتہ مین (ایک ہفتہ) اس پہاڑ سے نیچے آئے۔ اوائل ماہ شعبان مین قلعہ کے نزدیک پہنچے۔ قلعہ بڑا پر شکوہ اور رفیع تھا۔ دامن کوہ مین غار بڑے وحشت فزا تھے۔ سانپ اور طرح طرح کے درندے وہان رہتے تھے اُسے ایک عالم فریاد کرتا تھا اسکا دورہ بارہ کروہ جریبی

قلعہ راجگڈہ کی فتح

پیمایش ہوا اسکا واقعی ایسا محاصرہ متعذر رہوا کہ محصورون کو غلہ نہ پہنچ سکے تربیت خان اور حمید الدین خان بخشیان عظام اور بہادران قلعہ کشا مامور ہوئے کہ محاصرہ کرین اور مورچال باندھین اور کوچہ سلامت کھودین۔ بتجربہ کار دلاورون نے قلعہ گیری کے سرانجام مین کمر ہمت باندھی اور تھوڑی مدت مین کمر کوہ مین توپون کو پہنچایا اور محصورون کے حصار کے نیچے تک مورچال پہنچائی۔ قلعہ راجگڈھ سے دو اور پہاڑ متصل تھے اُنپر بڑی بڑی عمارتین سیواجی نے بنائی تھین مصالح جنگ بھی انمین موجود کھا تھا اور برج و بارہ کو استحکام دیا تھا۔ (انکے نام ہیلی و پدماوت و سرجوئی تھے) تینون پہاڑون کے محصورون نے گولہ توپ و تفنگ کے چلانے مین اور سنگین پتھرون کے پھینکنے مین اور غلہ کے لیجانے کے لئے کمین مین بیٹھنے مین کمی نہین کی۔ خلاصہ یہ ہی کہ محاصرہ دو مہینے چند روز رہا۔

۱۱ شوال کو بہادرون اور قلعہ شکن توپون کی ضربون سے اول دروازہ قلعہ پر شکستگی کے نشان قائم ہوئے۔ محصورین کچھ بھاگ گئے کچھ مارے گئے لیکن ہاجی جو اس قلعہ کا نگاہبان تھا اور دو سردارون کے ساتھ جو نامی دونو پہاڑون مین تھے بارہ روز تک محاصل دست و بازی کرتے رہے آخر کو روح اللہ خان کو میانجی بنا کر جان کی امان مانگی اور اس شرط سے امان دیگیا کہ قلعہ دار خود دروازہ پر آن کر نشان کو قلعہ کے اندر لیجائے اور دوسرے روز اس قلعہ کو خالی کرے۔ نشان کے داخل ہونے کے بعد رات ہوگئی۔ اُس تاریکی کے پردہ مین محصورین جو اٹھا سکے اپنے ساتھ لے گئے۔ جب صبح ہوئی اور قلعہ دار کے فرار ہونے کا حال معلوم ہوا تو شادیانہ فتح کا اوازہ بلند ہوا قلعہ کے اندر لشکر شاہی داخل ہوا۔ باقی اہل قلعہ سر و پا برہنہ نکالے گئے۔ حمید الدین خان کو نقارہ عنایت ہوا اسکی آرزو اسکو مدت سے تھی۔ قلعہ کا نام بنی شاہ گڈھ رکھا گیا۔

لشکر مین غلہ کی کمیابی اور گرانی ایسی تھی کہ گیہون و چنا و کاہ روپیہ کے دو سیر اور کبھی اسسے بھی گران ملتے تھے۔ نذر اجپوری کا فوجدار یاقوت خان ۳۵ کوس کے فاصلہ پر تھا اسکے نام حکم صادر ہوا کہ بقدر مقدور رسد غلہ کا سرانجام کرکے مع مصالح ..

قلعہ گیری خود حضور مین آئے۔ سیدی یاقوت خان کا ذکر پہلے کئی دفعہ آچکا ہے وہ کسی
باب مین بادشاہ کے حکم سے سرتابی نہین کرتا تھا اپنے قلعہ کے اطراف مین مرہٹون کو خوب
تنبیہ کرتا رہتا تھا سمندر مین بیت اللہ کے لئے راہ کو خوب جاری رکھتا تھا اور تین لاکھ روپیہ
کا خرچ فوجداری دریا کا یعنی خرد و کلان کشتی و جہازون کا اسکے تعلق مین تھا۔ خشکی
اور دریا مین مرہٹون کا علاج جیسا وہ کرتا تھا ایسا کسی اور سے نہین ہوسکتا تھا۔ جب
راہیری تسخیر ہوا تو اسکو بادشاہ نے اپنے پاس بلایا تھا وہ دبدبۂ سلطنت اور شان و تجمل
سلطنت کو دیکھ کے ہوش باختہ ہوا۔ امرائے نامدار کے قرب مین بے آبروئی اور خفت کے
ساتھ رہنا پسند نہین کیا۔ تمارض کا بہانہ بناکے وہ اردوے معلے سے اپنے وطن سونکن کی
جبال کی پناہ مین گیا۔ ان ایام مین کہ بادشاہ نے دوبارہ سیدی یاقوت خان کو طلب
کیا تو اسنے اپنے تئین ملازمت کے قابل نہ جانا کہ مین کس منہ سے بادشاہ کے روبرو جاؤنگا
کارسازی کرکے چند لاکھ روپیہ پیشکش کا مع دو تین ہزار سپاہ و مصالح قلعہ گیری حضور
مین ارسال کئے اور عرضداشت بھیجی کہ غلام کے آنے مین یہان رسد غلہ کا سرانجام اچھی طرح نہین
ہوگا اور اس ضلع مین بندوبست قائم نہین رہیگا۔ بادشاہ نے اسکے عذر کو قبول کرلیا
ان ہی دنون مین اسکے مرنے کی خبر آئی اسکے کوئی بیٹا نہ تھا سیدی عنبر کو اپنا قائم مقام کیا
اور وصیت کی کہ تا مقدور ہر تدبیر سے کہ چل سکے پیش کش کے قبول کرنے مین اور دریا
مین خرچ کرنے مین جان و حامہ کو گرو رکھنا مگر وطن سے ہاتھ نہ اٹھانا اور کسی طرح اس زمین
کو دوسرے کے نام پر مقرر نہ ہونے دینا۔ یہان کوئی اور شخص سیدی یاقوت خان کا
قائم مقام مقرر ہوچکا تھا۔ مگر بادشاہ کے کارکنون نے عرض کیا کہ حبشیون اور
سیدی یاقوت خان کے تربیت یافتون کے سوا کسی اور سے اس کوہستان کا بندوبست
اور راہیری کی قلعہ داری اور راہ کعبۃ اللہ کا اجرا دریا مین بحال نہ رہ سکے گا۔ بادشاہ نے
بھی غور کرکے بہ تقاضاے مصلحت وقت سیدی عنبر کو مقرر کیا اور اسکو سیدی یاقوت کا خطاب دیا
راجہ رام کے مرنے کے بعد اسکی دو بیویان اور دو فرزند خرد سال باقی رہے تھے تو

آدمیون کا خیال یہ تھا کہ الحال زن بیوہ اور طفلہا شیر خوارہ باقی رہے ہین پر مہٹون کا دست
قتدی ملک دکن مین کوتاہ ہوگا اور انکا استیصال کرنا کوئی بڑا کام نہ ہوگا لیکن عاقل
کہگئے ہین کہ ع دشمن نتوان حقیر و بیچارہ شمرد۔ جب تک خدا کا ارادہ نہ ہو انسان کی
تدبیر سے کسی کا قلع قمع نہین ہوسکتا۔ راجا رام کی زن کلان تارا بائی تھی اسنے اپنے بطن سے
پسر سہ سالہ کو پدر کا قائم مقام قرار دیا اور کاروبار حکومت اور سردارون کا تغیر و تبدل
اور اپنے معمورون کی آبادی کی اور ملک بادشاہ کی خرابی کی عنان کو اپنے ہاتھ مین لیا
اور دکن کے چھ صوبون کی سرحد سرونج و مندسور و صوبہ مالوہ تک تاخت و تاراج کی
لئے فوجون کو تعین کیا اور اپنے منصوبون کا جذب قلوب ایسا کیا کہ عالمگیر کی بقائے
سلطنت تک اسکے کل تردد و منصوبہ و لشکر کشی و قلعہ گیری کے مقابل مین مرہٹے
بادہ سرکشی کو روز بروز زیادہ کرتے گئے۔ ہر چند بادشاہ نے خود اُس کے ملک مین
آخر تلوار چلائی۔ اور بہت روپیہ خرچ کیا کئے ہزار آدمی مارے گئے اور بڑے بڑے
قلعے فتح کئے اور مرہٹون کو بے خان و مان کیا مگر مرہٹون نے زیادہ شوخی کی۔
بڑی بڑی فوجین لیکر ملک قدیم بادشاہی مین آخر تاخت و تاراج کی۔ بادشاہ
تو تمام فوج اور امراو کارطلب کے ساتھ ان دور دست پہاڑون مین موجود تھا۔
تارا بائی کے منصوب جس مکان مین پہنچتے تھے اقامت کرتے تھے اور بندوبست مین
کمالش دار مشغول ہوتے تھے اور زن و فرزند و خیمہ و فیل کے تئاخاطر جمعی سے برسون اور
مہینون رہتے تھے اور حد سے زیادہ شوخی کرتے تھے اور سب برگنون کو آپس مین تقسیم
کر لیتے تھے اور حکام بادشاہی کے دستور کے موافق صوبہ دار و کمالش دار اور راہدار
مقرر کرتے تھے انکے صوبہ دار کا صیغہ یہ تھا کہ صاحب فوج ہوتا تھا جس جگہ قافلہ سنگین سنتا
تو سات ہزار سوار کے ساتھ وہان جاکر تاخت کرتا اور کمالش دار کو چوتھ وصول کرنے
کے لئے مقرر کرتا جہان کمالش دار زمیندار اور فوجدار شاہی کی سختی سے چوتھ نہ وصول
کرسکتا صوبہ دار اسکی مدد کو خود جاتا اور اس معمورہ کی خرابی اور محاصرہ مین کوشش

کوشش کرتا۔ راہدار کا کام یہ تھا کہ جو متفرق بیوپاری یہ چاہتے کہ انکی آفت سے سالم گذر جائین تو وہ حق ارابہ وگاؤ وجہ مقرری لیتا۔ جو سنہ چند بادشاہ کے فوجداروں کی راہداری سے ہوتا اور شریک غالب جاگیردار اور فوجدار کا ہو کر راہ گو انکے لئے جاری کر دیتا ہر صوبہ مین اکے دوگڈھی مرہٹون نے بنا کر انکو اپنا ملجا بنایا تھا اور وہان سے ہر طرف تاخت کرتے۔ بعض دہات کے مقدمان صاحب سرانجام ان گڈھیون کے مرہٹہ صوبہ دارون کے ساتھ اتفاق کر کے حکام بادشاہی سے ادائے محصول مین دارو مدار کرتے تھے۔ سرحد احمد آباد و پرگنات صوبہ مالوہ تک مرہٹے تاخت کر کے خاک کی برابر کرتے تھے۔ صوبہ جات دکن احمد آباد اور اطراف اجمین مین خراب پہنچاتے تھے۔ بڑے بڑے قافلون کو اردوے معلے سے دس بارہ کروہ پر بلکہ گنج بادشاہی تک لوٹ لیتے اسکا ذکر کہان تک کیا جاے۔ بادشاہ کی خلعہ گیری نے مرہٹون کے فساد دور کرنے مین کچھ فائدہ نہین دیا۔ سرحد بندر سورت و احمد آباد کے مابین بابا پیارے کے معبر پر دریاے نربدہ پر جو مرہٹونے کام کیا وہ بیان کیا جاتا ہے۔ شجاعت خان کے واقعہ کے بعد بادشاہ نے صوبہ احمد آباد بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کے نام مقرر فرمایا۔ پہلے اس سے کہ بادشاہزادہ وہان پہنچے یا کوئی نائب مستقل مقرر کرے۔ نیابت کی سند خواجہ عبدالحمید خان دیوان احمد آباد پاس بھیجدی اس ضمن مین غنیم کی فوج پندرہ سولہ ہزار سوارون کی بندر سورت کی نواح مین پھیلین۔ چند پرگنون مین بہت خرابی پھیلائی۔ اوج دریاے نربدہ سے پار جانے کے ارادہ سے روانہ ہوئی نربدا سرحد احمد آباد اور بندر سورت کے مابین واقع ہے۔ نائب بادشاہزادہ اور فوجداران صوبہ احمد آباد نے باہم مصلحت و اتفاق کیا انکے پاس شکستہ فوج تھی جسکے سردار محمد بیگ خان و حافظ لطف علی خان پسر زندہ شجاعت خان اور التفات خان فوجدار تھانیسر و گودرہ تھے اور احمد آباد کے دس بارہ کوس

قریب فیل جدار تھے اور تیرہ چودہ ہزار سوار تھے اور سات آٹھ ہزار کولی جنگی تھے جو اس سرزمین کے جمع ہوئے تھے۔ ان سب نے دریاے نربدا کے کنارے جمیو ڈیرے ڈالے۔ سب کے سب مرہٹوں کے دفع شر کے لئے مستعد ہوئے۔ صبح وہان فوج مرہٹہ بھی سات آٹھ کروہ پر آئی۔ ائین سے ایک طرف سے دو تین ہزار سوار خوش اسپہ قزاق پیشہ نمودار ہوئے احمد آباد کی فوج خبر پاکے انکے مقابلہ کو گئی۔ زد و خورد کے بعد مرہٹہ فرار ہوئے۔ پادشاہی سرداران فوج نے دو تین کروہ تک انکا تعاقب کیا۔ کئی گھوڑیان اور بھالے و چھتریان انکے ہاتھ آئین۔ نقارہ فتح بلند آوازہ کرکے فوج پھر آئی۔ سپاہ نے خوش دلی اور خاطر جمعی سے کہ فوج غنیم کو شکست دے آئے ہین۔ کمرین کھولین۔ گھوڑون پر سے زین اتارے بعض سو رہے بعض کھانے پکانے لگے کہ اس حالت مین سات آٹھ ہزار سوار جنگی انتخابی مرہٹون کے جو آب کنون اور کنار دریا کی اطراف کے مغاک مین پوشیدہ بیٹھے تھے اور جاسوسون کو خبر کے لئے بھیجکر قابو طلب تھے وہ غافل ناگہان سیلاب بلا کی مانند لشکر شاہی پر جا پہنچے۔ احمد آباد کے ناآزمودہ کار آدمی جنہون نے دکنیون کی دست برد نہین دیکھی تھی۔ ہوش و عقل باختہ ہوئے گھوڑے پر زین رکھنے کی اور کمر باندھنے کی فرصت نہ پائی ان کے درمیان کوئی مستقل سردار نہ تھا۔ دکھنیون نے لشکر کے اطراف کو گھیر لیا تو کل لشکر مین تزلزل ہو گیا۔ دریا کی ایک طرف مین سمندر کی رو آگئی تھی اسمین پایاب نا پایاب تھا دوسری طرف سے فوج بلا موج آموجود ہوئی۔ بہت آدمی کشتہ و زخمی ہوئے اور کثرت سے آدمی دریا مین ڈوب مر گئے نظر علیخان و خواجہ عبد المجید خان اور دو تین سردار ان کے ساتھ دست و پا زنی لاحاصل کرکے گرفتار ہوئے۔ التفات خان گھوڑے پر سوار ہو کر دریا سے پار جان سلامت لے گیا۔ پانی کی بڑی شدت تھی غنیم نے تمام فوج پادشاہی کو گھیر لیا۔ دھنا جادو نے سب صلاح اختیار سردارون سے صلاح کرکے مصالح کو اس بناء پر قرار دیا کہ پادشاہ کی طرف سے تارا بائی کے سب عمدہ نوکرون پاس فرمان تسلی بھیجا جاے کہ وہ حضور مین آئین۔ بعدہٗ کہ وہ اردوے معلی کے پاس پہنچین تو راجہ ساہو کو پادشاہ زادہ

کام بخش کی خدمت مین دیگر لشکرین چار پانچ کوس پر بھیجین کہ مرہٹون کے سردار ابتدا مین راجہ ساہو سے ملاقات کرین بعدہ راجہ ساہو کے استصواب سے پادشاہزادہ کی ملازمت کرین اور پھر شاہزادہ کی دستگیری سے پادشاہ کی خدمت مین حاضر ہون۔ چنانچہ عنقریب سرداروں کے ماپن بھیجنے کے لئے تیار ہوئے۔ آخر کو یہ مصلحت پادشاہ کو پسند نہ آئی۔ پادشاہ کے دل مین یہ وسوسہ آیا کہ اگر مرہٹے چالیس پچاس ہزار سوار فراہم کرکے اردو کے نزدیک آئین اور اس تزویر سے راجہ ساہو اور پادشاہزادہ کو ہمراہ لے کر دشوار گذار جبال مین چلے گئے تو ع چرا کارے کند عاقل کہ باز آید پشیمانی + وکیل رانی کو جواب دیا۔ سلطان حسین کو حضور مین طلب کیا اسکو راہ مین مرہٹون نے گھیرا۔ وہ ان سے لڑتا بھڑتا ان ایام مین پادشاہ پاس پہنچا کہ قلعہ ٹورنا کے محاصرہ کے لئے کوچ کی خبر تھی اسکو حکم ہوا کہ وہ بغیر ملے قلعہ ٹورنا کے نیچے اپنے مورچے قائم کرے۔

سنہ ۱۱۱۵ سوانح سال چہل و ہشت

قلعہ نبی شاہ گڈھ کی تسخیر کے بعد پادشاہ نے لشکر کے آرام کے لئے مقام کیا۔

۲۴ شوال کو قلعہ ٹورنا کی فتح کے لئے کوچ کیا۔ جو راجگڈھ سے چار کروہ پر تھا۔ دو کوچ دو مقام اس نے کئے کہ بار بردار پیشتر نہ آنے سے تمام لشکر خانہ بدوش تھا۔ اکثر امرا اپنے اسباب کو ہاتھیون اور مزدورون اور بلہو خانہ کے فقیرون پر رکھ کر منزل پر پہنچاتے تھے ایک دو کروہ چل کر قلعہ ٹورنا کے نیچے پہنچے۔ پادشاہ نے محاصرہ اور مورچا کے آگے بڑھانے کا حکم دیا۔ سلطان نے ملازمت کے لئے مکرر التماس کیا تو اسکو از روی اعتراض خلاف آئین جو خانہ زادون کے ساتھ مخصوص تھے حکم ہوا کہ بغیر ملازمت وہ قلعہ ٹورنا کے نیچے جا کر مورچال باندھے اور حسن تردد کے بعد ملازمت کرے۔ تربیت خان اول اور بہادر اور دلاور سرگرم خدمت مامور ہوئے۔

خصوص محمد امین خان بہادر اور امان اللہ خان نبیرہ الہوردی خان نے اس محاصرہ مین شائستہ تردد کیا۔ پادشاہ کو ہرکارون کی زبانی معلوم ہوا کہ سلطان حسین نے

جہان اپنے مورچے قائم کئے تھے وہان سے بیگن آگے بڑھائے ہین باوجودیکہ اسپر دن رات گولون اور آتشبازی کا مینہ برستا تھا اور اسی آدمیون کو اسیر کیا جو غلہ کو قلعہ کے اوپر لے جاتے تھے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ وہ غلہ کو اپنے آدمیون مین تقسیم کرے اور اسکو اپنے پاس بلا کر اضافہ منصب کیا۔ یہ قلعہ بغیر اسکے فتح ہوگیا کہ پیغام و پیام وعدہ و وعید تہدید انگیز ورسل و رسائل التیام آمیز درمیان مین آئین۔ ۱۵ ذیقعدہ کو جو بادشاہ کی عمر کے نوا سی سال کا اول روز تھا امان اللہ خان نے جو اس محاصرہ مین عمدہ شریک تھا محاصرہ گن جاتا تھا مادلیہ کی ایک جماعت کو شریک کیا۔ یہ قوم فن قلعہ گیری مین بڑی مشہور تھی۔ اس نے کمر ہمت باندھی زینون اور کمندون کے ذریعہ سے رات کو کہ چاندنی نہین کھلی تھی اور طرفین کی توپون کا دھوان پھیلا اور آدمیون کی آمد و رفت کا غبار چڑھا ہوا تھا دو آدمی کوہ پر چڑھ گئے اور انہون نے اشارون کے موافق اورون کو بلایا پچیس آدمی مسلح مع ایک نفیر نواز کے ان پاس پہنچ گئے اور اس جماعت کے پیچھے امان اللہ خان مع اپنے بھائی عطاء اللہ خان کے اور چند اور ہمدم جانباز دلاور کے پارسنہ کو جب پہنچا نفیر بجائی اور محصورون پر حملہ کرکے بیدست و پا کیا۔ اس ضمن مین حمید لدین خان بہادر کہ گھات لگائے ہوئے تھا۔ زینہ و ریسمان کی مدد سے اور بادلیون کی دستگیری سے پہنچا سب نے متفق ہوکر محصورون کو تہ تیغ کیا۔ بہت آدمی الامان الامان پکارتے ہوئے فرار ہوئے۔ ایک جماعت گوشہ و کنار مین چھپی اوپر سے صدائے نفیر نے فتح کا اشارہ کیا۔ نیچے شادیانۂ فتح نوازش مین آیا بعض نے جس طرف سے راہ پائی بگٹے سرنگے پاؤن جان بچا کر لے گئے اور بہت نے جان و مال کی محافظت کو... غنیمت جانا۔ بجز کیا۔ مامون ہوئی۔ قلعہ فتوح النصیب کے نام سے موسوم ہوا۔

برسات کا موسم آگیا تھا۔ بادشاہ نے چھاؤنی ڈالنے کا ارادہ کیا قلعہ جنیر کی طرف پیش خیمہ بھجوایا۔ جنیر ملک نو آباد۔ گلشن آباد مین بادشاہی آدمیون کے تصرف مین تھا اور آخر ماہ ذیقعدہ (۲۳ ذی الحجہ) کو موضع کھنیر (کھنیر) مین متصل دریا گنگ بادشاہ آیا۔ روح اللہ خان ثانی شانہ کے آزار سے اس دنیا سے رخصت ہوا۔

سابق مین فتح لشکر کے ذکر مین بیان ہوچکا ہی کہ پیم ناک ایک زمیندار کم اصل قوم کا بیڈر (بے ترس) تھا اصل اسکی ذات ڈھیر تھی جو دکن مین نجس ترین قوم گنی جاتی ہی وہ مفسد پیشگان مقرری مین گنا جاتا تھا۔ حیدر آباد کی شورش ایام مین اسنے ابوالحسن کی کمک کے لئے اپنی فوج بھیجی تھی۔ بادشاہ نے خان زادہ خان اسپر روح اللہ خان کو قلعہ سکلور مکانہائے قلب اور اسکے ملجاے کی تسخیر کے لئے تعین کیا تھا اسنے افواج شاہی کے صدمات سے امان مانگی اور حضور مین آیا اور پھر جلدی سے اپنے مقر اصلی مین چلا گیا۔ پھر ان دنون مین کہ سنہ جلوس مین راچور کی تسخیر کے لئے روح اللہ خان مامور ہوا تو اسنے پیم ناک برادر زادہ پیم ناک کو جو بادشاہ پاس آیا تھا اپنی مصالح کار کے لئے اپنی ہمراہ لیا وہ حسن خدمت بجا لایا۔ راچور کی فتح ہونے کے بعد اسنے ظاہر کیا کہ اگر اجازت ہو تو مین وانکیر امین جاؤن وہ میرے باپ دادا کا مسکن ہی اور وہان سر و سامان درست کرون پھر جسجگہ مجھے طلب کیجیے گا فوج شائستہ کے ساتھ حاضر ہونگا۔ حصول رخصت کے بعد پیم وانکیر امین آیا وہ توابع سکلور مین کوہ پر ایک آباد گانو تھا جب پیم کے تصرف سے سکر نکل گیا تو پرانے حیلہ و روباہ بازی کرکے اپنے فرزندون و عیال کے رہنے کا مقر مقرر کیا۔ یہان سے بازگشت کا ارادہ کیا اور احاطہ سابق کے سوا ایک حصار کی بنیاد ڈالی اور اسکو مستحکم کیا اور مصالح جنگ کو جمع کرکے بغاوت کے سامان کو بڑھایا اسنے چودہ پندرہ ہزار پیادگان قدر اندازی مین شہرت رکھتے تھے جمع کئے اور اس پشتہ کو سد سکندر بنا لیا اور تھوڑے دنون مین چار پانچ ہزار سوار بہم پہنچا کر مشہور معمورون کی تاخت و تاراج دور و نزدیک لواح میں شروع کی اور قافلون کو لوٹنا شروع کیا وہ پناہ قلب کا استظہار رکھتا تھا وہ دریا کے ساخت و سازکے طریقہ سے واقف کار ہوگیا تھا۔ اسکو رشوت دینے کا مقدور رکھتا تھا ہون اور جواہر اور اقسام جنس کے خریطہ بھیجکر رخنۂ گفتگو کو مسدود کرتا تھا اور عرضہ داشت بھیجکر اپنے تئین زمینداران مال گذار کے جرگہ مین مطیع محسوب کرتا تھا اور ہر ساہ و سال مین فرونی عمارت اور استحکام برج و بارہ مین اور فوج اور چھوٹی بڑی توپون کے

جمع کرنے مین کوشش کرتا تھا۔ یہان تک کہ اب قلعۂ اکنکیر مشہور ہوگیا۔ اور وہ دکن کے مرہٹون کے ساتھ ہمداستان ہوا۔ جگنا پسر پیم نائک اُس ملک کا وارث تھا وہ حضور مین آیا منصب سے سرافرازی پائی۔ اس ولایت کی سند زمینداری بطریق ارث حاصل کی۔ مع فوج کے پریا کی سر پر گیا دخل نہ پایا۔ ہزیمت پائی۔ بعدہٗ کہ بادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کو پریا کی گوشمالی کے لئے مقرر کیا اور افواج نے اسکے تعلقہ کو تاخت کیا۔ قابو ہی وقت پاکر شاہزادہ کی خدمت مین آیا اور عجز و ندامت ظاہر کی اور لطائف الحیل سے شاہزادہ کو سات لاکھ روپیہ کی پیشکش پیش کر اور دو لاکھ روپیہ نقد شاہزادہ کو دیکر راضی کرلیا اور متصدیون کو کچھ رشوت دی اس طرح غضب سلطانی کے پنجہ سے رہائی پائی۔ جو ہین محمد شاہ نے بادشاہ پاس مراجعت کی وہین اُسنے اپنا پرانا طریقہ اختیار کیا اور پہلے سے زیادہ آتش فساد کو روشن کیا اسکے بعد بادشاہ کے حکم سے غازی الدین خان بہادر فیروز جنگ نے یہان آنکر اسکا عرصہ تنگ کیا تو وہی قدیمی روباہ بازی پیشتر سے بیشتر کام مین لاکر افسانہ و افسون کے پیغام دیکر اور اطاعت اظہار کرکے نو لاکھ روپیہ پیشکش دیکر اپنی جان و آبرو کو آفت سے محفوظ رکھا جب بادشاہ قلعہ جات پریا کی تسخیر کے لئے آیا اور جنیر مین ساڑھے سات مہینے مقیم رہا اور اس ضمن مین اس ضلع مین دو تین قلعے غیر مشہور بہادرون کی سعی سے فتح ہوئے تو روز بروز پریا کے تمرد و فساد کی خبرین شاہ پاس آئین اسلئے بادشاہ نے اکنکیر کی تسخیر کے لئے پیش خیمہ روانہ کیا۔

سوانح سال چہل و شش سنہ ۱۱۲۶

آغاز سنہ ۴۹ جلوس مین بادشاہ اکنکیر کی طرف چلا۔ قلیچ خان خلف فیروز جنگ جو بیجاپور کی صوبہ داری پر مامور تھا اور مدبران کار طلب مین سے تھا اور اسکی جاگیر سے پرگنات اکنکیر التعلق رکھتے تھے اور پریا کے مفسدون کے سبب سے انپر اسکا قبضہ نہ تھا بادشاہ نے اسکو اپنے پاس بلایا اور بخشی الملک ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ اورنگ آباد کی حراست پر بھیجا اسکے نام بھی حکم آیا کہ اکنکیر مین آئے اسی طرح سے

گرز بردارون کے ہاتھ اکثر عمدہ صاحب فوج فوجدارون کے پاس ایسی ہی حکم بھیجے گئی۔
اواخر شوال مین حوالی قلعہ مذکور مین پادشاہ آیا۔ مین قلیج خان پادشاہ پاس بہت جلد آگیا
وہ تربیت خان و محمد امین خان اور توپخانہ کی تعاقب مامور ہوا کہ محاصرہ کرے مورچے
باندھے مصالح قلعہ گیری جمع کرے اور پادشاہ نے حکم دیا کہ خود اسکا خیمہ ایک کوہ کے فصل پر
لگایا جاے ادھر پادشاہ نے اپنے آدمیون کو جانفشانی و کافرکشی مین مصروف کیا اودھر برج
برج و بارہ کے استحکام مین اور فوج متفرقہ کے جمع کرنے مین مشغول ہوا موٹھون کے سردارون نے
تارا بائی کے پاس سیوگ کی طلب مین رسل و رسائل شروع کیے۔ اسکو چند ہزار سوارون کا
استظہار تھا جنمین تمام تو مین خصوص مسلمان یہان تک سادات موجود تھے۔ اور کالیہ
پیادون کا جوش و خروش تھا اور توپخانہ آتشبار تھا۔ ان سب کے ساتھ بڑی شوخی سے وہ آیا
اور لشکر شاہی کے مقابلہ مین اقدام کیا۔ ہمیشہ چھوٹے بڑے توپون کے گولے اور کئی ہزار بان رات
دن برستے اور آن واحد کی فرصت نہ دیتے۔ محاربات عظیم ہوئے۔ دونوطرف سے ایک
جمع کثیر کشتہ و زخمی ہوتی۔ ایک دن صبح کے وقت محمد امین خان و تربیت خان و
مین قلیج خان بہادر و عزیز خان و ہیلہ و اخلاص خان میانہ بطریق طلایہ کے اطراف کی سیر
کرتے تھے۔ ایک پشتہ کو جو لال ٹیکری مشہور تھا اور تھوڑا سا قلعہ کا بھی سر کوب تھا۔ وہان جلو برنہ
وہ پہنچے۔ اور اس مکان کی جو جو جماعت نگہبان تھی اسکو تلوار سے مار ڈالا اور اس پشتہ پر
مورچال قائم کرنے کے لئے بڑا تردد کیا۔ اس ضمن مین دشمن حصار کے اندر اور باہر سے نکلے اور
ہر طرف سیل بلا کی طرح بالا اور پائین سے پہنچے اور ہجوم کرکے مردم پادشاہی کو گھیر لیا۔
اور کئی ہزار سنگ و فلاخن اور توپ و تفنگ کے گولے مار کر غالب ہوئے . . . . . .
پاؤن جمانے کی فرصت نہ دی۔ جب پادشاہ کو یہ خبر ہوئی تو اسنے پادشاہزادہ
محمد کام بخش کو مع امیرالامرا اسد خان اور رزم جو آدمیون کی کومک کے لئے حکم دیا کہ ہر شخص
جسقدر جلد ممکن ہو کم زیادہ فوج لے کر پہنچے۔ مین قلیج خان بہادر نے بہادری کی شرط
ادا کیا مگر کوئی فائدہ بروی کار نہین آیا۔ جان ستان گولون کے آگے برس رہے تھے اور بہت

آدمی ماری گئی تھی۔ اور گولہ کی ضرب سے اور بان کے صدمہ سے محمد امین خان کے گھوڑے کے دونو پاؤن اور حسین خلیج خان کے گھوڑے کا ایک پاؤں ٹوٹ گیا۔ دونو بہادر دونو پیادہ ہو کر خدا کا شکر بجا لائے کہ جان کو کچھ آسیب نہ پہنچا اور اعضا محفوظ رہے۔ ایک حشر برپا ہو رہا تھا ان امیرون کے کوتل کے گھوڑے ان پاس نہ پہنچ سکے تو وہ پیادہ پا اس بلا سے نکلے یہ خبر بادشاہ کو ہوئی تو اسنے اپنے دو کوتل گھوڑے خاصہ دو نوسردارون پاس بھیجدئے خلیج خان کو ہول دل کا مرض تھا جو ایسی حالت مین زیادہ ہو جاتا تھا اسکے لئے چالیس تولہ عنبر امیر خان کی ہمراہ بھیجا۔ دوسرے تیسرے روز حمید الدین خان بہادر مع ایک جماعت دلاور و پرتن کے دوسرے پشتہ پر کہ صحاذی پیچھے کے اور دھیرون کے ایک پوٹھ کے تھا چڑھ گیا اور ایک جماعت کو مار کر وہان اپنے قدم جمائے اس حالت مین ایک جماعت مخالفون کی جو لال ٹیکری کے پشتہ پر منتشر تھی وہ حمید الدین خان سے لڑنے آئی۔ محمد امین خان جو گرسنہ باز کی طرح قابو ڈھونڈ رہا تھا۔ لال ٹیکری کے پشتہ پر چڑھ گیا اور وہان اقامت کی۔ اسی حال مین سلطان حسین خان عرف میر ملنگ شاہزادہ کام بخش کی فوج مین سے ایک جماعت کو لیکر رفیق و شریک اس تردد مین ہو گیا۔ جس سے وہان خوب پاؤن جم گئے۔ ایسے ہی دوسرے پشتہ پر یار قرخان پسر روح اللہ خان پہنچا اور اس جگہ کی نگہبانی کی۔ ان بہادرون کے مقابلہ مین علی الاتصال گولہ اور اقسام آتشبازی و سنگ دست و فلاخن برستے تھے قریب تھا کہ لشکر شاہی کا کام بن جاتا کہ اس ضمن مین مرہٹون کی ایک سنگین فوج مخالف کی کمک کو آگئی دوسرے روز دھنا جادو اور ہندو راؤ اور دو تین نامی سردار جنمین سے اکثر کے قبیلے اور فرزند اس حصار و الکنیہ مین تھے۔ آٹھ نو ہزار سوار اور پیادے بیشمار لیکر دور سے نمودار ہوئے دھنا جادو کمتر فوج پادشاہی کے مقابلہ مین آتا۔ مگر ملک پادشاہی کو تاخت و تاراج کرتا وہ اس قصد سے یہان آیا کہ اپنے قبیلہ و مال و عیال کو اس حصار سے جس سے زیادہ کوئی اور جائے مامون نہ تھی نکال کر لے جائے اور پر یار کمک کا احسان بھی رکھے۔ ایک طرف سے انکی سنگین فوج افواج شاہی کے مقابل مین

شوخی زیادہ کرکے سرداران بادشاہی کو اپنی طرف کھینچ کر زدوخورد مین مشغول کیا اور دوسری طرف سے دو تین ہزار سوار تازہ رسیدہ اپنے قبائل کو گھوڑیون پر سوار کرکے اس حصار کی پناہ سے باہر لے گئی۔ بعد اسکے تارا بائی کے سردارون نے پریا سے کہا کہ ہم اور تم آپس مین متفق ہوکر افواج شاہی کے مقابل مین دست و پا زنی خواہ کیسی ہی کرین جانبر نہین ہوسکتے مصلحت یہی ہے کہ تو اطاعت کر اور ملک موروثی کو عجز و فرمانبرداری سے نگاہ رکھ۔ مگر اس مغرور نے انکا کہنا نہ مانا بسبب نقد اور جنس مال کولات و مشروبات بطریق ضیافت انکے پاس بھیجے اور ہر روز سردارون کو خرچ مقرری جبتک کہ یہ محاصرہ کے ایام کا انقضا ہوا اور رفاقت و معاونت کے لئے انکی بڑی منت سماجت کی۔ مرہٹون کے سرارون نے یون مفت زر ہاتھ لگنے کو غنیمت گنا اور انہون نے اقامت کی۔ ہر روز وہ جس طرف شوخی شروع کرتے تھے ایک جماعت کو کشتہ و زخمی کرتے تھے۔ ہر روز مرہٹون کی فوج زیادہ ہوتی جاتی تھی اور بادشاہی آدمی کام مین آتے جاتے تھے لشکر شاہی مین ایک تزلزل پڑا ہوا تھا آخرکار روباہ بازی اور مکاری سے پریا نے ایک تازہ منصوبہ باندھا۔ ابتداءً عبدالغنی کشمیری نے دست فروشی اور داد ستد کے وسیلہ سے سرمایہ تجات بہم پہنچایا سرحدی مون سے سودا اور معاملہ کرتا تھا اور انکے ساتھ اختلاط اور آمد و رفت رکھتا تھا افواج بادشاہی سے حصار کے اندر اسنے آمد و رفت کی راہ نکالی۔ پریا کے ساتھ وہ ہمداستان ہوا کہ اسنے . . . ایک پرچہ کاغذ جو التماس مصالح اور اظہار ندامت و عجز پر مشتمل تھا عبدالغنی کے ہاتھ بھیجا۔ عبدالغنی نے اس پرچہ کو ہدایت کیش واقعہ نگار کل کو دیا جسکے ہاتھ مین سررشتہ واقعہ نگاری تمام مقدرات ملکی و مالی قلمرو ہند کا تھا اور خود حاضر ہوکر کہا کہ مین پریا کے حصار مین لشکر مین نماز پڑھنے کے لئے گیا تھا محصورون نے غافل مجھکو پکڑ لیا اور قلعہ کے اندر پریا پاس لے گئے اسنے لشکر کا احوال پوچھ کر یہ پرچہ کاغذ مجھکو دیا ہے کہ تمہارے پاس پہنچاؤن کہ خلق اور بادشاہ کے خیرخواہ ہو۔ ہدایت کیش نے کاغذ مرسولہ کو بادشاہ کی خدمت مین جاکر عرض کیا۔ بادشاہ نے بعد تامل کے تقاضاے وقت اور مقتضیٰ

غنیم پر خیال کرکے حکم فرمایا کہ پیریا اپنی حالت کو شاہزادہ کامبخش اور ہدایت کیش سے عرض کرے۔ اس التماس کا خلاصہ یہ تھا کہ پیریا کا بھائی سوم سنکر قلعہ سے نکل کر ملازمت کرے اور خلعت و اسپ و جیغہ و منصب سے سرافرازی پاکر بطور یرغمال گلال باری میں رہے۔ بعد اسکی درخواست پر محتشم خان پسر شیخ امیر خان خوانی کہ ان ایام میں بے منصب متروی تھا اور اس کشمیری کا مدلون تھا بھیجا جائے اور والکنیر کا قلعہ دار قلعہ کے خالی ہونے تک جسکا ایک ہفتہ کا وعدہ ہے۔ چند نفر معدود کے ہمراہ ان بادشاہی لیکر قلعہ کے اندر جائے اور بندوبست کرے۔ اختصار کلام یہ ہے کہ اسکے التماس کی بموجب سوم سنکر اسکا بھائی قلعہ سے نکلا اور نذر و نیاز کے ساتھ ملازمت کی خلعت و اسپ و جیغہ و منصب سے سرافرازی پائی۔ آداب تسلیمات عنایات شاہی اور عفو تقصیرات برار اور بجا لایا۔ عجز و الحاح سے وعدہ اور مہلت ایک ہفتہ کی لی کہ اس بیچ میں محتشم خان حصار میں شب کو رسمیات اور اس پیغام کی آمد و رفت میں گذاری کہ کل بدستگیری قلعہ دار پریا ملازمت کرے جب قلعہ دار قلعہ میں داخل ہوا تو صدائے شادیانہ بلند آوازہ ہوئی دوسرے روز ارکان سلطنت تسلیمات تہنیت بجا لائے ہدایت کیش نوکر کو حسن خدمت کے صلہ میں ہادی خان کے خطاب سے سرفراز کیا۔ مورچال سرد ہوئے۔ جنگ جو طلب حضور ہوئے عبدالغنی کشمیری کو اس دلالی کی عوض میں منصب صدی عنایت فرمایا۔ مردم قلعہ نے قلعہ دار کی تسکین کے لئے اسباب ناکارہ اور عورات اور پیرزالوں کو قلعہ سے باہر نکالنا شروع کیا۔ سہ پہر تک قلعہ دار پاس پریا کے حاضر ہونے کی خبر کو گرم رکھا۔ آخر روز میں عارضہ تپ شدید کا عذر کرکے اس دن کو ٹالا۔ تیسرے روز کہا کہ اسکو سرسام ہو گیا ہے۔ تپ ہذیان ہے۔ دوسرے روز یہ شہرت دی کہ اسکو جنون ہو گیا ہے۔ آخر شب کو قلعہ سے باہر بھاگ گیا ہے اور کچھ تحقیق نہیں کہ قلعہ سے نیچے ہلاک ہونے کے لئے وہ گرا ہو۔ یا دیوانگی کے اثر سے وہ مرہٹوں کے لشکر سے ملگیا ہو۔ اس مکار کی ماں نے رونا پیٹنا شروع کیا۔ بادشاہ پاس پیغام بھیجا کہ بیٹے کے مفقود الاثر ہونے سے خاطر جمعی حاصل کرکے قلعہ کو خالی کرتی ہوں امیدوار ہوں کہ سوم سنکر میری پسر کو بجائے پدر کے خلعت

زمینداری مرحمت کیا جائے اور محتشم خان پاس بھیجدیا جاے کہ بعض جگہ خزانے مدفون ہین
جسکی اطلاع اسکو ہی وہ قلعہ دار کو بتلادے - باقی مال اور عیال کے شتابی قلعہ سے باہر آوین
پادشاہ اس مکر و منصوبہ سے غافل تھا اُسنے سوم سنکر کو قلعہ مین اُس کی خان پاس بھیدیا بعد اسکے
جانے کے بھی حیلے اور آج کل کے وعدے کرکے دفع الوقت کیا اور پادشاہی آدمیون کے لیئے دروازے
بند کی اور محتشم خان کو گنتی کے آدمیون کے ساتھ بطور محبوسون کے قلعہ مین ایک جگہ بٹھادیا اب پادشاہ
اور اسکے ہواخواہون کو پورا پورا منصوبہ و عذر و تزویر تحقیق ہوا - مگر پادشاہ نے بردباری اور
حوصلہ کو کار فرما کر پہلے ہی سا سلوک مرعی رکھا - ان دنون مین ذوالفقار خان بہادر نصرت جنگ و
داؤد خان وغیرہ چند سردار صاحب فوج قریب آگئے تھے انکو اور زیادہ جلد آنے کا حکم دیا -
دشمنون نے شوخی کی - پادشاہ نے قلعہ مین استقامت کی - لوگ ہنستے تھے کہ ایسا پادشاہ
سراپا تدبیر کبھی قوم کے دم مین آگیا اب دشمنون نے اُس سے شوخیان کین کہ پادشاہ کو محصور کرلیا
مگر اور امرا فوجین لیکر قریب آگئے تھے - پادشاہ نے نصرت جنگ کو شقہ اپنے ہاتھ سے اس مختصر
مضمون کا لکھا کہ اے یاری وہ بیکسان زود خود ابرسان - جب یہ لشکر تازہ آگئے تو
ابتدائے جنگ اس پیمانہ شروع ہوئی کہ جسپر محمد امین خان اور سلطان حسین نے مورچال قائم کرلیے
تھے اور اب وہ مرکز کی طرح محاصرہ مین آگئے تھے اور کئی خاقے انپر گذر چکے تھے - پھر ہر طرف سے
لشکر شاہی نے دشمنون کو گھیر لیا - چارون طرف خوب لڑائی ہوئی - حمید الدین خان اور
قلیچ خان بہادر و داؤد خان و جمشید خان اور راجپوتون نے خوب اپنی بہادریان دکھائین
چار پانچ روز تک ہنگامۂ کارزار خوب گرم رہا جمشید خان اور روشناس راجپوتون کی
ایک جماعت جو راؤ دلپت کے ہمراہ تھی اور کئی اور خان زادون مین سے کام آئے - بعدہٗ
چین قلیچ خان و محمد امین خان اور بعض اور بہادرون کو حکم ہوا کہ بطریق طلایہ کے اطراف
قلعہ مین آکر جسجگہ قلعہ کی کمک کا اثر دیکھین اسکی تنبیہ کرین اور کسی طرح سے مرہٹہ وغیرہ کی
مدد کو محصورون پاس نہ پہنچنے دین ذوالفقار خان نے چند باولیون و کنوؤن پر قبضہ کیا کہ
انہی پر اس قوم کے آدمیون اور چارپایون کے پانی پینے کا مدار تھا اس سبب سے کیا فوج

شاہی پر پانی کی تنگی رہتی تھی یا اب دشمنون پر وہ رہنے لگی روز بروز درختون عمارتون کی چوبون اور لکڑی کو جمع کرکے مورچالون کو بڑھاتے جاتے تھے۔ یہان تک کہ قلعہ کی دیوار تک انکو پہنچایا۔ اور سردارون نے بھی پائے حصار تک مورچالون کو پہنچایا۔ جس روز یورش قرار پائی بادشاہ خود سوار ہوا اور شہر پر یورش ہوا اور مکان گولہ رس مین عمدًا استقامت کی۔ اس بادشاہ کے دل مین یہ آرزو ہمیشہ رہتی تھی کہ مین کسی جہاد مین شہید ہون۔ ایک طرف سے ذوالفقار خان اور دوسری جانب سے تربیت خان نے صف ربائی کی۔ مخالفون نے بھی اوپر اور اطراف سے ہجوم اور زور کیا۔ بادشاہی جانباز بہادرون نے سینہ کو سپر بناکے پیادہ ہوکر دشمن کا مقابلہ کیا عجب دو خورد ہوئی ایک قیامت برپا ہوئی۔ ایک جماعت دونوطرف سے زخمی و کشتہ ہوئی۔ دشمن مغلوب ہوئے اور دو تین حملون مین وہ شہر کہنہ بازار پیٹھ آباد تھا۔ بادشاہ کے قبضہ مین آگئے۔ سب جگہ کی نسبت زیادہ یہان آلات جان ستان بلا افروز کام کرتے تھے اور لشکر شاہی نے ایک کروہ سے زیادہ مخالفون کا تعاقب کیا۔ اور بہت آدمیون کو مارا اور زخمی کیا۔ فراز کوہ پر دروازہ کے نزدیک علم ثبات اور نشان فتح کھڑا کیا۔ اہل قلعہ نے دو تین ہزار بندوقچی دروازہ اور اطراف کی پناہ کے لئے بہادران قلعہ گیر کے سر راہ کھڑے کئے اور سر اسیمہ وارزن اور فرزند اور زیور کو کہ ہمراہ لے سکتے تھے اپنی ساتھ لیا اور معبد خانہ مین اکثر جگہ اپنے ہاتھ سے آگ لگاکے دوسرے دروازہ سے اور مختلف راہون سے بھاگ کر مرہٹے کی فوج سے جا ملے اور انکی ساتھ متفق ہوکر فرار ہوگئے۔ حصار کے اندر شعلۂ آتش بلند ہوئے اور آلات شہر بار کے برسنے کے آثار کم ہوئے۔ اور اہل قلعہ کے فرار پر اطلاع ہوئی تو داؤد خان و منصور خان قلعہ کے اندر گئے اور اہل قلعہ کا نشان نہ پایا۔ مگر چند آدمی زخمی پڑے تھے جو بھاگ نہین سکتے تھے۔ اور محتشم خان بھاگا ایک لمحہ اور بادشاہی آدمی اس پاس پہنچتے تو دشمن اس کا کام تمام کردیتے ۱۲ محرم ۱۱۱۷ھ کو قلعہ بادشاہی تصرف مین آیا اور صدائے شادیانہ بلند ہوئی۔ امیرون کو بڑے بڑے منصب و صلے ملے۔ قلعہ کا نام رحمن بخش رکھا گیا۔ اور خواجہ مسعود کو

اہتمام سے قلعہ اور مسجد نو تعمیر ہوئی۔ یہان کے انتظام کے بعد برسات کا موسم کاٹنے کے لئے بادشاہ دیوگانو مین آیا جو دریاے کشنا سے پانچ چار کروہ تھا۔ یہان لشکر کے آرام کے لئے چھاؤنی ڈالی اور جا بجا حکام مہمیدہ کارمالی اور ملکی بندوبست و ضبط کے لئے تعین کئے۔ اس ضلع کے مفسد و سرکش زمینداروں کی تنبیہ کے لئے ذوالفقار خان کو مقرر کیا ملک نو مفتوح سے کل روپیہ اور زمینداروں سے پیشکش وصول ہوئی۔ رعایا اپنے وطنوں مین آباد ہوئی۔

قلعہ بخشندہ بخش

آن دنون مین خبر آئی کہ قلعہ بخشندہ بخش عرف کندنا قلعہ دار کی بیخبری سے اور غنیم کی حیلہ پردازی سے مرہٹہ کے تصرف مین آگیا ہے اسی روز جمال الدین خان بہادر کو مع تربیت خان کے اسکے محاصرہ اور تسخیر کے لئے روانہ کیا۔

بادشاہ کی علالت

اس زمانہ مین بادشاہ کے تمام اعضا مین درد مفاصل بشدت ہوا جسے ایک عالم کے احوال مین اختلال پیدا ہوا۔ ہر چند ہر روز خود داری کرکے بادشاہ بیٹھ کر دیوان داری مین مشغول ہوتا اور خلق اللہ کی تسلی کا سبب ہوتا۔ مگر آخر کو مرض بڑھتا گیا بیخودی و بیخودی کی نوبت آئی ایک دو دفعہ خبرین ناخوش آمیز فساد انگیز واقعہ طلبون کی زبان زد ہوئین دس بارہ روز تک لشکر اور امراے کے آدمیون مین ایک عجیب ہنگامہ برپا رہا۔ مگر آخر کو فضل الٰہی ہوا کہ بادشاہ کا مزاج بحال ہوا کبھی کبھی دیوان کرتا۔ یہ خیر ہوئی۔ ورنہ اس دارالحرب مین کہ سارا غنیم کا ملک تھا۔ اگر واقعہ ناگزیر پیش آتا تو ابن کوہستان اور سرزمین پر شور و شر سے ایک آدمی کا نجات پانا مشکل ہوتا۔ امیر خان نقل کرتا ہے۔ بادشاہ ایک دن نہایت ضعف مین یہ لب یہ اشعار پڑھتا تھا۔

ابیات

بہشتاد و نود چون در رسیدی + بسا بختی کہ از دوران کشیدی
دران جا چون قصد منزل رسانی + بود مرگے بصورت زندگانی

جب مین نے یہ شعر سنے تو عرض کیا کہ نظامی گنجوی نے ان ابیات کی تمہید مین یہ بیت

کہی ہے ۔ بس آن بہتر کہ خود را شاد داری + دران شادی خدا را یاد داری +
پادشاہ نے اس شعر کو کئی بار سنا اور لکھوایا اور مدت تک پڑھا۔ حکیم حاذق خان
(صادق خان) معالج تھا اس خدمت کے جلدو مین پادشاہ نے اپنے تین سو سکے تول کر
اسکو زر و زن اور سرپیچ دیا اسنے چوب چینی کا استعمال کرایا جسسے نفع عظیم ہوا۔
۱۷ رجب ۱۱۱۶ھ کو پادشاہ نے بہادر گڈھ عرف بھیر کا عزم کیا اور شعبان مین وہان
آگیا۔ سپاہ کے آرام و ایام صیام کے لئے چالیس روز کے قیام کا حکم صادر کیا۔

سوانح سال پنجاہم ۱۱۱۷ھ

ماہ رمضان کو اس مقام مین بسر کیا ہر سال کے دستور کے موافق روزہ رکھے
تراویح پڑھی صلوٰۃ و سنت بدستور ادا کئے۔ ایام صیام کے اہتمام کے بعد بلا ناغہ دیوان
مین امور مالی اور ملکی مین توجہ کی۔ ذوالفقار خان کو قلعہ بخشندہ بخش کو رخصت کیا اور خود
احمد نگر کی طرف متوجہ ہوا۔
اب سے چند سال پہلے ساہو پسر سنبھا جی مسمی بہ سیوا منصب ہفت ہزاری دو ہزار سوار
اور خطاب راجہ و جاگیر سیر حاصل سے سرافراز ہوا تھا۔ دیوان و خانسامان اور متصدی
اسکے علیحدہ پادشاہ نے مقرر کئے تھے۔ کہ اسکی تربیت پر متوجہ ہون۔ ابتدا قید
سے لغایت حال رکاب عالی سے اسکو جدا نہ کیا تھا۔ احاطہ گلال بار مین اپنے ظل عاطفت
مین اسکو رکھتا تھا۔ کوچ کے وقت اسکو سواری کا حکم اپنے ساتھ دیتا تھا۔ ان دنون مین
کہ ذوالفقار خان اسکے پرداخت حال پر متوجہ تھا اور یہ نہین جانتا تھا کہ بزرگون نے کہا ہے
کہ مار کشتن بچہ در آستین پرورش دادن نہ کار خردمندان است وہ پادشاہ
کی خدمت مین التماس کرکے اسکو اپنی ہمراہ لے گیا۔ بائیس سال بعد وسط ماہ شوال مین
پادشاہ سوا احمد نگر مین دوبارہ آیا جس روز پادشاہ یہان اترا تو اسنے کہا کہ
احمد نگر مکان اختتام سفر است۔ ماہ ذی حجہ کو پادشاہ کو یہ خبر آئی کہ نصرت جنگ نے
زور بازو سے قلعہ بخشندہ بخش تسخیر ہوا اور قلعہ کے حوالداروں کو اسنے مار مار کر

ساہو پسر سنبھا جی
پادشاہ کی خدمت
مین

حصار سے ہتیار لیکر نکال دیا۔

شاہزادہ محمد اعظم شاہ صوبہ احمد آباد مین تھا۔ باپکے عارضہ جہانی کی خبر سنکر حضور کے پاس آنے کا ارادہ کیا اور بہت اضطرار کا اظہار کیا اور احمد آباد کی آب ہوا کی نامواقفت کا عذر کیا۔ پادشاہ کی مرضی کے خلاف یہ امر تھا اس مضمون کا فرمان صادر کیا۔ کہ ماہم درایام انحراف مزاج اعلیٰ حضرت عرضہ داشت بہمین مضمون بخصوص ارسال داشتہ بودیم درجواب فرمان رسید کہ ہوائے ہمہ جا بایشان سازگار است مگر ہوائی نفس امارہ۔ بعدہٗ محمد اعظم شاہ نے مکرر معروض کیا تو صوبہ مالوہ اسکے لئے مقرر کیا پادشاہزادہ ابھی اجین مین نہین پہنچا تھا کہ اس نے عرضہ داشت کی کہ پادشاہ نے طوعاً و کرہاً اوسکو حضور مین طلب فرمایا۔ ۲۱ ذی الحجہ کو وہ پادشاہ کی خدمت مین آیا صوبہ احمد آباد سے جب پادشاہزادہ محمد اعظم شاہ کا تغیر ہوا تو یہان محمد ابراہیم خان کو جو صوبہ بنگالہ بھی تھا مقرر کیا۔ فاصلہ بہت دور کا تھا اسلئے شاہزادہ بیدار بخت کو جو برہانپور مین تھا حکم صادر کیا کہ محمد ابراہیم کے آنے تک احمد آباد مین جاکر وہان کے بندوبست سے خبردار رہے۔ محمد اعظم پادشاہ کی خدمت مین موجود تھا۔ اسکو اپنی شجاعت کا غرور تھا اپنے لشکر کی گردآوری کی تھی۔ احمد آباد مین کچھ خزانہ بھی جمع کرلیا تھا۔ پادشاہ کی رکاب مین جو خزانہ اور فوج تھی اسکی تاک مین تھا۔ ان سبون سے برادر کلان کی ہستی کچھ نہین جانتا تھا۔ بلکہ سب باب مین اپنے تئین بزرگ سمجھتا تھا۔ شاہزادہ کام بخش کو یہ جانتا تھا کہ وہ عدم سے وجود ہی مین نہین آیا۔ جب اوس نے دیکھا کہ باپ کی طبیعت اکثر بحال نہین رہتی تو اوس کو یہ فکر ہوا کہ ۔۔۔۔

شاہزادہ محمد عظیم کو کہ عظیم آباد عرف بہار پٹنہ مین مدت سے صوبہ دار بالاستقلال تھا اور خزانہ کے جمع کرنے مین بہت مشہور تھا اسکو بیجا کرکے حضور مین طلب کرے اسکی طرف سے پادشاہ سے وقوعی اور غیر وقوعی باتین لگاکے اور بہت منت کرکے اسکو حضور مین طلب کرایا۔ وہ یہ نہ سمجھا کہ محمد عظیم کی حرکت اسکی جان کے لئے ایک بلائے عظیم ہوگی محمد عظیم نے

شاہزادہ محمد اعظم کا کام بخش

باپ کی خدمت مین آنے کا ارادہ کیا۔ بادشاہزادہ محمد اکبر کی ایک سال سے یہ خبر مشہور تھی کہ وہ . . . . جوالی گرم سیر خراسان کے توابع کے حوالی مین مرگیا۔ اس خبر کے جھوٹ سچ کے معلوم کرنے کے لئے ملتان و اطراف ملک سرحدی کے حکام کو فرمان لکھے گئے۔ اندنون مین محمد اعظم شاہ کی زبانی تصدیق ہوئی کہ وہ مرگیا۔

سوانح سال پنجاہ و یک سنہ ۱۱۱۸ھ

محمد اعظم شاہ نے حضور مین رہ کر عمدۃ الملک اسد خان کو اور ایک جماعت اکبر کو اپنا رفیق بنایا۔ بادشاہ کا مزاج کچھ بحال ہوگیا تھا اور چند روز وہ دیوان عدالت بلا ناغہ کرتا تھا۔ مگر سفر آخرت کا ضعف اسکے چہرہ پر پیدا تھا اس لئے بین روز بروز بادشاہزادہ محمد اعظم کی طرف سے محمد کام بخش کی نسبت بے اعتدالیان ظہور مین آتی تھین وہ اس سے خاش کے لئے بہانے بلاکش کیا کرتا تھا۔ کام بخش حافظ کلام اللہ تھا اور علم عقلی و نقلی سے بہرۂ تام رکھتا تھا۔ بادشاہ اسکی رعایت خاطر کرتا تھا۔ قاعدہ ہے کہ چھوٹے بیٹے سے باپ کو محبت زیادہ ہوتی ہے۔ بادشاہ کام بخش سے بہت محبت رکھتا تھا سلطان حسین عرف میر لنگ مخاطب حسن خان کو کام بخش کا بخشی مقرر کیا حسن خان بڑا ہوشیار عاقل تھا۔ وہ اپنے حسن عقیدت و کارطلبی کے سبب سے تقاضاء وقت کو دیکھ کر بادشاہزادہ کام کو دربار مین لیجاتا۔ تو اسکے ساتھ مسلح مکمل ایک جماعت مردم خاص کی سوا اپنے رفیق نوکرون کے ہوتی اسکی شکایت کئی دفعہ بادشاہ سے محمد اعظم نے کی۔ کچھ جواب نہ ملا تو ایک دفعہ نواب بیگم بیگم ہمشیرہ اعیانی کو لکھا جسمین حسن خان کی بے ادبی کا شکوہ لکھا کہ وہ اپنے حد کے دائرہ سے باہر قدم رکھتا ہے اور اسمین یہ بھی درج کیا کہ اگرچہ اس بے ادب کی شوخی کی تادیب کوئی کام نہین ہے مگر حضرت کا ادب مانع ہے اسمین مصلحت یہ تھی کہ پاس ہی مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین خواہ مخواہ گرفتار ہوجائے۔ یہ رقعہ بادشاہ کے پاس گیا اسپر اپنے دستخط خاص سے بادشاہ نے لکھا کہ وجود حسن خان معلوم کہ از طرف او این ہمہ مغلوب و سواس ہراس گردد۔

محمد کام بخش را جائے مرخص می نمائیم۔ اگرچہ محمد اعظم نے اس جواب طعن آمیز کے سننے سے پیچ و تاب کھائے مگر سوائے صبر کے کوئی اور چارہ کار نہ تھا اور برادر خورد کا جدا ہونا غنیمت جانا۔ پادشاہ اپنے مزاج کو خلل سے خالی نہیں دیکھتا تھا۔ اور پادشاہزادہ اعظم کے فساد کی گرمی بازار روز بروز زیادہ مشاہدہ کرتا تھا اس لئے اس دو شیر زنجیر گسیختہ کا اپنے ارتحال کے بعد لشکر مین ہونا خلق اللہ کے حق مین فساد عظیم کا مادہ جانا محمد کام بخش کی رعایت خاطر ضرور تھی اسکو مع کل اسباب سلطنت اکرام احترام کے ساتھ بیجاپور رخصت کیا اور حکم دیا کہ حضور کے پاس سے نوبت بجاتا ہوا روانہ ہوا۔ اسمین مصلحت یہ بھی کہ پاس رہنے مین یہ اندیشہ تھا کہ وہ شاہزادہ محمد اعظم کے ہاتھ مین فوراً نہ گرفتار ہو جائے۔ محمد اعظم شاہ یہ دیکھ کر سانپ کی طرح بل کھاتا تھا مگر پھنکار نہیں مار سکتا تھا۔ دو تین روز کے اندر محمد اعظم کو صوبہ مالوہ کو رخصت کیا اور حکم دیا کہ پانچ پانچ کوس کی منزل طے کرے اور ہر منزل مین دو روز قیام کر کے تعیر لے اور سفر کرے اس سے غرض یہ تھی کہ شاہزادہ اسسے بہت دور نہ چلا جائے جسکے سبب سے لشکر مین غدر مچ جائے۔ اور پاس رہنے مین یہ اندیشہ تھا کہ کہیں شاہجہان کا معاملہ نہ پیش آئے۔ ان دونو شاہزادون کی روانگی کے بعد مرض کی شدت ہوئی تپ بڑی شدت سے چڑھی۔ چار روز تک باوجود اشتداد مرض بہ سبب کمال تقوی کے پانچ وقت کی نماز جماعت کے ساتھ پڑھی۔ اس حالت مین جمیل الدین خان نے مجنون کی تجویز سے ایک فیل اور ایک دانہ الماس بیش قیمت کے صدقہ کے لئے عرضی بھیجی۔ پادشاہ نے اسپر دستخط کئے کہ فیل تصدق برآورون طریقہ ہنود و اختر پرستان است چہار ہزار روپیہ نزد قاضی القضات بفرستید کہ بمستحقان رسانید اور اس عرضی پر دستخط کئے کہ این خاکسار را زود بمنزل اول رسانده بخاک سپارند و بہ تربیت تابوت نہ پردازند کہتے ہین کہ مبیوطان کے نام ملک کی تقسیم وصیت نامہ لکھ کر جمیل الدین خان کو دیا تھا بعض کہتے ہین کہ اسکے تکیہ کے نیچے سے نکلا تھا جسمین لکھا تھا کہ معظم شاہ شمالی اور شمال مشرقی صوبون پر

قبضہ کرے اور دلی کو دار السلطنت بنائے اور اعظم شاہ آگرہ اور جنوب مغرب کے ملکون پر سواری دکن سمیت قابض ہوا اور آگرہ کو دار السلطنت ٹھہرائے۔ مگر گول کنڈہ اور بیجاپور کی دو یا تین کام بخش پاس رہین اسکے سوا ایک اور وصیت نامہ تھا کہ جسمین اسنے اپنی تجہیز و تکفین کی نسبت یہ لکھا تھا کہ ساڑھے چار روپیہ جو میرے ہاتھ کی محنت کی ٹوپیون کی سلائی سے بچے ہین اسمین تجہیز و تکفین ہو اور آٹھ سو پانچ روپئے جو قرآن نویسی کی اجرت سے حاصل ہوئے ہین مساکین مین تقسیم ہون

وصیت کا انتظار کرنا۔

روز جمعہ ۲۸ ذی قعدہ سنہ ۱۱۱۸ جلوس مطابق سنہ ۱۱۱۷ ھجری کو بادشاہ نے صبح کی نماز پڑھکے کلمہ توحید کا ذکر شروع کیا ایک پہر دن چڑھے اس دار فنا سے روضۂ جنان کو تشریف فرما ہوا۔ قاضی و علما و صلحا موافق وصیت کے تجہیز و تکفین مین مشغول ہوئے۔ جنازہ کی نماز پڑھی نعش کو خواب گاہ مین رکھا کہ نواب بیت النسا بیگم اور شاہزادہ محمد اعظم جو اردوی معلی سے بیس کروہ پر تھے روز شنبہ کو آئے محمد اعظم روز دوشنبہ کو نعش کو کندھے پر دیوان عدالت تک لے گیا اور آگے اسکو روانہ کیا۔ شیخ زین الدین کے مقبرہ مین بادشاہ نے اپنی حین حیات مین قبر بنائی تھی وہان وصیت کے موافق دفن کیا۔ اور کئی سیر حاصل دہات پرگنات اورنگ آباد کے منجملہ سرکار دولت آباد کے جدا کئے گئے اور پرگنہ خلد آباد کے نام سے موسوم ہوئے اور وہ مزار خلد آرامگاہ کے خرچ کے لئے مقرر ہوئے۔ بادشاہ کی قبر کا چبوترہ سنگ مرمر کا ہے جسکا طول ۳ گز اور عرض ڈھائی گز ہے اور ارتفاع چند انگشت سے زیادہ نہین ہے۔ تعویز مجوف ہے کہ اسکو خاک سے پر کرکے ریحان کو آسین بوتے ہین بادشاہ کا نام مرنے کے بعد خلد مکان رکھا گیا۔ مدت عمر کی انوے سال تیرہ یوم اور ایام سلطنت پچاس سال دو ماہ ۲۷ یوم تھی۔

آخر وقت مین اسنے یہ خط اپنے لکھے ہین کہ جنسے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بڑا خدا پرست اور سچا دیندار تھا۔ اسکو خوف الہی آخر وقت مین ایسا ہی تھا جیسا کہ ایک سچے دیندار کو ہوتا ہے۔

محمد اعظم شاہ کو یہ فقرہ تحریر کیا۔ السلام علیکم و علی من یدیکم۔ پیری رسید ضعف قوی شد و قوت از اعضا رفت۔ یگانہ آمدم و بیگانہ می روم۔ خبر از خود نیست کہ کیستم چیکارہ ام افسوس کہ بے ریاضت رفت افسوس آن باقیماندہ ملک داری و پاسبانی خلائق ہیچ از من نیامد

عمر عزیز مفت رفت. خداوند در خانه دارم و روشنائی آن در چشم تاریک خود نمی بینم حیات پائدار نیست و از نفس رفته نشانے پدیدار نه - و از استقبال توقع مفقود - تب مفارقت کرد و چرم و پوست تنها گذاشت - فرزند کام بخش اگرچه به بیجاپور رفت اما نزدیکی است و آن عالی جاه ازان هم نزدیکتر - عزیز القدر شاه عالم از همه دورتر - فرزندزاده محمد عظیم حکیم الشفا تقریب نزدیک هندوستان رسیده لشکریان همه ببدیت و پاسر اسیمه همچو من مضطر کرا از خداوند تنها گذارند در حالت اضطراب است و چون سیماب بیقرار - نمی فهمند که صاحب نعمتی دارم هیچ باخود نیاورد و ثمره گناهان همراه می برم - نمیدانم که در حق عقوبت گرفتار خواهم شد - هر چند نظر بر الطاف و رحمت امید قوی است - اما نظر بر اعمال و افعال تفکر نمی گذارد و چون از خود گذشتم دیگرے کجا ماند

ع هر چه باداباد ما کشتی در آب انداختیم

اگرچه از خود فته را فکر نمی ماند - چون عالم بستگی نیست همه را بخدا می سپارم - وصیانت بندگان اگرچه پروردگار خواهد کرد لیکن نظر بر عالم ظاهر بر فرزندان هم ضرور است که خلق و مسلمین ناحق کشته نشوند - فرزندزاده بهادر دعا آخرین بگوید وقت رخصت ندیدم اشتیاق باقی ماند بیگم نظاهر اگرچه ملول است لیکن باکی لهذا خدا کرده اندیشی و شات جز ناکامی ثمره ندارد - الوداع الوداع الوداع آخری وقت مین

شاهزاده محمد کام بخش کے نام یه رقعه لکھا ہے - فرزند جگر بند من در عالم اختیار هر چند برضای الهی نصیحت کردم و زیاده از امکان وصایا کردم چون خواست الهی نبود بگوش رضا کسے نه شنیده - حالا که از همه بیگانه میروم بر بے بضاعتی شما ترحم دارم اما چه فائده عذاب و گناه هر چه کردم ثمره آن با خود می برم عجب قدرت است که آمدم تنها و می روم باین قافله عجیب تب ازده روزه مفارقت داشت لیکن تاب نیاورده گذاشت هر جا نظر کنم جز خدا به نظر نمی آید - اندیشه لشکر و لشکریان نظر بر و بال آخرت موجب ملالت خاطر شد - از خود خبرم نیست - گناه بسیار کردم نمیدانم بچه عذاب گرفتار خواهم شد - حراست بندگان اگرچه رب العالمین خواهد کرد اما بر مسلمانان و فرزندان هم لازم است حفظ و احتیاط بندگان بحسب ظاهر ضرور عالیجاه هم نزدیک است انچه لازم بود در حق شما گفته ام و هم بجان و دل قبول

داشته شود نشود که مسلمانان کشته شوند و وبال برگردن این ناکاره بماند شما را بخدا می سپارم
و خود رخصت میخواهم حالت اضطراب است بهادر شاه جائیکه بود است و فرزندزاده ...
عظیم الشان تردد بهند وستان آمده - فرزندزاده بهادر نواحی گجرات حیات النسا بیچرنے
از روزگار ندیده ملول است و حال بیگم بیگم داند و ادے پوری والده شما در بهاری با من بود
ارادهٔ رفاقت دارد - خانه زادان و مردمان حضور چند گندم نما جوفروش اند باید برفق و مدارا
آدمی پروانے کارگیر و پایانداز رد و دراز کشد - شاهزاده محمد معظم کے نام خط مهین پور خلافت
منعم خان از حضور رخصت یافت تا جلد رسیده انچه بر زبان او حواله خواهد شد ابلاغ نماید - از
خود خبر مم نیست که کیستم و کجا می روم و بر سر این عاصی پر معاصی چه خواهد گذشت - حالا از همه
مرخص میشوم و همه را بخدا می سپارم - فرزندان نامدار کامگار را باید که تخالف نه کنند و مجوز
کشت و خون خلق که بندگان خدایند نشوند انچه به نظر می آید طرفه هنگامه برپا شدنی است
ایزد مقلب القلوب توفیق حفاظت خلق الله که ودائع بدائع خلق الله اند چراغ راه سالکان
طریق ریاست و نگداری کناد - اس رقعه کے اس فقره مین - که اودی پوری والده شما
در بهاری با من بوده - لفظ اودی پوری نے بڑے تماشے دکھائے ہین - کوئی تو یه کہتا ہی
که اودی پور کے خاندان مین سے کوئی لڑکی اسکے نکاح مین آئی تھی - کوئی کہتا ہے که
که اودی پوری کی جگہ جودھ پوری ہی سب سے زیادہ لطیفہ یہ ہے جو فرنگستانی تاریخون
مین لکھا جاتا ہی - که اودی پوری ایک عیسائی عورت کا نام تھا وہ گوری بہت تھی وہ جاریجیا
کی رہنے والی تھی - ایک بردہ فروش سے دارا شکوہ نے اسکو خریدا تھا وہ دارا کی محبوبہ بھی تھی
یہی مخفی سبب تھا که دارا نے عیسائی مذہب اختیار کیا تھا جب دارا مارا گیا تو بادشاہ اپنے بڑے
بھائی کی دو بیویون سے شادی کرنی چاہی - انمین ایک راجپوتنی تھی وہ تو زہر کھانے
کو موجود ہو گئی - عالمگیر سے نکاح نہ کیا - مگر اس کرسچن لیڈی نے اسسے نکاح کر لیا - فرنگستانی
تاریخون مین بہت سی ایسی دل لگی کی کہانیان ہین -

انچہ شاہان ہمہ دارند تو تنہا داری

عالمگیر کی خلقت وجبلت مین — دین مین راسخ ہونا داخل تھا۔ وہ امام اعظم ابوحنیفہ کے مذہب پر چلتا تھا اسکے سارے اعمال وافعال وعقائد اس حنفی مذہب کے مطابق تھے۔ وہ فرائض خمسہ اسلام کی جیسی چاہئے تاسیس کرتا تھا اول صلوٰۃ مفروضہ کو اول وقت مسجد مین یا غیر مسجد مین جماعت کے ساتھ پڑھتا تھا اور کل سنن ونوافل ومستحبات کو حضور وخشوع کے ساتھ ادا کرتا تھا مسجد جامع مین جمعہ کی نماز سب مسلمانون اور مومنون کے ساتھ پڑھتا تھا اسکو اس نماز جمعہ کا ایسا خیال تھا کہ اگر وہ شاہجہان آباد یا کسی اور بڑے شہر سے شکار کے لئے چلا جاتا . . . . .

صفات وخصائل بادشاہ اورنگ زیب۔

تو جمعرات کو شہر مین آجاتا کہ نماز جمعہ جامع مسجد مین ناغہ نہ ہو۔ اگر شکار کے لئے زیادہ دنون کے لئے جاتا تو ضرور نزدیک کے قصبہ مین جاکر جمعہ کی نماز پڑھتا عیدین کی نماز سفر وحضر مین جماعت کے ساتھ پڑھتا — دوم رمضان کے روزے رکھتا تھا۔ خواہ موسم کیسا ہی سخت ہو تراویح وختم کلام اللہ مین آدھی رات تک صلحا وفضلا کی جماعت کے ساتھ مشغول رہتا اور عشرہ آخیرہ مین مسجد خانہ مین معتکف ہوتا تھا۔ ہر ہفتہ مین تین دن پیر وجمعرات و جمعہ کو روزہ رکھتا تھا سوم زکاۃ شرعی قبل از جلوس جو تا کل وملبوس خاص کے لئے مقرر کی تھی اور ایام سلطنت مین صرف خاص کے لئے جو مواضع دارالخلافہ اور دوآبہ مین محل نکلسا جدا کئے گئے انکی زکاۃ ہر سال ارباب استحقاق کو دیتا تھا اپنی اولاد کی طرف سے بھی زکات کا حساب کرکے دیتا تھا۔ چہارم حج — ادائے مناسک حج کی حد سے زیادہ تمنا اسکو تھی مگر بعض موانع وعوائق کے سبب سے وہ حج کو نہ جاسکا اسکے بدلہ مین حرمین محترمین کے عاملون کے ساتھ اس قدر رعایت کرتا تھا کہ اسکا حج بمنزلہ حج کبریٰ کے ہوجاتا تھا اتنی مدت سلطنت مین کبھی ہر سال کبھی دو سال مین بہت روپیہ بھیجتا تھا اور یقیناً شریف مین طواف حج اور سلام رسانی کی نیابت کے لئے اور دو مصحف مجید جو اسنے اپنے ہاتھ کے لکھے ہوئے بھیجے تھے انکی تلاوت کے لئے اور تسبیح وتہلیل اور اوراد وعبادات کے ادا کے لئے بہت آدمیون کو وظیفہ دیتا تھا۔ پنجم جہاد جسکا حال اسکی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے وہ ہمیشہ باوضو رہتا

اور کلمہ طیبہ اور اذکار اور ادعیہ ماثورہ کو پڑھتا رہتا اور لیالی متبرکہ مین شب بیدار رہتا اور راتون کو حق طلبی کے واسطے مسجد دولت خانہ مین اہل اللہ سے صحبت رکھتا۔ وہ سن شعور کی ابتدا ہی سے کل ملاہی و مناہی و مسکرات و محرمات سے محترز تھا۔ کبھی اسنے شراب کو لب سے نہین لگایا۔ مسکرات و مغیرات کی بو تک کو دماغ پاس نہین آنے دیا اور سوا اوزوجات حلال کے کسی حرم سے مقاربت نہین کی۔ باوجودیکہ مطربان خوش آواز اور سازندہا و دلنواز پائے تخت مین مجتمع تھے اور اوائل جلوس مین کبھی کبھی سامعہ افروز طرب ہوتا تھا اور اس مین دقیقہ باقی نہ رکھا لیکن کمال تورع و پرہیزگاری کے سبب سرود کے استماع سے کلی پرہیز کرتا تھا۔ اور جو کوئی گویا و نغمہ سرا و مطرب نائب ہوتا تو روزانہ وزمین مدد معاش سے اسکو خوشنود کرتا تھا۔ مرزا اکرم خان صفوی نے کہ فن موسیقی کے ماہرون مین تھا۔ پادشاہ سے پوچھا کہ آپ سرود کے حق مین کیا فرماتے ہین تو اسنے فرمایا کہ لاباس مباح۔ پھر اسنے عرض کیا کہ حضرت سے زیادہ کون استماع کے لیے اہل ہوگا فرمایا کہ مین مزامیر خصوصاً بچاوج کے ساتھ گانا سن نہین سکتا وہ بالاتفاق حرام ہے اسلئے مین نے سرود بھی چھوڑ دیا۔ ایک حکایت سرود کے جنازہ بنانے کی مشہور ہے جسکو ہمنے پہلے لکھا ہے۔ پادشاہ نے اصلا لباس نامشروع نہین پہنا اور ظرف نقرہ و طلا مطلقاً وہ کام مین نہین لایا اور زردوزی لباس و رنگین اور جواہر نگار خود بھی چھوڑا اور امیرون کو بھی منع کر دیا کہ زنانہ لباس پہننا چھوڑ دین۔ انکا لباس ہمیشہ شرعی ہوتا۔ جواہر جنکے پہننے سے ریب و ریبت وافر ہوتی ہے انکے گھر سنگ لیٹ کے بجاے چاندی سونے کے ہونے کہ وہ مشروع و مباح ہون۔ وہ قلیل نوم و غذا مین عبادت خدا کے لئے کرتا۔ اس کی محفل مین غیبت و خبث و کذب کی ناشائستہ باتین نہ کوئی کرتا نہ ہوتین اسنے بندہاے حضور کو تلقین کر رکھی تھی کہ عرض کے وقت معیوب لفظ عبارت حسنہ سے تعبیر کیا جاے ترویج قواعد دین اور تنقید احکام دین مین اور ضلالت و جہالت کے رسوم مٹانے مین اور بدعتون و مناہی و ملاہی کے اڑانے مین ایسی کوشش کی جو پہلے کسی پادشاہ کے عہد مین نہین ہوئی تھی پادشاہ نے ۱۰۶۹ھ مین یہ تجویز کیا کہ کوئی فاضل محتسب مقرر ہو کہ وہ تمام

اقتباس

تمام منہیات و محرمات خصوصاً شراب و بنگ بوزہ کے کھانے پینے کو اور تمام مسکرات
اور زناکاری کو منع کرے اول اس عہدہ پر ملا عوض مقرر ہوا۔ پندرہ ہزار روپیہ سالانہ تنخواہ
مقرر ہوئی اور ہزاری صد سوار کا منصب ملا اور تمام ممالک محروسہ مین صوبہ داروں کے نام
احکام صادر ہوئے کہ وہ اپنے علاقہ مین ایسا ہی ایک محتسب مقرر کرین اور اسکے ساتھ احدی اور
سوار بھی ساتھ رہین کہ اگر کوئی شرع کے پابند ہونے مین حجت کرے تو اسکی تنبیہ تاکید
کرین بعض مورخون نے اس احتساب مین یہ بھی داخل کیا ہے کہ بتون کی سواریان اور
نمائشین بھی نہ ہونے دین غرض امور احتساب کا فہ انام اور خواص و عوام پر بغایت
جاری تھے۔ طوائف نے فواحش کو دارالخلافہ سے باہر نکال دیا اور تمام ممالک محروسہ مین یہ
حکم جاری کیا کہ شہر سے باہر کسبیان رہا کرین۔ اس طائفہ کے معدوم کرنے مین اور
بدکاریون کے پھیلنے کا احتمال تھا اسلئے اسنے شہر کی آبادیون سے دور بسنے کا حکم دیا۔
اور پہچان کے لئے انکو لال کپڑے پہننے کا حکم دیا اسی وجہ سے فرنگیون مین انکا نام لال مشہور ہوا
مملکت مین باوجود اس وسعت کے سوا حد سیاسات شرعیہ کے کوئی اور
سیاست کام مین نہین آتی۔ ہرگز باقتضاء قوت غضبی و استیلا بنفس کسی ذی انسانی کی حیات
کی بنا کے خراب کرنے کا حکم دینے کا کسی کو یارانہ تھا۔ بادشاہ قتل کا حکم خود دیتا۔
عالمگیر نے کسی ایک ہندو کو بھی زبردستی مسلمان نہین کیا مگر اسکے عہد کی تاثیر ایسی تھی
کہ دارالخلافہ اور اطراف مین ہنود مسلمان ہوتے جاتے تھے۔ جو ہندو مسلمان ہوتا۔
اسکو جہام شرعیہ کے ناظم بادشاہ کی بارگاہ مین لاتے اور اسکے اشارہ سے کلمہ طیبہ کی
تلقین کرتے اور بادشاہ انکو خلعت و انعام و نقود دیتا اور بقدر حال اسکے عطایا سے
نوازش کرتا۔ اور جو ممتاز ہنود مسلمان ہوتے وہ بیواسطہ بادشاہ پاس آتے اور بادشاہ
انکو خود اپنی زبان سے کلمہ کی تلقین کرتا۔ خلاع اور عنایات سے انکو کامیاب کرتا
اواسط ایام سلطنت مین اسنے ہندؤن پر شریعت کے موافق جزیہ مقرر کیا جسکی
یہ معلوم ہوا کہ اسلام کے مطیع ہنود ہین وہ اکبر کے عہد مین موقوف ہوگیا تھا جس کے

ہندوان مسلمان ہوتے اور انکو نوازش کرتا۔

سبب سے مسلمانون کے دلی خیرخواہ ہندو ہو گئے تھے۔ مگر اب پھر اسکے جاری ہونے سے ہندؤن کا دل دکھا اور وہ پادشاہ کے بیری بن گئے۔ اسنے ایک حکم گشتی تمام حکام پاس بھیجا کہ ہندو اہل قلم یک قلم آیندہ نوکر رکھے جائین اور حکام کے ماتحت جو عہدے خالی ہون تو انکی جگہ مسلمان نوکر رکھے جائین مگر یہ حکم صرف کاغذی تھا اسپر عمل نہ ہوا۔ وہ فقط ہندؤن کے دل ناراض کرنے کے لئے کام آیا اورنگ زیب کے عہد مین ہندو نوکرون کی کچھ کمی نہین ہوئی۔ اسنے ایسے احکام بضرورت جاری کر کے ہندؤن کو شکستہ خاطر کیا کہ سوائے راجپوتون کے کوئی گھوڑے اور پالکی اور ہاتھی پر بغیر حکم سوار نہ ہو۔ عالمگیر کا تعصب مذہبی بھی عجب ہندؤن کا دل دکھانے والا تھا۔ گو کبھی اسنے کسی ہندو کو تلوار اس سبب سے نہین لگائی کہ وہ ہندو تھا کبھی اسنے کسی ہندو کو زبردستی مسلمان نہین کیا۔ ہندؤن کی جو مذہبی عبادات اور رسومات قدیم سے چلی آتی تھین انکو نہین روکا مگر بایں وہ کین کہ جنسے ہندؤن کا دل ناراض ہو گیا۔ ۔۔۔ بنارس مین بشیشور اور بندرماد ھو کے عالی شان مندرون کو خاک مین ملایا۔ متھرا مین گوبند دیو کا مندر توڑ پھوڑ برابر کیا جزیہ جاری کیا۔ نوکری کی بات مین فقط کاغذی حکم دل دکھانے والا دیا۔ گو مسلمانون نے اپنے عہد سلطنت مین بتون کو توڑا اور مندرون کو ڈھایا۔ مگر اسسے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کا اثر ایسا کم نہین ہوا جیسا کہ تعلیم انگریزی اور مشنریون کے مواعظ سے ہوا ان دونو باتون سے ہندؤن کے دلون مین بت پرستی کی جگہ خدا پرستی یا لامذہبی نے لے لی وہ پکار پکار کے کہنے لگے کہ بت پرستی حماقت و گناہ ہے یا ہمارے انجیل مذہب مین نہین ہے۔ غرض جو سلطنت اسلامیہ مین ظاہر بتون اور بت خانون کی کمی ہوئی۔ مگر باطن مین ہندؤن کے دل بت خانے بنے رہے۔ مگر اب اسکے خلاف حال ہوا کہ گو ظاہری بت اور بت خانے بہت دکھائی دیتے ہین مگر تعلیم یافتہ ہنود کے دلون سے بت پرستی کوسون دور بھاگ گئی ہے تعلیم یافتہ ہنود آجکل یہی قوم مین برآوردہ ہین۔

عطایا عام و خیرات و برہمو ترجمان۔

اسکی عطایا عام مین سے یہ ایک ہی کہ غلات و جوبات اور وجوہ راہداری اور محصول
رقمشہ اور اور اموال سائر کو معاف کر دیا خصوصاً محصول تنبا کو کو کہ جسکی آمدنی مبلغ خطیر تھی
اور اسکا عملہ ان لوگون کی ناموس کی بے ستری کرتا۔ جنپر اسکو احتمال تنبا کو کے چھپا کر
لے جانیکا ہوتا۔ کل ممالک محروسہ مین ہندو مسلمان پر تعیل لاکھ روپیہ سالانہ کا محصول معاف
کر دیا۔ دوئم یہ ہی کہ اجداد و نیاگان کے مطالبات کو اولاد پر معاف کر دیا پہلے دستور
تھا کہ اولاد کی تنخواہ اور مناصب و وجہ موروثی مین سے باپ دادا کے
مطالبات کی بابت اہل دیوان عظام اور مستوفیان ممالک بسبیل تدریج رفع کرتے
اور ہر سال مبلغ کلی اس جہت سے خزانہ عامرہ مین داخل کرتے جسکے سبب بادشاہ
نسبت پریشان حال ہوتے بادشاہ نے دفاتر مطالبات پر قلم عفو کھینچا اور ناظمان
دیوانی کو حکم دیا کہ کل بندہائے درگاہ مین سے منصبدار دو بیستی سے ہفت ہزاری
امیر تک اس مطالبہ سے جو انکے اجداد و نیاگان کی بابت واجب الادا ہو معاف کرین
اور مطالبات کی بابت کچھ تعرض اور مزاحمت نہ کرین اور منصبدار دو بیستی سے چہار
صدی تک کمی منصب کے سبب سے جو انکے باپون پر مطالبہ ہو وہ معاف کیا جاے۔ اور
پانصدی سے ہفت ہزاری تک جو مطالبہ انکے باپون کی بابت ہو اسکو انکی وسعت
حال اور استطاعت و وجوہ کے موافق لازم الادا جانین اگر انہون نے مطالبات کی برابر
میراث پائی ہو تو مہینون اور سالون مین بہ تدریج مطالبہ کو وصول کرین اور اگر
اس قدر میراث نہ پائی ہو تو وہ مطالبہ بقدر ترکہ وصول کرین۔ اور اگر یہ تحقیق ہو
کہ متروکہ مطلقاً نہین پہنچا ہو تو اسکو بالکلیہ وجہ مطالبہ کی ادا سے معاف و
مرفوع القلم کرین۔ یہ عطا اسکی کروڑون روپیہ سے زیادہ کی تھی اسکی مبرات
عام مین سے ایک یہ ہے کہ اس مملکت مین بہت سی راہین اور سرائین ایسی تھین کہ ایسی
مسافر خانے اور سرائین نہ تھین۔ مسافرون کو انمین راحت اور آسایش نہ
ملتی تھی بعض راہون مین خاص کر اورنگ آباد سے اکبر آباد تک اور لاہور سے

کابل تک خلائق کو سفر کرنے مین سخت تکلیف واذیت ہوتی تھی۔ اسلئے بادشاہ نے حکم دیا کہ
ان ممالک کثیر المسالک مین جسجگہ سرا اور رباط نہو سرکار خاصہ سے سرائے وسیع سنگ وخشت وآہک و
گچ سے نہایت مضبوط اور مستحکم بنائی جائے جسمین بازار و مسجد و چاہ پختہ وحمام بنایا جائے اور ہر منزل
مین مسافرون کے لئے ایک منزل گاہ بنائین جسمین وہ اپنی سواری واشیا و موال کو رکھین اور یہ بھی
حکم دیا کہ جو پرانی سرائین مرمت طلب ہون انکی مرمت کی جائے اور جہان پل کی ضرورت
ہو وہان پل بنایا جائے ایسے کامون مین بادشاہی خزانہ کا بہت روپیہ خرچ ہوتا ہی ایسے
حکمون سے ہندوستان کی راہون مین وہ امن آبادی ہی کہ مراحل و منازل و جبال و صحرا مین بھی وہ
امنی کے سبب سے شہرون کا حکم رکھتے ہین۔ جب بادشاہ کو اول سال جلوس مین معلوم ہوا کہ بعض مساجد و
معابد اسلام کہنگی کے سبب سے بے رونق ہوگئے ہین تو بادشاہ نے حکم دیا کہ تمام ممالک محروسہ مین ۔ ۔
جہان کہین کوئی مسجد پرانی شکستہ ہوگئی ہو تو سرکار خاصہ سے اسکی مرمت کی جاے۔ یا وہ از سر نو بنائی
جائے امام موذن خادم اور سائر خرچ مسجد مثل فرش وچراغ وغیرہ سرکار سے مقرر کیا جائے ہر سال
اس کام مین بھی بہت روپیہ خرچ ہوتا اور بلغور خانے (محتاج خانے) متعدد دار الخلافہ اور اور شہرون
مین عاجز و مساکین کے لئے مقرر تھے۔ مرآۃ عالم مین لکھا ہے کہ اسکے باپ کے عہد مین ۹ ہزار روپیہ سالانہ
اور مستحقون مین ہر سال پانچ مہینے مین اسطرح تقسیم ہوتا تھا کہ محرم و ربیع الاول کے ہر ایک مہینے
مین بارہ ہزار اور رجب مین دس ہزار اور شعبان مین پندرہ ہزار اور رمضان مین تیس ہزار باقی سات
مہینون مین کچھ نہین تقسیم ہوتا تھا تو اسنے حکم دیدیا کہ ان مہینون مین بھی ہر مہینہ مین دس ہزار روپیہ
خیرات ہوا کرے کل سال مین اسطرح ۹۰ ہزار روپیہ خیرات ہوتا تھا۔

بادشاہ نے اپنی کشور وسیع مین تمام بلاد و قصبات مین فضلا و مدرسون کو لائق وظیفہ و روزانہ اور
اور امالک مقرر کئے تھے اور طلبہ علم کی وجہ معیشت و خورحالت و استعداد مقرر کی۔

چونکہ بادشاہ دل سے یہ چاہتا تھا کہ کافہ اہل اسلام مفتی بہا مسائل علماء مذہب حنفی پر عمل کرین اور
مسائل مذکورہ کتب فقہین فتضات کا اختلاف ہی اور فقیہون نے روایات ضعیفہ بھی لکھدی ہین اور
انکے اقوال مختلفہ کتابون مین مخلوط ہین اور مہذا اسکے مجموع پر ایک کتاب جامع نہین۔ اور

اور جبتک بہت کتابین جمع نہ کی جاوین اور کسی کو تبحر وافی اور دستگاہ وسیع و تتبع کافی علم فقہ مین نہ ہو استنباط مسئلہ نہین کرسکتا اسلئے بادشاہ کا عزم مصمم یہ ہوا کہ ہندوستان کا ایک وہ مشہور علماء اور معروف فضلاء کا اس فن کی کتب مطولہ معتبرہ پر جو کتابخانہ سرکار شاہی مین فراہم ہین انظار تتبع ڈال کر استخراج مسائل مفتی بہا کرے اور اسکے مجموعہ کو ایک نسخہ جامعہ مین ترتیب دی تاکہ سب کو استکشاف مسائل معمول بہا پر سہولت کے ساتھ قدرت حاصل ہو۔ اس کام کی سرکردگی شیخ نظام کو تفویض ہوئی اور علماء کے فریق کو وظائف شائستہ دیئے گئے۔ چنانچہ دو لاکھ روپیہ صرف اس کتاب کے لوازم مین خرچ ہوا اُس کا نام فتاوی عالمگیری رکھا گیا اُسنے اور کتابون سے مستغنی کردیا۔

بادشاہ کے کمالات کسبیہ یہ ہین کہ علوم دینیہ تفسیر و حدیث و فقہ سے واقف تھا اور تصانیف محمد غزالی اور انتخاب مکتوب شیخ شرف یحیی منیری و شیخ زین الدین و قطب محی الدین شیرازی اور اس قبیل کی اور کتابین ہمیشہ زیر مطالعہ رکھتا وہ حافظ قرآن تھا ابتداء حال مین اسکو کچھ سورتین یاد تھین مگر بادشاہ ہونے کے بعد کل کلام اللہ حفظ کیا تاریخ شروع حفظ سنقرئک فلا تنسی اور تاریخ اتمام لوح محفوظ ہی۔ خط نسخ لکھنے مین اسکو کمال قدرت تھی۔ شاہزادگی مین ایک قرآن اپنے ہاتھ سے لکھکر مکہ معظمہ بھجوایا اور ایام شاہی مین دوسرا قرآن شریف لکھکر مدینہ منورہ مین بھجوایا جسکی جدول اور لوح اور جلد مین سات ہزار روپیہ خرچ کیا سوا ان دو قرآنون کے پنج سورہ اور سور قرآنی لکھین وہ خط نستعلیق اور شکستہ بھی خوب لکھتا تھا قطعے لکھا کرتا تھا اور بعض اوقات بادشاہزادون اور امراء کو خطوط اور فرمان و رقعات اپنے ہاتھ سے لکھتا تھا کوئی دن ایسا نہ ہوتا ہوگا کہ وہ خود اپنے ہاتھ سے دو چار سطرین نہ لکھتا ہوگا۔ اسکو فارسی کی انشا پردازی مین ملکہ تھا اور نظم مین بھی مہارت رکھتا تھا۔ فارسی زبان بڑی سلاست و ملاحت سے بولتا تھا ترکی چغتائی خوب جانتا تھا ان ہندوؤن سے جو فارسی نہین جانتے تھے ہندی خوب بولتا تھا۔ شعر کے باب مین یہ آیت الشعراء

یتبعھم الغاوون سکے ذہن نشین تھی اسپر تمسک ہی کر وہ استماع شعر پر بیفایدہ توجہ نہین کرتا تھا اشعار مدح تو کیا سنتا۔ ہان کسی شعر مین موعظت کا مضمون ہوتا تو اسکو سنتا۔

نکرد بہر رضائے خدائے عزوجل ✤ نہ چشم سوئے غزال و نہ گوش سوئے غزل

اسنے ملک الشعرا کا عہدہ تخفیف کردیا مگر موزون طبع و عالی دماغ شاعرون سے دربار خالی نہ تھا بعض دفعہ ایسے شعرا اور قصیدے شعرا رکھ کر لاتے کہ بادشاہ سلامت کو سر دھنا ہی پڑتا مگر جب شاعر پڑھ چکتے تو انکو ارشاد ہوتا کہ آیندہ ایسے بیسود کام مین اپنی اوقات ضایع نہ کرین جن مورخون نے یہ لکھا ہے کہ اسنے شعر کہتے اور پڑھنے کی ممانعت کی وہ مبالغہ ہے۔ اسکی خود رقعات عالمگیری مین استادون کے شعر لکھے ہین بعض اوقات وہ خود شعر کہتا چنانچہ اسکا یہ شعر مشہور ہے بیت

غنیم عالم فراوان است و من یک غنچہ دل دارم ✤ چسان ریزش شبہ ساعت کنم ریگ بیابان را

وہ اپنے بیٹون کو بیاضون مین اشعار لکھاتا تھا۔ علم نجوم و رمل وغیرہ کو اپنے مذہب کے موافق باطل جانتا تھا۔ اسلئے اسکے عہد مین نجومیون کا ستارا اور رمالون کا بھی پاسہ پلٹ گیا۔ ہندؤن کی رسوم کے موافق جو نجومیون سے کام کرنے کی ساعت پوچھی جاتی تھی وہ موقوف کردی۔ تقویمین جو پہلے دفتر مین کام آتی تھین انکو دفتر سے خارج کیا۔

وہ اپنے اولاد کو قواعد و آداب سپاہ گری و علم صید و شکار و کمانداری و تفنگ اندازی و تازی اور علوم دینی و دنیوی مین تعلیم کرتا اور حرم سرا مین تو لڑکیون کو بھی اکتساب عقائد حقہ دینیہ و احکام ضروریہ و تحصیل خط و سواد کی تعلیم کرتا تھا۔

اولاد کی تعلیم

بادشاہ نے یہ منصفانہ حکم جاری کیا کہ اگر بادشاہ نے کوئی شرعی حق تلفی کی ہو تو اسپر عدالت مین گوشمالی کی جاوے اور اسلئے اسنے ساری ممالک کی کل عدالتون مین وکیل شرعی مقرر کئے کہ وہ عدالت مین مقدمہ دائر کرکے شریعت کے موافق اسکی تحقیقات کرائین۔ غربا کو الہ دین سے نہین ہوتی کہ وہ بادشاہ تک پہنچکر اپنی حق رسی کی داد فریاد کرین اسلئے یہ وکیل شرعی کے ذریعہ سے معرفت یہ مقدمات دائر ہوا کرین یہ اسی بادشاہ کی عدالت تھی آپ

عدالت و انصاف

یہ جائز رکھا کہ بادشاہ پرتالش ہوا کرے خلائق کی دادرسی اور رعایا وزیردستوں کے
حال کی پژوہش کے لئے ہر روز بلا ناغہ دیوان عدالت مین اپنی اوقات کو صرف کرتا۔
میر عدل اور داروغہ عدالت تعین کئے ہین کہ وہ مظلومون اور دادخواہون کو اپنی نگاہ سے دیکھکر
اور انکے مطالب و مقاصد کو عرض والا مین پہنچائین اور ایک معتمد کو تعین کیا ہے کہ متصدیان عدالت
جن ضعیفون کے عرض مدعا اور انجاح مطالب سے سبب اغراض نفسانی کے تاخیر کرین تو مستغیث اس معتمد
کی طرف رجوع کرکے اپنی حقیقت حال کی عرائض اسکو دین تاکہ وہ ان عرائض کو نظر شاہی کے
روبرو لائے۔ بادشاہ ان عرائض کو خلوت مین پڑھتا ہے اور عرائض کے حاشیون پر مستغیثون کے
مطالب کا جواب اپنے ہاتھ سے لکھتا ہے مملکت کا نظم و نسق باوجود اس وسعت کے اور دولت
کی حفظ و حراست باوجود اس عظمت کے ایسے ہین کہ سوائے حدود و سیاسات شرعیہ کے
جنکا اجراء عہدہ دارون کو ناگزیر ہے کوئی اور سیاست نہین کرسکتا۔ کوئی شاہزادہ اور امیر
امیرزادہ جو کسی ولایت و صوبہ مین منتظم مہام ہے اسکا مقدور نہین ہے کہ وہ بادشاہانہ
باز پرس اور قہر و عتاب کے سبب سے کسی کے قتل کی جرأت کرسکے جو جراءت کہ تعزیرات اور
عقوبات کی مستحق ہوتی ہے حکام و صوبہ دارون کی عرائض سے اور وقائع نگارون کے
نوشتون سے اسکی حقیقت حال پر بادشاہ کو اطلاع ہوتی ہے بادشاہ شریعت کے موافق
خود حکم سیاست صدور کرتا ہے تو مجرم قتل ہوتے ہین بادشاہ کی عدالت کے سامنے وضیع و شریف
وارث اعلیٰ باز پرس و مواخذے کے لئے یکسان ہین۔ حدود شرعیہ کے اجراء مین اعیان و امرا
و اغنیاء و فقراء بے لحاظ آپس مین متمیز نہین ہوتے۔ جب کوئی عمائد شاہی مین سے مراتب خدمت
و مراسم عبودیت مین کسی فعل زشت کا مرتکب ہوتا ہے تو بحکم آئین شاہی تو اسکی مانند ہی اسکی گوشمالی
واجب ہوتی ہے اسکی جزا تقصیر کے موافق تعزیر ہوتی خدمت سے معزول ہوتا ہے یا رتبہ عزت و اعتبار سے لیا جاتا ہے
یا منصب جاگیر سے برطرف کردیا جاتا ہے اگر چند روز کے بعد اسکا جرم عفو کے قابل ہوتا ہے تو فضل و کرم بخشایش و نوازش کا مورد ہوتا ہے۔
کل بندہائے بادشاہی اسی طرح تنبیہ و تادیب ہوتے ہین اسی طرح بندہائے بنجارہ کے اطوار و اخلاق کی تہذیب ہوتی ہے بادشاہ عفو و تقصیر
مین [illegible] پر عمل کرتا ہے۔ جو امرا و سردار بادشاہ سے برسر جنگ ہوئے

ان سب کے قصور معاف کردیئے۔ تمام تاریخ کے پڑھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اسنے کیسی کیسی تقصیرواون کے قصور معاف کردیئے وہ سزا دینے مین نہایت متحمل و متامل تھا۔ حیا و شرم و مردمی اس قدر اُس مین تھی کہ کبھی کلمہ یہ کیک زبان پر نہ لایا۔ کوئی بات کسی کے مُنہ پر ایسی نہین کہتا کہ جس سے دوسرا آدمی شرمندہ ہوتا۔ یا اوسکی ہتک عزت کا باعث ہوتا اور اسکے حال کی تقبیح ہوتی۔ اگر کسی کو زجر و ملامت کے کلمے لکھتا تو اسکے ساتھ لطف آمیز اور عنایت خیز فقرے بھی تحریر کرتا

بادشاہ عدل و داد ایسی کشادہ پیشانی و نرم خوئی سے کرتا کہ ہر روز دو تین دفعہ استادہ ہو کر دادطلبون کو بلاتا وہ بے مبالغت بارگاہ معدلت مین جو قوق جو آتے اور بادشاہ کی غایت توجہ کے سبب سے بغیر کسی خوف و ہراس و ہیبت و دہشت کے اپنا عرض مطلب کرتے اور اپنا انصاف پاتے۔ اگر وہ اپنے بیان کو بہت بڑھاتے اور خارجی باتین بہت بناتے اور مبالغہ کرتے تو بادشاہ بھلا بے دماغ چین بہ جبین نہین ہوتا۔ بارہا بار یافتون نے حضور سے عرض کیا کہ ایسی مستغیثون کو جسارت نہین دینی چاہیئے تو فرمایا کہ ایسے کلمات کے سُننے سے اور ایسے امور کی امثال کے واقع ہونے سے ہمارے نفس کو ملکہ تحمل حاصل ہوتا ہے۔

حزم سے مراد ہماری اس صفت سے ہے جسکے سبب سے آدمی اور آدمیون پر بے جا اعتبار نہین کرتا۔ اورنگ زیب نے جو باپ سے سلوک کیا تھا اسکو وہ زندگی بھر مین ایک لمحہ بھی نہین بھولا اسکو حزم و احتیاط کے سبب یہ اندیشہ رہا کہ کہین میری اولاد بھی میرا حال وہی نہ کرے جو مین نے باپ کا کیا اسلئے وہ سارا اختیار اپنے ہاتھ مین رکھتا۔ بیشہ اپنے افسرون کو ایک مقام سے دوسرے مقام مین بدلتا رہتا کہ وہ ایک جگہ اپنی اقامت کے سبب سے اپنا تعلق ایسا نہ پیدا کرلین کہ پھر اسکا توڑنا مشکل پڑے۔ سب سے زیادہ وہ اپنے بیٹون کے حال احوال چال ڈھال سے بڑی اپنی احتیاط کرتا۔ آٹھون پہر خفیہ نویس اور جاسوس انکے پیچھے لگائے رکھتا جب انکو فوج کے ساتھ روانہ کرتا تو انکے ساتھ اتالیق مقرر کرتا ان کے سب کاموں کو اپنے قابو مین رکھتا مگر اسکے ساتھ ہی اپنے رقعات نصیحت آمیز اور شفقت انگیز تحائف کے ساتھ بھیجتا۔

بیٹوں میں شاہزادہ معظم کو قید کیا اور قید سے چھوڑا تو کابل کی صوبہ داری پر اپنے سے
بہت دور بھیجا۔ ذوالفقار کی تحریر سے بادشاہزادہ کامبخش سے آشفتہ خاطر ہوا مگر
اُسسے اُسکا دل بہت جلد صاف ہوگیا اپنے لاڈلے بیٹے مرزا اعظم شاہ کا اُسنے اسطرح امتحان
کیا کہ اسکو شکار میں ساتھ لے گیا اور اُسکے ساتھ کے آدمیوں کو راہ میں روکتا گیا جب اسکے
ساتھ آدمی نہ رہے تو اپنی بھری بندوق اسکے ہاتھ میں دی۔ پھر ایک خیمہ میں لیجاکر ایک عجیب و
غریب تلوار اسکو دکھائی جو خاندان میں بطور یادگار چلی آتی تھی۔ تنگی کرکے اسکے جوہر دکھائے
اور خود گرمی کا بہانہ کرکے ننگا ہوگیا۔ غرض اس طرح خوب اسکا ... امتحان کرلیا اور اپنا
اعتبار اسکے دل میں بٹھا دیا۔ تو اُسکو رخصت کیا۔ مورخ لکھتے ہیں کہ بعد اس معاملہ کے
یہ شاہزادہ باپ سے ایسا ڈرتا تھا کہ جب اسکا خط آتا تو اسکا چہرہ زرد ہوجاتا تھا

کوئی سرکار و صوبہ نہ تھا جسمیں سوانح نگار جا بجا مقرر نہ ہوں وہ روزنامچہ لکھتے
تھے۔ اور یہ روزنامچے بادشاہ کی نظر سے گذرتے تھے۔ وہ جزئیات اور کلیات اور
طور و طریقہ صوبہ داروں اور حکام و عمال کے آنے سے اعلےٰ تک بالکل حضور میں معلوم
تھے اور عدالت کے موافق وہ اپنے حسن عمل کے پاداش اور سوء کردار کے کیفر پاتے
ان واقعہ نویسوں کے سوا ایک معتمد خفیہ مقرر تھا۔ یہ سوانح و حقائق ملک و سر رشتے شخص کی
اطلاع بغیر لکھتا۔ اگر واقعہ نگار اپنی کسی غرض کے سبب سے بعض امور کی نگارش میں نقص الامر
سے تجاوز کرتا تو معتمد مذکور کے نوشتے سے اصل حقیقت حال کھلجاتی۔ اس طرح کسی اہلکار
کی بدوضعی اور بدکرداری چھپ نہیں سکتی تھی۔ شاید کوئی خیال کرے کہ بادشاہ کو ایسی
جزئیات کی طرف متوجہ ہونا اسکو کلیات پر نظر کرنے سے محروم کرتا ہوگا۔ مگر اس بادشاہ
کا یہ جوہر ہمیشہ زمانہ کو تعجب و حیرت دلائیگا کہ اسکی نظر جیسی جزئیات پر تھی ایسی ہی
اعاظم امور ملکی اور کلیات مہمات پر توجہ تھی وہ جزئیات کی تہ پر ایسا جھٹ پٹ
پہنچ جاتا تھا کہ اسکو کچھ توجہ ہی کرنی نہیں پڑتی تھی۔ ہر سرکار اور صوبہ کے سوانح نگار
جو واقعات لکھ بھیجتے تھے انپر بے تکلف ہدایتیں لکھتا چلا جاتا تھا۔ امرا اور رشتہ

بادشاہ کی جزئیات پر نظر۔

اور سرداران کو معاملات ملکی کے باب کی تحریرات جو دبیران سلطنت پیش کرتے تھے انکی اصلاح دیدیتا اور اپنی قلم سے کسی فقرہ کو لکھ دینا کچھ بات ہی اسکے نزدیک تھی۔

پادشاہ فنون رزم آزمائی و آرائی و مراتب لشکر کشی و جہان کشائی مین مہارت رکھتا تھا حسن توکل و ثبات و استقلال ایسا تھا کہ اپنے اعوان و انصار کی قلت اور دشمنون کی کثرت پر خیال نہ کرتا خدا کی عنایت کے بھروسہ پر اعتماد کرتا خواہ دشمنون کا کیسا ہی ہجوم ہو وہ میدان رزم و عرصۂ کارزار سے منہ پھیرنا نہین جانتا تھا۔ بہت دفعہ ایسا اتفاق ہوا کہ اسکے لشکر کی جمعیت پراگندہ ہوگئی اور تھوڑے آدمی اس پاس رہ گئے اور دشمنون کی افواج جمعیت و شوکت سے ہنگامۂ آرائی کارزار ہوئی مگر اس پادشاہ خصم افگن و دشمن شکن نے استقامت و پائداری ایسی اختیار کی کہ کوہ کی طرح سیلاب لشکر انبوہ سے اپنی جگہ سے نہ ہلا۔ حسن صبر و ثبات و نیروے ہمت و پردلی سے رایت غلبہ و استیلاء کو بلند کیا اور مظفر و منصور ہوا۔ یہ اسکی عادت مین داخل ہے کہ رزم و جنگ مین جب نماز کا وقت آتا ہے تو وہ اپنی سواری سے اُتر کر طمانیت سے اسکو پڑھتا ہے پادشاہ کا لشکر بلخ مین تھا اور عبدالعزیز خان سے مقابلہ آرائے صف کارزار ہوا اور بلخ کی فوج نے جو مورو مار سے زیادہ تھی لشکر شاہی کو حلقہ مین کرلیا۔ عین ہنگامہ پیکار کی گرمی مین ظہر کی نماز کا وقت آیا باوجودیکہ بندہائے ظاہر بین نے منع کیا مگر وہ گھوڑے سے اُترا اور جماعت کا صف آرا ہوا اور فرض و سنت و نوافل کو کمال اطمینان سے ادا کیا۔ عبدالعزیز خان نے جب یہ خبر شجاعت اثر سنی تو وہ اس استقلال پر ایسا متحیر ہوا کہ اسنے جنگ سے ہاتھ اُٹھایا اور زبان سے کہا کہ ہا چنین کسے در افتادن بر افتادن است من ہستانش باللہ لستیوحش من غیر اللہ۔ جو شخص خدا سے مانوس ہوا وہ غیر اللہ سے موحش نہین ہوتا۔ یہ ایک سعادت خداداد آسمین تھی کہ ناملائم امور کے وقوع سے اسکے چہرۂ احوال پر ملال نہ ظاہر ہوتا اور سوانح مسرت بخش اور حصول مقاصد سے اسکے چہرہ سے فرح و انبساط کے آثار نہین ظاہر ہوتے۔ چنانچہ محاربات عظیمہ مین

جب اسکو فتوح ہوتین اور امرا اسکو مبارکباد دینے آتے تو وہ اسپر کچھ توجہ نہین کرتا اور اور شگفتگی جو اس قسم کی فتوحات سے چہرہ پر ظاہر ہونی چاہیئے وہ نہ ظاہر ہوتی۔ حاصل یہ کہ اوقات شدت و رخا و برخ و راحت و اندوہ و شادی مین اسکا حال ایک و تیرہ پر رہتا امور مرغوبہ کی وقوع پر منعم حقیقی کا شکر و سپاس بجا لاتا۔ اور مکروہات پر صبر و سکون و ثبات نفس فرماتا۔ بشاشت و انبساط مین اسکا خندہ حد تبسم سے نہین گذرتا اور قہر و شورش جبلی کے وقت سوائے چین بجبین ہونے کے زیادہ عتاب نہ کرتا۔

اسکی تاریخ کو اول سے آخر تک پڑھتے تو معلوم نہین ہوتا کہ خدا نے اسکو کیا استقلال دیا تھا کہ کبھی اپنی جگہ سے نہ ہلا اور ارادہ سے نہ ٹلا۔ چودہ برس کی عمر مین جب بائی نے اپنی سونڈ سے اسپر کمند ڈالی تو اسنے اپنے گھوڑے سے ایسا پیل بند ڈالا کہ فیل کو مات کیا جب شاہجہان نے کہا کہ بیٹا ایسی جگہ لڑا نہین کرتے ہٹ جاتے ہین تو اس وقت بیٹے نے ہاتھ جوڑ کر عرض کیا کہ غلام کو خدا نے ہٹنے کے لئے نہین پیدا کیا۔

اکیاسی برس کی عمر مین اسکی ہمت و استقلال کو دیکھیے کہ قلعون کے فتح کرنے کا اور دشمنون کے شکار کرنے کا شوق ان پہاڑون مین پیدا ہوا جنکی راہین کاٹنا پہاڑ کاٹنے سے زیادہ مشکل۔ پھر انمین خیمون کے اندر گرمی اور برسات کے دنون کا کاٹنا۔ کبھی فقط آسمان ہی کے شامیانے کے نیچے رات بسر کرنا اور اپنے شاہانہ مکانون اور آرامگاہون کا چھوڑنا اور پھر دشمنون سے سینہ بسینہ لڑنا۔ چالین چلنا اور روز فوج کشی کرنا اس صاحب کمال پادشاہ کا کام تھا ان کوچون اور مہمون مین جو اس پیرانہ سالی مین اسنے بے تکان و بے تکلف اٹھائین وہ اچھے جوان اور طاقتور سپاہیون سے نہین اٹھ سکتین جن برساتون مین وہ ان گرم ملکون مین رہا انمین طوفانون نے کیا کیا تکلیفین اسکو پہنچائین جب وہ برسات مین کوچ کرتا تو دشوار گذار ندیون اور غرقاب دیون اور دلدلی ریتون اور تنگ تاریک و تاریک راہون مین گذرنے سے کیا دشواریان پیش آتین ایسے مقامون مین اقامت کرنی پڑتی کہ جہان کھانے پینے کو مشکل سے میسر ہوتا تھا اکثر حادثات ایسے واقع ہوئے کہ بار برداری کے سارے جانور

مشکلات کی بھیٹ ہوتے جنکے سبب سے فوج لنگڑی ہوجاتی۔ خیمون کے اندر کوچ اور مقامون
مین گرمی کی شدت سے نہایت تکلیف ہوتی تھی۔ گرمی کا موسم پانی کی کمیابی۔ پیاس کی شدت
پانی کی قلت سمجھ لوکہ کیا مصیبت دکھاتی ہوگی ان سب آفتون پر ایک وبا آفت وبا کی تھی۔
بعض اوقات وہ لشکر مین پھیل کر بادشاہی سپاہ پر ایسی دست اندازی وسفاکی کرتی تھی
کہ تیمنون کا مقدور نہ تھا کہ وہ کرتے وہ ہزارون کی جان کا کھلیان کرتی اور دشمنون کا بال
بیکا نہ کرتی۔ مگر واہ عالمگیر تیری اس استقلال پر قربان جائیے کہ آب وہوا قحط ووبا
سب نے تجھ پر وار کئے مگر تیری ہمت واستقلال نے سب کو ٹال دیا کوئی محنت تجھ کو
درماندہ کوئی مصیبت تجھکو افسردہ نہ کرسکی۔ ترس وبیم وخوف وہراس تیرے آس پاس ہوکر
نہ گذری۔ ان مصائب کے اوقات مین کوئی کارخانہ ایسا نہ تھا کہ جسپر اسکی توجہ نہ تھی۔ کوئی
حصہ سپاہ کا اسکے حکم بغیر قدم نہین اٹھا سکتا تھا جسوقت کسی فوج کے کوچ کا حکم دیتا
تو ضرور اسکی منزلین اور سفر کی ہدایتین بھی خود لکھ کر یا لکھوا کر بھیجتا۔ اپنے افسرون سے
قلعون کے نقشے منگاتا اور انکے وہ مقامات بتلاتا جہان وہ حملہ کرکے فتح پاتے۔ دکن
مین بیٹھا تھا۔ مگر اتر پچھم پورب کی خبر رکھتا تھا وہان کے حاکمون کے نام خطوط لکھتا اور
فرمان جاری کرتا۔ پٹھانون کو ناہموار ملکون مین سڑکون کے بنانے کے نقشے بتلاتا۔
ملتان اور آگرہ کے فسادون کے مٹانے کی اور قندھار دوبارہ تسخیر کرنے کی تدابیر سوچ
سوچ کر بتلاتا۔

تقسیم اوقات۔

بادشاہ صبح صادق سے پہلے اٹھتا ہی اور وضو کرکے مسجد غسلخانہ مین جاتا ہے اور
وقت نماز کا انتظار کرتا ہے جب اسکا وقت آتا ہی تو نماز پڑھتا ہی۔ نماز کے بعد کلام
مجید کی تلاوت کرتا ہے اوراد دعیہ ماثورہ واوراد ووظائف معہودہ جو اسکو حق پرستون
نے بتائے ہین پڑھتا ہے پھر وہ اپنی خلوت گاہ مین جو ایک نشیمن خاص ہے آتا ہی۔ اور
اپنے مقربون کو بلاتا ہے اور سریر معدلت ودادخواہی پر بیٹھتا ہی۔ عدالت کے متظلم داد
دادخواہون کو لاتے ہین خواہ وہ اہل دارالخلافہ ومردم حضور ہون یا دور دست بلاد

وصولیون کے ستم رسیدہ ہون اور وہ اپنے وطنون اور مسکنون سے بادشاہ کے پاس عدالت کے لیے آئے ہون۔ غرض انکا استغاثہ وہ خود سنتا ہے۔ قضایا و شرعیہ موافق شریعت کے فیصل کرتا ہے اور مراتب عرفیہ کی تنقیح و تشخیص موافق قوانین سلطنت کرتا ہے جنکا استغاثہ مسکینی و فقیری کا ہوتا ہے انکو خزانہ سے روپیہ دیا جاتا ہے بعد اسکے اکثر اوقات بادشاہ اپنے شبستان مین اور بعض اوقات منظر جھروکہ مین بیٹھتا ہے۔ جھروکہ درشن کے نیچے کے میدان مین ایک خلقت انبوہ ہر صنف و گروہ کی جمع ہوتی ہی۔ بے مانع و مزاحم بادشاہ کو دیکھتی ہی (اس درشن کو بادشاہ نے موقوف کر دیا) اسی میدان مین بادشاہ لشکر کو دیکھتا ہی۔ جمعہ کو وہ جامع مسجد مین جاتا ہے تو قلعہ کے نیچے میدان مین بعض امرا اپنے تابینیون کا ملاحظہ کراتے ہین اور سرکار خاصہ کے فیلخانہ کے متصدی مست ہاتھیون کو جنکا دیوان خاص و عام مین لانا دشوار ہی بادشاہ کو جھروکہ کے نیچے دکھاتے ہین اور کبھی بعض ہاتھیون کو گھوڑون کے پیچھے دوڑاتے ہین تاکہ میدان جنگ مین گھوڑون اور سوارون پر دوڑنے کی مشق ہو۔ کبھی بادشاہ ہاتھیون کی کشتی بھی دیکھتا ہے۔ غرض اس جلوگاہ مین دو گھڑی اور کبھی اس سے بھی کم بیٹھتا ہے اور یہان سے اٹھکر ایوان چہل ستون خاص و عام کے جھروکہ مین بیٹھتا ہے اور اس مین امور عظیم ملکی و کلیات مہمات مالی مین مشغول ہوتا ہے اور بخشیان عظام کی وساطت سے امرا و منصبدارون کے لئے مراتب معاملات اور مہام عرض کئے جاتے ہین اور ایک جماعت تفویض خدمات و اضافہ و مناصب و عطایا اور مراتب سے کامیاب ہوتی ہے یا بعض آدمی اسکی بندگی سے تازہ سربلندی پاتے ہین اور رسم تسلیم کی تقدیم کرتے ہین ایک گروہ صوبون اور بیرونی خدمتون پر تعین ہوتا ہے خلعت لیتے ہین اور رخصت ہوتے ہین اور دولت خدمت اور اضافہ منصب کے امیدوار روبرو ہوتے ہین اور اپنی شائستگی کے موافق اپنے مطالب پر فائز ہوتے ہین گروہ برقندازان جو عبارت سوار انتخابیون سے ہی خواہ منصبدار خواہ احدی اور قرقہ احدیان تیراندازان توسن سیر قرق و بخشی احدیون کے موقف عرض مین پہنچتے ہین اور بادشاہ انکو دیکھتا ہے اور مقربان بارگاہ

اور امیران درگاہ کے وسیلہ سے صوبہ داروں کی اور ہر صوبہ و سرکار کے متصدیوں کی
عرائض اور انکی پیش کشین محل عرض مین آتی ہین - خدمت عرض مکرر کا متصدی احکام
شاہی جو در باب منصب و جاگیر اور مراتب جہات اور اقسام معاملات مین صدور ہوتے
ہین مکرر عرض کرتا ہی اور ہر روز اختہ بیگی کچھ گھوڑے و ہاتھیون کا داروغہ کچھ ہاتھی
آراستہ کرکے روبرو کرتا ہے اگر کوئی گھوڑا یا ہاتھی زبون اور لاغر ہوتا ہے تو اسکے
مستکفل معرض عتاب اور باز خواست مین آتے ہین اسپان داغی اور تابینیون و منصبداروں
کو داروغہ داغ و تصحیحہ دکھاتا ہے اگر کوئی گھوڑا اور سوار نظر مین زبون معلوم ہوتا ہی
تو اسکو رد کرتا ہے تابین باشی معرض عتاب مین آتا ہے اس ایوان مین عرض کلیات
امور و عظایم مطالب جمہور کا انتظام ہوتا ہے چار یا پانچ گھڑی اس کام مین بادشاہ
مشغول رہتا ہے دوپہر سے پہلے بادشاہ اس ایوان سے اٹھکر خاص خلوتخانہ مین
جاتا ہی یہان دوپہر تک وہ رہتا ہے اکثر اعیان دولت، وارکان سلطنت و متصدیان
مہمات اور اہل خدمات اور ایک گروہ گرز برداروں کا اور اہل خاص چوکی اور ایک
جماعت چیلون اور قورچیون کی اور ان آدمیون کی جنکا ہونا ضروری ہی بشرف بار
پاتے ہین اور دیوانیان عظام اور بخشیان ممالک نظام و متصدیان مہام سیورغات
کارخانہ جات کے داروغے اور ارباب خدمات جنکو عرض کی اجازت ہوتی
ہی مطالب و مہمات کلی و جزوی نوبت بنوبت معروض کرتے ہین اور انکے جوابہای بادشاہ
ارشاد کرتا ہے صدر الصدور اہل استحقاق و نیازمندون کو جوق جوق بادشاہ کی
نظر کے سامنے لاتا ہے اور انکے احوال کو عرض کرتا ہی اور یہ گروہ اپنی نصیبہ کے موافق
تعین وظائف اور عطای اراضی مدد معاش اور انعام نقود سے کامیاب ہوتے اور صوبہ داروں
اور حکام اطراف کی عرائض اس محفل باریافتگان قرب کی وساطت سے بادشاہ کی
نظر سے گذرتین بعضکو بادشاہ خود پڑھتا اور بعض کو اورون سے سنتا جو شاہی
احکام ہوتے انکو دستور منشیون کو لکھنے کے لئے کہتا ان کے مسودے بادشاہ کی

نظر سے گذرتے وہ انکو اصلاح دیتا۔ جب منشا شیر جلیل القدر لکھی جاتے تو دستور اعظم انکو
نظر سے پہلے گذارتا بعض فرمانون پر وہ اپنے ہاتھ سے کچھ سطرین لکھ دیتا۔ ہر صوبہ
سرکار کے جو سوانح نگار اطراف کے نوشتے بھیجتے بادشاہ انکو سنتا۔ بعض اوقات
جانوران شکاری باز وجرہ وشاہین وچرغ وبحری ویوز وغیرہ خوش بیگی و
قراول بیگی ملاحظہ کراتے بعض اوقات اصطبل سرکاری کے متصدی بعض پیری چہرہ
گھوڑون کو آراستہ کرکے ملاحظہ کراتے اور انکو سخن عنایت آمیز سے خوش کرتا۔ بعض اوقات
اسی مجلس مین داروغہ عدالت تعینون اور دادخواہون کو حاضر کرتا اور عرض احوال
ومطالب گذارش کرتا۔ بادشاہ انکی داد دہی کرتا۔ ایام ہفتہ مین سے چہارشنبہ کو
خاص عدالت کے لئے مقرر کیا تھا جسمین وہ دیوان خاص وعام مین نہین بیٹھتا۔ تمام
متصدیان عدالت وقاضی عسکر ومفتی وفضلاء وعلماء وارباب عمائم وسخنگان شہر
محفل مین عنایتخانہ مین حاضر ہوتے اور بادشاہ تمام وقت عدل پروری داد گستری مین
مصروف ہوتا۔ جن آدمیون کے یہان ضرورت نہ ہوتی وہ بار نہ پاتے دوپہر تک
بادشاہ ان مشغلون مین مصروف رہتا پھر یہان سے اٹھکر محل مین جاتا اور وہان
خلیل کھاتا کھاتا اور قیلولہ کرتا۔ ظہر کی نماز سے پہلے اٹھتا اور مسجد مین جاتا۔ دو
نفل پڑھتا اور جانماز پر بعد اسکے بیٹھا رہتا تسبیح پڑھتا رہتا۔ جب نماز کا وقت آتا
تو جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا۔ پھر خلوت خانہ خاص مین جاتا اور عصر کے وقت
تک وہین رہتا۔ قرآن شریف کی تلاوت وکتابت کرتا اور مسائل دینی ومطالعہ
کتب اور عارفون کے رسالون کو پڑھتا۔ کبھی کبھی بڑے امیرون کو مصالح ومہمات
ضروریہ کے لئے بلا لیتا اور بعض دادخواہون کی اور مظلومون کی التماس کو سن
لیتا۔ انکا جواب دیدینا۔ کبھی کبھی بادشاہ کے حرم سرا مین سے بیگمین آجاتین
اور مستورات محنت زدہ وبیوون ویتیمون کا حال عرض کرتین۔ ہر ایک اپنے
حال کے موافق عطاء شاہی سے کامیاب ہوتا جب عصر کی نماز کا وقت آتا

تو پھر غسلخانہ کی مسجد مین آتا بعض مہمات ملک و دولت عرض ہوتین اور صبح کے وقت کی طرح یہان امراء کو نشان بجا لاتے امرا اور منصب دار جنکی چوکی ہوتی حاضر ہوتے۔ دستور کے موافق انکو قور دیے جاتے۔ جب شام کے وقت موذن اذان دیتا تو بادشاہ سب کامون کو چھوڑکر اذان سنتا اور مسجد مین جاکر نماز پڑھتا اور دو گھڑی تک وظائف و اوراد مین گذارتا پھر نشیمن غسلخانہ مین آتا اور امور ملک و مال مین مشغول ہوتا۔ اس وقت وزیر اعظم مہمات کلیہ و جزئیہ دیوانی کو عرض کرتا۔ جواب و احکام سنتا۔ جب چار گھڑی رات جاتی اور عشا کی آذان ہوتی تو بادشاہ مسجد مین جاکر جماعت کے ساتھ نماز پڑھتا اور غسلخانہ سے اکثر آدمیون کو رخصت کر دیتا۔ آرامگاہ خاص مین جاتا۔ روز پنجشنبہ کو دیوان خاص عام مین اول روز کے دیوان پر اکتفا کرتا اور غسلخانہ کے دیوان آخر روز کو موقوف کرتا۔ اس دن بادشاہ اس وقت کو عبادت مین بسر کرتا اور وظائف پڑھتا۔ رات دن مین بادشاہ ایک پہر سے زیادہ نہ سوتا تھا۔ رات کو یاد الٰہی مین بسر کرتا تھا۔

اورنگ زیب کے رقعات بھی ایک دفتر دانش ہی۔ اسکے رقعون مین احادیث و آیات قرآنی و اشعار اساتذہ قابل تحریر ہین۔ اسکے مختلف نسخے قلمی اور مطبوعہ درس مین جاری ہین اسکے رقعون کے تین مجموعے موجود ہین انکے نام یہ ہین کلمات طیبات جسکو اسکے میر منشی عنایت اللہ خان نے مرتب کیا۔ دوم رقائم کرائم جسکو دوسرے میر منشی نے ترتیب دی۔ تیسرے دستور العمل آگاہی جو اسکے مرنے سے ۳۸ برس بعد مرتب ہوا پہلے دو مجموعے اسکے خود ہاتھ کے لکھے ہوئے مسودے تھے جو اسنے میر منشیون کو نقل کے لئے دیئے تھے۔ تیسرا مجموعہ بھی اس قسم کا تھا اسمین نہ ترتیب اور نہ تاریخ کا پتا نہ تھا۔ اور اختصار کے باعث اور ان مضمونون کی ناآشنائی کی وجہ سے جنپر اشارے کئے گئے تھے وہ مبہم ہی رہے۔ آداب عالمگیری مین قابل خان نے بہت سے مکتوبات اورنگ کے جمع کئے ہین اور ایسی ہی مکتوبات عالمگیری کا حال ہی اسکے زمانہ کی عمدہ تصنیف یادگار روزگار فتاوی عالمگیری ہی جسکا بیان اوپر کیا گیا۔

تصنیفات اورنگ زیب اور اسکے عہد کی تصنیفات

پہلے دستور یہ تھا کہ مورخ بادشاہون کی تاریخین اور روزنامچے لکھا کرتے تھے۔ چنانچہ اس بادشاہ کے عہد مین بھی منشی محمد کاظم بن محمد امین نے عالمگیر نامہ لکھا جسمین دس سال کی سلطنت کا حال بالتفصیل لکھا ہی اور یہی معتبر تاریخ سلطنت وہ سالہ کی ہی۔ مگر بادشاہ نے اس کے بعد اپنے زمانہ کی لکھنے کی سخت ممانعت کردی کہ کوئی شخص نہ لکھے اب کہا سبب آخر عالمگیری مین تو یہ لکھا ہے کہ بادشاہ بناء باطن کی تائیں کو آثار ظاہر کے اظہار پر مقدم جانتا تھا۔ اسلئے اسنے اپنی عہد سلطنت کی تاریخ نویسی کی ممانعت کردی۔ کوئی سبب اسکا یہ بیان کرتا ہے کہ عالمگیر ایک معجون مرکب شجاعت وفطنت وعناد وعصبیت کا تھا۔ شجاعت اور فطنت کے سبب سے تو اسے وہ کام صادر ہوتے تھے جو بادشاہان عالی مقدار کو شایان ہین مگر عناد اور عصبیت کی وجہ سے وہ افعال ظہور مین آتے تھے جو عظیم الشان بادشاہون کو زیبا نہین ہین اسلئے اسنے عقلمندی سے تاریخ لکھنی بند کردی کہ اسکے یہ کام زمانہ کے یادگار نہ رہین مگر باوجود اس ممانعت کے اسکی سلطنت کے حالات مین پندرہ تاریخین لکھی گئین جنمین سے ایک خافی خان کی تاریخ ہی جو اہل یورپ کے ہاتھ مین اورنگ زیب کی بدکاریان بیان کرنے کے لئے دستاویز ہے۔

ہمیشہ سنی وشیعون کے درمیان معاندت ومخالفت چلی آتی ہی جسکے سبب سے وہ ایک دوسرے کی نیکیون کو نہین دیکھ سکتے۔ یا انکو وہ نیکیان دکھائی نہین دیتین۔ غرض دونو فریق ایک دوسرے کے حالات کو معاندت کی نظر سے دیکھتے ہین۔ نیکیون کے بیان کرنے مین کند زبان ہین اور بدیان کھود کھود کر نکالتے ہین۔ ان دونو فریق کے طرز وتحریر مین یہ فرق ہے کہ اہل سنت کی تحریر مین تقیہ نہین ہوگا اور شیعون کی تحریر مین تقیہ ہوگا۔ خافی خان شیعہ ہے اسکی تحریر عجب تقیہ آمیز ہے اسکی تاریخ کوئی بغور پڑھے تو کسی مغلیہ بادشاہ کی نسبت نیک خیالات پیدا نہ ہون وہ انکے نیک کامون کی تعریف کرکے ایک بات ایسی لکھدیگا جسسے وہ نیکیان خاک مین ملجاتی ہین اگر کسی بادشاہ نے کوئی اچھا قانون جاری کیا تو اسکو لکھ کر تعریف کریگا مگر یہ لکھے گا کہ وہ عمل مین نہین آیا۔ اورنگ زیب نے بہت سے محصول

معاف کئے۔ مگر دارالخلافہ مین اور اسکے گرد انکی تعمیل ہوئی اور باقی اور مقامون مین ان کے سبب سے زیادہ ظلم وستم ہونے لگا وہ ایسا متعصب شیعہ ہے کہ ایک جگہ لکھتا ہی کہ ایران کے صفوی خاندان کے بادشاہ جو دائم الخمر رہتے تھے انہون نے بھی دشمنون سے وہ سلوک نہین کیا جو اس بادشاہ دیندار اورنگ زیب نے اپنے بھائیون اور بیٹون کے ساتھ سلوک کیا۔ وہ طعن وتشنیع وتبرا کرنے مین ایسا کمال رکھتا ہے جس سے معلوم ہوتا ہی کہ وہ فرانسیسی زبان پر فدا ہوا ہی جسمین ایسے مضامین بڑی لطافت وظرافت سے ادا کئے جاتے ہین یہ فرانسیسی طرز اوسنے اپنی فارسی زبان مین خرچ کی ہے۔

مملکت جسپر بادشاہ بلاواسطہ سلطنت کرتا تھا اسکی شمالی سرحد اوزبکون کی سلطنت تک یعنی خیوا اور بخارا کے خانات تک تھی جنوب مین اسکی سرحد وہی تھی جو اب برٹش گورنمنٹ کے احاطہ بمبئی اور مدراس کی ہے۔ مشرق مین پوری تک جو اڑیسہ ہی اور مغرب مین سومنات تک جو گجرات مین ہی۔

اس زمانہ مین انگریزی تاریخون مین اور اخبارون مین بڑی بحثین اس بات پر ہوتی ہین کہ رعایا سے محصولات برٹش گورنمنٹ مین زیادہ کئے جاتے ہین یا سلطنت اسلامیہ مین کئے جاتے تھے۔ اس مین انگریزی محققین تمام حسابون کو لگاکے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ سلطنت اسلامیہ مین رعایا کی گردن پر محصولات کا زیادہ بار تھا۔ برٹش گورنمنٹ سے محصول کم لینی والی سلطنت ہندوستان مین اب تک نہین ہوئی اسکے مخالفت مین یہ کہا جاتا ہے کہ سلطنت اسلامیہ جو رعایا سے محصول لیتی تھی کنوئے سے پانی نکال کر کھیت اور باغ مین دیتی تھی نہ کسی دوسرے ملک کو لیجاتی تھی نہ اپنے خزانون مین جوڑ کر رکھتی تھی۔ غرض یہ ایک بحث ایسی طول طویل ہی جسکے موافق اور مخالف دلائل سے ہزارون صفحون کے منہ کالے ہوئے ہین میرے نزدیک مغربی اور مشرقی سلطنتون کی آمدنی اور خرچون کے طور اور طریقے سے جدا گانہ ہین کہ انکا حساب لگاکے مقابلہ کرنا اور اسکا نتیجہ نکالنا تحقیق کی میزان طبع پر موقوف ہی۔ جو انگریز یہ نتیجہ نکالتے ہین اسکے برعکس ہندوستانی اس تحقیق مین اب سلطنت اسلامیہ کے

محاصل سلطنت کے حساب مین دو دقتین پیش آتی ہین۔ اوّل سکون کی قیمت کی تشخیص مین دوم محاصل کی تفصیل مین کہ کس قدر یہ محاصل زمین کی جمع سے لیا جاتا تھا اور کتنا سا ابواب سے وہ بالاجمال تو ہندوستانی اور انگریزی تواریخ مین تحریر ہین اور بالتفصیل دونوکی تحقیق و تشخیص کی گئی۔ سنہ ۱۵۹۴ سے سنہ ۱۷۰۷ تک روپیہ کی قیمت انگریزی سکون مین بحساب ۱ وسط ۲ شلنگ اور ۳ پنس تحقیق ہوئی ہی جو ہندوستان کے ایک روپیہ ۲ کی برابر ہے۔ جو روپیہ بہت گھس گھسا گیا ہو اسکی قیمت ایک روپیہ اور جو پورا وزن مین نیا روپیہ ہو وہ ایک روپیہ ۳ کا۔ اسمین کچھ اختلاف نہین ہی کہ پہلے حساب دام مین ہوتا تھا اور وہ روپیہ کا ایک چالیسوان حصہ یعنی ۴۰ دام کا ایک روپیہ ہوتا تھا۔ غرض اس حساب سے تحصیل مالگزاری کی تفصیل یہ ہی اس روپیہ کی قیمت وہ سمجھنی چاہیئے جو اوپر بیان ہو چکی

نام پادشاہ	سنہ	روپیہ	سند
اکبر	سنہ ۱۵۹۴	۱۸۶۴۰۰۰۰	ابو الفضل۔
〃	سنہ ۱۶۰۵	۱۹۶۳۰۰۰۰۰	دی لایٹ
جہانگیر	سنہ ۱۶۲۷	۱۹۶۸۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
شاہجہان	سنہ ۱۶۲۸	۱۸۷۵۰۰۰۰۰	محمد شریف
〃	سنہ ۱۶۴۸	۲۴۷۵۰۰۰۰۰	پادشاہ نامہ
〃	سنہ ۱۶۵۵	۳۰۰۸۰۰۰۰۰	سرکاری نقشہ
اورنگ زیب	سنہ ۱۶۶۰	۲۵۴۱۰۰۰۰۰	برنیر
〃	سنہ ۱۶۶۶	۲۶۷۰۰۰۰۰۰	تھیونوٹ
〃	سنہ ۱۶۷۴	۳۰۸۵۰۰۰۰۰	نجتاور خان
〃	〃	۴۰۱۰۰۰۰۰۰	نقشہ جات سرکاری
〃	سنہ ۱۶۹۷	۴۳۵۵۰۰۰۰۰	منسکی
〃	سنہ ۱۷۰۷	۳۳۹۵۰۰۰۰۰	رومیو سیو

ان دو آخر سنون کی تفصیل صوبہ وار یہ ہے۔

	ملک کی جمع (یعنی زمین کی پیداوار سے آمدنی جو بادشاہ کو دی جائے) سنہ ۱۶۹۷ء		زمین کی جمع سنہ ۱۷۰۷ء
۱	دہلی ۱۲۵۵۰۰۰۰	۱	دہلی ۳۰۵۴۸۷۵۳
۲	اگرہ ۲۲۲۰۳۵۵۰	۲	آگرہ ۲۸۶۶۹۰۰۳
۳	لاہور ۲۳۳۰۵۰۰۰	۳	اجمیر ۱۶۳۰۸۶۳۴
۴	اجمیر ۲۱۹۰۰۰۰۰	۴	الہ آباد ۱۱۴۱۳۵۸۱
۵	گجرات ۲۳۳۹۵۰۰۰	۵	پنجاب ۲۰۶۵۳۳۰۲
۶	مالوہ ۹۹۰۶۲۵۰۵	۶	اودھ ۸۰۵۸۱۹۵
۷	بہار ۱۲۱۵۰۰۰۰	۷	ملتان ۵۳۶۱۰۷۳
۸	ملتان ۵۰۲۵۰۰۰	۸	گجرات ۱۵۱۹۶۲۲۸
۹	ٹھٹھہ (سند) ۶۰۰۲۰۰۰	۹	بہار ۱۰۱۷۹۰۲۵
۱۰	مکہ ۲۴۰۰۰۰۰	۱۰	سند ۲۲۹۵۴۲۰
۱۱	اڑیسہ ۵۷۰۷۵۰۰	۱۱	دولت آباد ۲۵۸۷۳۶۲۷
۱۲	الہ آباد ۷۷۳۸۰۰۰	۱۲	مالوہ ۱۰۰۰۹۷۵۴۱
۱۳	دکن ۱۶۲۰۴۷۵۰	۱۳	برار ۱۵۳۵۰۶۰۲۵
۱۴	برار ۱۵۸۰۷۵۰۰	۱۴	خاندیس ۱۱۲۱۵۷۵۰
۱۵	خاندیس ۱۱۱۰۵۰۰۰	۱۵	بیدر ۹۳۲۴۳۵۹
۱۶	بگلانہ ۶۸۸۵۰۰۰	۱۶	بنگال ۱۳۱۱۵۹۰۶
۱۷	تندی (خاندیس) ۷۲۰۰۰۰۰	۱۷	اڑیسہ ۳۵۷۰۵۰۰
۱۸	بنگال ۴۰۰۰۰۰۰۰	۱۸	حیدرآباد ۲۷۸۳۴۰۰۰

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجمین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گول کنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقمون سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء مین افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۷۶۰ء اور ۱۷۰۷ء مین آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہین جو ۱۶۵۸ء مین اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئے اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑایون کے نقصان ہین جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۷ء مین ہوئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین بالاستقلال افزایش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد مین اونیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ کے عہد مین وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب ہوگئی اس مین شبہ نہین ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی مین وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء مین اونیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء مین ۳۴ کروڑ کے قریب ف زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سرشتہ زراعت کا قائم کیا اور معادی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمایش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہی تھے

مرآۃ عالم مین نجابت خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۸۲۰۱۶۰۱۷۴۹۲ دام تھی جس مین سے ۱۳۵۱۸۲۷۹۰۱۷ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتے تھے اور باقی ۴۷۳۴۷۳۱۳۵ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔ زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب تو آسان ہی مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا نہایت دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف کردیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری مین لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف کئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندؤن پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانون پر مقرر کی جسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۷۵ مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہین ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذرون کے لینے اور خلعت دینے مین کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخون مین نہین ہی۔ مگر فرنگیون نے قیاس سے اپنا اپنا بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو ۱۶۰۹ سے ۱۶۱۱ تک ہندوستان مین رہا وہ لکھتا ہے کہ بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹ بیان کرتا ہے کہ ۱۶۹۱ بادشاہ کی آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور آمدنیان محصولون کی تھین۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نمک وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمبلی کیری جسنے اورنگ زیب سے ۱۶۹۵ مین ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی

ان بادشاہون کی آمدنیان ساری ایک ہاتھ مین آتی تھین اور دوسرے ہاتھ مین خرچ ہوجاتی تھین۔ لاکھون سپاہی تھے انکے افسرون اور منصبداروں اور جاگیرداروں اور صدہا طرح کے ملازمون مین یہ آمدنیان خرچ ہوتین۔ اگر امیرون کی تنخواہون کا

نام صوبہ	آمدنی روپیہ	نام صوبہ	آمدنی روپیہ
۱۹ اجمین	۲۰۰۰۰۰۰۰	۱۹ بیجاپور	۲۶۹۵۷۶۲۵
۲۰ راج محال	۱۰۰۵۰۰۰۰	میزان کل	۲۹۲۰۲۳۱۴۷
۲۱ بیجاپور	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۰ کاشمیر	۵۷۴۷۷۳۴
۲۲ گول کنڈہ	۵۰۰۰۰۰۰۰	۲۱ کابل	۴۰۲۵۹۸۳
میزان کل	۳۷۹۵۳۴۵۵۲	میزان کل	۳۰۱۷۹۶۸۶۴
۲۳ کاشمیر	۳۵۰۵۰۰۰		
۲۴ کابل	۳۲۰۷۲۵۰		
میزان کل	۳۸۶۲۴۶۸۰۲		

ان رقموں سے معلوم ہوتا ہے کہ سلطنت کی آمدنی کی ترقی تھی ۱۶۵۵ء مین افزائش جمع کی وجہ ممالک دکن کی آمدنی تھی اور ۱۶۶۰ء اور ۱۷۰۷ء مین آمدنی محاصل زمین کی کمی کی وجہ وہ فسادات ہین جو ۱۶۵۸ء مین اورنگ زیب کی تخت نشینی کی بابت ہوئی اور بعد اسکے قحط ہوا اور دکن کی لڑایون کے نقصان ہین جو اورنگ زیب کی موت سے پہلے ۱۷۰۷ء مین ہوئے۔

سلاطین مغلیہ کی آمدنی زمین کے نقشون سے معلوم ہوتا ہے کہ اس مین بالاستقلال افزایش ہوتی رہی۔ اکبر کے آخر عہد مین اونیس کروڑ کی آمدنی تھی اور اورنگ کے عہد مین وہ چالیس کروڑ روپیہ کے قریب ہوگئی اس مین شبہ نہین ہے کہ یہ آمدنی محاصل زمین کی پیداوار سے تھی اور اس آمدنی مین وہ خراج ہی داخل ہے جو سلاطین مغلیہ ۱۶۰۰ء مین اونیس کروڑ اور ۱۷۰۰ء مین ۳۴ کروڑ کے قریب ف زمین کا محصول لیتے تھے۔ بادشاہ اگرچہ کل زمین کا مالک تھا مگر وہ زمین کی پیداوار کا تہائی حصہ لیتا تھا۔ اکبر نے جو سرشتہ زراعت کا قائم کیا اور معاملی بندوبست جدید کیا اور زمین کی پیمایش کی اور اسکے پیداوار کے موافق جمع شاہی مقرر کی یہی قوانین اورنگ زیب کے آخر زمانہ تک جاری رہی تھے

مرآۃ عالم مین بختاور خان یا محمد بقا نے لکھا ہے کہ جمع ۸۲۰۱۶۰۱۷۴۹۲ دام تھی جس مین سے ۱۳۵۱۸۲۷۹۱۷ دام خالصہ کے تھے یعنی خزانہ شاہی مین داخل ہوتے تھے اور باقی ۳۱۷۴۳۷۳۵۱۷ دام جاگیرداروں اور منصبداروں وغیرہ کو دیئے جاتے تھے۔ زمین کے محصول کی آمدنی کا حساب آسان ہی مگر سائر ابواب کے محصول کا حساب کرنا نہایت دشوار ہے اسلئے کہ یہ ابواب ہمیشہ بدلتے رہتے تھے۔ ۳۸ طرح کے جو محصول اکبر نے معاف کردیئے تھے جنکی تفصیل آئین اکبری مین لکھی ہے اور پھر اورنگ زیب نے بہت سے محصول معاف کئے نئے مقرر کئے۔ جزیہ پانچ فیصدی ہندوؤن پر اور زکاۃ ڈھائی فیصدی مسلمانون پر مقرر کی جسے آمدنی بہت بڑھ گئی ہوگی ۱۶۷۵ء مین ۲۶ ہزار روپیہ جزیہ کا صرف شہر برہان پور سے وصول ہوا مگر یہ امر نہایت مشتبہ ہی کہ یہ جزیہ اور زکاۃ وصول بھی کی گئی امیر بڑی بڑی نذرین دیتے تھے اور بیش بہا خلعت پاتے تھے اسکا حساب بھی کچھ نہین ہوسکتا کہ بادشاہ کو ان نذرون کے لینے اور خلعت دینے مین کچھ بچتا تھا یا خرچ ہوتا تھا۔ کل آمدنی کی تفصیل ہندوستانی تاریخون مین نہین ہی۔ مگر فرنگیون نے قیاس سے اناپ سناپ بیان کیا ہے۔ ولیم ہاکنس جو ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۱ء تک ہندوستان مین رہا لکھتا ہے کہ بادشاہ کی آمدنی پچاس کروڑ روپیہ سالانہ تھی کیٹ بیان کرتا ہے کہ ۱۶۴۱ء بادشاہ کی آمدنی فقط زمین کی پیداوار سے ساڑھے تینتالیس کروڑ روپیہ کی تھی اور اسکے علاوہ اور آمدنیان محصولون کی تھین۔ بندر سورت کے محصول کی آمدنی تیس لاکھ روپیہ اور نمک وغیرہ کی آمدنی گیارہ لاکھ روپیہ کی تھی۔ ڈاکٹر جیمبلی کیری جسنے اورنگ زیب سے ۱۶۹۵ء مین ملاقات کی وہ بیان کرتا ہے کہ بادشاہ کو اپنی موروثی ملک کی آمدنی اسی کروڑ روپیہ کی ہی اس حساب سے سائر ابواب کی آمدنی زمین کی جمع سے بھی زیادہ تھی

ان بادشاہون کی آمدنیان ساری ایک ہاتھ مین آتی تھین اور دوسرے ہاتھ مین خرچ ہوجاتی تھین لاکھون سپاہی تھے انکے افسرون اور منصبدارون اور جاگیرداروں اور صدہا طرح کے ملازمون مین یہ آمدنیان خرچ ہوتین۔ اگر امیرون کی تنخواہون کا

حساب لگاؤ تو وہ کروڑون روپیہ کا ہوگا۔ سلاطین مغلیہ مین شاہجہان کے خزانہ مین کبھی چھ کروڑ روپیہ سے زیادہ نہ جمع ہوا اور اورنگ زیب تیرہ لاکھ روپیہ خزانہ مین چھوڑ مرا۔ سلاطین مغلیہ مین تیمور سے لے کر آخر تک کسی کو روپیہ جمع کرنے کا شوق نہین ہوا۔ آمدنی خرچ برابر رکھتے تھے۔ اور طامس صاحب بادشاہون کی آمدنی کا نقشہ یہ لکھتے ہین۔

نمبر	نام بادشاہ	زمین کا محصول	کل آمدنی
۱	فیروز شاہ تغلق ۱۳۵۱ء سے ۱۳۸۸ء	+	۶۸۵۰۰۰۰۰ روپیہ
۲	بابر ۱۵۲۶ء سے ۱۵۳۰ء	۲۶۰۰۰۰۰۰	+
۳	اکبر ۱۵۹۳ء	+	۳۲۰۰۰۰۰۰
۴	اکبر ۱۵۹۴ء	۱۶۵۷۴۳۸۸	+
۵	اکبر ۱۶۰۵ء	۱۷۴۵۰۰۰۰	
۶	جہانگیر ۱۶۰۹ء سے ۱۶۱۱ء		۵۰۰۰۰۰۰۰
۷	جہانگیر ۱۶۲۸ء	۱۷۵۰۰۰۰۰	+
۸	شاہجہان کا اول زمانہ	۲۲۰۰۰۰۰۰	
۹	شاہجہان کا پچھلا زمانہ	۳۶۰۰۰۰۰۰	
۱۰	اورنگ زیب	۳۸۷۱۹۰۰۰	۷۷۴۳۸۸۰۰۰

شہنشاہ عالمگیر

ہمنے عالمگیر کی خصائل کا بیان عالمگیر نامہ اور مآثر عالمگیری سے نقل کیا ہے جو بالکل سچا معلوم ہوتا ہے خافی خان کے بیان کو پایہ اعتبار سے ساقط جانتا ہون جسکا سبب مین نے اوپر بیان کر دیا ہے وہ لکھتا ہے۔

کہ اولاد تیمور مین بلکہ دہلی کے بادشاہان سلف مین بجز ظاہر ایسا بادشاہ کہ عبارت رعیت وعدالت گستری مین ممتاز ہو۔ سکندر لودی بادشاہ کے بعد جسکی صفات حمیدہ جلد اول مین گذارش ہوئی ہین کمتر دوسرا بادشاہ سریر آرا ہوا ہے وہ شجاعت

وبردباری وراے صائب مین بے نظیر تھا لیکن اس سبب سے کہ رعایت شرع کی پاسداری کرتا تھا۔
سیاست کو کام مین نہین لاتا تھا اور ملک کا بند وبست بے سیاست صورت نہین پکڑتا تھا
اور امرا مین بسبب بخشمی کے نفاق تھا جو تدبیر و منصوبہ کام مین آتا کمتر پیش رفت ہوتا
ہر مہم کو طول ہوتا اور آخر نہ ہوتی۔ باوجودیکہ نوے برس کی عمر ہوئی مگر اسکے حواس
خمسہ مین فرق نہین آیا۔ سماعت مین خلل کچھ ہوگیا تھا مگر وہ دوسرے کو معلوم نہین ہوتا
تھا۔ شب کا بیشتر بیداری عبادت مین بسر ہوتی۔ اکثر لذات جو لازم و ملزوم بشریت
ہین انکو چھوڑ دیا تھا۔

اس مورخ کی یہ تعریف کرنی ایسی ہی ہے جیسے کوئی شخص کسی کے حسن کی بڑی تعریف کرے
اور بعد اسکے تلوار سے گلا کاٹ ڈالے۔ یہ جو اسنے لکھا ہے کہ وہ سیاست نہین رکھتا تھا
اسلئے اسکے کام ادھورے رہتے تھے بالکل غلط ہے۔ کیا اسنے گول کنڈہ و بیجاپور کو
نہین فتح کیا؟ کیا اسنے بگڑے ہوئے راجپوتون کو اپنے عہد مین دبائے نہین رکھا؟ مرہٹون
کو ایک دفعہ کیا اسنے ستیاناس نہین کر دیا؟ اگر وہ زندہ رہتا تو کیا مرہٹون کا سر نہ کچلتا۔
آسام کے راجہ سے کیا اسنے پیشکش نہین لی اور اسکے ملک کا حصہ نہین لیا اسکے بعد جو سلطنت
مین خرابی پھیلی اسکا سبب یہ تھا کہ وہ سلطنت کو ایسا وسیع کر گیا تھا کہ کوئی اسی جیسا جانشین
ہوتا تو اسکو سنبھالتا۔ ہم اسکے خیالات جو بادشاہ کے فرائض کے اور اولاد کی تعلیم و تربیت
تعلیم کے باب مین تھی۔ ڈاکٹر برنیر کے سیاحت نامہ کے ترجمہ سے اصل سے مقابلہ کرکے لکھتے ہین۔

اپنے تیسرے بیٹے اکبر کو ولیعہد بنانا چاہتا تھا اسکے واسطے تالیق مقرر کرنے کے لئے اپنی
ارکین سلطنت اور علما کو جمع کیا اور انکے سامنے اپنی بڑی آرزو یہ ظاہر کی کہ مین اس نوعمر
لڑکے کی تعلیم و تربیت ایسی چاہتا ہون کہ وہ بڑا لایق خالق ہو۔ بادشاہ سے زیادہ کوئی اس
امر کو نہین جانتا تھا کہ یہ امر ضروری ہے کہ شاہزادون کے دلون مین وہ مخازن مفید علوم کے ہون
جسسے وہ قومون پر حکمرانی اور فرمان روائی کے قابل ہون۔
اسکا قول ہے کہ جیسے وہ بلند مرتبگی اور قدرت مین اورون پر فضیلت رکھتے ہین ایسی ہی وہ

اولاد کی تعلیم کے باب مین عالمگیر کے خیالات

فرزانگی اور کوکاری مین افضل ہون وہ خوب واقف ہی کہ ایشیا کی سلطنتون پر جو فتنین اور بلائین
پڑتی ہین اور اینمین بدعملی اور بے انتظامی پاؤن پھیلاتی ہی اور جس سے آخرکار برباد اور تباہ ہوجاتی
ہین اسکا سبب یہی دریافت ہوگا کہ بادشاہون کی اولاد کی تعلیم مضر اور ناقص ہوتی ہی وہ
بچپنے ہی سے روس سرکیشیا۔ منگ یلیا (مغولستان) اور گرجستان (جارجیا) اور سرکیش کی
عورتون اور خواجہ سرابون کی صحبت مین پرورش پاتے ہین۔ وہ اپنے سے بڑون کے آگے
فروتنی اور چاپلوسی کرتے ہین اپنے سے چھوٹون کے اوپر ظلم توڑتے ہین اور غرور سے پیش آتے ہین
جب یہ شاہزادے تخت نشین ہوتے ہین اور محلون کی چار دیواری سے باہر آتے ہین تو وہ اپنے فرائض
منصبی سے جو اس حالت کے لئے لازم ہین بالکل جاہل ہوتے ہین وہ اپنی حیات کی تماشا گاہ مین
ایسے معلوم ہوتے ہین کہ کسی اور ہی دنیا سے آئے ہین یا اول ہی اول کسی تہ خانہ سے نکلے
ہین جو احمقون کی طرح اپنے گرد کی ہر چیز کو حیرت سے دیکھتے ہین یا تو وہ بچون کی طرح
ہر بات کو یقین کر لیتے ہین یا ہر چیز سے ڈرتے ہین حماقت کے سبب ایسے ہٹیلے اور بے احتیاط ہوتے
ہین کہ وہ نیک صلاح کے سننے سے بہرے ہوتے ہین اور برے کاموں کے کرنے مین بے خطر
ہوتے۔ جب انکے سر پہ تاج رکھا جاتا ہے تو وہ اپنی جبلی طبیعت کے سبب یا اُن خیالات
کی وجہ سے جو ابتدائی سے انکے خاطر نشان کئے گئے ہین اپنی تمکنت اور وقار دکھاتے ہین
مگر آسانی سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہری تمکنت و وقار اُن کی اصل خصلت نہین ہی بلکہ
ان صفات کا ایک ظاہری تصنع انکی کسی بری تعلیم کا اثر ہے بلکہ حقیقت مین انکی ان صفات
کا دوسرا نام وحشی پن اور خالی نمایش ہی۔ انکی خوش اخلاقی طفلانہ ہوتی ہی اس سبب سے
کہ وہ اصلی اور بے تکلف نہین ہوتی ایشیا کی تاریخ سے جو شخص آگاہ ہی وہ میری اس بیان
کا منکر نہ ہوگا جینے شاہزادون کے حال کی ہو بہو تصویر کھینچی ہی کیا ایشیا کے
سلاطین آنکھین بند کرکے ظلم و ستم نہین کرتے؟ کیا وہ ظالم بے رحم و بے انصاف نہ تھے
کیا وہ شراب خواری کے ذلیل و کمینہ عادات مین ایسے مبتلا نہ ہوتے تھے کہ جسنے
انکی تندرستی غارت ہوجاتی تھی اور شہوت پرستی مین ایسے مستغرق نہ ہوتے تھے

کہ عقل انکی سلامت نہ رہتی تھی ؟ کیا وہ سلطنت کی کاروبار کرنے کی جگہ سیر و شکار ہی
مین اپنا تمام وقت نہ کھوتے تھے ؟ کتون کی جوڑیون کا خیال انکو بہت رہتا ہے اور
انسے بہت مانوس رہتے ہین مگر ان بیچارے غریبون کی تکلیفون کی پروا نہین کرتے
جو شکار مین ان کڑ یا دشاہون کے ساتھ جانے کی بیگار مین مجبور کئے جاتے ہین اور
گرمی سردی کی شدت اٹھانے سے اور بھوکا اور تکان سے مرجاتے ہین خلاصہ یہ ہے
کہ ایشیا کے سلاطین شیاطین کے بھائی ہوتے ہین اور یہ برائیان انکی بو قلمون ہوتی ہین اور
یہ تلون انمین طبعی میلان کے سبب سے یا انکے ابتدائی خیالات کی وجہ سے ہوتا ہے جو انکے
دلنشین ہوتے ہین کمتر ایسا پادشاہ کوئی ہوتا ہے کہ جو اپنے ملک کی اندرونی مالی و
ملکی حالت سے نہایت ناواقف نہ ہو وہ اپنی سلطنت کی عنان کسی وزیر کے ہاتھ
مین دیدیتے ہین جو اپنی مطلق العنانی کے لئے کہ کوئی اسکے کسی کام کا مزاحم نہو ایسی
تدبیر مین رہتا ہے کہ بادشاہ کسی طرح سے اپنی بد آشنائی سے فرصت نہ پائے۔ اور
اپنے امور سلطنت پر علم نہ ہو اگر وزیر اعظم اعضاء سلطنت کو استحکام کے ساتھ اپنے ہاتھ
مین نہین رکھ سکتا تو بادشاہ کی مان جو اصل مین کوئی لونڈی باندی ہوتی ہے
اور کوئی گروہ خواصسراؤن کا اور ایسے آدمیون کا حکمرانی کرتے ہین جنکی تدابیر ملکی
وسیع اور آزادانہ خیالات پر مبنی نہین ہوتین بلکہ ہمیشہ سازشون کے جوڑ توڑ
کی اُدھیڑبن مین لگے رہتے ہین کہ کسی اپنے ہمجنس کو جلاوطن کرین یا قید کرین یا پھانسی
دین۔ اور اکثر یہ سلوک امیر الامراؤن اور وزیرون سے بھی کرتے ہین انکی ایسی شورش
سلطنت مین کوئی شخص جو کچھ بھی مال رکھتا ہو ایک دن کے لئے بھی اپنی حیات کو یقینی
نہین جانتا۔ پھر ایک دوسری جگہ ڈاکٹر برنیر لکھتا ہے کہ اورنگ زیب نے اپنے استاد
ملا صالح سے کہا (ملا صالح بدخشان کا رہنے والا تھا اور داراشکوہ کا پیر و مرشد
تھا۔ شاہجہان اسکی بہت تعظیم کرتا تھا وہ ۱۶۶۰ء مین کاشمیر مین مرگیا۔ برنیر کا
ملا صالح یہی ہوگا جسنے کچھ عالمگیر کو بھی سکھایا ہوگا) ملا جی مجھے آپ یہ تو

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو اپنے دربار کے اعلے درجہ کے امراء مین داخل کرون؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہون گا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا علم حاصل ہوا؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے بادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اُس کے بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور بادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ بادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور ہندوستان کے زبردست بادشاہ جنہون نے سارے بادشاہون کو گرہن لگایا۔ ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور جہان کے بادشاہ ہین اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ ختطا۔ پیگو۔ سیام۔ چین ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ مہاچین جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے) کے بادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہو آپ کی اس جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز و آئین جنگ اسکے کیا ہین؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھا کے مطلع کرتا کہ مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائی۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے۔ جو اس سے پہلے گذرے اور اُنکی عجیب ذہانت سے جسکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک دائمی احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے آپ اس بات کو بھول گئے کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری بیش قیمت عمر کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو وہ خدا نہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟ آپنے میرے باپ سے جب سنا کہہ دیا کہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون تک ایسے طائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کارآمد نہ ہوئے اور صرف ایسے غیر معین اور فضول خیالات اور توہمات مین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے کہ لوگ اُس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل مفروضہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

بتلائیے کہ آپ مجھ سے بخوشی کیا چاہتے ہین کیا آپ دعوی کرتے ہین کہ مین آپکو اپنے دربار کے اعلے درجہ کے امرا مین داخل کرون؟ تو مجھے اول یہ تحقیق کرنا چاہیے کہ آپ کس درجہ کی عزت کے مستحق ہین۔ مین اسسے انکار نہین کرتا کہ اگر آپ میری نوعمری مین میرے دل کو شائستہ تعلیم سے معمور کرتے تو ضرور آپ اس عزت کے مستحق ہوتے۔ آپ کسی عمدہ تعلیم یافتہ نوجوان کو دکھلائیے تو مین کہون گا کہ یہ امر مشتبہ ہے کہ اسکا باپ یا استاد کون زیادہ شکر گزاری کا مستحق ہے۔ مجھے آپ بتلائیے کہ آپ کی تعلیم سے مجھے کونسا علم حاصل ہوا؟ آپنے مجھے سکھایا کہ سارا فرنگستان (یوروپ) ایک جزیرہ سے بڑا نہین ہے جس مین سب سے زیادہ طاقتور پہلے پادشاہ پرتگال تھا اور اسکے بعد شاہ ہالنڈ اس کے بعد شاہ انگلنڈ اور فرنگستان کے اور پادشاہون کی نسبت جیسے کہ شاہ فرانس اور شاہ اندولیشیا ہین۔ یہ بتلایا کہ یہ پادشاہ مثل ہماری چھوٹے چھوٹے راجاؤن کے ہین اور ہندوستان کے زبردست پادشاہ جنہون نے سارے پادشاہون کو گرہن لگایا۔ ہمایون۔ اکبر۔ جہانگیر۔ شاہجہان ہین جو اقبال مند عظیم الشان کشورستان اور جہان کے پادشاہ ہین اور ایران و ازبک۔ کاشغر۔ تاتار۔ ختطا۔ پیگو۔ سیام۔ چین ماچین (ماچین متقدمین کی کتابون مین بطور تابع مہمل کے چین کے نام کے ساتھ لکھا جاتا تھا۔ بعض کہتے ہین کہ مہاچین جو چین کو ہندو کہتے ہین اسکا ماچین مسلمانون نے بنایا ہے) کے پادشاہ تو سلاطین ہند کے نام سے کانپتے ہین۔ آفرین ہے آپ کی اس جغرافیہ دانی اور تاریخ دانی پر۔ میرے استاد کو یہ لازم تھا کہ وہ مجھے دنیا کی ہر قوم کے حالات سے مطلع کرتا کہ اسکی وسائل آمدنی کیا ہین؟ چین کی قوت کیسی ہے؟ طرز و آئین جنگ اسکے کیا ہین؟ اسکی رسم و رواج و مذہب اور روش حکمرانی کیا ہین۔ کن باتون کو وہ اپنے حق مین مفید سمجھتے ہین؟ ان سب باتون کی سلسلہ وار کیفیت تواریخ مین پڑھکے مطلع کرتا کہ مین ہر ایک سلطنت کی اصل اور اسکے اسباب ترقی و تنزل سے اور حادثات و واقعات سے واقف ہوتا اور ان غلطیون کو جانتا کہ جنکے سبب سے ایسے انقلابات و حادثات عظیم

واقع ہوئے اور قطع نظر اس سے کہ اب مجھکو بنی آدم کی وسیع اور کامل تواریخ سے آگاہ کرتے۔ آپ نے تو ہمارے ان نامور بزرگون کے نام بھی خوب طرح نہین بتائی۔ جو اس سلطنت کے بانی مبانی تھے آپنے تو مجھے بالکل اُن کی سوانح عمری سے اور ان واقعات سے جو اس سے پہلے گذرے اور اُنکی عجیب ذہانت سے جسکے سبب سے اُنہون نے پہلے فتوحات عظیمہ حاصل کین بالکل جہالت مین رکھا۔ بادشاہ کو ضرور ہے کہ وہ اپنے ہمسایہ کے قومون کی زبانون سے ماہر ہو اسکی بجائے مجھے آپنے عربی لکھنا پڑھنا سکھایا اور آپ سمجھے کہ مجھ پر آپ ایک دائمی احسان کرتے ہین کہ میری عمر کا بڑا حصہ اس زبان کے سیکھنے مین ضائع کیا جو دس بارہ برس مین برابر محنت کرنے سے حاصل ہوتی ہے آپ اس بات کو بھول گئے کہ بادشاہزادہ کی تعلیم مین کن کن علوم کے سکھانے کی ضرورت ہے آپنے مجھے علم صرف و نحو سکھایا اور اس علم کا سکھانا جو قاضی کے لئے ضرور ہے واجب جانا جس مین میری بیش قیمت عمر کا بیش قیمت وقت بے سود۔ بے لطف۔ الفاظ کے سکھانے مین ضائع گیا۔ کیا آپ کو معلوم تھا کہ نوعمری کا وقت ایسا ہوتا ہے کہ حافظہ قوی ہوتا ہے اور آسانی سے ہزارون عقلی احکام ذہن نشین ہو سکتے ہین اور ایسی مفید تعلیم ہو سکتی ہے کہ دل و دماغ مین اعلی درجہ کے خیالات پیدا ہون اور بڑے بڑے کامون کرنے کی قابلیت پیدا ہو۔ کیا اپنی نماز پڑھنی اور فقہ اور علوم عربی زبان ہی کے ذریعہ سے سیکھ سکتے ہین؟ کیا ہم اپنی مادری زبان مین نماز پڑھین تو وہ خدا نہین قبول کریگا اور مسائل شریعہ ہم آسانی سے اپنی مادری زبان مین نہین سیکھ سکتے؟ آپنے میرے باپ سے جن سے کہ یہ مجھے فلسفہ سکھاتے ہین اور مجھے خوب یاد ہے کہ آپنے برسون تک ایسے طائل و لغو مسائل سے میرا دماغ پریشان کیا جنکے حل ہو جانے کے بعد بھی میری خاطر کو تشفی نہین ہوئی اور وہ دنیاوی معاملات مین کارآمد نہ ہوئے اور صرف ایسے غیر معین اور مفضول خیالات اور توہمات مین جو بڑی مشکل سے سمجھ مین آتے ہین مگر فوراً بھول جاتے ہین اور جسکا نتیجہ صرف یہ ہے کہ دماغ پراگندہ ہو اور عقل چکر مین آئے۔ اور آدمی منہ پھٹ زبان دراز اور ہٹ دھرم ہو جائے کہ لوگ اس سے دق ہو جائین۔ بے شک آپنے میری اوقات گرامی کئی سال تک ایسے مسائل منفروضہ کی تعلیم مین جو آپ کو مرغوب تھے صرف کرائے۔ مگر جب مین آپ کی تعلیم سے علیحدہ

ہوا تو کسی بڑے علم کے جاننے کا فخر نہیں کر سکتا تھا بجز اسکے کہ اسے چند عجیب اور غیر معروف اصطلاحوں سے واقف تھا جو ایک عمدہ فہم کے نوجوان شخص کی ہمت کو شکستہ۔ دماغ کو مختل طبیعت کو حیران کر دیتی۔ اور جو فلسفہ کے مدعیوں کے جھوٹے دعوؤں اور جہالت کے چھپانے کی خاطر جو آپ کی مانند لوگوں کو فیہ ہن نشین کرنا چاہتے ہیں کہ وہ عقل و دانش میں سب سے بڑھے ہوئے ہیں اور یہ کہ انکی تاریک اور مشتبہ المفہوم حق حق و لق لق میں ایسے بہت سے دقایق ہیں جو بجز انکے اور کسی کو معلوم نہیں گھڑ لی گئی ہیں اگر آپ مجھکو فلسفہ سکھاتے جس سے ذہن اس قابل ہو جاتا ہو کہ بغیر برہان اور دلیل صحیح کے کسی بات کو تسلیم نہیں کر سکتا۔ یا آپ مجھکو ایسا سبق پڑھاتے جس سے انسان کے نفس کو ایسا شرف و علو حاصل ہو جاتا ہے کہ دنیا کے انقلابات سے متاثر نہیں ہوتا اور ترقی و تنزل کی حالت میں ایک ہی سا رہتا ہے یا آپ مجھے انسان کے لوازم فطرت اور مقتضیات پیچر (فطرت) سے واقف کرتے مجھے ان سے طریق استدلال کا عادی بناتے کہ تصورات اور تخیلات کو چھوڑ کر ہمیشہ اصول صادقہ بدیہ کی طرف رجوع کیا کرتا۔ اور عالم و مافیہا کے حقایق واقعیہ اور انکے کون و فساد کے ترتیب و نظام کے معارف قطعیہ سے مجھے مطلع کرتے اور جو فلسفہ آپنے مجھے تعلیم کیا ہے وہ ایسے مسائل پر مشتمل ہوتا تو میں اس سے بھی زیادہ آپ کا احسان مانتا جیسا کہ سکندر نے ارسطو کا مانا تھا اور ارسطو سے بھی زیادہ آپکو انعام عطا کرتا۔ ملا جی ناقدردانی کا جھوٹا الزام خواہ مخواہ مجھ پر نہ لگائیے کیا آپ یہ نہیں جانتے تھے کہ شاہزادوں کو اتنی بات ضروری سکھانی چاہیئے کہ انکو رعایا اور رعایا کو انکے ساتھ کسی طرح برتاؤ کرنا لازم ہے۔ اور کیا تم کو اول ہی یہ خیال کر لینا واجب تھا کہ میں کسی وقت میں تاج کی خاطر بلکہ اپنی جان بچانے کے لئے تلوار پکڑ کر اپنے بھائیوں سے لڑنے پر مجبور ہونگا کیونکہ آپ خوب جانتے ہیں کہ سلاطین ہند کی اولاد کو ہمیشہ یہی معاملے پیش آتے رہتے ہیں بس آپ کبھی لڑائی کا فن یا کسی شہر کا محاصرہ کرنا یا فوج کی صف آرائی کا طریقہ سکھایا تھا؟ مگر میری خوش طالعی تھی کہ میں نے ان معاملات میں ایسے لوگوں سے کچھ سیکھ لیا تھا جو آپ سے زیادہ عقلمند تھے۔ آپ اپنے گانوں کو چلے جائیے

بادشاہی فرائض کی نسبت عالمگیر کے خیالات بلند۔

ایک بڑے امیر نے اورنگ زیب سے عرض کیا کہ حضور جو کام مین اس قدر محنت و شقت اُٹھاتے ہین۔ اس سے خوف ہے کہ مبا دا صحت جسمانی بلکہ قوائے دماغی کے اعتدال اور طاقت کو کچھ نقصان پہنچے۔ اسکو سُنکر بادشاہ نے اس ناصح عقلمند کی طرف سے تو مُنہ پھیر لیا گویا سُنا ہی نہین اور ذرا ٹھیر کر ایک اور بہت بڑے امیر کی طرف جو نہایت دانا اور ذی علم تھا متوجہ ہوکر فرمایا کہ آپ تمام اہل علم اس باب مین متفق الرائے ہین کہ مشکل اور خوف کے زمانہ مین بادشاہ کو جان جوکھون مین پڑجانا اور ضرورت کے وقت رعایا کی بہتری کے لئے جو خدا نے اسکے سپرد کی ہے تلوار پکڑکر میدان جنگ مین جان دیدینا فرض و واجب ہے۔ مگر اسکے برعکس یہ بیک اور بامتیر شخص یہ چاہتا ہے کہ رعایا کے آرام اور آسایش کے لئے مجھے ذرا بھی تکلیف اُٹھانی نہ پڑی اور بغیر اسکے کہ انکی رفاہ و فلاح کی تدبیرون سوچنے مین مجھے ایک رات بھی بے آرام رہنا پڑے یا انکی خاطر بھی بے عیش و عشرت اور لہو و لعب کے بسر ہو۔ یہ مدعا یون ہی حاصل ہوجائے اور اسکی یہ رائے ہے کہ مین اپنی تندرستی کو مقدم جانون اور زیادہ تر عیش و عشرت اور آرام و آسایش ہی کے امور مین مصروف ہون اور اسکا نتیجہ یہی ہوسکتا ہے کہ مین اس وسیع سلطنت کے کام کو کسی وزیر کے بھروسہ پر چھوڑ بیٹھون مگر معلوم ہوتا ہے کہ اُسنے اس امر پر غور نہین کیا جس حالت مین مجھے خدا نے بادشاہی خاندان مین پیدا کرکے تخت پر بٹھایا ہے تو دُنیا مین اپنے ذاتی فائدے کے لئے نہین بھیجا بلکہ اوروں کے آرام کے لئے محنت کرنا فرض کیا گیا ہے بس میرا کام یہ نہین ہے کہ اپنی ہی آسایش کی فکر کرون البتہ اُن ہی کی رفاہ کی غرض سے جسقدر آرام لینا ضروری ہے اسکا مضائقہ نہین ہے اور بجز اس حالت کے کہ انصاف اور عدالت اسکی مقتضی ہو یا اقتدار سلطنت کے قائم رکھنے یا ملک کی حفاظت کے لئے ضروری ہو اور کسی صورت مین رعایا کے آرام و آسائش کا نظر انداز کرنا جائز نہین ہے اور رعیت کی آسایش اور بہبودی ہی ایک ایسی چیز ہے کہ جسکا فکر مجھے ہونا چاہیئے مگر یہ شخص اس بات کی تہ کو نہ پہنچا کہ اس آرام سے جو یہ میرے لئے تجویز کرتا ہے کیا کیا قباحتین پیدا ہونگی

اور یہ اسکو معلوم نہین کہ دوسرے کے ہاتھ مین حکومت کا دیدینا کیسی بات ہے اور سعدی نے جو یہ لکھا ہی کہ بادشاہون کو چاہیئے کہ بذات خود کاروبار سلطنت کا بوجھ اپنی اوپر لین زیبا ہے کہ بادشاہ کہلانا چھوڑ دین تو کیا اس بزرگ کا یہ قول لغو ہے پس اپنی دانست سے کہدیجئے کہ اگر ہم سے تحسین و آفرین حاصل کرنا چاہتا ہے تو جو کام اسکے سپرد ہے اوسکو اچھی طور سے کرتا رہی اور خبردار ایسی صلاح جو بادشاہون کے سننے کے لائق نہین ہے پھر کبھی نہ دے اور افسوس ہے کہ تن پروری اور آرام طلبی اور ایسے خیالات سے بچنا جو دوسرون کی بہبودی کے فکر و تردد مین آدمی کو گھلا ڈالتے ہین انسان کا طبعی اور جبلی امر ہے پس ایسی فضول صلاح کارون کی ہمکو حاجت نہین اور عیش و آرام کی صلاحین ہماری سکھین بھی دے سکتی ہین۔ یہ تو برنیر کے بیان سے نقل کیا گیا ہے العلم عند اللہ عالمگیر نے جو وقعات اپنے باپ کی اسکی قید کی حالت مین لکھے ہین انمین اس نے یہ صاف صاف بیان کیا ہے کہ مین صرف آپ کو بار سلطنت سے سبکدوش کرنے کے لئے جسکے اٹھانے کی طاقت آپ مین نہین رہی۔ یہ کام کرتا ہون مین آپ سے محبت کرنے پر خلقت کی آسایش اور آرام کو ترجیح دیتا ہون اور ایسی ہی فرائض سلطنت بیان کئے تھے کہ اوپر لکھے گئے۔ ان رقعون کو ظفرنامہ شاہجہان کے آخر مین نکال کر پڑھو تو تم کو سب حال باپ کے قید کرنے کا اور بھائیون کے مارنے کا معلوم ہو جائیگا

عالمگیر کی سلطنت کا جلوس اور اسکا مآل

سنہ ۱۶۵۸ء مین اورنگ زیب تخت پر بیٹھا اسکا باپ قید مین تھا اسنے اپنا لقب عالمگیر رکھا جو ایک بے نظیر تلوار کا نام تھا۔ جو شاہجہان نے اپنے قید کی حالت مین اس پاس بھیجدی تھی۔ سنہ ۱۷۰۷ء تک سلطنت کی۔ ہندوستان مین جتنے مسلمان بادشاہ گذرے ان سب مین وہ زیادہ دیندار اور صاحب قدرت اور قوت تھا اسکی سلطنت کو وہ وسعت تھی جو دنیا مین بڑی بڑی سلطنتون کو ہوئی ہے۔ اسکے عہد مین خاندان تیموریہ کی سلطنت اپنی معراج پر پہنچی اسنے پچاس برس تک بڑے کروفر شان و شوکت سے سلطنت کی اول اسکو مجبوری باپ سے سرتابی کرنی پڑی اگر وہ یہ نہ کرتا تو دارا شکوہ بھلا اسکو کب سلطنت

کرنے دیتا اور جیتا چھوڑتا بھائیون کو بھی اسکو ضرور مارنا پڑا وہ مدعیان سلطنت تھے۔ دنیا کا دستور یہی ہے کہ جو شخص سلطنت کا دعویٰ کرے اسکو بادشاہ مارے یا قید کرے یا ملک سے خارج۔ اسکو بھی یہی کام بھائیون کے ساتھ کرنے پڑے۔ جو عالمگیر اس سبب سے بُرا کہتے ہین کہ اس نے باپ کو قید کیا اور بھائیون کا خون گردن پر لیا۔ وہ انصاف نہین کرتے۔ در سلطنت خویشی نیست کے مقولہ کو نہین سمجھتے اگر وہ باپ اور بھائیون کے ساتھ یہ سلوک نہ کرتا تو تخت سلطنت پر ایک دم کے لئے قدم نہین رکھ سکتا تھا اور اپنی جان نہین بچا سکتا۔ جو اسنے بھائیون کا حال کیا وہ حال اسکا بھائی کرتے ایسے فسادات تو اس خاندان مین ارث مین ملے تھے انکی شکایت کیا۔ اسکی برابر کوئی بادشاہ مدبر نہین ہوا۔ اسنے اپنی حسن تدبیر سے کابل و قندھار کے پٹھانون کو سر نہین اٹھانے دیا انکو تابع رکھا شاہ ایران سے اتحاد رکھنے کا خواستگار رہا اور بڑے بڑے شاہان اسلام غیر ملکون نے اسکے دربار مین سفیر و تحفی تحائف بھیجتے تھے اور دوستانہ خط و کتابت رکھتے تھے راجپوت بگڑے۔ مگر پھر اسنے انکو اپنے عہد مین مطیع رکھا۔ بادشاہ دکن مین اپنے زمانہ مین ہمیشہ سے کارنمایان کر چکا تھا اسکو فتح دکن کی ایسی دھن تھی۔ کہ اپنی سلطنت کے آدھے زمانہ مین اپنے سپہ سالارون کو بھیج بھیج کر اہل دکن سے لڑاتا رہا اور آدھی مدت سلطنت مین خود دکن مین جاکر معرکہ آرا ہوا۔ دکن مین مسلمانون کی پانچ سلطنتین تھین جنمین سے تین بیدر۔ احمد نگر۔ ایلچ پور۔ (برار) تو پہلے ہی اسکی تخت نشینی سے سلطنت مغلیہ مین داخل ہو چکی تھین اب اس نے باقی دو بیجاپور اور گول کنڈہ کو بہت محنت شاقہ اٹھا کر فتح کیا اور اپنی سلطنت مین ملایا اور وسعت سلطنت کو کمال پر پہنچایا۔ مشرق مین اسام پر میر جملہ نے معرکہ آرائیان کین جنمین فتح یابی اور نا کامیابی دونو ہوئین۔ ساحل مالابار پر فرنگیون کی گھٹا کا ٹکڑا اٹھا اور گھٹا ٹون پر جما امید تھی کہ اسے عالمگیر کی ہوا یون ہی اڑا کر بے نشان کر دیگی مگر امید کے برخلاف اسنے وہ طوفان بلا خیز اٹھا کہ ہندوستان مین سلطنت اسلامیہ پر اسنے پانی پھیر دیا

اسکا سبب یہ بیان کیا جاتا ہے کہ بیجاپور اور گول کنڈہ کے مسلمانون کی سلطنتون کے سبب سے دکن مین مسلمانون کی حکومت قائم اور غالب تھی اور انکے سبب سے امن امان اور انتظام رہتا تھا اور مرہٹون پر خوب اسکا رعب داب رہتا تھا جب وہ برباد ہوکر ممالک محروسہ شاہی مین شامل ہوئے تو اسکے متعلقین خواہ خواص خواہ عوام پراگندہ اور منتشر ہوگئے پٹھانون اور بیجاپور کے ملکون کی سپاہ نے تو پادشاہ کی ملازمت اختیار کی اور جو افسر انمین سے اپنے آقاؤن سے بیوفا بن کر یا بیکار ہوکر پادشاہ کی خدمت اور ملازمت مین آئے انکے دل بڑھانے اور درجہ چڑھانے کے لئے پادشاہ کو اپنے موروثی کارپرداز موقوف کرنے پڑے باقی سپاہ اور اسکے افسر کیا تو سنبھالے سے جا کر ملگئے یا بجائے خود قزاقی اور راہ زنی کا پیشہ کرنے لگے اس طرح دکن فسادون اور فتنون کا گھر بن گیا اور دور کے زمیندار اپنی خودمختاری کے لئے موقع تکتے رہتے اور مرہٹے جو لڑائیان اور قزاقیان کرتے انمین وہ رفیق بننے کو تیار رہتے۔ کیونکہ وہ مرہٹون ہی کو ان افعال غارتگری کا حامی اور مددگار اور مائی باپ جانتے تھے اب یہ کیفیت تو دور کے زمیندارون کی تھی اور جو زمیندار زیر طناب بستے تھے وہ بھی پادشاہ کی حکومت سے خوش نہ تھے دکن کا تاج کا سہرہ کیا سر پر چڑھا تھا۔ ایک کٹارون کا ہار گلے مین پڑا تھا۔ سلطنت کے واقعات عظیم

سنہ ۱۶۵۸ء شاہجہان کی معزولی اور اورنگ زیب کی تخت نشینی۔

سنہ ۱۶۵۹ء اورنگ زیب نے اپنے بھائیون دارا اور شجاع کو شکست دی۔ دارا پکڑا آیا۔ اور پادشاہ کے حکم سے مارا گیا۔

سنہ ۱۶۶۰ء شجاع سے معرکہ آرائی جاری رہی اور وہ شکست پاکر اراکان مین گیا اور وہان گیا۔

سنہ ۱۶۶۱ء مراد کو قید خانہ مین اورنگ زیب نے قتل کرایا۔

سنہ ۱۶۶۲ء میر جملہ کا آسام پر حملہ آوری فتحیابی و ناکامی۔ دکن مین فسادون کا پیدا ہونا۔ بیجاپور اور سیواجی کی لڑائی۔ بعد بہت سی دولت کے انقلابات کے سیواجی نے مرہٹون کی سلطنت کو قائم کیا اور دکن کے ایک حصہ پر قبضہ کیا۔

سنہ ۱۶۶۴ء ۱۶۶۵ء سیواجی نے سلطنت مغلیہ سے بغاوت کی۔ سنہ ۱۶۶۴ء اس نے اپنے تئین راجہ بنایا۔

اور اپنے تئین آزاد کیا۔ بادشاہ نے ۱۶۶۵ء مین اسسے لڑنے کے لئے ایک بڑی سپاہ بھیجی اس نے اسکو مطیع کیا وہ دہلی مین آیا کچھ مقید رہا اور پھر بھاگ گیا۔

۱۶۴۴ء شاہجہان اس دنیا سے سدھارا۔ دکن مین لڑائی اور والی بیجاپور سے معرکہ آرائی۔

۱۶۶۷ء اورنگ زیب اور سیواجی کی مصالحت اور سیواجی کی وسعت مملکت اور گولکنڈہ اور بیجاپور سے پہلی دفعہ خراج لینا۔

۱۶۷۰ء سیواجی کا خاندیس اور دکن کا لوٹنا اور چوتھ لینے کا ڈول ڈالنا۔

۱۶۷۲ء بادشاہ اور سیواجی کی معرکہ آرائیان۔

۱۶۷۷ء غیر مسلمانون پر بادشاہ کا جزیہ مقرر کرنا۔

۱۶۷۹ء بادشاہ کی راجپوتون سے لڑائی۔ شاہزادہ اکبر کی بغاوت جو راجپوتون سے جا ملا اور اسکی سپاہ جو بھاگ گئی۔ شاہزادہ مجبوری مرہٹون سے جا ملا۔

۱۶۸۱ء راجپوتون کے ساتھ بادشاہ کا لڑائی جاری رکھنا۔

۱۶۷۴ء - ۱۶۸۰ء دکن مین مرہٹون کی ترقی ۱۶۷۴ء سیواجی نے رائے گڈھ مین تاج سلطنت سر پر رکھا۔ بادشاہ اور بیجاپور سے لڑا۔ ۱۶۸۰ء مین سیواجی مرا۔ اسکا بیٹا سنبھاجی جانشین ہوا۔

۱۶۸۳ء مین اورنگ زیب نے خود دکن پر حملہ کیا اور لشکر عظیم ساتھ لے گیا۔

۱۶۸۶ء - ۱۶۸۸ء - اورنگ زیب نے بیجاپور اور گولکنڈہ فتح کر لیا۔

۱۶۸۸ء مین انکو اپنی سلطنت مین شامل کر لیا۔

۱۶۸۹ء مین اورنگ زیب نے سنبھا کو گرفتار کیا اور مار ڈالا۔

۱۶۹۲ء مرہٹون کے مختلف سردارون سے لڑائیان۔

۱۶۹۸ء مرہٹون سے جنجی کو اورنگ زیب نے لے لیا۔

۱۶۹۹ء - ۱۷۰۱ء - مرہٹون سے لڑائیان ستارا اور مرہٹون کے اور قلعون کا مفتوح ہونا مرہٹون کی ظاہری بربادی۔

۱۷۰۲ء - ۱۷۰۵ء - مرہٹون کی فتوح -

۱۷۰۶ء - پادشاہ کا احمد نگر مین آنا -

۱۷۰۷ء - اورنگ زیب کا مرنا

عالمگیر کی اولاد

عالمگیر کے اور اوصاف مین سے یہ بھی ایک وصف تھا کہ اُس نے اپنے بیٹون کو طاعت و صلاح و پرہیزگاری و قواعد اطوار سروری و سرداری اور بہت طرح کے ہنر سکھائے تھے - حافظ کلام اللہ علم ادب سے بقدر معتدبہ آگاہ - اقسام خطوط لکھنے سے ماہر زبان ترکی و فارسی خوب جاننے والے تھے - اور بیٹیان بھی عقائد حقہ اور احکام ضروریہ دینیہ سے واقف اور تلاوت و کتابت قرآن مین مشاق تھین -

پادشاہ کے پانچ بیٹے اور پانچ بیٹیان تھین اگرچہ ان شاہزادون کا حال تاریخ مین بیان کیا گیا ہے مگر یہان دونون شاہزادون اور شہزادیون کی لیاقت علمی کا بیان کیا جاتا ہے —

نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات	نام	سنہ ولادت	تاریخ وفات
زیب النسار	۱۰۴۸ / ۱۶۳۸	۱۱۰۳ / ۱۷۰۱	زبدۃ النسار	۱۰۶۱ / ۱۶۵۱	۱۱۰۷ / ۱۷۰۷
محمد سلطان	۱۰۴۹ / ۱۶۳۹	۱۰۸۴ / ۱۷۲۴	اعظم شاہ	۱۰۶۳ / ۱۶۵۳	۱۱۱۸ / ۱۷۰۸
معظم شاہ عالم بہادر شاہ	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۲۴ / ۱۷۱۲	اکبر شاہ	۱۰۶۷ / ۱۶۵۷	۱۱۱۶ / ۱۷۰۴
زینت النسار	۱۰۵۳ / ۱۶۴۳	۱۱۱۰ / ۱۶۹۸	مہر النسار	۱۰۷۲ / ۱۶۶۱	۱۱۱۶ / ۱۷۰۵
بدر النسار	۱۰۵۴ / ۱۶۴۴	۱۰۸۱ / ۱۶۷۱	کام بخش	۱۰۷۶ / ۱۶۶۷	۱۱۲۰ / ۱۷۰۹

بیٹون کا حال یہ ہے کہ سب سے بڑا بیٹا محمد سلطان تھا - نواب بائی اسکی مان تھی - کلام مجید کا حافظ تھا - عربی - فارسی - ترکی - کے لکھنے پڑھنے مین بہرہ کافی رکھتا تھا محاربات مین شجاعت و دلیری دکھائی ۲۱ سنہ جلوس مین وفات پائی —

دوم پسر محمد شاہ عالم بہادر بھی نواب بائی کے بطن سے پیدا ہوا - حافظ قرآن علم قرأت و تجوید سے آگاہ - اس طرح ترتیل و ترسیل سے قرآن پڑھتا تھا کہ اسکے سننے سے سامع کا دل نہ بھرتا تھا - ایام شباب کو زیادہ تر تحصیل علمی مین صرف کیا - علم حدیث مین اوسکو

قدوۃ المحدثین کہتے تھے۔ فقہ مین قرآن و حدیث سے استخراج مسائل کرلیتا تھا۔ عربی زبان ایسی بولتا تھا کہ اہل عرب پسند کرتے تھے۔ فارسی ترکی مین بھی خوب استعداد تھی۔ اقسام خطوط لکھنے مین استاد تھا۔ اکثر شب کے نوافل کو ادا کرتا۔ وظائف کی تقدیم اور قرآن مجید کی قرأت اور حدیث اور تفسیر و فقہ و سلوک کی کتابون کا مطالعہ کرتا۔ وقت پر فجر کی نماز پڑھتا۔ جب ایک دو نیزہ آفتاب بلند ہوتا تو وہ مصلے پر سے اٹھتا بعد اس کے غرفہ مین بیٹھتا۔ اور ستم رسیدون کی ملتمسات کو سنتا اور بقدر مصلحت یہان توقف کرتا۔ بعد ازان . . . . . .

دیوان خاص کو دیوان عام کے بعد آرایش دیتا۔ مقدمات مالی و ملکی بوساطت دیوانون اور بخشیون اور متصدیون کے معروض ہوتے اور لوگون کے مقصد نکلتے ظہر کی نماز کے بعد محل مین جاتا۔ تناول طعام اور قیلولہ کرتا۔ بعد اسکے عصر کی نماز پڑھتا اور پھر مظلومون کی درد کی دوا کرتا۔ مغرب کی نماز سے پہلے قور کے ملازمون کا مجرا لیتا۔ مغرب کی نماز پڑھتا اور عشا کی نماز تہائی رات گئے پڑھتا اور مغرب و عشا کے بین مین عبادت کرتا اور پھر شبستان مین جاکر آرام کرتا۔ یہ بادشاہ کا بیٹا سیدھا سادھا تھا اور باپ کی وہ اطاعت کرتا تھا کہ غلام آقا کی تابعداری کیا کریگا۔ کبھی کوئی بات بلند نظری کی منہ سے نہین نکالتا اور باپ کا کہا ساری باتون مین مانتا۔ اورنگ زیب کا حال بھی نوجوانی مین ایسا ہی تھا کہ وہ بالکل اولوالعزمی سے خالی تھا اسلئے وہ اسکی سادگی کو اپنی سادگی سمجھتا۔ اسکے بعد کا حال تاریخ مین پڑھو۔

سیو مین محمد اعظم دلرس بانو بیگم سے پیدا ہوا جو شاہ نواز خان صفوی کی بیٹی تھی سب بیٹون مین بادشاہ اس بیٹے کو بہت پیار کرتا تھا۔ اکثر بادشاہ اسکو مصاحب بے بدل بدل نزدیک کہتا۔ باپ سے تین مہینے بیس یوم بعد معرکہ آرائی مین مارا گیا۔

بہتمارین محمد اکبر دلرس بانو بیگم کے بطن سے پیدا ہوا ۱۱۱۶ھ مین مرگیا۔

عالمگیر اسمین دو خوبیان بتا تھا - آیا نماز جماعت پڑھتا ہی - کوئی جمعہ ترک نہین کرتا اور مخالفان دین سے کچھ باک نہین رکھتا - دوم مشہد معلے مین امام موسی رضا کے مرقد کی زیارت کی - پنجمین کام بخش بائی اودیپور سے پیدا ہوا اور حافظ قرآن تھا کتب متداولہ مین اور بھائیون سے زیادہ ماہر تھا - زبان ترکی مین اور اقسام خط کے لکھنے مین مہارت تھی شجاعت و سخاوت جبلی انمین تھی - باپ سے دو سال بعد مر گیا -

اب بیٹیون کا حال یہ ہے کہ زیب النسا بیگم بطن بیگم سے پیدا ہوئی - حافظ کلام مجید تھی جسکی عوض مین باپنے تیس ہزار اشرفیان دی تھین وہ علوم عربی و فارسی سے بہرہ تام رکھتی تھی - اقسام خطوط نستعلیق و شکستہ مین خوش نویس تھی - وہ علم کی قدرشناس تھی - کتابین جمع کین تصنیف و تالیف مین مصروف رہتی اربا فضل و کمال کی ترفیہ حال مین توجہ کرتی سرکار شاہی کے کتب خانہ مین جتنی کتابین اس نے پڑھی تھین اتنی کسی اور نے نہین پڑھین - بہت سے علما و فضلا و صلحا و شعرا و منشیان بلاغت دثار و خوش نویسان سخن اسکے انعام سے بہرہ ور ہوتے ملا صفی الدین اردبیلی کشمیر مین رہتا تھا اس حکم سے تفسیر کبیر کا ترجمہ کیا اسکا نام زیب التفاسیر ہے اور اسکے نام پر اور کتابین اور رسالے بھی تصنیف ہوئے ہین سنہ ۱۰۷۲ جلوس مین انتقال ہوا - دوم زیب النسا بھی بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی عقائد حقیہ احکام ضروریہ دینیہ سے آگاہ تھی - بہت سخی تھی - سوئین بدر النسا بیگم - نواب بائی کے پیٹ سے پیدا ہوئی - حافظ قرآن مجید تھی علم دینی سے واقف تھی سنہ ۱۰۷۳ جلوس مین وفات پائی - چہارمین زبدۃ النسا بیگم بیگم کے بطن سے پیدا ہوئی - سپہر شکوہ پسر اراشکوہ سے نکاح ہوا جس مہینہ مین باپ اس مہینہ مین وہ مر گئی - پنجمین مہر النسا بیگم بطن اورنگ آبادی محل سے پیدا ہوئی - ایزد بخش پسر مراد بخش سے بیاہی گئی سنہ ۱۱۱۶ مین وفات پائی فقط

خرید یگا تو اوسکی قیمت گیارہ روپیہ ہے جس مین محصول داخل ہے - ہر حصہ کا حال جدا جدا اشتہار مین لکھا گیا ہے جو اس اشتہار کے ساتھ منسلک ہین اور مسلمانونکی تاریخ جواب نئی چھپی ہے اسکا حال یہ ہے

ہندوستان کی مسلمانون کی تاریخ

ہندوستان کی سلطنت اسلامیہ کی تاریخ مین نے پہلے لکھہ کر منطبع کرائی تھی مگر اب جو تاریخ مین نے لکھی ہے وہ میری پہلی تاریخ سے غیر ہے - اس دفعہ مین نے تاریخ تالیف کرنے کے لئے بڑی سعی وکوشش کی ہے - ہندوستان کے بڑے بڑے کتب خانون سے سوسوا سو تاریخین جمع کین - ان تواریخ کا جمع کرنا ہی بڑا مشکل تہا پہر انمین سے مضامین کا اخذ کرنا اور زیادہ دشوار تہا مین نے ان سے مطالب کے اخذ کرنے مین کوتاہی نہین کی اسکا حال کہ مین نے کسطرح مضامین کو انتخاب کیا - اول جلد کی تمہید مین لکھا ہے - عربی زبان مین کوئی تاریخ جو مخصوص ہندوستان سے ہو میری نظر سے نہین گذری مگر فارسی زبان مین سے زائد تواریخ میرے مطالعہ مین آئیں مگر اونمین تیس کے قریب ایسی تاریخین ہین کہ جنکے پڑہنے کے بعد باقی تاریخون کے مطالعہ کوئی نیا علم تاریخ مین نہین بڑہتا - انکا پڑہنا تحصیل حاصل ہے مین نے ہر خاندان اور ہر بادشاہ کی تاریخ جو مخصوص اوسکے ساتہہ تہی اسکے کل مضامین تاریخ کو بالاستیعاب لکھا ہے - اس تاریخ کی زبان اردو ہے جسکا پڑہنا اور سمجہنا فارسی زبان کی نسبت آسان ہے - اس مین انگریزی تاریخون کے خیالات اور ہندؤں کی تصنیفات سے جو انگریزی زبان مین ہندؤں و مسلمانون کے باہمی معاملات کا بیان تاریخون مین لکھا جاتا ہے وہ تحریر ہوا ہے کہ فارسی کتابون مین نہین ہوتا سواء اسکے بعض فارسی کی نایاب تاریخون سے حالات لکھے گئے ہین غرض اگر کوئی بہت روپیہ خرچ کرکے ساری فارسی کی تاریخون کو جمع کرکے مطالعہ کرے تو اوسکو بھی اس تاریخ سے بہت سی نئی باتین معلوم ہون گی +

محمد ذکاء اللہ ۲۵ جنوری ۱۸۹۸ء

خریدار اپنی درخواست منشی محمد عطاء اللہ مالک مطبع شمس المطابع پاس دہلی چیلون کے کوچہ کے نشان سے بہیجین فقط

مطبع شمس المطابع دہلی